ان التوحید اسّ الطاعات

بفضل واہب منان ترجمہ تبعید الشیطان تقریب غاثۃ اللہفان مسمی بہ

تہذیب الایمان

جامع مضامین توحید وعرفان باہتمام وتصحیح مترجم

مطبع لقی بریلی مین وفق لاذنی طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ علی حلمہ بعد علمہ و علی عفوہ بعد قدرتہ اللھم انی اعوذ بک من الفقر الا الیک و من الذل الا لک و من الخوف الا منک و اعوذ بک ان اقول زورا او اغشی فجورا او اکون بک مغرورا و اعوذ بک من شماتۃ الاعداء و عضال الداء و خیبۃ الرجاء و زوال النعمۃ و فجاءۃ النقمۃ و صلی اللہ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ و سلم تسلیما کثیرا طیبا مبارکا کما یحب و یرضی

بعد حمد و صلوۃ کے احقر زمن محمد احسن صدیقی نانوتوی خدمت مین برادران دینی کی عرض کرتا ہی کہ حسب فرمایش جناب مستطاب مستغنی عن الالقاب منشی محمد جمال الدین صاحب بہادر مدار المہام ریاست بھوپال کی مین کتاب تبعید الشیطان تبقریب غاثۃ اللہفان کا ترجمہ زبان اردو سلیس مین کیا امید جناب حدیث سی یہہ ہی کہ اس سی لوگونکو نفع پونہچا دی اور اس بندہ ناچیز اور منشی صاحب کے لئی اسکو باقیات صالحات مین سی کری نام اس ترجمہ کا تہذیب الایمان ہی ناظرین سی توقع ہی کہ دعاء خیر سی محروم نفرماوین کہ مقصد اصلی یہی ہی اب چند باتین متعلق اس ترجمہ کی عرض کیجاتی ہین اول یہہ کہ ترجمہ اس کتاب کا لفظی نہین بلکہ محاورہ اردو کی موافق کیا گیا ہی اسی جہت سی ترجمہ اردو مین تقدیم و تاخیر الفاظ کی متن عربی کی نسبت کرنا اور بسیط حکا تبدل و تغیر بضرورت کرنا پڑا ہی دوم یہہ کہ کتاب عربی صرف ایک نسخہ تھا دوسرا باوجود تلاش کے نملا اور چونکہ نسخہ مذکور مین غلطیان اکثر جگہہ تہین تو اگر آیات قرانی اور احادیث مین پائی گئین وہ تو قران مجید اور تطابق کتب حدیث سی درست کردی گئین اور جو اغلاط کہ اور طرح کی تہین انمین اگر قرائن سی کوئی غلطی معلوم ہوگئی تو درست کردی ورنہ جس جگہہ میری سمجہہ مین عبارت نہین آئی وہان تین نقطے شک کی حاشیہ پر لکھدئی ہین اور ایسا بہت کمتر ہوا ہی سوم یہہ کہ اصل کتاب مین بعض جا سفیدی چھوڑدی تھی وہان جس طرحکا جملہ یا لفظ مناسب مقام دیکھا بڑہا کر پورا کردیا یا اس مقام کے مضمونکو دوسری کتاب مثل مدارج النبوت و شرح مشکوۃ وغیرہم مین دیکھکر تمام کردیا ہی چوتھی یہہ کہ جس مقام مین بعض ترجمہ احیاء العلوم

امام غزالی کا کرتا تہا اور دو جلدین [illegible] کے اوسی سال یہہ ترجمہ کرنا پڑا علاوہ اسکی ترجمہ کے ساتہہ ہی اس کتاب کا چہپنا بہی شروع ہوگیا اور چہپنی مین کمال جلدی تہی کہ عرصہ سات مہینی مین ترجمہ اور طبع دونو ختم ہوگئی اسجہت سی مجکو مہلت نظر ثانی اور تصحیح کامل کی نہین پونہچی جو غلطیان طبع مین نظر سرسری معلوم ہوئین اونکو آخر مین لکہدیا اور چونکہ اسی سالمین قصد فقیر کا جانب حجاز ہوگیا اسنظر سی بہی کچہہ ایک جلدی ہوئی اور ہجوم کاروبار مین زیادہ فرصت نملی بہرحال حتے الوسع مین نے کمال جانفشانی اور درستی اس ترجمہ مین اوٹہائی اور رعایت الفاظ اصل اور درستی محاورہ اور چستی مضمونکو ملحوظ رکہا اور ترجمہ نظم کا نظم مین کیا مگر ایک دو جگہہ کہ اشعار عربی صرف الفاظ کی سند کیواسطی مذکور ہین اونکا ترجمہ زائد از حاجت جانا پانچوین یہہ کہ اس ترجمہ کی عبارت کا مین نے ایسا ڈہنگ ڈالا ہی کہ اگر کوئی چاہی تو عربی عبارت سی علیحدہ کرکے کتاب جداگانہ بنالے اسی جہت سی جملونکی تعلق اور فہم معانی کے لئی اکثر جگہہ کچہہ الفاظ زائد کئی اور بعض جا فصل کو مخل مطلب جانکر وصل سی بدلدیا چہٹی یہہ کہ مضامین اس کتاب کے جیسے تہی مین نے بدستور ویسی رہنی دئی مولف کتاب نے اصحاب ظواہر کی راہ اکثر جا اختیار کی ہی پس مقلدون کے لئی مسائل جزئیہ مین اتباع اپنی امام کا چاہیی مین نے بنظر کم فرصتی و جلدی کے صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہی تحقیق مذاہب اور دلیلون سی تعرض نہین کیا بعض جا جو کچہہ ضرورت داعی دیکہی کچہہ لکہدیا ہی ساتوین یہہ کہ مطالب اس کتاب کی فی زماننا کہ رواج بدعت کا زیادہ ہی بہیئت مجموعی بہت کارآمد ہین ہرچند مؤلف نے بعض جا تقریر آزادانہ و بیباکانہ کی ہی تاہم اگر ناظرین انصاف گزین بنظر استفادہ ملاحظہ کرینگی اور احقاق حق کی مراعات فرماوینگی تو البتہ کیفیت اور حظ اوٹہاوینگی آٹھوین یہہ کہ اس کتاب مین اگر کوئی لفظ مشکل یا اصطلاحی آیا ہی جیسی بیع عینہ اور مساقات اور مضاربت وغیرہ کہ فقہ کی اصطلاحین ہین تو وہ اول جگہہ کتاب مین جہان کہین وارد ہوا ہی وہان اوسکی معنی حاشیہ پر لکہدئی ہین مگر اصطلاح اہل حدیث کو کہین نہین لکہا اوسکی الفاظ سب جو اس کتاب مین وارد ہین ذیل مین اونکی معنی اصطلاحی لکہدئی جاتے ہین +

وآخر دعونا ان الحمد لله رب العالمین

صحیح	وہ حدیث ہی جسکی سند راوی سی لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک متصل ہو کوئی چہوٹ نگیا ہو اور اوسکی سب راوی سچی اور یاد رکہنی والی ہون اور اوسمین شذوذ یعنی لوگونکی روایت کا خلاف اور علت یعنی پوشیدہ اسباب طعن کے نہون +

ضعیف — وہ حدیث ہی جسکی راویون سے کوئی دروغگو یا فاسق یا اور کسیطرح سے مطعون ہو +

حسن — وہ حدیث ہی جسکے راویون مین کسی پر تہمت جہوٹ کی نہوئی ہو نہ شاذ ہو اور وہی الفاظ حدیث کے دوسری طرح سے بھی مروی ہون اسکا رتبہ صحیح کے رتبہ سے کم ہے +

مرفوع — وہ ہی جو خاص آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا مقرر رکہنا ہو +

متصل — وہ حدیث ہی جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوی راوی چہوٹا نہو +

مسند — وہ حدیث ہی جسکے راویون کے نام مذکور ہون +

مشہور — وہ حدیث ہی کہ خاص اہل حدیث کی نزدیک شائع ہو یعنی اسکو بہت سی راویون نے ہر زمانہ مین روایت کیا ہو +

متواتر — وہ حدیث ہی کہ اوسکی راوی اس کثرت سی ہون کہ انکا اتفاق جہوٹ پر عادۃً محال ہو +

موقوف — وہ قول و فعل ہی جو کسی صحابی سی روایت کیا جاوی خواہ سند متصل ہو خواہ کوئی راوی چہوٹ گیا ہو +

مرسل — وہ حدیث ہی جو تابعی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کری کہ آپنے ایسا کہا یا ایسا کیا یعنی ذکر صحابی کا نکری +

منقطع — وہ حدیث ہی جسکی اسناد برابر نہو شروع مین سی خواہ بیچمین سی خواہ اوپر سی کوئی راوی چہوٹ گیا ہو مگر اکثر اوس حدیث کو کہتی ہین جو تبع تابعی صحابی سی روایت کری +

غریب — وہ حدیث صحیح ہی جسکا راوی کسی جگہہ روایت مین اکیلا ہو اور اگر ہر زمانہ مین ایک ہی ہوگا تو وہ فرد کہلاتی ہی +

عزیز — وہ حدیث ہی جسکے راوی ہر جگہہ دو ہون +

شاذ اور منکر — وہ حدیث ہی جو کوئی ثقہ اور معتبر شخص لوگونکی روایت کے خلاف بیان کری +

تعلیق — اس فعل کو کہتی ہین کہ جسکی اسناد کی شروع مین ایک یا زیادہ راویونکو چہوڑ دیا جاوے +

تدلیس — حدیث مین اس فعل کو کہتی ہین کہ راوی جس شخص سی روایت کری اس سی ملاقات کی ہو یا وہ اسکا معاصر ہو مگر اوس سی اوس روایت کو سنا نہو اور ایسی لفظونسی بیان کری جس سی یہہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہی +

معلل — وہ حدیث ہی کہ ظاہر مین تو عیوب سی پاک معلوم ہوتی ہو مگر اوسمین پوشیدہ سبب طعن کی پائی جاتے ہون +

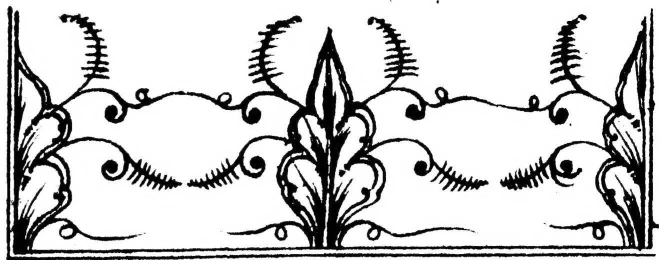
موضوع — وہ حدیث ہی جو کسی نے خود بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا صحابہ کیطرف منسوب کر دی ہو +

اب ترجمہ شروع ہوتا ہی وباللہ التوفیق

بسم الله الرحمن الرحيم

حمداً لك يا من لا إغاثة للّهفان من مصائد الشيطان إلا بتوفيقك وعصمتك ولا دواء للقلوب العليلة إلا بمواد هدايتك ورحمتك تتقرب بسبحانك إلى العبد إذا تقرب إليك وتردّه إلى جنابك بسلاسل الألطاف وقد أعرض عن طلب ما لديك وتفرح بتوبته فرح الفاقد لراحلته ومتاعه في الدوية المهلكة ولا تزال متداركاً له برحمتك في كل حالة إلا أن يلقي بيده إلى التهلكة أشهد أن لا إله الواحد الأحد المنفرد بصفات الكمال المتقدس عن النقائص والأمثال وأشهد أن

ہو



بسم الله الرحمن الرحيم

خدایا حمد تجھی کو سزاوار ہی کہ شیطانکی شکارگاہ مین فریاد کا کوئی دادخواہ
تیری توفیق اور بچاؤ کی سوا نہین اور بجز تیری ہدایت اور رحمت کی بیماردلونکی
کوئی دوا نہین جب بندہ تیری طرف تقرب کرتا ہی تو اوسکی طرف تو تقرب
کرتا ہی اور وہ تیری پاس کی چیز کی جستجو سی اعراض بھی کری تو تو اپنی الطاف
کی زنجیرون سی اُسکو اپنی طرف پھیر لیتا ہی اُسکی توبہ سی تو ایسا خوش ہوتا ہی
جیسی کسیکو اپنی سواری مع اسباب مُہلک جنگل مین کھوئی ہوئی کے
ملجانیسے خوشی ہوتی ہی تو ہی ہمیشہ اُسکو اپنی رحمت سی ہر ایک حال مین سنبھالے
بشرطیکہ وہ ہلاکت مین خود اپنا ہاتھہ نہ ڈالے مین گواہی دیتا ہون کہ تو معبود واحد
و یکتا ہی اور کمال کی صفتون مین نرالا نقصانون اور شلون سی مبرا اور یہہ بھی

محمدا عبدك الذي
ارسلته رسولك الامين * بعثته
رحمة للعالمين وانزلت عليه
بكتابك المبين * وملائكتك
المقربين * وبعد فان كتاب
اغاثة اللهفان في
مصائد الشيطان
للشيخ الامام ابي عبد الله محمد بن ابي
بكر المعروف بابن القيم قدس الله روحه
وجعل في غرف الجنان غبوقه وصبوحه *
لما اشتمل من الفوائد على ما خلت عنه
نفائس الاسفار * وحوى من الغرائب
ما انقطعت لطلبه المراحل وشدت اليه
الاكوار * مع قبوله للتقريب * واحتياجه
الى التهذيب * استحسنت تقريبه
بالاختصار مع استيفاء معانيه وقالب
عباراته * واثرت ترتيبه فاختصر غرضي بيانا
في حذف مكرراته * وسميته
بتبعيد الشيطان * تقريب اغاثة اللهفان
اسال الله ان يجعله من
المقربات الى مرضاته * والوسائل
موجبة الى الفوز بغفرانه *
قال الشيخ الامام رحمه الله

دیباچه

گواہی دیتا ہون کہ سرور کائنات محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرے بندہ اور
رسول معتبر ہین انکو تونے خلق پر رحمت کی لئے اٹھایا اور اپنی کتاب روشن اور
مقرب فرشتونکی مددسے انکو مشرف فرمایا **بعد** اسکی معلوم کرنا چاہئیے کہ کتاب
اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان شیخ امام ابو عبد اللہ
محمد بن ابی بکر عرف ابن قیم کی (اللہ تعالی انکی روح کو پاک کرے اور جنت
مین ہمیشہ انکو آسودہ رکھے) ازانجا کہ ایسے فوائد سے پر ہے کہ جنسے عمدہ
کتابین خالی ہین اور اُن نادر باتون پر متضمن ہے کہ جنکی طلب مین منزلون پھرنا اور
دوڑ دھوپ کرنا پڑے اور باانیہمہ اس امر کی محتاج ہے کہ قریب الفہم اور مختصر
ہوجاوے اسلئے مینے اُسکی قریب الفہم اور مختصر کرنیکو مناسب جانا اور مضامین
سب کے سب اور عبارات اکثر اوسکی رہنے دی اور اُسکی ترتیب بھی مجکو مرغوب
ہوئی پس اس غرض کی لئے اکثر مجکو اوسکی مکررات ہی حذف کرنے پڑی
ہین اور نام اس کتاب کا **تبعید الشیطان تقریب اغاثۃ اللہفان**
رکھا۔ اللہ تعالی سے یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو اُن چیزون اور وسیلون مین سے
کردے جو مجکو اُسکی خوشنودی سے نزدیک کرین اور اُسکی مغفرت تک پہنچائین

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہین

ما بينهما فان الله سبحانه لم يخلق خلقه سدى مهملا بل جعلهم مورد التكليف ومحل الامر والنهي والزمهم ما ارشدهم اليه مجملا ومفصلا وقسمهم الى شقي وسعيد وجعل لكل واحد من الفريقين منزلا واعطاهم مواد العلم والعمل من القلب والسمع والبصر والجوارح نعمة منه وتفضلا فمن استعمل ذلك في طاعته وسلك به طريق معرفته على ما ارشده اليه ولم يبغ عنه عدولا فقد قام بشكر ما اوتيه من ذلك وسلك به الى مرضات الله سبيلا ومن استعمله في ارادته وشهواته ولم يرع حق خالقه فيه خسر اذا سئل عن ذلك وحزن حزنا طويلا فانه لا بد من الحساب على حق هذه الاعضاء لقوله تعالى ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسؤلا ولما كان القلب لهذه الاعضاء كالملك المتصرف في الجنود التي تصدر كلها عن امره

که بعد حمد و نعت واضح ہو که خدا تعالی نے اپنی خلق کو بیکار اور نکما
نہین بنایا بلکه اُسکو اپنے امر و نہی اور تکلیفات شرعی کا محل ٹھہرایا اور لوگون کو
وه بات لازم کی جسکی راه اُنکو مجمل اور مفصل طور پر بتادی اور اُنکے دو
فریق کیے نیکبخت اور بدبخت اور ان دونون مین ہر ایک کا ایک ٹھکانا مقرر
کر دیا اور اپنی نعمت اور فضل سے انکو علم و عمل کے اسباب یعنی دل اور
کان اور آنکھ اور ہاتھ اور پانو عنایت فرمائے پس جسنے که ان اسباب کو
الله تعالی کی طاعت مین لگایا اور جیسی اُسنے ہدایت کی ہے اوسی طرح اون سے
معرفت کا رستہ طے کیا اور انحراف کا خواہان نہوا تو اُسنے خدا تعالے
کے انعام کا شکر ادا کیا اور اُسکی رضامندی کی راه پر چلا اور جسنے اُنکو اپنے
اراده اور شہوت مین برتا اور اپنے خالق کے حق کا پاس نه کیا تو اوس سے
سوال ہوگا وه بہت حسرت و اندوه کریگا اور اسمین شک نہین که ان
اعضا کے حقوق پر حساب ضرور ہوگا خدا تعالے خود فرماتا ہے
إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْؤُلاً
بیشک کان اور آنکھہ اور دل ہر ایک سب کی اُس سے پوچھہ ہوگی
اور ازانجا که دل ان اعضا مین بمنزله ایک بادشاه کی ہے جو اپنے لشکرون مین
تصرف کیا کرتا ہے که کل اُسکے حکم سے بھرتی ہوتے ہین اور جس چیز مین چاہے

منه

انکو لگا دیتا ہی سبکے سب اُسکی غلامی اور حکم مین رہتی ہین کوچ مقام مین اُسکے
پیرو اور بند و بست مین اسکی تابع اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہین کہ آگاہ رہو کہ بدن مین ایک گوشت کی بوٹی ہی جب وہ سنور جاتی
ہی تو تمام بدن سنور جاتا ہی۔ پس ال عضا کا بادشاہ ہی اور عضا اُسکی امر کی
تعمیل کرنیوالے اور اسکی ہدایت کی ماننی والی ہین ونکا کوئی کام ٹھیک نہین ہوتا
یہانتک کہ دلکی قصد اور نیت سی سرزد نہو اور سب عضا کی پوچھ بھی دل ہی
سی ہوگی اسلئی کہ رعیت کا مال اسکی حاکم سی پوچھا جاتا ہی اس لحاظ سی دل کے
سنوارنے اور درست کرنی مین ہمت لگانی اُن سب امور سی بہتر ہی جنپر سالک
اعتماد کرین اور عابد دن کے لئی اوسکی مقدمہ مین غور کرنا اور اسکی علاج کی
تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہی۔ اور جبکہ خدا کی دشمن ابلیس نے جانا کہ سب کاموں کا
مدار اور اعتماد دل پر ہی تو اُسنی دل پر وسوسے لا ڈالے اور طرح طرح کی شہوتین اسکی سامنے
کین اور اسکی نظرون مین اقوال اور اعمال اچھی کر دئی جو اُسکو راہ سی روکدین اور
اُسکے لئی گمراہی کے سامان اکھٹے کئی جو اوسکو توفیق کے اسباب سے علٰحدہ
کردین اور ایسی جال اور پھندے ڈالے کہ اگر انمین گرنیسے بچا رہی تو اعمال خیر
مین سستی کرنیسے نہ بچے پس شیطانکی شکار اور مکر سی بچاؤکی کوئی صورت

ويستعملها فيما شاء فكلها
تحت عبوديته وقهره و
تكتسب منه الاستقامة و
الزيغ وتتبعه فيما يعقده من
العزم او يحله قال النبي صلى الله
عليه وسلم الا وان في الجسد
مضغة اذا صلحت صلح الجسد
كله فهو ملكها وهي المنفذة لما يامرها به القابلة
لما ياتيها من هديته ولا يستقيم لها شيء
من اعمالها حتى يصدر عن قصده ونيته
وهو المسئول عنها كلها لان كل راع مسئول
عن رعيته كان الاهتمام بتصحيحه وتسديده
اولى ما اعتمد عليه السالكون والنظر في
امراضه وعلاجها اهم ما تنسك به الناسكون
ولما علم عدو الله ابليس ان المدار على القلب
والاعتماد عليه اجلب عليه بالوسواس واقبل
بوجوه الشهوات اليه وزين له من
الاقوال والاعمال ما يصده عن
الطريق وامده من اسباب الغي بما يقطعه عن
اسباب التوفيق ونصب له من
المصائد والحبائل ما ان سلم من الوقوع
فيها لم يسلم من ان يحصل له بها التعوق
فلا نجاة من مصائده ومكائده

نہین بجز اسکے کہ ہمیشہ اللہ تعالے سے فریاد کیا کرے اور اسکی خوشنودی
کے لوازم بجا لایا کرے اور تہ دل سے اسکی طرف التجا کرے اور اپنی حرکات و
سکنات مین اسکی طرف متوجہ ہو اور بندگی کی ذلت کو جو عمدہ شعار انسان ہے
اپنے اوپر ثابت کرے تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطَانٌ
(جو میرے بندے ہین تجھکو اونپر کچھ زور نہین ہے)
کے حصار مین داخل ہونا نصیب ہو۔ تو یہی سبب ہے کہ بندہ کو شیاطین سے علیحدہ
کرتی ہے اور یہ اسیقدر حاصل ہوتی ہے جسقدر پروردگار کی بندگی اسکو حاصل ہو
اور دل اخلاص عمل و یقین دائمی پر پایدار ہے پس جبکہ دل جام عبودیت او
اخلاص پیتا ہے تو اللہ تعالی کے نزدیک مقربون مین داخل ہو جاتا ہے اور
اس خصوصیت مین شامل اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلَصِیْنَ اور چونکہ اللہ تعالی نے
(مگر جو تیرے چنے ہوئے بندے ہین ان مین سے)
مجھپر احسان کیا کہ اپنی مہربانی سے جن باتون سے مین واقف ہون انپر مجھکو
آگاہ کیا اور وہ یہ ہین کہ دلکی بیماریان اور اسکے روگ اور جو کچھ اسکے دشمنون
یعنی شیطانونکی طرف سے اسکو وسوسے پیش ہوتے ہین اور ان وسوسون سے جو اعمال
پیدا ہوتے ہین اور اعمال سے جو حالات حاصل کرتا ہے اسلیے کہ عمل بد دلکے ارادہ
کے بگاڑ سے سرزد ہوتا ہے اور عمل کے فساد سے دل پر سختی آجاتی ہے تو اور درد
پر روگ بڑھجاتا ہے یہانتک کہ مرجاتا ہے اور بیجان اور بے نور ہجاتا ہے اور

الا بدوام الاستغاثة بالله و
التعرض لاسباب مرضاته
والتجاء القلب اليه و اقباله
عليه في حركاته و سكناته و
التحقق بذل العبودية الذي
هو اولى ما تلبس به الانسان
ليحصل له الدخول في ضمان
ان عبادي ليس لك عليهم سلطان فهذه
الاضافة هي القاطعة بين العبد وبين الشياطين
وحصولها بحسب تحقيق مقام العبودية لرب
العالمين واسعاد القلب باخلاص العمل و
دوام اليقين فاذا اشرب القلب العبودية و
الاخلاص صار عند الله من المقربين
وشمله استثناء الا عبادك
منهم المخلصين ولما من الله
علي بلطفه بالاطلاع على ما اطلع عليه
من امراض القلوب وادوائها وما يعرض لها
من وساوس الشياطين اعدائها
وما تثمره تلك الوساوس من
الاعمال وما يكتسب القلب بعدها من
الاحوال فان العمل السيء يصدر
عن فساد قصد القلب ثم يعرض للقلب
من فساد العمل قسوة فيزداد مرضه
حتى يموت و يبقى لا حيوة فيه ولا نور

وكل ذلك من انفعاله و...
الشيطان وركونه الى عدوه
الذي لا يفلح الا من جاهده
بالعصيان اردت ان اقيد
ذلك في هذا الكتاب
ليستكثر منه معترفا بالفضل و
الاحسان وينتفع به من نظر
فيه ويدعو لمؤلفه بالمغفرة والرضوان و
سميته اغاثة اللهفان في مصائد الشيطان
ورتبته على ثلثة عشر بابا الباب الاول
من الابواب في انقسام القلوب الى صحيح و
سقيم وميت الثاني في ذكر حقيقة مرض القلب
الثالث في انقسام ادوية امراض القلب الى طبيعية و
شرعية الرابع في ان حيوة القلب واشراقه
مادة كل خير فيه وموته وظلمته مادة كل
شر فيه الخامس في ان حيوة القلب الخ
لا تحصل الا بان يكون مدركا للحق مريدا له
مؤثرا له على غيره السادس
في انه لا سعادة للقلب و
لا لذة ولا نعيم ولا صلاح الا
بان يكون الهه و
فاطره وحده هو معبوده
وغاية مطلوبه و
احب اليه مما سواه

دیباچه

سب امور شیطانکے وسوسے کو مانے اور اپنے ایسے دشمن کیطرف مائل ہوتے
ہوتے ہین کہ اس سے وہی بچتا ہے جو اسکا کہا نمانے اور اس سے لڑتا رہے
اسلئے مینے ارادہ کیا کہ ان امور کو اس کتاب مین لکھکر یادگار بناؤن تاکہ
جو کوئی اسکو دیکھے نفع اٹھاوے اور مؤلف کے حق مین دعا ءِ مغفرت اور خوشنودی
پروردگار کی کرے اور اسبابمین مین اللہ تعالی کے فضل و احسان کا مقر ہون
اور اس کتاب کا نام اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان رکھا اور تیرہ بابونپر
اسکو مرتب کیا اسطرح کہ **باب اول** دل کی تین قسمون صحیح اور مریض اور مردہ
کے ذکر مین **باب ۲** مرض دل کی حقیقت کے بیانمین **باب ۳** اس امر مین
کہ دلکے مرضونکی دوائین دو طرح کی ہوتی ہین ایک طبعی دوم شرعی **باب ۴**
اس بیانمین کہ دل کا زندہ اور نورانی ہونا ہر نیکی کی اصل ہے اور اوسکا
مرجانا اور تاریک ہونا ہر ایک بدی کی جڑ ہے **باب ۵** اس امر مین کہ دل کی
زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ خدا تعالی کو پہچانے اور اسکو اپنا
مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے **باب ۶** اس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت
اور آسائش اور درستی اسمین ہے کہ اوسکا معبود اور غایت مقصود صرف
اللہ جلشانہ اسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سے اسکو محبوب تر ہو

الباب السابع في ان القرآن متضمن لادوية القلب وعلاجه من جميع امراضه

الباب الثامن في زكوة القلب

الباب التاسع في طهارة القلب من انجاسه

الباب العاشر في علامات مرض القلب وصحته

الباب الحادي عشر في علاج مرض القلب من استيلاء النفس عليه

الباب الثاني عشر في علاج مرض القلب بالشيطان

الباب الثالث عشر في مكائد الشيطان التي يكيد بها ابن آدم وهو الباب الذي لاجله وضع الكتاب وفيه فصول جمة الفوائد حسنة المقاصد

باب اسمین کہ کلام مجید مین دلکے سب مرضونکی دوا اور علاج ہے باب ۸ دل کی زکوۃ مین باب ۹ دلکو اُسکی کثافتون اور نجاستون سے پاک کرنے مین باب ۱۰ دلکے مرض اور صحت کی علامات مین باب ۱۱ دلپر غلبہ نفس سے جو مرض ہوتا ہے اوسکی علاج مین باب ۱۲ شیطانکے باعث جو روگ دلمین ہوتا ہے اسکے علاج مین باب ۱۳ شیطان کے اُن مکر دنمین جنسے آدمی کو فریب دیتا ہے اور اسی بات کے لئیے یہ کتاب بنی ہے اسبابمین چند فصلین ہین جنمین بہت سی فوائد اور عمدہ مضامین ہین

۱

الباب الاول في انقسام القلوب الى صحيح وسقيم وميت لما كان القلب يوصف بالحيوة وضدها انقسم بحسب ذلك الى هذه الاحوال الثلثة فالقلب الصحيح هو القلب السليم الذي لا ينجو يوم القيمة الا من اتى الله به كما قال تعالى يوم لا ينفع مال ولا بنون الا من اتى الله بقلب سليم والسليم هو السالم ... والسالم الذي صارت السلامة صفة ثابتة له كالعليم والقدير وايضا فانه ضد المريض والسقيم والعليل وقد اختلفت عبارات الناس في معنى القلب السليم

باب اول

اسمین کہ دل تین قسم پر منقسم ہین ایک صحیح دوم بیمار سوم مردہ

از انجا کہ دل زندگی اور موت سے موصوف ہوتا ہے اسی وجہ سے اُسکی تین قسمین مذکور ہوتی ہین پس قلب صحیح قلب سلیم کا نام ہے کہ قیامت کے روز اُسی شخص کو نجات ملیگی جو خدا تعالی کے سامنے قلب سلیم لاویگا چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے یَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ (جس دن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل چنگا) پس قلب سلیم اُس سلامت دل کو کہتے ہین کہ سلامتی اُسکی لئیے ایک پکی صفت ہوگئی ہو جیسے علیم و قدیر اُسکو کہتے ہین جسمین صفت علم و قدرت پکی ہو اور اُس دل کا مقابل دل مریض اور بیمار اور روگی ہے اور لوگونکی اقوال قلب سلیم کی تعریف مین مختلف

والامر الجامع لذلك انه الذي
سلم من كل شهوة تخالف امر الله
ونهيه ومن كل شبهة تعارض
خبره فسلم من عبودية ماسواه
وسلم من تحكيم غير رسوله فخلص لله في
محبته وخوفه ورجائه والتوكل
عليه والانابة اليه والذل له و
ايثار مرضاته في كل حال والتباعد من
سخطه بكل طريق وهذا هو حقيقة
العبودية التي لا تصلح الا لله وحده فان
احب احب في الله وان ابغض ابغض في الله
وان اعطى اعطى لله وان منع منع لله و

ہین اور پوری بات یہ ہی کہ دل سلیم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر ونہی کے
مخالف شہوتوں اور اپنی بہتری کے مزاحم شبہوں سے سلامت ہو کر غیر اللہ
کی بندگی اور غیر رسول مقبول کی طاعت سے محفوظ رہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور
اُس سے امید و بیم رکہنے اور اُسپر بہروسا کرنے اور اُسکی طرف رجوع کرنے اور اُسکے سامنے
ذلیل رہنے اور ہر ایک حال مین اُسکی رضا اختیار کرنے اور سب طرح سے اُسکے غضب سے
دور رہنے مین خالص اللہ ہی کا ہو جاوے واقع مین بندگی یہی ہے جو سوا خدا کے
کے اور کسیکے لئے زیبا نہین غرضکہ اگر کسیکو دوست رکہے تو اللہ کیواسطے اور بغض
رکہے تو اُسکے لئے اور دے تو اُسکے لئے اور نہ دے تو اُسکے لئے اور اپنے اقوال اور اعمال اور
عقیدون اور ارادون اور محبت اور نفرت سب باتون مین غیر اللہ سے روگردانی کرے
اور ان سب باتون مین اُسکا دستور العمل وہ ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم
لائے ہین یعنی رسول اللہ کے سامنے کسی قول اور عمل اور عقیدہ مین نہ بڑہے جیسے کہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
یعنی جبتک وہ کچہہ نہ کہے تم کچہہ نہ کہو اور جبتک وہ حکم نکرے تو تم کچہہ مت کرو بعض
اکابر سلف کا قول ہے کہ ہر ایک کام کے لئے گو چہوٹا ہی ہو دو لکہے ہوئے
سوال آدمیکو ملینگے اول یہہ ہوگا کہ کیون کیا دوم یہہ کہ کسطرح کیا یعنی سوال

الاعراض عمن سواه في الاقوال والافعال والارادة و
والاعمال والعقائد فيما يتعلق بالحكم
هيئة والكرامة كله مما جاء
عليه في ذلك كله عليه وسلم
به رسول الله صلى الله عليه يتعلم
فلا يتقدم بين يديه
ولا عمل ولا اعتقاد كما قال الله تعالى
يا ايها الذين امنوا لا تقدموا بين يدي
الله ورسوله اي لا تقولوا حتى يقول
ولا تفعلوا حتى يأمر قال بعض
السلف ما من فعلة وان صغرت الا ينشر
لها ديوانان لم وكيف اي لم فعلت وكيف فعلت

اول یہہ ہوگا کہ اس فعل کا باعث اور سبب اور موجب کوئی لذت سرورست اور
غرض دنیاوی ہی جیسے لوگونکی تعریف کی محبت اور انسے خوف کرنا اور جو چیز بالفعل
محبوب ہے اُسکا حاصل کرنا خواہ جو چیز اوسیوقت بُری معلوم ہوتی ہی اُسکا دور
کرنا یا اُسکا باعث حق بندگی بجالانا اور پروردگار کیطرف نزدیک ہونا اور
اُسکی طرف ذریعہ ڈہونڈہنا ہی اور اس سوال کا محل یہہ ہے کہ اس کام کا کرنا اپنے
مالک کے لئے خواہ اپنی لذت اور خواہش کے لئے کیا تجہپر لازم تھا —
اور دوسرا سوال یہہ ہوگا کہ اس فعل کو عبادت جانکے مین متابعت رسول مقبول
کی کی یا نہین یعنی یہہ عمل اُن کامونمین سی ہی جنکو ہمنے اپنے رسول کی زبانی تیرے
لئے مشروع کئے یا ایسا کام ہی کہ ہمنے جائز نہین فرمایا اور ہم اُس سے خوش نہین
غرضکہ پہلا سوال اخلاص سے ہی اور دوسرا پیروی سے اور اول سوال سے بچنے
کی صورت اخلاص کا خالص کرنا ہی اور دوسرے سے رہائی کا طریق پیروی کا ٹھیک
کرنا اور دل کا سلامت رکہنا ہی اُس ارادہ سے جو مزاحم اخلاص کا ہوا اور اُس
خواہش سے جو مخالف اتباع سنت ہو دوسرا دل جو قلب سلیم کی ضد ہے
وہ دل مردہ ہی جسمین جان نہین وہ اپنے رب نہین پہچانتا اور نہ اُسکی عبادت
اُسکے حکم سے کرے وہ اپنی شہوتون پر اڑا رہتا ہی گو انمین خدا تعالیٰ کی ناراضی

لايبالي اذا ذاق شهوته وحظه رضي ربه ام سخط فهو متعبد لما لغير الله حبا وخوفا ورجاء وسخطا وتعظيما وذلا ان احب احب لهواه وان ابغض ابغض لهواه وان اعطى اعطى لهواه وان منع منع لهواه فهواه اثر عنده واحب اليه من رضى مولاه فهو في الدنيا كما قيل في ليلى شعر عدو لمن عادت وسلم لاهلها ومن قربت ليلى احب و قربا + فصل و القلب الثالث قلب له حيوة وبه علة فله مادتان تمده هذه مرة و

ہوجب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پونہچگیا تواب کچھہ پروا نہین چاہی
اللہ تعالیٰ راضی ہو یا ناراض پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اوسی
سی خوف و رجا اور اوسکی خفگی اور تعظیم اور اوسکی سامنی ذلیل ہونیکو عبادت
سمجہتا ہی اگر کسی سی محبت کرتا ہی تو اپنی خواہش کے باعث اور نفرت کرتا ہی تو
اپنی خواہش کر مار ہی اور دیتا ہی تو اپنی خواہش کی لئی اور نہین دیتا تو اپنی خواہش کیواسطی غرضکہ
اوسکی خواہش نفسانی اوسکی نزدیک اوسکی مالک کی خوشی کی نسبت کر بہتر و محبوب تر
ہی پس اوسکا حال دنیا مین ایسا ہی جیسا کسینے لیلی کی بابمین کہا ہی ؎ عدو ہون اوسکے
دشمن کا موافق اوسکا اپنونکا + بٹہادی جسکو اپنی پاس لیلے اوسپہ شیدا ہون +
تیسرا دل وہ ہی کہ اسمین جان بھی ہی اور روگ بھی رکھتا ہی تو اسمین دو مادے
ہین کبھی اوسپر یہہ زور کر جاتا ہی اور کبھی وہ اور جونسا ان دونو مین سے
غالب ہوتا ہی وہ اوسیکا ہو جاتا ہی یعنی اسمین جو محبت اللہ تعالیٰ کی اور اوسپر
ایمان و توکل اور اوسکی ساتھہ اخلاص ہی تو یہ اوسکی زندگی کا مادہ ہے اور جو محبت
شہوات کی اور انکا اختیار کرنا اور اونکے حاصل کرنیکا حریص ہونا اور حسد
اور تکبر اور شیخی اور ریاست سی زمین مین فساد کرنیکی محبت ہی وہ اسکی ہلاک کا
مادہ ہی اور وہ ان دونو سببون مین مبتلا ہی ایک سبب تو اسکو اللہ تعالے

وهذه اخرى وهو لما غلب عليه فيه من محبة الله والايمان به والاخلاص له والتوكل عليه ما هو مادة حيوته وفيه من محبة الشهوات وايثارها والحرص على تحصيلها والحسد والكبر والعجب وحب العلو والفساد في الارض بالرياسة ما هو مادة هلاكه وعطبه وهو ممتحن بين داعيين داع يدعوه الى الله

اور اُسکے رسول اور دار آخرت کیطرف بلاتا ہے اور دوسرا اُسکو
دنیا کیطرف بلاتا ہی اور وہ ان دونوں میں سے اُسکی مانتا ہی جسکا دروازہ
اُس سے قریب اور جواب سہل تر ہو ۔ پس اول دل تو زندہ اور متواضع
اور نرم اور یاد رکھنے والا ہی اور دوسرا خشک مُردہ اور تیسرا مریض ہی وہ یا
سلامتی کیطرف نزدیک ہی یا ہلاک ہونیکے اور ان تینوں دلوں کو اللہ جلشانہ نے
اپنی کلام پاک میں جمع فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ
مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ
مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ
فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ
شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ
فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اِس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین دل ٹھہرائے دو مبتلاء فتنہ اور ایک
نجات پانیوالا پس فتنہ کے گرفتار وہ دل ہیں جنمیں روگ اور سختی ہی
اور نجات والا دل ایماندار اور اپنے رب کیطرف مائل ہی پھر اللہ تعالےٰ
سے چین پکڑتا ہی اور اُسکے سامنے دبتا ہی اور اُسکا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے

ويتبعونه الى الله ورسوله والدار الآخرة وداع يدعوه الى العاجلة وهو يجيب اقربهما منه بابا واقربهما اليه جوارا فالقلب الاول حي مخبت لين واع والثاني يابس ميت والثالث مريض فاما الى السلامة ادنى واما الى العطب ادنى وقد جمع الله سبحانه هذه القلوب الثلاث في قوله وما ارسلنا من قبلك من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته فينسخ الله ما يلقي الشيطان ثم يحكم الله آياته والله عليم حكيم ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض والقاسية قلوبهم وان الظالمين لفي شقاق بعيد وليعلم الذين اوتوا العلم انه الحق من ربك فيؤمنوا به فتخبت له قلوبهم وان الله لهادي الذين آمنوا الى صراط مستقيم فجعل الله سبحانه القلوب ثلاثة قلبين مفتونين وقلبا ناجيا فالمفتونان القلب الذي فيه مرض والقلب القاسي والناجي القلب المؤمن المخبت الى ربه وهو المطمئن اليه الخاضع له المستسلم المنقاد

اور دل کے اس تقسیم کی یہہ وجہ ہی کہ دل اور اُسکے سوا اور اعضا سے یہہ مقصود
ہے کہ وہ تندرست ہون انمین کوئی ایسی آفت نہو جو مخالف اُس غرض
کے ہو جسکے لیئے وہ پیدا ہوئے ہین اب جب وہ اس اعتدال سے تجاوز کرینگے تو یا اپنی
نرمی اور سختی کے باعث یا کسی مرض اور آفت کی سبب سے پس جو دل کہ
تندرست ہی اسمین اور حق کی قبول کرنے اور محبت کرنے مین بجز ادراک کے
اور کوئی حائل نہین اور حق کو سمجہا اور مانا اور دل مردہ اُسکو قبول نہین کرتا
نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہی اور دل مریض کا اگر مرض بڑہجاتا ہی تو سخت دلسے ملجاتا ہے
اور اگر تندرستی غالب ہوئی تو قلب سلیم سے ملجاتا ہی اور شیطان جو الفاظ کہ کانونمین اور
شبہات دلونمین ڈالتا ہی وہ سب ان دونون دلونکی لیئے فتنہ ہوتے ہین اور سلیم دلکی لیئے قوت
اسلیئے کہ قلب سلیم شیطانکی ڈالی ہوئی باتکو باطل اور برا سمجہتا ہی اور جانتا ہی کہ امر
حق اُسکی خلاف مین ہی پس حق کیطرف اُسکو مائل ہوکر ایمانمین زیادہ ہوجاتا ہی اور دل گرفتار
فتنہ ہمیشہ شک مین رہتا ہی حضرت حذیفۃ بن الیمان رض فرماتے ہین کہ
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلونپر ایسے پیش ہوتے ہین
جیسے چٹائی کا بُننا کہ ایک کی بعد دوسرا اٹہا آتا جاتا ہی پس جس دلمین فتنہ
رچجاتا ہی اسمین ایک کالا نکتہ بنجاتا ہی اور جونسا دل فتنہ سے انکار کرتا ہی اسمین

وذلك ان القلب وغيره من الاعضاء يراد منه ان يكون صحيحا لا آفة به يتاتى فما خلق لاجله وخروجه عن الاستقامة اما ليبسه وقساوته واما لمرضه فالقلب الصحيح السليم ليس بينه وبين قبول الحق ومحبته سوى ادراكه والقلب الميت لا يقبله ولا ينقاد له والقلب المريض ان غلب عليه مرضه التحق بالقلب القاسي وان غلبت صحته التحق بالسليم وما يلقيه الشيطان في الاسماع من الالفاظ وفي القلوب من الشبهة

۱۰

فتنة لهذين القلبين وقوة للقلب السليم لانه يعلم بطلان ما القاه الشيطان ويعلم ان الحق في خلافه فيخبت للحق ويزداد ايمانا والقلب المفتون في مرية وقال حذيفة بن اليمان قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تعرض الفتن على القلوب كعرض الحصير عودا عودا فاي قلب اشربها نكتت فيه نكتة سوداء واي قلب انكرها نكتت فيه

ایک سفید نکتہ پڑجاتا ہی یہانتک کہ دل دو طرح کے ہو جاتے ہین ایک تو دل
سیاہ مٹیالا جیسے اولٹا کوزہ کہ نہ نیکی کو جانے نہ بدی سے انکار کرے بجز اوسکے
جو اسمین رچی ہی خواہش نفس اور ایک دل سفید ہی کہ اُسکو فتنہ نقصان نہین کرتا
جبتک کہ آسمان و زمین موجود ہین انتہی اس حدیث مین دلونپر فتنون کے
ایک دوسرے کے بعد آنیکو تشبیہ چٹائی کی کہا چونسی ہی کہ وہ بھی بُنتے وقت
ایسی ہی آتی ہین اور فتنہ کے پیش ہونے پر دلونکو دو قسمونپر تقسیم فرمایا
ایک وہ دل کہ جب اُسپر فتنہ پیش ہو تو اوسکو بیجاوے اور اُسمین ایک نکتہ سیاہ
بنجاوے اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جاوے اُسکو پیتا جاوے یہانتک کہ سب سیاہ ہوکر
اوندہا ہو جاوے اور یہی مراد ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز
مجخیا سے یعنی اولٹا اور سرنگون ہو پس جب سیاہ اور اوندھا ہو جاتا ہی
تو ان دونو آفتونسے اُسکو دو بڑے روگ لگجاتے ہین اول نیکی کا بلاو
بدی سے کہ نیکی کو پہچانے نہ بدی سے انکار کرے اور یہہ روگ کبھی ایسا جم جاتا ہے
کہ نیکی کو بدی اعتقاد کرلیتا ہی اور بدی کو نیکی اور سنت کو بدعت اور بدعت
کو سنت اور حق کو باطل اور باطل کو حق دوسرا روگ اپنی خواہش نفسانی
کو شریعت محمدی پر غالب کرتا ہی اور ایک سفید دل فرمایا جسمین نور ایمان

نکتة بیضاء حتی تعود القلوب علی قلبین قلب اسود مربادا کالکوز مجخیا لا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا الا ما اشرب من هواه وقلب ابیض لا تضره فتنة ما دامت السموات والارض فشبه عرض الفتن علی القلوب شیئا فشیئا کعرض عیدان الحصیر وهی طاقاتها شیئا فشیئا وقسم القلوب عند عرضها علیها قسمین قلب اذا عرضت علیه فتنة اشربها کما یشرب الاسفنج الماء فتنکت فیه نکتة سوداء فلا تزال کل فتنة تعرض علیه حتی یسود وینتکس وهو معنی قوله کالکوز مجخیا ای مکبوبا منکوسا فاذا اسود وانتکس عرض له من هاتین الافتین مرضان خطیران احدهما اشتباه المعروف علیه بالمنکر فلا یعرف معروفا ولا ینکر منکرا وربما استحکم هذا المرض حتی یعتقد المعروف منکرا والمنکر معروفا والسنة بدعة والبدعة سنة والحق باطلا والباطل حقا الثانی تحکیمه هواه علی ما جاء به الرسول صلی الله علیه وسلم وانقیاده ای بمعنی قلب اشرق فیه نور الایمان

تابان اور چراغ ہدایت روشن ہوجب واسپر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہی تو
وہ اسکو انکار کرتا ہے اور مٹا دیتا ہی تو اسکا نور اور زور اور زیادہ ہوجاتا ہے
اور فتنے جو دلونپر پیش ہوتے ہین وہ شہوات کی فتنے ہین اور شبہات کی یعنی
گمراہی اور بہکنی اور گناہون اور بدعتون اور ظلم اور جہالت کے پس شہوات
کے فتنے موجب قصد اور ارادہ کے بگڑنیکے ہوتے ہین اور شبہات کی فتنے
علم و اعتقاد کے فاسد ہونیکے سبب ہین اور صحابہؓ نے دلونکی چار قسمین فرمائی
ہین اول دل صاف جسمین چراغ روشن ہو یہہ دل مومن کا ہی دوسرا دل غلاف دار
یہہ دل کافر کا ہی تیسرا دل اوندھا یہہ منافق کا دل ہی کہ سچا نکر نمانا اور دیکھکر
اندھا ہوگیا چوتھا وہ دل ہی کہ دو مادے اسکی یاری کرین ایک ایمان کا دوسرا
نفاق کا اور وہ ان دونومین سے اوسیکا ہوگا جو غالب ہو۔ اور دل صاف
وہ ہی جو ماسوای خدا اور رسول سی خالی ہو یعنی غیر حق سی پاک اور سالم ہے
اور اسمین چراغ روشن سی مراد ایمان ہی غرضکہ اوسکی صفائی یہہ ہی کہ جو
شبہات اور گمراہی کی شہوات سی پاک ہو اور اسمین چراغ کا ہونا یہہ ہی کہ
اسکی چمک اور روشنی علم و ایمان کے نور سی ہو اور غلاف والا دل کافر کا ہی
اسکی یہہ معنی ہین کہ کافر کے پردہ اور غلاف کے اندر ہی اسلئی اوس تک علم و

وازهر فيه مصباحه فاذا عرضت عليه الفتنة انكرها وزجرها فازداد نوره وقوته والفتن التي تعرض على القلوب هي فتن الشهوات وفتن الشبهات التي هي فتن الغي والضلال و فتن المعاصي والبدع وفتن الظلم والجهل فالاولى توجب فساد القصد و الارادة والثانية توجب فساد العلم و الاعتقاد وقد قسم الصحابة رضي الله عنهم القلوب الى اربعة قلب اجرد فيه سراج يزهر فذلك قلب المؤمن وقلب اغلف فذلك قلب الكافر

١٠

وقلب منكوس فذلك قلب المنافق عرف ثم انكر وابصر ثم عمي وقلب تمده مادتان مادة ايمان ومادة نفاق وهو لما غلب عليه منهما والاجرد المتجرد عما سوى الله ورسوله فقد تجرد وسلم مما سوى الحق فيه سراج يزهر وهو مصباح الايمان فاشار بتجرده الى سلامته من شبهات الباطل وشهوات الغي وبحصول السراج فيه الى اشراقه واستنارته بنور العلم والايمان واشار بالاغلف الى قلب الكافر لانه داخل في غلافه وغشائه

ایمان کا نور نہین پونہچتا اور یہہ پردے وہ ہین جو اللہ تعالے نے اُن
لوگونکے دلون پر ڈال رکہی ہین جو حق کے منکر اور اوسکی قبول کرنیسے
متکبر ہین اور انہین پردون کی مثل کانون کا بوجہہ اور آنکہونکی نابینائی اور
چہپا ہوا پردہ ہے اس آیت کریمہ مین جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ
(کردیتے ہم بیچ مین تیرے اور ان لوگون کے جو نہین)
بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ
(مانتے پچہلا جیتنا ایک پردہ ڈہانکا — اور رکہے ہین اونکے دلون پر اوٹ کہ اوسکو نہ سمجہین)
وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا - اور اوندہا دل منافق کا ہی اللہ تعالے
(اور اونکے کانون مین ہی بوجہہ)
فرماتا ہے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا یعنی اونکو اوندہا کرکے حسب اعمال
(اور اللہ نے اونکو الٹ دیا اونکے کاموں پر)
باطل مین تہی انکی کردار اور نحس اعمال کی جہت سے اوسمین ہٹادیا اور یہہ دل
سب دلونسے برا اور ناپاک ہی اسلئے کہ یہہ باطل کو حق جانتا ہی اور ارباب
باطل سے محبت کرتا ہی اور حق کو باطل سمجہتا ہی اور اہل حق سے عداوت رکہتا ہی
اور جس دلکے دو مادے ہین وہ ایسا دل ہی جسمین ایمان جما نہین اور نہ چراغ ایمان
اوسمین ظاہر ہوا اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا بلکہ حق کا ایک مادہ
اوسمین ہی اور ایک مادہ اوسکے خلاف کا ہی تو جونسا مادہ اُن دونوں مین سے غالب
ہوگا حکم اوسیکا ہوگا

دوسرا باب دل کے مرض کی حقیقت مین

فالحجاب يمنع نفوذ العلم والايمان وهي الاكنة التي ضربها الله على قلوبهم من رد الحق وقبوله عن قبوله ومثلها الغشاوة في الاسماع والعمى في الابصار والحجاب المستور عن العيون في قوله تعالى جعلنا بينك وبين الذين لا يؤمنون بالآخرة حجابا مستورا وجعلنا على قلوبهم اكنة ان يفقهوه وفي آذانهم وقرا والقلب المنكوس قلب المنافق قال تعالى والله اركسهم بما كسبوا اي نكسهم وردهم في الباطل الذي كانوا فيه بسبب كسبهم واعمالهم الباطلة

٢

وهو شر القلوب واخبثها فانه يعتقد الباطل حقا ويوالي اصحابه والحق باطلا ويعادي اهله والقلب الذي له مادتان القلب الذي لم يتمكن فيه الايمان ولم يزهر فيه سراجه ولم يتجرد للحق المحض بل فيه مادة منه ومادة من خلافه فتارة ... والحكم للغالب

حقيقة مرض القلب ... الباب ...

قال الله تعالى عن المنافقين في قلوبهم مرض فزادهم الله مرضا وقال ليجعل ما يلقي الشيطان فتنة للذين في قلوبهم مرض فاشار الى مرض الشك وقال يا نساء النبي لستن كاحد من النساء ان اتقيتن فلا تخضعن بالقول فيطمع الذي في قلبه مرض فاشار الى مرض الشهوة وقال لئن لم ينته المنافقون والذين في قلوبهم مرض وقال وما جعلنا اصحاب النار الا ملائكة وما جعلنا عدتهم الا فتنة للذين كفروا ليستيقن الذين اوتوا الكتاب ويزداد الذين آمنوا ايمانا ولا يرتاب الذين اوتوا الكتاب والمؤمنون وليقول الذين في قلوبهم مرض والكافرون ماذا اراد الله بهذا مثلا

اللہ تعالیٰ منافقونکے حال مین ارشاد فرماتا ہی فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ فَزَادَہُمُ

اللّٰہُ مَرَضًا اور فرمایا لِیَجعَلَ مَا یُلقِی الشَّیطَانُ فِتنَۃً لِّلَّذِینَ فِی

قُلُوبِہِم مَرَضٌ اسمین اشارہ ہی شک کی مرض کیطرف اور فرمایا یَا نِسَاءَ النَّبِیِّ

لَستُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنِ اتَّقَیتُنَّ فَلَا تَخضَعنَ بِالقَولِ فَیَطمَعَ الَّذِی

فِی قَلبِہٖ مَرَضٌ اشارہ ہی مرض شہوت کیطرف اور فرمایا لَئِن لَّم یَنتَہِ المُنَافِقُونَ

وَالَّذِینَ فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ اور فرمایا وَمَا جَعَلنَا اَصحَابَ النَّارِ اِلَّا مَلَائِکَۃً

وَمَا جَعَلنَا عِدَّتَہُم اِلَّا فِتنَۃً لِّلَّذِینَ کَفَرُوا لِیَستَیقِنَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتَابَ وَ

یَزدَادَ الَّذِینَ اٰمَنُوا اِیمَانًا وَّلَا یَرتَابَ الَّذِینَ اُوتُوا الکِتٰبَ وَالمُؤمِنُونَ

وَلِیَقُولَ الَّذِینَ فِی قُلُوبِہِم مَرَضٌ وَّالکَافِرُونَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا مَثَلًا

اسمین کئی حکمتونکی طرف اشارہ فرمایا مثلاً جو فرشتے آگ پر مقرر ہین اُنکے

اُنیس ۱۹ کرنیسے کافرونکی تو جانچ ہوتی ہے اسوجہ سے کہ اُنکا کفر اور گمراہی

بڑہتی ہی اور اہل کتاب اور ایمان والونکی یقین کو قوت ہوتی ہی کیونکہ یہ مضمون کتابونکی موافق ہے

اور ایمان والونکی تصدیق اِس سے پوری ہوتی ہی اور کفار اور اُن لوگونکو جنکی دلونمین روگ اور

نابینائی ہی اسکی غرض سی خبر ہوتی ہی - تو یہ دلونکا حال ہی کہ جسوقت امر حق اُتر

اور تا ہی تو ایک دل اُس سی کفر و انکار مین مبتلا ہو جاتا ہی اور ایک کا اُس سے

فاشار الى علة جعل عدة الملائكة تسعة عشر فتنة الكافرين بان زيادة كفرهم وضلالهم وقوة يقين اهل الكتاب لموافقته ما عندهم وتصديق المؤمنين ومن في قلبه مرض عمي عن المراد وهذا حال القلوب عند ورود الحق المنزل عليها فقلب يزداد به كفرا وقلب

یزداد به ایمانا وتصدیقا وقال
تعالی مشیرا الی مرض الجهل تنبیها
یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة
من ربکم وشفاء لما فی الصدور و
هدی ورحمة للمؤمنین فالجهل
مرض شفاؤه العلم والهدی والغی
مرض شفاؤه الرشد قال منزها نبیه
عن هذین المرضین والنجم اذا هوی ما ضل صاحبکم وما غوی
وکلامه تعالی موعظة عامة وهدی وشفاء
ورحمة خاصة لمن آمن به وبرء من
ما فی الصدور لمن استشفی به فهو کما قیل اذا ابل
من مرضه ومن لم یستشف به

ایمان اور یقین بڑہجاتا ہے اور نیز مرض جہل کیطرف اشارہ کرکے خداتعالے
فرماتا ہی یا ایہا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور
(اے لوگو تمکو آئی ہے نصیحت تمہارے رب سے اور چنگی کرنے جیو کی روگ کی اور)
وہدی ورحمۃ للمؤمنین پس جہل ایک بیماری ہی جسکی شفا علم اور ہدایت ہی اور
(راہ سجہانی اور مہربانی یقین لانیوالونکو)
گمراہی ایک روگ ہی اوسکی شفا راہ پرچلنا ہے اللہ تعالی ان دونو مرضون
سے اپنے نبی کو پاک کرکے فرماتا ہی والنجم اذا ہوی ما ضل صاحبکم وما غوی
(قسم ہے تارے کی جب گرے بہکا نہین تمہارا رفیق اور نہ بے راہ چلا)
اور اللہ جلشانہ کا کلام عام کی تو نصیحت ہی اور جو اسپر ایمان لاوے اسکے
لئے خاصکر ہدایت اور رحمت ہی اور جیون کے روگ کی راہ بتاتی ہی اور شفا ہی تو
جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچہا ہو ویگا اور جو
اس سے شفا کا طالب نہوگا اسکا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ؎ جب ذرا اچہا
ہوا اوکہہ سے تو جاتا رہا + اور اسی موجود ہے اسمین بہی قاتل مرض + اللہ تعالے
فرماتا ہی وننزل من القرآن ما ہو شفاء ورحمۃ للمؤمنین ولا یزید الظالمین
(اور ہم اتارتے ہین قرآن مین جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمان والون کو اور گنہگارون کو)
الا خسارا ۔ **فصل** جسطرح کہ بدن کا روگ یہہ ہی کہ اپنے اعتدال سرشتی
(سی بڑہتا ہے نقصان)
سے کسی بگاڑ کے لگاو سے باہر ہوجاتا ہی اور اس بگاڑ سے اوسکی سمجہہ اور حرکت
اصلی خراب ہوجاتی ہی تو اسکی تین صورتین ہین یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل
نہین رہتا جیسے اندہا ہونا اور گونگا ہونا اور لنجا ہونا یا ادراک کم ہوجاتا ہے

۱۰

فهو کما قیل اذا ابل من مرضه ظن الله یجنی وبه الداء الذی هو
قاتله قال تعالی وننزل من القرآن ما هو
شفاء ورحمة للمؤمنین ولا یزید
الظالمین الا خسارا
فصل
کما ان مرض البدن ان
یخرج عن اعتداله الطبیعی لفساد
وهو خروجه عن
یعرض له یفسد به
ادراکه وحرکته الطبیعیة
فاما ان یذهب ادراکه
بالکلیة کالعمی والصمم
والشلل واما ان ینقص

یا چیزونکو جیسی واقع مین ہین اوسکے خلاف سمجہتا ہی مثلاً شیرین کو تلخ
اور بری کو اچہا اور اُنکے برعکس اور علی ہذا القیاس تو ان سب صورتون مین
علاج کا محتاج ہوتا ہی اور اسکی تندرستی تین باتون پر موقوف ہی ایک قوت
کی حفاظت دوسرے ضرر کی چیزونسے پرہیز کرنا تیسرے بگڑی ہوئی مادون
کا نکالنا اور طبیب کی نظر پہر پہرا کر انہین تین باتونکی طرف ہوتی ہی اور
قرآن مجید مین یہ تینون باتین موجود ہین اور اُنکو اُس شخص نے سوجہایا ہی
کہ جسنے اپنی کلام پاک کو شفا اور رحمت کی لئے اُتارا ہی دیکہو قوت کی حفاظت کے
لئے تو خداے پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف مین افطار کا حکم دیا ہے
اور یہہ کہ مسافر سفر سے آکر اور بیمار شفا پاکر قضا کرے یہہ اسلیئے ہی کہ اُنکی قوت
جون کی تون بنی رہے اور مضر چیز سے پرہیز اسطرح بتایا کہ مریض کو وضو اور
غسل مین اگر پانی ضرر کرتا ہو تو اوسکے استعمال سے بچاکر تیمم کیطرف میل کرنیکا
حکم فرمایا اور مادہ فاسد نکالنا یہہ کہ جس احرام والیکے سر مین دُکہہ ہو اوسکے
لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سے بخارات دُکہہ دینے والے
سر سے نکلجاوین اور یہہ بیر مادہ کے نکالنے کی نہایت سہل ہی اس ارشاد سے
جس چیز کی زیادہ تر حاجت تھی اُسسے خبردار فرمایا۔ اور جب یہین نے یہہ فائدہ

واما ان یدرک الاشیاء علی خلاف ما ہی علیہ کما اذا رای الحلو مرا والخبیث طیبا او العکس او نحو ذلک فحاجتہ الی العلاج وما ارصحۃ علی ثلاثۃ امور علی حفظ القوۃ و الحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ ونظر الطبیب دائر علی ہذہ الاصول الثلاثۃ وقد تضمنہا الکتاب العزیز وارشد الیہا من انزلہ شفاء ورحمۃ اما حفظ القوۃ فانہ سبحانہ امر المسافر والمریض ان یفطر فی رمضان ویقضی المسافر اذا قدم والمریض اذا برأ حفظا لقوتہما علیہما واما الحمیۃ فانہ سبحانہ حمی المریض عن استعمال الماء فی الوضوء والغسل اذا کان یضرہ وامرہ بالعدول الی التیمم واما استفراغ المادۃ فانہ اباح للمحرم الذی بہ اذی من راسہ ان یحلق فیستفرغ بالحلق الابخرۃ المحتقنۃ وہذا من اسہل انواع الاستفراغ فنبہ بہ علی ما ہو احوج الیہ منہ ولذا کان

سر ہند انکا مصر کے ایک بڑے طبیب سے کہا تو اوسنے کہا کہ بخدا اگر مین مغرب
تک اس فائدہ کے معلوم کرنیکے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تھوڑا ہی ہوتا
اسیطرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہے اوسکی قوت کی حفاظت
تو ایمان اور طاعات کے وظیفون سے چاہیے اور ضرر پہنچانیوالی چیزون سے پرہیز گناہون کے
کرنا اور اقسام مخالفات شرعی سے بچے اور مادہ کا نکالنا اسطرح کہ توبہ
خالص کرے اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست آمرزش کی کرے خواہ دل
کا روگ ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنی حق کو حق نجانتا ہو یا امر حق کو جیسا
واقع مین ہے اوسکے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو کہ اُس سے اوسکا
ارادہ بگڑ گیا ہوا ور بہمین وجہ امر حق مفید سے نفرت کرتا ہوا ور باطل بات مضر سے
محبت خواہ ادراک ورارادہ دونونکا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہے
اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کیجاتی ہے اور مرض کو مخالف اور ضد
سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کے سبب کے موافق دوا ہو تو اوسکو زور ہو جاتا
ہے اور اوسکی ضد سے ہو تو دور ہو جاتا ہے اور صحت کے سبب کی مناسب تدبیر
ہوگی تو صحت بنی رہیگی اور مخالف سے ہوگی تو کم ہو جاویگی خواہ جاتی رہیگی —
اور جیسے کہ مریض کے بدنکو تھوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ مین

بعض من رؤساء الطب بمصر
ربما قال والله لو سافر الى
المغرب في معرفة هذه الفائدة
لكان سفرا قليلا لكثرة الدلالات
القلب محتاج الى حفظ قوته
بالايمان والاوراد والطاعات
والحمية عن المؤذي باجتناب
المعاصي والآثام وانواع المخالفات
واستفراغ المادة الفاسدة بالتوبة النصوح
واستغفار غفار الخطيئات سواء كان مرضه
بفساد تصوره بان لا يرى الحق حقا او يراه
على خلاف ما هو عليه او بنقص
ادراكه
ارادته فيبغض الحق النافع ويحب
الباطل الضار او يجتمعان له وهو
الغالب والصحة تحفظ بالمثل
والشبه والمرض يزول بالضد
وكما ان البدن المريض
تضعف او تزول وكما
تحفظ بمثل سببها و
بضد ذلك والصحة
سببه ويزول
هو يقوى بمثل
بالضد والخلاف و

یؤذیه ما لا یؤذي الصحیح
من یسیر الحر والبرد والحرکة
ونحو ذلك فکذلك القلب
اذا کان فیه مرض آذاه ادنی
شيء من الشبهة او الشهوة
والقلب الصحیح القوي یطرقه
اضعاف ذلك وهو یدفعه
بقوته وصحته

الباب الثالث

في اقسام ادویة امراض القلب الی قسمین طبیعیة و
شرعیة مرض القلب نوعان نوع لا یتألم به
صاحبه في الحال وهو النوع المتقدم کمرض
الجهل والشبهة والشك ومرض
الشهوات وانما لم یحس القلب بهذا
الالم مع کونه اعظم النوعین المًا لفساده
ولان سکرة الجهل والهوی تحول بینه
وبین ادراك الالم وهو اصعب الالمین
وعلاجه الی الرسل واتباعهم فهم اطباء
هذا المرض والنوع الثاني مرض
مؤلم له في الحال کالهم
والغم والحزن والغیظ
وقد یزول بادویة طبیعیة
کازالة اسبابه
والمداواة بما یضاد
تلك الاسباب فهو

وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہین ہوتی اسیطرح جب دلمین مرض ہوتا ہے
تو اسکو بھی ادنے شبہہ اور شہوت ضرر پونہچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم اور چاق
پر اگر اسطرحکی بیسیون آوین تو وہ اپنی قوت اور صحت کی باعث انکو ٹالدیتا ہی

تیسرا باب

اس ذکر مین کہ دلونکی بیماریکی دوائین دو طرحکی ہین ایک طبعی دوم شرعی
واضح ہو کہ دلکی بیماری دو طرحپر ہی ایک وہ کہ مریض کو درست اُسسی تکلیف نہو
اور یہہ قسم اول ہوا کرتی ہی جیسی جہالت اور شبہہ اور شک اور شہوات کا مرض
اور باوجودیکہ دونون قسمونمین سی اسمین تکلیف زیادہ ہوتی ہے مگر دلکو اسکی تکلیف
معلوم نہین ہوتی اسوجہ سی کہ دل بگڑجاتا ہی اور اسلئے بھی کہ جہالت اور خواہش
نفس کا نشہ دلکو تکلیف معلوم ہونے مین آڑ بنجاتا ہی یعنی معلوم نہین ہونے
دیتا اور یہہ تکلیف دونو قسمونکی تکلیف سی سخت تر ہی اور اسکا علاج پیغمبرون اور
اُنکے تابعین کے پاس ہی کیونکہ اس مرض کی طبیب وہی ہین — دوسری
قسم وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دی جیسی رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ
یہہ قسم کبھی سرشتی دواؤن سی دور ہو جاتی ہی مثلاً مرض کے سببونکو دور
کرنے اور ایسی چیزونسی علاج کرنیسے جو اُن اسباب کی ضد ہون اس لئے

کہ یہہ مرض بدنکے امراض کی قسم سے ہی پس اپنے غصہ کو حق طور پر نکالیگا
وہ اوسکے مرض سے اچھا ہوجاویگا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی وَیَشْفِ
صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِینَ وَیُذْهِبْ غَیْظَ قُلُوبِهِمْ اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم سے
(اور ٹھنڈے کرے دل کتنے مسلمان لوگون کے اور نکالے انکے دل کی جلن ۱۲)
باطل طور پر نکالیگا اوسکا مرض اور زیادہ ہوجاویگا باین لحاظ کہ اوسنے
اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجکو اچھا کردیگی تو اوسکا حال ایسا ہوگا کہ کوئی
شخص اپنے عشق کے مرض سے معشوق کے ساتھہ بدکاری کرنیسے اچھا
ہوا چاہی کیونکہ بدکاری تو اوسکا مرض بڑہاویگی اور ایسے روگ پیدا کریگی
جو عشق کے روگ سے بھی سخت ہون اور اسیطرح رنج اور غم اور اندوہ
اپنی ضدون سے یعنی فرحت اور خوشی سے دور ہوجاتے ہین بشرطیکہ حق پر ہون
اور اگر باطل پر ہون تو انکی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہی اور بعد کو ایسے
امراض پیدا کرتی ہی جو اونسے بھی سخت اور خوفناک تر ہون یہی حال جہالت
کے علاج کا ہی ایسے علم سے جو مفید نہو تو اسطرحکے علاج جونسے مرض دوبالا
ہوجاتا ہی اور انہین تدابیر کی جہت سے دلکو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہین
ہوتا۔ اور یہہ قسم مرض کی تنہا مریض کے لیے بعض اوقات موجب بدبختی
اور عذاب بعد مرگ کی نہین ہوتی مگر قسم اول کا علاج اگر ایمانی اور

الباب الرابع في النبوة ان حيوة القلب واشراقه مادة كل خير فيه وموته وظلمته مادة كل شر فيه اصل كل خير كمال حيوته ونوره فهما مادة الخير كله قال تعالى او من كان ميتا فاحييناه وجعلنا له نورا يمشي به في الناس كمن مثله في الظلمات ليس بخارج منها فحيوة القلب وسمعه وبصره وحياؤه وعفته وشجاعته وصبره ومحبته الحسن وبغضه القبيح وبضعف حياته يضعف هذه الصفات

قال عبد الله بن مسعود هلك من لم يكن له قلب يعرف به المعروف والمنكر وقال تعالى ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب فالقلب الصحيح اذا عرضت عليه القبائح تغير منها وابغضها بطبعه والقلب الميت لا يفرق بين الحسن والقبيح وكذلك القلب المريض بالشهوة

نبوی دواؤن سے نکیا جاوی تو وہ موجب بدبختی اور عذاب دائمی کی ہے

چوتھا باب

اس امر مین کہ دلکی زندگی اور چمک اُسمین ہر ایک چیز کی اصل ہے اور اُسکی موت وتاریکی سب بدیونکی جڑ

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ کے لئے زندگی کا کامل ہونا اور نور عقل کا پورا ہونا ہی یہی دو نو چیزین تمام خیر کی اصل ہین اللہ تعالی فرماتا ہی

اومن کان میتاً فاحییناہ وجعلنا لہ نوراً یمشی بہ فی الناس کمن مثلہ
بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہمنے اسکو زندہ کیا اور دی روشنی کہ لئے پھرتا ہی لوگون مین برابر اوسکی کہ جسکا حال
فی الظلمات لیس بخارج منہا۔ پس زندگی ہی دل کی قوت اور اوسکا سننا
یہ ہے اندھیرون مین پڑا وہانسے نکل نہین سکتا ۱۲

اور دیکھنا اور اُسکی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر اور اچھی کی محبت اور بری سے نفرت ہوتی ہی اور ان صفتونکے کمزور ہونیسے دلکی حیات کمزور ہو جاتی ہی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہین کہ ہلاک ہوا وہ شخص جسکا دل ایسا نہین کہ نیک و بد باتکو پہچانے اور اللہ تعالی فرماتا ہی

ان فی ذلک لذکری لمن کان لہ قلب۔ پس دل تندرست کے سامنے جب
اسمین سوجھنے کی جگہ ہی اوسکو جسکے اندر دل ہے ۱۲
برائیان آتی ہین تو اُنسے متغیر ہوتا ہی اور خود بخود اُنسے نفرت کرتا ہی اور دل مُردہ اچھی اور بری مین تمیز ہی نہین کرتا اسیطرح وہ دل جو شہوت

کا روگی ہے کہ وہ اپنی ضعف کے مارے جو برائی اُسکے سامنے آتی ہے اُسکی
طرف اُسقدر جہکتا ہے جتنا مرض مین زور یا کمزوری ہوتی ہی اسیطرح
نور جب قوی ہوتا ہی تو دلپر معلومات کی صورتین کہلجاتی ہین پس خوب
کی خوبی اور بد کی برائی عیان ہوجاتی ہے اور خداوند کریم نے ان
دونو باتونکو کلام مجید مین ذکر فرمایا ہی چنانچہ ارشاد ہی وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ
(اور اسیطرح ہم بہیجا ہمنے تیری طرف ایک)
رُوحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتَابُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا
(فرشتہ اپنی حکم سے — تو نہ جانتا تہا کہ کیا ہے کتاب — نہ ایمان پر ہمنے رکہی ہے یہہ روشنی)
نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۤءُ مِنْ عِبَادِنَا اس آیت مین روح اور نور کو جمع فرمایا
(اس سی راہ دیتے ہین جسکو چاہین اپنے بندون مین)
روح سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سے چمک اور بتایا کہ ہماری کتاب
ان دونو باتونکو شامل ہی چنانچہ فرمایا اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ
(بہلا ایک شخص کہ مردہ تہا پہر ہمنے اوسکو زندہ کیا اور دی)
نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ یعنی بہلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل مین
(اوسکو روشنی لئی پہرتا ہے لوگون مین)
چہپا ہوا تہا اور اوسکو ہمنے سنورنے کی راہ بتائی اور ایمانکی توفیق دی
اور اُسکی دلکو مرنیکے بعد زندہ کیا اور تاریکی سے روشنی عنایت کی پس
اللہ جلشانہ نے کافر کو اسوجہ سے کہ اوسکی طاعت سے روگردان اور اعمال
سعادت سے بہرہ ور ہونیکا تارک تہا بمنزلہ مردہ کے قرار دیا جو اپنے نفس کو کسی
فائدہ کی چیز سے نفع نہین دیتا اور نہ اُس سے کوئی برائی دور کری پہر اسلام

فانه بضعفه یمیل الی ما
یعرض له من ذلک
بحسب قوة المرض وضعفه
وکذلک النور اذا قوی انکشف
للقلب حقائق المعلومات
فاستبان حسن الحسن و
قبح القبیح وقد ذکر سبحانه
هذین الاصلین فی کتابه العزیز قال تعالی
وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا
ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان و
لکن جعلناه نورا نهدی به من نشاء
من عبادنا فجمع بین الروح الذی
یحصل به الحیوة والنور الذی یحصل
به الاضاءة والاشراق واخبر ان کتابه متضمن
للامرین کما قال او من کان میتا
فاحییناه وجعلنا له نورا یمشی به فی الناس
ای او من کان میت القلب بمعنی الظلمة
الجهل فهدیناه لرشده ووفقناه
للایمان وجعلنا قلبه حیا بعد
موته منورا بعد ظلمته یجعل
الکافر لاعراضه عن طاعته وزرکه
لا اخذ نصیبه من اعمال السعادة
بمنزلة المیت الذی لا ینتفع بنفسه
بنافعة ولا یدفع عنها من مکروه

ہدایت سی اُسنی وہی نفع اور ضرر کی چیزین معلوم کین اور خدا تعالے کی
خفگی اور عذاب سی نفس کے رہا کرنے مین محنت کی تو اوسنے حق کو دیکھا
بعد اسکے کہ اندھا تہا اور اوسکو ایک نور ملا جسکو لوگونمین لئی پہرتا ہے
اور وہ گہری اندہیریمین ہی **قطعہ** تیری رات چہرہ سی تیری ہی روشن +
اور اوسکا اندہیرا ہے لوگونمین چہایا + تو اب خلق تو ہی اندہیریمین یکسر +
ڈالے دہوپ مین ہمنی نقشہ جمایا + اور اسی لئی خدا تعالی نے اپنی وحی
اور اپنی بندونکی دو مثلین ایک آبی اور ایک آتشی بیان فرمائی یعنی سورہ
رعد مین وحی کی دو نو مثلونکے لئی ارشاد فرمایا أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً
اتارا آسمان سے پانی
فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ
پہرنے نالے اپنی اپنی موافق پہر اوپر لایا وہ نالہ جہاگ پہولا ہوا اور جس چیز کو دہو نکتے ہین
فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِثْلُهُ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ
آگ مین واسطے زیور کے یا اسباب کے اوسمین بہی جہاگ ویسا ہی یون ٹہراتا ہے اللہ صحیح اور غلط
فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَلِكَ
سو وہ جو جہاگ ہے سو جاتا ہی سوکہکر اور وہ جو کام آتا ہے لوگونکی سو رہتا ہی زمین مین یون
يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ پس اپنی وحی کی مثال پانی سی دی اسوجہہ سے
بتاتا ہے اللہ کہاوتین
کہ اُس سی زندگی حاصل ہوتی ہی اور آگ سی اسلئی کہ اُس سی روشنی اور چمک
پیدا ہوتی ہی اور نالونکو جو اپنی اپنی موافق بہتی ہین مثل دلونکے فرمایا یعنی
جیسے کسی نالہ مین بہت پانی کی گنجایش ہوتی ہی اور کسی مین کم اسیطرح

كالقلعات قلت كبير بسيم عليها كثير او قلت صغير بسبعه بقدره وشبه ما الشبهات بسبب

کسی لمین بہت سی علم کی گنجالیش ہوتی ہی اور کسی مین کم اور جو شبہات
اور شہوات کہ انکو دل بباعث ملنی وحی کے اور دلونمین سی انکو اکسانیکے
اٹھاتے ہین انکو اُس جھاگ سی تشبیہ دی جو بہتا پانی اُٹھایا کرتا ہی اور علم
نافع سی جو یہہ شبہات جاتے رہتی ہین اوسکو اُس جھاگ کی جاتی رہنی اور نالہ کے
پھینک دینے اور صرف پانی جس سی نفع ہوتا ہی اُسمین رہجانیسے تشبیہ دی
اسیطرح دوسری مثال ہین جو اسکے بعد ہی وہ میل جو اُس جوہر مین ہوتا ہی
جاتا رہتا ہی اور خالص رہجاتا ہی اور بندون کے لئی دو نو مثلین سورہ بقر مین
اسطرح فرمائین مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ
(جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ پھر جب روشن کیا اوسکے گرد کو لے گیا)
ذَهَبَ اللَّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ
(الله اونکی روشنی اور چھوڑا انکو اندھیرین مین نظر نہین آتا بہری گونگی اندھی سو وہ نہین)
یہہ تو مثال آتشی ہی پہر فرمایا أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَ
(یا جیسے مینہ پڑتا آسمان سی اوسمین ہین اندھیرے اور گرج اور)
بَرْقٌ الخ (بجلی ۱۲) اسمین اشارہ مثل آبی کیطرف ہی اور ہمنی ان دونون مثلونکی اسرار
کیطرف کتاب معالم وغیرہ مین اشارہ کیا ہی غرضکہ دلکی درستی انہین دونون
پر موقوف ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا اور فرمایا
(تا ڈر سناوی اوسکو جسمین جان ہو ۱۲)
اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ اور جو شخص حکم نمانے اسکو
(اے ایمان والو مانو حکم اللہ کا اور رسول کا جسوقت بلاوے تمکو ایک کام پر جسمین تمہاری زندگی ہی ۱۲)
قبر والون سی تشبیہ دی ہی اور یہہ بڑی عمدہ مشابہت ہی اسلئی کہ اونکے

ويستقر صفوه وقال في ضرب المثلين لعباده في سورة البقرة مثلهم كمثل الذي استوقد نارا فلما اضاءت ما حوله ذهب الله بنورهم وتركهم في ظلمات لا يبصرون صم بكم عمي فهم لا يرجعون فهذا المثل الناري ثم قال او كصيب من السماء الخ اشارة الى المثل المائي وقد مر الى سر هذين المثلين في كتاب المعالم وغيره فصلاح القلب موقوف على هذين الاصلين قال لينذر من كان حيا وقال استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم ومنه مر الا يحييكم باصحاب القبور وهذا من احسن التشبيه فان

بدن اونکے دلونکی قبرین ہین یعنی جب دل مرگئے تو بدنونمین گاڑدی گئے اور
اسیلیے کسیکا قول ہے جہل مین ہے جاہلونکی موت پہلی موت سی + جسم
اونکی دفن سی پہلے ہین جانونکی قبور + روحین گہبراتی ہین اور بیتاب ہین
اجسام مین + حشر سی پہلی مگر ہو وی کہان اونکا نشور + اور خدا وند پاک
نے وحی کوایک روح ٹھہرایا ہی ان آیتونمین یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰی
مَنْ یَّشَآءُ اور فرمایا وَکَذٰلِکَ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا اسکی وجہ یہہ ہے کہ روحون
اور دلونکی زندگی اسی سی ہی اور حیات پاکیزہ یہی ہی جسکو اللہ جلشانہ نے
اس شخص کے لئی بنایا ہی جو وحی کو مانے اور اوس پر عمل کرے
چنانچہ ارشاد ہی مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً
طَیِّبَةً اور اسکی موافق یہہ ہی یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اور اس آیت مین
لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ وَلَنِعْمَ
دَارُ الْمُتَّقِیْنَ اللہ تعالی نے بیان فرما دیا کہ بہلائی کرنیوالا اپنی بہلائی
کی بدولت دونو جہانمین نیکبخت ہو جاتا ہی اور بدی کرنیوالا اپنی بدی کے
مارے دونون جہانمین بدبخت ہوجاتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے
وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّنَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی
اور جسنے منہ پہیرا میری یاد سی تو اوسکو ملنی ہے گذران تنگی کی اور لاوینگے ہم اوسکو دن قیامت کے اندہا

ابدانهم فیبقون ... فقد ماتت قلوبهم وقبرت ابدانهم ولذا قال القائل وفی الجهل قبل الموت موت لاهله واجسامهم قبل القبور قبور وارواحهم فی وحشة من جسومهم ولیس لهم حتی النشور نشور وجعل سبحانه الوحی روحا فی قوله یلقی الروح من امره علی من یشاء من عباده وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ... والارواح والقلب به وهذه هی الحیوة الطیبة التی جعلها سبحانه لمن قبل وحیه وعمل به فقال تعالی من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مؤمن فلنحیینه حیوة طیبة ومثله ویمتعکم متاعا حسنا وقوله تعالی للذین احسنوا فی هذه الدنیا حسنة ولدار الآخرة خیر ولنعم دار المتقین فبین سبحانه انه یسعد المحسن باحسانه فی الدارین ویشقی المسیئ باسائته فی الدارین قال تعالی ومن اعرض عن ذکری فان له معیشة ضنکا ونحشره یوم القیامة اعمی

وقال تعالى فمن يرد الله أن يهديه يشرح صدره للإسلام ومن يرد أن يضله يجعل صدره ضيقا حرجا كأنما يصعد في السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمنون فأهل الهدى والإيمان لهم شرح الصدر واتساعه وأهل الضلالة لهم ضيق الصدر والحرج وقال تعالى أفمن شرح الله صدره للإسلام فهو على نور من ربه فأهل الإيمان في النور وانشراح الصدر وأهل الضلال في الظلمة والضيق وسيأتي في هذا إن شاء الله تعالى مزيد

اور فرمایا فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء کذلک یجعل اللہ الرجس علی الذین لا یؤمنون اس آیت مین دونو قسمونکو اکہٹا کردیا تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئی تو سینہ کا کہلنا اور اُسکا پہیلاو ہی اور گمراہی والونکے لئی سینہ کی تنگی اور اُسکا سکڑنا ہی اور فرمایا افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ ایمان والے نور اور سینہ کی کشادگی مین ہین اور گمراہی والے تاریکی اور تنگی مین اور نوین باب مین اس امر کی زیادہ تقریر انشاء اللہ آنیوالی ہی

الباب الخامس

في أن حياة القلب وصحته لا تحصل إلا بأن يكون مدركا للحق مريدا له مؤثرا له على غيره لما كان في القلب قوتان قوة العلم والتمييز وقوة الإرادة والحب كان كماله وصلاحه باستعمالهما في الذي ينفعه فيستعمل قوة العلم في معرفة الحق والتمييز بينه وبين الباطل وقوة الإرادة والمحبة في طلب الحق ومحبته

پانچوان باب

اس بیان مین کہ دل کی زندگی اور صحت بجز اسکے نہین ہوسکتی کہ حق کو پہچانے اور اُسکو اپنا مطلوب کرے اور غیر پر ترجیح دے

ازانجاکہ دلمین دو قوتین ہین ایک قوت علم وتمیز دوسری قوت ارادہ و محبت اسلئے دل کا کمال اور اوسکی درستی اسمین ہی کہ ان دونو قوتونکو اس چیز مین برتے جو اوسکو مفید ہو مثلاً قوت علم کو حق مین اور حق اور باطل کو جدا کرنی مین استعمال کرے اور قوت ارادہ اور محبت کو حق کی طلب اور اوسکی محبت

وایثاره على الباطل فمن لم یعرف الحق فهو ضال ومن عرفه وآثر غیره فهو مغضوب علیه ومن عرفه واتبعه فهو منعم علیه وقد امرنا سبحانه ان نسأله في صلواتنا ان یهدینا صراط الذین انعم علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین ولهذا کان النصارى اخص بالضلال لانهم امة جهل والیهود اخص بالغضب لانهم امة عناد وهذه الامة هم المنعم علیهم ولهذا

اور باطل پر اوسکو ترجیح دینے مین صرف کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص
حق کو نہ پہچانے وہ گمراہ ہے اور جو پہچانے اور دوسرے کو اوسپر ترجیح دے
اور پسند کرے وہ گرفتار غضب آلہی ہے اور جو جانے اور اسکا اتباع کرے
وہ وہ شخص ہے جسپر انعام الہی ہوا اور اللہ تعالی نے ہمکو حکم فرمایا ہے
کہ ہم اوس سے اپنی نمازونمین اس امر کی درخواست کیا کرین کہ ہمکو اون لوگونکا
رستہ بتائے جنپر اوسنے فضل کیا ہے نہ اونکا جنپر غصہ ہوا اور نہ بھکنے والونکا
اسلئے کہ نصاری بھکنے کے لئے مخصوص ہین اسوجہ سے کہ وہ جہل کی امت
ہین اور یہود غضب کے لئے کیونکہ وہ امت ہین دشمنی کی اور یہہ امت محمدیہ وہ
ہے جنپر فضل ہوا اور اسیوجہ سے سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے
عابدونمین سے بگڑتا ہے تو اوسمین کچھہ مشابہت نصاری کی پائی جاتی ہے
اور اگر علما مین سے بگڑتا ہے تو مشابہت یہود کی اسلئے کہ نصاری نے
نادانستہ عبادت کی اور یہود نے حق کو پہچانا اور اوس سے انحراف کیا اور
مسند اور ترمذی مین عدی بن حاتم کی حدیث سے ہے کہ آنحضرت صلعم نے
فرمایا کہ یہود وہ ہین جنپر غصہ ہوا اور نصاری بھکنے والے ہین اور
اللہ تعالی نے کلام مجید مین ان دونو قومونکو ایکجا بہت جگہہ ارشاد فرمایا ہے

قال سفیان بن عیینة من فسد من عبادنا ففیه شبه من النصارى ومن فسد من علمائنا ففیه شبه من الیهود لان النصارى عبدوا بغیر علم والیهود عرفوا الحق وعدلوا عنه وفي المسند والترمذي من حدیث عدي بن حاتم ان النبي صلى الله علیه وسلم قال الیهود مغضوب علیهم والنصارى ضالون وقد جمع سبحانه بین الطائفتین في مواضع من کتابه

مثلاً ارشاد ہی وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ
اور جب تجھ سے پوچھین بندے میرے مجکو تو مین نزدیک ہون پہنچتا ہون پکارنے کی پکارنے

اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ ہمین اپنی حکم ما
کو جس وقت مجکو پکارتا ہے تو چاہیے کہ حکم مانین میرا اور یقین لاوین مجہ پر تاکہ شاید نیک راہ پر آوین ۱۲

اور یقین لانے کو کہا فرمایا اور فرمایا فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ
سو جو اُس پر یقین لائے اور اوسکی رفاقت کی

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اور فرمایا وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ
اور مدد کی اور تابع ہوئے اُس نور کی جو اوسکی ساتھ اترا ہی ۱۲ — لیکن نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاوی اللہ پر اور پچھلے

وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
دن پر اور فرشتون پر اور کتاب پر اور نبیون پر اور دیوی مال اوسکی محبت پر ناتے والون کو اور یتیمون کو

وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ
اور محتاجونکو اور راہ کے مسافرون کو اور مانگنے والونکو اور گردنین چھڑانے مین اور کہڑی رکہی نماز

وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ اور فرمایا وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
اور دیا کرے زکوۃ ۱۲ — قسم اوترتے دن کے مقرر انسان ٹوٹے مین ہی مگر جو یقین لائے

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ اس مین خدا تعالے
اور کئی بہلی کام اور آپس مین تقید کیا سچی دین کا اور آپس مین تقید کیا سہار کا ۱۲

نے زمانہ کی قسم کھائی جو وقت نفع اور نقصان کے کامونکا ہی اس امر پر کہ
ہر ایک شخص ٹوٹے مین ہی بجز اُس شخص کے جسکی قوت علمیہ خدا تعالی پر یقین
لانے مین اور قوت عملی اوسکی طاعت پر عمل کرنے مین کامل ہوا اور دوسریکو
اوسکی تقید کری اور ان سبکی جڑ صبر ہی اسلیئے حضرت امام شافعیؒ فرماتے
ہین کہ اگر آدمی سورہ عصر مین غور کرین تو اُنکو کافی ہو اور یہہ دونو قوتین
بیکار نہین رہتین بلکہ آدمی اپنی قوت علمیہ کو یا تو حق کی معرفت مین صرف
کرتا ہی نہین تو کسی امر باطل نازیبا کی معرفت مین استعمال کرتا ہی یا اوسکی عکس

فقال واذا سألك عبادي عني فاني قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوا لي وليؤمنوا بي لعلهم يرشدون فجمع بين الاستجابة له والايمان به وقال فالذين امنوا به وعزروه ونصروه واتبعوا النور الذي انزل معه وقال ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر والملائكة والكتاب والنبيين واتى المال على حبه ذوي القربى واليتامى والمساكين وابن السبيل والسائلين وفي الرقاب واقام الصلوة واتى الزكوة وقال والعصر ان الانسان لفي خسر الا الذين امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر فاقسم سبحانه بالدهر الذي هو زمن الاعمال الرابحة والخاسرة ان كل احد في خسر الا من كمل قوته العلمية بالايمان بالله وقوته العملية بالعمل بطاعته وكمل غيره بالوصية له بذلك وامره بذلك وملاك ذلك هو الصبر ولذا قال الشافعي لو فكر الناس في سورة العصر لكفتهم وهذا ان القوتين لا تتعطلان بل ان استعمل قوته العلمية في معرفة الحق والا استعملها في معرفة ما لا يليق به من الباطل وان

اسیطرح قوت ارادی عملی کو عمل صالح مین استعمال کرتا ہی یا اُسکی برعکس مین اسلئی کہ نفس ارادہ سی حرکت کرتا ہی اور اُسکی حرکت ارادی اُسکی ذات کی لوازم سی ہی اور ارادہ کو مراد ضرور چاہئے اسصورت مین اگر نفس حق کا تصور اور ارادہ اور طلب کریگا تو باطل کا تصور اور ارادہ ضرور کریگا اور یہہ بات آئندہ باب سی معلوم ہوگی جسکو اب شروع کرتے ہین +

چھٹا باب

اس ذکر مین کہ دلکی سعادت اور لذت اور آسایش اور درستی اسیمین ہی کہ اسکا معبود اور غایت مقصود صرف اللہ تعالی اُسکا پیدا کرنیوالا ہو اور وہی تمام ماسوا سے محبوب تر ہو

اور یہہ بات کئی وجھون سی ثابت ہی وجہ اول محتاج ہونا بندہ کا خدا تعالے کیطرف حصول نفع اور دفع ضرر مین اور ظاہر ہی کہ جتنی چیزین خدا تعالے کے سوا ہین خواہ فرشتہ ہو یا انسان یا جن یا حیوان وہ سب محتاج اپنے نفع کے حاصل کرنے اور ضرر کے دور کرنے کے ہین اور یہہ بات بدون تصور مفید اور مضر کے پوری نہین اور نفع آسائش اور لذت کی قسم سی ہی اور ضرر رنج و عذاب کی جنس سی اور یہان چار باتین ہین ایک وہ محبوب چیز جسکا حصول منظور ہی دوم وہ مددگار جو اُس مطلوب تک پوہنچاوی سوم ام

فالتفات العبد عن هذه الاربع فيجب ان يكون
مطلوبه ومقصوده هو الله
تعالى ومعينه على حصول
ذلك وعبوديته غيره
والالتفات اليه هي المكروه
اضطراره وهو المعين على دفعه
فهو المستحق والمستعان على
التحقيق والمستعان اليه والله اعلم
وحصول العبد على
عمل ممكن
سعادة العبد في التحقق بمقام اياك
نعبد واياك نستعين وقال شارح

مکروہ جسکا نہونا مطلوب ہو چہارم مددگار جو اُسکو دفع کری تو کوئی بندہ
اِن چارون باتون سی خالی نہین ہوتا پس ضرور ہی کہ بندہ کا مطلوب اور
مقصود خدا تعالی ہی ہوا ور وہی اس امر کی حاصل ہونیکی لئی مددگار ہی اور
اوسکی غیر کی بندگی اور غیر کیطرف توجہ کرنی امر مکروہ اور مضر ہے اور اُسکی
دفع کا بھی مددگار وہی ہی اِس سی معلوم ہوا کہ خدا تعالی ہی معبود محبوب ہے
اور وہی بندہ کے پونہچنی کا اپنی آپ معین و مددگار ہی اور وہی اُس سے
ہر ایک مکروہ چیز کا دور کرنیوالا ہی اسیلئے بندہ کی سعادت اسمین ہوئی کہ
مقام اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ مین ثابت قدم رہی اور اس امر کیطرف
تجھی کو بندگی کرین اور تجھی سی مدد چاہین ۱۲
اللہ تعالی کا یہ قول اشارہ فرماتا ہی فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ اور یہہ آیت حضرت
بندگی کر اوسکی اور بھروسا رکھہ ۱۲
شعیبؑ کے باب مین وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ اور یہہ
اور نہین بن پڑتا ہی اللہ کیطرف سے اوسی پر مینے بھروسا کیا ہی اور اوسیکی طرف رجوع ہوا ہون ۱۲
قول وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ اور انکے سوا اور بہت سی
اور بھروسا کر اوس زندہ پر جو نہ مریگا اور یاد کر اوسکی خوبیان ۱۲
آیتین ہین دوسری وجہ یہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت
کے لئی پیدا کیا ہی جو متضمن ہی اوسکی معرفت اور اوسکی طرف رجوع کرنے
اور اوسکی ساتھہ محبت اور اخلاص کرنی کو تو اُسیکے ذکر سی اونکے دلونکو
چین اور نفسونکو ارام ہوتا ہی اسیلئے کوئی چیز اُنکی نزدیک محبوب تر اور

الى ذلك قوله تعالى فاعبده
وتوكل عليه وقوله عن
نبيه شعيب عليه السلام وما توفيقي الا بالله
عليه توكلت واليه انيب
وقوله وتوكل على الحي الذي
لا يموت وسبح بحمده وغير ذلك
من الآيات الوجه الثاني
ان الله سبحانه خلق الخلق لعبادته الجامعة
لمعرفته والانابة اليه ومحبته
والاخلاص له فبذكره
تطمئن قلوبهم وتسكن
نفوسهم فلا شيء احب اليهم

زیادہ آنکھہ کو طراوت دینی والی بنسبت اُسپر یقین لانی اور اُسکی ساتھہ محبت
کرنی اور اُسکی دیدار کے مشتاق ہونے اور اُسکی ذکر سی راحت پانیکی نہین اِس سے
معلوم ہوا کہ بندونکی حاجت خدا کیطرف اُسکی عبادت کرنے اور بندہ
ہونے مین ایسی ہی ہی جیسی اپنی مخلوق ہونے اور روزی دیجانیمین اُسکے
محتاج ہین بلکہ حاجت اول بڑھکر ہی اسلیے کہ وہ نہایت مقصود ہی اور اسی وجہ
سی لا الٰہ الا اللہ کہنا سب حسنات سی بہتر ہی اور خدا تعالیٰ کو براہ معبود ہونیکے
ایک جاننا اصل دین کی ہی اور براہ پرورش ایک کہنا جسکے قائل مسلمان
اور کافر دونو ہین اور کلام والون نے اوسکو اپنی کتابونمین لکھا ہی صرف
تنہا کافی نہین بلکہ وہ تو اُنپر الزام ہی اور اسی جہت سی اللہ تعالیٰ کا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اُسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو اُسکا شریک نکرین چنانچہ
حدیث شریف صحیح مین جسکو حضرت معاذ رض روایت کرتے ہین موجود ہے
کہ آپنے مجکو فرمایا کہ تمہین معلوم ہی کہ خدا تعالیٰ کا حق بندونپر کیا ہی مینے
عرضکیا کہ خدا اور اوسکا رسول زیادہ جانتے ہین آپنے فرمایا کہ اوسکا حق
بندونپر یہہ ہے کہ اوسکی عبادت کرین اور کسی چیز کو شریک اُسکا نکرین
اور تمہین معلوم ہی کہ بندونکا حق خدا تعالیٰ پر کیا ہی جب ایسا کرین مینے عرضکیا

وافر نعيمهم من الايمان به ومحبته والشوق الى لقائه والتنعم بذكره فحاجة العباد الى ربهم في عبادتهم اياه و تألههم له كحاجتهم اليه في خلقه لهم ورزقه اياهم بل اعظم لان ذلك هو الغاية المقصود ولذا كانت لا اله الا الله احسن الحسنات وكانت توحيد الالهية اس الامر واما توحيد الربوبية الذي اقر به المسلم والكافر وقرره اهل الكلام في كتبهم فلا يكفي وحده بل هو الحجة عليهم ولهذا كان حق الله على عباده ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا كما في الحديث الصحيح الذي رواه معاذ انه قال اتدري ما حق الله على عباده قلت الله ورسوله اعلم قال حقه على عباده ان يعبدوه ولا يشركوا به شيئا اتدري ما حق العباد على الله اذا فعلوا ذلك قلت

الله ورسوله اعلم قال حقهم عليه أن لا يعذبهم بالنار وان ذلك يحب عباده المؤمنين الموحدين ويفرح بتوبتهم فمن عبد غيره وحصل له نوع منفعة بعبادته فمضرته اضعاف منفعته وهو بمنزلة من يأكل الطعام المسموم اللذيذ وكما أن السماء والارض لو كان فيهما آلهة الا الله لفسدتا فكذلك القلب اذا كان فيه معبود غير الله فسد فساداً لا يرجى صلاحه الا بأن يخرج ذلك المعبود من قلبه ويكون الله وحده الهه ومعبوده ومحبوبه ومرجوه ومخوفه والذي يتوكل عليه والذي ينيب اليه

الوجه الثالث أن فقر العبد الى العبادة والتوحيد ليس له نظير فيقاس به ولكنه يشبه من بعض الوجوه حاجة الجسد الى الغذاء من الطعام والشراب والنفس وان كان بينهما فروق فان حقيقة العبد قلبه وروحه ولا صلاح له الا بالهه

که خدا اور اُسکا رسول بهتر جانتے هین آپنے فرمایا که بندونکا حق الله تعالے پر یهه هے که اُنکو آگ سے عذاب نه دے اور اِسی جهت سے وه اپنے بندون ایماندارون خدا کو ایک کهنے والونکو محبوب جانتا هے اور اُنکی توبه سے خوش هوتا هے اسصورت مین جو کوئی اوسکے غیر کی عبادت کرے اور اُسکو کسیطرحکی لذت اور منفعت حاصل هو تو اوسکو فائده کی نسبت نقصان صد چند هوگا اور اُسکی مثال ایسی هوگی جیسے کوئی شخص غذاء لذیذ زهر بهری هوئی کهاوے اور جسطرح که آسمان و زمین مین اگر بالفرض بهت سے خدا سواے الله پاک کے هوتے تو وه بگڑ جاوین اسیطرح آدمی مین بهی اگر سوا خدا تعالی کے کوئی معبود هوگا تو ایسا بگڑیگا جسکے سنورنیکی توقع بجز اسکے نهین که وه معبود اوسکے دل سے نکلجاوے اور صرف خداوند کریم اوسکا خدا اور معبود اور محبوب اور امیدگاه رهجاوے اُسی سے خوف کرے اور اوسی پر بهروسا اور اُسیکی طرف رجوع **تیسری وجه** یهه هے که بنده جو عبادت اور توحید کا محتاج هے اوسکی کوئی مثال نهین جسپر اس امر کو قیاس کرلیا جاوے مگر بعض باتون مین البته مشابه جسم کی حاجت کے هے کهانے پینے اور سانس لینے کیطرف اگرچه اور فرق دونو مین بهت هین اور وجه مشابهت یهه هے که بنده کی حقیقت اوسکا دل اور روح هے اور اوسکی درستی بدون اوسکے معبود

کے نہین اور نہ بدون اُسکی ذکر کے چین اور نہ بدون اُسکی معرفت اور
محبت کے ارام بلکہ اُسکا دیدار اوسکے لئی ضروری ہی اگرکسیقدر لذت
ولکو غیرسی ہوتی بہی ہے تو یہہ ہمیشہ نہین ٹھہرتی بلکہ ایک قسم سی دوسری
قسم کیطرف اور ایک شخص سی دوسرے شخص کیطرف بدلتی رہتی ہی کبہی کسی سے
راحت پاتا ہی کبہی کسی سی اور اکثر ایسا ہوتا ہی کہ یہی لذت اُسکی اسباب ضرر
مین سب سے بڑی ہو جاتی ہی مگر معبود برحق کی ضرورت اوسکو ہروقت ہرحال مین ہے
اس سی ثابت ہوا کہ وہی دل کی غذا اور قوت اور درستی اور موجب قیام ہے
چنانچہ اہل ایمان کا عقیدہ یہی ہی اور قران و حدیث بہی اسی پر دال ہین ایسا
نہین جیسی بعض لوگ جنکو تحقیق اور معرفت مین مایہ کم اور حقائق ایمان کے
سمجھنے مین بہرہ ناقص اور اپنی خیال خام اور ذہن ناقص پر نازان کہتی ہین کہ
اوسکی عبادت اور ذکر اور شکر صرف پہنسانے اور جانچنی کے لئی تکلیف
اور مشقت ہی یا محض اوسکی عوض ثواب دینا ہی یا نیز النفس انسانی کا آراستہ
کرنا ہی تاکہ اور حیوانات کے نفسوں سی اونچا ہو جاوے اسوجہ سی کہ خدا تعالیٰ
کی عبادت اور توحید انسان کی آنکھ کی ٹھنڈک اور عمدہ لذت روح اور دل
کی ہی اور عبادات اور احکام الہی سی پہلی پہل مقصود تکلیف و ایذا رسانی

ولا طمانينة له الا بذكره
ولا يسكن الا بمعرفته ومحبته
ولابد له من لقائه ولو حصل له
من اللذات بغير ما حصل
فلا يدوم له ذلك بل ينتقل
من نوع الى نوع ومن شخص
الى شخص ويتنعم بهذا في حال وبهذا في حال
وكثيرا ما يكون ذلك هو اعظم اسباب
مضرته واما الهه الحق فلابد له
منه في كل وقت وعلى كل
حال فهو غذاؤه وقوته وصلاحه
وقوامه كما عليه اهل الايمان
ودل عليه السنة والقرآن لا كما يظنه
من قل نصيبه من التحقيق والعرفان وبخس
حظه من فهم حقائق الايمان وفرح بما عنده
من زبالة الافكار وزبالة الاذهان ان
عبادته وذكره وشكره تكليف ومشقة
لمجرد الابتلاء والامتحان او لاجل
لمجرد التعويض بالثواب والجزاء
او لمجرد رياضة النفس الانسانية لترتفع عن
سائر الحيوان فان عبادته وذكره وحمده
قرة عين الانسان وافضل لذة الروح
والجنان وليس المقصود بالعبادات والاوامر
المشقة والكلفة بالقصد الاول

وان وقع ذلك تبعا وضمنا بالاسباب تقتضي ذلك في البعض الخ فهي من لوازم هذه النشأة ولا فهي قرة العين ولذة القلب والارواح قال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا هو خير مما يجمعون قال ابو سعيد الخدري فضل الله القرآن ورحمته ان جعلكم من اهله وقال هلال بن يساف بالاسلام الذي هداكم اليه والقرآن الذي علمكم اياه هو خير مما تجمعون من الذهب والفضة

الوجه الرابع ان المخلوق ليس عنده للعبد نفع ولا ضر ولا عطاء ولا منع ولا هدى ولا ضلال ولا نصر ولا خذلان ولا خفض ولا رفع بل الله وحده هو الذي يملك ذلك كله قال تعالى ما يفتح الله للناس من رحمة فلا ممسك لها وما يمسك فلا مرسل له من بعده وهو العزيز الحكيم وقال وان يمسسك الله بضر فلا كاشف له الا هو وان يردك بخير فلا راد

نہین گو بعضی امور مین چند اسباب کی باعث جو مقتضی تکلیف ہوتے ہین
تبعاً اور ضمناً تکلیف ہو جاتی ہے اسلیے کہ یہہ مشقت تو اس گہر کے لوازم مین
سے ہی ورنہ خدا تعالی کی شریعتین آنکہونکی ٹھنڈک اور دلونکی لذت اور
روحونکی راحت ہین اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْکُمْ مَوْعِظَةٌ
مِنْ رَبِّکُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُورِ وَهُدًی وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِینَ + قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ
وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوا هُوَ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُونَ — حضرت ابو سعید خدری رضؓ نے
اسکی تفسیر مین فرمایا کہ فضل اللہ کا قران ہی اور اسکی رحمت یہہ ہی کہ تمکو اوسکا
اہل بنایا اور ہلال بن یساف رحؒ فرماتے ہین کہ بفضل الله وبرحمته سے یہ غرض
ہی کہ اوس اسلام سے جسکی راہ بتائی اور اُس قران سے جسے تمکو سکہایا خوش ہو
کہ وہ بہتر ہی اُس چیز سے جو تم سونا اور چاندی جوڑتے ہو + **چوتہی وجہ**
یہہ ہی کہ بندہ کو مخلوق کے پاس کچہہ نفع ہی نہ ضرر نہ دینا نہ روکنا نہ ہدایت
نہ گمراہی نہ مدد کرنا نہ رسوا کرنا نہ پست کرنا نہ بلند کرنا بلکہ صرف خدا تعالے
ان سب چیزونکا مالک ہی چنانچہ اوسنے فرمایا ہی مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ
مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَهَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ
اور فرمایا وَاِنْ یَمْسَسْکَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ وَاِنْ یُرِدْکَ بِخَیْرٍ فَلَا رَادَّ

بفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم اور فرمايا
اسکے فضل کو پونہچاتا ہی جسپر چاہے اپنی بندونمین اور وہی ہی بخشنے والا مہربان ۱۲

ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده
اگر اللہ تمکو مدد دیگا تو کوئی تمپر غالب نہوگا اور جو وہ تمکو چھوڑ دیگا پہر کون ہی کہ تمہاری مدد کریگا اوسکے بعد

وعلى الله فليتوكل المؤمنون اور يس والے کے قصہ مین فرمايا
اور اللہ پر بہروسا چاہیے مسلمانون کو ۱۲

أأتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا
بہلا مین پکڑون اوسکے سوا اور ونکو پوجنا کہ اگر مجہپر چاہے رحمن تکلیف کچھ کام نہ آوے مجکو انکی سفارش

ولا ينقذون اور فرمايا يا ايها الناس اذكروا نعمة الله عليكم هل من خالق
اور نہ وہ مجکو چھڑاوین ۱۲ لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کوئی ہے بنانیوالا اللہ کے سوا

غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فانى تؤفكون اور بندہ کی
روزی دیتا تمکو آسمان اور زمین سے کوئی حاکم نہین مگر وہ پہر کہان سے الٹی جاتی ہو ۱۲

کمال ہوشیاری اسمین ہی کہ یہہ جانے کہ خدا تعالے اوسکو کوئی تکلیف اگر
پونہچا دے تو سوا اوسکے اور کوئی اوسکو دور نہین کریگا اور جب اسکو کوئی
نعمت دیوے تو بجز خداوند کریم کے اور کوئی نہین دینے کا۔ اللہ تعالی نے اپنے
کسی پیغمبر پر وحی بہیجی کہ میرے لیے لطیف ہوشیاری اور چہپی مہر پیدا
کر کہ مین ان دونو کو پسند کرتا ہون پیغمبر نے عرض کیا کہ الہی لطیف ہوشیاری
کیا ہی حکم ہوا کہ وہ یہہ ہی کہ اگر مین تجہپر ایک مکہی گراون تو تو یہہ جان کہ
مین نے اسکو گرایا ہی اور مجہہ سے درخواست کر کہ اوسکو اوٹہا لون عرض کیا
کہ چہپی مہر کیا ہی حکم ہوا کہ جب تیرے پاس کوئی دانہ آوے تو یہ سمجہہ کہ مین نے
تجکو اس سے یاد کیا ہی۔ حضرت امام احمد فرماتے ہین کہ مجہہ سے عبد الرزاق

بفضله يصيب به من يشاء من عباده وهو الغفور الرحيم وقال تعالى ان ينصركم الله فلا غالب لكم وان يخذلكم فمن ذا الذي ينصركم من بعده وقال عز [illegible] صاحب يس أأتخذ من دونه آلهة ان يردن الرحمن بضر لا تغن عني شفاعتهم شيئا ولا ينقذون وقال يا ايها الناس اذكروا نعمة الله عليكم هل من خالق غير الله يرزقكم من السماء والارض لا اله الا هو فانى تؤفكون ومن كمال فطنة العبد ان يعلم انه اذا مسه الله بسقم لم يرفعه عنه غيره واذا ناله بنعمة لم يرزقه اياها سواه واوحى الله الى بعض انبيائه ادرك لي لطيف الفطنة وخفي اللطف فقال يا رب وما لطيف الفطنة قال ان وقعت عليك ذبابة فاعلم اني اوقعتها فسلني ارفعها قال وما خفي اللطف قال اذا اتتك حبة فاعلم اني ذكرتك بها قال الامام احمد حدثنا عبد الرزاق

نے حدیث بیان کی اور اُنکو عمران نے خبر دی اور عمران کہتے ہین کہ
مین نے وہب بن مُنبّہ سے سُنا ہی کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی نے اپنی کسی
کتاب مین ارشاد فرمایا ہی کہ قسم ہی مجکو اپنی عزت کی جو شخص مجہپر بہروسا کرتا
ہی تو پہر اگر سارے آسمان اور اُنکی درمیانکے لوگ اور تمام زمینین اور
اُنکے لوگ اُسکو فریب دین تو مین اوسکیلئے اُنکے فریب سے نکلنے کیصورت
کردونگا اور جو مجہپر بہروسا نہین کریگا تو مین اوسکا ہاتھ آسمانکی رسیون سے
علیحدہ کردونگا اور اوسکی پانو کے نیچے کی زمین مین اوسکو دہسادونگا
یعنی اوسکو خواہش نفس مین ڈالدونگا پہر اُسکو اُسکے نفس کے حوالہ
کردونگا مین نے اپنے بندہ کو مال کے بدلے بس ہون اگر وہ میری طاعت مین
ہوتا ہی تو مین اوسکو سوال سے پہلے دیتا ہون اور دعا سے پہلے اُسکی مراد
قبول کرتا ہون اسلئے کہ مین اوسکی نسبت کر اوسکی حاجت کو زیادہ جانتا
ہون جو اوسکے لائق ہی- اور حضرت امام احمدؒ نے اِس حدیث قدسی
کو اور طرح پر بھی روایت کیا ہی فرمایا کہ مجہہ سے ہاشم بن قاسم نے حدیث
بیان کی اور اُنسے ابو سعید مؤذن نے اور اُنسے اُس شخص نے جسنے
عطاء خراسانی سے سُنی ہی اور عطاء خراسانی کہتے ہین کہ مینے وہب بن منبہؒ

نا عمران قال سمعت وهبا يقول قال الله عز وجل في بعض كتبه بعزتي انه من اعتصم بي فان كادته السموات بمن فيهن والارضون بمن فيهن فاني اجعل له من ذلك مخرجا ومن لم يعتصم بي فاني اقطع يديه من اسباب السماء واخسف به من تحت قدميه الارض فاجعله في الهواء ثم اكله الى نفسه كفى بعبدي مالا اذا كان عبدي في طاعتي اعطيه قبل ان يسألني واستجيب له قبل ان يدعوني فانا اعلم بحاجته التي ترفق به منه قال احمد حدثنا هاشم بن القاسم حدثنا ابو سعيد المؤذن حدثنا من سمع عطاء الخراساني قال لقيت وهب بن منبه وهو يطوف بالبيت

فقلت له حدثني حديثا احفظه عنك في مقامي هذا وانجز قال نعم اوحى الله تبارك وتعالى الى داؤد وعزتي وعظمتي لا يعتصم بي عبد من عبادي دون خلقي اعرف ذلك من نيته فتكيده السموات السبع ومن فيهن والارضون السبع ومن فيهن الا جعلت له من بينهن مخرجا اما وعزتي وعظمتي لا يعتصم عبد من عبادي بمخلوق دوني اعرف ذلك من نيته الا قطعت اسباب السماء من بين يديه واسخت الارض من تحته ثم لا ابالي باي واد هلك

سے جب وہ طواف کعبہ معظمہ کرتے تھے ملاقات کی اور کہا کہ مجھہ سے کوئی ایسی حدیث مختصر بیان کیجیے کہ مین آپسے اِسجگہہ یاد کرلون اُنہون نے فرمایا پہر اللہ جلشانہ نے حضرت داؤدؑ پر وحی بھیجی کہ یاد رکھہ قسم ہے اپنی عزت اور عظمت کی کہ جو شخص میرا دامن تھامتا ہے نہ میری خلق کا اور مین یہہ بات اوسکی ارادہ سے معلوم کرلیتا ہون تو پہر اگر ساتون آسمان اور اُنکی درمیانی لوگ وساتون زمین اور اونکے بیچ کے آدمی اُس سے فریب کرتے ہین تو مین اوسکے لئے اونکے درمیانسے نکلنے کی راہ کردیتا ہون یاد رکہہ قسم ہے اپنی عزت وعظمت کی کہ اگر کوئی شخص میری مخلوق کا دامن تہامتا ہے نہ میرا اور مجکو یہہ بات اوسکی نیت سے معلوم ہوجاتی ہے تو مین آسمانکی رسیان اُسکی ہاتھہ سے چہڑا لیتا ہون اور زمین کو اوسکے پانو تلے سے کہینچ لیتا ہون پہر پروا نہین کرتا کہ کونسے جنگل مین تباہ ہوگا

پانچوین وجہ یہہ ہے کہ بندہ کا تعلق ماسوی اللہ سے اوسکا مضر ہے بشرطیکہ اوسمین سے مقدار حاجت سے زیادہ لیوے اور طاعت آلہی پر اُس سے مدد نچاہے تو جب کہانا اور پینا اور نکاح اور لباس سے مقدار حاجت سے زیادہ لیگا تو اوسکو ضرر کریگا اور اگر سواے خدا تعالی کے اور کسی چیز سے

الوجه الخامس

ان تعلق العبد بما سوى الله مضر له اذا اخذ منه فوق القدر الزائد على حاجته غير مستعين به على طاعة الله فاذا نال من الطعام والشراب والنكاح واللباس فوق حاجته ضره ذلك ولو احب سوى الله ما لا يحبه فلا بد ان يسلبه ويفارقه

محبت کریگا تو وہ اُس سی چھین جاویگی اور اوسکو ترک کرنا پڑیگا پھر اگر اُس
شے کو غیر اللہ کی خاطر محبوب جانا ہوگا تو ضرور ہی کہ اُسکی محبت ضرر بھی کری
اور اپنی محبوب کے مارے دنیا و آخرت مین عذاب بھی دیا جاوے اور غالبًا دونون
جہانین عذاب پاویگا اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِینَ یَکنِزُونَ الذَّهَبَ
اور جو لوگ گاڑ رکھتی ہین سونا اور روپا
وَالفِضَّةَ وَلَا یُنفِقُونَهَا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ فَبَشِّرهُم بِعَذَابٍ اَلِیمٍ یَومَ یُحمٰی عَلَیهَا فِی نَارِ
اور خرچ نہین کرتے اللہ کی راہ مین سو انکو خوشخبری سنا دُکھ والی مار کی جس دن آگ دہکاوینگے
جَهَنَّمَ فَتُکوٰی بِهَا جِبَاهُهُم وَجُنُوبُهُم وَظُهُورُهُم هٰذَا مَا کَنَزتُم لِاَنفُسِکُم فَذُوقُوا مَا کُنتُم
اوسپر دوزخ کی بیچ پھر داغین گے اوس سے انکی ماتھے اور کروٹین اور پیٹھین یہہ ہی جو تم گاڑتے تھی اپنی واسطی اب چکھو
تَکنِزُونَ اور فرمایا فَلَا تُعجِبکَ اَموَالُهُم وَلَا اَولَادُهُم اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُم بِهَا
مزا اپنی گاڑنیکا ١٢ سو تو تعجب نکر اونکے مال اور اولاد سے یہی چاہتا ہے اللہ کہ عذاب کرے انکو ان
فِی الحَیٰوةِ الدُّنیَا وَتَزهَقَ اَنفُسُهُم وَهُم کَافِرُونَ اور جن لوگون نے کہا ہی
چیزون سے دنیا کی جیتے اور نکلی انکی جان جب تک وہ کافر ہی رہا ہین ١٢
کہ یہہ آیت آگے پیچھے ہی انکا قول درست نہین اونکے قول کی وجہ یہہ ہی کہ
مال و اولاد سے دنیا مین عذاب دیے جانیکے معنی نہ سمجھے اور ہماری دانست
مین واللہ اعلم مال و اولاد کے باعث دنیا مین عذاب دیے جانیسے یہہ مراد ہی کہ
وہ لوگ دنیا کی طلب اور اُسکی محبت اور آخرت پر ترجیح دینے مین اور اوسکی
حاصل کرنے پر حریص ہونے اور اوسکے جوڑنیکے لئے محنت بہرنے مین
طرح طرح کی مشقتین اوٹھاتے اور بڑی دُکھ پاتے ہین پس عذاب کے
معنی یہان مشقت اور رنج کے ہین جیسے اس حدیث مین کہ سفر ایک ٹکڑا ہی

فان احبه لغير الله فانه يعذب به ... ان نصر محبته وان يعذب بهم في ما في الدنيا والاخرة والغالب انه يعذب به في الدارين قال تعالى والذين يكنزون الذهب والفضة ولا ينفقونها في سبيل الله فبشرهم بعذاب اليم يوم يحمى عليها في نار جهنم فتكوى بها جباههم وجنوبهم وظهورهم هذا ما كنزتم لانفسكم فذوقوا ما كنتم تكنزون وقال تعالى فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم انما يريد الله ليعذبهم بها في الحيوة الدنيا وتزهق انفسهم وهم كافرون ومن نصب من قال ان الآية على التقديم والتاخير لما اشكل عليه تعذيبهم في الدنيا والمراد والله اعلم من تعذيبهم بها في الدنيا انهم بطلب الدنيا وحبها وايثارها على الآخرة والحرص على تحصيلها والتعب العظيم يقاسون انواع المشاق ويصلون اعظم العذاب فالعذاب هنا هو المشقة والالم كقوله صلى الله عليه وآله وسلم السفر قطعة

عذاب کا اور اس حدیث مین کہ میت کو اوسکے گہر والونکے رونیسے
عذاب ہوتا ہی اور اسیطرح ہر ایک شخص ہی جسکا بڑا مطلب دنیا ہو جیسی ترمذی
مین حضرت انس رض کی حدیث آنحضرت ؐ سی مروی ہی کہ جسکا مطلب آخرت ہو
اللہ تعالی اوسکی توانگری اوسکے دل مین کر دیتا ہی اور اوسکی جمعیت خاطر کو ایک جا
کر دیتا ہی اور دنیا اوسکے پاس ذلیل ہوکر آتی ہی اور جس کسیکا مطلب دنیا ہو
اللہ تعالی اوسکی مفلسی اوسکی دونو آنکہونکے سامنی کر دیتا ہی اور اوسکی جمعیت
کو پریشان کر دیتا ہی اور اوسکے پاس صرف اوسی قدر آتا ہی جو مقدر ہے انتہی
اور دنیا مین سب سی زیادہ عذاب جمعیت کا ابتر ہونا اور دل کا پریشان ہونا
اور مفلسی کا بندہ کی آنکہونکے سامنی کہڑا رہنا ہی اور اگر دنیا کے عاشق اوسکی
محبت کے نشہ مین چور نہوتے تو اس عذاب سی فریاد کیا کرتے اور معہذا
انمین سی بہت ہمیشہ چیختے چلاتے ہین - اور جن حدیثونکو ترمذی نے
روایت کیا ہی انمین سی ابوہریرہ رض کی حدیث بہی ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سی کہ آپ نے فرمایا کہ خدا تعالی فرماتا ہی کہ ای آدم کے بیٹے میری
عبادت کی لئی فارغ ہو رہ مین تیری سینہ کو توانگری سی بہر دونگا اور تیری
مفلسی کو روکدونگا اور اگر ایسا نہین کریگا تو مین تیرے دونو ہاتہ کام سے

العذاب ويتقوى ان الميت ليعذب ببكاء اهله وهكذا كل من كانت الدنيا اكبر همه كما جاء في حديث انس عند الترمذي عنه صلى الله عليه وسلم من كانت الاخرة همه جعل الله غناه في قلبه وجمع له شمله واتته الدنيا وهي راغمة ومن كانت الدنيا همه جعل الله فقره بين عينيه وفرق عليه شمله ولم ياته الا ما قدر له ومن ابلغ العذاب في الدنيا تشتت الشمل وتفرق القلب وكون الفقر نصب عيني العبد ولولا سكرة عشاق الدنيا بحبها لاستغاثوا من هذا العذاب على ان اكثرهم لا يزال يشتكي ويصرخ ومما رواه الترمذي ايضا حديث ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله تبارك وتعالى ابن ادم تفرغ لعبادتي املأ صدرك غنى واسد فقرك وان لا تفعل ملأت يديك

بھر دونگا اور تیری محتاجی کو نہ روکونگا- اور عذاب کی قسمون مین سے یہ کہ
دل اور بدن دُنیا کے رنج اوٹھانے اور دنیا والونکی کشاکش اور اُنکی
دشمنی بھگتنے مین اُلجھے رہین بعض سلف کا قول ہے کہ جو شخص دنیا سے
محبت کرے وہ مصیبتو نکے اُٹھانیکو دلین ٹھان لے اور یہہ اُسلئے فرمایا
کہ دنیا کا عاشق جب اُسمین سے کوئی چیز پاتا ہے تو اُسکا نفس اُس سے زیادہ کا
خواہان ہوتا ہے چنانچہ حدیث صحیح مین ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو جنگل مال
کے ہون تو تیسرے کا خواہان ہوتا ہے منقول ہے کہ حضرت عیسیٰ ع نے
دُنیا کے دوستدار کی مثال شرابخوار سے دی کہ جتنا زیادہ پیئے اُتنا ہی زیادہ
پیاسا ہو اور ابن ابی الدنیا نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رح نے حضرت
عمر بن عبد العزیز رح کو لکھا کہ بعد حمد و نعت کے واضح ہو کہ دنیا کوچ کی جگہہ
ہے ٹھہرنیکی جگہہ نہین حضرت آدم ع کو صرف سزا کے لئے اسمین اُتار دیا تھا
پس اے امیر المومنین اُس سے بچو کہ اُس سے توشہ لینا اُسکا چھوڑ دینا ہے اور اُسمین
توانگری محتاجی ہے ہر وقت مین اُوسکا ایک قتیل ہے (یعنی لوگونکو
برابر مارتی رہتی ہے) جو اُسکی عزت کرے اوسکو ذلیل کرتی ہے
اور جو اوسکو جوڑے اوسکو محتاج کرتی ہے وہ ایسی ہے جیسا زہر کہ اوسکو

شغلا ولم اسد فقرك و من انواع العذاب اشتغال القلب والبدن بتحمل انكاد الدنيا ومحاربة اهلها و مقاساة معاداتهم وقال بعض السلف من احب الدنيا فليوطن نفسه على تحمل المصائب وذلك ان محب الدنيا لا يعطى منها شيئا الا طلبت نفسه الى ما فوقه كما في الحديث الصحيح لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثا وقيل مثل عيسى عليه السلام محب الدنيا بشارب الخمر كلما ازداد شربا ازداد عطشا وذكر ابن ابي الدنيا ان الحسن كتب الى عمر بن عبد العزيز اما بعد فان الدنيا دار ظعن ليست بدار اقامة انما انزل اليها آدم عقوبة فاحذرها يا امير المؤمنين فان الزاد منها تركها والغنى فيها فقرها لها في كل حين قتيل تذل من اعزها وتفقر من جمعها كالسم

يأكله من لا يعرفه وهو حتفه فكن فيها كالمداوي جراحه يحتمي قليلا مخافة ما يكره طويلا ويصبر على شدة الدواء مخافة طول البلاء فاحذر هذه الدار الغدارة الخداعة الختالة التي قد تزينت بخدعها وفتنت بغرورها وختلت بآمالها وتشوقت لخطابها فاصبحت كالعروس المجلوة فالعيون اليها ناظرة والقلوب عليها والهة والنفوس لها عاشقة وهي لازواجها كلهم قاتلة

وہی کہاتا ہے جو نہین جانتا حالانکہ وہ اوسکی موت ہی پس ای امیر المومنین
تم اُسمین ایسی طرح رہو جیسی کوئی زخم کا علاج کرنیوالا کہ تہوڑی دنون پرہیز
کرتا ہی اس خوف سی کہ کہین بہت دنون مصیبت بہگتنی نہ پڑی اور دوا کی
تلخی پر صبر کرتا ہی اس ڈر سی کہ مرض زیادہ بڑہجاوی پس اس خانۂ غدار مکار
فریب دہندہ سی بچو جو دہوکے دیتی ہے اور اپنی فریب مین پہنساتی ہے
اور آرزون سی لبہاتی ہے اور اپنی طالبونکو شوق دلاتی ہے تو اُسکا
حال ایسا ہوگیا ہی جیسی جلوہ کیوقت دولہن کہ آنکہین اُسکی طرف نگران اور
دل اُسپر حیران اور نفس اُسکی عاشق ہین اور وہ اپنی سب خاوندونکی قاتل ہے
پہر اگر کسی اوسکے عاشق کو اُس سی حاجت ملگئی تو مغالطہ کہایا اور سرکشی
کی اور آخرت کو بہولا اور اُسمین اسکی عقل ایسی مشغول ہوئی کہ اُسکا پانو
پہسل گیا اور اوسکو نہایت ندامت اور بڑی حسرت ہوئی اور اوسپر موت
کی سختیان ٹوٹ پڑین اور دنیا کے جاتے رہنے کی حسرتون نے ایذا دی
اور جس عاشق کو اُس سی اُسکی تمنا نملی تو وہ غصہ مین جیا اور رنج لیگیا اور
اُس سی اپنا مطلب نپایا نہ مشقت سی اُسکی نفس نے راحت پائی ایسا شخص دنیا
سی بے توشہ نکلا اور آخرت مین بے سامانی سی آیا تو جو حالت کہ تمکو اُسمین

۱۰

فعاشق لها قد ظفر منها بحاجته فاغتر وطغى ونسي المعاد فشغل بها لبه حتى زلت عنها قدمه فعظمت عليه ندامته وكثرت حسرته واجتمعت عليه سكرات الموت والمه وحسرات الفوت وعاشق لم ينل منها بغيته فعاش بغصته وذهب بكمده ولم يدرك منها ما طلب ولم يسترح نفسه من التعب فخرج بغير زاد وقدم على غير مهاد فكن

زیادہ خوشی کی ہوا وسمین اُس سی زیادہ خوف کرو اسلئے کہ دنیا دار جب
دنیا سی کسی خوشی پر مطمئن ہوتا ہی تو وہ اُسکو کسی بُرائی مین پھینکدیتی ہے
دنیا کی امید بلا مین ملی ہوئی ہے اور اُسکی بقا یون مقرر ہی کہ انجام کو فنا ہو
اُسکی خوشی غم آمیز ہے اور اُسکی آرزوئین جھوٹی اور توقعین بیکار صفائی
پر کدورت اور عیش تلخ اگر بالفرض ہمارا رب اُسکی حال کی ہمکو خبر نہ دیتا اور
اوسکی کہاوت بیان نہ فرماتا تب بھی یہہ سوتے کو جگا دیتی اور غافل کو چوکنا کردیتی
اور جس صورتمین کہ خود اللہ تعالی کیطرف سے اُسکے بابمین نصیحت کرنیوالا
اور اُس سی جھڑکنے والا آیا ہو تو پہر کیسے تنبیہہ نہوگی نہ اللہ تعالی کے نزدیک
اوسکی کچھہ قدر و منزلت نہ جب سی کہ اُسکو بنایا اوسکی طرف دیکھا اور اُسکی کنجیان
اور خزانے آنحضرتؐ کے سامنے پیش کئی گئی گو آپکی قدر خدا کے نزدیک
مچھر کے پر کی برابر بھی کم نہوتی مگر اوسکو قبول فرمانیسے انکار کیا اور برا
جانا کہ جس چیز سے خالق نے نفرت کی اُس سی محبت کرین اور جسکو مالک
نے پست کیا ہوا وسکی قدر بڑہاوین اللہ تعالی نے جو اُسکو نیکبختون سے
علیحدہ رکہا تو اونکی امتحان کے لئے اور اپنی دشمنون پر جو اُسکا پھیلاوا کیا تو
اُنکے مغالطہ مین پڑنیکے لئے تو جو شخص دنیا کے باعث اینٹھا ہی اور اُسے

استثمر ما انت لعنى فيها احتاج
مما انت لعنى لها فان صحب
الدنيا كلما اطاعنا فانها
الى سيح رتبته الى
مالك ه وفصل الرجاء
منها بالبلاء وجعل
البقاء فيها ينتهي الى الفناء
وفرحها مشوب بالحزن امانيها كاذبة
وآمالها باطلة وصفوها كدر وعيشها
نكد ولو ان ربنا لم يخبر عنها خبرا ولم يضرب
لها امثالا لكانت قد ايقظت النائم و
الغافل فكيف وقد جاء من الله فيها
واعظ وعنها زاجر فما لها عند الله قدر
ولا وزن وما نظر اليها منذ خلقها
ولقد عرضت على نبينا بمفاتيحها
وخزائنها لا ينقصه عند
الله جناح بعوضة فأبى
ان يقبلها وكره
ان يحب ما ابغض
خالقه او يرفع
ما وضع مليكه فزواها
عن الصالحين اختيارا
وبسطها لاعدائها اغترارا
فيظن المغتر بها

قادر ہوتا ہی یہہ گمان کرتا ھے کہ اُسکو سبب سی مجھپر اکرام ہوا ہی اور اُس
معاملہ کو بھولجاتا ھے جو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ سی کیا جبکہ آپ نے
اپنی پیٹ پر بھوک کے مارے پتھر باندھا انتہی **فائدہ** مترجم کہتا ہی کہ یہی
مکتوب حضرت حسن بصریؒ کا بنام حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے جلد
ثالث احیاء العلوم مین مذمت دنیا کی ذیل مین مذکور ہی مگر وہان چند فقرے
اور بھی مذکور ہین اور کچھہ الفاظ مین فرق ہی جسکو شوق ہو وہان دیکھہ لے
غرضکہ جو شخص سوا خدا تعالےٰ کے اور کسی سی محبت کرتا ہی تو اسکو اپنے
محبوب سے گو ملے یا نملے ضرر حاصل ہوتا ہی اسلئے کہ اگر نپاویگا تو نملنے کا عذاب
ہوگا اور جسقدر دلکو لگاو اس سے ہوگا اوسیقدر تکلیف اوٹھاویگا اور اگر پاویگا
تو پہلے ملنے سی جو رنج ہوا ہی اور وقت حاصل ہونیکے جو مشقت اُٹھائی
ہی اور جاتے رہنے کے بعد جو حسرت ہوگی وہ اُس لذت سی بہت زیادہ ہوگی
جو ملنی مین سے ھے چنانچہ یہ قطعہ اس مضمون پر دال ہی **ع** عاشق سی زیادہ
نہین بدبخت زمین پر + گو عشق کو پاتا ہی وہ شکر سی بھی میٹھا + عمر اوسکی
ہر اک حال مین روتے ہی کٹی ہی + یا ہجر رولا دی اُسی یا یار کا ملنا + گر دور ھے
معشوق تو ہی شوق سی گریان + اور وصل مین روتا ہی کہ ہی ہجر کا کھٹکا + القصہ

المعتمد عليها انه اكرمها
ولبئس ما صنع الله برسوله
حين شد الحجر على بطنه
انتهى والمقصود ان من
احب سوى الله تعالى
فالضرر حاصل له بمحبوبه
ان وجد وان فقد
فانه ان فقده عذب بفواته
وما لم يفقده فقد تعلق قلبه
به وان وجد لابد ان
ما يحصل له من الالم قبل
حصوله ومن النكد في حال حصوله

۱۰

ومن الحسرة عليه بعد فقده اضعاف
ما في حصوله من اللذة * * * *

اشعار

فما في الارض اشقى من محب *
وان وجد الهوى حلو المذاق *
تراه باكيا في كل حال *
مخافة فرقة او لاشتياق *
فيبكي ان نأوا شوقا اليهم *
ويبكي ان دنوا حذر الفراق *

نہین آنگھہ کو اوسکے ہی کبھی چین * نزدیکی و دوری مین لگا رہتا ہی ٹیکا *

چھٹی وجہ یہہ ہی کہ بندہ کا اعتماد کرنا مخلوق پر اور اوسپر توکل کرنا ایک تو خود اوسکی طرفسے اوسکے نقصانکا سبب ہی دوم اس جہت سی کہ مان لیا کہ مخلوق سی مدد ملیگی رسوا ہوتا ہی سوم باینجہت کہ تصور اپنی تعریف کا کیا برا کہا جاتا ہی اور یہہ بات جیسی کہ قران اور حدیث سی ثابت ہی ویسی ہی تجربہ اور تلاش سی بھی معلوم ہی اللہ تعالے فرماتا ہے

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا

اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور ونکا پوجنا کہ وہ ہوون انکی مدد یون نہین وہ منکر ہونگے انکی بندگی سی اور ہوجاوینگے اونکی مخالف ۱۲

اور فرمایا وَاتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ

اور پکڑی ہین اللہ کی سوا اور حاکم کہ شاید انکو مدد پہونچے نہ سکینگے اونکی مدد کرنی اور یہہ اونکی فوج ہوکر پکڑی آوینگے ۱۲

اور فرمایا وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَمَا زَادُوْهُمْ غَيْرَ تَتْبِيْبٍ

اور ہمنی ان پر ظلم نکیا لیکن کر گئے اپنی جان پر پہر کچھہ کام نہ آئی اونکے ٹہاکر جنکو پکارتے تھے اللہ کے سوا کسی چیز مین جب پہونچا حکم تیری رب کا اور کچھہ نہ بڑہایا اونکا حق مین سوا تباہی کی ۱۲

اور اسکی سوا اور بہت آیتین ہین اس سی معلوم ہوا کہ دلکی درستی اور سعادت اور فلاح خدا کی عبادت اور اس سی مدد چاہنے مین ہی اور اسکی بدبختی اور ہلاک اور حال اور مآل کا نقصان مخلوق کی پرستش اور اس سی مدد چاہنے مین ہی **ساتوین وجہ** یہہ ہے کہ اللہ تعالے غنی اور کریم اور عزت والا اور مہربان ہی تو وہ اپنی بندہ پر احسان کرتا ہی اور

فيستغني عنه عند التنافي ويستغني عنه عند التلاقي

الوجه السادس ان اعتماد العبد على المخلوق وتوكله عليه يوجب له الضرر من جهتهم ويخذل من الجهة التي قدر ان ينصر منها ويذم من حيث ظن ان يحمد وهذا كما انه ثابت بالقرآن والسنة معلوم بالاستقراء والتجارب قال تعالى واتخذوا من دون الله آلهة ليكونوا لهم عزا كلا سيكفرون بعبادتهم ويكونون عليهم ضدا وقال تعالى واتخذوا من دون الله آلهة لعلهم ينصرون لا يستطيعون نصرهم وهم لهم جند محضرون وقال وما ظلمناهم ولكن ظلموا انفسهم فما اغنت عنهم آلهتهم التي يدعون من دون الله من شيء لما جاء امر ربك وما زادوهم غير تتبيب وغير ذلك من الآيات فصلاح القلب وسعادته وفلاحه في عبادة الله والاستعانة به وهلاكه وشقاوته وضرره العاجل والآجل في عبادة المخلوق والاستعانة به الوجه السابع ان الله غني كريم عزيز رحيم فهو محسن الى عبده

مع غناه عنه يريد به الخير ويكشف عنه الضر لا لجلب منفعة من العبد ولا لدفع مضرة بل رحمة منه واحسان فهو سبحانه لم يخلق خلقه ليستكثر بهم من قلة ولا لينتصر بهم من ذل كما قال تعالى وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون ما اريد منهم من رزق وما اريد ان يطعمون ان الله هو الرزاق ذو القوة المتين وقال تعالى وقل الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك ولم يكن له ولي من الذل والعباد كما قال الله تعالى والله الغني وانتم الفقراء انما يحسن بعضهم الى بعض لحاجته وانتفاعه عاجلا واجلا ولولا تصور النفع لما احسن اليه فهو في الحقيقة انما اراد الاحسان الى نفسه وانما جعل الاحسان الى غيره وسيلة الى وصول النفع له ووصول ذلك الاحسان اليه اما لتوقع جزائه او للترقب حمده وشكره او لرجاء الجزاء الاخروي من الله تعالى عند ذلك الاحسان في يوم فقره وحاجته وشدة فاقته

اُسکی کچھہ پروا نہین رکھتا اوسکی بھلائی چاہتا ہے اور نقصان کو اُس سے
دور کرتا ہی نہ اسوجہ سے کہ بندہ سے کچھہ نفع لے یا نقصان دور کراوے بلکہ
صرف اپنی رحمت اور احسان ہی کے باعث اُسپر احسان کرتا ہی اور کچھہ غرض
نہین اسلیے کہ اللہ تعالی نے اپنی خلق کو اسلیے نہین پیدا کیا کہ پہلے کم تہا اُنکے باعث زیادہ ہوجاوے یا اونکے
سبب سے کسی ذلت مین مدد لے وہ ارشاد فرماتا ہی وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا
(اور نہین بنائے جن اور آدمی سو)
لِيَعْبُدُونِ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ
(اپنی بندگی کو مین نہین چاہتا ہون انسے روزینہ اور نہین چاہتا کہ مجکو کھلاوین اللہ جو ہی وہی ہی روزی)
ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ اور فرمایا وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ
(دینے والا زور آور مضبوط ۱۲ اور کہہ سب خوبی اللہ کو جسنے نہین رکھی اولاد نہ کوئی اسکا ساجھی)
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِنَ الذُّلِّ اور بندے بہ فحواے ارشاد خداوندی
(سلطنت مین اور نہ کوئی اوسکا مددگار ذلت کیوقت پر ۱۲)
وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ایکدوسرے پر اپنی حاجت اور حال اور مآل کے
(اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ۱۲)
فائدہ کے مارے احسان کرتے ہین اگر نفع کا خیال نہو تو کوئی بھی دوسرے
پر احسان نکرے تو حقیقت مین آدمی احسان اپنے نفس ہی پر کرتا ہی اور دوسرے پر احسان
کرنیکو اپنے لئے فائدہ حاصل ہونیکا ذریعہ اور اُس احسان کے اپنے ہی طرف پہنچنے کا
وسیلہ بناتا ہی باینطور کہ یا توقع عوض کی کرتا ہی یا اوسکی تعریف کرنے اور
مشکور ہونیکا امیدوار ہوتا ہی یا اُس احسانپر خداتعالی سے ثواب اخروی کی
رجا رکہتا ہی اوس دن مین کہ وہ فقیر اور شدت سے محتاج ہوگا۔ اور اس ارادہ

وهما عند جامع في هذا النقصان فانه فقير محتاج بل فقير محتاج بل لوازم ذاته فحرصه على ما ينفعه كمال له قال تعالى ان احسنتم احسنتم لانفسكم وما تفعلوا من خير يوف اليكم وفي الكلام القدسي يا عبادي انكم لن تبلغوا نفعي فتنفعوني ولن تبلغوا ضري فتضروني يا عبادي انما هي اعمالكم احصيها لكم ثم اوفيكم اياها فمن وجد خيرا فليحمد الله ومن وجد غير ذلك فلا يلومن الا نفسه فالمخلوق انقصا بنفعه اياك في الحقيقة الا انتفاعه بك والرب تعالى انما يريد نفعك نفعا لا يرجع اليه منه شئ ونفعه لك خالص عن الضرر بخلاف نفع المخلوق فانه قد يكون فيه مضرة عليك ولو بتحمل منته فتدبر فان ملاحظة ذلك وتدبره يمنعك ان ترجو المخلوق او تعامله دون الله او تطلب منه نفعا او دفعا او تعلق قلبك به

مین بندہ پر کچھہ الاہنا نہین اسلئی کہ بندہ فقیر اور محتاج ہی بلکہ اوسکی احتیاج
اوسکی ذات کے لوازم مین سے ہی تو بندہ کا اپنی نفع کی چیز پر حریص ہونا
اوسکا کمال ہی اللہ تعالی فرماتا ھے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اور
اگر بہلائی کی تم اپنے تو بہلا کیا اپنا ۱۲
فرمایا وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ اور حدیث قدسی مین وارد ہی کہ اے
اور جو تم بہلائی کروگے وہ پوری دیجائیگی تمکو ۱۲
میرے بندو تم نہین پونہچنے کے میرے فائدہ کو کہ میری کام آؤ نہ میرے
نقصان کو کہ کچھہ میرا ضرر کرو اے میری بندو یہہ تمہاری کام ہین جنکو مین تمہارے
ہی لئی گن گن رکہتا ہون پس جو شخص اپنے اعمال مین بہتری پاوی وہ خدا تعالے
کا شکر کرے اور جو اعمال خیر کے سوا پاوی وہ ملامت نکری مگر اپنے آپکو
حاصل یہہ کہ خلق کو تمہاری نفع پہنچانیسے بجز تم سے فائدہ اُٹھانیکے اور
کچھہ مطلب نہین اور خدا تعالی جو تمکو نفع دیا چاہتا ہی اُس سے کچھہ اوسکا
مطلب نہین علاوہ ازین اوسکا نفع ضرر سے خالص ہی بخلاف خلق کی نفع
کے کہ اوسمین کبھی تمپر ضرر بھی ہو جاتا ہی مثلا خلق کی منت ہی اُٹھانی پڑے
اسکو سوچ لو کیونکہ اسکو سوچنا اور اسکا لحاظ رکہنا تمکو اس امر کا مانع
ہوگا کہ خلق سے کچھہ توقع کرو یا خدا تعالی کے سوا اُس سے کچھہ معاملہ کرو یا
اُس سے کوئی فائدہ یا نقصان کو دفع کرنا چاہو یا اپنی دلکو اوسمین لگاؤ اور

وهذا حال الخلق كلهم حتى الولد مع والده والزوجة مع زوجها والمملوك مع سيده فالسعيد من عاملهم لله لا لهم وخاف الله فيهم ولم يخفهم ورجى الله بالاحسان اليهم ولم يرجهم مع الله واحبهم بحب الله ولم يحبهم مع الله كما قال تعالى اخبارا انما نطعمكم لوجه الله لا نريد منكم جزاء ولا شكورا

یہہ حال ساری مخلوق کا ہے جیسے کہ بیٹی کا باپکے ساتھہ اور بی بی کا خاوند
کے ساتھہ اور غلام کا آقا کے ساتھہ۔ پس نیکبخت وہ ہے جو اُنسے خدا کیواسطے
معاملہ رکھے اور اُنکے واسطے اور اُنکے باب مین خدا تعالی کا خوف کرے
اور اُنسے خوف نکرے اور اُنپر احسان کرنے مین خدا تعالی سے توقع ثواب کی کرے اور اللہ تعالی کے
ہوتے ہوئے اُنکی توقع نکرے اور اُنسے محبت خدا تعالی کی محبت کی وجہ سے کرے نہ یہہ
کہ خدا تعالے کی محبت مین اُنکو شریک کرے چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے
اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا **آٹھوین وجہ** یہہ ہے کہ
ہم جو تمکو کہلاتے ہین صرف اللہ کی رضا چاہنے کو نہ تمسے ہم چاہین بدلا نہ شکر گذاری
بندہ کو دوسری کی بہتری معلوم نہین ہوتی جبتک وہ خود اُسکو نہ بتادے
اور نہ دوسر کی بہتری کرسکتا ہے جبتک کہ خدا تعالے اوسکو قدرت نہ دے
اِسصورت مین سب معاملہ خدا تعالی کیطرف سے ہے اور اُسیکے قبضہ مین بہتری ہے اور معاملہ
کُل کا کُل اوسیکی طرف آرہتا ہے پس دل کا لگاو خدا تعالی کے سوا سے
براہ رجا اور خوف اور توکل اور بندگی کے نرا نقصان ہے کہ جسمین کچھہ فائدہ
نہین اور جو نفع دوسرے سے ہوتا بھی ہے تو خدا تعالی ہی اوسکو مقدر اور میسر فرماتا
ہے **نوین وجہ** یہہ ہے کہ اکثر لوگ دوسریکے ساتھہ سلوک کرنیسے اپنا مطلب
پورا کرنا چاہا کرتے ہین گو اِس سے دوسریکا نقصان دین اور دنیا مین ہوجاوے

الوجه الثامن ان العبد لا يعلم مصلحتك حتى يعرفكها الله ولا يقدر على تحصيلها لك حتى يقدره الله عليها ولا يريدها حتى يخلق الله فيه ارادتها ومشيئتها فعاد الامر كله لله فتعلق القلب بغيره رجاء وخوفا وتوكلا وعبودية ضرر محض لا منفعة فيه وما يحصل من النفع فانما هو بسبحانه الذي قدره ويسره

الوجه التاسع ان غالب الخلق انما يريدون قضاء حاجاتهم منك وان اضر ذلك بدينك ودنياك

اور خدا تعالے جو بندہ پر ارادہ کرتا ہے تو صرف اوسکے اوپر اور

اوسپر احسان جو فرماتا ھے تو خاص اوسکے نفع کے لیئے اپنی نفع کیواسطے

اور ضرر کو اوس سے دور کرنا بھی بلا غرض چاہتا ہے تو اسصورت مین تمہاری توقع

اور بیم و رجا دوسر سے کیسی متعلق ہو سکتی ہی حالانکہ تمکو معلوم ہی کہ اگر

تمام مخلوق اسبات پر متفق ہون کہ تمکو کچھہ نفع پونہچاوین تو نہ پونہچاوینگی

مگر اوسیقدر جو اللہ تعالے نے تمہارے لئے لکھدیا ہی اور اگر سبکے سب

تمکو ضرر دینے پر اکٹھے ہون تو ضرر بھی اوسیقدر دینگے جو اللہ تعالی نے تمپر

لکھدیا ہی خدا تعالی فرماتا ھے قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَ
(تو کہہ ہمکو نہ پونہچیگا مگر وہی جو لکھدیا اللہ نے ہمکو وہی ھے صاحب ہمارا)

عَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ **دسوین وجہ** یہہ ہی کہ ہر جاندار کی سرشت ھے
(اور اللہ ہی پر چاہیئے بھروسہ کرین مسلمان ۱۲)

اسبات پر ہی کہ کسی چیز کا ارادہ اور قصد کری اور کسی چیز سے مدد چاہے

اور اوسپر اعتماد کری اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہی یعنی مراد کی دو قسمین

ہین ایک وہ کہ خود بالذات مراد ہو دوسرے وہ کہ غیر کیواسطے ہو یعنی مراد بالذات

کا وسیلہ ہو اور جس چیز سے مدد چاہتا ھے یعنی مددگار اوسکی بھی دو قسمین

ہین ایک وہ کہ خود اپنے آپ مددگار ہو دوسرے وہ کہ مددگار بالذات کا تابع

اور آلہ ہو تو یہان چار باتین ہین مراد بالذات اور مراد بوجہ غیر اور

والحق تعالى إنما يريد بك الإحسان إليك ويريد لك الإحسان لا لمنفعته ويريد بك دفع الضرر عنك فكيف تعلق آمالك ورجاءك بغيره وأنت تعلم أن الخلق لو اجتمعوا على أن ينفعوك لم ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك ولو اجتمعوا على أن يضروك لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك قال تعالى قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَى اللهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ **الوجه العاشر** أن العبد لا بد له ولكل حي من أن يقصد شيئاً ويعتمد عليه والمراد مراد لنفسه ومراد لغيره والمستعان قسمان مستعان بنفسه ومستعان هو تبع لغيره والآلة وهذه أمور أربعة مراد لنفسه ومراد لغيره

مددگار بالذات اور مددگار اسجہت سی کہ مددگار بالذات کا تابع ہی
پس ان چارون مین سی اول ورسوم خداوند تعالی ہے یعنی مراد اور
مقصود اور محبوب بالذات اور مددگار بالذات اوسیکی ذات ہی اور جتنی
چیزین اوسکی سوا ہین چاہیے کہ انکی محبت تابع اسکی محبت کے ہو اور انسی
مدد اسوجہ سی لیجاوی کہ وہ آلہ اور ذریعہ خداتعالی کی مدد کے ہین تو اس سے
ثابت ہوا کہ غیراللہ کی محبت اور استعانت اگر وسیلہ اوسکی محبت اور استعانت
کا نہوگی تو اسکا ضرر نسبت فائدہ کے زیادہ ہوگا

ساتوان باب

اس امر مین کہ قران مجید مین دلکی دوائین اور اوسکے سب مرضون کا
علاج موجود ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَتْکُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَاۗءٌ لِّمَا
(اے لوگو آئی تمکو نصیحت تمہارے رب سی اور چنگا کرنے جیونکی روگ کو)
فِی الصُّدُوْرِ اور فرمایا وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَاۗءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ اور
(اور ہم اتارتے ہین قران مین سے وہ جس سے روگ چنگے ہون اور مہر ایمانوالونکو)
یہہ اوپر گذر چکا ہے کہ دلکے مرض شبہات اور شہوات کی روگ ہین
اور قران مین وہ کہلی باتین اور پکی دلیلین ہین جو حق کو باطل سی علیحدہ
کردیتی ہین اور جن شبہون سی کہ علم اور تصور اور فہم مین خرابی پڑتی ہے

ومستعان بنفسه ومستعان بغيره فالمحبوب لنفسه والمستعان بنفسه وذاته هو الله تعالى وذاته هو المستعان به وكل ما سواه فانما ينبغي ان يحب تبعا لمحبته ويستعان به لكونه آلة وسببا فمحبة غير الله تعالى واستعانته ان لم يكن وسيلة الى محبته واستعانته كانت مضرتها على العبد اعظم من مصلحتها

١٠

الباب السابع في ان القران متضمن لادوية القلب وعلاجه من جميع امراضه قال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين وقال وننزل من القران ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين وقد تقدم ان امراض القلب هي امراض الشبهات والشهوات وفي القران من البينات والبراهين القطعية ما يبين الحق من الباطل فيزيل امراض الشبه المفسدة للعلم والتصور والادراك

اونکا روگ مٹا دیتی ہین ایسی طرح کہ چیزین جون کی تون معلوم ہونے
لگتی ہین اور قران مجید کی مثل کوئی کتاب مین کے پردہ پر نہین جسنین بڑی
بڑی مطالب یعنی توحید وثبوت صفات اور ثبوت آخرت اور نبوت اور
جہوٹے دینونکے باطل ہونے اور خراب تجویزونکے رد کرنے پر دلیلین اور
آیتین موجود ہون اور قران مجید مین یہہ سب کچہہ موجود ہی ساری کا سارا
ان امور پر اچہی کامل طور سی شامل ہے مگر ان باتونکا سمجہنا قران مجید کے
سمجہنے پر اور اوسکے مقصود کے دریافت کرنے پر موقوف ہی پس جس شخص
کو خداوند کریم اوسکی سمجہہ عنایت فرماتا ہی وہ حق اور باطل کو اپنی دل سے
صاف دیکہہ لیتا ہی جیسی دن اور رات کو دیکہتا ہی آور جان لو کہ قران
مجید کے سوا جو لوگونکی کتابین اور اونکی تجویزین اور معقولات ہین جنہین وہ
علوم ہین کہ جنپر اعتماد نہین خواہ جہوٹے توہمات ہین کہ امر حق سی کچہہ بہی اونکو
مس نہین خواہ درست باتین ہین مگر دلکو اونسی کچہہ فائدہ نہین بلکہ صرف
تجویزین اور تقلیدین ہین خواہ ایسی درست باتین ہین جنکے حاصل کرنین بڑی
دقتین اوٹہائی ہین اور اونکے ثابت کرنین باوجود کم فائدہ کے بہت
گفتگو بڑہائی ہے تو اس قسم کی کتابین وغیرہ ایسی ہین جیسی بڈہا اونٹ کا

بحیث یری الاشیاء علی ما ہی علیہ ولیس تحت ادیم السماء کتاب متضمن للبراہین والآیات علی المطالب العالیۃ من التوحید واثبات الصفات واثبات المعاد والنبوات ورد النحل الباطلۃ والآراء الفاسدۃ مثل القرآن فانہ کفیل بذلک کلہ متضمن لہ علی اتم الوجوہ واحسنہا واقربہا ولکن ذلک موقوف علی فہمہ ومعرفۃ المراد منہ فمن رزقہ اللہ ذلک ابصر الحق والباطل عیانا بقلبہ کما یری اللیل والنہار واعلم ان ما عداہ من کتب الناس وآرائہم ومعقولاتہم بین علوم لا ثقۃ بہا وبین ظنون کاذبۃ لا تغنی من الحق شیئا وبین امور صحیحۃ لا منفعۃ للقلب فیہا وانما ہی آراء وتقلید وبین امور صحیحۃ وقد وعروا الطریق الی تحصیلہا واطالوا الکلام فی اثباتہا مع قلۃ نفعہا فہی لحم جمل غث

گوشت سخت پہاڑ کی چوٹی پر رکہا ہو کہ نہ جگہہ آسان ہی کہ کوئی اوپر چڑہکر
لیوی اور نہ موٹا ہی کہ کوئی نقل بناوی اور جوکچہہ متکلمین وغیرہم نے لکہا ہی وہ
قران مجید مین بہت صحیح تقریر اور عمدہ تفسیر سی موجود ہی پس اونکی بیان بجز
کلام کی طوالت اور بناوٹ اور دقت کے اور کچہہ نہین جیسا کسی نے
کہا ہی **قطعہ** حرص آپکی نہوتی تو کبہی دنیا مین + نہ تناظر کوئی لکہتا
نہ معانی نہ کلام + اپنی دانست مین کہولین ہین مصنف عقدی + لیک
تصنیف سی بڑہتی گئی وہ نہ لے انجام + اور جو شخص کہ ان لوگونکی نہایت
رتبہ سے واقف ہی وہ یون کہتا ہی **بیت** قید ہی انجام معقولات کا + کوشش
اکثر عالمونکی ہے ضلال + ہی ہماری روح کو تن سی گریز + حاصل اس
دنیا کا ہے ہمکو وبال + عمر بہر کی بحث سی بس یہہ ملا + لکہہ لیا ہمنے
جو تہا کچہہ قیل و قال + ہمنے جو علم کلام کے طریقون اور حکمت کے
دستورونکو دیکہا تو ایسا نایا جیسی کوئی روگ اچہا ہو یا پیاس بجہے
ہان طریقہ قران مجید کا نہایت قریب راہ ہی چنانچہ اثبات مین ان دونو
آیتون کو پڑہ لے اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى اور اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ
اور نفی مین ان دو کو پڑہ لے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اور وَلَا يُحِيطُونَ بِهٖ عِلْمًا

(حاشیہ: علم مناظرہ ۱۲ — گمراہی ۱۲ — وہ بڑی مہربان تخت کے اوپر قائم ہوا ۱۲ — اور اوسی کیطرف چڑہتا ہی کلام ستہرا ۱۲ — نہین اسکی طرح کا سا کوئی — یہہ قابو مین نہین لاتی اوسکو ۱۲)

على رأس جبل وعر لا سهل فيرتقى ولا سمين فينتقل وما عند المتكلمين وغيرهم فهو في القرآن اصح تقريرا واحسن تفسيرا فليس عندهم الا التطويل والتعقيد كما قال لولا التنافس في الدنيا لما وضعت + كتب التناظر لا المغني ولا العمد + يحللون بزعم منهم عقدا + وبالذي وضعوه زادت العقد + وقد انجر الواقف على نهاية اقدامهم الى منتهاهم بقوله **شعر** نهاية اقدام العقول عقال + واكثر سعي العالمين ضلال + وارواحنا في وحشة من جسومنا + وحاصل دنيانا اذى ووبال + ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا + سوى ان جمعنا فيه قيل وقال + لقد تاملت الطرق الكلامية والمناهج الفلسفية فما رايتها تشفي عليلا ولا تروي غليلا ورايت اقرب الطرق طريقة القرآن اقرأ في الاثبات الرحمن على العرش استوى اليه يصعد الكلم الطيب واقرأ في النفي ليس كمثله شيء ولا يحيطون به علما

اور قرآن مجید جو شہوتوں کے روگ سے شفا دیتا ہی تو اوسکی وجہ
یہہ ہے کہ اُسمین حکمت اور عمدہ نصیحت رغبت اور خوف دلانیکے ساتھہ
اور دنیا مین زہد کرنا اور آخرت کی خواہش کرنی اور کہاوتین اور قصے
جنمین طرح طرحکی عبرتین اور سوجھہ ہین موجود ہین غرضکہ قران مجید اُن
امراض کو دور کرتا ہے جو موجب فاسد ارادونکے ہوتے ہین پس
قران مجید سے آدمی کا ارادہ درست ہوکر اپنی اصل پیدایش کیطرف
پھر آتا ہی جسپر کہ خداتعالے نے اُسکو پیدا فرمایا ہی اسکے بعد اوسکے
افعال درست ہو جاتے ہین جیسا بدن صحت اور تندرستی کے بعد اپنی
حالت طبیعی پر ہو جاتا ہی اسکے بعد دل سوا امر حق کے اور کسی چیز کو نہین
مانتا جیسے لڑکا بجز دودھ کے اور کسی شی کو قبول نہین کرتا ہے
جون طفل نہین مانتا وہ حق کے سوا کو + اور اوسکی ملامت گراب آرام
سے بیٹھے + اسحالت مین دل ایمان اور قرآن سے وہی غذا حاصل کرتا ہی
جو اوسکو پاک کرے اور قوت و مدد دے اور فرحت و سرور بخشے جسطرح کہ بدن
اپنی بڑھانیوالی اور قوت دینی والی چیز سے غذا حاصل کیا کرتا ہی اور جو چیز
دل اور بدن نہین ہے وہ اسباب کی محتاج ہے کہ ترقی کرکے بڑھے اور زیادہ ہو

وهما شيئان بمرض الشهوات فان ايات لما فيه من الحكمة والموعظة الحسنة بالترغيب والترهيب والتزهيد في الدنيا والترغيب في الآخرة والامثال والقصص التي فيها انواع العبر والاستبصار فالقرآن مزيل للامراض الموجبة للارادة الفاسدة فيصلح من ارادته ويعود الى فطرته التي فطر الله عليها فتصلح افعاله كما يعود البدن بصحته وصلاحه الى الحال الطبيعي فيصير بحيث لا يقبل الا الحق كما ان الطفل لا يقبل الا اللبن وعاد الغذاء [illegible]

[illegible] الطفل ليس يقابل [illegible] شيئا [illegible] استراحة عن [illegible] فيغتذي القلب من الايمان والقرآن ما يزكيه ويقويه ويؤيده ويفرحه ويسره كما يغتذي البدن بما ينميه ويقويه وكل [illegible] ما في القلب والبدن محتاج الى ان يتربى وينمو ويزيد

یہانتک کہ درست ہو جاوے اور از انجا کہ دلکی زندگی اور آسایش بدون
اوسکی زکوۃ اور طہارت کی ممکن نہین اسلئے ہمکو اُسکا ذکر کرنا بھی ضرور ہوا

اٹھوان باب

دل کی زکوۃ مین

دلکی زکوۃ کے معنی لغت کی روسے درستی مین زیادتی و ترقی کی ہین کہتے ہین
زکی الشئی جب چیز بڑھجاتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے خُذ مِن اَموالِہم
صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا اس آیت مین دو نو باتین طہارت اور زکوۃ
جمع فرمائین اسواسطے کہ دو نو ایکدوسیرے کے ساتھ رہتی ہین کیونکہ بُرائیون
اور گناہونکی ناپاکی دلمین ایسی ہے جیسی کہ اخلاط بدنمین یا گہاس کہیتی مین
یا میل سونے چاندی وغیرہ مین تو جیسے بدن بُری خلطونسے جب خالی ہوجاتا ہے
تو قوت طبیعی صاف ہوجاتی ہے اور آرام پاکر بے روک ٹوک اپنا کام کرنے لگتی
ہے اور بدن بڑہنا شروع کرتا ہے اسیطرح جب دل توبہ کے باعث گناہون سے
صاف ہوتا ہے اور گناہ کی ملاوٹ سے خالص بنجاتا ہے تو دل کا ارادہ اُن کشاکشون
اور خرابیوں سے علیحدہ ہو کر محض خیر کے لئے ہو جاتا ہے اور دل بڑہتا ہے
اور زور پکڑتا ہے اور اپنے تخت سلطنت پر بیٹھکر اپنی رعیت مین حکم جاری کرتا ہے

حتی یصلح وکما کانت حیوۃ القلب ونعیمہ لایتم الا بزکوتہ وطہارتہ لم یکن بد من ذکرہما
فصل الباب الرابع في زکوۃ القلب زکوۃ القلب
الزکوۃ في اللغۃ هي النماء والزیادۃ وفي الصلاح یقال زکی الشیء اذا نما
فقال تعالی خذ من اموالهم صدقۃ تطهرهم وتزکیهم بها فجمع بین الامرین الطهارۃ والزکوۃ لتلازمهما فان نجاسۃ الفواحش والمعاصي في القلب بمنزلۃ الاخلاط الردیۃ في البدن
وبمنزلۃ الدغل في الزرع وبمنزلۃ الخبث في الذهب والفضۃ فکما ان البدن اذا استفرغ من الاخلاط الردیۃ تخلصت القوۃ الطبیعیۃ منها فاستراحت فعملت عملها بلا معوق ولا ممانع فنمی البدن فکذلک القلب اذا تخلص من الذنوب بالتوبۃ فقد استفرغ من تخلیطہ فتخلصت ارادۃ القلب وقواہ للعمل الصالح فنمی وزکی وقوی واستند علی سریر ملکه ونفذ حکمه في رعیته

اُسوقت رعیت اُسکا حکم سُنتی اور مانتی ہے غرضکہ دلکی زکوۃ کی
کوئی سبیل بدون اُسکی طہارت کے نہین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے
قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذَٰلِكَ أَزْكَىٰ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ
(کہدے ہے ایمان والونکو نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنی ستر اسمین خوب ستہرائی ہے انکی اللہ)
خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ اِس آیت مین زکوۃ کو موقوف آنکھہ کے بند کرنے اور
(کو خبر ہے جو کچھہ کرتے ہین)
شرمگاہ کے نگاہ رکھنے پر فرمایا اور یہی وجہ محارم سی آنکھہ نیچی رکھنا
موجب تین بڑی فائدونکا ہی اول ایمان کی حلاوت اور اوسکی وہ لذت
کہ جس چیز سے اپنی آنکھہ پھیر لی ہے اور اُسکو خدا کے لئی چھوڑ دیا ہی
اوسکی نسبت کہ زیادہ مزہ دار ہی اسلئی کہ جو شخص کسی چیز کو خدا تعالیٰ کے
لئی چھوڑتا ہی اللہ تعالےٰ اوسکے عوض مین اُسکو بہتر عنایت فرمایا کرتا ہی
اور نفس اچھی صورتونکے دیکھنے پر مرتا ہے اور آنکھہ دلکی لئی اگوا ہی دل
اوسکو دیکھنے لئی بھیجتا ہی پس جب خوبصورت چیز کی خبر دلکو دیتی ہے تو
دلمین حرکت اور اشتیاق پیدا ہوتا ہی اور اگر آنکھہ کھلنے سی باز رہی تو دل
آرام سی رہی اور طلب کی مشقت نہ اُٹھاوی اس سی معلوم ہوا کہ جو شخص
اپنی نگاہ کو مطلق العنان رکھتا ہی ہمیشہ حسرتین کرتا ہی اور دیکھنی
سی محبت اور دل کا لگاؤ پیدا ہوتا ہے پھر زور پاکر یہی علاقہ میلان بنجاتا ہی

فسمعت له واطاعت فلا سبيل الى زكوتها الا بعد طهارته قال تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون فجعل الزكوة بعد غض البصر وحفظ الفرج ولذلك كان غض البصر عن المحارم يوجب ثلاث فوائد عظيمة الخطر جليلة القدر احدها حلاوة الايمان ولذته التي هي احلى واطيب مما صرف بصره عنه وتركه لله فان من ترك شيئا لله عوضه الله خيرا منه والنفس مولعة بالنظر الى الجميل والعين رائد القلب فيبعثه لينظر فاذا اخبره بحسن المنظور تحرك اشتياقا اليه فاذا كف الرائد عن الكشف استراح القلب من كلفة الطلب فمن اطلق لحظاته دامت حسراته والنظر يولد المحبة والعلاقة بالقلب ثم يقوى فيصير صبابة

يعني دل بہمہ تن اُس چیز کیطرف جھکا پڑتا ہی پہر اور قوت پکڑ کر غرام یعنی آشفتگی ہو جاتی ہی جو ہر وقت دلکے ساتھ رہتی ہی جیسے غریم یعنی قرضخواہ قرضدار کے ساتھ رہتا ہی پہر اور زور پکڑ کر عشق ہو جاتا ہی جو حد سے زیادہ محبت کا نام ہی پہر اور غلبہ پاکر تتیم یعنی بندگی کے درجہ کو پہونچ جاتا ہے اِسطرح کہ دل محبوب چیز کا بندہ ہو جاتا ہی اور یہہ سب خرابیاں نگاہ ہی ہوئیں اِسصورتمین دل پہلے تو بادشاہ تھا اب گرفتار ہو جاتا ہی اور پہلے چھوٹا ہوا تہا اب محبوس ہو جاتا ہی اور آنکھ سے شکایت ظلم کی کرتا ہی اور آنکھ کہتی ہے کہ مجکو تو نے ہی بھیجا تہا ع ای باد صبا اینہمہ آوردۂ تست + اور ان امور مین وہی دل پھنستے ہین جو خدا تعالی کی محبت اور اخلاص سے خالی ہون اِسلئے کہ دل کے لئے کوئی نہ کوئی محبوب ضرور ہی تو جسکا محبوب خدا یکتا نہوگا اوسکا دل ضرور ہی کہ دام محبت غیر اللہ مین پھنسے ورنہ اللہ تعالی کی محبت کے ہوتے ہوئے غیر کی محبت دلکے گرد نہین پھٹکتی اللہ تعالی فرماتا ہے کَذٰلِکَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِیْنَ (یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دین اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے چنے بندونمین ۱۲) **دوسرا فائدہ** دلکی روشنی اور دانائی کا درست ہونا ہی – ابو شجاع کرمانی کہتی ہین کہ جو شخص اپنی ظاہر کو اتباع سنت اور باطن کو ہمیشہ مراقبہ رکھنے سے آباد کرے اور اپنے نفس کو

ينصب اليه القلب بكليته ثم يقوى فيصير غراما يلزم القلب لزوم الغريم الذي لا يفارق غريمه ثم يقوى فيصير عشقا وهو الحب المفرط ثم يقوى فيصير تتيما والتتيم التعبد فيصير القلب عبدا وهذا كله جنايات النظر فيصير القلب اسيرا بعد ان كان ملكا ومسجونا بعد ان كان مطلقا يتظلم من الطرف والطرف يقول انت ارسلتني وبعثتني وانما يبتلى بذلك القلوب الفارغة من حب الله والاخلاص لان القلب لا بد له من التعلق بمحبوب فمن لم يكن الله وحده محبوبه ومعبوده فلا بد ان يتعبد قلبه لغيره قال الله تعالى كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين

الفائدة الثانية نور القلب وصحة الفراسة قال ابو شجاع الكرماني من عمر ظاهره باتباع السنة وباطنه بدوام المراقبة وكف نفسه

شہوات سے روکے اور اپنی آنکھہ حرام چیزون سے نیچی کرے اور غذائے
حلال کا عادی ہو تو اُسکی سمجھہ کبھی غلطی نکریگی اللہ تعالی نے اول مومنون
کو حکم نگاہ کے تلے رکھنے اور ستر روکے رکھنے کا فرمایا بعدہٗ ارشاد
فرمایا اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اِسکا بھید یہہ ہے کہ بدلا عمل کی جنس
(اللہ ہی روشنی آسمانون اور زمین کی ١٢)
سے ہوا کرتا ہے تو جو شخص اپنی آنکھہ کو نیچی رکھیگا اللہ تعالی اوسکے عوض مین
ویسی ہی چیز اُس سے بہتر عنایت فرماویگا مثلاً اگر اوسنے اپنی آنکھہ کا
نور حرام چیزون پر نجانے دیا تو اللہ تعالی نے اُسکے عوض مین اُسکا
نور باطن چھوڑ دیا تو اوسکو وہ چیزین معلوم ہونے لگین جو نگاہ کے چھوڑنے
والے اور آنکھہ کو تلے رکھنے والیکو نہین سوجھتین حاصل یہہ کہ دل مثل
آئینہ کے ہے اور ہوای نفسانی اُسکی لئے بمنزلہ زنگ کے ہے جسکے باعث
حقیقتونکی صورتین اوسمین منقش نہین ہوتین **تیسرا فائدہ** دل کا زور
پکڑنا اور ثابت اور جما ہوا رہنا تو اللہ تعالی دلکو اوسکی قوت کی باعث
فتح کا غلبہ عنایت فرماتا ہے جیسے نور کے سبب سے حجت کا مرحمت کرتا ہے تو آ
دونو غلبے اللہ تعالے جمع کر دیتا ہے اور اِسیواسطے اثر مین آیا ہے کہ جو
شخص اپنی خواہش کی خلاف کرتا ہے تو شیطان اوسکے سایہ سے بھاگتا ہے

عن الشهوات وغض بصره
عن المحارم واعتاد اكل
الحلال لم تخطئ له فراسته
قال الله تعالى عقيب امره المؤمنين
بغض ابصارهم وحفظ
فروجهم الله نور السموات
والارض وسر ذلك ان الجزاء
من جنس العمل فمن غض بصره
عن المحارم عوضه الله من جنسه ما هو
خير منه فكما امسك
نور بصره عن المحارم اطلق
الله نور بصيرته فرأى ما لم
يره من اطلق بصره ولم يغضه
عن المحارم وذلك ان القلب كالمرآة
والهوى كالصدأ فيها فاذا صفت
من الصدأ انطبعت فيها صور الحقائق
الفائدة الثالثة قوة القلب
وثباته فيعطيه الله بقوته
سلطان النصر كما اعطاه بنوره سلطان
الحجة فيجمع الله له بين
السلطانين ولهذا جاء
في الاثر ان الذي يخالف
هواه يفرق الشيطان من ظله

من ذل النفس وضعفها
فاجعله الله لمن عصاه فالعزة
لمن اطاع الله والذلة والهوان
لمن عصاه ولله العزة
ولرسوله وللمؤمنين من
كان يريد العزة فلله العزة
جميعا قال بعض السلف يطلبون العز
بابواب الملوك ولا يجدونه الا في
طاعة الله وقال الحسن وان هملجت
بهم البراذين وطقطقت بهم
البغال ان ذل المعصية

اسیطرح جو شخص اپنی خواہش کا پیرو ہوا وسمین نفس کی ذلت اور
مغلوب ہونا وہ ہوتا ہی جو اللہ تعالی نے اپنی نا فرمانونکی لئے مقرر فرمایا ہے
اس سی معلوم ہوا کہ عزت اوسی شخص کو ہی جو اللہ تعالی کی اطاعت کری
اور ذلت اور رسوائی اوسکو ہی جو اوسکی نا فرمانی کری چنانچہ اللہ تعالے
فرماتا ہی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیْدُ الْعِزَّۃَ
(اور عزت خاص اللہ اور اسکے رسول اور مسلمانونکو ہے ۱۲) (جسکو چاہیے عزت)
فَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ جَمِیْعًا - بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ لوگ بادشاہونکے
(تو اللہ کی ہی عزت ساری ہی ۱۲)
دروازی پر عزت ڈھونڈھتی ہین مگر عزت اونکو صرف خدا تعالی کی طاعت
ہی مین ملیگی - اور حضرت حسن بصری فرماتے ہین کہ گو گنہگارونکے
گھوڑونکی قدم بھی اچھی ہون اور خچر بھی اونکے نیچے کھٹا کھٹ چلتے ہون
مگر گناہونکی ذلت انکے دلمین ہی خدا تعالی اپنے نا فرمان کی رسوائی کے
رسوا اور کچھہ نہین مانتا - اور دعاء قنوت مین ہی کہ الہی جسکا تو والی ہو
وہ رسوا نہین ہوتا اور جس سی تو دشمنی کری وہ عزت نہین پاتا ؛
اب اصل مطلب کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کا ترقی کرنا اوسکی
طہارت پر منحصر ہی جیسے بدن کی زیادتی بدون نکمے خلطونکے نکالے
نہین ہوا کرتی اللہ تعالی بعد حرام کرنے زنا اور تہمت اور فاحشہ کے

لفي قلوبهم ابى الله الا ان يذل من عصاه
وفي دعاء القنوت انه لا يذل من واليت ولا يعز من عاديت
البدن لا ينمو الا باستفراغ اخلاطه
قال تعالى عقيب تحريم الزنا
والقذف ونكاح الزانية

نکاح کے فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَلٰکِنَّ
کبھی نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر نہ سنورتا تم مین ایک شخص کبھی ولیکن

اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ - یہہ آیت اِسبات پر دال ہی کہ تزکیہ
اللہ سنوارتا ہی جسکو چاہی اور اللہ سب سنتا جانتا ہے ۱۲

یعنی دلکا بڑہنا حرام سی بچنی سے ہوتا ہی اور گہر والونسی اجازت لینے کے باب

مین فرمایا وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ہُوَ اَزْکٰی لَکُمْ
اور اگر کوئی تمکو کہی کہ پہر جاؤ تو پہر جاؤ اسمین خوب ستہرائی ہی تمہارا

نوان باب

دل کے پاک کرنے مین اُسکی میل کچیل سے

ہرچند یہہ باب اوپر کے بیانمین داخل ہے مگر یہان صرف اِسلیے علیحدہ لکہا گیا کہ دلکی طہارت کے معنی بیان کیے جاوین اللہ تعالے فرماتا ہی
یَآ اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ وَثِیَابَکَ فَطَہِّرْ اور فرمایا اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ
اے لحاف مین لپٹی کہڑا ہو پہر ڈرسنا اور اپنی رب کی بڑائی بول اور اپنی کپڑی پاک رکہہ ۱۲ — وہی لوگ ہین جنکو
لَمْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یُّطَہِّرَ قُلُوْبَہُمْ اور اکثر مفسر متفق ہین اِسپر کہ پہلی آیت مین
اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے ۱۲
ثیاب سی مراد دل اور طہارت سی غرض اعمال اور عادتونکی اصلاح ہے واحدی کا قول ہی کہ ثیابک فطہر کے معنو نمین مفسرونکو اختلاف ہی عطاکی روایت جو حضرت ابن عباسؓ سی ہی اُس سی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ گناہون سی اور اُن امورسی جو حالت کفرمین جائز سمجہتے تھی پاک کرنا مراد ہی اور یہی قول مجاہدؒ کا ہے ان دونو کے قول کی غرض یہہ ہوئی کہ اپنے

ولولا فضل الله عليكم ورحمته ما زكى منكم من احد ابدا ولكن الله يزكي من يشاء والله سميع عليم فدل على ان التزكية بالاجتناب عما حرم وقال في الاستيذان على اهل البيوت وان قيل لكم ارجعوا فارجعوا هو ازكى لكم

الباب التاسع

في طهارة القلب من ادناسه وادرانه وان كان هذا الباب فيما قبله لكن افرد بالذكر لبيان معنى طهارة القلب قال تعالى يا ايها المدثر الى قوله وثيابك فطهر وقال تعالى اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم وجمهور المفسرين من السلف على ان المراد بالثياب هنا القلب والمراد بالطهارة اصلاح الاعمال والاخلاق قال الواحدي اختلف المفسرون في معناه فروي عن عطاء عن ابن عباس يعني من الاثم وما كانت الجاهلية تجيزه وهذا قول مجاهد

نفس کو گناہ سے پاک کر اور ایسا ہی کچھہ شعبی اور ابراہیم اور ضحاک سے
مروی ہے اور عرب والے لفظ ثیاب کو کنایۃً نفس پر بولا کرتے ہین
چنانچہ شماخ اور عنترہ کے اشعار مین جو متن مین مذکور ہین یہہ امر
موجود ہے اور کلبی کی روایت مین اس آیت کے یہہ معنی کہی
ہین کہ بیوفائی نکر ورنہ تو بیوفا میلے کپڑون والا ہوجاویگا اور حضرت
عکرمہ کہتے ہین کہ اسکے یہہ معنی ہین کہ گناہ اور بدکاری پر اپنے
کپڑے مت پہن اور عکرمہ نے اسکو حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے اور اپنی حجت کے لئے کسی شاعر کا شعر نقل کیا ہے اور ابورزین
نے اس آیت کے یہہ معنی کہی ہین کہ اپنے عمل کو درست کر اور سدی
نے کہا ہے کہ جب کوئی آدمی نیکبخت ہوتا ہے تو اسکو عرب والے
طاہر الثیاب یعنی پاک کپڑونوالا بولا کرتے ہین اور جب بدکار ہوتا ہے
تو خبیث الثیاب یعنی ناپاک کپڑونوالا کہا کرتے ہین (جیسے فارسی مین
اول کو پاکدامن اور دوسری کو تردامن کہتی ہین) جسطرح کہ بیوفا اور
بدکار کا وصف کپڑے کے میل سے اور نیکبخت کا وصف کپڑے کی پاکی
کرتے ہین چنانچہ امرء القیس شاعر کا مصرع ہے ع ثیاب بنی عوف طہارۃ نقیۃ

نفسك فطهر من الذنب ومثله عن الشعبي وابرهيم والضحاك والثياب يكنى بها عن النفس قال الشماخ رموها باثواب خفاف فلا ترى لها شبها الا النعام المنفرا يعني الركاب بابدانهم وقال عنترة ع فشككت بالرمح الاصم ثيابه ليس الكريم على القنا بمحرم يعني نفسه وقال في رواية الكلبي لا تغدر فتكون غادرا دنس الثياب وقال عكرمة لا تلبس ثيابك على معصية ولا على فجور روى ذلك عن ابن عباس واحتج بقول الشاعر واني بحمد الله لا ثوب فاجر لبست ولا من غدرة اتقنع وقال ابو رزين وعملك فاصلح وقال السدي يقال للرجل اذا كان صالحا انه لطاهر الثياب واذا كان فاجرا انه لخبيث الثياب كما وصف الغادر الفاجر بدنس الثوب وصف الصالح بالطهارة قال امرء القيس ثياب بني عوف طهارى نقية

اس سے مراد اوسکی یہی ہے کہ بنی عوف کے لوگ بیوفا نہین اور
حضرت حسنؓ اس آیت کی معنی یہہ فرماتے ہین کہ اپنے خلق کو اچھا کر
اور یہی قول قرطبی کا ہی اور عوفی ابن عباسؓ سے راوی ہین کہ اسکے یہہ معنی
ہین کہ جو کپڑے تو پہنتا ہی وہ حرام کمائی سے نہونی چاہئین اور سعید بن
جبیر فرماتے ہین کہ اس سے یہہ مراد ہی کہ اپنی نیت کو پاک کر اور بعض مفسر
صرف ظاہر کے معنو نکو لیتے ہین یعنی آیت مین حکم کپڑو نکے پاک کرنیکا
نجاست سے ہی کہ جسکے ہونے سے نماز نہین ہوتی اور یہی قول ابن سیرین
اور ابن زید کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ غرض چھوٹا کرنیسے ہی اسلئے کہ کپڑونکو
چھوٹا کرنا نجاست سے دور تر ہے اور آیت سے یہہ سب معنی بطریق اشارہ
اور لزوم کے نکل سکتے ہین اسلئے کہ اگر حکم دلکی پاکی کا ہی تو کپڑے کی پاکی
اور اسکا وجہ حلال سے ہونا دلکی طہارت کی تحصیل ہی اسواسطے کہ لباس کی
نجاست سے دلکی ایک ناپاک صورت بنجاتی ہی اور اسیوجہ سے پہننا چیتون
اور درندونکی کہال کا آنحضرتؐ نے ناجائز فرمایا کیونکہ دل صورتان
حیوانات کی حاصل کرتا ہی اسلئے کہ ظاہر کا تعلق باطن مین اثر کرجاتا ہی
دوسری آیت اولئک الذین لم یرد اللہ ان یطہر قلوبہم الخ بعد اس آیت کے
وہی لوگ ہین جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے

ثيابك نقي النفس عنهم وقال
الحسن حسن خلقك فحسنه
وهو قول القرطبي وروى
العوفي عن ابن عباس ان
ثيابك لا تلبس من مكسب
غير طيب وعن سعيد بن
جبير وثيابك فطهر وقلبك فاذهب
الى الظاهر ومعناه امر بطهارة
بعضهم الى الظاهر التي لا يجوز معها
ثيابه من النجاسة التي لا تجوز معها
الصلوة وهو قول ابن سيرين وابن زيد
وقيل وثيابك فطهر اي قصرها فان
تقصير الثياب ابعد من النجاسة والآية
تدل على هذه المعاني جميعا بطريق التنبيه
واللزوم فان المامور به ان كان طهارة
القلب فطهارة الثوب وطيب مكسبه
تكميل لذلك فان من خبث الملبس يكتسب القلب
هيئة خبيثة ولذا حرم لبس جلود النمور
والسباع بنهي النبي صلى الله
عليه وسلم عن ذلك لما
يكتسب القلب من هيئة تلك
الحيوانات اذا لابسه
الظاهر يسري الى الباطن
وفي قوله تعالى اولئك الذين لم
يرد الله ان يطهر قلوبهم عقوبتهم

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ آخَرِيْنَ لَمْ يَاتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهٖ

جاسوسی کرنے ہین جھوٹ بولنے کو اور جاسوس ہین دوسری جماعت کی جو تجھ تک نہین آئی بدل ڈالتے ہین بات کو

اسبات پر دلیل ہے کہ دلونمین سی جو ناپاک ہوتا ہی اُسپر اگر باطل پیش ہو تو اُسکو پسند کرتا ہی اور مان لیتا ہی پہر اگر امر حق اوسکے خلاف پر آتا ہی تو اگر اُس سی بن سکتا ہی تو حق کو رد کر دیتا ہی اور جھٹلاتا ہی ورنہ معنی بدلکر اور سی اور کر دیتا ہی اور اگر وہ دل پاک ہوتے تو کلام خدا کی عوض مین باطل کو نہ لیتی اور آیت اِسباتکی بھی دلیل ہی کہ جو شخص اپنی دلکو پاک نکریگا اوسکو ضرور ہے کہ دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب ہو اور اسیلئی خدا تعالے نے جنت کو اُس شخص پر حرام فرمایا کہ جسکے دلمین نجاست اور میل ہو اور وہ جنت مین نجاویگا جبتک کہ پاک و صاف نہووے اسلئی کہ جنت تو پاک لوگونکا مقام ہی اور یہین جہت اونسے کہا جاویگا طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خَالِدِيْنَ اور

تم لوگ پاکیزہ ہو سو پیٹھو اسمین سدا رہنی کو ۱۲

موت کیوقت خبر خوش بھی اُنہین لوگونسی مخصوص ہوئی اور وں سے نہوئی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ

جنکی جان لیتی ہین فرشتے اور وہ ستھرے ہین اونکو کہتے ہین

سَلَامٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ پس جو شخص دنیا مین ستھرا

سلامتی ہی تمپر جاو بہشت مین بدلا اوسکا جو تم کرتے تھے ۱۲

رہیگا اور خدا تعالے سے صاف و شستہ ملیگا وہ جنت مین بدون روک ٹوک کے چلا جاویگا اور جو شخص دنیا مین پاک نہوگا تو اگر اوسکی

سماعون للكذب اي قابلون له يحرفون الكلم عن مواضعه دليل على ان غير الطاهر من القلوب اذا عرض عليه الباطل احبه وقبله فاذا جاء الحق بخلافه رده و كذبه ان قدر على ذلك و الا حرفه باللسان وبدل وانها لو نظرت تلك القلوب لما تعوضت بالباطل عن كلام الله والآية دليل على ان من لم يطهر قلبه لا بد ان يناله الخزي في الدنيا والعذاب في الآخرة ولهذا حرم الله الجنة على من في قلبه نجاسة وخبث ولا يدخلها الا بعد ان يطيب ويتطهر فانها دار الطيبين ولهذا يقال لهم طبتم فادخلوها خالدين دون غيرهم فانه ايقال لهم عند المعاينة واختصت البشارة عند الملائكة بالطيبين قال تعالى الذين تتوفاهم الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة بما كنتم تعملون فمن تطهر في الدنيا لقي الله طاهرا ودخلها بغير معوق ومن لم يتطهر في الدنيا

نجاست ذاتی ہوگی جیسے کافر تو وہ کسی صورت سی جنت مین داخل نہوگا اور اگر اُسکی نجاست عارضی اور عمل کے باعث سی ہوگی تو بعد اُس نجاست کے پاک ہوجانیکے جنت مین جاویگا یہانتک کہ اہل ایمان جب پل صراط سی اوترینگے تو جنت اور دوزخ کے درمیان پل پر روک دی جاوینگے کہ جو کچھہ اُنپر میل کچیل رہگیا ہو اُس سی پاک صاف ہوجاوین پہر اُنکو اجازت جنت مین داخل ہونے کی ملیگی اور اِسیوجہ سی نماز مین طہارت مشروع ہوی کیونکہ نماز مین بھی خدا تعالی کے حضور مین داخل ہونا ہی اور وضو کرنیکے بعد وضو والیکو یہہ کہنا مشروع ہوا اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ اِس دعا کا حاصل یہہ کہ دلکی طہارت توبہ سی ہوجاوی اور بدن کی طہارت پانی سی اور یہہ دونو پاکیان جب اکٹھی ہوجائین تب لیاقت خدا تعالی کے حضور مین جانے اور اوسکے سامنی کہڑا ہوکر راز و نیاز کرنیکے ہو اور مینی شیخ الاسلام سی پوچھا کہ حدیث شریف مین جو وارد ہی کہ الہی مجکو میری خطاؤن سے پاک کردے پانی اور برف اور اولے سی اور ایک روایت مین ٹھنڈے پانی سی وارد ہی تو اسمین

فان كانت نجاسته عينية كالكافر لم يدخلها بحال وان كانت نجاسته كسبية عارضية دخلها بعد طهره من تلك النجاسة فالمؤمنون اذا جاوزوا الصراط حبسوا على قنطرة بين الجنة والنار فيهذبون وينقون من بقايا بقيت عليهم ثم يؤذن لهم في دخول الجنة ولهذا شرع الطهارة للصلاة لانه دخول على الله تعالى وشرع للمتوضي ان يقول عقيب وضوئه اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله صلى الله عليه وآله وسلم اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين فطهارة القلب بالتوبة وطهارة البدن بالماء فلما اجتمع الطهران صلح للدخول على الله والوقوف بين يديه ومناجاته وسألت شيخ الاسلام عن معنى قوله صلى الله عليه وآله وسلم اللهم طهرني من خطاياي بالماء والثلج والبرد وفي لفظ والماء البارد

ف

والماء يغسل الخبث ويطفي فيه نار الشهوة ويخشها فرخي القلب وضعف حرارة ونجاسة وضعفا الخطايا توجب القلب الحار ابلغ في الانقاء فقال ما فائدة التخصيص و

الماء فان كان باردا اورث الجسم صلابة وقوة فان كان معه ثلج كان اقوى في التبريد وصلابة الجسم وشد لهم فكان اذهب لاثر الخطايا

سرد کی خصوصیت سی کیا فائدہ ھے حالانکہ گرم پانی صاف کرنیمین زیادہ تاثیر رکہتا ہی تواونہون نے فرمایا کہ خطاؤن سے دلمین گرمی اور ناپاکی اور سستی ہوجاتی ھے تو دل ڈہیلا ہوجاتا ھے اور اسمین آتش شہوت بہڑکتی ہی اور اُسکو ناپاک کردیتی ہی اور پانی میل کو دہوتیا ہی اور آگ کو بجہا دیتا ہی پس اگر ٹھنڈا ہوتا ھے تو جسم مین سختی اور قوت بھی پیدا کرتا ہی اور اگر اوسکے ساتھ برف بھی ہو تو سرد ہمین اور جسم کے سخت کرنے مین قوی تر ہوگا تو اسیوجہ سی خطاؤنکے اثر کو زیادہ تر کھودیگا

فصل اور خداوند کریم نے شرک اور زنا اور اغلام کو اپنی کتاب مین نجاست اور میل سی نامزد فرمایا ہی اور گناہونکو نہین فرمایا گو نجاست اور میل اونمین بھی پایا جاتا ہی شرک کے بابمین فرمایا کہ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ (مشرک جو ہین سو پلید ہین ۱۲) اور اغلام کے بابمین فرمایا وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْقَرْیَۃِ الَّتِیْ تَعْمَلُ الْخَبَائِثَ (اور بچا نکالا اوسکو اوس شہر سی جو کرتے تھے گندی کام ۱۲) اور زنا کے بابمین فرمایا اَلْخَبِیْثَاتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَالْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثَاتِ (گندیان ہین گندون کی واسطے اور گندے واسطے گندیان کے ۱۲) اور کبھی روح اور دلپر میل و نجاست اسقدر بڑہجاتی ھے کہ زندہ دل والا اس روح اور دلمین سی بدبو سونگہتا ہی اور اُس سی ایسی ہی تکلیف اُٹھاتا ہی جیسی ظاہری بدبو سی اُٹھاتا ہی

فصل وقال رحمه الله سبحانه ١٠

الشرك والزنا واللواطة بالنجاسة والخبث في كتابه دون سائر الذنوب وان كانت مشتملة على ذلك فقال انما المشركون نجس وقال ونجيناه من القرية التي كانت تعمل الخبائث وقال الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات وقد يغلب خبث والنجاسة على الروح والقلب حتى ان صاحب القلب الحي ليشم منه الروح والقلب رائحة خبيثة يتاذى بها كما يتاذى من نتن رائحة الخبث

اور یہہ بات اکثر پسینے مین ظاہر ہوتی ہے کہ اُسکے پسینے مین سے
سڑی بدبو زندہ دلکو آتی ہے اِسلیئے کہ دل اور روح کی سُراہند
ظاہر بدنکی نسبت کرباطن سی بہت ملی ہے اور پسینا اندر سی بہا کرتا ہی
اور اِسیوجہ سی جو شخص نیکبخت ہوتا ہی اُسکی پسینے کو دیکھتے ہو کہ خوشبو ہوتا
ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا پسینا سب لوگونسے زیادہ
خوشبودار تھا حضرت ام سلیمؓ آپکا عرق جمع کرتی تہین آپ نے اُنسے
اُسکا حال دریافت فرمایا تو انہون نے عرض کیا کہ وہ سب خوشبوون
سی زیادہ خوشبودار ہی غرضکہ نفس نجس اور خبیث کی نجاست وخباثت
اتنی قوی ہو جاتی ہے کہ جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور نفس پاک
اوسکے برعکس ہی اور جب ان دونو نفسونمین سی ہر ایک اپنی بدنسے
علیحدہ ہوتا ہی تو نفس پاک مین سی تو ایسی عمدہ خوشبو آتی ہی جیسے تمام
زمین کی عمدہ مشک مین سی آتی ہو اور نفس خبیث مین سی بدبو ایسی پائی
جاتی ہی جیسی زمین پر سب سی زیادہ بدبودار مُردار مین سی آتی ہو
اور ازانجا کہ شرک سب ظلمونسی بڑھکر اور سب بُری چیزون سی بدتر ہے
اِسلیئے خدا تعالی کے نزدیک سب چیزونسے زیادہ بُرا اور نفرت مین

ويظهر ذلك كثيرا في عرقه حتى يجد له الحي عرقه نتنا فان نتن القلب والروح يتصل بباطن البدن اكثر من اتصاله بظاهره والعرق يفيض من الباطن ولذا تجد العرق في الرجال الصالحين طيب العرق وكان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم اطيب الناس عرقا فكانت ام سليم وقد سالها رسول الله صلى الله عليه واله وسلم عنه وهي تلتقطه هو من اطيب الطيب فالنفس النجسة الخبيثة يقوى خبثها ونجاستها حتى يبدو على الجسد والنفس الطيبة بضدها واذا خرجت كل منهما عن البدن وجد للاولى كاطيب نفحة مسك وجدت على وجه الارض ولتلك كانتن ريح جيفة وجدت على وجه الارض ولما كان الشرك اظلم الظلم واقبح القبائح كان ابغض الاشياء الى الله واشدها

سخت تر ہے اور اُسپر دنیا و آخرت کے وہ عذاب مقرر فرمائی ہین
جو اوسکے سوا اور کسی گناہ پر نہین فرمائی اور خبر دی کہ ہم شرک کی
مغفرت نکرینگے اور یہہ کہ اہل شرک ناپاک ہین اور اُنکو اپنے حرم محترم
کے پاس آنے سے منع فرمایا اور اونکے ہاتھہ کا ذبح کیا ہوا جانور اور
اُنسے آپسمین نکاح کرنا حرام فرمایا اور انمین اور مسلمانونمین دوستی
کو منقطع کردیا اور اُنکو اپنا اور اپنے فرشتونکا دشمن فرمایا اور اہل توحید
کی لئی اُنکے مال اور زن و فرزند مباح کئی کہ انکو غلام بنالین اور اسکی وجہہ
یہہ ہی کہ شرک حقیقت مین پروردگار ہونیکے حق کو توڑتا ہی اور معبود
ہونیکی عظمت گہٹاتا ہی اور رب العلمین سے بدگمانی پیدا کرتا ہی اللہ تعالی
فرماتا ہی وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ
اور تا عذاب کرے دغاباز مردون کو اور عورتونکو اور شرک والے مردون کو اور عورتون کو جو
الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَ
اٹکلتے ہین اللہ پر بری اٹکلین اونہین پر آڑے پہیر مصیبت کا اور غصہ ہوا اللہ اون پر اور انکو پہٹکارا
أَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا اور مشرکین کا حال خداوند پاک نے تین
اور رکہی انکے لئے دوزخ اور بری جگہہ پہنچے ۱۲
جگہہ اپنی کتاب مین اسطرح فرمایا کہ مشرکون نے خدا تعالی کو اُتنا
نہ سمجہا جو حق اُسکے سمجہنے کا ہی اور ظاہر ہی کہ جو شخص اللہ تعالی کا شریک اور
برابر ٹھہراتا ہوا اور اُس سے محبت اور خوف و رجا رکہتا ہوا اور اسکے لئے

مقتا لديه ورتب عليه
من عقوبات الدنيا والآخرة
ما لم يرتبه على ذنب سواه
وأخبر أنه لا يغفره وأن
أهله نجس ومنعهم من
قربان حرمه وحرم
ذبائحهم ومناكحتهم و
قطع الموالاة بينهم وبين المؤمنين
وجعلهم أعداء له ولملائكته
وأباح لأهل التوحيد أموالهم
ونساءهم وأبناءهم وأن يتخذوهم
عبيدا وذلك لأن الشرك هضم

ط

لحق الربوبية وتنقيص لعظمة
الإلهية وسوء ظن برب العالمين
قال تعالى ويعذب المنافقين والمنافقات
والمشركين والمشركات الظانين بالله ظن
السوء عليهم دائرة السوء وغضب الله
عليهم ولعنهم وأعد لهم جهنم
وساءت مصيرا وأخبر عنهم
سبحانه وتعالى بأنهم ما قدروه
حق قدره وتلك مواضع من
كتابه وكيف يقدر حق قدره
من جعل له عدلا و
ندا يحبه ويخافه ويرجوه

عاجزی کرتا ہو تو وہ خدا تعالی کو کیونکر اتنا سمجھیگا جو حق اوسکی سمجھنی
کا ہی اور فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ
(سب تعریف اللہ کو جسنے بنائے آسمان اور زمین اور اندھیرا)
الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ اور یہہ وہ برابری
(اندھیرا اور اُجالا پھر یہہ منکر اپنے رب کے ساتھہ کسیکو برابر کرتے ہین)
ہے کہ مشرکون نے خدا تعالی اور اپنے معبودون کے درمیان
ٹھہرائی اور دوزخ مین جاکر مقر ہوئے کہ یہہ بات گمراہی کی تھی یہانتک
کہ اپنے معبودونسے کہ وہ بھی اُنکے ساتھہ آگ مین ہونگے کہین گے
تَاللّٰہِ اِنْ کُنَّا لَفِیْ ضَلَالٍ مُّبِیْنٍ اِذْ نُسَوِّیْکُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور مشرکون نے
(قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے)
اپنے معبودونکو خدا تعالے سے ذات اور افعال مین برابر نہین کیا
نہ یہہ کہا کہ ہمارے معبودونے آسمانون اور زمینونکو پیدا کیا ہی یا زندہ
کرتے ہین اور مارتے ہین بلکہ اونکو خدا تعالی سے محبت اور تعظیم اور
عبادت مین برابر کرتے ہین جیسے کہ اُن شرک والونکو دیکھتے ہو جو اسلام کیطرف
منسوب ہین اور عجیب بات یہہ ہے کہ اس قسم کے مشرک توحید والونکو
منسوب کرتے ہین کہ یہہ لوگ مشائخ اور انبیا اور صلحا مین نقصان نکالتے
ہین حالانکہ اُن بیچارونکی کچھہ خطا نہین بجز اسکے کہ یہہ کہتے ہین کہ انبیا
اور اولیا خدا تعالی کے بندے ہین اپنا اور غیر کے لئے نفع اور ضرر اور

ویخضع له وقال سبحانه
الحمد لله الذی خلق السموات
والارض وجعل الظلمات
والنور ثم الذین کفروا
بربهم یعدلون وهذه
هی التسویة التی اثبتها
المشرکون بین الله وبین
الهتهم واعترفوا وهم فی النار انها کانت
ضلال الاضلال فقالوا لمعبودیهم وهم معهم
فی النار تالله ان کنا لفی ضلال مبین
اذ نسویکم برب العالمین ومعلوم
انهم ما سووهم به فی الذات ولا فی الافعال ولا قالوا
ان الهتهم خلقت السموات والارض وانها
تحیی وتمیت وانما سووهم به فی محبتها
وتعظیمها وعبادتها کما تری علیه اهل
الاشراک ممن ینتسب الی الاسلام
ومن العجب انهم ینسبون
اهل التوحید الی
التنقص بالمشائخ و
الانبیاء والصالحین
وما ذنبهم الا ان
قالوا انهم عبید
لا یملکون لانفسهم ولا
لغیرهم ضرا ولا نفعا

موت اور زندگی اور دوبارہ جی اُٹھنے کے مالک نہین اور وہ اپنی پرستش
کرنیوالونکی کبھی سفارش نفرماوینگے بلکہ خدا تعالی نے اُنکی سفارش
اُنکے حق مین توحرام فرمادی اور اہل توحید کی جو سفارش کرینگے تو جب
خداوند کریم اُنکی سفارش کی اُنکو اجازت دیگا تب کرینگے اور اُنکو کسی امر
کا اختیار کچھہ نہین اختیار سب اللہ تعالی کو ہے اور سفارش اور دوستی
سب اُسیکو ہے پس اُسکے سوا مخلوق کا نہ کوئی ولی ہو نہ سفارشی —
اور شرک جو اللہ جلشانہ پر بدگمانی رکہتا ہی اور قایل اپنے معبودونکے
اختیار کا خدا تعالی کے کارخانہ مین ہی تو اوسکو یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالی
ایسے شخص کا محتاج ہی جو انتظام عالم کا اوسکے ساتھہ ہوکر ہے اور ظاہر ہے
کہ جو شخص اپنی ذات سی غنی ہی اُسکے حق مین ایسا گمان بڑا ہی نقصان ہے
حالانکہ جتنے اشیا اُسکے سوا ہین وہ سب اپنی ذات سی اوسکی محتاج
ہین یا یہہ گمان ہی کہ خدا تعالی کو حال نہین معلوم ہوتا جبتک کہ کوئی واسطہ
اُسکو نہ بتادے یا وہ رحم نہین کرتا جبتک کوئی بیچ کا ذریعہ اوسکی یہان
سفارش نکرے جیسی مخلوق آپسمین ایکدوسرے کیلئے سفارش کرتے ہین
یا وہ بندونکی عرضداشت کا جواب نہین دیتا جبتک کہ درمیانی اُنکی

ولا موتا ولا حيوة ولا
نشورا وانهم لا يشفعون
لعابديهم ابدا بل قد
حرم الله شفاعتهم لاهل
الشرك ويشفعون لاهل
التوحيد الا بعد اذن
الله لهم في الشفاعة
وليس لهم من الامر شيء
بل الامر كله لله
والشفاعة كلها لله سبحانه
والولاية فليس لخلقه
من دونه ولي ولا شفيع

فالمشرك ظان بالله سبحانه
ظن السوء اما ان يظن انه سبحانه
محتاج الى من يدبر امر العالم معه
وهذا اعظم التنقص لمن هو
غني بذاته وكل ما سواه فقير
اليه بذاته واما ان يظن انه
لا يعلم حتى يعلمه الواسطة او لا يرحم
حتى تشفع لديه الواسطة
كما يشفع الخلق عند الخلق او لا يجيب للعباد
حتى يسأل الواسطة

حاجاتکو اُسکی سامنے پیش نکرین جیسے دنیا کی بادشاہونکا حال ہے یا یہ گمان ہی کہ خدا سبب دور ہونیکی لوگونکی دعا نہین سنتا جب تک کہ درمیانی لوگ دعا کو اُس تک پونہچا دین یا یہ گمان ہی کہ مخلوق کا خدا پر کچھہ حق ہی جسکی مشرک اُسپر قسم دیتا ہی اور اُسکو اپنا وسیلہ بناتا ہی جیسے بڑے بادشاہونکے یہان جسکی عزت زیادہ ہوتی ہی اور بادشاہ اُسکی مخالفت نہین کرسکتے اوسکو وسیلہ کیا کرتے ہین اور یہہ کمال درجہ کو ربوبیت کا گھٹانا ہی ان وجوہات کے لحاظ سی خداوند کریم کی حکمت اس امر کی خواہان ہوئی کہ مشرک کی مغفرت نفرمادی اور شرک والیکو ہمیشہ عذاب مین رکھے

فصل لیکن گناہون اور نافرمانیونکی نجاست اور طرح ہی اُسکو شرک کی نسبت ایسا سمجھو جیسے نجاست غلیظہ کے سامنی نجاست خفیفہ ہوتی ہی مثلاً ڈہیلا لینے کے بعد جو استنجا کے مقام پر نجاست ہوتی ہی اور موزہ اور جوتی کی نیچے کیطرف کی نجاست اور شیرخوار بچہ کا پیشاب یہہ سب خفیفہ ہین اور ایسا ہی چہوٹے گناہ کبیرہ گناہونکی نسبت کرین اسلیئے گناہ اور نافرمانیان نری توحید والونکی معاف کردئی جاوینگے یعنی اگر وہ موحد جسنی خدا تعالیٰ کا کسی چیز کو یقیناً شریک نہین کیا زمین بہر خطائین لیکر اپنے رب کے پاس آویگا تو اللہ جلشانہ زمین بہر مغفرت سی

ان يرفع تلك الحاجات
رعيته كما هو حال الملوك
الذين بينا او يظن انه
اليهم دعاء رعيتهم
عنهم حتى يرفع الوسائط

للخلق على ذلك او يظن ان
عليه حق على الخلق ويقبل فيهم
عليه بدل ان الوكلاء يرد الملوك
عنه كما يفعل او لم يمكنهم مخالفته
من تغير عليهم والمقصود ولذا اقتضت
وهذا غاية التنقص لله تعالى وانجل الخ
حكمته تعالى ان لا تغفر
في العذاب **فصل** واما نجاسة
الذنوب والمعاصي فانها بوجه آخر
ومنزلتها من الشرك منزلة النجاسة
المخففة من المغلظة كالنجاسة
في محل الاستجمار واسفل الخف
والنعل وبول الرضيع و
كذا منزلة الصغائر
من الكبائر ولذا تغفر لاهل التوحيد
المحض فلو أتى الموحد الذي
لم يشرك بالله شيئا البتة
ربه بقراب الارض خطايا
اتاه بقرابها مغفرة

ولا يحصل هذا الا لمن كمل توحيده فان التوحيد الخالص لا يبقى معه ذنب لتضمنه من محبة الله واجلاله وخوفه ورجائه وحده ما يوجب غسل الذنوب ولو كانت قراب الارض لعروض النجاسة والدافع قويا لا تثبت معه النجاسة لكن نجاسة الزنا واللواطة غلظها تفسد القلب وتضعف توحيده جدا ولهذا كان احظى الناس بهذه النجاسة اكثرهم شركا فكلما كان الشرك فيه اغلب كانت هذه النجاسة فيه اغلب واكثر وكلما كان اخلاصا كان منها ابعد كما قال عن يوسف كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين وعشق الصور نوع تعبد بل هو من اعلى انواع التعبد ولا سيما اذا استولى على القلب وصار تتيما

اوسکے پاس آویگا اور یہہ بات اوسیکو حاصل ہوگی جسکی توحید
پوری ہو اسلئے کہ خالص توحید کے ساتھہ کوئی گناہ باقی نہین رہتا
کیونکہ توحید مین خداتعالی کی محبت اور رجا اور خوف وتعظیم اتنی ہی
جو موجب گناہونکے دہلجانیکی ہو اگرچہ گناہ زمین بہر کر ہون کیونکہ یہہ نجاست
عارضی ہی اور نجاست کی دور کرنیوالی ایسی زبردست ہی جسکے سامنے
نجاست نہین ٹہرسکتی لیکن زنا اور اغلام کی نجاست نہایت غلیظ ہی
اسلئے کہ وہ دلکو بگاڑ دیتی ہی اور توحید کو بہت کمزور کردیتی ہی اور
بہین لحاظ جو شخص اس نجاست سی لوگونکی نسبت کر زیادہ تر بہرہ ور ہوگا
وہ شرک مین بہی اوسی قدر بڑہکر ہوگا پس جسقدر بندہ مین شرک غالب تر ہوگا
تو یہہ نجاست بہی اوسمین غالب تر اور اکثر ہوگی اور جتنی اوسمین اخلاص
زیادہ ہوگی وتناہی اُس نجاست سی دور تر رہیگا جیسا کہ اللہ تعالی حضرت
یوسف ؑ کے حق مین ارشاد فرماتا ہی كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ
یون ہی ہوا اسواسطی کہ ہٹا دین ہم اوس سی برائی
إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ اور حرام صورتونکا عاشق ہونا ایکطرحکا بندہ پن
اور بیحیائی البتہ وہ ہی ہمارے چنی ہوئی بندون مین
ہے بلکہ بندہ پن کے اقسام مین سے بڑہکر ہے خصوصا ایسے حالین کہ
عشق کا غلبہ دلپر ہوتے ہوتے تتیم یعنی بندہ پن کو پونہچگیا ہو یہانتک کہ

تغلب حبه على حب الله وذكره على ذكره فيتقرب اليه بما لا يتقرب به الى الله وينفق في مرضاته ما لا ينفق في مرضاته ويصبر عنه ويؤثر من رضاه حبا وخضوعا وطاعة فلا افسد للقلب من الزنا واللواطة وبهما من الفاحشتين خاصية تبعد القلب من الله فانهما من اعظم الخبائث فاذا انصبغ القلب بهما بعد عمن هو طيب لا يصعد اليه الا الطيب وكلما ازداد خبثا ازداد منه بعدا ولذا كان الزنا قرينا للشرك في كتاب الله قال تعالى الزاني لا ينكح الا زانية او مشركة والزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وهذه الآية محكمة غير منسوخة وقد اشكل معناها على كثير من الناس لانه ان كان لا ينكحها خبرا فقد نرى كثيرا من الزناة ينكح عفيفة وان كان نهيا

محبوب چیز کی محبت خدا تعالی کی محبت پر اور اوسکا ذکر خدا تعالی کے
ذکر پر بڑہجاوے پس اوسکی طرف تقرب ایسی چیز سے کرے جس سے
خدا تعالی کیطرف نکرے اور اوسکی رضا مین جو خرچ کرے وہ خدا تعالی کی رضا
مین خرچ کرے خدا تعالی کی نسبت کر محبت اور خضوع اور فرمان پذیری
مین ترجیح اوسیکو دینے لگے غرضکہ دلکی زیادہ بگاڑنیوالی زنا اور غلام
سے بڑہکر کوئی برائی نہین اور ان دونونمین ایک خاصیت ہے جو دلکو اللہ
سے دور کرتی ہے اسلئے کہ یہہ دونو بڑی ناپاک چیزونمین سے ہین جب
دل انسے رنگا جاتا ہے تو ایسے شخص سے دور ہو جاتا ہے جو پاکیزہ ہے اور
جسکی طرف بدون طیب (پاک) کے اور کوئی چیز نہین جاتی اور جتنی ناپاکی زیادہ
ہوتی جائیگی وتنی ہی دوری خدا تعالی سے زیادہ ہوگی اور اسی ناپاکی کی
جہت سے زنا خدا تعالی کی کتاب مین شرک کے ساتھہ مذکور ہوا ہے چنانچہ ارشاد ہے
الزَّانِي لَا يَنكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ
بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شرک والی اور بدکار عورت کو بیاہ نہین لیتا مگر بدکار مرد یا شرک والا ۱۲
اور یہہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہے اور اکثر لوگونپر یہہ آیت مشکل
ہوئی ہے اسطرح کہ لاینکح اگر جملہ خبریہ ہے یعنی نہین بیاہا کرتا تو اکثر زانیونکو
دیکھتے ہین کہ پارسا عورتونکو بیاہا کرتے ہین اور اگر جملہ انشائیہ ہے کہ

نہ بیاہ کریں تو اس سے زانی کو حکم پایا جاتا ہے کہ فاحشہ عورتوں اور
شرک والیوں سے بیاہ کرے ایماندار ونسے نکرے حالانکہ یہہ غرض ہرگز نہیں
اس اشکال کے دفع کے لئے بعض لوگوں نے تو یوں معنی بنائے کہ نکاح سے
مراد صحبت اور زنا ہے تو گویا یوں ارشاد ہے کہ زانی بجز زانیہ کے اور سے زنا
نہیں کیا کرتا اور یہہ تاویل نہایت نکمی ہے اور بعضوں نے یہہ تاویل کی ہے کہ
آیت کے لفظ عام ہیں اور معنی خاص یعنی اس آیت سے مراد عناق فاحشہ
اور اوسکا خاوند ہے کہ وہ مسلمان ہوا اور آنحضرت ؐ سے اُسکی نکاح کی اجازت
چاہی اور یہہ تاویل بھی خراب ہے عام آیتوں کے اسباب پر ہی اکتفا نہیں کیا
کرتے اور جو لوگ اس آیت کو منسوخ کہتے ہیں اس آیت سے وَانکِحُوا الاَیَامیٰ
مِنکُم اونپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان دونوں آیتوں میں کچھہ مخالفت نہیں
(اور بیاہ دو رانڈوں کو اپنی اندر ۱۲)
بلکہ ایک میں خدا تعالی نے رانڈوں کی نکاح کر دینے کا حکم کیا ہے اور دوسری
میں زانیہ کا نکاح حرام فرمایا جیسے عدت والی اور احرام والی عورت
اور محرم عورتوں کا نکاح حرام کیا ہے اور صحیح تقریر والله اعلم یہہ ہے کہ بیاہنے والے
کو حکم ہے کہ پارسا بی بی سے نکاح کرے اور اوسکو لونڈیوں کا نکاح بھی اسی شرط
سے مباح کیا گیا چنانچہ الله تعالی نے سورہ نساء اور مائدہ میں اس شرط کو

نها كان امر الزاني بان
يتزوج الزواني والمشركات
دون المؤمنات وهو غير
مراد قطعا فتأولها بعضهم
بان المراد من النكاح
الوطئ والزنا فكأنه قال
الزاني لا يطأ الا الزانية
وهذا التأويل في غاية الفساد
وقيل في تأويلها هذا عام اللفظ خاص
المعنى والمراد به عناق البغي وصاحبها
فانه اسلم واستأذن رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم في نكاحها وهذا ايضا فاسد
والعقل لا يقصر على اسبابها ومن قال
بالنسخ بقوله تعالى وانكحوا الايامى منكم فيرد
عليه انه لا تعارض بين الآيتين لان الله
سبحانه امر بانكاح الايامى وحرم نكاح
الزانية كما حرم نكاح المعتدة والمحرمة
وذوات المحارم والقاعدة
الصحيحة والله اعلم ان
المتزوج امر ان ينكح المحصنة
العفيفة وانما اباح له نكاح
الاماء بهذا الشرط كما
ذكر سبحانه وتعالى في
سورتي النساء والمائدة

والحكم المعلق على شرط ينتفي عند انتفائه والاباحة فان علقت على شرط الاحصان انتفت انتفى الاحصان انتفت الاباحة والمتزوج اما ان يلتزم حكم الله و شرعه او لا يلتزمه فان لم يلتزمه فهو مشرك لا يرضى بنكاحه الا من هو مشرك مثله وان التزمه وخالفه فنكاحه ما حرم عليه لم يصح النكاح فيكون زانيا فظهر معنى قوله الزانية لا ينكحها الا زان او مشرك وتبين غاية البيان وكذلك حكم المرأة وكما ان هذا الحكم موجب القرآن فهو مقتضى الفطرة والعقل فان الله سبحانه حرم على عبده ان يكون قرنانا ديوثا زوج بغي و فطر الناس على استقباح ذلك وغير ذلك من محاسن الشريعة فالنهي عن ذلك لما يؤدي اليه من فساد النسب الذي جعله الله بين الناس لتمام مصالحهم فحرم الزانية حتى تتوب وتستبرئ

مذکور فرمایا ہی ان لفظوں سی مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ اور قاعدہ اصول کا ہی کہ جو حکم کسی شرط پر لگا ہوتا ہی وہ شرط کی نہونے پر جاتا رہتا ہی اور یہاں نکاح کرنا احصان کی شرط پر موقوف تھا (قید مین لانی سی مستی نکالنی مسافح) تو جب احصان نپایا جاویگا تو اباحت بھی نرہیگی اور بیاہنی والا دو حال سی خالی نہین یا حکم خدا اور اسکی شریعت کا التزام رکھتا ہی یا نہین اگر نہین رکھتا تو وہ مشرک ہی اسکی نکاح پر اوسی جیسا مشرک راضی ہوگا اور اگر التزام رکھتا ہے لیکن اوسکے خلاف کرکے جو اوسپر حرام کر دیا گیا تھا اوس سی نکاح کریگا تو نکاح درست نہوگا پس زانی ہوگا اس تقریر سی معنی لَا یَنْکِحُہَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ کی (نہین بیاہتا مگر بدکار عورت اور شرک والی کو ۱۲) ظاہر اور خوب کھل گئی یہی حکم عورت کا ہی اور جسطرح کہ یہہ حکم قران مجید سی ثابت ہی اوسیطرح سرشت اور عقل بھی مقتضی اسی امر کی ہی اسلئے کہ اللہ پاک نے اپنے بندہ پر بھڑوا اور دیوث ہونا اور فاحشہ کا خاوند بننا حرام فرمایا ہے اور آدمیونکو اسکے برا جاننے پر پیدا کیا اور یہہ امر شریعت کی خوبیون سی ہی اسلئے کہ اس کی نہی اسوجہ سی کی کہ انجام کو نسب بگڑ جاتا ہی جسکو اللہ تعالی نے لوگونکی مصلحت پورا کرنیکو اونکے درمیان مقرر کیا ہی اس سی معلوم ہوا کہ بدکار عورت جبتک کہ توبہ نکرے اور دوسریکے نطفہ سی اپنا شکم صاف نکرے تب تک حرام

رنگی علاوہ اسکے ایک وجہ اُسکی حرمت کی یہہ بھی ہی کہ بدکار عورت
ناپاک ہو اور اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور مہر کا سبب بنایا ہی تو
ناپاک عورت پاک مرد کی دوست اور جفت کیسے ہوگی پس جو لوگ کہ اس
طرف گئی ہین کہ زنا کار عورت کا نکاح حرام ہی اُنہون نے بہت ہی سلوک
کیا ہی بخلاف اُن لوگونکے جو کہتے ہین کہ زنا کار کا نکاح جائز ہی اور اس
سی اُسی رات صحبت بھی درست ہی گو اُس سی پیشتر کی رات مین مرد
زانی صحبت کرچکا ہو اور وجہ یہہ بیان کرتے ہین کہ زانی کے پانی کی کچھہ
حرمت نہین ہمنے مانا کہ بات یون ہی ہی تب بھی خاوند کے پانی کی تو
حرمت ہی اُسکا جمع ہونا زانی کی پانیکی ساتھہ ایک رحم مین کیسے درست ہوگا +

دسوان باب

دل کے مرض و صحت کے علامات کے بیانمین

ہر ایک عضو اعضاء بدن مین سی ایک فعل خاص کے لئی پیدا ہوا ہے
اُسکا کمال اسیمین ہی کہ وہ فعل اُس سی ہو سکی اور مرض یہہ ہی کہ فعل
مذکور اُس سی نہ بن پڑی یعنی یا تو کر ہی نہین سکتا یا کرتا ہی تو کچھہ ایک
اضطرار کے ساتھہ کرتا ہی مثلاً ہاتھہ گرفت کے لئی بنا ہی اسکا مرض یہہ ہے

هذا المكان من ذهب الى ذهبا لى جواز ان يتزوجها ويطأها في تلك الليلة وقد وطأها الزاني البارحة وقال والزاني لا حرمة له فهذا الامر كذلك فلقد احسن
وايضا فان الزانية خبيثة والله سبحانه جعل النكاح سببا للمودة والرحمة فكيف تكون الخبيثة مودودة للطيب زوجا لها
فماء الزوج له حرمة فكيف يجتمع مع ماء الزاني في رحم واحد

الباب العاشر في علامات مرض القلب وصحته
اعلم ان كل عضو من اعضاء البدن خلق لفعل خاص به كماله في حصول ذلك الفعل منه ومرضه ان يتعذر عليه الفعل الذي خلق له او يصدر منه مع نوع من الاضطراب فمرض اليد

يتعذر عليها البطش و بالعين ان يتعذر عليها الا النظر فيمرض القلب ان يتعذر عليه ما خلق له من معرفة الله وحبه والشوق الى لقائه والانابة اليه وايثار ذلك على كل شهوة فلو عرف العبد كل شي ولم يعرف الله فكانه لم يعرف شيئا ونيل كل حظ من حظوظ الدنيا وشهواتها ولم يظفر بحب الله وانسه به فكانه لم يظفر بلذة ولا تنعم بل اذا اخلى القلب عن ذلك عادت تلك الحظوظ عذابا له من جهة حسرة فوته وانه حيل بينه وبينه مع تعلقه به ومن جهة فوت ما هو خير له منه وادوم فمن آثر على حب الله واخلاص العبادة له شيئا من المحبوبات فقلبه مريض كما ان المعدة اذا اعتادت اكل الخبيث وآثرته على الطيب سقطت عنها شهوة الطيب وقد يمرض القلب

کہ گرفت اوسپر مشکل ہوا اور آنکھہ کا مرض یہہ ہو کہ دیکھنا مشکل ہوجاوے
اس سی معلوم ہوا کہ دل کا مرض وہ ہو کہ جس کام کے لئے دل پیدا ہوا ہو وہ
اُس سی نہ بن پڑے یعنی معرفت اللہ تعالی کی اور اُسکی محبت اور اُسکی ملنی کا
شوق اور اوسکی طرف رجوع کرنا اور ان باتونکو اپنی خواہش پر مقدم
کرنا دشوار ہو پس اگر بندے نے تمام چیزونکو پہچانا اور اپنے رب کو نہ پہچانا تو
گویا اوسنے کچھہ نہ پہچانا اور اگر دنیا کی لذتون اور شہوتون سے
ہر ایک سی بہرہ اُٹھایا اور اللہ تعالی کی محبت اور اُسکی انس پر کامیاب نہوا
تو گویا کوئی لذت و راحت نہین پائی بلکہ اگر دل اس محبت سی خالی ہوگا تو
دوسری لذتین اُسکی لئے عذاب ہونگی ایک تو محبت کی نملنی کی حسرت سی دوم
اسوجہہ سی کہ باوجود اپنے تعلق کے محبت کی ساتھہ یہہ لذتین حجاب
ہوگئین سوم اس سی کہ جو چیز بہتر اور پائدار تھی وہ ہاتھہ نہ لگی غرضکہ جو شخص
خدا تعالی کی محبت اور اُسکی بندگی خالص کرنے پر دوسری محبوب چیز کو
ترجیح دیگا تو اُسکا دل بیمار ہے جیسے معدہ ناپاک چیز کے کہانیکا عادی
ہوجاتا ہے اور پاک پر اوسکو ترجیح دیتا ہے تو پاک چیز کی بھوک اُس سی
جاتی رہتی ہے اور دل کبھی مریض ہوتا ہی مگر دل والے کو اُسکی مرض کی

ولا يعرف صاحبه لعدم
تفقد اسباب صحته بل
قد يموت ولا يشعر بموته وعلامة
ذلك انه لا توله جراحات
القبائح وجهله بالحق وبدع
عقائده الباطلة فاذا كان
فيه حيوة تألم بذلك وفي الميت
من المعلوم لا يدرك الم ذلك الالم
ما لجرح بميت ايلام وقد يشعر بمرضه
ولكن يشتد عليه تحمل مرارة الدواء
فيؤثر بقاء الالم فان دواءه في
مخالفة الهوى وهو صعب على النفس

شناخت نہین ہوتی اسلیے کہ وہ اوسکے صحت کے اسباب کا جویا
نہین رہتا بلکہ کبھی دل مرجاتا ہی اور اُس شخص کو خبر نہین ہوتی اور دل کے
مرنیکی پہچان یہہ ہے کہ برائیون اور حق کے نجاننے اور جھوٹے عقیدون
کے زخمون سے اوسکو تکلیف اور درد نہو جب لین جان ہوتی ہی تو ان زخمون
سے درد معلوم کیا کرتا ہی اور مردہ کو تو ظاہر ہی کہ زخم کی کچھہ ایذا نہین ہوتی
ع زخم سے مردہ کو کب ہوتا ہی درد * اور کبھی آدمی دلکے مرض پر تو واقف
ہو جاتا ہی مگر دوا کی تلخی کی برداشت اسپر سخت ہوتی ہے اسلیئے تکلیف کا
باقی رہنا پسند کرتا ہی اسلیئے کہ علاج اوسکا خواہش نفس کی مخالفت مین ہے
اور یہہ امر نفس پر نہایت سخت ہی حالانکہ اس سے زیادہ نافع بھی نفس کے
لیے کوئی چیز نہین اور کبھی اس تلخی پر بھی دل کڑا کرکے صبر کرتا ہی مگر یہہ
علم اور سوجھہ اور صبر کے ضعف کی باعث اُسکا ارادہ پست ہو جاتا ہی
جیسے کوئی شخص کسی خوفناک راہ مین گھسے جو انجام کو امن پر پونہچا دیتا
ہو اور وہ جانتا ہو کہ اگر مین اسپر صبر کرونگا تو خوف تمام ہو چکیگا اور اسکے
پیچھے امن ملیگا تو وہ دو باتونکا محتاج ہوگا ایک صبر قوی ہونیکا دوسرے
یقین انجام کا اور اگر صبر اور یقین کم ہوگا تو پھر آئیگا اور مشقت نہ سہہ سکیگا

وليس شيء انفع منه وقد يوطن نفسه
على الصبر ثم عزمه لضعف علمه وبصيرته
وصبره كمن دخل في طريق مخوف
مفض عاقبته الى الامن فهو يعلم انه ان
صبر عليه انقضى الخوف
اعقبه الامن فهو محتاج الى قوة صبر
ويقين بما يصير اليه ومتى ضعف
صبره ويقينه
رجع ولم يتحمل المشقة

ينبغي ان عادم الرفيق ويستوحش
من الوحدة وجعل يقول
اين ذهب الناس فاين اذهب
فيقلق وهذا حال اكثر
الخلق وهي التي اهلكتهم
فالبصير الصادق لا يستوحش
من قلة الرفيق ولا من فقده
اذا استشعر قلبه مرافقة الرعيل
الاول الذين انعم الله عليهم
من النبيين والصديقين والشهداء
والصالحين وحسن اولئك رفيقا
فتفرد العبد في طريق طلبه دليل على
صدق طلبه ولقد سئل اسحق بن
راهويه عن مسئلة فاجاب عنها فقيل
له ان اخاك احمد بن حنبل يقول فيها
بمثل قولك فقال ما ظننت ان احدا
يوافقني عليها ولم يستوحش بعد
ظهور الصواب له من
عدم الموافق فان
الحق اذا لاح وتبين لم يحتج
الى شاهد يشهد به والقلب
يبصر الحق كما يبصر
العين الشمس فلا يحتاج
الى شاهد يشهد بطلوعها

خصوصا ایسی صورتمین کہ رفیق نہوا ور تنہائی سے گھبراوی اور کہنے
لگے کہ لوگ کہان گئی ہین تو انہین کی پیروی کرونگا اور اکثر لوگونکا
یہی حال ہے اور اسی حال نے سب کو تباہ کیا ہی پس سچا بصیرت والا
وہ ہی کہ ساتھی کے کم ہونے یا بالکل نہونیسے نہ گھبراوی بشرطیکہ دل
مین فاقت اول قافلہ کی سمجھتا ہو جنپر اللہ تعالے نے انعام کیا ہی یعنی
نبیون اور صدیقون اور شہدا اور صالحین کو جو عمدہ رفیق ہین اپنا
ساتھی جانتا ہو کیونکہ راہ طلب مین آدمی کا اکیلا ہونا دلیل سچی طلب کی
ہے - اسحق بن راہویہ سے کسی نے ایک مسئلہ پوچھا انہون نے اوسکا جواب دیا
سائل نے اونسے کہا کہ آپکے بہائی امام احمد بن حنبل بھی اسمین آپ ہی
کے موافق فرماتے ہین انہون نے فرمایا کہ مجکو گمان نہ تہا کہ کوئی
اسبابمین میری موافقت کریگا غرضکہ بعد ظاہر ہونے صواب کے موافق کے
نہونے سے نہ گھبرائی اسلئے کہ امر حق جب ظاہر و باہر ہوجاتا ہی تو کسی دلیل
کا محتاج نہین رہتا جو اوسکے حق ہونے کی شہادت دے اور دل حق کو
ایسا دیکھتا ہے جیسے آنکھہ آفتاب کو دیکھتی ہے تو آفتاب نکلنے پر
آنکھہ کو اسبات کی ضرورت نہین ہوتی کہ اوسکے نکلنے پر کوئی شہادت دے

ويوافقه عليه وما أحسن ما قال أبو شامة عبد الرحمن بن إسمعيل في كتاب الحوادث والبدع حيث جاء الأمر بلزوم الجماعة فالمراد به لزوم الحق واتباعه وإن كان المتمسك به قليلا والمخالف له كثيرا لأن الحق هو الذي كانت عليه الجماعة الأولى من عهد النبي صلى الله عليه وآله وسلم وأصحابه ولا نظر إلى كثرة أهل الباطل بعدهم قال عمرو بن ميمون الأزدي

اور موافق ہوا اور ابو شامہ عبد الرحمن بن اسمعیل نے کتاب الحوادث والبدع
مین کیا خوب کہا ہی کہ جہان جماعت کے ساتھ رہنی کا حکم ہی اُس سے
یہہ غرض ہی کہ حق بات کا ساتھی اور پیرو ہو گو اوسپر چلنی والے تھوڑی
ہون اور مخالف بہت اسلئے کہ حق وہ ہی جسپر پہلی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی عہد مبارک اور صحابہؓ کی تھی اور اُنکے بعد جو باطل والے بہت ہوگئی
ہون اُنکا کچھہ اعتبار نہین عمرو بن میمون ازدیؒ فرماتے ہین کہ مین
حضرت معاذ بن جبلؓ کے ساتھہ یمن مین ہوا اور جبتک کہ شام مین اُنکو
دفن کیا تک اُنسے علیحدہ نہوا پہر اُنکی وفات کی بعد سب لوگون سے
زیادہ ترفقیہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے ساتھہ رہا اُنسے مین نے
سُنا کہ فرماتے تھی کہ جماعت مین رہنا لازم پکڑو اسلئے کہ اللہ تعالی
کا ہاتھہ جماعت پر ہی پہر مین نے اونکو ایکروز یون فرماتے سُنا کہ عنقریب
تُمپر ایسے حاکم ہونگے کہ نماز کو اُسکی وقت سی ٹالینگے پس تم وقت
پر پڑھہ لینا کہ فرض ادا ہو جاویگا پہر اُنکے ساتھہ پڑہنا کہ وہ تمہاری
نفل ہو جائیگی مینے عرض کیا کہ ای اصحاب محمدؐ مین نہین جانتا کہ آپ
کیا فرماتے ہین اُنہون نے فرمایا کہ یہہ کیا بات ہی مین نے کہا کہ آپ

صحبت معاذا باليمن فما فارقته حتى واريته في التراب بالشام ثم صحبت بعده أفقه الناس عبد الله بن مسعود فسمعته يقول عليكم بالجماعة فإن يد الله على الجماعة ثم سمعته يوما من الأيام وهو يقول سيلي عليكم ولاة يؤخرون الصلاة عن مواقيتها فصلوا الصلاة لميقاتها فهي الفريضة وصلوا معهم فإنها لكم نافلة قال قلت يا أصحاب محمد ما أدري ما تحدثونا قال وما ذاك قلت

مجکو جماعت کے لئے حکم فرماتے ہین اور اسپر ترغیب دیتے ہین پہر یہہ
فرماتے ہین کہ نماز تنہا پڑہنا وہ فرض ہوگی اور جماعت کی ساتھہ پڑہنا وہ
نفل ہوگی اُنہون نے فرمایا کہ ای عمرو بن میمون مین تجکو گمان کرتا تہا
کہ اس گانو کے لوگونمین تو بڑا سمجہدار ہی تجہی معلوم ہی کہ جماعت کیا ہی
مینے کہا کہ نہین اُنہون نے فرمایا کہ تمام آدمیون نے جماعت کو چہوڑ دیا ہے
جماعت وہ ہی جو حق کے موافق ہو گو اکیلا ہی ہو نعیم بن حماد کہتی ہین کہ
اس سی غرض یہہ ہی کہ جب جماعت بگڑ جاوی تو تجکو وہی طریق اختیار کرنا
چاہئی جسپر جماعت کی لوگ بگڑنے سی پیشتر تھی گو تو اکیلا ہی ہو کہ اس
صورتمین تو ہی جماعت ہوگا اور حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ قسم
ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود نہین کہ سنّت درمیان دشمن اور ستمگر
کے ہے (یعنی سنت پر چلنے والیکے لوگ دشمن ہوجاتے ہین اور اُسپر
ستم کیا کرتے ہین) پس خدا تعالی تمپر رحم کری طریق سنت پر صبر کرو اسلئی
کہ اہل سنت پہلے زمانہ مین بھی کمتر تھے اور آیندہ کو بھی کمتر رہینگے وہ ایسے
لوگ ہین کہ نہ آسودہ لوگونکی آسودگی مین شریک ہوئے اور نہ بدعتیونکی
بدعت مین اور اپنی طریق سنت پر صبر کیا یہانتک کہ اپنی پروردگار سی ملی

یامرنا بالجماعة ویحضنا علیها ثم یقول صل الصلاة وحدك وهی الفریضة وصل مع الجماعة وهی النافلة قال یا عمرو بن میمون قد کنت اظنك من افقه اهل هذه القریة تدری ما الجماعة قلت لا قال ان جمهور الناس الذین فارقوا الجماعة الجماعة ما وافق الحق وان کنت وحدك قال نعیم بن حماد یعنی اذا فسدت الجماعة فعلیك بما کانت علیه الجماعة قبل ان تفسد وان کنت وحدك فانك انت الجماعة حینئذ وعن الحسن قال السنة والذی لا اله الا هو بین الغالی والجافی فاصبروا علیها رحمکم الله فان اهل السنة کانوا اقل الناس فیما مضی وهم اقل الناس فیما بقی الذین لم یذهبوا مع اهل الاتراف فی اترافهم ولا مع اهل البدع فی بدعهم وصبروا علی سنتهم حتی لقوا ربهم

تو اسیطرح انشاء اللہ تم بھی ہو جاؤ اور محمد بن اسلم طوسی جنکی امامت
پر اتفاق ہی اپنی وقت مین سب سی زیادہ تابع سنت کے تھی حتی کہ فرماتی ہین
جو سنت مجکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی پہونچی اوسپر مین نے عمل کیا اور اسبات کا
حریص ہوا کہ خانہ کعبہ کا طواف سوار ہوکر کرون کہ یہہ سنت بھی ادا ہو جاوے
مگر مجکو کرنے ندیا اور اونکی عہد مین کسی عالم سی سوال کیا گیا کہ سواد اعظم یعنی
بڑا گروہ کیا ہی جسکے باب مین حدیث شریف مین یہہ حکم ہی کہ جب لوگ اختلاف
کرین تو تم بڑی گروہ کو لازم پکڑو عالم نے فرمایا محمد بن اسلم طوسی بڑا گروہ
ہے اب اصل مقصود کیطرف رجوع کرتے ہین کہ دل کے مرض کی
علامتو نمین سی ہی کہ جو غذا اور دوا نافع ہو اوسکو چھوڑ کر مضر اور ایذا رسان
کیطرف جھکی اور دل کے لئی سب غذاؤنسی مفید تر ایمان کی غذا ہی اور دواؤن
مین سی نافع تر قران مجید کی دوا اور اسکی صحت کی علامتو نمین سی یہہ ہی کہ
دنیا سی آخرت کیطرف کوچ کری گویا اپنی گھر اور وطن کو چھوڑ کر کسی کام کو
دنیا مین مسافر آیا ہی پہر اپنی وطن کو چلا جاویگا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت عبد اللہ بن عمر کو فرمایا تھا کہ دنیا مین ایسی طرح رہ کہ گویا تو مسافر ہے
یا راہ کا گذرنیوالا اور شمار کر اپنے آپ کو قبر والون سے انتہی

فقد ادرك ان شاء الله فقد نور
وكان محمد بن اسلم الطوسي
الامام المتفق على امامته
من اتبع الناس للسنة في
زمانه حتى قال ما بلغني سنة
عن رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الا عملت بها ولقد
حرصت على ان اطوف بالبيت راكبا
فما مكنت من ذلك وسئل بعض اهل
العلم في زمانه عن السواد الاعظم الذي
جاء فيه الحديث اذا اختلف الناس
فعليكم بالسواد الاعظم من السواد الاعظم
قال محمد بن اسلم الطوسي هو السواد الاعظم
ومن علامات امراض القلب عدولها
عن الاغذية النافعة والادوية الشافية الى الاغذية الضارة والادوية المؤذية
وانفع الاغذية غذاء الايمان وانفع الادوية
دواء القرآن ومن علامات صحته ان يرتحل
عن الدنيا الى الآخرة حتى كانه من اهلها
وفي الدنيا غريب جاء اليها ليقضي
حاجة ويعود الى وطنه كما قال صلى
الله عليه وآله وسلم لعبد الله بن عمر
كن في الدنيا كانك غريب او
عابر سبيل وعد نفسك من اهل القبور

آؤ قدم بڑہاؤ تو جنات عدن کو * جنمین کہ پہلے ستے تہی تم خیمہ مار کر *
پر پنجۂ عدو مین ہین ماخوذ دیکہیئے * ہم خیر سی بھی جاوینگے پہر کر کی اپنی گہر *
پس جسقدر کہ دل مرض سی اچہا ہوگا اُسیقدر آخرت کیطرفکو بڑہیگا اور
اوسکے قریب ہوگا یہانتک کہ آخرت والونمین سی ہوجاوی اور جسقدر مریض
وعلیل ہوگا وتناہی دنیا کو پسند کریگا اور اُسکو اپنا وطن بناویگا آور دل کی
صحت کی پہچان ایک یہہ ہی کہ وہ اپنی مالک چوٹ کرتا رہی یہانتک کہ
خدا تعالے کیطرف منسوب ہو اور بدون خدا تعالی کے کسی چیز سے
اطمینان اور تسکین نہ پکڑی اور جب کبہی وہ غیر سی لگاؤ پیدا کری اوسیوقت
اضطراب کرنے لگی پہر یہہ اضطراب اور قلق دور نہو جبتک کہ خدا تعالی کیطرف
رجوع نکری اسلیئے کہ دلمین ایک بہوک ہی جو خدا تعالی کے سوا کسی سی بند
نہین ہوتی اور ایک اُلجہاو ہی جو بجز اللہ تعالی کیطرف متوجہ ہونیکی اور کسی
چیز سے نہین سلجہتا اور ایک مرض ہی جو بدون اخلاص الہی کے اور کسی
دوا سے اچہا نہین ہوتا اور بدون ان باتونکے دلکو نہ اصل زندگی ملی
نہ اوسکا ذائقہ چکہی نہ کوئی نئی زندگی اوسکو حاصل ہو بجز اُس حیات کے
جو غافلون اور اس امر سی روگردانونکو میسر ہے جسکے لئی مخلوق اور بہشت

فحیّ علیٰ جنات عدن فانها * منازلک الاولیٰ وفیها المخیم * ولکننا سبی العدو فهل تری * نعود الی اوطاننا فنسلم * فکلما صح القلب من مرضه ترحل الی الآخرة وقرب منها حتی یصیر من اهلها وکلما مرض واعتل آثر الدنیا واستوطنها حتی یصیر من اهلها ومن علامات صحة القلب انه لا یزال یضرب علی صاحبه حتی ینیب الی الله ویطمئن الیه ویسکن الیه وکلما تعلق بغیره اضطرب فلا یطمئن الا الیه ویزول اضطرابه وقلقه الا برجوعه الیه فان فی القلب فاقة لا یسدها سوی الله وشعث لا یلمه غیر الاقبال علیه ومرضا لا یشفیه غیر الاخلاص له ولا یباشر بدون ذلک روح الحیوة ویذوق طعمها ویتجدد لا بحیوة غیر حیوة الغافلین المعرضین عن هذا الامر الذی له خلق الخلق ولاجله

خلقت الجنة والنار وله
ارسلت الرسل وانزلت
الكتب قال بعض العارفين
مساكين اهل الدنيا
خرجوا من الدنيا وما ذاقوا
اطيب ما فيها قيل وما اطيب
ما فيها قال محبة الله والانس
به والشوق الى لقائه والتنعم بذكره
وطاعته وقال آخر انى لتمر بى اوقات
اقول فيها ان كان اهل الجنة في مثل هذا
انهم لفى عيش طيب لذا كان الفقد عند
العارفين اشد من الموت لان الموت

اور دوزخ بنی ہین اور رسول بھیجی گئی اور کتابین آترین کسی عارف کا قول
ہی کہ بیچاری دنیا والے دنیا سی نکلے اور جو چیز اُسمین بہت ستھری تھی اُسکو
نہ چکھا اُن سی پوچھا گیا کہ دنیا مین بہت ستھری چیز کیا ہی فرمایا کہ اللہ
کی محبت اور اُس سی انس کرنا اور اوسکے دیدار کا شوق اور اسکے ذکر اور
طاعت سی لذت حاصل کرنی اور دوسرے عارف کا قول ہی کہ مجھپر بہت اوقات
ایسے گذرتے ہین کہ مین انمین یہہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے ایسی ہی
حالمین ہونگی تو البتہ وہ پاکیزہ عیش مین ہین اور یہین لحاظ مطلوب کا نملنا
عارفونکے نزدیک موت سی سخت تر ہی اسلئی کہ نملنا تو خدا سی علیحدہ رہنا ہے
اور موت خلق سی جدا ہونا ہے جو رکے ہمسے نصیب اُسکو ہی دوری
دشمنی + جو ہمین کہو بیٹھا اوسکو ہی یہی حرمان بہت + اور دل کی تندرستی
کی ایک علامت یہہ ہی کہ اپنی پروردگار کے ذکر سے نہ تھکی اور اُس شخص
سی اُنس کری جو پروردگار کی راہ بتاوی اور اسکی یاد دلاوی اور جب
اُسکا وظیفہ فوت ہو جاوی تو اوسکے جاتے رہنی سی ایسا دکھہ پاوے
جیسا حریص کو مال کے جانیکا رنج ہوتا ہی اور یہہ کہ اوسکو صرف ایک فکر
خدا تعالیٰ کے بابمین ہو جاوے اور جب نماز مین داخل ہو تو دنیا کا رنج

انقطاع عن الخلق والفوت انقطاع
عن الحق ومن صح عشقه
ومن فتح عليه ... حفظه البعد القلب + ومن امارات صحة
القلب ان لا يفتر عن ذكر ربه ولا يأنس
بغيره الا من يدله عليه ويذكره
به واذا فاته ورده وجد لفواته
الما اعظم من تألم الحريص على
فقد ماله وان يكون همه
واحدا والله تعالى وانه
اذا دخل في الصلاة ذهب
عنه همه وغمه في الدنيا و

وجدان فيها راحة وسرور في
ودوامها فالقلب الصحيح
الذي همه كله في الله وفي
وحبه واعماله ونومه
ويقظته وحديثه والحديث
عنه اشهى اليه من كل
حديث وافكاره تحوم
على مراضيه ومحابه واذا
نفسه الى غيره تذكر
عليه يا ايتها النفس المطمئنة
ارجعي الى ربك راضية مرضية
فيسمع ما يسمع من
لربه يوم لقائه فينصبغ القلب
بين يدي معبوده بصبغة
العبودية فتصير العبودية
صبغة وذوقا لا تكلفا
فكلما عرض له امر او نهي من ربه
وتعلق به وهو متعلق به احس
من قلبه ناطقا يقول لبيك
وسعديك والمنة لك والحمد
ذلك عائد اليك واذا اصابه قدر
احس من قلبه ناطقا يقول انا
عبدك الفقير العاجز الضعيف وانت
الرب الرحيم لا صبر لي ان لم تصبرني

وغم نرہے نماز کے اندر خوشی اور چین ملے حاصل یہہ کہ تندرست
دل وہ ہی جسکی ہمہ تن ہمت خدا تعالیٰ کے بابمین ہو اور اللہ تعالیٰ
کیطرف قصد کرنا اور اُسکی محبت اور اُسکی لئی عمل کرنا اور سونا اور جاگنا
اور اوسیکی بات کہنی اور سُننی سب باتون سی اوسکو مرغوب تر ہوا ور
اُسکی فکر خدا تعالیٰ ہی کی رضا مین جولانیان کرتی ہون اور جب کبھی نفس
سی ذراسی توجہ غیر کیطرف پادی تو اُسپر یہہ پڑہی یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
اے جی چین پکڑے پھر چل
اِرْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً یعنی اوسکو وہ بات سُنادی جو عنقریب
اپنے رب کیطرف تو اوس سی راضی وہ تجھ سی راضی ۱۲
خود اپنے پروردگار سے وصال کے روز سنی گا غرضکہ دل سامنی اپ
معبود کے رنگ عبودیت مین رنگین ہوجاے کہ بندگی اوسکی لئی رنگ اور ذوق
ہو تکلف اور بناوٹ نرہی اسطرح کہ جب امر یا نہی اُسکی پروردگار اور محبوب
اور معبود کیطرف سی اُسپر پیش ہو تو اپنی دل ہی ایک بولنی والا پاوے کہ وہ
یون کہی ہان مین حاضر ہون خدمت کو اور کہنا ماننے کو اور احسان
مین جان اور تعریف تجھی کو ہی اور جب کوئی تقدیر اوسکو پونہچی تو اپنی
دل سی ایک بولنی والا پاوی کہ وہ یون کہی کہ الٰہی مین تیرا بندہ فقیر عاجز
کمزور اور تو پروردگار مہربان ہی اگر تو مجھی صبر نہ دیگا تو مین صبر نہین کرسکتا

و لا قوة لی الا بک و لا مخلص منک الا الیک و لا انصرف عن بابک فکلما مسه من الیسر او الضراء اهتدی به طریقا الیک و انفتح له منه باب یدخل منه علیه کما قیل ع ما مسنی قدر بکره او رضی + الا اهتدیت به الیک طریقا + امضی القضاء علی رضی منی به + انی وجدتک فی البلاء رفیقا

مجکو طاقت صرف تیرے ہی سبب سی ہی تجہسے بچاؤ کی جگہہ کوئی نہیں
بجز تیری طرف نکلے اور نہ تیری دروازہ سی کہین پہرنا اسی طرح جب کبھی
اُسکو خوشی یا تکلیف پونہچے اُس سی خدا تعالی ہی کیطرف کو راہ پاوے اور اسمین
ایک دروازہ اُسکی لئی ایسا کہلے جسمین سی خدا تعالی ہی کی پاس جاوے جیسے
کوئی شاعر کہتا ہی **قطعہ** ہو رضا یا ناخوشی میری کسی تقدیر مین + سوجہتا
ہی اُسمین لیکن مجکو تیرا ہی طریق + سر پہ لیتا ہون سدا راضی ہو مین حکم قضا
کیونکہ پاتا ہون بلا مین تجکو مین اپنا رفیق +

الباب الحادی عشر

۱۱

فی علاج مرض القلب فی استیلاء النفس علیه

گیارہوان باب

دلکے مرض کے علاج مین اُس صورت مین کہ نفس اُسپر غالب ہووے

هذا الباب کالاساس لما بعده من الابواب فان امراض القلب انما تنشا من جانب النفس فالمواد الفاسدة کلها الیها تنصب ومنها تنبعث الی الاعضاء واول ما تنال القلب و قد کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول فی خطبة الحاجة الحمد لله نستعینه ونستهدیه ونستغفره ونعوذ به من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا

یہہ بات اگلے بابونکے لئے مثل بنیاد کے ہی اسلئے کہ دلکی بیماریان
صرف نفس کیجانب سی پیدا ہوتی ہین کیونکہ جتنے خرابیان دی ہین وہ سب
نفس پر گرتے ہین اور اُسی سی اور اعضا مین پہیلتے ہین اور سب سی پہلے
دل مین پونہچتی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ حاجت مین یون فرمایا کرتی کہ سب
تعریفین اللہ کو ہین ہم مدد اور ہدایت اور بخشش اُس سی چاہتی ہین اور
اُس سی پناہ مانگتی ہین اپنی نفسونکی برائیون اور اپنی اعمال کی خرابیونسی

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حصین بن منذر سے فرمایا کہ اسطرح دعا مانگ کہ الٰہی
ڈالدے میرے دل میں میرا راہ پانا اور مجکو میرے نفس کی بدی سے بچا
اور جتنے خدا تعالیٰ کی طرف کے چلنے والے ہیں گو انکے مختلف طریقہ
اور چالیں ہیں مگر سبکا اسپر اتفاق ہے کہ نفس خدا تعالیٰ تک پونہچنے میں اڑکا
راہزن ہے اور اُسکی خدا تعالیٰ تک رسائی نہیں ہوتی ہے جب تک
کہ نفس کو ترک نکرے اور مار نڈالے اور اس اعتبار سے آدمیوں
کی دو قسمیں ہیں ایک وہ لوگ ہیں جنکے نفس اُنپر فتح پا گئے ہیں اور اُنکے
مالک بنکر انکو تباہ کر دیا ہے اور ایک وہ ہیں جو اپنے نفس پر فتحیاب ہوئے ہیں اور
اُسکو دبا لیا ہے اور نفس اُنکے کہنے میں ہو گیا ہے کوئی عارف فرماتے ہیں
کہ طالبوں کے سفر کی انتہا نفس سے جیتنا ہے پس جو شخص نفس سے جیت گیا
وہ بہتری اور مطلب کو پونہچا اور جس شخص کا نفس اوسپر جیتا وہ ٹوٹے میں
رہا اور ہلاک ہوا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَآثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ
(سو جسنے شرارت کی اور بہتر سمجھا دنیا کا جینا سو)
الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَأْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى
(دوزخ ہی ہے اوسکا ٹھکانا اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے اور روکا جی کو چاؤ سے)
فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوٰى خلاصہ یہہ کہ نفس سرکشی اور دنیا کے اختیار
(سو بہشت ہی ہے ٹھکانا)
کرنیکی طرف بلاتا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے بندہ کو اپنے خوف اور ہوا نفسانی

وقال صلى الله عليه وآله وسلم لحصين بن المنذر قل اللهم الهمني رشدي وقني من شر نفسي وقد اتفق السالكون الى الله على اختلاف طرقهم وتباين مسالكهم على ان النفس قاطعة بين القلب وبين الوصول الى الرب وانه لا يدخل عليه سبحانه ولا يوصل اليه الا بعد اماتتها وتركها والناس على قسمين قسم ظفرت بهم نفوسهم فملكتهم واهلكتهم وقسم ظفروا بنفوسهم فقهروها وصارت طوعا لهم قال بعض العارفين انتهى سفر الطالبين الى الظفر بانفسهم فمن ظفر بنفسه افلح وانجح ومن ظفرت به نفسه خسر وهلك قال تعالى فاما من طغى وآثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي المأوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي المأوى فالنفس تدعو الى الطغيان وايثار الدنيا والرب يدعو عبده الى خوفه و

باز رکھنی کیطرف بلاتا ہے اور دل ان دونو بلانے والونکی بیچمین ہے
کبھی اسکی طرف جہکتا ہی اور کبھی اُسکی طرف اور یہہ مقام امتحان اور
جانچ کا ہی اور چونکہ اللہ تعالی نے نفس کو قران مجید مین تین صفتون
سی موصوف فرمایا ہی ایک اطمینان والا دوسری برائیکا حکم کرنیوالا
تیسرے ملامت کرنیوالا۔ تو لوگون نے اختلاف کیا ہی کہ آیا وہ ایک
ہی ہے اور یہہ تینون اُسکی صفتین ہین یا بندہ کے تین نفس ہین اول
قول تو فقیہون اور کلام والون اور اکثر تفسیر والون اور محقق صوفیونکا
ہی اور دوسرا قول اکثر صوفیونکا ہی۔ اور تحقیق یہہ ہی کہ دونو فریقونمین
اسباب مین تو جہگڑا نہین کہ نفس ایک ہی مگر ہر ایک صفت کے ساتھہ
جداگانہ معتبر کرلیا گیا ہی اس اعتبار سی کئی ہوگئی ہین اور مجھی گمان نہین کہ
لوگ یون کہتی ہون کہ ہر شخص کے لئی تین نفس ایسی ہون کہ ہر ایک اپنی
ذات سی قائم ہوا در تعریف اور ماہیت مین دوسریکا مساوی ہو اور
خدا تعالی نے بھی جہان نفس کو ذکر کیا ہی یا اوسکو نفس والے کی
طرف منسوب کیا ہی تو مفرد ہی فرمایا ہی ایسیطرح حدیث شریف مین بھی جہان
نفس وارد ہی تو مفرد ہی وارد ہی اگر بالفرض آدمی مین تین نفس ہوتے

وتنهی النفس عن الهوی والقلب بين الداعيين يميل الى هذا مرة والى هذا اخرى وههنا موضع المحنة والابتلاء وقد وصف الله النفس فى القران بثلاث صفات المطمئنة والامارة بالسوء واللوامة فاختلف الناس هل هى واحدة وتلك اوصاف لها ام للعبد ثلث انفس فالاول قول الفقهاء والمتكلمين واكثر المفسرين ومحققى الصوفية والثانى قول كثير من الصوفية

١٠

والتحقيق انه لا نزاع بين الفريقين فى انها واحدة وانما اعتبار معتبر كل صفة دون الاخرى فتعددت بالاعتبار وما ظنهم ان لكل احد ثلث انفس كل نفس قائمة بذاتها مساوية للاخرى فى الحد والحقيقة وحيث ذكر سبحانه النفس واضافها الى صاحبها فانما ذكرها بلفظ الافراد وكذا الاحاديث وردت فى الاحاديث ولو كان فى الانسان ثلاث انفس

تو کہین ایک ہی جگہہ قران وحدیث مین نفوسک اور نفوسہ یعنی تیری
نفس اور اُسکی نفس ارشاد ہوجاتا جب لفظ جمع کہین نہین آیا تو معلوم
ہوا کہ نفس ایک ہی ہو اب ہر ایک کی تعریف سُننی چاہئیے کہ نفس جب اللہ تعالیٰ
کے ذکر سے ساکن اور چین پکڑنیوالا ہوتا ہی اور اُسکی نزدیکی سی انس پاتا
ہے تو وہ اطمینان والا ہی اوسیکو مرنیکے وقت کہا جائیگا یَا اَیَّتُہَا
النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَرْضِيَّةً حضرت ابن عباس رض فرماتے
(اے جی چین پکڑی ہی پھر چل اپنی رب کیطرف تو اوس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۱۲)
ہین کہ مطمئنہ سی مراد تصدیق کرنیوالا ہی اور حضرت قتادہ رض کہتے ہین کہ
وہ مومن ہی جسکے نفس نے اللہ تعالی کے وعدہ پر اطمینان پکڑا اور
ایساہی حضرت حسن سے مروی ہی اور حضرت مجاہد سی منقول ہی کہ وہ رجوع
کرنیوالا اور دبنیوالا ہی جسکو یقین ہی کہ اللہ تعالی میرا رب ہی اور اوسکی
امر اور طاعت اور ذکر کے لئی پہلو مارتا ہی اور اُسکی سوا کیطرف نہین
ٹھہرتا اسلئی کہ وہ اطمینان پاچکا ہی خدا تعالی کے ملنی اور اوسکی وعدہ
اور اوسکے نامون اور صفتون کی حقیقتونکی تصدیق سی اور اُسکی کافی
اور بس ہونے اور ضامن ہونیسے اور اگر نفس اسکی برخلاف ہوگا تو وہ بدی
کا حکم کرنیوالا ہے کہ گمراہی کی خواہشون اور باطل کی پیروی مین سی جو

بجاء و لوفي معا نصوص من الكتب والسنة بنفوسك ونفوسه فالنفس اذا سكنت واطمأنت بذكره ... فهي مطمئنة وهي التي يقال لها عند ... يا ايتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية قال ابن عباس المطمئنة المصدقة وقال قتادة هو المؤمن اطمأنت نفسه الى ما وعد الله وعن الحسن نحوه وعن مجاهد المنيبة المخبتة التي ايقنت ان الله ربها وضربت جاشا لامره وطاعته وذكره ولم تسكن الى سواه فقد اطمأنت الى لقائه ووعده والتصديق بحقائق اسمائه وصفاته والى كفايته وحسبه وضمانه ... كانت بضده فهي امارة بالسوء تامر صاحبها بما تهواه من شهوات الغي واتباع الباطل

اوسکا آقا چاہی اوسکو حکم کرتا ہے تو یہہ نفس ہر بدی کا گہر ہی اگر آقا
اسکی اطاعت کریگا تو اوسکو ہر ایک طرحکی خرابی اور برائی مین لیجائیگا
اور اللہ تعالی نے جو اس نفس کو امارہ مبالغہ کے وزن سی فرمایا ہی
اسمین اشارہ ہی کہ حکم برائی کا کرنا اسکی عادت اور خو ہی اسلئی کہ اصل
مین یہہ نفس جاہل و ظالم ہی انصاف اور عدل اسکی پروردگار اور
خالق کے الہام سی اوسپر آجایا کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَوْلَا فَضْلُ
اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنْکُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا پس جب اللہ تعالی کو اوسکی بہتری
اور کبہی ہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اوسکی مہر تو سنورتا تم مین ایک شخص کبہی
منظور ہوتی ہی تو اوسمین وہ بات پیدا کر دیتا ہی جس سی وہ سنور جاوی
اور جب اوسکی بہتری نہین منظور ہوتی تو اوسکو جس حال پر وہ ہوتا ہی
اوسی پر چہوڑ دیتا ہی اسیوجہ سی بندہ کو اپنی پروردگار کیطرف ضرورت
ہر ایک ضرورت سی بڑہکر ہی اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالیکا حال یہہ ہے
کہ اس وصف کی نکلنی مین اختلاف ہی کہ تلوم بمعنی تردد سی نکلا ہی یا لوم بمعنی
ملامت سی اور سلف کی عبارت سی یہی دونو معنی معلوم ہوتی ہین سعید بن جبیرؒ
فرماتے ہین کہ مینی حضرت ابن عباسؓ سی پوچہا کہ نفس لوامہ کیا ہی انہون
نے فرمایا کہ وہ نفس ملامت کرنیوالا ہی اور حضرت مجاہد فرماتے ہین

که نفس لوامه وه هی جو فوت هوئی چیز پر نادم هوا اور اوسپر ملامت
کری اور حضرت قتاده فرماتے هین که لوامه بدکار سی غرض هی اور
عکرمهٔ فرماتے هین که لوامه وه هی جو خیر و شر پر ملامت کری اور عطاءؒ
حضرت ابن عباسؓ سی یون روایت کرتے هین که هر ایک نفس قیامت
کے دن اپنے آپکو ملامت کریگا نیک آدمی تو اسبات کی ملامت اپنے
نفس کو کریگا که نیکی زیاده کیون نکی اور برا آدمی اپنے نفس کو یهه ملامت کریگا
که اپنی برائی سی رجوع کیون نه کی اور حضرت حسنؒ فرماتے هین که ایماندار
کو بخدا جب دیکهو اپنے نفس کو سب حالتو نمین ملامت هی کرتا پاؤگی جو کچهه وه کرتا هی
اوسکو کم جانتا هی اسلئی پشیمان هوکر اپنے نفس کو ملامت کرتا هی اور بدکار
همیشه بڑهی جاتا هی اور اپنے نفس کو نهین جهڑکتا یهه قول اون لوگون کے
هین جو یهه کهتے هین که لوامه لوم سی نکلا هی اور جو لوگ تلوم سی مشتق
بتاتے هین تو اسکی کثرت تردد کی جهت سی اور اسوجه سی که وه ایک حال
پر نهین رهتا اور قول اول یعنی لوم سی مشتق هونا ظاهر هی ورنه اگر تلوم
سی مشتق هوتا تو لوامه کی جگهه متلومه کهتے اور نفس کبهی اماره هوتا هی
اور کبهی لوامه اور کبهی مطمئنه بلکه ایک هی وقت مین یهه تینون اوصاف

هی التی تندم علی ما فات
وتلوم علیه وقال
قتاده هم الفاجر
وقال عکرمه تلوم
علی الخیر والشر وقال
عطاء عن ابن عباس
کل نفس تلوم نفسها
یوم القیامة تلوم المحسن نفسه
ان لا ازدادت احسانا و
تلوم المسیئة ان لا کانت رجعت
عن اسائتها وقال الحسن ان المؤمن
والله ما تراه الا یلوم نفسه علی کل حالاته
یستقصر کل ما یفعل فیندم ویلوم
نفسه وان الفاجر لیمضی قدما
لا یعاتب نفسه فهذه عبارات
من ذهب الی انها من اللوم واما
من جعلها من التلوم فلکثرة
ترددها وتلونها وانها
لا یستقر علی حال و
الاول اظهر والا لقیل
المتلومة والنفس قد
یکون تارة امارة وتارة
لوامة وتارة مطمئنة
بل فی الوقت الواحد

اوسکے اندر ہوجاتے ہین اور نفس کے غالب ہوجانیسے دلپر جور وگ
ہوتا ہی اوسکے دو علاج ہین ایک تو نفس سی حساب لینا دوسرے اوسکی خلاف
کرنا اور اگر حساب نہ لیا جاوے اور خواہشونکی پیروی مین نفس کی موافقت کیجاوے
توان دونو باتونسی دلکی موت ہی شداد بن اوس کی حدیث مین جسکو
حضرت امام احمد وغیرہ نے روایت کیا ہی وارد ہی کہ دانا وہ ہی جو
نفس کو مطیع کرے اور مرنیکے بعد کیلئے کام کرے اور عاجز وہ ہی جو
نفس کی خواہش مین اوسکی پیروی کرے اور اللہ پر آرزو کرے اور امام
احمد نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ
اپنے نفسونکا حساب تو پیشتر اس سی کہ تمسی حساب لیا جاوے اور انکو تولو
پہلے اس سی کہ تم تولیجاؤ اسلیے کہ اگر تم آج اپنے نفسونکا حساب لوگے
تو کل کو تمپر حساب مین آسانی ہوگی اور بڑی پیشی کے لئے آراستہ ہوجاؤ
اوس روز تمہارا سامنا ہوگا کہ کوئی تمہارا بھید چھپا نرہیگا اور حضرت
حسن سی روایت ہی کہ مومن کو جب پاؤگی تو اپنے نفس کا حساب ہی کرتا ہوگا
کہ کہانے سی تیری کیا مراد ہی اور پینے سی کیا غرض ہی اور بدکار ہمیشہ
یون ہی گذارتا ہی اور اپنے نفس کا حساب نہین لیتا اور میمون بن مہران

يحصل فيها الا ومرض
ومرض القلب باستيلاء
النفس عليه علاجان
محاسبتها ومخالفتها وهلاك
القلب من إهمال المحاسبة
لها ومن موافقتها واتباع
هواها وفي حديث شداد
بن أوس الذي رواه أحمد وغيره
الكيس من دان نفسه وعمل
لما بعد الموت والعاجز
من اتبع نفسه هواها وتمنى
على الله وذكر الإمام
أحمد عن عمر بن الخطاب رضي الله
عنه أنه قال حاسبوا أنفسكم
قبل أن تحاسبوا وزنوا أنفسكم
قبل أن توزنوا فإنه أهون
عليكم في الحساب غدا أن تحاسبوا
أنفسكم اليوم وتزينوا للعرض الأكبر
يومئذ تعرضون لا تخفى منكم
خافية وعن الحسن قال لا تلقى المؤمن
إلا يحاسب نفسه ماذا أردت بكلمتي
ماذا أردت بأكلتي ماذا أردت بشربتي والفاجر
يمضي قدما لا يحاسب نفسه
وقال ميمون بن مهران

فرماتے ہین کہ بندہ متقی نہین ہوتا جبتک کہ اپنے نفس سے حساب لینے
مین زیادہ کڑا نہو بنسبت ایک شریک کی حساب لینے کے دوسرے
ساجھی سے اور اسیواسطے کہتے ہین کہ نفس مثل دغاباز شریک کی ہی اگر اس
سے حساب نلیگا تو وہ تمہارا مال خورد برد کرلیگا اور امام احمدؒ وہبؒ سے روایت
کرتے ہین کہ آل داؤد کی حکمت مین لکھا ہوا ہی کہ عاقل پر واجب ہی کہ چار
ساعتون سے غافل نہوا ایک وہ ساعت جسمین اپنے پروردگار سے مناجات
کرے دوسری وہ ساعت کہ اسمین اپنے نفس سے حساب لیوے تیسری وہ ساعت
کہ اسمین اپنے ان بھائیونکے ساتھ الگ بیٹھے جو اوسکے عیب بتادین اور
نفس کیطرف سے اوسکو سچا کرین چوتھی وہ ساعت کہ اسمین اپنے نفس کو حلال
چیزون کے ساتھ لذت حاصل کرنے دے کیونکہ یہہ چوتھی ساعت پہلی
تین ساعتونپر مددگار ہوگی اور دلونکی ماندگی دور کریگی اور یہہ روایت آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام مبارک سے مرفوعاً بھی آئی ہی ابو حاتمؒ وغیرہ نے
اسکو روایت کیا ہی اور احنف بن قیسؒ کا دستور تہا کہ چراغ کے پاس آتے
اور اپنی انگلی اسکی لو پر رکہتے پہر کہتے کہ اے حنیف تجھکو کس چیز نے جرات
دی کہ فلان روز تو مرتکب اس فعل کا ہوا اور فلان روز اوس فعل کا

ولا يكون العبد تقيا حتى يكون لنفسه اشد محاسبة من الشريك لشريكه ولهذا قيل النفس كالشريك الخوان ان لم تحاسبه ذهب بمالك وذكر الامام احمد عن وهب قال مكتوب في حكمة آل داود حق على العاقل ان لا يغفل عن اربع ساعات ساعة يناجي فيها ربه وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة يخلو فيها مع اخوانه الذين يخبرونه بعيوبه ويصدقونه عن نفسه وساعة يخلي فيها بين نفسه وبين لذاتها فيما يحل ويجمل فان في هذه الساعة عونا على تلك الساعات واجماما للقلوب وقد روي هذا مرفوعا من كلام النبي صلى الله عليه وآله وسلم رواه ابو حاتم وغيره وكان الاحنف بن قيس يجيء الى المصباح فيضع اصبعه فيه ثم يقول حس يا حنيف ما حملك على ما صنعت يوم كذا ما حملك على ما صنعت يوم كذا

اور حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے کسی عامل کو لکھا کہ حساب لے
اپنے نفس کا وسعت کیوقت مین پیشتر شدت کے حساب سی اسلئے کہ
جو شخص اپنے نفس کا حساب شدت کی حساب سی پیشتر وسعت مین لیگا
تو اُسکا معاملہ رضا اور خوشحالی کیطرف رجوع کریگا اور جسکو زندگی
غافل کریگی اور اوسکی خواہشین روکی رہینگی اوسکا مآل ندامت و افسوس
ہوگا اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ مومن اللہ کیواسطے اپنے نفس پر
دارو غہ ہوتا ہی اور قیامت کی روز اُنہین لوگونپر حساب ہلکا ہوگا جنہون نے
دنیا مین اپنے نفسونکا حساب لیا اور مشکل اُن لوگونکا ہوگا جنہون نے
اس کام کو نے حساب لیا اور حضرت مالک بن دینارؒ فرماتے ہین کہ
خدا تعالی رحم کری اُس بندہ پر جو اپنے نفس سی کہے کہ تو فلان گناہ والا
نہین تو فلان قصور کا مرتکب نہین پہر اوسکو لگام دی پہر ناتھی پہر
اللہ تعالی جلشانہ کی کتاب کی پیروی اوسپر لازم کردی۔ اور نفس کو
آدمی کے ساتھہ مال کے شریک کی سی نسبت بیان کی گئی ہے
شریک کی ساتھہ نفع پورا اسصورتمین ہوتا ہی کہ اول اُس سی باہم کر شرط
کرلیجا ہی دوم اُسکی کام کی نگرانی اور خبرگیری رکھی جاوے سوم اُس

وکتب عمر بن الخطاب الی بعض عماله حاسب نفسك فی الرخاء قبل حساب الشدة فمن حاسب نفسه فی الرخاء قبل حساب الشدة عاد امره الی الرضا والغبطة ومن الهته حیوته وشغلته اهواءه عاد امره الی الندامة والحسرة وقال الحسن المؤمن قوام علی نفسه لله وانما خف الحساب یوم القیمة علی اناس حاسبوا انفسهم فی الدنیا وانما شق علی اناس اخذوا هذا الامر من غیر محاسبة وقال مالك بن دینار رحم الله عبدا قال لنفسه الست صاحبة كذا الست صاحبة كذا ثم زمها ثم خطمها ثم الزمها كتاب الله عز وجل وقالوا مثلت النفس مع صاحبها بالشریك فی المال لا یتم مع الشریك الربح الا بعد المشارطة والمراقبة والمحاسبة ...

سی حساب کتاب کیا جاوی ہی اور اگر کوئی خیانت پاوی تو اوس سے
روکدیا جاوی پس جو شخص نفس سی شرط ساتون اعضا کے نگاہ رکھنی
کی نکریگا جنکی حفاظت اصل سرمایہ ہی تو وہ طمع نفع کی کیسی رکھیگا اور وہ
ساتون اعضا یہہ ہین آنکھہ کان مُنہ زبان شرمگاہ ہاتھہ پانو
کہ یہی ساتون سواری نجات کی بھی ہین اور ہلاکی کی بھی اللہ تعالی
فرماتا ہی قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ اور فرمایا
(کہدے ایمان والونکو نیچی رکہین ذرا اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر ۱۲)
وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اور فرمایا وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ
(اور مت چل زمین مین اتراتا ۱۲ — اور نہ پیچھے پڑ جس بات کی خبر نہین تجھکو)
اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا اور فرمایا
(بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کی اوس سے پوچھ ہے ۱۲)
قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اور فرمایا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا
(کہدے میرے بندون کو بات وہی کہین جو بہتر ہو ۱۲ — ای ایمان والو ڈرتے رہو)
اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا اور فرمایا يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
(اللہ سے اور کہو بات سیدھی ۱۲ — ای ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے)
وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ — ان آیتون سی ان اعضاء مذکورہ کی
(اور چاہیے دیکھ لے کوئی جی کیا بھیجا ہی کل کیواسطے ۱۲)
حفاظت رکھنی پائی جاتی ہی پس جب نفس سی انکی حفاظت کی شرط کرلی
تو پہر چاہیے کہ نفس کی نگرانی اور خبر گیری رکھی کیونکہ اگر ایک لحظہ اسکی
خبر نہ لیگا تو وہ خیانت مین پڑ جاویگا پہر اگر اسیطرح چھوڑے رکھیگا تو
وہ خیانت مین بڑھتا جاویگا یہانتک کہ اصل مال سب جاتا رہی اور اگر

ہمیشہ دیکھتا بھالتا رہیگا تو کیا عجب ہی کہ حفاظت پوری ہو اس سی معلوم
ہوا کہ جس شخص کو نقصان معلوم ہو وہ نفس کیطرف رجوع کری اور حساب
کے بعد اگر گھٹی رہی تو اس سی بھر لے جیسی شریک اپنی ساجھی سی کیا کرتا ہی
کہ جو گذر گیا وہ اس سی لے لیتا ہی اور اینده کی لیی بجا آوری شرائط
اور حفاظت مین جو قصور ہوتا ہی اوسکا تدارک کرتا ہی اور شریک کی خیانت
کیصورت مین تو یہ بھی ممکن ہی کہ معاملہ شرکت توڑ دیا جاوی مگر یہہ بات
نفس کے ساتھہ بین نہین ہو سکتی کہ اگر وہ خائن ہو تو معاملہ اُس سے
چھوڑ کر اوسکے عوض دوسری سی کیا جاوی اسلئی کہ نفس ایسا شریک ہی کہ
آدمی کو اُس سی چارہ نہین اور بجز نگاہبانی اور حساب لینی کے کوئی
اور سبیل نہین — اور نگاہبانی اور حساب پر یہہ بات جاننی مددگار ہوتی
ہی کہ جتنی آج حساب مین کوشش کرونگا اوسیقدر کل کو آرام پاونگا
جبکہ حساب اور کے سپرد ہوگا اور جسقدر اسمین آج سستی کرونگا اوسیقدر
کل کو مجھپر حساب سخت ہوگا اور یہہ جاننا کہ نفع اس تجارت کا جنت مین
رہنا ہی اور اوسکی گھٹی دوزخمین جانا اور یہہ کہ ہر ایک سانس اس عمر
کی سانسو نمین سی ایسا جوہر نفیس ہے کہ اسکی مقابل جونسا خزانہ خزانونمین

دائمة مراقبته ونفسه
له الحفظ فينبغي ان يحصل
بالنقصان ان ينتقل الى
المحاسبة فان ظهر خسران
استدركه كما يستدرك
الشريك من شريكه
من الرجوع عليه بما مضى
والقيام والحفظ في المستقبل
ولا يطمع في المستقبل
والمستبعد مع امكان عقد
هو شريك لا بد منه ولا طريق

١٠

ويعينه على المراقبة والمحاسبة
ويقينه بانه كلما اجتهد فيه اليوم
علمه بانه كلما استراح منها غدا
استراح الى غاية وكلما اهملها عظم
الحساب عليه وعلمه بان ربح هذه
التجارة سكنى الفردوس
وخسرانها دخول النار
وكل نفس من انفاسه
جوهرة نفيسة لا قيمة لها
يمكن ان يشترى بها كنز من الكنوز

سے ہو اوسکی برابر نہوگا پس ایسی سانسوں بیش بہا کو تلف کرنا اور اوسکے بدلے مین مہلک چیز کو خریدنا اس شخص کا کام ہی جسپر نقصان عظیم ثابت ہو چکا ہی اور وہ شخص سب لوگونمین جاہل تر اور احمق ہوگا اور اوسکو یہہ نقصان معلوم نہوگا مگر اُس حسرت کے دنمین جسکی شانمین اللہ تعالی فرماتا ہی یَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗ اَمَدًا بَعِيْدًا ✦

(جسدن پاویگا ہر شخص جو کی ہی نیکی روبرو اور جو کی ہے برائی آرزو کریگا کہ مجہ مین اور اوسمین فرق پڑجاوی دور کا ۱۲)

فصل اور نفس کا حساب لینا دو طرح سے ہے ایک تو کام سی پہلے دوسرے اوسکے بعد عمل سی پہلے حساب کی یہہ صورت ہی کہ اپنے اول قصد عمل پر توقف کرے اور جبتک کام کے کرنیکی ترجیح نکرنے پر معلوم نہو جاوے تب تک کرنمین جلدی نکرے حضرت حسنؒ فرماتے ہین کہ خدا تعالے رحم کرے اُس بندہ پر کہ اپنے ارادہ کیوقت توقف کرے پھر اگر ہو وہ کام اللہ تعالی کے لئے تو کیا اور اگر غیر اللہ کے لئے ہوا تو ملتوی رکہا اور بعد عمل کے حساب کرنا تین قسم ہی اول نفس کا حساب لینا کسی طاعت پر جسمین کوتاہی کی ہو یعنی اخلاص اور نصیحت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور مقام احسان کو دیکہنا اور اپنے اوپر خدا تعالی کی منت اور اسکی بعد

فما يصيبهم هذه الافات ويشترى بها ما يهلكه فهذا امر لا يخفى خسرانه العظيم ولا يخفى انه من اجهل الخلق واحمقهم ولا يظهر له هذا الا الخسران الا يوم التغابن يوم تجد كل نفس ما عملت من خير محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بينها وبينه امدا بعيدا

فصل

ومحاسبة النفس نوعان قبل العمل وبعده فالاول ان يقف عند اول همه وارادته ولا يبادر حتى يتبين له رجحان العمل على تركه قال الحسن رحم الله عبدا وقف عند همه فان كان لله مضى وان كان لغيره تأخر والثاني ثلثة انواع الاول محاسبتها على طاعة قصرت فيها فلم توقعها على الوجه الذي ينبغي من الاخلاص والنصيحة ومتابعة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم فيه وشهود مشهد الاحسان فيه وشهود منة الله عليه

وشهود تقصيره فيه بعد ذلك كله فيما يريد نفسه هل وفى هذه المقامات الستة حقها الثانى ان يحاسب نفسه على عمل كان تركه خيرا له من فعله الثالث ان يحاسب نفسه على مباح او معتاد لم فعله وهل اراد به الله والدار الآخرة فيكون رابحا فيه او اراد الدنيا وعاجلها فيخسر ذلك الربح ويفوته الظفر به

اپنے قصور کو مشاہدہ کرنا ان امور کے ساتھہ اُس عمل کو جسطرح
چاہیے تہا ادا نکیا ہو پس اپنی نفس سی حساب لیوے کہ بہلا ان چہون
مقاموں کا حق پورا کیا ہی دوسری قسم یہہ کہ نفس سی حساب لیے ایسی عمل کا
جسکا نکرنا بنسبت کرنیکے اوسکے حق مین بہتر ہو تیسری یہہ کہ اپنی نفس کا
حساب کسی امر مباح یا عادت کی کام کے لیے پر کہ آیا اس سی مقصود خدا تعالی
اور آخرت ہی تو اسصورت مین نفع پانیوالا ہوگا یا اُس کام سی مراد دنیا
اور اوسکی بالفعل کی خیریت ہی تو ٹوٹے والا ہوگا اور وہ نفع اوس سے
جاتا رہیگا **فصل** اور سب سی زیادہ مضر چیز بندہ کے حق مین یہہ ہی کہ
سستی کری اور نفس کا حساب نہ لے اور اوسکو مطلق العنان کر دہی اور
اسبابکو سرسری جانے اور کاموں کی انجام سی آنکہین بند کرلے اور بخشش
آلہی پر تکیہ کری یہانتک کہ گناہوں کا کرنا اوسپر آسان ہو اور اُن سے
اُلفت ہو جاوے اور اُنکو چہوڑنا شاق معلوم ہو اور اگر بندہ کو عقل و سوجھ
ہو تو جانے کہ گناہوں سی اول ہی بچا رہنا آسان تر ہی بنسبت مبتلا ہو کر
چہوڑ نیکے ۔ ابن ابی الدنیا کہتی ہین کہ توبہ ابن صمہ رقہ مین تہی اور
اپنی نفس کا حساب لیا کرتے تہی ایک روز حساب کیا تو معلوم ہوا کہ

فصل واضر ما على العبد الاهمال وترك المحاسبة والاسترسال وتسهيل الامر وتمشيته والاغماض عن العواقب والاتكال على العفو فيهمل محاسبة نفسه والنظر في العاقبة واذا فعل ذلك سهل عليه مواقعة الذنوب وانس بها وعسر عليه فطامها ولو حضره رشده لعلم ان الحمية اسهل من الفطام وترك المألوف والمعتاد قال ابن ابي الدنيا كان توبة بن الصمة بالرقة وكان محاسبا لنفسه فحسب يوما واذا

انکی عمر ساٹھہ برس کی ہوئی اُن برسونکے دن گنے تو اکیس ہزار پانسو دن ہوے[21]
پس ایک چیخ ماری اور کہا کہ اگر دنمین ایک ایک ہی گناہ ہو تو اپنی پروردگار
کے سامنی اکیس ہزار گناہ لیکر جاؤن اور جس صورتمین کہ ایک روز
مین ہزارون گناہ ہون تب کچھہ ٹھکانا نہین یہہ کہکر بیہوش ہوکر گر پڑی
لوگون نے دیکھا تو مر گئے پہر اُنہون نے سُنا کہ کوئی یون کہتا ہی
ع کیا خوب ہی یہہ دوڑنا فردوس برین کو + اور حساب لینی کا قاعدہ
کلیہ یہہ ہی کہ اول نفس کا حساب فرائض پر لے پس اُنمین کچھہ کمی یاد آوے
تو اوسکا تدارک کری پہر منع کی ہوئی چیزونکا حساب لے اور اگر معلوم
ہو کہ کسی ممنوع چیز کا مرتکب ہوا ہی تو توبہ اور استغفار سی اور اُن نیکیون
سی جو بُرائی کو مٹاوین اوسکا تدارک کری پہر غفلت کا حساب لیوی اور
اُسکا تدارک ذکر کرنے اور خدا تعالی کیطرف متوجہ ہونیسے کری پہر جو کچھہ
زبان سی بولا ہو یا پانوسی کسی چیز کیطرف چلا ہو یا ہاتھونسی اوسکو پکڑا
ہو یا کانونسے اوسکو سُنا ہو اُسکا حساب نفس سی لیوی کہ تیری اس سے
کیا غرض ہی اور کونسی وجہ سی تونے اسکو کیا کیا تجھی معلوم نہین کہ ہر حرکت
اور کلمہ کے لئے دو دفتر کہلینگے ایک یہہ کہ کیون کیا دوسری یہہ کہ

کیونکر کیا اول سوال اخلاص سے ہوگا اور دوسرا متابعت سے
اللہ تعالی فرماتا ہے فوربک لنسألنہم اجمعین عما کانوا یعملون اور
(سو قسم ہے تیرے رب کی ہم کو پوچھنا ہے ان سب سے جو کام کرتے ہین)
فلنسألن الذین ارسل الیہم ولنسألن المرسلین اور لیسأل الصادقین
(سو ہمکو پوچھنا ہے ان سے جن پاس رسول بھیجے تھے اور ہمکو پوچھنا ہے رسولون سے — تا پوچھے اللہ سچون سے)
عن صدقہم - پس جب لوگون سے سچ کے اوپر باز پرس اور حساب
(ان کا سچ)
ہوگا تو جہوٹونپر کیا گمان کرنا چاہیئے - مقاتل اسکی تفسیر مین فرماتے
ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہمنے انکا عہد لیا تاکہ صادقین یعنی انبیاء
سے پیام پہونچانیکا حال پوچہین اور مجاہد کہتے ہین کہ غرض یہہ ہے کہ جو
لوگ انبیا کیطرف سے پیام ادا کرینگے انسے باز پرس اسبات کی ہوگی کہ
انبیا کیطرفسے پیام پہنچا دیا کہ نہین جیسے انبیا سے پوچھہ ہوگی کہ خدا تعالے
کیطرف سے پیام پونہچایا کہ نہین اور تحقیق یہہ ہے کہ آیت دونو مضمونونکو
شامل ہے اور اللہ تعالی فرماتا ہی ثم لتسألن یومئذ عن النعیم
(پھر تم سے پوچھین گے اوس دن آرام کی حقیقت)
محمد بن جریر اسکی تفسیر مین کہتے ہین کہ جس نعمت مین دنیا مین تہے اوسکا
حال پوچہا جائیگا کہ تمنے اسمین کیا کیا اور کہانسے اوس تک پونہچے اور
کس کام مین اوسکو لگایا اور اوس سے کیا کیا - اور جس نعمت کی پوچہہ
ہوگی وہ دو قسم پر ہے ایک تو وہ کہ وجہ حلال سے لی گئی اور حق طور پر صرف

وكيف فعلته الاول سؤال عن الاخلاص والثانى سؤال عن المتابعة قال تعالى فوربك لنسألنهم اجمعين عما كانوا يعملون فلنسألن الذين ارسل اليهم ولنسألن المرسلين ليسأل الصادقين عن صدقهم فاذا سئل الصادقون وحوسبوا على صدقهم فما الظن بالكاذبين قال مقاتل يقول تعالى اخذنا ميثاقهم لكى نسأل الصادقين يعنى الانبياء عن تبليغ الرسالة وقال مجاهد نسأل المبلغين المؤدين عن الرسل يعنى الانبياء هل بلغوا عنهم كما سأل الرسل هل بلغوا عن الله والتحقيق ان الآية تتناول هذا وهذا وقال تعالى ثم لتسألن يومئذ عن النعيم قال محمد بن جرير عن النعيم الذى كنتم فيه فى الدنيا ماذا عملتم فيه ومن اين وصلتم اليه وفيما اصبتموه وماذا عملتم به والنعيم المسئول عنه نوعان نوع اخذ من حله وصرف فى حقه

ہوی اوسکے توشکر سے سوال ہوگا دوسری یہہ کہ وجہ ناجائز سے
لی گئی اور ناحق مین صرف ہوئی اوسکی خرچ اور صرف کی جگہہ سی سوال ہوگا۔
اور محاسبہ کے واجب ہونے پر یہہ قول خداتعالی کا دلالت کرتا ہے

فصل يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ
اسے ایمان والو ڈرتے رہو اللہ سے اور چاہیئے دیکھیے ہرجی کیا بہیجا ہے کل کیوا سطے ۱۲

نفس کے حساب لینے مین کئی مصلحتین اور فائدے ہین اول نفس کے
عیبونپر واقف ہونا اور جو شخص اپنے نفس کے عیب پر واقف نہوگا
تو وہ اوسکے عیب کو دور نکرسکیگا پس جب عیب پر واقف ہو تو
نفس سی اللہ پاک کی لئے دشمنی رکہی امام احمد حضرت ابودردا سے
راوی ہین کہ انہون نے فرمایا کہ آدمی پورا دانا نہین ہوتا جبتک کہ
لوگونکو خداتعالی کے مقابل مین دشمن نجانے پہر اپنے نفس کیطرف
رجوع کرکے اُس سی سب سے بڑہکر دشمنی نکرے۔ اور مطرف بن عبداللہ
کہتی ہین کہ اگر مین اپنے نفس کا حال نجانتا ہوتا تو لوگونپر غالب ہوتا اور
عرفہ مین کسی دعا مین یون کہا کہ الٰہی لوگونکو میری باعث سی نامنظور نفرما
اور ایوب سجستانی کہتی ہین کہ جب نیکبخت ذکر کئے جاتے ہین تو مین ان سے
الگ رہتا ہون اور جعفر بن زید کہتی ہین کہ ہم ایک جہاد مین کابل کیطرف

فيسأل عن شكره ونوعه وفي
اخذه بغير حله وفي صرفه فيسأل عن
وفي غير حقه فيسأل عن
مستخرجه ومصرفه
وقد دل على وجوب
محاسبة النفس قوله
تعالى يا ايها الذين امنوا
اتقوا الله ولتنظر نفس ما قدمت
لغد **فصل** وفي محاسبة النفس
فوائد ومصالح منها الاطلاع على عيوبها
فمن لم يطلع على عيب نفسه
لم يمكنه ازالته فاذا اطلع
عليه مقتها في ذات الله روى
الامام احمد عن ابي الدرداء قال
لا يفقه الرجل كل الفقه حتى يمقت
الناس في جنب الله ثم يرجع الى نفسه فيكون
لها اشد مقتا وقال مطرف بن عبد الله
لولا ما اعلم من نفسي لقليت الناس
وقال في بعض دعائه بعرفة
اللهم لا ترد الناس لاجلي
وقال ايوب السجستاني اذا ذكر
الصالحون كنت عنهم
بمعزل وقال جعفر بن زيد
خرجنا في غزاة الى كابل

گئی اور لشکر مین صلہ بن اشیم بھی تھے لوگ عشا کیوقت اترے اور نماز
پڑھی وہ بزرگ لیٹ رہے مین نے دلمین کہا کہ دیکھون یہہ کیا کرینگے
پس لوگونکی غفلت کی جویا رہے جب میری عندیہ مین لوگ سو گئے تو صلہ
بن اشیم اٹھے اور ایک جھاڑ مین جو ہمسے قریب تھی گھس گئے اور مین بھی
انکے پیچھے ہی گیا وہان پہونچکر انہون نے وضو کیا اور کھڑے ہو کر نماز
پڑھنے لگے اور ایک شیر آیا یہانتک کہ ان سے قریب ہوا مین ایکدرخت
پر چڑہگیا پس گویا انہون نے اسکو دیکھا اور بھیڑیے کا بچہ جانا جب وہ سجدہ
مین گئے تو مینے کہا کہ یہہ درندہ اب انکو چیر ڈالیگا پھر وہ بیٹھے اور معلوم
کیا کہ شیر ہے اسکو فرمایا کہ اے درندے اپنا رزق اور جگہہ جا دیکھہ وہ اس
زور وشور سے غراتا گیا کہ مین یہہ کہتا تھا کہ پہاڑ اسکی آواز سے پھٹ
جائینگے غرضکہ صبح تک اسیطرح نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ جب صبح ہوئی تو
بیٹھے اور خدا تعالی کی وہ تعریفین بیان کین کہ مینے ویسی نہین سنی
تھی پھر عرض کیا کہ الٰہی مین تجھ سے یہہ سوال کرتا ہون کہ تو مجکو دوزخ
سے پناہ دے اور مجھہ جیسے کو یہہ جرأت کہان کہ تجھ سے جنت کا سوال
کرے پھر آپ وہان سے لشکر کیطرف پھرے اور صبح کو ایسے معلوم ہوتے تھے کہ

وفي الجيش صلة بن اشيم
فنزل الناس عند العتمة
فصلوا ثم اضطجع فقلت
لارمقن عمله فالتمس
غفلة الناس حتى
اذا قلت هدأت العيون
وثب فدخل غيضة
قريبا منا فدخلت على اثره فتوضأ
ثم قام يصلي وجاء اسد حتى دنا
منه فصعدت في شجرة
التفت وعدّه جروا فلما سجد قلت
الآن يفترسه فجلس ثم سلم
ثم قال ايها السبع اطلب الرزق من مكان آخر
فولى وان له لزئيرا اقول
تصدع الجبال منه فما زال
كذلك يصلي حتى اذا كان عند
الصبح جلس فحمد الله
بمحامد لم اسمع بمثلها
ثم قال اللهم اني اسألك ان
تجيرني من النار ومثلي
يجترئ ان يسألك الجنة
قال ثم رجع واصبح

١١٠

گویا خوب نرم بچھونوں پر تمام رات سوئی ہین اور میری اوپر دنکو ایسی
سُستی تھی کہ خدا ہی جانتا ہی اور محمد بن واسع کہتی ہین کہ اگر گناہون
مین بو ہوا کرتی تو میری پاس کوئی نہ بیٹھہ سکتا - اور ابن ابی الدنیا
خالد بن ایوب سی روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے
عبادتخانہ مین ساٹھہ برس سی رہتا تھا اوسکو خواب مین کسی نے کئی رات
کہا کہ فلانا موچی تجہ سی بہتر ہی وہ راہب اُس موچی کے پاس آیا اور
اُس سی اوسکے عمل کا حال پوچھا اوسنی کہا کہ مین ایسا آدمی ہون
کہ جو کوئی میری پاس کو گذرتا ہی مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ تو جنت
مین ہوگا اور مین دوزخ مین (یعنی اپنی آپکو سب سی بُرا جانتا ہون)
اور ابن ابی حاتم نے اپنی سند حضرت عمر بن خطابؓ تک پونہچا کر کہا
ہی کہ آپ نے ایکروز فرمایا کہ الٰہی تو مجکو میرا ظلم اور کفر بخشدی
اوسوقت کسی نے آپکی خدمت مین عرضکیا کہ یا امیر المومنین ظلم تو ہی
ظلم ہی مگر کفر کیسا آپ نے فرمایا کہ جو اس قول خداوندی مین ہے
اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ اور امام احمدؒ اپنی سند مسروقؒ تک
پونہچا کر فرماتے ہین کہ اُنہون نے فرمایا کہ حضرت عبد الرحمن

علی ام سلمة فقالت
سمعت رسول الله صلی
الله علیه وآله وسلم
ان من اصحابی لمن
لا یرانی بعد ان اموت
ابدا فخرج من عندها
مذعورا حتی دخل
علی عمر فقال له اسمع ما تقول
امك فقام عمر حتی
اتاها فسألها ثم قال انشدك
بالله امنهم انا فقالت لا ولن ابرئ
بعدك احدا قال ابن القیم

١١٠

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ کے پاس گئے او نہون نے فرمایا کہ مین نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ میرے اصحاب مین سی بعض ایسی بھی ہین کہ مجکو بعد
میرے مرنیکے کبھی نہ دیکھین گے حضرت عبد الرحمن انکے پاس سی ڈرتے
نکلے اور حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور انکی خدمتمین عرضکیا کہ سنو آپ کی مان کیا
ارشاد فرماتی ہین حضرت عمرؓ اوٹھے اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر پوچھا
جب انہون نے حدیث بیان فرمائی تو آپ نے اونسے کہا کہ مین تمکو
اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہون کہ کیا مین انہین لوگون مین سی ہون حضرت ام سلمہؓ
نے فرمایا کہ نہین اور تمہارے بعد اور کسیکو مین بری نکرونگی - امام ابن
قیم اس جملہ کے معنی اپنے استاد سی سنے ہوئی یہہ فرماتے ہین کہ حضرت
ام سلمہؓ کی غرض اس قول سی یہہ ہی کہ آگے کو مین یہ راہ بند کردونگی یہہ
غرض نہین کہ صرف حضرت عمرؓ کی برائت منظور ہو - اور ابن ابی الدنیا
مالک بن دینارؒ سی روایت کرتے ہین کہ کچھہ لوگ بنی اسرائیل کے عید
کے دن اپنی کسی مسجد مین تہراتے مین ایک جوان آیا اور مسجد کے دروازہ
پر کہڑا ہوا اور کہا کہ مجہہ سا آدمی تم لوگون کے ساتھہ اندر نہین جاسکتا
مینے فلان قصور کیا اور فلان خطا کی اپنے نفس کی حقارت کرتا ہوا پس

فسمعت شیخنا یقول انما ارادت
ان لا افتح هذا الباب ولم ترد
انك وحدك البريء وذكر ابن ابی الدنیا
عن مالك بن دینار ان قوما من بنی اسرائیل كانوا
في مسجد لهم في يوم عيد فجاء شاب حتى قام على باب
المسجد فقال ليس مثلي
يدخل معكم
انا صاحب كذا
انا صاحب كذا
يزري على نفسه *

فاوحى الله تعالى الى نبيهم ان فلانا صديق وقال الامام احمد عن وهب ان سائحا عبد الله عز وجل سبعين سنة ثم خرج يوما فقلل عمله واعترف وشكى الى الله فاتاه آت من الله ان مجلسك هذا احب الي من عملك فيما مضى من عمرك وعن قتادة قال قال عيسى عليه السلام لينوا قلوبكم ... وقال ان القلب صغير ... احمد عن عبد الله بن رباح الانصاري قال كان داؤد ينظر اغمض حلقة في بني اسرائيل فيجلس بين ظهرانيهم ثم يقول يا رب مسكين بين ظهراني مساكين وعن عمران بن موسى القصير قال قال موسى يا رب اين ابغيك قال ابغني عند المنكسرة قلوبهم فاني ادنو منهم كل يوم باعا ولولا ذلك لانهدموا وفي كتاب الزهد للامام احمد ان رجلا من بني اسرائيل تعبد ستين سنة

اللہ تعالی نے اون لوگونکے نبی پر وحی بھیجی کہ فلان شخص صدیق ہے اور امام احمدؒ وہب سے راوی ہین کہ ایک سیاح نے خدا تعالی کی عبادت ستر برس کی پھر ایک روز نکلا اور اپنی عمل کو چھوٹا جانا اور اپنی تقصیر کا مقر ہوا اور خدا تعالی سے اپنی درد کا اظہار کیا پس اوسکی پاس کوئی شخص خدا تعالی کے پاس سے آیا اور کہا کہ تیری یہہ بیٹھک مجکو تیری عمر گذشتہ کے عمل کی نسبت کر محبوب تر ہے اور حضرت قتادہؓ فرماتے ہین کہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم اپنے دلونکو نرم کرو اسلئے کہ مین بھی نرم دل اور اپنے نزدیک چھوٹا ہون اور احمد عبد اللہ بن رباح انصاری سے راوی ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ حضرت داودؑ بنی اسرائیل مین سے پوشیدہ حلقہ دیکھتے اور اونکے درمیان بیٹھتے پھر فرماتے کہ الٰہی مین مسکین ہون اور مسکینون کے درمیان ہون اور عمران بن موسیٰ قصیر فرماتے ہین کہ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا کہ الٰہی مین تجکو کہان تلاش کرون حکم ہوا کہ مجکو شکستہ دلون کے پاس تلاش کر کیونکہ مین انسے ایک ڈگ ہر روز قریب ہوتا ہون اور اگر یہہ بات نہو تو وہ لوگ ڈھجاوین اور امام احمدؒ کی کتاب الزہد مین مرقوم ہے کہ ایک شخص نے بنی اسرائیل مین سے ساٹھہ برس

ایک حاجت کی طلب مین عبادت کی مگر کامیاب نہوا پس اپنی جیمین کہاکہ
بخدا اگر تجہہ مین کوئی بہتری ہوتی تو تجکو تیری حاجت ضرور ملتی اُس شخص کو
خوابمین یہہ کہا گیا کہ تو نے ان ساعتو مین اپنے نفس کو بُرا کہنا دیکہا کہ یہہ
اُن برسونکی عبادت سے بہتر ہے دوسرا فائدہ نفس سے حساب لینے کا یہہ ہے
کہ آدمی کو اللہ تعالی کا حق اپنے اوپر معلوم ہو جاتا ہے اور جو شخص کہ خدا تعالی
کا حق اپنے اوپر نہین پہچانتا تو اوسکی عبادت اوسکو کچہہ فائدہ نہین دیتی
حضرت امام احمدؒ فرماتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی حجاج نے اور
اُنسے جریر بن حازم نے اور اُنسے وہب نے کہ مینے سُنا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کا
گذر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا اور تضرع کرتا تھا حضرت موسیٰؑ نے
جناب احدیت مین عرض کیا کہ الہی اس شخص پر رحم فرما کہ مجکو اسکی حال پر
ترس آیا ہے خدا تعالی نے اُنپر وحی بہیجی کہ اگر یہہ شخص مجہہ سے اتنی دعا مانگیگا
کہ اسکی قوا جاتے رہینگی تب بہی مین اوسکی دعا قبول نکرونگا جبتک کہ یہہ میرے
حق کو اپنے اوپر لحاظ نکریگا اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص خدا تعالی کی حق
مین نظر کرتا ہے اوسکے لئے فروتنی کا دروازہ کہلجاتا ہے اور اپنی نفس سے
یاس ہو جاتی ہے اور یہہ بہی معلوم ہوا کہ اوسکو نجات بدون اللہ تعالی

في طلب الحاجة فلم يظفر
بها فقال في نفسه والله
لو كان فيك خير لظفرت
بحاجتك فاتي في منامه
فقيل له ارأيت ازراءك
على نفسك تلك
الساعات فانه خير
من عبادة ستين سنة ومن
فوائد محاسبة النفس معرفة
حق الله عليه ومن لم يعرف
حق الله عليه فان عبادته
لا تجدي عليه قال الامام

۱۰

احمد حدثنا حجاج ثنا جرير بن حازم
عن وهب قال بلغني ان موسى
عليه السلام مر برجل يدعو ويتضرع
فقال يا رب ارحمه فاني قد رحمته
فاوحى الله اليه لو دعاني حتى
تنقطع قواه ما استجبت
له حتى ينظر في حقي
عليه فمن نظر في حق الله
انفتح له باب الخضوع
والتاييس من
نفسه وان نجاته
بالفضل له الا

کی عفو اور مغفرت کے حاصل نہین ہوتی اسلیئے کہ خدا تعالی کا حق یہہ ہے
کہ اوسکی اطاعت کیجاوے نہ نافرمانی اور یاد کیا جاوے تو نہ بہولایا جاوے
پس بندہ یہہ جانے کہ مین اس حق کو جیسا چاہیئے ویسا ادا نہین کرتا ہون
اور بدون اوسکی معاف کرنے اور مغفرت کرنیکے میری گنجایش نہین
اور جو شخص اپنی حق کو خدا تعالی پر لحاظ کری تو اللہ تعالی اُس سی علیحدہ
ہو جاتا ہی اور اُسکا دل خدا تعالی کی مغفرت اور محبت اور اوسکی یاد
سی آرام پانے سی محجوب ہو جاتا ہی اور اگر اعمال مین سی سب کچھہ کیا مگر خدا تعالی
کے حق کو اپنے اوپر پہچاننا نصیب نہوا تو جو نیکی کہ اوسکی اعمال کی نسبت
افضل تھی وہی نصیب نہوئی اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ پر وحی بہیجی
کہ جب تو مجھی یاد کری تو ایسی طرح یاد کر کہ تیری اعضا کانپتی ہون اور میری
یاد کیوقت عاجزی کرنیوالا اور اطمینان پکڑنیوالا رہ اور اپنی زبانکو
اپنی دل کے پیچھی کر لے اور جب تو میری سامنی کہڑا ہو تو یون کہڑا ہو جیسے
بندہ حقیر اور ذلیل کہڑا ہوتا ہی اور اپنی نفس کو برا کہہ کہ وہ برا کہنی کے
لائق تر ہی اور جب تو مجھہ سی مناجات کری تو دل خوف زدہ اور زبان سچی
سی کر اور ایک فائدہ اللہ تعالی کے حق پر بندہ کو لحاظ رکھنی کا یہہ ہی کہ

یعفو الله و یغفر له
فان من حقه ان یطاع
فلا یعصی وان یذکر فلا ینسی
فیعلم العبد انه غیر قائم بذلک له
کما ینبغی وانه لا یسعه
الا العفو والمغفرة ومن
نظر وحقه علی الله انقطع عنه بمغفرته
وحجب قلبه عن محبته والتنعم بذکره ولو عمل من
الاعمال ما عمل فانه معرفة حق
الله علیه فانه من البر افضل مما انتج

۱۱

اوحی الله الی موسی اذ اذکرتنی
فاذکرنی وانت تنتفض اعضاءک
وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا
واجعل لسانک من وراء قلبک
واذا قمت بین یدی فقم
مقام العبد الحقیر
الذلیل وذم نفسک
فهی اولی بالذم
وناجنی حین تناجینی
بقلب وجل ولسان
صادق ومن فوائد
نظر العبد فی حق الله

علم انه لا يعمله فان من ادل بعمله لم يصعد الى الله وعن بعض اهل العلم انه قال له رجل انى لابكى في صلوتي فاكاد حتى يكاد ينبت البقل من دموعي فقال له انك ان تضحك وانت تعترف لله بخطيئتك خير من ان تبكى وانت تدل بعملك فان صلوة المدل لا تصعد فوقه فقال له اوصني قال عليك بالزهد في الدنيا وان لا تنازعها اهلها وان تكون كالنحلة ان اكلت اكلت طيبا وان وضعت وضعت طيبا وان وقعت على عود لم تضره ولم تكسره واوصيك بالنصح لله عزوجل نصح الكلب لاهله فانهم يجيعونه ويطردونه ويابى الا ان يحوطهم وينصحهم ومن هنا اخذ الشاطبي قوله

وقد قيل كن كالكلب يقصيه اهله * وما يأتلي في نصحهم متبذلا

١١

اپنے عمل پر ناز نہین کرتا کیونکہ جو شخص اپنے عمل پر ناز کرتا ہی تو اُسکا عمل خدا تک
کیطرف نہین چڑہتا بعض اہل علم سی کسی شخص نے کہا کہ مین اپنی نماز مین
کہڑا ہوکر اتنا روتا ہون کہ میری آنسوؤن سے سبزہ جمنی کے قریب ہوجاتا ہے
اہل علم نے فرمایا کہ اگر تو ہنسے اور اللہ تعالی سی اپنے قصور کا اقرار کری
تو اس سی بہتر ہے کہ تو روے اور اپنے عمل سی ناز کری اسلیے کہ ناز کرنیوالے
کی نماز اوپر کو نہین جاتی اُس شخص نے کہا کہ آپ مجہے وصیت کرین عالم
نے فرمایا کہ دنیا مین زہد کرنا اختیار کر اور اوسکے بابمین دنیا دارون سے
نزاع مت کر اور شہد کی مکہی کیطرح ہو کہ کہاوے تو اچہا کہاوے اور جمع کری
تو سُتہرا جمع کرے اور اگر کسی لکڑی پر گری تو اوسکو نقصان دے نہ توڑے
اور تجہکو وصیت کرتا ہون کہ خدای عزوجل کی خیرخواہی ایسی کرنا جیسے کتا اپنے
مالک کی خیرخواہی کرتا ہی کہ وہ اوسکو بہوکا رکہتی ہین اور نکالدیتی ہین
مگر وہ اونکا گرد نہین چہوڑتا اور اِسی جگہہ سی شاطبی نے یہ مضمون شعر
مین باندہا ہی کہتی ہین کہ ہو سگ کیطرح جسکو نکالین + گہر والے
وہ لے رہتا ہی وہ اونکا وفادار +

بارہوان باب

الباب الثاني عشر

علاج مین دلکی مرض کے جو شیطانکی باعث سی ہوا در یہ بابنہایت ضروری بابونمین سی ہی از آنجا کہ اللہ تعالی نے شیطان سی چند جا اپنی کتاب مجید مین ڈرایاہی اور اوسکی لئی ایک سورت پوری جدا کردی ہی (یعنی سورۂ ناس) تو اسی لئے خداوند کریم کا ڈرانا شیطان سی نفس کے ڈرانیکی نسبت کر زیادہ ہوا اور نفس کی شرارت اور خرابی صرف شیطانکے وسوسے سے پیدا ہوتی ہی اسلئے کہ نفس شیطانکی سواری اور جال کی جگہہ اور وسوسہ کا مقام ہی اور اللہ تعالے نے شیطان سی پناہ مانگنی کا حکم تلاوت قران مجید کیوقت اور دوسرے وقتونمین فرمایا اور نفس سی پناہ مانگنی کا ذکر بجز خطبہ حاجت کی اور کہین نہین آیا اوس خطبہ مین آیا ہی کہ پناہ مانگتی ہین ہم اللہ سی برائیون سے اپنی نفسونکی نظر براین جن ارباب سلوک نی عیوب نفس کا ذکر بہت کچہہ لکھا ہی اور شیطان کے بیان اور اس سی لڑائی کرنیکو مختصر لکھا ہی تو اچھا نہین کیا

فصل اللہ تعالی نے فرمایا فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ (جب تو پڑھے قران) فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اِنَّہٗ لَیْسَ لَہٗ سُلْطَانٌ عَلَی الَّذِیْنَ (تو پناہ لی اللہ کی شیطان مردود سی اوس کا زور نہین چلتا اونپر جو یقین رکھتے ہین) اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ اِنَّمَا سُلْطَانُہٗ عَلَی الَّذِیْنَ یَتَوَلَّوْنَہٗ وَالَّذِیْنَ ہُمْ بِہٖ مُشْرِکُوْنَ (اور اپنی رب پر بہروسا کرتے ہین اوسکا زور انہین پر ہی جو اوسکو رفیق سمجہتی ہین اور جو اوسکو شریک ٹہراتے ہین ۱۲) — اس آیت مین اللہ پاک نے شیطان سی استعاذہ کا

في علاج مرض القلب بالشيطان وهو من اهم المطالب وقد حذر الله سبحانه من الشيطان في عدة مواضع وافرد سورة تامة في شانه فكان تحذيره منه آكد من تحذيره من النفس وشر النفس وفسادها انما ينشأ من وسوسته وهي مركبه وموضع شره ومحل نزغه وامر الله بالاستعاذة منه عند قراءة القرآن وغير ذلك ولم يأمر بالاستعاذة من النفس الا في خطبة الحاجة ونعوذ بالله من شرور انفسنا فلم يصب من توسع من ارباب السلوك في ذكر عيوب النفس وقصر في ذكر الشيطان ومحاربته

فصل قال الله تعالى فاذا قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان الرجيم انه ليس له سلطان على الذين آمنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون امر سبحانه بالاستعاذة

حکم یعنی اُس سی رکنی اور بچنی اور پناہ ڈھونڈھنی کی لئی قران کی پڑھنی کی وقت
مین حکم دیا اور اِس حکم کی کئی وجہین ہین اوّل وجہ یہہ ہی کہ قران سینون
کے مرضونکی شفا ہی کہ جو کچھہ شیطان وسوسی اور شہوات انمین ڈالتا ہی
قران اونکو دور کردیتا ہی تو حکم کیا کہ استعاذہ سی بالکل مادہ مرض کا
نکالدینا چاہئی تاکہ دوا یعنی تلاوت خالی جگہہ مین پونہچی اور اوسمین رک
کے نہونیکے باعث قرار پکڑی دوسری وجہ یہہ ہے کہ قران مجید دل مین
ہدایت اور علم اور خیر کی اصل ہی جیسے پانی روئیدگی کا مادہ ہوتا ہی اور
شیطان آگ ہی اور اوسکا کام یہہ ہی کہ جب خیر کی روئیدگی دلمین پایا جاوے
تو اوسکی خرابی کرنی اور جلانیمین کوشش کرتا ہی اسلئی اُس سی پناہ مانگنی کا
حکم ہوا تاکہ جو کچھہ قران مجید سی آدمیکو حاصل ہوا اوسکو شیطان تباہ نکرے
پہلی وجہ مین تو استعاذہ اسلئی تہا کہ فائدہ قران مجید کا حاصل ہو اور
دوسری وجہ مین اسلئی ہی کہ فائدہ بنا رہی اور یہانسے معلوم ہوتی ہی اُس
شخص کے قول کی وجہ جسنی یہہ کہا ہی کہ استعاذہ بعد قرارت کی ہے
اور یہہ وجہ خوب لحاظ کے قابل ہی مگر کیا کیجے کہ حدیث اور صحابہؓ کے
اقوال مین استعاذہ قرارت کی شروع مین ہی وارد ہی تیسری وجہ یہہ ہے

ای الامتناع والاعتصام والمطلوب من الشیطان عند قراءة القرآن بوجوه منها ان القرآن شفاء لما فی الصدور ویذهب بما یلقیه الشیطان من الوساوس والشهوات فامر ان تطرد مادة الداء لیصادف الدواء محلا خالیا فیتمکن فیه ویعمل عمله الرحیم ومنها ان القرآن مادة الهدی والعلم والخیر فی القلب کما

۱۰

ان الماء مادة النبات والشیطان نار یحرق النبات فکلما احس بنبات الخیر سعی فی افساده واحراقه فامر ان یستعیذ بالله منه لئلا یفسد علیه والفرق بین الوجه الاول والثانی ان الاستعاذة فی الاول لاجل حصول فائدة القرآن وفی الثانی لاجل بقائها ومن هنا یظهر وجه قول من قال ان الاستعاذة بعد القراءة وهو ملحظ حسن لولا ان السنة والصحابة انما جاءت بالاستعاذة قبل الشروع

کہ قرآن کے پڑہنے والے سے فرشتے نزدیک ہوتے ہین اور اوسکے
پڑہنے کو سنتے ہین چنانچہ اسید بن حضیر کی حدیث مین ہے کہ جب انہون نے
قرات کیوقت ایک سایہ سا دیکہا جسمین چراغ تہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ یہ فرشتے ہین اور شیطان فرشتونکی ضد اور خدا تعالی کا دشمن ہے
اسلئے قاری کو حکم ہوا کہ اپنے پاس سے اللہ تعالی کے دشمن کے دور کرنیکی
طلب کرے تاکہ اوسکے پاس اللہ تعالی کے مخصوص بندے اور فرشتے موجود
ہون اسلئے کہ قرآن مجید پڑہنا ایسی دعوت ہے جسمین فرشتے اور شیطان دونو
اکہٹے نہین ہوسکتے چوتہی وجہ یہہ ہے کہ شیطان قاری پر اپنے سوار اور پیادے
چڑہا لاتا ہے تاکہ قاری کو قرآن کے مقصود یعنی اوسکے معانی کے سمجہنے اور
مضمون کے پہچاننے سے باز رکہے پس اسی باتکی حرص کرتا ہے کہ قاری مین اور
قرآن کے مقصود مین آڑ ہوجاوے تاکہ قاری کو نفع کامل قرآن سے نہو تو
جب قاری پناہ مانگیگا یہہ آڑ دفع ہوجاویگی پانچوین وجہ یہہ ہے کہ قاری
اپنے رب سے تلاوت مین راز و نیاز کی باتین کرتا ہے اور اللہ تعالی قاری
کی خوش آوازی کو زیادہ سنتا ہے بنسبت راگ والی لونڈی کے مالک
کے اپنی لونڈی کے راگ کو اور شیطان کی قرأت شعر اور راگ ہین اسلئے

من الملائکة تدنو من قاری القرآن وتستمع لقرائته کما فی حدیث اسید بن حضیر انّہ کان یقرأ ورأی مثل الظلة فیہا المصابیح فقال صلی اللہ علیہ وآلہ انّ تلک الملائکة والشیطان ضد الملائکة وعدوّہ فامر القاری بطلب مباعدة عدوہ عنہ حتی یحضرہ خاصتہ ملائکتہ فہذہ ولیمة لا یجتمع فیہا الملائکة والشیطان ومنہا ان الشیطان یجلب علی القاری بخیلہ ورجلہ حتی یشغلہ عن المقصود بالقرآن من تدبّر معانیہ ومعرفة ما فیہ فیحرص علی ان یحول بینہ وبین مقصود القرآن فلا یکمل انتفاع القاری بہ ومنہا ان القاری مناج لربہ واللہ تعالی اشد اذنا للقاری حسن الصوت من صاحب القینة الی قینتہ والشیطان انما قرآنہ الشعر والغناء

فامر القارى بطرده عند المناجاة واستماع الرب ومنها انه سبحانه قال وما ارسلنا من رسول ولا نبي الا اذا تمنى القى الشيطان في امنيته والسلف كلهم على ان المعنى اذا تلا القى الشيطان في تلاوته واذا كان هذا فعله مع الرسل فكيف بغيرهم فيغلط القارى ويخلط عليه القراءة ويشوشها او يشوش فهمه او يجمع له بين الامرين ومنها ان الانسان عند ما يهم بالخير او يدخل فيه فهو يشتد عليه الشيطان فقطعه عنه وفي الصحيح ان شيطانا تفلت علي البارحة فاراد ان يقطع علي صلاتي وكلما كان العمل انفع للعبد واحب الى الله كان اعتراض الشيطان له اكثر وفي مسند الامام احمد من حديث سبرة بن الفاكه

قاری کو حکم ہوا کہ مناجات کیوقت اور پروردگار سی سننی کیوقت شیطان
کو دور کری چہٹی وجہ یہہ ہے کہ خدای پاک نی فرمایا ہی وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ
وَلَا نَبِیٍّ اِلَّا اِذَا تَمَنّٰی اَلْقَی الشَّیْطَانُ فِیْ اُمْنِیَّتِہٖ اور اکابر سلف سب اسپر
(اور جو رسول ہم بھیجا ہمنی تجہ سی پہلی یا نبی سو جب لگا خیال باندہنی شیطان نی ملا دیا اوسکی خیال مین)
متفق ہین کہ اس آیت کی یہہ معنی ہین کہ جب وہ تلاوت کرتا ہی تو شیطان
تلاوت مین ملا دیتا ہی پس جب شیطان کا یہہ فعل رسولو نکے ساتہہ ہوا تو
اورونکی ساتہہ کیسی نہوگا اس سی معلوم ہوا کہ وہ قاری سی غلطی کراتا ہی
اور اسپر قرات کو الجہاتا ہی اور پریشان کرتا ہی یا اوسکی فہم کو پراگندہ کرتا
ہی یا دونو باتین اوسکی لئی جمع کرتا ہی پس استعاذہ سی یہہ خرابی دور ہوجاویگی
ساتوین وجہ یہہ ہی کہ انسان جسوقت خیر کا ارادہ کرتا ہی یا اوسمین
داخل ہوتا ہی تو شیطان اوسپر زیادہ تر حسد کرتا ہی اور اسبابین کوشش
کرتا ہی کہ انسان کو اوس خیر سی علحدہ کردی چنانچہ بخاری شریف مین
ایک حدیث صحیح مین وارد ہی کہ ایک شیطان نے کل رات مجہپر چڑہائی کی
اور چاہا کہ میری نماز کو توڑ دی اور جسقدر عمل بندہ کے حقمین نافع تر
اور اللہ تعالی کے نزدیک محبوب تر ہوتا ہی اوسیقدر شیطان کی روک بہی
اوسکو زیادہ ہوتی ہی مسند امام احمد مین سبرۃ بن الفاکہہ کی

حدیث سے مروی ہے کہ شیطان آدمی کی راہون مین بیٹھا یعنی اول اسلام
کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ تو مسلمان ہوتا ہے اور اپنا طریق اور اپنے باپ
دادے کا دین چھوڑے دیتا ہے آدمی نے اُسکا کہنا نمانا اور مسلمان ہوگیا
پھر اوسکی لیے ہجرت کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ بھلا تو ہجرت کرکے اپنی زمین
اور اپنا آسمان یعنی اپنا وطن چھوڑے دیتا ہے اور ہجرت کرنیوالیکی مثال
تو ایسی ہے جیسی گھوڑا اگاڑی پچھاڑی لگا ہوا پس آدمی نے اُسکا کہنا نمانا
اور ہجرت کی پھر اوسکی لیے جہاد یعنی جان و مال کے جہاد کی راہ مین بیٹھکر کہا کہ
اگر تو لڑیگا تو مارا جاویگا اور تیری منکوحہ کسی اور سے بیاہی جائیگی اور تیرا
مال لٹ جاویگا اور منصور مجاہد سے راوی ہین کہ جو قافلہ مکہ معظمہ کی جانیکو نکلتا
ہے تو شیطان بھی اونکی شمار کی برابر اپنا لشکر بھیجتا ہے ابن ابی حاتم نے
اس مضمونکو اپنی تفسیر مین روایت کیا ہے غرضکہ شیطان ہر وقت انسانکی
تاک مین رہتا ہے خصوص تلاوت قران مجید کیوقت اسلیئے قاری کو حکم ہوا
کہ اپنے اُس دشمن سے لڑے جو رہزنی کرتا ہے اور اوسکی شر سے خدا تعالی سے پناہ مانگے
تا کہ اوسکو راہ کا چلنا نصیب ہو جیسے مسافر کہ اگر اوسکی سامنے کوئی راہزن
آجاتا ہے تو اول اُسکی دفع کرنیمین مشغول ہوتا ہے آٹھوین وجہ یہ ہے کہ قرات

ان الشیطان قعد لابن آدم باطرقه فقعد له بطریق الاسلام فقال اتسلم وتذر دینک ودین ابائک فعصاه فاسلم ثم قعد له بطریق الهجرة فقال اتهاجر وتذر ارضک وسماءک وانما مثل المهاجر کالفرس فی الطول فعصاه فهاجر ثم قعد له بطریق الجهاد وهو جهاد النفس والمال فقال تقاتل فتقتل فتنکح المرأة ویقسم المال وقال منصور عن مجاهد ما من رفقة تخرج الی مکة الا جهز معهم ابلیس مثل عدتهم رواه ابن ابی حاتم فی تفسیره ولا سیما عند قراءة القرآن فامر القاری بمحاربة عدوه الذی یقطع الطریق ویستعیذ بالله منه ثم لیسلک کالمسافر اذا عرض له قاطع عن الطریق اشتغل اولا بدفعه ومنها ان الاستعاذة

سے پہلے پناہ مانگنا اسبات کا عنوان اور مقدمہ ہے کہ جو چیز اسکے بعد
آنیوالی ہے وہ قران مجید ہے اور اسی وجہ سے استعاذہ خدا تعالیٰ کے کلام کے
سوا اور کسیکے کلام کے پیشتر مشروع نہیں پس جب سننے والا استعاذہ سنتا
ہے تو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کے سننے کو مستعد ہو جاتا ہے پھر یہ امر قاری
کیلئے مشروع ہو گیا گو وہ اکیلا ہی ہو۔ پس یہ ہیں چند فائدہ استعاذہ کے
اور امام احمدؒ سے روایت ہے کہ نماز اور غیر نماز میں قران بدون استعاذہ کے
نہ پڑھتے تھے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ (جب پڑھے تو قران تو پناہ لے اللہ کی)
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ (شیطان مردود سے ۱۲) اور ابن شیش کی روایت میں ہے کہ جب کبھی پڑھتے
استعاذہ کرتے آپ استعاذہ کے کلمات کو سننا چاہیے کہ کئی طرح مروی
ہیں عبد اللہ بن امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو سنا ہے کہ جب قران مجید
پڑھتے تھے تو یوں پناہ مانگتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ
ہو السمیع العلیم اور مسند اور ترمذی میں حضرت ابو سعید خدریؓ کی حدیث
میں ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کو کھڑے ہوتے تو شروع کی دعا
پڑھکر پھر فرماتے اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ہمزہ
ونفخہ ونفثہ اور ابن منذر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے

قبل القراءة عنوان واعلام
بان المأتي به بعدها القرآن
ولذا لم يشرع الاستعاذة
بين يدي كلام غيره
فاذا سمع السامع الاستعاذة
استعد لاستماع كلام
الله تعالى ثم شرع ذلك
للقارى وان كان وحده لما قلنا من بعض
فوائد الاستعاذة وقال احمد
بن حنبل في رواية لا يقرأ في صلوة و
لا غير صلوة الا استعاذ لقوله تعالى فاذا
قرأت القرآن فاستعذ بالله من الشيطان
الرجيم وفي رواية ابن شيش كلما قرأ
استعاذ وقال عبد الله بن احمد سمعت
ابي اذا قرأ استعاذ يقول اعوذ بالله من
الشيطان الرجيم ان الله هو السميع
العليم وفي المسند والترمذي عن ابي سعيد
الخدري كان النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اذا قام
الى الصلوة استفتح ثم قال
اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان
الرجيم من همزه ونفخه و
نفثه وقال ابن المنذر جاء
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم

کہ آپ قرات سے پیشتر فرمایا کرتے تھے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
اور حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام شافعیؒ نے اور قاضی نے جامع
مین اسی بات کو اختیار کیا ہی کہ قاری تلاوت سی پیشتر اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم کہی اور ایک روایت حضرت امام احمدؒ سی بھی یہی ہی ان سبکے قول کی
وجہ یہہ ہی کہ ظاہر آیت سی یہی معلوم ہوتا ہی اور حدیث ابن منذرؒ سی پر دال ہی
اور دوسری روایت حضرت امام احمدؒ سی بروایت عبد اللہ یہہ ہے کہ
اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم کہی کہ یہ کلمات مطابق حدیث حضرت
ابو سعید خدریؓ کے ہین اور یہی مذہب حضرت حسن بصری اور ابن سیرینؒ
کا ہی اور اسکی دلیل وہ روایت ہی جو ابو داودؒ نے حضرت عایشہؓ کے بہتان کے
قصے مین بیان کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھی اور اپنا چہرہ مبارک
کھولکر فرمایا اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان اللہ ہو السمیع
العلیم اور اسی کو اختیار کیا ہی سفیان ثوری اور مسلم بن یسارؒ نے اور
قاضی نے مجرد مین اور ابن عقیل نے اسلئے کہ قران مجید مین ایک جا فاستعذ
باللہ من الشیطان الرجیم ہی اس سی ظاہر ہوتا ہی کہ اعوذ باللہ کے بعد
من الشیطان الرجیم کہی اور دوسری جا فاستعذ باللہ انہ ہو السمیع العلیم ہی

انہ کان یقول قبل القراءۃ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم واختار الشافعی وابو حنیفۃ والقاضی فی الجامع انہ یقول اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وهو روایۃ عن احمد لظاهر الآیۃ ولحدیث ابن المنذر وعن احمد روایۃ عن عبد اللہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم لحدیث ابی سعید وبہ قال الحسن وابن سیرین ودلیلہ ما رواہ ابو داود فی قصۃ الافک ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلس وکشف عن وجہہ وقال اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم ان اللہ هو السمیع العلیم وبہ قال سفیان الثوری ومسلم بن یسار واختارہ القاضی فی المجرد وابن عقیل لان قولہ فاستعذ باللہ من الشیطان ظاهرہ انہ یعقب قولہ من الشیطان الرجیم وقولہ فی الاخری فاستعذ باللہ انہ هو السمیع العلیم

۱۴

یقتضی ان یلحق بالاستعاذة وصفه بانه هو السمیع العلیم فی جملة مستقلة بنفسها مؤکدة بحرف ان لانه سبحانه قال ذلک وقال احمد اختار ما ذکر عن النبی صلی الله علیه وآله وسلم اللهم انی اعوذ بک من الشیطان الرجیم من همزه ونفخه ونفثه وقد جاء فی الحدیث تفسیر ذلک قال همزه الموتة ونفخه الکبر ونفثه الشعر وقال تعالی وقل رب اعوذ بک من همزات الشیاطین والهمزات جمع همزة کتمرات وتمرة واصل الهمز الدفع ومنه همزه ونهزه ولهزه ولمزه قال ابو عبید عن الکسائی همزته ولمزته ولهزته ونهزته اذا دفعته والتحقیق ان الهمز نوع خاص من الدفع وهو النخس والغمز الذی یشبه الطعن فهو دفع بنخس فهمزات الشیاطین دفعهم الوساوس والاغواء الی القلب قال ابن عباس والحسن همزات الشیاطین نزغاتهم ووساوسهم وفسرت همزاتهم بنفخهم ونفثهم وهو قول مجاهد وفسرت بخنقهم وهو الموتة التی تشبه الجنون

یہہ اسبات کی مقتضی ہی کہ استعاذہ کی ساتھہ خداتعالی کا وصف انہ ہو السمیع
العلیم ایک جملہ جداگانہ مین جسکی تاکید حرف انہ سی ہوئی ہو ملنا چاہیئے اسلئے کہ
خداوند پاک نی بہی اسکو اسیطرح مذکور فرمایا ہی اور اسحق رح کہتی ہین کہ مین وہ
الفاظ پسند کرتا ہون جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہین اللہم انی
اعوذ بک من الشیطان الرجیم من ہمزہ ونفخہ ونفثہ اور حدیث مین انکی تفسیر آچکی
(تیری پناہ چاہتا ہون شیطان مردود سی اسکی چہیڑ اور پہونک اور دم سی)
ہی کہ شیطان کا ہمز جنس جنون سی ہی اور اسکا نفخ کبر ہی اور نفث شعر اور اللہ تعالی
فرماتا ہی وقل رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین ۔ ہمزات جمع ہمزہ کی ہے
(تو کہہ ای رب مین تیری پناہ چاہتا ہون شیطان کی چہیڑ سی)
جیسے تمرات جمع تمرہ کی اور ہمز کے معنی اصلی دور کرنیکے ہین چنانچہ ابو عبید
کسائی سی نقل کرتے ہین کہ ہمزتہ ولمزتہ ولہزتہ ونہزتہ اسوقت بولتے ہین
جب تو کسی چیز کو دور کرے اور تحقیق یہہ ہی کہ ہمز کے معنی چہاتی پر مار کر اور دبا کر
ہٹانیکے ہین جو شایہ کو نچادینی کی ہی غرضکہ ہمز ایک خاص ہٹانیکو کہتے ہین اسصورت
مین ہمزات شیاطین سی غرض وہ وسوسی اور بہکانا ہین جو شیطان دلون مین
ڈالتی ہین حضرت ابن عباس رض اور حسن رح فرماتے ہین کہ ہمزات شیاطین انکی
خلشین اور وسوسی ہین اور ہمزات کی تفسیر شیاطین کی پہونک اور دم سی بہی
کی گئی ہی اور مجاہد کا قول یہی ہی اور نیز ہمزات کو دیوانگی از قسم جنون سی

جو شیاطین کیطرفسے پونہچی بھی تعبیر کیا ہی اور ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ
ہمزا ور چیز ہی سوا نفخ اور نفث کے اور کبھی یون کہتے ہین کہ ہمزات جب اکیلے
مستعمل ہوتے ہین تو جتنی آفتین شیطانونکی آدمی کے لئے ہین وہ سب ہمزات
مین آجاتی ہین اور جب نفخ اور نفث کے ساتھ مین آتی ہین تو ایک نوع خاص
مراد ہوتی ہی جیسے اور الفاظ سے معانی جدا جدا مراد ہوتے ہین بعد اسکے
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ یعنی ای رب تجھہ سے پناہ
مانگتا ہون اس سے کہ شیطان میرے پاس آئین بعضونے کہا ہی کہ مراد یہ ہے
کہ میرے کامونمین پاس آئین اور کلبی کا قول ہی کہ تلاوت قران کیوقت انکے
پاس آنیسے غرض ہی اور عکرمہؓ فرماتے ہین کہ جانکنی اور رحلت کیوقت مین
آنیسے مراد ہی غرضکہ خدا تعالی نے ان دونو آیتونمین اپنے بندہ کو حکم فرمایا
کہ شیطانکی دونوطرحکی شرارت سے پناہ مانگے اول انسان پر اونکی وسوسہ وغیرہ
پہنچانے سے دوم انسان کے پاس انکے آنے سے اور ان دونو آیتونکو جو
بعد اس آیت کی ذکر فرمایا ہی ادفع بالتی ہی احسن السیئۃ نحن اعلم بما یصفون
تو اسمین یہہ حکم دیا ہی کہ انسانونکی شیطانونکی برائی کو اپنے اوپر سے بھلائی
کرکے ٹالنی چاہئیے اور شیاطین جن کی برائی کو استعاذہ سے دور کرنی چاہیے

وظاهر الحديث ان الهمز نوع غير النفخ والنفث وقد يقال ان الهمزات اذا افرد دخل فيها جميع اصابات الشيطان لابن ادم واذا قرن بالنفخ والنفث كان نوعا خاصا كنظائر ذلك ثم قال واعوذ بك رب ان يحضرون وقال في امورى وقال الكلبي عند تلاوة القران وقال عكرمة عند النزع والسياق فامر ان يستعيذ من نوعي شرهم اصابتهم له بالهمز وقربهم منه وذكر سبحانه عقيب قوله ادفع بالتي هي احسن السيئة نحن اعلم بما يصفون فامر ان يدفع شر شياطين الانس بدفع اساءتهم بالتي هي احسن وان يدفع شر شياطين الجن بالاستعاذة

اور اسکی مثل ہی اللہ تعالیٰ کا فرمانا سورہ اعراف مین کہ اول ارشاد
فرمایا خُذِ العَفوَ وَأْمُرْ بِالعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الجَاهِلِينَ اسمین حکم دیا کہ جاہلون
پکڑ معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر جاہلون سی ۱۲
کی شر کو اُن سی روگردانی کرکے دور کرنا چاہیی پہر فرمایا وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ
اور کبھی اوبہار دے تجکو
مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ اور اسیطرح سورہ فصلت مین
شیطان کی چہیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی وہی ہے سنتا جانتا ۱۲
مین ہی کہ اول ارشاد ہی وَلَا تَسْتَوِي الحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ
اور برابر نہین بہلائی نہ برائی جواب مین تو کہہ اوس سی بہتر ۱۲
پہر یہہ فرمایا وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ
اور کبھی اوبہار دے تجکو شیطان کی چہیڑ تو پناہ پکڑ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا جانتا ۱۲
اس سورت مین اِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ العَلِيمُ کہا یعنی ضمیر غائب انہ کی تاکید ایک ضمیر
منفصل ہو سی کی اور سمیع اور علیم کو معرف لام سی کیا اور اعراف مین
صرف انہ سمیع علیم فرمایا اور غالبا اسکا بہید یہہ ہے کہ جس جگہہ صرف نام پر کفایت
کی ہی اور اُسکی تاکید نہین کی تو وہان صرف اُس وصف کا ثبوت منظور ہے
جو استعاذہ کی بابمین کافی ہی اور یہہ بتلاتا ہی کہ اللہ تعالیٰ سنتا جانتا ہی یعنی
تیری پناہ مانگنی کو سنی گا اور تجکو جواب دیگا اور جس چیز سی تو پناہ مانگتا ہی
اوسکو وہ جانتا ہی تجہسی اُسکو دور کردیگا ان اسباب سی مقصود پناہ مانگنی کا
حاصل ہی اور یہہ امر دونو جگہہ پایا جاتا ہی اور سورہ فصلت کی آیت مین
تاکید اور تعریف اور تخصیص کی زیادتی ہوئی تو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ خدا تعالیٰ

ونظيره قوله في الاعراف خذ العفو وأمر بالعرف واعرض عن الجاهلين فامر بعد فسّر لما هاهنا بالاعراض ثم قال واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه سميع عليم ونظيره وفي سورة فصلت ولا تستوي الحسنة ولا السيئة ادفع بالتي هي احسن ثم قال واما ينزغنك من الشيطان نزغ فاستعذ بالله انه هو السميع العليم وقال ههنا انه هو السميع العليم فأكد بضمير الفصل وأتى بالالف واللام وقال في الاعراف انه سميع عليم فاقتصر على مجرد الوصف الكافي والله اعلم ان المراد اثبات مجرد الوصف الكافي في الاستعاذة والاخبار انه سبحانه سميع عليم فيسمع استعاذتك فيجيبك ويعلم ما تستعيذ منه فيدفعه عنك وبذلك يحصل مقصود الاستعاذة وهذا المعنى شامل للموضعين وانفردت آية فصلت بمزيد التأكيد والتعريف والتخصيص

ان سیاق ذلک بعد انکاره سبحانه علی الذین شکوا فی سمعه لمقالهم وعلمه بهم کما ثبت فی الصحیحین من حدیث ابن مسعود قال اجتمع عند البیت ثلاثة نفر قرشیان وثقفی او ثقفیان وقرشی کثیر شحم بطونهم قلیلة فقه قلوبهم فقال احدهم اترون ان الله یسمع ما نقول فقال الآخر یسمع ان جهرنا ولا یسمع ان اخفینا وقال الآخر ان سمع بعضه سمعه کله فانزل الله عز وجل وما کنتم تستترون ان یشهد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان الله لا یعلم کثیرا مما تعملون الی قوله من الخاسرین فجاء التاکید فی قوله انه هو السمیع العلیم فی سیاق هذا الانکار ای هو وحده الذی له قوة کمال السمع واحاطة العلم لا کما یظن اعداءه الجاهلون انه لا یسمع ان اخفوا وحسن ذلک ایضا ان السامع و ربه سورة فصلت

۱۲

نے وہان اُس آیت کو اُن لوگون کے گمان رد کرنیکے بعد فرمایا ہی
جنہون نے شک کیا تہا کہ خدا تعالی ہمارے اقوال سنتا ہی اور ہمارے احوال
جانتا ہی جیسا کہ بخاری اور مسلم مین حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث سے ثابت ہے
کہ کعبہ مکرمہ کے پاس تین شخص جمع ہوئے جنہین سے دو قریش کے اور ایک
ثقیف کا یا ایک قریش کا اور دو ثقیف کے تہے اونکے پیٹون کی چربی تو بہت
تھی مگر اونکی سمجہ کم تھی انہون نے تذکرہ کیا کہ بہلا جو ہم کہتے ہین اسکو
خدا تعالی سنتا بہی ہی پس ایک نے کہا کہ اگر ہم پکار کر کہین تو سنتا ہی اور آہستہ
سے بولین تو نہین سنتا اور دوسرے نے کہا کہ جب بعض گفتگو کو سنتا تو کل
کو سنتا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی وما کنتم تستترون
(اور تم پردہ نہ کرتے تہے اس سے)
ان یشہد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم
(کہ تمکو بتاوینگے تمہارے کان نہ تمہاری آنکہین نہ تمہارے چمڑے پر تمکو خیال تہا کہ اللہ نہین جانتا)
کثیرا مما تعملون وذلکم ظنکم الذی ظننتم بربکم اردیکم فاصبحتم من الخاسرین
(بہت چیزین جو کرتے ہو اور یہہ وہی تمہارا خیال ہی جو رکہتے تہے اپنے رب کے حق مین اوسی نے تمکو کہپایا پہر آج رہگئے [illegible])
تو تاکید انہ ہو السمیع العلیم اس انکار کے موقع پر آئی ہی جس سے
یہہ غرض ہی کہ صرف وہی واحد برحق ایسا ہی جسکو کامل سننے اور پورا جاننے
کی قوت ہی ایسا نہین جیسا اوسکے جاہل دشمن گمان کرتے ہین کہ اگر وہ
آہستہ کچہہ کہین گے تو نہین سنیگا ۔ اور ایک خوبی یہہ بہی ہی کہ سورہ فصلت

مین یہ حکم ہی کہ لوگونکی برائی کو اپنی اوپر سی احسان کرکے ٹالنا چاہیی اور یہہ بات نفسونپر صرف روگردانی کی نسبت کر نہایت شاق ہی اور اسیمین لحاظ اس آیت کو اس قول کے بعد فرمایا وَمَا يُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔ اور ایک وجہ یہہ ہے کہ یہان صفات کمال کا ثابت کرنا اور اونکی ثبوت کی دلیلین اور اپنی رب ہونیکی نشانیان مذکور ہین اور اسی مضمون کے لحاظ سی اسکی بعد یہ آیتین مذکور فرمائی ہین وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ تو حرف تعریف اسلئی لائی کہ اس سی معلوم ہو کہ اللہ تعالی کے ناموںمین سی السمیع اور العلیم بھی ہین جیسی اور اسماء حسنی سبکے سب لام تعریف کی ساتھہ ہین اور جو آیت کہ سورہ اعراف مین ہی اسمین مضمون مشرکون اور اونکی بہائی شیطانون کے وعید کا ہی اور پناہ چاہنی والیکو وعید ہے کہ اوسکا ایک پروردگار ہی جو سنتا جانتا ہی اور مشرکون کے خدا نہ سنتی ہین نہ دیکھتی نہ جانتی تو پہر وہ کسطرح اونکو خدا تعالی کی برابر عبادت مین کرتے ہین ۔ اور ازانجا کہ پناہ چاہنی کی چیز سورہ مومن مین کفار کی لڑائی بھگڑے کی شر تھی جو خدا تعالی کی آیتونمین اور ان افعال مین نکالتی تہی جو

اور یہہ بات نہین ملتی ہی مگر انہین کو جو صبر کرتی ہین اور یہہ بات نہین ملتی ہی مگر اوسکو جسکی بڑی قسمت ہی ۱۲

اور اوسکی قدرت کی نمونہ مین رات اور دن اور ایک اوسکی نشانی یہہ ہے کہ تو دیکھتا ہی زمین کو ۱۲

السياق هنا لإثبات صفات كماله وأدلة ثبوتها وآيات ربوبيته ولذا عقبها بقوله ومن آياته الليل والنهار ومن آياته أنك ترى الأرض فأتى بأداة التعريف الدالة على أن من أسمائه السميع العليم كما جاءت ذو حظ عظيم وأيضا فإن الذين صبروا وما يلقاها إلا عقبه بقوله وما يلقاها إلا من يجب الإعراض عنهم وهذا وذلك أشق على النفوس دفع إساءتهم إليه بالإحسان

۱۰

التي في الأعراف فنبه على الحاجة إلى الاستعاذة في سياق وعيد المشركين وإخوانهم من الشياطين ووعيد المستعيذ بأن له ربا يسمع ويعلم وآلهة المشركين لا تسمع ولا تبصر ولا تعلم فكيف يعبدونها من دونه وأما في حم المؤمن فالمستعاذ منه شر مجادلة الكفار في آياته وما

آیتون پر مترتب ہوتے ہین اور آنکھہ سی سوجہتی ہین تو اوسکی لئی خدا تعالے
فرماتا ہی اِنَّ الَّذِینَ یُجَادِلُونَ فِی آیَاتِ اللّٰہِ بِغَیْرِ سُلْطَانٍ اَتٰھُم اِنْ فِی
(جو لوگ جھگڑتے ہین اللہ کی باتون مین بدون کسی سند کے جو پہونچی ہوا اونکو اور کچھہ نہین انکے)
صُدُورِھِم اِلَّا کِبْرٌ مَا ھُم بِبَالِغِیہِ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ اِنَّہُ ھُوَ السَّمِیعُ الْبَصِیرُ اور یہان
(جی مین غرور ہے کہ کبھی پہونچنے نہین اوس تک سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہی ہے سنتا دیکھتا ۱۲)
تو جس چیز سی پناہ مانگتی ہین وہ معلوم نہین ہوتی اسلئی کہ شیطان اور اوسکا
گروہ تو ہمکو دیکھتا ہی اور ہم اوسکو نہین دیکھتی صرف اللہ تعالی اور اوسکی
رسول مقبول کے خبر دینی سی ہمکو اوسکا وجود معلوم ہی پس جب محسوس چیز
کے لئی استعاذہ کا ارشاد ہی تو ظاہر ہی کہ اِس بغل کے کہوٹسی سی پناہ
مانگنی پر ضرور ہی

فصل

پس قران مجید نے ان دونو دشمنونکے دور
کرنیکو استعاذہ اور جاہلون سی کنارہ کشی سے اور انکی برائی کو بھلائی سے
ٹالنی کو بتا دیا اور یہہ بہی خبر دی کہ جسکو یہہ بات نصیب ہوئی وہ بڑا نصیب
ہی اور چونکہ اوسکا ملنا بدون صبر کے نہین ہوتا اسلئی ارشاد ہوا وما یلقاھا
(یہہ بات ملتی ہی)
الا الذین صبروا - اور ازانجا کہ غضب شیطان کی سواری ہی اور اکثر صورت
(اونہین کو جو سہار رکہتی ہین ۱۲)
مین نفس سرکش اور شیطان ایکدوسرے سے پشتی پاکر نفس مطمئنہ پر زور کرتے
ہین اسلئی بندہ کو حکم نفس مطمئنہ کی مدد کا ہوا اِسطرح کہ شیطان سی پناہ مانگی
تاکہ اوسکی دفع پر قادر ہو اور صبر کی کمک پہونچ جاوی جسکے ساتھہ فتح ہی

يترتب عليه من افعاله المرئية للبصر قال ان الذين يجادلون في آيات الله بغير سلطان اتاهم ان في صدورهم الا كبر ما هم ببالغيه فاستعذ بالله انه هو السميع البصير وهنا المستعاذ منه غيب لا نراه فانه يرانا هو وقبيله من حيث لا نراهم وانما هو متعلق باخبار الله ورسوله

فصل فالقرآن ارشد الى دفع هذين العدوين بالاستعاذة والاعراض عن الجاهلين ودفع اساءتهم بالاحسان واخبر عن عظم من لقاه ذلك ولما كان لا ينال ذلك الا بالصبر قال وما يلقاها الا الذين صبروا ولما كان الغضب مركب الشيطان فيتعاون النفس الغضبية والشيطان على النفس المطمئنة امر بالاستعاذة منه ليقوى على مدافعته ويأتي مدد الصبر الذي يكون معه النصر

وبما قوة الايمان والتوكل فابطل سلطان الشيطان فانه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون قيل له بحجة والصواب ليس له طريق لا من جهة الحجة ولا من جهة القدرة وقد اخبر الله تعالى انه لا سلطان له على عباده المخلصين المتوكلين فقال في سورة الحجر قال هذا صراط علي مستقيم ان عبادي ليس لك عليهم سلطان الا من اتبعك من الغاوين

اور ایمان اور توکل کی مدد آکر شیطانکا غلبہ بیکار کردی اس لئے کہ
لَیسَ لَہٗ سُلطَانٌ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَلٰی رَبِّہِم یَتَوَکَّلُونَ قران مجید مین آچکاہے
اسکا زور نہین چلتا ان پر جو یقین رکھتے ہین اور اپنی رب پر بھروسا کرتے ہین ١٢
اسکی معنی بعض لوگ یہہ کہتی ہین کہ اسکو حجت نہین اور بہتر یہہ ہی کہ یون
کہین کہ اوسکو رستہ نہین نہ حجت کیطرفسی نہ قابو کیطرفسی اور اللہ تعالے
نے خبر دی ہی کہ شیطانکو غلبہ نہین ہماری مخلص اور متوکل بندونپر چنانچہ
سورہ حجر مین فرمایا قَالَ ہٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُستَقِیمٌ اِنَّ عِبَادِی لَیسَ لَکَ
فرمایا یہہ راہ ہی مجھ تک سیدھی جو میرے بندی ہین تجکو
عَلَیہِم سُلطَانٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الغَاوِینَ اور سورہ نحل مین فرمایا
انپر کچھ زور نہین مگر جو تیری راہ چلا خراب لوگون مین ١٢
اِنَّہٗ لَیسَ لَہٗ سُلطَانٌ عَلَی الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَلٰی رَبِّہِم یَتَوَکَّلُونَ اِنَّمَا سُلطَانُہٗ
اسکا زور نہین چلتا انپر جو یقین رکھتے ہین اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اسکا زور انہین پر
عَلَی الَّذِینَ یَتَوَلَّونَہٗ وَالَّذِینَ ہُم بِہٖ مُشرِکُونَ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ شیطانکا
ہی جو اوسکو رفیق سمجھتے ہین اور جو اسکو شریک ٹھہراتے ہین ١٢
غلبہ اللہ تعالی نے اہل توحید اور اخلاص پر بیکار کردیا ہی اور اہل شرک
اور ان لوگونپر جو شیطان سی موافق ہین ثابت رکہا ہی اور جبکہ دشمن خدا
ابلیس نے جان لیا کہ اللہ تعالی مجکو اہل اخلاص پر مسلط نہین فرماتا تو
کہا کہ اِلَّا عِبَادَکَ مِنہُمُ المُخلَصِینَ پس اگر کوئی کہی کہ سورہ نحل کی آیت سے
مگر تیری بندی اونمین سی چنے ہوئے
شیطان کا دباؤ اوسکی موافقون پر ثابت ہی حالانکہ سورہ سبا مین
اسکی نفی پائی جاتی ہی اس آیت مین وَمَا کَانَ لَہٗ عَلَیہِم مِن سُلطَانٍ
اور اوسکا انپر کچھ زور نہ تھا مگر اتنے واسطی کہ معلوم

وقال في سورة النحل انه ليس له سلطان على الذين امنوا وعلى ربهم يتوكلون انما سلطانه على الذين يتولونه والذين هم به مشركون فابطل سلطانه على اهل التوحيد والاخلاص واثبته على اهل الاشراك ومن تولاه ولما علم عدو الله ان الله لا يسلطه على اهل الاخلاص قال الا عبادك منهم المخلصين فان قيل اثبت له هنا سلطان على من تولاه وقال نفى ذلك في قوله تعالى وما كان له عليهم من سلطان

إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ
مگر اسلئے کہ ہمکو معلوم کرلین کون یقین لاتا ہی آخرت پر الگ اُس سی جو رہتا ہی اوسکی طرف سے دہوکی مین ۱۲
اگر ضمیر جمع غائب وما کان لہ علیہم کی مومنین کیطرف پھرتی ہی تب تو اعتراض
ہی جاتا رہتا ہی اور استثنا منقطع ہو جاتا ہی تو یہہ معنی ہوئی کہ ہمنی اونکا امتحان ابلیس
سی لیا تاکہ پہچانین اوسکو جو آخرت پر ایمان لاتا ہی اوس سی جو آخرت کیطرف سے
دہوکے مین ہی اور اگر اُن لوگونکی طرف پہرتی ہی جنکی طرف اس آیت مین ہے
وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ اور یہی ظاہر بھی ہی تو یہہ معنی ہونگے
اور سچ کر دکھائی اونپر شیطان نے اپنی اٹکل ۱۲
کہ شیطان کا دباو اونپر صرف اسوجہ سی ہی کہ آخرت پر جو ایمان لاوی اوسکو
ہم جان لین غرضکہ نفی مطلق دباؤ کی ثابت نہین ہوتی اب اگر یہہ کہا جاوے کہ سورۂ ابراہیم
کی آیت مین کیا کروگی وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي تھیہ
اور میری تمپر حکومت نہ تھی مگر میںنے تمکو بلایا پھر تمنے مان لیا ۱۲
قول اگرچہ شیطانکا ہی مگر خداتعالی نی اسکو بیان فرمایا ہی تو اسکا جواب یہہ ہی کہ جس
دباؤ کی یہان نفی ہوئی ہی وہ حجت اور برہان ہی چنانچہ حضرت ابن عباسؓ
اس آیت کے معنی یہہ فرماتے ہین کہ میری پاس کوئی دلیل نہ تھی جس سے
مین تمہاری اوپر غالب ہوتا صرف اتنا ہی ہوا کہ مینی تمکو بلایا تمنی نے حجت و
برہان میری پیروی اختیار کی اور جس دباؤ کا ہونا سورہ نحل کی آیت انما سلطانہ
مین پایا جاتا ہی وہ شیطانکا لوگونپر مسلط ہونا بہکانیمین اور اونکا ایسی طرح قابو

ثم الا لنعلم من يؤمن بالآخرة
ممن هو منها في شك قيل
انه كان الضمير في فعل له عليهم
تعالى وما كان له عليهم
المومنين فالسؤال بحاله فظ
والاستثناء منقطع اي
لكن امتحناهم بابليس لنعلم
من يؤمن بالآخرة ممن هو منها في
شك وان كان عائدا على ما عاد
عليه في قوله ولقد صدق عليهم ابليس
ظنه فاتبعوه وهو الظاهر كان المعنى وما
سلطنه عليهم الا لنعلم من يؤمن بالآخرة
فان قيل فما تصنع بالتي في سورة ابراهيم
وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم
فاستجبتم لي قلت قد نفى الله ذلك
وان كان من فعله فيكن السلطان
المنفي هو الحجة والبرهان كما قال
ابن عباس ما كان لي من حجة
احتج بها عليكم الا ان دعوتكم
فاتبعتموني بلا حجة ولا
برهان والسلطان الذي اثبته
في قوله انما سلطانه هو
تسلطه عليهم بالاغواء
وغيره حتى تمكنه منهم بحيث

مین لاتا ہی جس سی کفر و شرک کیطرف اُنکو اکساوی اور اُبہارے دیکھو اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّا اَرْسَلْنَا الشَّيَاطِيْنَ عَلَى الْكَافِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا حضرت ابن عباسؓ
(بیشک ہمنے چھوڑ رکہی ہین شیطان منکرون پر او چھالتے ہین انکو اد بہار کر ۱۲)
اسکی معنی یہہ فرماتی ہین کہ بہکاتا ہی انکو بہکانا اور ایک روایت مین ہے کہ برانگیختہ کرتا ہی برانگیختہ کرنا اور ایک مین ہی کہ اُبہارتا ہی اُبہارنا اور ایک مین ہے کہ بہڑکاتا ہی انکو یعنی ہلاتا ہی اونکو جیسے بہڑکانے سی آگ ہلائی جاتی ہی اور توز مشتق ہی آزسی جسکی معنی تحریک اور اُٹھانیکے ہین لیکن شیطان کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہین کفار نے اوسکا کہنا صرف بلانیکے ساتھہ ہی مان لیا اسلئی کہ اُسکا ہلانا اونکی خواہشون کے موافق تھا اسیلئے خود بخود اوسکی طرف چلی آئی اور چونکہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا اس سی معلوم ہوا
(اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرونکو مسلمانون پر راہ)
کہ اللہ تعالی بندہ پر شیطانکا دباؤ نہین کرتا جب تک کہ بندہ شیطانکی فرمانبرداری سی اوسکی راہ نہین نکالتا

تیرہوان باب

شیطانکی اُن مکرونمین جنسے وہ آدمیکو فریب دیتا ہے

اللہ تعالی اپنی دشمن ابلیس کا حال تبلانیکو اوسکا قول نقل فرماتا ہے
فَبِمَا اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ
(تو جیسا تونے مجھکو گمراہ کیا ہی مین بیٹھونگا اونکی تاک مین تیری سیدہی راہ پر پھر اونپر آؤنگا آگے سے اور)

يقودهم الى الكفر والشرك ويزعجهم اليه قال تعالى انا ارسلنا الشياطين على الكافرين تؤزهم ازا قال ابن عباس تغويهم اغواء وفي لفظ تحضهم حضا وفي اخرى تزعجهم ازعاجا وفي اخر توقدهم اي تحركهم كما تحرك القدر بالايقاد من الاسفل وهو التحريك والتهييج ولكن ليس له حجة وبرهان وانما استجابوا له بمجرد دعوته لما وافقت اهواءهم فاتوا من انفسهم ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا

سلطان الشيطان على العباد

والله سبحانه لم يجعل للشيطان على العباد سلطانا حتى جعل له العبد سبيلا

الباب الثالث عشر

في مكائد الشيطان التي يكيد بها ابن ادم قال الله تعالى اخبارا عن عدوه ابليس فبما اغويتني لاقعدن لهم صراطك المستقيم ثم لآتينهم من بين ايديهم و

من خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین وفی حدیث سبرة بن الفاکهة ان الشیطان قعد لابن آدم باطرقه کلها فما من طریق خیر الا والشیطان قاعد علیه یقطعه علی السالک وقال ابن عباس من بین ایدیهم من قبل الدنیا وفی روایة من قبل الآخرة اشککهم فیها وفی روایة عن الحسن وقال مجاهد من حیث یبصرون ومن خلفهم قال ابن عباس ارغبهم فی دنیاهم وقال الحسن من قبل دنیاهم ازینها لهم واشهیها الیهم وفی روایة عن ابن عباس من قبل الآخرة وقال ابو صالح اشککهم فی الآخرة وابعدها علیهم وقال مجاهد من حیث لا یبصرون وعن ایمانهم قال ابن عباس اشبه علیهم امر دینهم وقال ابو صالح اشککهم فی الحق

من خلفهم وعن ایمانهم وعن شمائلهم ولا تجد اکثرهم شاکرین اور حدیث سبرة
(پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اور نہ پاویگا تو اکثر انکو شکرگزار)
بن الفاکهه می گذر چکی جسمین یہہ مذکور تہا کہ شیطان آدمیکی سب راہون پر
بیٹھا اس سے معلوم ہوا کہ کوئی طریق خیر ایسا نہین جسپر شیطان نہ بیٹھا ہو
اور سالک کی رہزنی نکرتا ہو اور یہ جو آیت مین من بین ایدیہم مذکور ہے
اسکی تفسیر مختلف ہے حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت تو یہہ ہے کہ آدمیون کو
آخرت کے بابمین دہوکا دونگا اور ایساہی کچھہ حسنؓ سے مروی ہے اور
مجاہد فرماتے ہین کہ اوس سے یہہ غرض ہے کہ ایسی طرف سے آؤنگا جہانسے
دیکھین اور من خلفهم سے حضرت ابن عباس یہہ غرض فرماتے ہین کہ اونکو اونکی
دنیا مین رغبت دلاؤنگا اور حضرت حسنؓ فرماتے ہین کہ دنیا کیطرف سے
اونکے پاس آکر دنیا کو اونکی لئے آراستہ کرونگا اور اوسکی خواہش دلاؤنگا
اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ آخرت کیطرف سے آونگا۔ اور
ابو صالح فرماتے ہین کہ آخرت مین انکو شک ڈالونگا اور اسکو ان سے
دور کرونگا اور مجاہدؒ اس سے یہہ مراد فرماتے ہین کہ ایسی جگہہ سے آونگا کہ
وہ ندیکھین اور عن ایمانهم کی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ انپر
انکا دین مشتبہ کرونگا اور ابو صالح کہتی ہین کہ حق باتمین انکو شک مین ڈالونگا

اور ایک روایت حضرت ابن عباسؓ سی یہہ ہی کہ اونکی نیکیونکی طرف سی
آونگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ نیکیونکی جانب سے اُنکو
سست کرونگا اور عن شمائلہم کے معنی یہہ ہین کہ باطل کو اُنمین رائج کرونگا
اور اُسکی ترغیب اونکو دلاونگا اور حسنؒ فرماتے ہین کہ برائیونکا حکم کرونگا
اور اونکو اُنکی نظرونمین اچھا کردکہاونگا حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ
شیطان نے چارجہت اپنی آنیکے بیان کئی یہہ کہا کہ اونکے اوپرسی آونگا
اسلئے کہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی اونکے اوپر ہی اور شعبی سی مروی ہی کہ اللہ تعالی
نے رحمت اونکے اوپرسی نازل فرمائی اور قتادہؓ فرماتی ہین کہ ای ابن آدم
شیطان تیرے پاس ہرطرفسی آیا مگر اوپرکیجانب سی نہین آیا اوسکو قدرت
نہوئی کہ تجہہ مین اور خدا تعالی کی رحمت مین حائل ہوجاتا ۔ اور بعض اکابر
اس آیت کی معنی یہہ کہتی ہین کہ مین بنی آدم کو اتنا بہکاونگا کہ وہ اُن باتونکو
جو پہلی اُمتونمین ہوچکی ہین اور مرنیکے بعد جی اُٹھنے کو جھٹلاوینگے یعنی سامنے
سی غرض حالات گذشتہ سلف کی امتونکی ہین اور پیچھی سی غرض احوال قیامت
ہی اور دہنی اور بائین سی یہہ مراد ہی کہ اونکو اونکی کامونمین بہٹکاونگا اسلئے
کہ کام کو یون ہی بولا کرتے ہین کہ یہہ عوض ہی تیری دونوہاتہہ کی کمائی کا

وعن ابن عباس من قبل حسناتهم قال الحسن اثبطهم عنها وعن شمائلهم الباطل انفقه عليهم وارغبهم فيه وقال الحسن السيئات بامرهم بها وازينها لهم قال ابن عباس ولم يقل من فوقهم لعلمه ان الله من فوقهم وعن الشعبي قال الله انزل الرحمة من فوقهم وقال قتادة اتاك الشيطان يا ابن آدم من كل وجه غير انه لم ياتك من فوقك لم يستطع ان يحول بينك وبين رحمة الله وعن بعضهم ثم لآتينهم من بين ايديهم من اسفل فيعني اغوائهم بالامم السالفة ومن خلفهم بامر البعث وعن ايمانهم وعن شمائلهم اضللهم فيما يعملون لان الكسب يقال فيه بما كسبت يداك

مطلب شیطان

اگرچہ ہاتھون سے کچھہ خطا نہین کی ہوتی الا اسجہت سے کہ تصرف مین ہاتھہ ہی
اصل ہین جو کچھہ عمل اور اعضا سے کیا جاتا ہی اوسکو بھی اونہین کیطرف منسوب
کرتے ہین آور اور لوگ کہتے ہین اور زمخشری بھی اونہین مین ہی کہ ان طرفونکا
ذکر تاکید مین مبالغہ کو لئی ہی اور غرض یہہ ہی کہ سب طرفونسے آونگا اور یہہ مثال
شیطانکے وسوسہ اور حتی الامکان آدمیونکو فریب دینے کی ہی۔ شقیق ؒ کہتے
ہین کہ ہر صبح کو شیطان میری لئی چار گہا تو مین بیٹھتا ہی اول سامنے سے کہتا ہی
کہ تو خوف مت کر اسلئی کہ اللہ تعالی بخشنے والا مہربان ہی بس مین یہہ
پڑہتا ہون وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اھْتَدٰی دوم میرے
(اور میری بخشش ہی اوسپر جو توبہ کرے اور یقین لاوے کرے بہلا کام پھر راہ پر رہے)
پیچھے سے مجکو ڈراتا ہی کہ تیری بسماندے تلف ہو جاوینگے تو مین یہہ آیت پڑہتا ہون
وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا سوم میری داہنے سے میری تعریف
(اور کوئی نہین چلنے والا زمین پر مگر اللہ پر ہی اوسکی روزی)
کرتا ہی تو مین پڑہتا ہون وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ چہارم بائین سے شہوات کی رغبت
(اور آخر بہلا ہی ڈر والونکو)
دلاتا ہی تو مین یہہ پڑہتا ہون وَحِیْلَ بَیْنَھُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَھُوْنَ اور حسن دلیل ہی
(اور اٹکاؤ پڑ گیا انمین اور جو انکا جی چاہے اوسمین)
کہ سلف کے اقوال کی صحت معلوم ہوتی ہی وہ یہہ آیت ہی وَقَیَّضْنَا لَھُمْ قُرَنَآءَ
(اور لگادئے ہمنے انپر)
فَزَیَّنُوْا لَھُمْ مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ما بین ایدیہم
(تعینات پھر انہون نے بھلا دکھایا انکو جو انکے آگے اور جو انکے پیچھے)
سے امر دنیا سے غرض ہی و ما خلفہم سے امر آخرت سے اور معنی یہہ ہین کہ دنیا کو

وان كانت الايدي ... فيها لانها الامكان في التصرف فيها فهذا استناد الجميع اليها ... وقال الخرقي ... منهم الزمخشري ذكر هذه الوجوه للمبالغة في التاكيد اي يأتيهم من جميع الجهات وهو مثل الوسوسة وتسويله لهم ما امكنه وقال شقيق ما من صباح الا قعد لي الشيطان على اربعة مراصد من بين يدي يقول لا تخف فان الله غفور رحيم فاقرأ وانى لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اهتدى ومن خلفي فيخوفني الضيعة على من اخلفه فاقرأ وما من دابة في الارض الا على الله رزقها ومن قبل يميني يأتيني من قبل الثناء فاقرأ والعاقبة للمتقين ومن قبل شمالي فيأتيني من قبل الشهوات فاقرأ وحيل بينهم وبين ما يشتهون وما يشهد بصحة اقوال السلف قوله وقيضنا لهم قرناء فزينوا لهم ما بين ايديهم وما خلفهم قال ابن عباس ما بين ايديهم من امر الدنيا وما خلفهم من امر الآخرة ...

سورۂ شیطان

آنکی نظروں مین اچھا کر دیا یہانتک کہ اسکو اختیار کر لیا اور اونکو اسباب
کیطرف بُلایا کہ آخرت کو نہ مانین اور اُس سے روگردانی کرین اور ابن زید فرماتے
ہین کہ مراد یہہ ہے کہ انکی نظروں مین جو اعمال بد کہ گذر گئی اور جو وہ آگے کو کرینگے
اچہی کر دی او معنی یہہ ہوئی کہ جو کچہہ وہ کر چکے ہین اُسکو بہلا دکہایا تو اُس سے
تائب نہوئی اور جن اعمال کا عزم رکہتی ہین اونکو بہلا دکہایا تو نیت اُنکے
کرنیکی کی غرضکہ دشمن خدا کا یہہ قول کہ مین آنکی سامنی اور پیچہی سے آؤنگا دنیا اور آخرت
دونوکو شامل ہی اور اُسکا جو یہہ قول ہی لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا
یعنی البتہ لونگا تیرے بندون سے حصہ ٹہرایا اور البتہ انکو بہکاؤنگا
وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ
اور انکو توقعین دلاؤنگا اور انکو سکہلاؤنگا کہ چیرین چارپایون کے کان اور انکو سکہلاؤنگا کہ بدلین صورتین بنائی اللہ کی
اسمین مفروضاً کے معنی ضحاک نے معین کے کہی ہین اور زجاج نے کہا ہی
کہ اسکی یہہ معنی ہین کہ ایک حصہ اپنی نفس پر مقرر کر لونگا فرا کا قول یہہ ہی کہ اسکی
مراد یہہ ہی کہ جسقدر آدمیونپر شیطانکا گذر کر دیا گیا ہی وہی مثل مفروض کی ہی
مین کہتا ہون کہ فرض واقع مین اندازہ کرنا ہی پس مراد یہہ ہوئی کہ جو شخص شیطانکا
تابع ہوگا اور اوسکی اطاعت کریگا تو وہ اُسکی نصیب مفروض اور حصہ مقرری
مین سے ہوگا پس صورتین آدمیونکی دو قسمین ہوئین ایک شیطانکا حصہ دوم خدا تعالی کے
دوست اور اوسکی گروہ اور لامنینہم کے معنی حضرت ابن عباس فرماتے ہین

اس سی غرض توبہ کا ٹالنا اور اوسمین تاخیر کرنی ہی اور کلبی نے کہا ہی کہ اس
سی یہہ مراد ہی کہ اونکو توقع دلاونگا کہ بہشت ہی نہ دوزخ نہ کسیطرح کی مشقت
اور زجاج کہتی ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ گمراہ کرنیکے ساتھہ یہہ بات اور
کرونگا کہ انکو وہم دلاونگا کہ باوجود ان حرکات کی حصہ آخرت ہمکو ملیگا اور بعضون
نے کہا ہی کہ ارتکاب خواہش نفس کی اونکو توقع دلاونگا جو مقتضی نافرمانی اور
بدعتونکی ہے اور بعض کہتی ہین کہ دنیا مین زیادہ جینے کی توقع دلاونگا یعنی دنیا
مین توقع زیست کو انکی لئی بڑہا دونگا تاکہ اوسکو آخرت پر اختیار کرین اور فلیبتکن
اذان الانعام سی مراد سانڈ کے کان کاٹنی سی ہی۔ اکثر ائمہ نے بچہ کا کان
چھیدنا زیور کے لئی مکروہ کہا ہی اور بعض نے لڑکیون کیواسطی اجازت دی ہے
اور انہین مین سی امام احمدؒ ہین اور حدیث ام زرع سے اپنی سند بیان کی ہے
جسمین ہی کہ ہلا دئی زیور سی میری دونو کان اور اوسپر فرمایا آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا حضرت عائشہ رضؓ کو کہ مین تیری لئی ایسا ہون جیسی ابوزرع تہا
ام زرع کی لئی (اس سی معلوم ہوتا ہی کہ آپنے حضرت عائشہؓ کے کانمین زیور
ڈالا تہا) اور جو اوسنی کہا فلیغیرن خلق اللہ حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین
کہ خلق سی مراد دین ہی اور یہی ہی قول ابراہیم اور مجاہد اور حسن اور ضحاک اور

ترید بتسویف التوبة و تاخیرها وقال الکلبی امنینهم انه لا جنة و لا نار ولا بعث وقال الزجاج اجمع لهم مع الاضلال ان اوهمهم انهم ینالون مع ذلک حظهم من الاخرة وقیل لامنینهم رکوب الاهواء الداعیة الی العصیان والبدعة وقیل لامنینهم طول البقاء فی الدنیا فیطیل لهم الامل فیؤثرونها علی الاخرة وقوله فلیبتکن آذان الانعام هو قطع آذان البحیرة وقد کره الجمهور تثقیب اذن الطفل للحلیة ورخص البعض ومنهم احمد رحمه الله فی ذلک للانثی واحتجوا بحدیث ام زرع واناس من حلی اذنی [illegible] صلی الله علیه وآله وسلم کنت لک کابی زرع لام زرع وقوله فلیغیرن خلق الله قال ابن عباس دین الله وهو قول ابراهیم ومجاهد والحسن والضحاک

۱۲۱۳ھ

قتادہ اور سدی اور سعید بن المسیب اور سعید بن جبیر رحمہم اللہ کا اور معنی اسکے یہہ
ہین کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندونکو سیدہی پیدایش یعنی ملت اسلام پر پیدا کیا ہی چنانچہ
خود ارشاد فرمایا فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ اور اسی جہت
(وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگونکو بدلنا نہین اللہ کی بنائی کو ۱۲)
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو لڑکا ہی وہ اصل اسلام پر پیدا
ہوتا ہی پہر اوسکا باپ اوسکو یہودی اور نصرانی اور مجوسی کر لیتے ہین جیسے
چوپایہ صحیح سالم بچہ دیتا ہی کوئی اوسمین نکٹا بوچا نہین ہوتا یہانتک کہ تم اوسکو
نکٹا بوچا کر دو پہر حضرت ابوہریرہ رض راوی حدیث نے یہہ آیت پڑہی فطرة الله التي
فطر الناس عليها یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے دو باتونکو ایکجا فرمایا فطرت کے بدلنے کو تو یہودی اور نصرانی
کرنیسے اور پیدایش کے بدلنے کو ناک کان کاٹنے سے اور یہہ دونو دو باتین ہین کہ
شیطان نے خبر دی ہی کہ انکو ضرور بدلونگا اور ایسا ہی کیا کہ خدا تعالیٰ کی فطرت کو تو
شرک سے بدلدیا اور اوسکی بناوٹ کو کاٹنے اور چیرنے سے غرضکہ ایک تبدیل تو
پیدایش روح کی ہی اور دوسری پیدایش صورتونکی پہر اس آیت کے بعد ارشاد
فرمایا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ اسکے یہہ معنی ہین کہ اوسنے وعدہ بہت دنون تک جینے اور
(انکو وعدہ دیتا ہی اور انکو توقعین بتاتا ہی ۱۲)
دنیا کے ملنے کا کرتا ہی اور کہین کہین کی جہوٹی آرزونکی توقع دلاتا ہی اور نفس باطل

وقتادة والسدي وسعيد بن المسيب وسعيد بن جبير ومعناه ان الله فطر عباده على الفطرة المستقيمة وهي ملة الاسلام كما قال تعالى فطرة الله التي فطر الناس عليها لا تبديل لخلق الله ولذا قال صلى الله عليه وآله وسلم ما من مولود الا يولد على الفطرة فابواه يهودانه وينصرانه ويمجسانه كما تنتج البهيمة بهيمة جمعاء هل تحسون فيها من جدعاء حتى تكونوا انتم تجدعونها ثم قرأ ابو هريرة فطرة الله التي فطر الناس عليها متفق عليه فجمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم بين الامرين تغيير الفطرة بالتهويد والتنصير وتغيير الخلقة بالجدع وهما الامران اللذان اخبر ابليس انه لابد ان يغيرهما فغير فطرة الله بالشرك وخلقه بالبتك فهذا تغيير خلقة الروح وهذا تغيير خلقة الصور ثم قال يعدهم ويمنيهم اي يعدهم طول العمر والنيل من الدنيا ويمنيهم الاماني الكاذبة على اختلاف وجوهها والنفس المبطلة

۱۲ مطلب شیطان

اور خسیس نکمی آرزون اور جہوٹے وعدونسی ایسا خوش ہوتا ہی جیسے لڑکے اور عورتین اُن سی خوش ہوا کرتی ہین خلاصہ یہہ کہ باطل قولونکا منشا شیطان کا وعدہ اور توقع دلانا ہی اور اسلیئے اللہ تعالی فرماتا ہی اَلشَّیطَانُ یَعِدُکُمُ الفَقرَ

(شیطان وعدہ دیتا ہی تم کو تنگی کا)

وَیَامُرُکُم بِالفَحشَاءِ وَاللّٰہُ یَعِدُکُم مَغفِرَۃً مِّنہُ وَفَضلًا یعنی شیطان تمکو محتاج

(اور حکم کرتا ہی بے حیائی کا اور اللہ وعدہ دیتا ہی اپنی بخشش کا اور فضل کا ۱۲)

ہونے سی ڈراتا ہی اور بخل یا سب برائیونکا حکم کرتا ہی اور حدیث مین ہی کہ آدمی کے دل پر فرشتہ کی ایک لپٹ ہی اور ایک شیطانکی فرشتہ کی لپٹ تو خیر کا وعدہ دینا اور وعدہ کا سچا کرنا ہی اور شیطان کی شر کا وعدہ دینا اور وعدہ جھٹلانا ہی پھر آپنے یہ آیت پڑہی الشیطان یعدکم الفقر الایہ +

فصل شیطانکا مکر انسان کے لئے ایک یہہ ہے کہ اوسکو اول اُن جگہون لاتا ہی جنمین اوسکو سوجھا دیتا ہی کہ تیرا نفع انہین مین ہی پھر انجام کو ایسے ٹھکانون پہونچا دیتا ہی جہان اوسکی تباہی ہو اور اپنے آپ اوس سی کنارہ کرتا ہی اور آوسکو پھنسا کر آپ کہڑا ہوا اوسکی رنج سی خوش ہوتا ہی اور اوس سی تمسخر کرتا ہی مثلا اوسکو چوری اور زنا اور قتل کا حکم کرتا ہی اور یہہ چیزین اوسکو تبلا کر پھر رسوا کرتا ہی اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی وَاِذ زَیَّنَ لَہُمُ الشَّیطَانُ

(اور جسوقت سنوار دئے انکا شیطان)

اَعمَالَہُم وَقَالَ لَا غَالِبَ لَکُمُ الیَومَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّی جَارٌ لَّکُم فَلَمَّا تَرَاءَتِ الفِئَتَانِ

(انکی نظر مین) انکی کام اور بولا کوئی غالب انہونکا تمپر آج کیدن لوگون مین رفیق ہون تمہارا پھر جب سامنی ہوئین دو فوجین

نکص علی عقبیہ وقال انی بری منکم انی اری مالا ترون انی اخاف الله والله

الٹا پھرا اپنی ایڑیون پر اور بولا مین تمہارے ساتھ نہین ہون دیکھتا ہون جو تم نہین دیکھتے مین ڈرتا ہون اللہ سے اور اللہ کا

شدید العقاب یعنی مشرک جب جنگ بدر مین نکلے تو شیطان سراقہ بن مالک

عذاب سخت ہی

کی صورت مین اونکو معلوم ہوا اور کہا کہ بنی کنانہ اگر تمہارے زن و فرزند سے کچھ

برائی کرینگے تو مین تمکو بچا دونگا جب اوسنے خدا تعالی کا لشکر فرشتونکا لڑائی مین

دیکھا تو مشرکونکے پاس سے بھاگ گیا اور اونکو حوالہ کر دیا اور ایسا ہی اوس تارک الدنیا

کے ساتھ کیا جسنے عورت اور اوسکے بچہ کو مار ڈالا اول تو اوس عابد کو اوس

عورت سے زنا کرنیکو کہا جب وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ ہوا تو اوسکے مار ڈالنے کا امر کیا

پھر اوسکے گھر والونکو عابد کا حال بتایا اور آنکو سارا معاملہ واشگاف کر دیا پھر

عابد سے کہا کہ مجھے سجدہ کرے تو بچ جاویگا جب عابد نے سجدہ کیا تو اوسکو چھوڑ کر بھاگ

گیا اور اسی حال کے بیان مین خدا تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے کمثل الشیطان

جیسے کہاوت شیطان

اذ قال للانسان اکفر الایہ اور یہہ جو شیطان نے کہا کہ انی اخاف الله تو بعض

کی جب کہا انسان کو تو منکر ہو پھر جب وہ منکر ہوا

اسکے معنی یہہ کہتے ہین کہ شیطان کو خوف ہوا کہ کہین دنیا مین گرفتار نہو جاؤن اور

بعضے کہتے ہین کہ اس بات سے ڈرا کہ جبرئیل علیہ السلام مجکو پکڑ کر لوگون سے میرا حال نہ کہدین

اور بعضون نے کہا ہے کہ شیطانکو گمان ہوا کہ جسوقت تک کی مہلت ملی ہے وہ آپہنچا

اسلئے عذاب مین پڑنے سے اور جان پر بننے سے ڈرا

فصل

اور ایک مکر شیطانکا

نکص علی عقبیہ وقال انی اری مالا ترون انی اخاف الله والله شدید العقاب فانہ تراءی للمشرکین عند خروجھم الی بدر فی صورۃ سراقۃ بن مالک وقال انی جار لکم من بنی کنانۃ ان یقصدوا اھلکم وذراریکم بسوء فلما رای جنود الله من الملائکۃ ... واسلمھم وکذلک فعل بابراھیم الذی قتل المراۃ وولدھا امرہ بالزنا بھا ثم بقتلھا ثم دل اھلھا

مطلب

علیہ وکشف امرہ ثم امرہ بالسجود فلما فعل فر عنہ وانزل فیہ کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر الایہ وقولہ انی اخاف الله قیل خاف ان یبطش بہ فی الدنیا وقیل خاف ان یاخذہ جبرئیل ویعرفھم حالہ وقیل ظن ان الوقت الذی انظر الیہ قد حضر فخاف ان یقع فی العذاب وانتفع علی نفسہ

وفصل ومن کیدہ

انه يخوف المؤمنين بمن
هو وليائه فاذا جاهدهم
و يأمرونهم بالمعروف و
وينهونهم عن المنكر قال
انما ذلكم الشيطان
يخوف اوليائه فلا
تخافوهم وخافون ان
كنتم مؤمنين اي يخوفكم باوليائه
قال قتادة يعظمهم في صدور المؤمنين فكلما
تخافوهم وخافون ان كنتم مؤمنين فكلما قوي
ايمان العبد زال من قلبه خوف اولياء

یہہ ہی کہ مومنونکو اپنی دوستدارونسے ڈراتا ہی اسلیئے وہ اوسکی رفیقون سے
لڑتے ہین اونکو نیک کام کا حکم کرتے ہین بُری بات سی روکتی ہین اللہ تعالی فرماتا
ہی اِنَّمَا ذٰلِکُمُ الشَّیْطَانُ یُخَوِّفُ اَوْلِیَاءَہُ فَلَا تَخَافُوْہُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ
یہہ جو ہی سو شیطان ہی کہ ڈراتا ہی اپنی دوستون سی سو تم اون سے مت ڈرو اور مجہہ سی ڈرو اگر ایمان رکھتی ہو ۱۲
یعنی تمکو اپنی رفیقونسی ڈراتا ہی اور قتادہ فرماتے ہین کہ اس سی یہہ غرض ہی کہ اپنی
دوستدارونکی بڑائی تمہاری دلونمین ڈالدیتا ہی پس تم اُن سی مت ڈرو اور مجہہ سی ڈرو
اگر ایماندار ہو اس سی معلوم ہوا کہ جسقدر بندہ کا ایمان قوی ہوتا ہی اوسیقدر اُسکی
دل سی خوف شیطان کے یارونکا جاتا رہتا ہی اور جتنا ایمان ضعیف ہوتا ہی اوسیقدر
آدمی کو انکا خوف گاڑہا ہوا کرتا ہی اور ایک مکر شیطانکا یہہ ہی کہ آدمی پر جادو کردیتا
ہی یہانتک کہ جو چیز آدمی کو بہت بڑا ضرر کریگی اسکو اُسکی نظرونمین اچہا کردیتا ہی اوسکو
یہہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ یہہ چیز مجکو سب سے زیادہ مفید اشیای
مین سے ہے اور جو چیز سب سے زیادہ فائدہ کرتی ہے اُس سے آدمی
کی طبیعت کو اُچاٹ کردیتا ہی حتی کہ اوسکو یہہ خیال بندہوتا ہی کہ یہہ چیز مجکو مضر ہی
اِس جادو سی اُسنی بہت سی آدمیونکو لے ڈالا اور بہتونکو ایمان اور احسان سے
اسی سحر سے روکدیا اور اکثر امر باطل کو چکنا کر اچہی شکل مین ظاہر کیا اور حق
کی مذمت کرکے اُسکو بری شکل مین نکالا - پس یہہ وہی شیطان ہی کہ عقلون پر جمنے

الشيطان وكلما ضعف ايمانه قوي خوفه
منهم ومن مكائده انه يسحر العقل
حتى يزين اليه ما يضره اعظم الضرر
فيخيل اليه انه من انفع الاشياء
له وينفره من انفع الاشياء
حتى يخيل اليه انه يضره فلا اله
الا هذا السحر من انسان و
كم حال به بينه و
بين الايمان والاحسان و
كم جلى الباطل
وابرزه في صورة حسنة
وشنع الحق واخرجه
في صورة مستهجنة فهو الذي

جادو کر دیا ہی اور عقل والونکو مختلف بدعتون اور شاخ در شاخ تجویزون مین ڈالدیا اور اُنسی مہلک راستی مثل بیٹیون کے زندہ درگور کرنے اور ماؤن سی نکاح کرنیکی طی کرائی اور باوجود کفر اور بدکاری اور نافرمانی کے اونسی وعدہ کردیا کہ تمکو بہشت ملیگی اور شرک کو تعظیم کیصورت مین اُنپر ظاہر کیا اور خدا تعالی کے بیکار جاننی کو پاک جاننی کے قالب مین اُنکو سمجہا دیا اور اچہی بات کی حکم نکرنے اور بُری بات سی نروکنی کو اس پیرایہ مین کیا کہ یہ خوش خلقی اور لوگونسی میل کی بات ہی اور اس آیت پر عمل ہی کہ علیکم انفسکم اور جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائی اوس سے روگردانی کو اپنی آپ سی زیادہ جاننی والیکے تقلید کی شکل مین اونکو بتایا۔ غرضکہ یہہ ہی ابلیس ہے جسنے آدم و حوا علیہما السلام ہماری ماباپ کو جنت مین سی نکالا یہی قابیل کا ساتھی تھا جب وسنی اپنی بھائی ہابیل کو قتل کیا اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوم جب ڈبائی گئی اور قوم عاد جب نہایت تیز آندہی سی تباہ ہوئی اور حضرت صالح علیہ السلام کی قوم جب چیخ سی ہلاک کی گئی اور حضرت لوط کی امت جب زمین مین دہسائی گئی اور پیچہی سی پتھر پڑی اور فرعون اور اوسکی قوم جب خوب پکڑ پکڑی گئی سب کا ساتھی بھی ملعون تہا اور جنگ بدر مین مشرکین قریش کا یار تھا اور ہر ہلاک ہونیوالے اور مبتلا شخص کا ساتھی ہی **فصل** اول مکر اور فریب اس دغاباز کا یہہ ہوا کہ اُسکی

بسحر العقول فالقى بهم في الاهواء المختلفة و الآراء المتشعبة وسلك بهم سبل الوخام وادلتهم ونكاح الامهات وعلمهم الفوز بالجنان مع الكفر و الفسوق والعصيان وابرز لهم الشرك في صيغة التعظيم والتعطيل في قالب التنزيه وترك الامر بالمعروف والنهي عن المنكر في قالب حسن الخلق والتودد الى الناس والعمل بقوله تعالى عليكم انفسكم والاعراض عما جاء به الرسول صلى فقالب لتقليد ابليس هو اعلم منه فهو صاحب الابوين حين اخرجهما من الجنة وقابيل حين قتل اخاه وقوم نوح حين غرقوا وعاد حين اهلكوا بالريح العقيم وقوم صالح حين اهلكوا بالصيحة وقوم لوط حين خسف بهم واتبعوا بالحجارة وفرعون وقومه حين اخذوا الاخذة الرابية وصاحب قريش في يوم بدر وصاحب كل الهالكات و الممتحنين فصل واول كيد ومكر انه

۱۳ مطلب شیطان

ماباپ کو فریب یا جہوٹی قسمون سے کہ مین تمہاری خیرخواہی کرتا ہون چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہی فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِنْ
پہر بہکایا شیطان نے تا کہولے انپر جو ڈہنکے تہے اونسے اونکے
سَوْآتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ
عیب اور وہ بولا تمکو جو منع کیا ہے رب تمہارے نے اس درخت سے مگر یہہ کہ کبہی ہو جاؤ فرشتے یا ہو ہمیشہ
وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ اور فریب دینے کی وجہ یہ ہوئی کہ
جینے والے اور انکے پاس قسم کہائی کہ مین تمہارا دوست ہون پہر ڈگلایا انکو فریب سے ۱۲
شیطان نے معلوم کرلیا کہ یہ دونو جنت مین ہمیشہ رہنا چاہتے ہین اور اوسکی
مکر کا دروازہ یہی ہے جسمین وہ گہستا ہے یعنی انسان کی خون کی جگہہ مین پہرکر اوسکی
نفس سے ملجاتا ہے اور جس چیز کی رغبت اور محبت نفس مین پاتا ہے اوسکو معلوم
کرلیتا ہے پس اوسی راہ سے اوسپر داخل ہوتا ہے اور انسانون سے جو اوسکے بہائی اور
یار ہین اُنکو بہی سکہا دیتا ہے کہ اگر تم اپنا مطلب فاسد کسی سے نکالنا چاہو تو اسی راہ
سے اوسکے پاس آؤ اور جو چیز اوسکو محبوب ومرغوب ہو اوسکو اوسکی نظر مین
اچہا کرو اور حضرت عبد اللہ بن عباس آیت مذکورہ بالا مین ملکین لام کی کسرہ
سے پڑہا کرتے تہے اور فرمایا کرتے کہ آدم وحوا علیہما السلام نے یہہ طمع تو نہین کی
تہی کہ فرشتون سے ہو جاوین مگر بادشاہ ہونیکی تاک مین تہے اسی جہت سے شیطان
اونکے پاس ملک کیطرف سے آیا اور اس قول کی تائید اس آیت سے ہوتی ہے
هَلْ أَدُلُّكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَا يَبْلَى اوس درخت کو اُن دونو کے فریب دینے کے لئے
بہلا بتاؤن تمکو درخت سدا جینے کا اور بادشاہی جو پرانی نہو ۱۲

كاد الا العوبنا بالايمان لكان نجيا انه ناصح لهما قال تعالى فوسوس لهما الشيطن ليبدي لهما ما وري عنهما من سوآتهما وقال ما نهاكما ربكما عن هذه الشجرة الا ان تكونا ملكين او تكونا من الخالدين وقاسمهما اني لكما لمن الناصحين فدلهما بغرور وذلك لما عرف منهما من محبة الخلود فيها وهذا باب كيده الذي يدخل منه فانه يجري من ابن ادم مجرى الدم فيجيء اليه نفسه ويعين منها ما تحب وتهواه فيدخل من ذلك الطريق ويعلم اخوانه واولياءه من الانس اذا ارادوا اغراضهم الفاسدة ان يدخلوا على من ارادوا من هذا الباب فليحسنوا له الذي يحبونه ويميل هواه اليه وكان عبد الله بن عباس يقول لم يطمعا ان يكونا من الملائكة ولكن استشرفا ان يكونا ملكين وكان يقرأ ملكين بكسر اللام فانهما من جهة الملك ويؤيده قوله تعالى هل ادلك على شجرة الخلد وملك لا يبلى وسماها شجرة الخلد

آية ١٣ ع

وغرہ وخدعهما و منه ورث اتباعه تسمية الامور المحرمة بالاسماء التي تحب النفوس مسمياتها فسموا الخمر ام الافراح وسموا اخاها بلقيمة الراحة والربو بالمعاملة والمكوس بالحقوق السلطانية وسموا اقبح الظلم شرع الديوان وسموا جحد صفات الرب تنزيها ومجالس الفسوق مجالس الطيبة ولما اقسم لهما اجتمعت الشهوة والشبهة

ہمیشہ رہنی کا درخت کہا اور جو لوگ شیطان کے پیرو ہین اونہوں نے اوس سے
یہہ سیکھا ہی کہ حرام چیزون کے نام ایسے رکھے ہین جنکے معانی نفسونکو اچھے معلوم
ہون مثلاً شراب کا نام رکھا ام الافراح یعنی خوشیونکی جڑ اور اوسکے بہائی
کا نام چین کا نوالہ اور سود کا نام معاملہ اور محصولونکا نام حقوق شاہی اور سب سے
بڑی اندہیر کا نام دستور عدالت اور صفات پروردگار سے منکر ہونیکا نام تنزیہ اور
فسق کی مجلسونکا نام پاکیزہ مجلسین (جیسے فارسی مین مجلس نشاط کہتے ہین) اور
جب شیطان نے حضرت آدم و حوا علیہما السلام کے سامنے قسم کہائی تو خواہش
اور شبہہ دونون جمع ہوے اسیلیئے دونو کو خواب غفلت نے لیلیا اور اسیطرح
یہہ ہوا کہ اُس ملعون نے اپنے قول کو طرح طرح تاکیدون سے مضبوط کیا کہ قسم
کہائی اور حرف اِنَّ سے اوسکی تاکید کی اور معمول یعنی لکما کو مقدم کیا جو
مفید تخصیص ہے اور صیغہ اسم فاعل سے بولا جو مفید ثبوت ہے اور اوسپر لام تاکید
زیادہ کیا اور لَمِنَ النّٰاصِحِینَ کہنے سے یہہ بھی نکلتا ہے کہ اس جیسی بات کے ناصح
بہت سے ہوتے ہین آور یہی حال اوسکے یارون اور اوسکی جماعت کا ہوتا ہے
جسوقت وہ ایماندارونکو فریب دیتے ہین جیسا کہ منافقون نے کہا تہا
نَشْہَدُ اِنَّکَ لَرَسُولُ اللّٰہِ کہ اپنے قول کی تاکید شہادت اور اِنَّ اور لام سے کی تہی

ہم گواہی دیتے ہین کہ تو بے شک رسول ہے اللہ کا

مکر شیطان

فاخذتهما سنة الغفلة واكد عدو الله فعاله لهما بانواع من التاكيد بالقسم وان وتقديم المعمول المفيد للاختصاص واسم الفاعل المفيد للثبوت واللام ولعله من الناصحين مثل ذلك المتشبعين ان الناصحين مثله كثيرون وهكذا اولياءه وجنده عند خداعهم للمؤمنين كما قال المنافقون نشهد انك لرسول الله فاكد كلامهم بالشهادة وان واللام

قوله تعالى ويحلفون
بالله انهم لمنكم
ودلاهما فقال
ابو عبيدة خذلهما
وخلاهما
تدلية الدلو في البئر
ارسالها في البئر ليروي
الرجال العطشان يتدلى في البئر
منها وقيل جرأهما واصله دللهما
من الدال الى الهمزة الجرأة فقال
مطرف بن عبد الله قال
هبطت انى خلقت قبلكما
وانا اعلم منكما
فاتبعاني ارشدكما
فهما وانما يخدع المؤمن
بالله وفي الصحيح ان عيسى
عليه السلام راى رجلا
يسرق فقال سرقت
فقال لا والله الذي لا
اله الا هو فقال المسيح
امنت بالله و
كذبت بصري
قيل لما حلف لهما

اِسیطرح اس آیت مین تاکید ہی وَیُحلِفُونَ بِاللّٰہِ اِنَّہُم لَمِنکُم اور یہہ جو آیت
اور قسم کہاتے ہین الله کی کہ وہ بیشک تم مین سے ہین ١٢
مین مذکور ہوا فدلاہما ابو عبیدہؒ اسکے معنی فرماتے ہین کہ رسوا کیا آدمؑ حوا
کو اور چہوڑ دیا اونکو اور یہہ لفظ مشتق ہی تدلیۃ الدلو سی جسکے معنی کنوئین مین
ڈول ڈالنے کے ہین اور اوسکی اصل یہہ ہی کہ پیاسا آدمی کنوئین مین ڈول
ڈالتا ہی تاکہ اوس سی سیراب ہوا اور بعضون نے کہا ہی کہ اسکی معنی یہہ ہین کہ
جُرأت دلائی اُن دونوکو اور یہہ لفظ مشتق دالّہ سی ہی جسکے معنی جُرأت کے
ہین اصل مین دَلَّلَہُمَا تہا ایک لام الف سی بدلگیا مطرف بن عبد اللہؒ فرماتے
ہین کہ شیطان نے حضرت آدمؑ حوا سی یہہ تقریر کی کہ مین تم دونو سی پیشتر پیدا
ہوا ہون اور تم دونو سی زیادہ جانتا ہون تو تم میری پیروی کرو مین تمکو
ٹہیک راہ بتاؤنگا اور اسپر آنکے سامنی قسم خدا کی کہائی ایماندار کو یہہ ملعون
خدا تعالی ہی کا نام لیکر فریب دیتا ہی چنانچہ ایک حدیث صحیح مین وی ہی کہ حضرت
عیسی علیہ السلام نے کسی شخص کو چوری کرتے دیکہا پس آپنے اُس سی فرمایا کہ
تونے چوری کی اُسنے کہا کہ نہین مجکو قسم ہی اُس ذات کی جسکے سوا کوئی معبود
نہین حضرت عیسیؑ نے فرمایا کہ مین اللہ پر یقین لایا اور اپنی آنکہہ کو جہٹلایا
بعضون نے اس حدیث کے یہہ معنی کہی ہین کہ جب اُس شخص نے آپکے سامنی قسم

قسم کھائی تو آپنے جائز رکھا کہ اوسنے اپنا ہی مال لیا ہوگا مینے اُسکو چوری
سمجھا اور یہہ ایک تکلف ہی بلکہ اصل یہی ہی کہ اللہ تعالی کا رتبہ حضرت عیسیٰ ع
کے دلمین اس بات سے زائد تہا کہ کوئی اوسکی جہوٹی قسم کہاوی تو جب اوسنے قسم
مین مبالغہ کیا تو آپنے تہمت کو اپنی آنکہہ کیطرف ہٹا دیا **فصل** و شیطان کا
مکر عجیب ہی یہہ کہ نفس کیطرف دیکہتا ہی اگر اوسکی قوت مین پیشقدمی اور بلند ہمتی
غالب دیکہتا ہی تو جس چیز کا حکم الہی ہوتا ہی اوسکو اوسکی ہمت کی سامنی تہوڑا
اور حقیر کر دیتا ہی اور آدمی کو یہہ وہم دلاتا ہی کہ اسقدر کافی نہین اسکی ساتہہ
کچہہ مبالغہ اور زیادتی بہی ضرور ہی اور اگر نفس پر سرکشی غالب دیکہتا ہی تو ہمت
کو مقدار مامور سے کاہل اور سست کر دیتا ہی یہانتک کہ آدمی اوسکو چہوڑ بیٹہتا ہی
یا اوسمین کوتاہی کرتا ہی بعض اکابر سلف فرماتے ہین کہ جس باتکا خداوند پاک
نے حکم فرمایا ہی اوسمین شیطان کے دو وسوسے ضرور ہی ہوتے ہین یا تو کمی اور
کوتاہی کیطرف یا زیادتی اور مبالغہ کیطرف اور ان دونوین سے جس
جیت جاوے کچہہ مضائقہ نہین کرتا اکثر لوگ اسی کمی اور بیشی کے جنگلون مین
کہپ گئے ایسے کم ہین جو اس رستہ پر چل رہی ہون جسپر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تہے دیکہو بعضون کو گہٹایا تو طہارت کے واجب بہی اچہی طرح ادا نہین

یجوز ان یکون قد اخذ ماله فظنه المسیح سرقة و هذا تکلف وانما کان الله سبحانه في قلب المسیح اجل من ان یحلف به کاذبا فرد التهمة الی بصره لما اجتهد في الیمین **فصل** ومن کید العجیب انه ینظر الی النفس فان رای الغالب علی قوتها الاقدام وعلو الهمة قال عند … وحقره واوهم صاحبها انه لا یکفیه بل یحتاج معه الی مبالغة وزیادة وان رای الغالب علی النفس الاحجام والجبن فتبطه ونقصه … قال بعض السلف ما امر الله سبحانه بامر الا وللشیطان فیه نزعتان اما الی التفریط والتقصیر واما الی التجاوز والغلو ولا یبالی بایهما ظفر وقد اقتطع اکثر الناس في وادی التقصیر ووادی التجاوز فقال منهم علی الصراط الذی کان علیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقصر بقوم عن واجبات الطهارة

کرتے اور بعضونکو بڑہایا تو وسواس مین سے ڈالا کچہہ لوگونکو ایسا کم
کردیا کہ زکوۃ اور صدقہ واجب اپنی مال سی نہین نکالتے اور کچہہ کو ایسا بڑہایا
کہ جو کچہہ اُنکے پاس تہا دی دلاکر لوگونکے ذمہ بھاری ہو بیٹہی کسی قومکو نبیون
کے بابمین اتنا ناقص کیا کہ اُنہونے پیغمبرونکو قتل کرڈالا اور کسیکو اتنا
مبالغہ دیا کہ اُنکی پرستش کرنے لگی بعضونکو لوگونسے ملنی مین اتنا کم کیا کہ وہ
جمعہ اور جماعت اور علم کی مجلسون سے بھی کنارہ کش ہوئے اور بعضونکو یہہ زیادتی
اسباب مین دی کہ ظالمون اور گناہگارون تک میل پیدا کیا ایک قوم کو
یہہ دبایا کہ وہ چڑیا اور بکری جنکو خدا تعالی نے کہانیکے لئے حلال کیا ہی ذبح
کرنی روا نہین رکہتی اور دوسری قوم کو اتنا اُبہارا کہ وہ ناحق خون کرتے
ہین ایک لوگونکو یہہ گہٹایا کہ وہ آدمی کی غذا چہوڑ ساگ پات پر کفایت
کرتے ہین اور دوسرونکو یہہ بڑہایا کہ حرام خالص سی پیٹ بہرتے ہین کسی
قوم کو سنت نکاح کرنیسے گہٹا دیا اور کسیکو ارتکاب حرام پر بڑہا دیا کچہہ
لوگونکو اتنا گہٹایا کہ اُنہونے مشائخ پر ستم کیا اور اُنکی حقارت کی اور کچہہ
اتنا بڑہایا کہ اُنہونے خدا تعالی کے ساتہہ مشائخ کی عبادت کی بعض کو اتنا
کم کیا کہ اُنہون نے کسی عالم کا قول نمانا اور بعض کو اتنا زیادہ کیا کہ جو کچہہ

ونجاوز باخرين الى الزيادة
في الوسواس وقصر بقوم عن
اخراج الواجب الاموال ونجاوز
بقوم حتى اخرجوا جميع ما
بايديهم وقعدوا واتكلوا على
الناس وقصر بقوم عن
الانبياء حتى قتلوهم ونجاوز
باخرين حتى عبدوهم وقصر بقوم عن
الناس حتى اعتزلوا الجمعة و
الجماعات ومواقف العلم ونجاوز
باخرين حتى خالطوا اهل
الظلم والمعاصي وقصر بقوم عن

ذبح عصفور وشاة احلها الله للاكل
ونجاوز باخرين حتى اراقوا الدماء المعصومة
وقصر بقوم عن تناول طعام الآدمي فاكتفوا
بالعشب وبنات البرية ونجاوز باخرين
فتناولوا الحرام الخالص وقصر بقوم عن فعل
سنة النكاح ونجاوز باخرين حتى ارتكبوا
الحرام وقصر بقوم حتى جفوا
الشيوخ وحقروهم ونجاوز
باخرين فعبدوهم مع الله و
قصر بقوم فلم يقبلوا
اقوال احد من اهل العلم
ونجاوز باخرين حتى

عالمون نے حلال کیا اوسکو اونہون نے بھی حلال کیا اور جسکو عالمون نے
حرام کیا اوسکو انہون نے حرام کیا ایک قوم کو اتنا ناقص کیا کہ اہل بیت نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کی اور اونکے حقوق بجا نہ لائی اور انکا مار ڈالنا
جائز سمجھا اور ایک کو اتنا مبالغہ دیا کہ اہل بیت مین نبوت کی خواص کے مدعی
ہوئی اور بعض اوقات انکی خدا ہونے کا دعوی کر بیٹھے یہود کو حضرت عیسی علیہ السلام
کے باب مین اتنا گھٹایا کہ اونہون نے آپکو جھٹلایا اور آپکی مان کو وہ عیب لگایا
جس سے خدا تعالی نے انکو بری فرمایا اور نصاری کو آپکے باب مین اتنا بڑہایا کہ
وہ آپکو خدا کا بیٹا کہکر پرستش کرنے لگی ایک قوم کو یہانتک گھٹایا کہ وہ اسباب
اور قوتون اور طبیعتون اور مزاجون کے منکر ہوئی اور دوسرونکو ایسا بڑہایا
کہ انہون نے ان چیزونکو امر لازم ٹھہرایا جسکی تغیر اور تبدیل ممکن نہین - اور
بعضون نے کبھی ان اشیا کو تاثیر مین مستقل مانا اور ایک قوم کو اتنا گھٹایا کہ
لوگون کے سامنے اپنی اعمال نیک ظاہر کئے اور دوسرونکو اتنا بڑہایا کہ انہون نے
اپنی بری باتین اور جو اعمال کہ عزت کو زائل کرین ظاہر کئے اور اپنا نام فرقہ
ملامتیہ رکہا غرضکہ شیطان کے مکر کا یہ دروازہ نہایت چوڑا ہے ÷

فصل اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ کچھہ لوگونکو کمی رائین اور مختلف خیالات

بتادی ہین یہانتک کہ اونکے دلمین یہ ڈالدیا ہے کہ خدا تعالی کا کلام پاک ظاہر
ہی یقین کا مفید نہین بلکہ یقینی باتین وہ ہین جو امور عقلی اور حکمت کی طریق
باکلام والونکے ڈہنگ ہین اس نظر سے شیطان نے اونکی راہ ماری کہ فانوس
قران سے نور ہدایت ویقین اونکو حاصل نہونے دیا اور یونان کے منطق کیطرف
انکو پہیر دیا یہانتک کہ قران مجید کو پس پشت ڈالکر اونہین خیالات کیطرف
جھکے جو ذہنونکی میل اور فکرونکی نجاست اور تاریک حیران دلونکی پہینکے ہوئے
جہاگ ہین تو اب یکہنا چاہیے کہ شیطان نے ایکو فریب مین کسطرحکی نرمی برتا
ہے کہ ان لوگونکو ایمان اور دین سے ایسا باہر کردیا جیسا آٹے مین سے بال
نکالدیتے ہین **فصل** دوسرا ایک مکر اوسکا وہ ہے جو جاہل صوفیونکو ظاہر شریعت کے
خلاف وبیہودہ باتین دلمین ڈالدیتا ہے اور ان باتونکو کشف خیالات کے پیرایہ مین
اونپر ظاہر کرتا ہے اور اونکی جیمین ڈالدیا ہے کہ علم کے سوا ایک اور راہ ہے اگر
اوسپر چلوگے تو آنکہہ سے دیکہہ لینے کے مرتبہ پر پونہچ جاوگے اور حدیث
و قران کی کچہہ حاجت نہ پڑیگی اس بنا پر انکی نظر دنیین سیاہنکو اچہا کردیا کہ
نفسونکی ریاضت اور اخلاق کی درستی کرین اور جب عالمین کہ دنیا والے
رئیس اور عالم ہین اوس سے علحدہ رہین اور دلکو ہر ایک چیز سے خالی کرین تاکہ

اوسمین حق خود بخود بے واسطہ منقش ہو جاوے۔ پس جب دل اوس علم کے نقش
سے خالی ہوتا ہے جسکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین تو شیطان اوسمین
جسطرحکی استعداد دیکھتا ہے ویسا ہی نقش باطل یا تو نکالکر دیتا ہے یہانتک کہ اوسکے
نزدیک اس نقش کو ایسا کر دیتا ہے کہ گویا آنکھہ سے سوجھتا ہے پہر جب علما وارث
پیغمبر اون لوگون پر اوس امر باطل کا انکار کرتے ہین تو وہ جواب دیتے ہین کہ
تمکو علم ظاہر ہے اور ہمکو کشف باطن ظاہر شریعت تمہارے پاس ہے اور باطن حقیقت
ہمارے پاس اور چونکہ شیطان اونکے دلونکو خوب قابو مین کرلیتا ہے تو اونکو کتاب اللہ
اور حدیث سے کہینچکر انہین خیالات پر لا ڈالتا ہے اور یہہ وہم دلاتا ہے کہ یہہ باتین
کہلی ہوئی آیتین ہین اور اللہ تعالی کیطرف سے الہام اور ربانی ہوئی ہین اسلیئے وہ
کتاب وسنت پر انکو پیش نہین کرتے اور بجز انکے مان لینے کے اور کوئی بات کرین
اور جسقدر کہ وہ لوگ قران وحدیث سے روگردانی اور دوری مین بڑہ جاتے ہین
اوسیقدر شیطانکو اونکے دلونپر زیادہ جیت ہوتی ہے **فصل** اور ایک مکر اوسکا
یہہ ہے کہ آدمی کو ایسے شخصونسے خوش خلقی اور خندہ روئی اور اچہی طرح بولنے کو
کہتا ہے جنکی بدی سے رہائی بجز منہ بگاڑنے اور ترش روئی اور انسے روگردانی
کے نہو پہر اسکے بعد آدمی کو انکی بدی اور فتنہ سے بچنا مشکل ہوجاتا ہے اور

ينتقش فيه الحق بلا واسطة فلما خلا القلب من صورة العلم الذي جاء به الرسول نقش فيه الشيطان بحسب ما هو مستعد له من انواع الباطل حتى جعله كالمشاهد فاذا انكر عليهم ورثة الرسل قالوا لكم العلم الظاهر ولنا الكشف الباطن ولكم ظاهر الشريعة وعندنا باطن الحقيقة ولما تمكن هذا من قلوبهم سلخها من الكتب والسنة والآثار واحالهم على ذلك الخيالات واوهمهم انها من الآيات البينات وانها من قبل الله الهامات وتعريفات فلا تعرض على الكتاب والسنة واعمالهم وكلما ازدادوا بعدا وكلما كان هذا عن القران وما جاء به الرسول كان اعظم فتح الشيطان فيهم

فصل ومن مكائده انه يامر باظهار حسن الخلق وطلاقة الوجه وحسن الكلام لمن لا يتخلص منه الا بالعبوس والتعبيس والاعراض عنه ثم بعد ذلك يصعب عليه التخلص من شره وفتنته

ايضا من مكائده

ومن هنا امر اطباء القلوب
بالاعراض عن اهل البدع و
ترك السلام عليهم وكذا من
يخاف الفتنة بملاقاته من
النساء والمرد وقالوا
متى كشفت للمرأة والصبي
عن بياض اسنانك
هنالك والمرام بعد ان يقع
يكشف الغطاء الى ذلك ان ينفتح
الداعي من الله عن ...
الى باب الشر بينه وبين صاحبه
ويعكس ذلك في معاملة الصالحين
فيحرم العبد صالح ادعيتهم
وميل قلوبهم فيفتح له باب الشر ويغلق
عنه باب الخير **فصل** ومن مكائده انه
يأمرك باعزاز نفسك وصونها حيث يكون
رضى الرب في اذلالها وابتذالها كجهاد الكفار
والمنافقين وامر الفجار والظلمة بالمعروف ونهيهم
عن المنكر فيخيل اليك ان ذلك
تعريض لنفسك
الى مواطن الذل
وتسليط الاعداء
وطعنهم فيك فيزول
جاهك فلا يقبل منك
بعد ذلك ولا يسمع منك

اسیوجہ سی دلکے طبیبون نے بدعت والون سی روگردانی اور اُنکو سلام نکرنیکی
نصیحت فرمائی ہی اور اسیطرح جنکی ملاقات سی مبتلا ہونیکا خوف ہو مثلا عورتون
اور امردونسی بھی کنارہ کرنیکو فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جب تم عورتون خواہ لڑکون
کے سامنی اپنی دانتونکی سفیدی ظاہر کروگے تب تمکو حقیقت اس منع کی معلوم
ہوگی اور مقصود اوس دشمن خدا کا اسطرف بلانیسی یہہ ہی کہ وہ اُن دونوں مین سی
کرسکی اور اپنا مطلب نکالے اور صالحونکی معاملہ مین وہ اسکی برخلاف کیا کرتا ہے
یعنی بندہ کو نیکبختونکی اچھی دعاؤن اور اونکی دلونکی توجہ سی محروم رکھتا ہی
پس اوسکی لئی دروازہ شر کا کھولتا ہی اور خیر کا بند کردیتا ہی **فصل** اور ایک
اوسکا مکر یہہ ہی کہ آدمی کو اپنی نفس کی عزت اور حفاظت کا حکم وہان کرتا ہی
جہان پروردگار کی خوشی نفس کی ذلت اور مستعمل کرنیمین ہو مثلا کافرون
اور منافقون سی لڑنی مین اور بدکارون اور ظالمونکو اچھی بات بتلانے
اور بُری بات سی روکنی مین یون خیال دلاتا ہی کہ ان باتون سی تو اپنی نفس کو ذلت
کی جگہونمین ڈالتا ہی اور دشمنونکو اپنی اوپر غالب کرتا ہی اور اُنکی طعنی اپنی اوپر لیتا
ہی اسکا انجام یہہ ہوگا کہ تیری عزت جاتی رہیگی بعد اسکی نہ کوئی تیری بات مانیگا
نہ تیرا قول سنیگا۔ اور جسجگہہ نفس کی بہتری عزت حفاظت مین ہوتی ہی وہان

اوسکے ذلیل و خوار کہنی کو کہتا ہی مثلاً آدمی کو کہتا ہی کہ رئیسون کے سامنی
ذلیل بنا رہ اور اُنکی لئی اپنی نفس کی اہانت کر اور دلین یہہ ڈالدیتا ہی کہ
تو اس امر کے اختیار کرنیسے اُنکی باعث اپنی نفس کی عزت کرتا ہی اور کسی شاعر
کا قول یاد دلاتا ہی ؎ کرون ہون خوار اپنا نفس لوگونمین تاکہ پاوی وہ
اُنسی عزت + نہ نفس ہرگز بزرگ ہووی کرینہ اوسکی توگر اہانت + اور اس
شاعر نے غلطی کی ہی اسلئی کہ یہ امر بجز خدا تعالی کے اور کسیکو زیبا نہین
اوسکی ذات پاک ایسی ہی کہ بندہ جسقدر اپنی نفس کو اُسکی سامنی ذلیل کرے
اوسیقدر وہ اُسکا اکرام و عزت فرماوی بخلاف مخلوق کی کہ اوسکی سامنی اپنا
نفس کو ذلیل کروگی تو تناہی خالق کے نزدیک اور اُنکی دوستونکی نزدیک ذلیل و خوار ہوگی
فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ آدمی سی کہتا ہی کہ کسی مسجد یا مسافر خانہ
یا گوشہ یا مزار مین بیٹھ رہ اور اوسکو اوسی جگہہ قید کردیتا ہی اور کہتا ہی کہ اگر
تو یہان سی نکلیگا تو لوگونکی سامنی بیقدر ہو جاویگا اور اُنکی نظرون سے گر جاویگا
اور غالب راستہ مین کوئی بات خلاف شرع دیکھیگا اور اسطرح کہنی مین
اوسکی بہت سی غرضین پوشیدہ ہین منجملہ اونکے اپنی آپکو بڑا جاننا اور
لوگونکو حقیر سمجھنا اور ریاست کا جمنا بشرطیکہ اوسکے عندیہ مین لوگون سی ملنی ریاست

ملتی ہو اور وہ یہہ چاہتا ہو کہ مجہسی لوگ ملین مین ملون اور میری پاس آوین
مین اونکے پاس نجاون اور امراء میرے پاس آکر دست بوسی کرین اس خیال
سی واجبات کو اور اللہ تعالی کی تقرب کی چیزونکو چہوڑکر اُنکی عوض وہ امور
کری جس سی لوگ اوسکی پاس آوین حالانکہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
بازار مین تشریف لیجاتے تھی بلکہ بعض حدیث کی یاد کرنیوالے فرماتے ہین کہ آپ
اپنی حاجت کی چیز خرید فرماتے اور اوسکو اپنی آپ ہی لے آتے چنانچہ اس امر
کو ابو الفرج جوزی وغیرہ نے ذکر کیا ہی اور حضرت ابو بکرؓ بازار مین کپڑی لیکر
جاتے اور بیچتی اور خریدتے اور حضرت عبد اللہ بن سلامؓ اپنی سر پر لکڑیونکا بوجہ
اُٹھائی ہوئی نکلی لوگون نے پوچہا کہ آپ ایسا کیون کرتے ہین آپکو تو اللہ تعالے
نے اس امر سی بے پروا کیا ہی آپنے فرمایا کہ مینے یہہ چاہا کہ اس کام سی کبر
کو دفع کرون اسلئے کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سُنا ہی کہ یون
فرماتے تھی کہ جس بندہ کے دلمین ایک ذرہ بہر کبر ہوگا وہ جنت مین نجاویگا
اور حضرت ابو ہریرہؓ اپنی کا ہونکی متکفل خود ہوا کرتے حالانکہ مدینہ منورہ کے
حاکم تھی اور فرمایا کرتے کہ اپنی حاکم کو جگہہ دو اپنی امیر کو راہ دو اور حضرت عمر
بن خطابؓ اپنی عہد خلافت مین کسی کام کو پیادہ پا باہر تشریف لیگئی اور تہک گئی

وهو يحب ان يزار ولا يزور ويتقصد من الناس ان يقصدوه ويحب ان يجيء الامراء اليه ويقبل يده وتلك من العجائب ... وما يقرب الناس اليه وقد كان رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يخرج الى السوق وقال بعض الحفاظ وكان يشتري حاجته ويحملها بنفسه ذكره ابو الفرج بن الجوزي وغيره وكان ابو بكر يخرج الى السوق ويحمل الثياب ويبيع ويشتري وخرج عبد الله بن سلام وعلى راسه حزمة حطب فقيل له ما يحملك على هذا وقد اغناك الله تعالى فقال اردت ان ادفع به الكبر فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول لا يدخل الجنة عبد في قلبه مثقال ذرة من كبر وكان ابو هريرة يحمل الحطب على ظهره وهو امير المدينة ويقول افسحوا للامير افسحوا للامير وخرج عمر بن الخطاب رضي الله عنه يوما ماشيا لحاجة له ... فاعيى

پس ایک لڑکے کو ایک گدہی پر سوار دیکھا اُس سے فرمایا کہ لڑکے مجھے بھی سوار کرلے
کہ مین تھک گیا ہون وہ لڑکا سواری سے اُتر پڑا اور عرض کیا کہ آپ سوار رہو لین
آپنے فرمایا کہ نہین تو سوار رہو مین تیرے پیچھے بیٹھونگا چنانچہ اوسکے پیچھے بیٹھکر
مدینہ منورہ مین تشریف لائے اور لوگ آپکو دیکھتے تھے۔ اور ایک مکر اُسکا یہہ ہے
کہ لوگونکو بہکاتا ہے کہ اس شخص کا ہاتھہ چوموا اور اوسکی تعریف کرو اور اُس سے
اپنے لئے دعا چاہو تاکہ اوسکو اپنا نفس اچھا معلوم ہونے لگے پہر اگر بالفرض اُس سے
کوئی کہے کہ تم زمین کے اوتادون سے ہو اور اُن لوگون سے جنکو اللہ کیطرف وسیلہ
کرکے اُنکی طفیل سے خدا تعالی سے سوال کرتے ہین تو وہ شخص اُسبات کو سچ سمجھیگا
حالانکہ ساری خرابی اسیمین ہے اور اگر اسکے بعد لوگون سے کسی کو بھی
اپنی جانب سے کنارہ کرتے دیکھیگا تو رنجیدہ ہوگا اسطرحکا شخص کبیرہ گناہ
پر اصرار کرنیوالون سے بھی زیادہ بُرا ہے اسلئے کہ وہ اُسکی نسبت کر سلامتی کی
طرف قریب ترین ہے **فصل** اور ایک مکر شیطانی یہہ ہے کہ وہ ارباب عزلت
اور زہد وریاضت کو اپنے خیال پر بدون حکم شرع کے عمل کرنا اچھا کر دیتا ہے
اُن لوگونکا قول ہے کہ دل جب اللہ تعالی کے ساتھہ محفوظ رہتا ہے تو اوسکے
خیالات اور اندیشے خطا سے بچے رہتے ہین اور یہہ نہایت بڑا دہوکا ہے

فرأى غلاما على حمار فقال يا غلام احملني فقد اعييت فنزل الغلام عن الدابة فقال لا اركب يا امير المؤمنين فقال لا اركب انت وانا خلفك فركب خلفه الغلام حتى دخل المدينة والناس يرونه ومن كيده انه يغري الناس بتقبيل يده والثناء عليه وسؤاله الدعاء حتى تعجبه نفسه فلو قيل له انك من اوتاد الارض وممن يتوسل به

ومن مكائد الشيطان

الى الله ويقبل الله به صدق ذلك فيه واذا راى بعد ذلك من احد من الناس تجافيا عنه وجد من ذلك وهذا انشر الناس حالا وكان اقبح حالا من المصرين على الكبائر واقرب الى السلامة منه **فصل** ومن كيده انه يحسن لارباب الخلوة والزهد والرياضة العمل بما يخطر لهم من دون تحكيم الشرع ويقولون القلب اذا كان محفوظا مع الله تعالى كانت هواجسه وخواطره معصومة من الخطأ وهذا من ابلغ الكيد

اسلیئے کہ خیالات واندیشونکی تین قسمین ہین ایک رحمانی دوم شیطانی سوم نفسانی مثل خواب کی اور بندہ عبادت مین اگرچہ کسی درجہ کو پونہچ جاوی مگر اوسکا نفس اور شیطان اوسکے مرنے تک اوس سے جدا نہین ہوتا اور شیطان آدمی مین خون کی جگہہ چلتا ہی اوس سے بچنا صرف انبیا علیہم السلام ہی کو ہوا وہ لوگ خدا تعالی اور اوسکی مخلوق مین ذریعہ ہین کہ اوسکی امر اور نہی اور وعدہ اور وعید اونکو پہنچاوین اور سوا انبیا کے جو لوگ ہین وہ صواب پر بھی ہوتے ہین اور خطا بھی کرتے ہین حضرت عمر بن خطابؓ جو الہام والون اور رای صائب والونکے سردار تھے کچھہ فرماتے تو اونسے کمتر شخص اوس بات کو رد کرتا اور اگر آپکو غلطی معلوم ہو جاتی تو رجوع فرماتے آپکا دستور تھا کہ اپنے خیالونکو کتاب و سنت پر پیش فرماتے اور محض خیالات پر التفات نکرتے اور ان جاہلون مین سے ایک کو بھی نہین دیکھتے کہ شریعت پر التفات کرتا ہو اپنے خیالات پر حکم کرتا ہی اور کہتا ہی کہ میرا دل میری پروردگار سے یون بیان کرتا ہی اور ہمنے یہہ بات زندہ جاوید سے حاصل کی ہی اور تمنے درمیانی لوگونسے اسیطرحکی گفتگوے بیہودہ کرتے ہین یہانتک کہ کسی نے اس فرقہ کے کسی شخص سے کہا کہ تم عبد الرزاق کے پاس نہین جاتے کہ اونسے کچھہ سنو اوسنے جواب دیا کہ جو شخص ملک خلاق سے سنتا ہو وہ عبد الرزاق سے سنکر کیا کریگا اور یہہ نہایت

فان الخواطر والهواجس ثلاثة
رحمانية وشيطانية ونفسانية
كالرؤيا ولو بلغ العبد من
العبادة والزهد ما بلغ فمعه
نفسه وشيطانه الى الموت
والشيطان يجري من ابن
آدم مجرى الدم والعصمة
انما هي للرسل صلوات الله عليهم
وهم وسائط بين الله وبين خلقه في
تبليغ امره ونهيه ووعده ووعيده
ومن عداهم يصيب ويخطئ و
قد كان سيد الملهمين المحدثين عمر بن الخطاب
يقول الشيء فيرد عليه من هو دونه فيتبين
له الخطأ فيرجع وكان يعرض هواجسه
على الكتاب والسنة ولا يلتفت اليها
ونرى احد هؤلاء الجهال يحكم هواجسه من غير
عرض على الكتاب والسنة ويقول حدثني قلبي عن ربي و
نحن اخذنا عن الحي الذي لا يموت وانتم
اخذتم عن الوسائط وامثال
ذلك من الكلام الباطل حتى قيل
لبعضهم الا تذهب فتسمع من
عبد الرزاق فقال ما يصنع بالسماع
من عبد الرزاق من يسمع
من الملك الخلاق وهذا غاية

جہالت ہی اسلئی کہ خدا سی تو حضرت موسی بن عمران کلیم الرحمن ع نے سُنا ہی ان
لوگونکی گفتگو غالبا شیطان سی ہوتی ہوگی یا نفس یا دونوسی اور جو شخص اپنے
دلمین خواطر کے پڑنیسے یہ سمجھے کہ مجکو حاجت شریعت نبوی کی نہین تو وہ کفر مین
سب سی بڑہکر ہی - حضرت ابن مسعودؓ سی مسئلہ مفوضہ کا مہینا بہر تو پوچھا گیا بعد مہینے
کے فرمایا کہ اسکا جواب اپنی رای سی مین کہتا ہون اگر درست ہوگا تو خدا
تعالی کیطرفسی ہی اور اگر خطا ہوگی تو میری طرفسے اور شیطان کی جانب سی ہی
اللہ تعالی اور اوسکا رسول خطا سے بری ہین - اور حضرت عمر کے منشی نے
آپکے سامنی لکہا کہ یہہ مردہ ہے جو خدا تعالی نے عمر کو بتایا آپنے فرمایا کہ اسکو
مٹادی اور یہہ لکہہ کہ یہہ وہ ہے کہ عمر کے نزدیک مناسب ہی اور یہہ بھی حضرت عمرؓ
کا قول ہی کہ اپنی رایونکو تہمت لگایا کرو اسلئے کہ مین نے ابی جندل کے دن اپنا یہہ
حال دیکہا کہ اگر مجکو مقدور ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کو
ٹالدون تو ٹالدیتا اور صحابہؓ کا اپنی رایون کو اچھا نہ سمجھنا بہت ہی اور مشہور
ہی حالانکہ امت کی نسبت اُنکے دل پاک تر اور علم بہت گہرا اور وساوس
شیطانی سی بہت دور تھے وہ لوگ سنت کے تابع اور اپنی تجویزونکو عیب لگانے
مین امت سی بڑہکر تھے اور ان لوگونکا حال اونکی برعکس ہی اُن راست بازون نے

الجهل فان الذي سمع من الخلق موسى بن عمران كليم الرحمن وتجعل خطابهم ولا من الشيطان او النفس ومنها ومن ظن انه يستغني عما جاء به الرسول بما يلقى في قلبه من الخواطر فهو من اعظم الناس كفرا وقد سئل ابن مسعود عن مسئلة بعد شهر فقال اقول فيها برأيي فان يكن صوابا فمن الله وان يكن خطأ فمني ومن الشيطان والله بريء منه ورسوله وكتب كاتب لعمر بن الخطاب هذا ما ارى الله سبحانه عمر فقال لا امحه واكتب هذا ما رأى عمر وقال ايها الناس اتهموا الرأي على الدين فلقد رأيتني يوم ابي جندل ولو استطيع ان ارد امر رسول الله صلى الله عليه وسلم لرددته

اتهام الرأي

وهم ابر الامة قلوبا واعمقهم علما وابعدهم من الشيطان فكانوا اتباعا للسنة

وسوسون اور اندیشون سے کسی چیز پر توجہ نفرمائی حضرت جنید رح فرماتے
ہین کہ ابو سلیمان دارانی رح نے فرمایا ہے کہ اکثر میرے دلمین ان لوگون کے نکتون مین سے
ایک خاص نکتہ چند روز تک پڑا رہتا ہے مگر مین اوسکو بدون دو سچے گواہون کتاب اور سنت کے
قبول نہین کرتا اور حضرت ابو یزید رح فرماتے ہین کہ اگر تم کسی شخص کو دیکھو کہ
کرامات اتنی دیگئی ہے کہ ہوا مین اڑتا ہے پس اُس سے مغالطہ مت کہاؤ جبتک یہہ
نہ دیکھ لو کہ امر ونہی اور حدود الٰہی کی حفاظت مین کیسا ہے اور حضرت جنید رح نے
فرمایا ہے کہ ہمارا یہہ مذہب کتاب سنت کے اصول کا پابند ہے تو جو شخص کلام مجید
یاد نرکھے اور حدیث نہ لکھے اور نہ سمجھے اوسکی پیروی نکیجاوے اور ابو بکر دقاق رح
فرماتے ہین کہ جو شخص امر ونہی کے حدود کو بظاہر تلف کرے وہ دل کے مشاہدہ
سے باطن مین محروم رہیگا۔ اور ابو الحسن نوری رح کہتے ہین کہ جس شخص کو دیکھو کہ خداتعالیٰ
کے ساتھ ایسے حال کا مدعی ہو جو علم شرعی کی حد سے اوسکو خارج کردے تو اوسکے
قریب مت جاؤ اور جسکو ایسے حال کا مدعی دیکھو کہ ظاہر کی حفاظت اوسکی شاہد نہو
تو اوسکو دین پر تہمت لگاؤ اور ابو سعید خراز رح فرماتے ہین کہ جس باطن کا ظاہر مخالف
ہو وہ بیکار ہے اسکے سوا انکے بہت اقوال ہین ابو احمد شیرازی فرماتے ہین کہ اول
صوفی شیطان سے ٹھٹھول کیا کرتے تھے اب شیطان اُن سے تمسخر کرتا ہے

ولا یلتفتوا الی شیء من الخواطر وقال الجنید قال ابو سلیمان الدارانی ربما یقع فی قلبی النکتة من نکت القوم ایاما فلا اقبل منه الا بشاهدین عدلین الکتاب والسنة وقال ابو یزید لو نظرتم الی رجل اعطی من الکرامات حتی یرتفع فی الهواء فلا تغتروا به حتی تنظروا کیف تجدونه عند الامر والنهی وحفظ الحدود واداء الشریعة وقال الجنید مذهبنا هذا مقید باصول الکتاب والسنة فمن لم یحفظ الکتاب ویکتب الحدیث ولم یتفقه لا یقتدی به وقال ابو بکر الدقاق من ضیع حدود الامر والنهی فی الظاهر حرم مشاهدة القلب فی الباطن وقال ابو الحسن النوری من رأیته یدعی مع الله حالة تخرجه عن حد العلم الشرعی فلا تقربه ومن رأیته یدعی حالة لا یشهد لها حفظ ظاهر فاتهمه علی دینه وقال ابو سعید الخراز کل باطن یخالفه ظاهر فهو باطل وغیر ذلک من اقوالهم وقد قال ابو احمد الشیرازی کان الصوفیة یسخرون من الشیطان والآن الشیطان یسخر منهم

فصل اور ایک مکر اوسکا یہہ ہی کہ اُن لوگونکو ایک لباس خاص اور ہیئت
اور رفتار معین اور مرشد مقرر اور طریقہ مخصوص کے لازم پکڑنیکا حکم وجوب کے طور پر
کر دیتا ہی اکثر دیکھا ہی کہ بعض اس قسم کے لوگ ایک جگہہ معین کر لیتے ہین کہ
اوسکے سوا اور جگہہ مین نماز نہین پڑہتے حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم
نے منع فرمایا ہی اس سے کہ کوئی شخص نماز کیواسطے اونٹ کیطرح جگہہ مقرر کرے
بعضونکو دیکھتے ہو کہ جانماز ہی پر نماز پڑہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جانماز پر نماز نہین پڑہی اور نہ جانماز آپکے سامنے بچھتی تھی بلکہ زمین پر
نماز پڑہتے اور کبھی گارے پر سجدہ کرتے اور چٹائی پر نماز پڑہتے غرضکہ جو چیز
اُسوقت بچھہ جاتی اوسی پر نماز پڑہ لیتے اور اگر کوئی چیز نہوتی تو زمین پر پڑہتے
اور جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے طریق کو تامل کرے تو اوسکو
اُن لوگونکے طریق کے مخالف پاویگا اسلئے کہ آپ کبھی کرتہ پہنتے اور کبھی قبا
اور کبھی عبا اور کبھی تہمد اور کبھی چادر اور اونٹ پر اکیلے سوار ہوتے کبھی دوسرے
کے ساتھہ اور گھوڑے زین بندھی ہوئی پر اور ننگی پیٹھہ پر اور دراز گوش پر سوار
ہوتے اور جو موجود ہوتا کھا لیا کرتے اور زمین پر کبھی بیٹھتے اور کبھی چٹائی
پر اور فرش پر اور تنہا تشریف لیجاتے اور اصحاب کے ساتھہ چلتے اور بدون اُن

فصل ومن مكائده امرهم بالتزام زي واحد وهيئة ومشية معينة وشيخ معين وطريق مخترعة عليه وايجاب لزومها بعضهم موضعا معينا لا يصلي الا فيه وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يوطن الرجل المكان للصلوة كما يوطن البعير وكذا احدهم لا يصلي الا على سجادة ولم يصل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على سجادة ولا كانت السجادة تفرش بين يديه بل كان يصلي على الارض وربما سجد في الطين وكان يصلي على الحصير فيصلي على ما اتفق بسطه فان لم يكن ثمة شيئا صلى على الارض ومن تامل هدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجده مناقضا لهدي هؤلاء فانه كان يلبس القميص تارة والقباء تارة والجبة تارة والازار والرداء تارة ويركب البعير وحده وتارة مع غيره ويركب الفرس عريا ومسرجا والحمار وياكل ما حضر ويجلس على الارض تارة وعلى الحصير تارة وعلى البساط ويمشي وحده ومع اصحابه

۱۲ منه

امور کے جنکا حکم آپکے پروردگار نے کیا تہا اور کسی چیز کے پابند نہوتے تھے

فصل اور ایک مکر شیطان کا جس سے جاہلونکو اوسنے بُری نوبت کو پہنچایا
طہارت کے بابمین اور نیت کرنیکے وقت نماز کے بابمین وسواس ہے
یہانتک کہ اونکو بوجھون اور طوقون مین ڈالکر سنت کی پیروی سے باہر کر دیا اور
یہہ سوجہا دیا کہ جسقدر سنت مین وارد ہی وہ کافی نہین پس شیطان نے اونکو
بڑی مشقت مین بھی ڈالا اور اُنکا ثواب بھی غارت کیا یہانتک کہ اگر کوئی انمین
سے وضو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سی کرلیتا ہی اور غسل کرتا ہی تو اپنے
عندیہ مین پاک نہین ہوتا نہ ناپاکی دور ہوتی ہی اگر عذر جہالت نہو تو یہ امر آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ لڑائی ٹھہرتی ہی کیونکہ آپ تو ایک مد پانی سے
وضو کرلیا کرتے تھے جو دمشقی رطل کی تہائی کی برابر ہی یعنی سو روپیہ بھر کے
سیر سے قریب ڈیڑہ پاؤ کے ہوتا ہی اور غسل ایک صاع پانی سے فرماتے تھے
جو ایک رطل اور تہائی رطل کے قریب یا ڈیڑہ سیر کے قریب ہوتا ہی اور وسوسہ والے
کے نزدیک اسقدر پانی ہاتھہ دہونیکو بھی کافی نہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہی کہ ایکبار آپنے وضو کی اور تین بار سے زیادہ کوئی
عضو نہ دہویا اور فرمایا کہ جو اسقدر پر زیادہ کرے وہ برا کرتا ہی اور حد سے

فصل ومن کیده الذی بلغ به من الجهال ما بلغ الوسواس الذی کادهم به فی امر الطهارة والصلوة عند عقد النیة حتی القاهم فی الآصار والاغلال و اخرجهم عن اتباع السنة وخیل الیهم ان ما جاءت به السنة لا یکفی حتی یضموا الیه غیره فجمع لهم بین هذا الظن الفاسد والتعب العظیم وبطلان الاجر او تنقیصه حتی ان احدهم لیعتقد انه لم یطهر اذا توضأ و اغتسل مثل وضوء رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واغتساله ولم یرتفع حدثه ولولا العذر بالجهل لکان هذا مشاقة للرسول صلی الله علیه وآله وسلم فقد کان یتوضأ بالمد وهو قریب من ثلث رطل بالدمشقی ویغتسل بالصاع وهو نحو رطل وثلث والموسوس یری ان ذلک القدر لا یکفیه لغسل یدیه وصح عنه صلی الله علیه وآله وسلم انه توضأ مرة مرة ولم یزد علی ثلث واخبر ان من زاد علیها فقد اساء وتعدی

امر ١٣ مکائد شیطان

بڑہتا ہی اور ظلم کرتا ہی اور یہہ بھی ثابت ہوا ہی کہ آپ اور حضرت عایشہ رض
ایک بادیا پانیکا جسمین آٹے کا نشان ہوتا تھا بیچمین رکھکر غسل کرتے تھے
اگر وسواسی اسکو دیکہی تو انکار کری اور کہی کہ اسقدر کافی نہین اور اسمین آٹے
کے ہونے سی رنگ بھی بدلا ہوا ہے اور چھینٹین گرتی ہین تو بعضونکے نزدیک پانی
کو ناپاک ہی کر دیتی ہین اور دوسرونکے نزدیک بگاڑ دیتی ہین اور یہی امر آپ
حضرت میمونہ اور ام سلمہ رض کے ساتھہ کرتے تھے اور یہہ سب روایتین صحیح ہین اور
ایک حدیث صحیح مین حضرت ابن عمر رض سی یہہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک مین مرد اور عورتین ایک برتن سی وضو کیا کرتے تھے اور جن برتنون
سی کہ آپ اور ازواج مطہرات اور اصحاب رض غسل کیا کرتے تھے وہ بڑی برتنونمین
سی نہ تھی نہ کوئی انکا خزانہ تہا جس سی انمین پانی آتا جاتا ہو جیسی حمام کی ٹونٹی
ہوتی ہی اور نہ وہ لوگ انکی لبریز ہونیکو دیکھتے تھے جیسے وسواس والے اس امر کا
لحاظ رکھتی ہین اور جو شخص اس طریق نبوی کے خلاف کرکے حوض کا منتظر
رہی تاکہ پانی بہادیا اور کسی ایسی ہی قید کا پابند ہو تو وہ بدعتی ہی ہمارے
استادنے فرمایا ہی کہ ایسا شخص مستحق ایسی سزا کا ہی جو اسکو اور اوس
جیسونکو اس امر سی روکدے کہ دین مین ایسی بات مشروع کرین جسکا حکم خدا تعالے

وظلم وصح انہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کان یغتسل
ھو وعائشۃ من قصعۃ بینہما
فیہا اثر العجین لو رأی الموسوس
ھذا لانکر وقال ما یکفی
ھذا القدر وقذرہ غیرہ ما تخالہ ما
من العجین والرشاش یا نزل
فینجسہ عند بعضہم وتفسد عند
آخرین وکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یفعل
ذالک مع میمونۃ وام سلمۃ وھذا کلہ فی الصحیح وفیہ
عن ابن عمر کان الرجال والنساء علی عہد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم یتوضؤن من اناء واحد و

مطلب شیطانی

وانیۃ التی کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وازواجہ
واصحابہ یغتسلون منہا لم یکن من الکبار
ولا کانت لہا مادۃ تمدہا کما بین ایدی اہل
ولا کانوا ینتظرون فیضانہا کما یعمل ھذا الجاہل
وکانوا یراعون ومن خالف ھذا جلا
النبوی وانتظر الحوض حتی
یفیض او قید بقید ذالک
من التقلیدات فہو مبتدع
قال شیخنا ولیستحق التعزیر
البلیغ الذی یزجرہ
امثالہ عن ان یشرعوا
فی الدین مالم یاذن بہ اللہ

ويعبدوا الله بالابتداع لا بالاتباع وقال الامام احمد من
فقه الرجل قلة ولوعه بالماء
وقال المروزي وضأت ابا عبد الله بالعسكر فسترته من
الناس لئلا يقال انه لا يحسن الوضوء لقلة صبه الماء
وكان احمد يتوضأ فلا يكاد يبل الثرى والموسوس
لا تطاوعه نفسه ان يغتسل هو وامرأته من اناء واحد فيه خمسة
ارطال دمشقي يغمسان ايديهما فيه ويفيضان عليهما فان
قال الموسوس انما نفعل ذلك احتياطا لديننا وعملا بقوله صلى الله
عليه وآله وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك
وقوله من اتقى الشبهات فقد استبرأ لدينه وعرضه وقوله
الاثم ما حاك في الصدر وقد وجد
النبي صلى الله عليه وآله وسلم تمرة فقال
لولا اني اخشى ان
تكون من الصدقة
لاكلتها فتركها
احتياطا وقد افتى
مالك في من طلق امرأته

نے نکیا ہوا ور خدا تعالی کی عبادت بدعت سے کریں نہ سنت کی پیروی سے
اور امام احمد فرماتے ہیں کہ پانی کا حریص کمتر ہونا آدمی کی سمجھ کی دلیل ہے
اور مروزی کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ کو عسکر میں لوگوں سے خفیہ وضو کرایا
تاکہ کوئی یوں نہ کہے کہ یہ شخص پانی کم خرچ کرتا ہے اور وضو اچھی طرح نہیں کرتا
انکا دستور تھا کہ وضو اتنے پانی سے کرتے تھے کہ مٹی بھی نہیں تر ہوتی تھی - اور
وسواس والے کا نفس کبھی نہیں مانیگا کہ وہ اور اوسکی بی بی ایک برتن سے
نہالیں جسمیں پانی پانچ رطل دمشقی ہوا ور دونو اپنے ہاتھونکو اوسمیں ڈبوتے
جاویں اور پانی اپنی بدن پر ڈالتے جاویں وسواس والے کہتے ہیں کہ ہم جو ایسا نکو
کرتے ہیں تو اپنے دین کی احتیاط کے لئے کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اس قول پر عمل کرتے ہیں کہ جس چیز میں شک ہو اوسکو چھوڑ کر وہ بات کر
جسمیں شک نہو اور اس قول پر کہ جو شخص بچا شبہ کی چیزوں سے تو پاک کیا اپنے دین
اور عزت کو اور اس قول پر کہ گناہ وہ ہے جو خلش کرے دل میں اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوہارا پایا اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈر نہوتا کہ یہ صدقہ کا
ہوگا تو میں اوسکو کھا لیتا پس اوسکے کھانیکو احتیاط کی راہ سے چھوڑ دیا - اور
امام مالک نے فتوی دیا ہے کہ جو شخص اپنی بی بی کو طلاق دے اور اسباب میں

شک کرے کہ ایک دی ہے یا تین تو ستر کی احتیاط کی رو سے وہ تین ہی ہونگی
اور جو شخص کہے کہ اس بادام مین دو گری ہین ورنہ میری بی بی کو طلاق ہے
حالانکہ اوسکو یقینی معلوم نہین پہر جیسا اوسنے کہا تہا ویسا ہی ہوا تب بھی
اوسکی بی بی کو طلاق پڑیگی اسلیئے کہ اوسنے بے جانی بات پر طلاق کو مقید کیا اور
یہہ بھی انھون نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی بیبیون مین سے ایک کو طلاق دے اور بھول
جاوے کہ کسکو دی تو احتیاطاً اوسکی سب بیبیون پر طلاق ہو جاویگی — اور
مالکیونکا یہہ قول ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی قسم کہاوے پہر بھولجاوے کہ وہ کیا تھی
تو جتنی باتون سے عادت قسم کی ہے وہ سب اوسکو کرنی پڑینگی یعنی کل بیبیون پر
طلاق پڑجاویگی اور سارے غلام اور لونڈیان آزاد ہو جاوینگی اور تہائی مال
خیرات مین دینا پڑیگا اور ظہار کا کفارہ اور قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا اور پیادہ پا
حج کرنا پڑیگا مالکیون کے نزدیک یہہ ایک روایت ہے اور یہہ بھی امام مالکؒ کا مذہب
ہے کہ جب کوئی قسم کہائے کہ مین ایسا کرونگا تو اوس کام کے کرنے تک وہ حانث ہی
رہیگا پس اگر اوسنے قسم طلاق کی کی ہو تو اوسمین اور اوسکی بی بی مین اوس
کام کے کرنے تک جدائی کرنی چاہیے جب وہ کام کرچکے تب بی بی کے ساتھ
تخلیہ کرے اور یہہ بھی اونکا مذہب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زوجہ سے کہے کہ جب

وشك هل هي واحدة ام ثلث بانها ثلث احتياطا اللفظ به وافق من حلف بالطلاق ان في هذه اللوزة حبتين وهو لا يعلم ذلك فكان الامر ما حلف عليه انه حانث لانه حلف على ما لا يعلم وقال من طلق واحدة من نسائه ثم انسيها طلق جميع نسائه احتياطا وقال اصحاب مالك من حلف بيمين نسيها انه يلزمه جميع ما يحلف به عادة فيلزمه الطلاق والعتاق والصدقة بثلث المال وكفارة الظهار وكفارة اليمين والحج ماشيا وتقع الطلاق في جميع نسائه ويعتق عليه جميع عبيده وامائه وهذا احد القولين عندهم ومن مذهب مالك ايضا انه اذا احلف ليفعلن كذا انه على حنث حتى يفعله فيحال بينه وبين امرأته اذا كان حالفا بالطلاق حتى يفعل فاذا فعل حل بينه وبينها ومن مذهبه ايضا انه اذا قال الرجل لامرأته اذا

بمجامع راس الحول فانت طالق ثلاثا فانها تطلق في الحال وقال الفقهاء من خفي عليه موضع النجاسة من الثوب وجب عليه غسله كله واذا كان معه ثياب طاهرة ونجسة منها ثوب والتبس صلى في كل ثوب صلوة بعدد النجس وزاد صلوة ليتيقن براءة ذمته بعد الاجتهاد اذا اشتبهت الاواني الطاهرة وقالوا اذا اختلط اواني النجس بالطاهر يتيمم وكذا اذا اشتبهت القبلة صلى اربع صلوات عند بعض الائمة وقالوا من ترك صلوة يوم ونسيها صلى خمس صلوات فامر النبي صلى الله عليه وآله وسلم من شك في صلوته ان يبني على اليقين وحرم اكل الصيد اذا شك صاحبه هل مات بسهمه وبغيره كما اذا وقع في الماء وحرم اكله اذا خالط كلبه كلبا اخر الشاك في تسمية صاحبه عليه وغير ذلك فهذا باب يطول وان سميتموه وسواسا فقد

برس کا شروع آوی تو تجکو تین طلاق ہین لیس اوسکو اوسیوقت طلاق ہوجاوگی
اور فقہا فرماتے ہین کہ جس شخص کو نجاست کی جگہہ کپڑی مین معلوم نرہی ہو
تو اوسکو تمام کپڑے کا دہونا واجب ہی اور جب نمازی کے پاس بہت سی کپڑی
پاک ہون اور انمین سی ایک ناپاک ہوجاوے اور معلوم نہو کہ کونسا تھا تو وہ ہر ایک
کپڑی سی جدا جدا نماز پڑہی کئی بار نماز اسلئے پڑہی تاکہ یقینا بری الذمہ ہوجاوے
اور فقہانے فرمایا ہی کہ جب پاک برتن ناپاک مین ملجاوین تو سبکا پانی گرادی
اور تیمم کری اسیطرح جب قبلہ مین شبہہ ہو تو بعض اماموں کے نزدیک چار طرفکو چار
نمازین پڑہی اور فقہانے فرمایا ہی کہ جس شخص سی کسی دنکی ایک نماز قضا ہوگئی
اور اُسکو یاد نرہا کہ کونسی تھی وہ پانچ نمازین پڑہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے حکم فرمایا ہی کہ جو شخص اپنی نماز مین شک کری تو وہ جسقدر پر یقین ہوا ہو
نماز کو پوری کری اور جب شکاری شکار مین شک کری کہ وہ میری تیر سی مرا ہی یا کسی
اور چیز سی تو اُس شکار کا کہانا حرام فرمایا جیسے وہ شکار کہ زخمی ہوکر پانی مین
گرگیا ہو اور جس شکار پر کہ اُسکے کتّے کے ساتھہ دوسرا کتّا شریک ہوگیا ہو
اوسکا کہانا حرام فرمایا اسلئے کہ شک ہی کہ دوسرے کتے کے مالک نے بسم اللہ کہکر اوسکو
چھوڑا تہا کہ نہین تو اس قسم کی مسائل احتیاطی بہت ہین گو تم اونکو وسواس کہو دیکہو

وقد كان عبد الله بن عمر يغسل داخل عينيه في الطهارة حتى عمي و
كان ابو هريرة اذا توضأ يغسل يديه اشرع في العضد واذا غسل
رجليه اشرع في الساقين فنحن اذا
احتطنا لانفسنا واخذنا باليقين
وتركنا ما يريبنا لم نكن بذلك خارجين عن الشريعة ولا في البدعة

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ وضو مین اپنی آنکھونکے اندر کو دہویا کرتے تھی یہانتک کہ
بینائی جاتی رہی اور حضرت ابو ہریرہؓ وضو کرتے مین جب ہاتھ دہوتے تو بازو تک
پانی ڈالتے اور پانو دہوتے تو پنڈلیون تک پس اگر ہم اپنے واسطے احتیاط کرین اور
یقین کو اختیار کرکے شک کی بات چہوڑین تو اس امر سے نہ شریعت سی خارج ہونگے نہ بدعت
مین داخل یہہ بات سہل انگاری اور مطلق العنان رہنے سے تو بہتر ہی ہی کہ آدمی اپنے
دین کی پروا اور احتیاط نکری اور کامونکو طہارت پر محمول کرلے اور کیا عجب ہی کہ وہ سبب
مین بری نجاست ہوا ورشک کی ساتھہ کام مین داخل ہوا ورشک ہی سی باہر نکلے کہان
تو ایسا شخص اور کہان وہ جو ماموربہ مین مبالغہ اور کوشش کری کہ کوئی چیز اوس سے
رہ نجاوی گو مقدار ماثور سے زیادہ ہو اسلئی کہ اُسکا قصد تو مامور کے کامل کرنیکا ہے
اور درکل تمہارا اعتراض ہمپر یہہ ہی کہ فعل مامور مین احتیاط اور ممنوع سی احتراز
کرتے ہین حالانکہ یہہ بات اُن دونو چیزون مین سُستی کرنے سی بہتر ہی کیونکہ
سُستی اکثر امر واجب مین نقصان رہنے اور امر ناجائز مین داخل ہونیکی
موجب ہوتی ہے اب اس خرابی کو اگر وسواس کی خرابی سے مقابلہ کرتے
ہین تو وسواس کی خرابی بہت ہلکی ہے بشرطیکہ ہم بھی تمہاری طرح اوسکو
وسواس مان لین اور ہم تو اوسکو احتیاط ہی کہتے ہین پس تمہاری نسبت کر

والاسترسال حتى لا يبالي العبد بدينه
ولا يحتاط له ويحمل الامور على الطهارة

مطلب شيطان

فعلا مامورا او تركه منهيا عنه في سنته

اسعد منكم بالسنة وهو كمال
ناس تابعين للسنة وكمالهما شديد في الزهد
والاقتصاد ودام اتباع فقال الله سبحانه
لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة
لمن كان يرجو الله واليوم
الآخر وقال تعالى قل ان
كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم
الله وقال تعالى وان هذا صراطي مستقيما فاتبعوه
ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله وهذا
الصراط الذي هو صراط النبي صلى الله عليه وسلم وهو فصل السبيل
وما سواه السبل الجائرة فالناس منهم من يكون
بعيدا عن الصراط ومنهم من يكون قريبا منه
بين ذلك مراتب لا يحصيها الا الله والميزان
الذي تعرف به الاستقامة انما هو ما كان عليه
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه
والمائلون عنه اما مفرط ظالم او مجتهد متأول او
مقلد جاهل فمنهم المستحق للعقوبة و
منهم المغفور لهم ومنهم المأجور
واصل بحسب نياتهم ومقاصدهم
واجتهادهم في طاعة الله ورسوله
فنذكر طريقهم ونحن نذكر من هديه
صلى الله عليه وآله وسلم وهدي
اصحابه ما يبين اي الفريقين

سنت سے ہم زیادہ سعادت یاب ہین اور اوسیکے گرد پہرتے ہین اور اوسیکے
کمال کے طالب میانہ روی والے اور سنت کے پیرو انکے جواب مین یون کہتے ہین کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ
تمکو بہلی تہی سیکہنی رسول اللہ کی چال جو کوئی امید رکہتا ہے اللہ کی
وَالْيَوْمَ الْآخِرَ اور فرمایا قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور فرمایا
اور پچہلے دن کی ۱۲ تو کہہ اگر تم محبت رکہتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلو کہ اللہ تمکو چاہے ۱۲
وَأَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ اور جس
اور یہہ راہ ہی میری سیدہی سو اسپر چلو اور مت چلو کئی راہین پہر تمکو پہٹا دین گے اوسکی راہ سے ۱۲
راستہ کا کہ ہمکو خدا تعالی نے اس آیت مین حکم فرمایا ہی وہ وہ ہی کہ جسپر اوسکا رسول
مکرم تہا اور وہی ہی بیچکا راستہ اور جو اوس راہ سے باہر ہی وہ راہین ٹیڑہی ہوئی ہین کیسے انکو
کہا ہو مگر راہ راست سے ہٹنا کبہی تو بہت ہوتا ہی اور کبہی تہوڑا اور ان دونونکی درمیان مین
بہت سے مراتب ہین جنکی شمار بجز اللہ کے اور کوئی نہین جانتا اور جس میزان سے کہ راستی
سمجہائی جاتی ہی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضی کا طریق ہی اور اوس سے ٹیڑہی ہونیوالے
یا تو بہت افراط والے اندہیرچی ہین یا اجتہاد کرنیوالے بات بنانیوالے یا انجان تقلید
کرنیوالے پس انمین بعض مستحق عذاب ہین اور بعضونکی مغفرت ہوگی اور بعضونکو ایک
ثواب ملیگا یعنی موافق انکی نیتون اور مقصدونکے اور طاعت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مین جیسی انکی کوشش خواہ نقصان ہوگا ویسا ہی عوض ملیگا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور انکی اصحاب رضی کا وہ طریق لکہتے ہین جس سے معلوم ہو کہ ہم دونو فریقون سے

اول باب ما علمتم شیئا او یعم ونقوم علی ذلک ما ورد من النهی عن الغلو وتعدی الحدود والاسراف فنقول قال الله تعالی یا اهل الکتب لا تغلوا فی دینکم وقال ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین وقال تلک حدود الله فلا تعتدوها وقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فیما رواه الامام احمد و النسائی عن ابن عباس یا ایها الناس ایاکم والغلو فی الدین فانما اهلک الذین من قبلکم الغلو فی الدین وعن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لا تشددوا علی انفسکم فیشدد الله علیکم فان قوما شددوا علی انفسهم فشدد الله علیهم فتلک بقایاهم فی الصوامع والدیار رهبانیة ابتدعوها ما کتبناها علیهم قال البخاری کره اهل العلم الاسراف فیه وان یجاوزوا فعل النبی صلی الله علیه وآله وسلم وقال ابن عمر اسباغ الوضوء الانقاء والفقه کل الفقه الاقتصاد فی الدین والاعتصام بالسنة وقال ابی بن کعب علیکم بالسبیل والسنة فانه ما من عبد علی السبیل والسنة ذکر الله

١٣ مطلب

آپکے اتباع کا کون لائق تہی پہر تمہاری اعتراض کا جواب دینگے اور اول اُس نہی کو لکھتی ہین جو مبالغہ اور حدون سی تجاوز کرنے اور اسراف کی بابمین وارد ہی تو کہتی ہین کہ خدا تعالی نے فرمایا ہی یا اَہلَ الکِتَابِ لَا تَغلُوا فِی دِینِکُم اور فرمایا وَلَا تُسرِفُوا اِنَّہُ لَا یُحِبُّ المُسرِفِینَ اور فرمایا تِلکَ حُدُودُ اللّٰہِ فَلَا تَعتَدُوہَا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی

اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی باتمین ١٢ — اور مت اُڑاؤ وہ اُسکو خوش نہین آتے اُڑانیوالے ١٢ — یہ ہین حدین اللہ کی سو نہ بڑہو اُن سے ١٢

جسکو امام احمد اور نسائی نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہی کہ لوگو دین مین بہت مبالغہ مت کرو اسلئی کہ تم سی پہلے لوگونکو دین مین مبالغہ کرنے ہی نے تباہ کیا ہی اور حضرت انسؓ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی کہ اپنی نفسونپر سختی مت کرو ورنہ خدا تعالی تمپر سختی کریگا کیونکہ پہلے ایک قوم نے اپنی نفسونپر سختی کی تھی تو خدا تعالی نے اُنپر سختی کی یہہ اُنہین کے بچے ہوئی ہین جو عبادتخانون اور گرجاؤن اور شہرونمین ہین یہہ وہ فقیری ہی کہ انہون نے آپ تراشی ہی خدا تعالی نے انپر فرض نہین کی بخاریؒ فرماتے ہین کہ وضو مین اسراف کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل سی تجاوز کرنیکو اہل علم مکروہ کہتی ہین اور حضرت ابن عمرؓ فرماتی ہین کہ وضو کا کمال اعضا کو صاف و پاک کرنا ہی غرضکہ پوری سمجھہ دین مین میانہ روی اور سنت کو دستور العمل کرنا ہی اور حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہین کہ لازم پکڑو سبیل اور سنت کو اسلئی کہ جو بندہ سبیل اور سنت پر ہو کر اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور اسکی

خوفسی اُسکا رُوان کھڑا ہوجاتا ہی تو اُسکی خطائین ایسی گرتی ہین جیسی خشک درخت کی پتی جھڑتے ہین اور راہ و سنت مین میانہ روی کرنی اُن دونو کی خلاف مین کوشش کرنیسی بہتر ہی تو جس صورتمین تمہاری اعمال میانہ روی کے طور پر ہون تو یہہ حرص کرو کہ انبیا کی ڈہنگ اور طریق پر ہون اور شیخ ابو محمد مقدسی نے اپنی کتاب ذم الوسواس مین یہہ فصلین لکھی ہین

فصل ایک وسواسیونکی جماعت ایسی ہی کہ شیطانکی حکم برداری اُنپر ثابت ہے یہانتک کہ اوسکی وسوسہ مین رنگ گئی اور اتباع رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مُنہ موڑا حتی کہ انمین سے کوئی اگر آپکی سی وضو کرتا ہی یا نماز پڑہتا ہی تو اپنی اعتقاد مین وہ وضو باطل سمجھتا ہی اور نماز درست نہین جانتا اور اُسکا اعتقاد یہہ ہی کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل لڑکونکی ساتھ کہانیمین اور عام مسلمانونکا کہانا کہانیمین کریگا تو وہ اس فعل سے ایسا ناپاک ہوجاویگا کہ اُسپر ہاتھہ اور مُنہ کا دہونا واجب ہوگا گویا اُن کہانونمین کُتی نے مُنہ ڈالا ہی یا بلی موت گئی ہی اور ان لوگونپر شیطانکا غلبہ اسدرجہ کو پونہچا ہی کہ اُسکا کہنا ایسیطرح مانتی ہین جو جنون سے مشابہ ہو اور سوفسطائی فرقہ کے قریب ہو جو موجودات کی حقیقتون کے منکر ہین۔ دیکہو انسانکو اپنی نفس کا حال جاننا ضروریات سی ہی مگر انمین سی کوئی اگر اپنا عضو اسطرح دہووے کہ اپنی آنکہہ سی دیکہہ لے اور تکبیر و قراءت اپنی زبانسی اسطرح کہی کہ اپنی کان سی سنلے تو پھر بھی شک کرتا ہی کہ یہہ کام مینی کیا ہی یا نہین

فاقشعر جلده من خشية الله تحاتت عنه خطاياه كما تتحات عن الشجرة اليابسة ورقها وان اقتصادا في سبيل وسنة خير من اجتهاد في خلاف سبيل وسنة فاحرصوا ان تكون اعمالكم اقتصادا على منهاج الانبياء وسنتهم وقال الشيخ ابو محمد المقدسي في كتاب ذم الوسواس

فصل ثم ان طائفة الموسوسين قد تحقق منهم طاعة الشيطان حتى اتصفوا بوسوسته وقبلوا قوله واطاعوه ورغبوا عن اتباع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ان احدهم ليرى انه اذا توضأ وضوء رسول الله صلى الله عليه وسلم او صلى كصلاته فوضوؤه باطل وصلاته غير صحيحة ويرى انه اذا فعل مثل فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم في مؤاكلة الصبيان واكل طعام عامة المسلمين انه قد صار نجسا يجب عليه تسبيع يده وفمه كما لو ولغ فيهما كلب او بال عليه هر ثم انه بلغ من استيلائه عليهم انهم اجابوه الى ما يشبه الجنون ويقارب مذهب السوفسطائية الذين ينكرون حقائق الموجودات وعلم الانسان بحال نفسه من الضروريات وهو انه يغسل عضوه غسلا يشاهده ببصره ويكبر ويقرأ بلسانه بحيث تسمعه اذناه ثم يشك هل فعل ذلك ام لا

اور شیطان اوسکو نیت اور قصد مین شک ڈالدیتا ہی جو یقیناً اوسکو معلوم ہی بلکہ اوسکی
حال کے قرینونکی مشاہدہ کرنیوالیکو بھی معلوم ہی اور باوجود اسکی یہہ شخص شیطانکا
قول قبول کرلیتا ہی اسباب مین کہ تونے نماز کی نیت اور ارادہ نہین کیا یہہ اپنی
آنکھون دیکھی چیز مین ہٹ دہرمی اور اپنی نفس کے یقین کا انکار ہی یہانتک کہ اوسکو تردد
حیرت زدہ دیکھتے ہو گویا اس فکر مین ہے کہ کسی چیز کو نگلجاوی یا کوئی چیز اوسکی اندر ہی
اوسکو باہر نکالی اور جس شخص کی فرمانبرداری شیطان کیواسطی اسدرجہ کو پہونچگئی ہو تو یہہ
کمال درجہ کی طاعت ہی۔ پہر وہ شخص شیطانکا قول اپنی جانکے ستانے اور ایذا دینی مین
قبول کرتا ہی کہ ٹھنڈی پانی مین غوطہ مارتا ہی اور بہت سا پانی اپنا اوپر ڈالتا ہی اور
بہت دیر تک بدن ملتا ہی اور بعض وقات اپنی دونو آنکھین پانی کے اندر کہولتا ہی اور آنکھو
اندر سی دہوتا ہی یہانتک کہ بینائی مین نقصان آجاتا ہی اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ اسکی
برہنگی لوگونکی سامنی کہلجاتی ہی اور ایسی حالین ہوجاتا ہی کہ لڑکے اوس سی تمسخر کرتے
ہین اور جو دیکھتا ہی اوس سی ہنسی کرتا ہی مین کہتا ہون کہ ابو الفرج ابن جوزی نے ذکر
کیا ہی کہ کسی شخص نے انسے پوچھا کہ مین پانی مین بہت دفعہ غوطہ لگاتا ہون لیکن
مجھی شک رہتا ہی کہ غسل درست ہوا یا نہین آپکی اسمین کیا رای ہی ابن جوزی نے فرمایا کہ جا
تیری ذمہ نماز نہین سائل نے پوچھا کہ کیسی انہون نے کہا اسلئی کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اطاعت شیطان

ويشككه في نيته وقصده المعلوم له يقيناً بل المعلوم لغيره من يشاهد قرائن احواله ومع هذا يقبل قول ابليس في انه ما نوى الصلاة ولا اراد ما كان منه بعيانه ويجحد اليقين نفسه حتى تراه متلدداً متحيراً كانه يعالج شيئاً يجتذبه او يجد شيئاً في باطنه يستخرجه ومن انتهت طاعته لابليس الى هذا الحد فقد بلغ النهاية في طاعته ثم انه يقبل قوله في تعذيب نفسه والاضرار بجسده بالغوص في الماء البارد وكثرة صبه واطالة العرك وربما فتح عينيه في الماء وغسل داخلهما حتى يضر ببصره وربما افضى الى كشف عورته للناس وربما صار بحال يسخر منه الصبيان ويستهزئ به من يراه ذكر ابو الفرج ابن الجوزي ان ابن عقيل جاءه رجل فقال انغمس في الماء مرارا كثيرة واشك هل صح لي الغسل ام لا فما ترى في ذلك فقال له الشيخ اذهب فقد سقطت عنك الصلاة قال وكيف قال لان النبي صلى الله عليه وآله وسلم

نے فرمایا ہی کہ تین ادمی مرفوع القلم ہین آنپر احکام شرعی نہین ایک انمین سی مجنون
ہی جبتک کہ افاقہ پاوی آور جو شخص بار بار پانی مین غوطہ لگاوی اور شک کری کہ
پانی پونہچا ہی یا نہین تو وہ دیوانہ ہی تو توبھی ایسا ہی ہی اور کبھی اوسکو وسواس مین
ایسا مشغول کرتا ہی کہ اُس سی جماعت جاتی رہتی ہی اور بعض اوقات وقت نہین رہتا
اور نیت کے وسوسہ مین مشغول کر دیتا ہی یہانتکہ تکبیر اولے فوت ہو جاتی ہی اور
کبھی ایک رکعت یا زیادہ جاتی رہتی ہی اور بعضی وسواسی ایسی ہین کہ قسم کہاتے ہین
کہ اب اسپر زیادتی نکرینگے مگر پھر جھوٹے ہو جاتے ہین آور ایک شخص معتمد نے مجہہ سی بیان کیا
کہ کسی وسواس والے نے کہا کہ اس دفعہ پر اب زیادہ کرون تو بی بی پر طلاق ہی بس اوسکو
شیطان نے بدون ڈرائے نچھوڑا اور اوسمین اور اسکی بی بی مین جدائی ڈالدی - اور
ایک شخص کا حال مجکو پونہچا ہی کہ وہ نیت کے بولنے مین بہت گنگناتا تھا ایک روز
الله اکبر کہنا چاہا تو بہت سا گنگنایا اور نیت کو کئی بار کہا پھر چاہا کہ ادا اً للہ کہے
مگر دال کی جگہہ ذال کہا اوسکی برابر ایک شخص تھا اوسنے کہا کہ اذا تو پاچکی خدا نے
اور اوسکا رسول اور اسکے فرشتے اور نمازی لوگ آور بعض ایسی ہین کہ حرف کے
نکالنے مین وسواس کرتے ہین اور ایک حرف کو کئی بار کہدیتے ہین انمین سی ایک شخص سی
مین نے سُنا ہی الله اکلکبر آور ایک شخص نے مجہسے کہا کہ مجہہ سی السلام علیکم نہین کہا جاتا

مین نے کہا کہ جیسی تونے اب یہ کلمہ کہا اسیطرح کہلیا کر اور جین کر پس جو شخص کہ اس
بلا سے چھوٹنا چاہے اوسکو جان لینا چاہئے کہ حق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی
مین ہے اور آپ ہی کے طریقہ پر چلنے کا قصد کرے اور جانے کہ جو کچھ اسکی خلاف ہے وہ شیطان
کی بناوٹ اور اوسکا وسواس ہے اور جس چیز کو آپکی سنت کی خلاف جانے خواہ وہ
کچھ ہی ہو اوس سے ہٹ چھوڑ دے اور اپنے نفس سے یون کہے کہ تجھے معلوم نہین کہ طریقہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راہ راست ہے جب نفس کہے کہ ہان تو اوس سے پوچھے کہ بھلا یہ
آپ کیا کرتے تھے اگر کہے کہ نہین تو اوس سے کہے کہ پھر حق کی بعد سوا گمراہی کے اور کیا ہے
اور راہ جنت کی بعد بجز راہ دوزخ کے اور کیا ہے اور اللہ اور اوسکی رسول کی راستہ
کے بعد سوا راہ شیطان کی اور کیا ہے اور چاہئے کہ بزرگان گذشتہ کی حالات دیکھے کہ
وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کیسی کرتے تھے اور اونکی پیروی کرے حضرت
امام زین العابدین رض نے ایکروز اپنی لڑکے کو فرمایا کہ بیٹا میرے لئے ایک کپڑا رکھ کہ
مین دیکھتا ہون کہ مکھیان غلیظ پر بیٹھکر کپڑے پر بیٹھتی ہین پھر آپ چونکے اور فرمایا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رض کی پاس تو ایک ہی کپڑا تھا اور اس خیال سے در گذرے
اور حضرت عمر رض کسی کام پر قصد وارادہ محکم فرماتے مگر جب کوئی اونسے کہتا کہ اسکو
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہین کیا تو آپ باز رہتے یہانتک کہ آپ فرماتے ہین

فقلت فلتشا فقد قالت الان وقد استرحت فمن اراد التخلص من هذه البلية فليستشعر الحق في اتباع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وليعزم على سلوك طريقته ان ما خالف ذلك من تسويلات ابليس ووسوسته وليسترد النفس عن على ما خالف سنته صلى الله عليه وآله وسلم كائنا ما كان ويقول لنفسه الست تعلمين ان طريق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم هي الصراط المستقيم فاذا قالت بلى قال فهل كان يفعل هذا فاذا قالت لا قال فهل بعد الحق الا الضلال وهل بعد طريق الجنة الا طريق النار وهل بعد سبيل الله ورسوله الا سبيل الشيطان ولينظر الى احوال السلف ومتابعتهم لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فليقتد بهم وقال زين العابدين يوما لابنه يا بني اتخذ لي ثوبا البسه عند قضاء الحاجة فاني رايت الذباب يقع على الشيء ثم يقع على الثوب ثم انتبه فقال ما كان للنبي صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه الا ثوب واحد فتركه وكان عمر يهم بالامر ويعزم عليه فاذا قيل له لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم انتهى حتى انه قال

۱۳ مطلب شیطان

لعلهم يمنعوا ان البعض لبس هذه
الثياب فانه بلغني انها تصبغ ببول العجائز
فقال ابو مالك ان اتبع فان رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم قد لبسها و
لبست في زمانه ولو علم الله ان لبسها
حرام لبينها لرسوله فقال عمر
صدقت ثم ليعلم ان
الصحابة ما كان فيهم موسوس ولو كان
الوسوسة فضيلة لما ادخرها الله عن رسوله و
صحابته وهم خير الخلق وافضلهم ولو ادرك
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الموسوسين
لمقتهم ولو ادركهم عمر لضربهم وادبهم ولو
ادركهم الصحابة لبدعوهم وها انا اذكر ما
جاء في خلاف مذهبهم على تيسير الله مفصلا

الفصل الاول في النية والطهارة والصلاة

النية هي القصد والعزم على فعل الشيء ومحلها القلب
لا تعلق لها باللسان ولذلك لم ينقل عن النبي صلى
الله عليه وآله وسلم ولا عن صحابته لفظ
وهذه العبارات التي احدثت
عند افتتاح الطهارة والصلاة جعلها
الشيطان معتركا لاهل
الوسواس يحبسهم عندها
ويعذبهم فيها وليست
من الصلاة في شيء وانما النية

کہ مین نے ایکروز قصد کیا کہ ان کپڑونکی پہننی سی منع کردون اسلئی کہ مینی سُنا ہی
کہ یہہ بڑہیونکی پیشاب سی رنگی جاتے ہین پس ابومالک نے اُنکی خدمتمین عرض کیا کہ آپ
منع فرماتے ہین مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو پہنا ہی اور اونکے بھی آپکے
زمانہ مین پہنا ہی اگر خدا تعالی کو معلوم ہوتا کہ انکا پہننا حرام ہے تو اپنی رسول کو آگاہ فرمادیتا
حضرت عمر رض نے فرمایا کہ درست کہتی ہو۔ پہر یہہ جاننے کہ صحابہ رض مین کوئی وسواسی تھا
اگر وسوسہ ہی مین کچھہ بہتری ہوتی تو اللہ تعالی اپنی رسول اور اوسکی اصحاب سے اوسکو
نہ رکھہ چھوڑتا کہ وہ بہترین خلق اور سب سی افضل ہین اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وسواسیونکو دیکھتی تو اُنسی ناراض ہوتے اور حضرت عمر رض دیکھتی تو اُنکو مارتے اور ادب
دیتی اور صحابہ رض دیکھتی تو بدعتی کہتی اب ہم اللہ تعالی کے فضل سی اُنکے خلاف مذہب
کی باتین بتفصیل ذکر کرتے ہین **فصل اول** نیت اور طہارت اور نماز مین
نیت کی معنی ہین ایک چیز کے کرنے پر قصد اور پکا ارادہ کرنا اور اُسکی جگہہ دل
ہی زبان سی اوسکو کچھہ علاقہ نہین اور اسیواسطی کسیصورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اُنکی اصحاب رض سی کوئی لفظ نیت کا منقول نہین اور یہہ عبارتین کہ شروع طہارت
اور نماز کے لئی بنائی گئی ہین انکو شیطان نے وسواسیون کے لئی اکھاڑا مقرر کیا ہی کہ
انپر انکو روکدیتا ہی اور ستاتا ہی نماز مین اُنکو کچھہ دخل نہین بلکہ نیت تو کسی کام

کے کرنیکا قصد ہی جو شخص کسی کام کا عزم کریگا وہ اوسکی نیت کرنیوالا ہی اوسکا نیت سی جدا ہونا خیال مین نہین آتا مثلا جو شخص وضو کو بیٹھا اوسنی نیت کی اور جو نماز کو اوٹھا وہ بھی نیت کر چکا غرضکہ عاقلونکی جتنی افعال قصداً ہوتے ہین نیت سب مین ضرور ہوتی ہی بلکہ اگر کوئی چاہی کہ اپنی فعل اختیاری کو نیت سی علیحدہ رکھی تو نہین کرسکیگا اور اگر خدا تعالے اس امر کا حکم آدمی کو کرتا تو طاقت سی باہر چیز کا حکم فرماتا اور جب ایسی نوبت آتی تو اوسکی حاصل کرنیمین مشقت ہوا کرتی اور اگر نیت کی حاصل ہونے مین شک کیا جاوے تو یہہ ایک قسم کا جنون ہی اسلئی کہ ہر ایک عاقل اپنی نفس سی نیت کو پہچانتا ہی بلکہ احوال کے قرینون سی دوسرا شخص بھی جان لیتا ہی مثلا اگر کوئی شخص کسی آدمی کو نماز کیوقت جب لوگ اکٹھی ہونے لگین صف مین بیٹھا ہوا دیکھی تو جان لیگا کہ یہہ نماز کا منتظر ہی اور جب اوسکو دیکھیگا کہ لوگونکی ساتھہ نماز کے لئی کہڑا ہو گیا تو جانیگا کہ نماز پڑہنی کو اوٹھا ہی پھر اگر دو شخصونکی آگے کہڑا ہوگا تو جانیگا کہ اونکی امامت کرنا چاہتا ہی اور اگر صف مین دیکھیگا تو جانیگا کہ مقتدی ہونا منظور ہی اب جو یہہ نمازی شیطانکی بات مانی کہ نیت نہین کی تو آنکھہ کی دیکھی چیز کے انکار مین اوسکو سچا کرنا ہی علاوہ ازین نیت جو موجود ہی اوسکا حاصل کرنا اور پیدا کرنا ممکن نہین اسلئی کہ کسی چیز کی ایجاد کی شرط یہہ ہی کہ وہ معدوم ہو موجود کی ایجاد مین کچھہ فائدہ نہین ابو محمد

فصل كل فعل للشيء وكل عازم على فعل فهو ناويه لا يتصور انفكاكه عن النية فمن قعد ليتوضأ فقد نوى ومن قام ليصلي فقد نوى فالنية امر لازم لافعال العقلاء المقصودة بل لو اراد احد ان يخلي فعله الاختياري عن النية لعجز ولو كلفه الله ذلك لكان تكليفا بغير وسعه وما كان هكذا لا يحتاج للتعب في تحصيله وان شك في حصول ذلك فهو نوع جنون لان كل عاقل يعلم نفسه ذلك يقينا بل يعلمه غيره بقرائن الاحوال فلو رأى انسانا جالسا في الصف في وقت الصلاة عند اجتماع الناس علم انه ينتظر الصلاة واذا رآه قام معهم علم انه يريد الصلاة وان تقدم بين يدي المأمومين علم انه يريد امامتهم وان رآه في الصف علم انه يريد الائتمام فقبوله من الشيطان انه ما نوى تصديق له في جحد العيان ثم النية حاصلة فاذا نوى تحصيلها وايجادها فهو تحصيل الحاصل وايجاد الموجود ومن شرط ايجاد الشيء كونه معدوما فلا فائدة في ذلك

کہتے ہین کہ تعجب کی بات یہ ہی کہ جبتک امام کوع کرتا ہی اور مقتدی کہڑا رہتا ہی
جبہی تک وسواس کرتا ہی مگر جب کوع کے جاتے رہنی کا خوف کرتا ہی تو جلدی سے
اللہ اکبر کہکر شامل ہو جاتا ہی اب ہم پوچہتی ہین کہ جس شخص کو بڑی دیر تک فارغ البال
کہڑی رہنی مین نیت حاصل نہوئی اوسکو تنگ وقت مین کیسی حاصل ہوگی اب تو رکعت کے
جاتے رہنی کا کہٹکا بہی دلکو لگا ہوا ہی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکی اصحاب رض
اور تمام مسلمانونکی نماز کو جنہون نے اس شخص کا سا فعل نہین کیا کیا کہیگا ان لوگونکی
نماز اوسکی نزدیک ناقص ہی یا اچہی خاصی کامل ہی تو پہر وجہ اُنکی مخالفت کی کیا ہی اگر
کہی کہ یہہ ایک مرض ہی جسمین مین مبتلا ہو گیا ہون تو ہم کہینگے کہ بجا ہی مگر اوسکی علت
شیطانکا قول مانلینا ہی اور اللہ تعالی نے یہ عذر کسیکو نہین بتایا تو سنت کی ترک کرنے
اور شیطانکی بات ماننی مین تیرا کچہہ عذر نہین مین کہتا ہون کہ ہمارے استاد کا قول ہی
کہ نیت کی ادا کرنی مین ایسا آدمی دس بدعتین کرتا ہی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور
اُنکے اصحاب رض نے ایک بہی نہین کی مثلاً کہتا ہی کہ پناہ مانگتا ہون اللہ کی شیطان مردود سے
نیت کرتا ہون کہ ظہر کے فرض وقت چار رکعتین خدا کی لئے ادا کرون امام خواہ مقتدی
ہوکر منہ میرا کعبہ کیطرف پہر اپنی اعضا ہلاتا ہی اور ماتہا جہکاتا ہی اور اپنی دونون
آنکہونکی رگین تانکر زور سی اللہ اکبر کہتا ہی گویا دشمن پر تکبیر کہتا ہی ابو محمد کہتی ہین بعض

قال وهيب ان من العجب انه يوسوس حال قيامه
حتى يركع الامام فاذا خشي فوت
الركوع كبر تكبيرا وتبعه بعجل
لهم النية في فراغ البال في الوقوف الطويل
مع فراغ البال كيف يحصل له
في الوقت الضيق مع تشغل
باله بفوات الركعة وكيف
تقول هذا في صلاة رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم واصحابه وسائر المسلمين الذين
لم يفعلوا فعله هي عندنا ناقصة ام تامة فاضلة
فما دعاه الى مخالفتهم فان قال هذا مرض ابتليت به
قلنا نعم ولكن سببه قبولك من الشيطان ولم يعذر الله
احدا بذلك فان عذر الوضوء وترك السنة والقبول
من الشيطان قال فان شيخنا ابي احمد يعتبر
بدع لم يفعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
ولا اصحابه واحدة منها فيقول اعوذ بالله
من الشيطان الرجيم نويت اصلي
صلاة الظهر فريضة الوقت اداء لله
اماما او ماموما اربع ركعات
مستقبل القبلة ثم يزعج
اعضاءه ويحني جبهته
ويقيم عروق عنقه ويصرخ
بالتكبير كانه يكبر
على العدو وقال من اصحاب [illegible]

[illegible]

وسواس وہ ہین جو نماز کو فاسد کر دیتی ہین مثلاً بعض کلمات کو مکرر کرنا اور بعض سامعین
کو ایذا دیتی ہین اور وسواسی کی مذمت اور طعن پر اُنکو امادہ کرتے ہین تو وہ اپنی
جان پر اتنی باتین جمع کرتا ہی شیطانکی حکم برداری اور سنت کی مخالفت اور بدعت
کا کرنا اور اپنی نفس کو دکہہ دینا اور وقت کا ضائع کرنا اور جس چیز سے ثواب کم ہو
اوسمین لگا رہنا اور اپنی نفس کو ہدف طعن بنانا اور جاہل کو دہوکا دینا اور حکم
سنت پر بدگمانی کرنی اور اُسکو کافی نجاننا اور نفس کا شیطان سے اثر قبول کرنا اور
نقصان عقل پر راضی ہونا حضرت امام ابو حامد غزالیؒ فرماتے ہین کہ وسوسہ کا سبب
یا تو شرع کو نجاننا ہی یا عقل مین نقصان ہونا اور مسلم نے عثمان بن ابی العاص سے
حدیث روایت کی ہی وہ کہتی ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ شیطان مجھہ مین اور
میری نماز مین آڑ ہو گیا ہی کہ نماز مین مجکو شبہہ ڈالتا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ اس شیطانکو خنزب کہتی ہین جب وہ تجکو معلوم ہو تو اُس سے خدا کی پناہ چاہ اور
اپنی بائین طرف تین بار تھوک مینے ایسا ہی کیا خدا تعالی نے مجھسے وسکو دور کر دیا
تو معلوم ہوا کہ وسواس والے خنزب کی آنکھہ کی ٹھنڈک ہین نعوذ باللہ منہ

فصل اور منجملہ وسواس کے وضو اور غسل کے پانی مین زیادتی کرنی ہی امام احمد نے اپنی مسند مین
عبد اللہ بن عمروؓ سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعدؓ پر گذری

الوسواس يفسد الصلوة مثل تكرير
بعض الكلمات واذى السامعين ونحوهم بذلك
والوقيعة فيهم وعلى نفسه طاعة ابليس وعداوته
الشريعة وارتكاب البدعة وتعذيب نفسه
والاضاعة للوقت والاشتغال بما ينقص
لا يجزئ وتعريض نفسه للطعن وتعريضها
واساءة الظن بما جاءت به الشريعة
وانه لا يكتفي وانفعال النفس للشيطان
ورضاه بالجهل في العقل قال ابو حامد الغزالي
سببها اما جهل بالشرع واما خبل
في العقل وقد روى مسلم من حديث عثمان
بن ابي العاص قال قلت يا رسول الله ان الشيطان
قد حال بيني وبين صلوتي يلبسها علي فقال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم ذاك شيطان يقال له خنزب فاذا
احسسته فتعوذ بالله منه واتفل عن يسارك ثلثا
ففعلت ذلك فاذهبه الله عني فاهل الوسواس
قرة عين خنزب نعوذ بالله منه **فصل** و
من ذلك الاسراف
في ماء الوضوء والغسل
روى احمد في مسنده
من حديث عبد
الله بن عمرو ان
رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم مر بسعد

وهو يتوضأ فقال لا تسرف فقال يا رسول الله أوفي الماء إسراف قال نعم وإن كنت على نهر جار وفي جامع الترمذي عن أبي بن كعب أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال للوضوء شيطان يقال له الولهان فاتقوا وسواس الماء وفي المسند والسنن عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال جاء أعرابي إلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يسأله عن الوضوء فأراه ثلاثا ثلاثا وقال هذا الوضوء فمن زاد على هذا فقد أساء وتعدى وظلم وفي سنن الأثرم عن سالم بن أبي الجعد عن جابر بن عبد الله قال يجزي من الوضوء المد ومن الجنابة الصاع فقال رجل لا يكفيني فغضب جابر حتى تربد وجهه ثم قال قد كفى من هو خير منك وأكثر شعرا ثم ذكره الإمام أحمد في مسنده مرفوعا وفي سنن النسائي عن عبيد بن عمير أن عائشة قالت لقد رأيتني أغتسل أنا ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من تور موضوع مثل الصاع أو دونه فنشرع فيه جميعا فأفيض بيدي

وضو کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اسراف مت کرو انہوں نے عرض کیا کہ پانی میں
بھی اسراف ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ تو چلتی نہر کے کنارہ پر ہو اور جامع
ترمذی میں حضرت ابی بن کعب سے حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وضو
کا ایک شیطان ہے جسکو ولہان کہتے ہیں تو تم پانی کی وسوسوں سے بچو اور مسند اور سنن میں
عمرو بن شعیب سے روایت ہے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادے سے روایت کرتے
ہیں کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر وضو کا حال پوچھا
آپ نے اوسکو تین تین بار دہوکر دکھایا اور فرمایا کہ وضو یہ ہے اور اگر کوئی شخص اس سے
زیادہ کریگا وہ برا کریگا اور حد سے بڑھیگا اور ظلم کریگا اور سنن اثرم میں سالم بن
ابی الجعد جابر بن عبد اللہ سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ وضو کے لیے ایک مد پانی
کافی ہے اور غسل جنابت کے لیے ایک صاع پس ایک شخص نے کہا کہ مجھکو تو اسقدر کافی
نہوگا حضرت جابر غصہ ہوئے یہانتک کہ چہرہ آپکا متغیر ہوگیا پھر فرمایا کہ جو شخص تجھسے
بہتر اور بال زیادہ رکھتا ہے اوسکو کافی ہے اس روایت کو امام احمد نے اپنی مسند
میں مرفوع روایت کیا ہے اور سنن نسائی میں عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رض
نے فرمایا کہ میں نے اپنا حال دیکھا ہے کہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک
رکھے ہوئے برتن سے جو صاع کے برابر یا اوس سے کم تھا نہاتے تھے اور دونو اوسمیں ہاتھ

الٹی تھی پس اپنی ہاتھ سی اپنی سر پر تین بار پانی بہاتی تھی اور اپنی بالونکو نہین کھولتی
تھی اور سنن ابی داود اور نسائی مین عباد بن تمیم ام عمارہ بنت کعب سی روایت کرتی
ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا تو پانی ایک تن مین بمقدار دو تہائی مد کی لایا گیا
تھا اور ابراہیم نخعی کہتی ہین کہ پہلے لوگ پانی تمہاری نسبت کر بہت بچاتے تھی اونکی نزدیک
چوتھائی مد کافی تھا اور یہہ مبالغہ ہی اسلئی کہ مد کی چوتھائی تو دمشقی وزن سی ڈیڑہ
اوقیہ بھی نہین ہوتی اور بخاری اور مسلم مین حضرت انس سی روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ آلہ وسلم مد سی وضو فرماتے تھی اور ایک صاع سی لیکر پانچ مد تک سی نہاتے تھی اور مسلم مین شعبہ
سی روایت ہی کہ ایک صاع آپکے غسل جنابت مین کام آتا تھا اور ایک مد وضو مین —
اور محمد بن عجلان کہتی ہین کہ دین خدا مین سمجھہ یہ ہی کہ وضو پورا ہو اور پانی کم گری — اور
امام احمد کہتی ہین کہ پانی کا حریص ہونا آدمی کی کم فہمی مین سی ہی اور ابوداود نے
اپنی سنن مین عبد اللہ بن مغفل سی روایت کی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ مین نے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی سنا ہی کہ فرماتے تھی کہ عنقریب اس امت مین ایسی لوگ ہونگی کہ حد سی
تجاوز کرینگی پاکی اور دعا مین آب اس حدیث کو اس ایت سی ملاؤ ان اللہ لا یحب المعتدین (اللہ دوست رکہتا ہی حد کو)
اور جانو کہ خدا تعالی اپنی عبادت پسند کرتا ہی تو یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ وسواس
والیکا وضو ایسی عبادت نہین جسکو خدا تعالی قبول کری اور گو اوس سی فرض ساقط

على الرأس ثلاث مرات وما انقض
الشعر وفي سنن ابي داود والنسائي
عن عباد بن تميم عن ام عمارة بنت
كعب ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم
توضأ فأتي بماء في اناء قدر ثلثي المد
وقال ابراهيم النخعي كانوا اشد استيفاء
للماء منكم وكانوا يرون ان ربع المد
يجزئ من الوضوء وهذا مبالغة فان ربع
المد لا يبلغ اوقية ونصفا بالدمشقي وفي
الصحيحين عن انس كان رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم يتوضأ بالمد ويغتسل بالصاع الى خمسة امداد وفي
مسلم عن شعبة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يغسله الصاع من الجنابة ويوضئه المد وقال محمد بن عجلان
الفقه في دين الله اسباغ الوضوء وقلة اهراق الماء و
قال الامام احمد كان يقال من قلة فقه الرجل ولعه بالماء وقد
روى ابو داود في سننه عن عبد الله بن المغفل انه قال سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول انه سيكون في هذه الامة قوم يعتدون
في الطهور والدعاء فاذا قرنت هذا
بقوله تعالى ان الله
لا يحب المعتدين و
علمت ان الله يحب عبادة
انتج ان وضوء الموسوس
ليس بعبادة يقبلها الله
وان اسقطت الفرض عنه

فلا تفتح ابواب الجنة لوضوءه
بابا من ابواب الشيطان. فصل ومن
ذلك الوسوسة في انتقاض الطهارة
ففي صحيح مسلم عن ابي هريرة قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اذا وجد احدكم في بطنه شيئا
فاشكل عليه اخرج منه شيء
ام لا فلا يخرجن من المسجد حتى يسمع صوتا او يجد ريحا
وفي الصحيحين عن عبد الله بن زيد قال شكي
الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الرجل
يخيل اليه انه يجد الشيء في الصلوة فقال لا ينصرف
حتى يسمع صوتا او يجد ريحا وفي المسند وسنن ابي داود
عن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم قال ان الشيطان ياتي احدكم وهو في
الصلوة فياخذ بشعرة من دبره فيمدها فيرى انه قد
احدث فلا ينصرف حتى يسمع صوتا او يجد
ريحا ولفظ ابي داود اذا اتى الشيطان
احدكم فقال انك قد احدثت فليقل له
كذبت الا ما وجد ريحا بانفه
او سمع صوتا باذنه فامر صلى الله
عليه وآله وسلم بتكذيب
الشيطان فيما يحتمل صدقه
فكيف اذا كان كذبه
معلوما كقوله للموسوس

ہوجاوی مگر وضو کے باعث جنت کے دروازی نہ کہلینگے کہ جسمین سی چاہی گہسجاوی

فصل اور منجملہ وسوسون کے وضو ٹوٹنی کا وسواس ہی صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت ابوہریرہ
فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین
کوئی چیز معلوم کری اور اسکو شک پڑجاوی کہ کچہہ اندر سی نکلا ہی یا نہین تو وہ نماز کی جگہہ
سی باہر نہو جبتک کہ کچہہ آواز نہ سنی یا بو نپاوی اور بخاری اور مسلم مین عبد اللہ بن زید
سی روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ایک شخص کی شکایت کی گئی کہ اوسکو
یہہ خیال ہوجاتا ہی کہ نماز مین کچہہ ہوگیا آپنی فرمایا کہ وہ نماز سی نہ پہرے جب تک کہ آواز نہ سنی
یا بو نپاوے اور مسند اور سنن ابی داود مین حضرت ابو سعید سی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نی فرمایا کہ شیطان تم مین سی کسیکے پاس نماز کے اندر آتا ہی اور ایک بال اوسکے
پیچہی کیطرفسی پکڑکر کہینچتا ہی تو نمازی کو معلوم ہوتا ہی کہ میرا وضو ٹوٹا پس اوسکو چاہیے
کہ نماز سی نہ پہری جبتک کہ آواز نہ سنے یا بو نپاوی اور ابو داود کی روایت یہہ ہی کہ جب
شیطان تم مین سی کسیکے پاس آکر کہی کہ تو بی وضو ہوگیا تو اُس سی کہنا چاہیے کہ تو جہوٹا ہے
مگر اُس صورتمین کہ اپنی ناک سی بو معلوم کری یا اپنی کان سی آواز سُنی دیکہو آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس امر مین کہ احتمال سچ کا تہا اوسمین شیطانکے جہوٹلانیکا حکم دیا
تو جس صورتمین اوسکا جہوٹ یقینی ہو وہان کیسی نہوگا مثلا وسواسی کو اُسکا کہنا کہ

تو نے نہین کیا حالانکہ وہ کرچکا ہی شیخ ابو محمد فرماتے ہین کہ آدمی کو مستحب ہے
کہ جب پیشاب کری اپنی ستر اور پاجامہ پر چھینٹا پانیکا دیدی تاکہ اپنی نفس سی وسواس
کو دور کری اور جب تری معلوم ہو تو کہی کہ یہہ اوسی پانی کی ہی جو مین نے چھڑکا ہی چنانچہ
ابوداود نے سفیان ابن الحکم یا حکم بن سفیان سی روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے اور چھینٹا دے لیتے اور ایک روایت مین
یون ہی کہ مین نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ پیشاب کیا پھر اپنی ستر پر پانی
چھڑکا اور حضرت ابن عمر اتنا پانی چھڑکتے کہ انکا پاجامہ تر ہو جاتا اور امام احمد کے
بعض یارون نے اُنسے گلہ کیا کہ مجکو بعد وضو کے تری معلوم ہوتی ہی آپ نے فرمایا کہ اُس
سی غافل ہو جا اوسنے دوبارہ سوال کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا باپ نہو کیا اوسی تو دھنیا
چاہتا ہی اوس سی غافل ہو جب

فصل

اور منجملہ وسواسی ہونے کے وہ ہی جو بہت سی وسواسی
بعد پیشاب کے کرتے ہین اور وہ دس چیزین ہین ایک شرمگاہ کو جڑ سی سر تک دابنا اور
اسبا مین حدیث غریب ہی جو ثابت نہین ہوتی چنانچہ مسند اور سنن ابن ماجہ مین عیسی
بن یزداد اپنی باپ سی راوی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مین سی
کوئی پیشاب کری تو اپنی ستر کو تین بار پونچھ لے اور جابر بن زید نے کہا ہی کہ جب تو
پیشاب کری تو اپنی ذکر کے نیچے ہاتھ پھیر دی کہ اس سی بند ہو جاویگا اس روایت

لم تفعل كذا وقد فعله قال الشيخ ابو محمد ويستحب للانسان اذا بال ان ينضح فرجه وسراويله بالماء اذا بال ليدفع عن نفسه الوسوسة فمتى وجد بللا قال هذا من الماء الذي نضحته لما روى ابو داود عن سفيان بن الحكم او الحكم بن سفيان قال كان النبي صلى الله عليه وآله وسلم اذا بال توضأ وينتضح وفي رواية رأيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم بال ثم نضح فرجه وكان ابن عمر ينضح حتى يبل سراويله وشكى الى الامام احمد بعض اصحابه انه يجد البلل بعد الوضوء فقال امره ان يلهو عنه فاعاد عليه المسألة فقال لا ابا لك الا تلهو عنه

فصل ومن هذا ما يفعله كثير من الموسوسين بعد البول وهو عشرة اشياء السلت والنتر والنحنحة ... وفيه حديث غريب لا يثبت ففي المسند وسنن ابن ماجة عن عيسى بن يزداد عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا بال احدكم فلينتر ذكره ثلاث مرات وقال جابر بن زيد اذا بلت فامسح اسفل ذكرك فانه ينقطع رواه

کو سعید نے جابر سے روایت کیا ہی دوسرے بعد استنجا کے جس چیز کے دوبارہ آنیکا خوف
ہوا وسکو نکالنا اور مینے ان دونو مین اپنے استاد سے پوچھا تو اُنکی نزدیک کچھہ ٹھہری
اور فرمایا کہ اِسبابمین حدیث صحیح نہین ہی اور یہہ بھی فرمایا کہ پیشاب تھن مین کی دودھ
کیطرح ہی اگر چھوڑ دو تو ٹھہر جاتا ہی اور دُوہو تو نکل آتا ہی اور جو شخص اس امر کا عادی
ہو جاتا ہی وہ ایسے مرض مین مبتلا ہو جاتا ہی کہ اُس سے غفلت کرے سوا اُس سے بچا رہتا ہے
ابو محمد کہتے ہین کہ اگر یہہ امر مسنون ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اُسکی سب سے بہتر تھے
چنانچہ ایک یہودی نے حضرت سلمان سے کہا کہ تمہارے پیغمبر نے تمکو سب چیزین سکھائی
ہین حتی کہ پاخانہ پھرنا بھی آپنے فرمایا کہ ہان تیسرے کچی ہوئی پیشاب کی نکلنے کی لئے کنکھانا
اور چند قدم چلنا چوتھی زمین سے کچھہ ابہر کر جلدی سے بیٹھہ جانا پانچوین ایک رسی مین
لٹک کر زور دینا کہ زمین سے پانو اُٹھہ جانیکے قریب جاوین پھر اوسمین کھسک کر
بیٹھہ جانا چھٹی ذکر کو پکڑ کر اوسکے سوراخ کو دیکھنا کہ اوسمین کچھہ باقی ہے کہ نہین ساتوین
اوسکی سوراخکو کھولکر پانی ڈالنا آٹھوین اوسمین روئی رکھنی نوین اوسپر پٹی باندھنی
دسوین تھوڑی دور زینہ پر چڑھکر جلدی سے اُترانا ہمارے اُستاد فرماتے ہین کہ سب وسوسے
اور بدعت ہین **فصل** ازانجملہ اونکے وہ چیزین ہین کہ صاحب شریعت یعنی اونمین نرمی
برتتے تھے اور وسواسیون نے اُنمین سختی کر لی ہی انمین سی ایک یہہ ہی کہ راستونمین ننگے

ثم يصلي ولا يغسل رجليه وروى أبو داود عن امرأة من بني عبد الأشهل قالت قلت يا رسول الله إن لنا طريقا إلى المسجد منتنة فكيف نفعل إذا مطرنا فقال أليس بعدها طريق هي أطيب منها قالت قلت بلى قال فهذه بهذه وقال ابن مسعود كنا لا نتوضأ من موطئ وعن علي رضي الله عنه أنه خاض في طين المطر ثم دخل المسجد فصلى ولم يغسل رجليه وقال حفص أقبلت مع عبد الله بن عمر عامدين إلى المسجد فلما انتهينا عدلت إلى المطهرة لأغسل قدمي من شيء أصابهما

باؤن چلے پھر نماز پڑھی اور پانون نہ دھوئے آبو داؤد بنی عبد الاشہل کی ایک عورت سے
روایت کرتے ہین کہ اوسنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ ہماری یہان مسجد
کا راستہ گندہ ہی تو جب ضو ہم کر چکین تو کیا کرین آپنے فرمایا کہ اوس رستہ کی بعد کوئی
اُس سی ستھرا رستہ نہین اوسنی عرض کیا کہ ہی آپنے فرمایا کہ یہہ راہ عوض ہے پہلی کا۔ اور
ابن مسعود رض فرماتے ہین کہ ہم راہ چلکر وضو نہین کیا کرتے تھے اور حضرت علی رض سے روایت
ہی کہ وہ مینہ کے کیچڑ مین گھسی پھر مسجد مین آکر نماز پڑھی اور اپنی پانون نہ دھوئے۔ اور
حفص کہتی ہین کہ مین عبد اللہ بن عمر رض کے ساتھہ مسجد مین آیا جب ہم پونہچے تو مین وضو
کی جگہہ کیطرف ہو گیا تاکہ پانو پر جو کچھہ لگ گیا تھا اوسکو دھوؤن حضرت عبد اللہ رض نے
فرمایا کہ مت دھو اسلئی کہ تو ناپاک راہ پر چلتا ہی پھر پاک پر نکلتا ہی اسی سی پاک ہو جاتا ہی
غرضکہ ہمنی مسجد مین آکر نماز پڑہلی **فصل** اور منجملہ اُنکی یہہ ہی کہ موزہ اور جوتے کے نیچے
جب نجاست لگجاتی ہی تو اوسکو زمین سی رگڑنا مطلقا کافی ہی اور اوسکو پہنکر حدیث صحیح
کی روسی نماز درست ہی امام احمد رح نے اسکی تصریح کی ہی اور انکی محقق یارون نے اوسکو
پسند فرمایا ہی چنانچہ ابو البرکات کہتی ہین کہ روایت مطلق رگڑ ڈالنی کی میری نزدیک صحیح ہی
اسلئی کہ حضرت ابو ہریرہ رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی راوی ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب
تم مین سی کوئی جوتا پہنکر ناپاکی پر کو چلے تو مٹی اوسکی واسطی پاک کرنیوالی ہی اور ایک

فقال عبد الله لا تفعل فإنك تطأ الموطئ الرديء ثم تطأ بعده الموطئ الطيب أو قال النظيف فيكون ذلك طهورا فدخلنا المسجد فصلينا فصل ومن ذلك أن الخف والحذاء إذا أصابت النجاسة أسفلهما أجزأ دلكهما بالأرض مطلقا وجازت الصلاة فيهما بالسنة الثابتة نص عليه أحمد واختاره المحققون من أصحابه قال أبو البركات ورواية أجزاء الدلك مطلقا هي الصحيحة عندي لما روى أبو هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إذا وطئ أحدكم بنعله الأذى فإن التراب لهما طهور وفي لفظ

۱۳ اور سو اٹھارہ

اذا وطئ احدكم الاذى بخفيه فطهورهما التراب رواهما ابو داود وعن ابي سعيد ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلى فخلع نعليه فخلع الناس نعالهم فلما انصرف قال لم خلعتم نعالكم قالوا رأيناك خلعت فخلعنا فقال ان جبريل اتاني فاخبرني ان بهما خبثا فاذا جاء احدكم المسجد فليقلب نعليه فلينظر فيهما فان رأى خبثا فليمسحه بالارض ثم ليصل فيهما رواه احمد وتاويل ذلك على ان المراد بالخبث نحو مخاط ونحوه من الطاهرات لا يصح لوجوه احدها ان ذلك لا يسمى خبثا الثاني ان ذلك لا يؤمر بمسحه عند الصلوة فانه لا يبطلها الثالث انه لا يخلع النعل لذلك في الصلوة فانه عمل لغير حاجة فاقل احواله الكراهة الرابع ان رواية الدارقطني عن ابن عباس ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان جبرئيل ع اتاني واخبرني ان فيهما دم حلمة والحلم كبار القراد ولانه محل

روایت مین یہہ ہی کہ جب ہم مین سی کوئی اپنی موزون سی ناپاکی کو پامال کرے تو
موزونکی پاک کر دینی والی مٹی ہی ان دو نو روایتونکو ابو داود نے بیان کیا ہی اور
ابو سعیدؓ روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی پس اپنی
جوتیان نکالین لوگون نے بھی اپنی جوتیان اُتار دین جب آپ نماز سی فارغ ہوئی لوگونسی پوچھا
کہ تمنی کیون اتارین اُنہون نے عرض کیا کہ ہمنی آپکو دیکھا کہ جوتیان آتارین ہمنی بھی اتارین
آپ نے فرمایا کہ میری پاس جبرئیل ع نے آکر خبر دی کہ انمین ناپاکی ہی تو جب تم مین سے
کوئی مسجد مین آوی تو چاہیی کہ اپنی جوتیونکو اُلٹ کر دیکھی اگر انمین کچھہ خبث یعنی ناپاکی ہو
تو اوسکو زمین سی رگڑ دی پہر اُن سی نماز پڑہ لے اس حدیث کو امام احمدؒ نے روایت
کیا ہی اور اسکی معنی جو یہہ کہتی ہین کہ ناپاکی سی غرض مکروہ چیزین ہین مثل رینٹ وغیرہ
پاک اشیا کے تو یہہ تاویل کئی وجہ سی درست نہین اول تو یہہ کہ اسطرحکی چیزین خبث
نہین کہلاتین دوسری یہہ کہ نماز کیوقت ان اشیا کے پونچہنیکا حکم نہین کیونکہ انسے
نماز نہین جاتی تیسری یہہ کہ انکی لئی نماز مین جوتیان نہین اُتارنی چاہئین اسلئی کہ یہ کام
بیضرورت ہی ادنی بات ہی کہ مکروہ ہوگا چوتھی یہہ کہ روایت دارقطنی کی ابن عباس رض سے
یہہ ہی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا کہ جبرئیل ع نے میری پاس آکر خبر دی کہ
انمین خون حلمہ کا ہی جو بڑی قسم کی کلنی ہوتی ہی اور اسوجہ سی کہ جوتی ایسی جگہہ ہی کہ اکثر

نجاست اُسکو بہت دفعہ پونہچتی ہی تو رفع ہرج کے لئی سخت چیز سی اُسکا ملدالنیا کافی ہوا جیسے ڈیلا لینے کی مقام کی لئی ہی بلکہ جوتی کیواسطے بطریق اولی ہونا چاہیئے کیونکہ مقام پاخانہ پر تو نجاست دنمین دو یاتین ہی بار لگتی ہی

فصل اور یہی حال عورت کے دامن کا ہی ایکعورت نے حضرت ام سلمہؓ سی پوچھا کہ مین اپنے دامن لمبی رکھتی ہون اور ناپاک جگھہ پر کو گذرتی ہون اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اوسکے بعد کی جگھہ اسکو پاک کر دیتی ہی روایت کیا ہی اسکو احمد اور ابوداود نے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اجازت دی ہی کہ اپنی دامن ایک ہاتھ لٹکاوے اور ظاہر ہی کہ ایسا دامن ناپاکی پر لگیگا مگر اوسکو اوسکی دہونیکا حکم نہین فرمایا بلکہ یہہ فتوی دیا کہ زمین اوسکو پاک کر دیگی

فصل اور جوتیان پہنکر نماز پڑہنی سے وسوسیون کا دل نہین خوش ہوتا حالانکہ یہہ سنت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحابؓ کی ہی فعل اور حکم دونو کے اعتبار سی۔ انس بن مالکؓ روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جوتیون سی نماز پڑہتی تھی اور شداد بن اوسؓ کہتی ہین کہ آپنے فرمایا کہ یہود یون کے خلاف کرو کہ وہ اپنی موزون اور جوتون سی نماز نہین پڑہتی روایت کیا ہی اسکو ابوداود نے

فصل اور ایک یہہ ہی کہ سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی نماز پڑہنا جہان کہین ہو اور جسجگہہ اتفاق پڑی سوا اُن جگہون کے کہ آنے منع فرمایا یعنی قبرستان

بي المكان القذر فقالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يطهره ما بعده رواه احمد وابو داود
لام سلمة اني اطيل ذيلي وامشي
كذلك ذيل المرأة فقالت امرأة
صلى الله عليه وآله وسلم المرأة ان ترخي ذيلها ذراعا ومعلوم انه يصيب القذر ولم يامر بغسله
ذلك بل افتى بان الارض تطهره **فصل** ومنها

اور حمام اور اونٹو نکے بیٹھنے کی جگھہ چنانچہ یہ فرمانا آپکا صحیح ہی کہ تمام زمین میری لئے مسجد اور پاک کرنیکی چیز کردیگئی ہی پس جس جگھہ میری امت مین سے کسیکو نماز کا وقت آجاوی وہ نماز پڑہ لے اور آپ بکریونکی رہنی کی جگھہ مین نماز پڑہلیا کرتے تھے اور اس امر کا حکم بھی فرمایا اور کسی آڑ کی شرط نہین لگائی - ابن منذر کہتی ہین کہ سب ائمہ اہل علم کا بکریونکی رہنی کی جگھہ مین نماز کے مباح ہونے پر اتفاق ہی بجز امام شافعیؒ کے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین اسکو مکروہ جانتا ہون مگر اس صورت مین کہ جگھہ مینگنیون سے بچی ہوئی ہو اور ابو ہریرہؓ کہتی ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نماز پڑہو بکریونکے رہنی کی جگھہ اور نہ پڑہو اونٹونکی رہنی کی جگھہ مین اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور صحیح کہا ہی اور امام احمدؒ نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نماز پڑہو بکریونکی رہنی کی جگھہ مین اور مت نماز پڑہو شترخانون یا اونٹونکی نشستگاہ مین اور اسیطرح مسند مین عبد اللہ بن المغفل سے بھی مروی ہی اور ایسا ہی جابر بن سمرہ اور برا اور اسید بن حضیرؓ سے آور فرمایا زمین بالکل مسجد ہے بجز مقبرہ اور حمام کے اسکو نسائی کے سوا سنن والون نے روایت کیا ہی - اب اس طریق نبوی اور اس شخص کے فعل مین بڑا فرق ہی جو نماز بچھونے کی اوپر مصلے بچھاکر ہی پڑہتا ہی اور اسپر چڑہ یا کیطرح کود کر چلتا ہی حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

والحمام واعطان الابل فصح عنه
صلى الله عليه وآله وسلم انه قال
جعلت لي الارض كلها مسجدا و
طهورا فحيثما ادركت رجلا من امتي
الصلوة فليصل وكان يصلي
في مرابض الغنم وامر بذلك ولم يشترط
حائلا قال ابن المنذر اجمع كل من
نحفظ عنه من اهل العلم على اباحة الصلوة في
مرابض الغنم الا الشافعي فانه قال اكره ذلك الا
اذا كان سليما من ابعارها وقال ابو هريرة قال رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم صلوا في مرابض الغنم ولا
تصلوا في اعطان الابل رواه الترمذي وصححه وروى
الامام احمد من حديث عقبة بن عامر قال قال
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم صلوا في مرابض
الغنم ولا تصلوا في اعطان الابل ومبارك الابل و
في المسند ايضا من حديث عبد الله بن المغفل
نحوه وكذا عن جابر بن سمرة والبراء واسيد بن
حضير وقال الارض كلها مسجد الا المقبرة
والحمام رواه اهل السنن الا النسائي
فاين هذا الهدي ممن لا يصلي
على سجادة تفرش فوق
البساط عشرة عليها قفز
كما يفعله ... ويصلي
النبي صلى الله عليه وآله وسلم

نے ایسی چٹائی پر نماز پڑہی ہی جو زیادہ استعمال کے باعث سیاہ ہوگئی تھی اوسپر
پانی چہڑکا گیا اور آپنے نماز پڑہلی نہ کبہی اوسپر جانماز بچہی نہ رومال اور آپ کبہی خاک
پر سجدہ کرتے تھے کبہی کنکر و نپر کبہی گارے پر یہانتک کہ اوسکا نشان آپکی پیشانی اور
اور ناک پر معلوم ہوتا تہا۔ اور حضرت ابن عمرؓ کہتے ہین کہ کتّے مسجد مین آتے جاتے
تھے اور پیشاب کردیتے تھے اور لوگ اوسپر پانی نڈالتے تہے اسکو بخاری نے روایت کیا ہے
مگر پیشاب کا ذکر نہین کیا اور ابو داؤد کی نزدیک کتّونکا پیشاب کرنا بہی سند صحیح سے ثابت ہے

فصل اور اسمین سے ایک یہ ہے کہ زمانہ نبوی مین لوگ مسجدونمین ننگے پانو گارے
وغیرہ مین کو آتے تھے ابن ثابت کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا کہ آدمی
وضو کرکے ننگے پانو مسجد مین جاوے آپنے فرمایا کہ کچہہ مضائقہ نہین اور کمیل بن زیاد
کہتے ہین کہ مین نے حضرت علیؓ کو دیکہا کہ مینہ کے گارے مین گہسے پہر مسجد مین جاکر نماز
پڑہی اور پانون نہ دہوئے اور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ لوگ پانی اور گارے مین مسجد تک
جاتے اور نماز پڑہتے اور یحیی بن ثابت کہتے ہین کہ مینہ کے پانی مین کو چلتے اور چھینٹین
پڑتی جاتین اسکو سعید بن منصور نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے اور ابن منذر نے کہا ہے
کہ حضرت ابن عمرؓ منی مین ننگے پانو گارے پانی مین چلے پہر نماز پڑہی اور وضو نکیا
ابو محمد کہتے ہین کہ جو لوگ اس امر کے قائل ہین وہ علقمہ اور اسود اور عبداللہ بن مغفل

اور سعید بن المسیب و شعبی اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ اور مالک ہین اور
ایکصورت شافعیہ کی بھی یہی ہی اور یہی قول اکثر اہل علم کا ہی اور یہہ وجہ بھی ہی کہ
پانونکو ناپاک کر دینے مین بڑی مشقت ہی شریعت کی جیسے کفار کے یہانکی کھانون
اور کپڑون اور بدکارون شرابخوارون وغیرہ کے کپڑونکے نجس کرنے مین ہی ابوالبرکات
ابن تیمیہ کہتی ہین کہ اس سب بیان سی زمین کا خشک ہوکر پاک ہو جانا قوی ہوتا ھے
اسلئی کہ انسان بحسب عادت ہمیشہ اپنی رستون مین جہانکو بہت آمد و رفت بازار و مسجد وغیرہ کی
طرف کرتا ہی جا بجا نجاستونکو دیکھتا ہی پس اگر خشکی سی اثر نجاست دور ہونیکے بعد زمین کو
پاک نکہا جاوی تو اسپر نجاست کی جگہونسی بچنا لازم ہوگا اور اسکی بعد ننگی پانو رہنا
اوسکو درست نہوگا حالانکہ معلوم ہو چکا کہ صالحین سلف نے اس سی احتراز نہین کیا
اور ابوقلابہ کہتی ہین کہ کوچونکا سوکھہ جانا مثل پاک کرنیکے ہی **فصل** اور اسمین سی ایک
یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے مذی کا حال پوچھا آپنے وضو کرنیکو فرمایا
اوسنی عرضکیا کہ اگر میری کپڑی کو اسمین سی کچھہ لگجاوی تو کیا ارشاد ہی فرمایا کہ ایک چلو
پانی لیکر جسجگہہ دیکھو کہ لگ گئی ہی چھڑک دو روایت کیا ہی اسکو احمد اور ترمذی اور
نسائی نے پس مذی کی جگہہ پر پانیکا چھڑک دینا درست فرمایا جیسے لڑکے کی پیشاب
پر پانی چھڑکنی کا حکم کیا ہی ہماری استاد فرماتی ہین کہ یہی امر بہتر ہی اسلئی کہ یہہ ایسی نجاست

وسعید بن المسیب والشعبی والامام
احمد وابوحنیفة ومالک وهو
الوجهین للشافعیة وهو قول
اکثر اهل العلم ولان تنجیسها
مشقة عظیمة بما تشرع کما فی
اطعمة الکفار وثیابهم وثیاب
الفساق شربة الخمر وغیرهم
قال ابو البرکات ابن تیمیة وهذا کله یقوی طهارة
الارض بالجفاف لان الانسان فی العادة لا بد ان یشاهد
النجاسات فی بقعة بقعة من طرقاته التی یکثر فیها تردده
الی سوقه ومسجده وغیرهما فلو لم تطهر الا
بالغسل لوجب غسل ما ...
فلهذا لم یجب ...
بقاء النجاسة بعد ذهاب اثرها وما جاز له
النخعی بعد ذلك وقد علم ان السلف الصالح
لم یحترزوا منه وقال ابو قلابة جفاف الارض
طهورها **فصل** ومن ذلك ان النبی صلی الله علیه
وسلم سئل عن المذی فامر بالوضوء منه فقال کیف
تری ان اصاب ثوبی منه قال یکفیك
ان تاخذ کفا من ماء فتنضح به حیث تری انه اصابه
رواه احمد والترمذی
والنسائی فجوز نضح ما اصابه
المذی کما امر
بنضح بول الغلام قال شیخنا وهذا
هو الصواب لان هذه نجاسة

ہی کہ اس سی بچنا بہت مشکل ہی کیونکہ جوان اور مجرد آدمی کو اکثر عارض ہوتی ہی تو
اسمین تخفیف ہولی لڑکے کے پیشاب اور موزہ اور جوتے کے نیچے کی نجاست کی نسبت کر
زیادہ مناسب ہی اور اسمین سی ہی اتفاق مسلمانونکا اُس امر پر جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے انکی لئی مسنون فرمایا ہی یعنی ڈیلون سی استنجا کرنا جائز ہی اور گرمی کے موسم مین
باوجودیکہ استنجے کی جگہہ پر پسینا آکر کپڑی پر لگجاتا ہی مگر اوسکے دہونیکا حکم نہین دیا اسلیئی
کہ حرج نہوا اور اسمین سی ایک یہہ ہی کہ تہوڑی مقدار خچرون اور درندونکی لید کی معاف
ہی یہہ ایک روایت ہی امام احمدؒ کی دو روایتون سی اور ہمارے استاد نے اسکو پسند
کیا ہی اسوجہ سی کہ بچنا مشکل ہی ولید بن مسلم کہتی ہین کہ مینے اوزاعیؒ سی اُن چوپایونکے
پیشاب کا حال پوچہا جنکا گوشت نہین کہایا جاتا مثل خچر اور گدہے اور گہوڑی کے
اُنہون نے کہا کہ اگلے لوگ لڑائیونمین انمین مبتلا ہوتے تھی تو نہ جسم پر سے دہوتے تھی
نہ کپڑی پر سی اور اسیوجہ سی امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہی کہ تہوڑی سی قی معاف
ہی مثل مذی کے اور اسیطرح تہوڑی قی معاف ہی اور ہمارے شیخ کہتی ہین کہ کپڑے اور
مردکا پانی جیٹر کیوقت کا ۱۲
جسم کا دہونا مواد اور پیپ اور زرد آب غیرہ سی واجب نہین اور اوسکی نجاست
پر کوئی دلیل قائم نہین ہوئی اہل علم کا مذہب یہہ ہے کہ وہ پاک ہی بیان کیا ہی اوسکو
ابوالبرکات نے اور حضرت ابن عمر اوسکی باعث نماز نہ توڑتے تھی اور خون کے نکلنی سی نماز

يشق الاحتراز منها لكثرة ما يصيب
الشارع الحرج فهو اولى بالتخفيف من
بول الغلام ومن اسفل الخف والحذاء
ومن ذلك اجماع المسلمين على ما سنه
لهم النبي صلى الله عليه وآله
وسلم من جواز الاستجمار
بالاحجار في زمن الشتاء والصيف
مع ان المحل يعرق فينضح الى الثوب ولم يأمر
بغسله ومن ذلك انه يعفى عن اليسير
من ارواث البغال والحمير في احدى الروايتين
عن احمد اختارها شيخنا لمشقة الاحتراز
قال الوليد بن مسلم قلت للاوزاعي فابوال
الدواب مما لا يؤكل لحمه كالبغل والحمار والفرس فقال
قد كانوا يبتلون بذلك في مغازيهم فلا
يغسلونه من جسد ولا ثوب ومن ذلك النص
عن احمد على ان المذي يعفى عن يسيره كالدم وكذا
يعفى عن يسير القيء وقال شيخنا لا يجب
غسل الثياب ولا الجسد من المدة
والقيح والصديد ولم يقم
دليل على نجاسته وذهب
بعض اهل العلم الى طهارته
حكاه ابو البركات
وكان ابن عمر لا ينصرف منه
في الصلاة وينصرف من الدم

سے پہرتے تھے یعنی زرد آب کو شکنندہ وضو جانتے تھے اور خون کو جانتے تھے اور
حسن سے بھی ایسا ہی کچھہ مروی ہے اور ابو مخلد سے کسی نے بدن اور کپڑے پر پیپ
کے لگنے کا حال پوچھا تو کہا کہ کچھہ نہیں خدا تعالی نے صرف خون کا ذکر کیا ہے
پیپ کو نہیں فرمایا اور اسحق بن راہویہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک خون کے سوا جو کچھہ
ہے وہ بدبو عرق کی مانند ہے اور موجب وضو نہیں اور امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ آپکے
نزدیک خون اور پیپ برابر ہیں آپنے فرمایا کہ نہیں خون میں کسی نے اختلاف نہیں
کیا اور پیپ میں لوگوں کا اختلاف ہے اور ایکدفعہ آپنے یہ فرمایا کہ پیپ اور زرد آب
اور مواد میرے نزدیک خون سے سہل تر ہیں اور اسیمیں ہے وہ قول کہ امام ابو حنیفہ رح
نے فرمایا ہے کہ جب مینگنی چوہے کی گیہون میں پڑکر پسجاوے یا بہتی تیل میں گرے تو اُسکا
کہانا جائز ہے بشرطیکہ متغیر نہوا اسلئے کہ اُس سے بچنا غیر ممکن ہے الا اگر پانی میں گریگی تو
اسکو نجس کردیگی اور بعض شافعی کا مذہب ہے کہ جن گیہوں نپر روندنے کیوقت
گدہے کا پیشاب پڑگیا ہوا نکو بدون دہوے کہانا درست ہے اسلئے کہ سلف نے اس سے احتراز
نہیں کیا اور اللہ تعالی نے کتے کا شکار حلال کیا اور یہہ نہیں فرمایا کہ اسمیں
کسی جگہہ کو دہویا جاوے یا کاٹ ڈالا جاوے اور حدیث میں بھی کہیں نہیں آیا نہ کسی
صحابہ سے منقول ہے اور اسیمیں سے ہے وہ مسئلہ کہ سلف کی ایک جماعت نے فتوی دیا ہے

وعن الحسن نحوه وسئل ابو مخلد عن
القيح يصيب البدن والثوب فقال
ليس بشيء انما ذكر الله الدم و
لم يذكر القيح وقال اسحق بن راهويه
كل ما كان سوى الدم فهو عندي
مثل العرق المنتن وشبهه ولا
يوجب وضوءً وسئل احمد
رحمه الله الدم والقيح عندك سواء فقال لا
الدم لم يختلف الناس فيه والقيح
قد اختلف الناس فيه وقال مرة القيح و
الصديد والمدة عندي اسهل من
الدم ومن ذلك ما قاله ابو حنيفة
اذا وقع بعر الفار في حنطة فطحنت او
في دهن فانه يجوز اكله ما لم يتغير لانه لا يمكن
صون عنه فان وقع في الماء نجسه ومذهب
بعض اصحاب الشافعي الجواز اكل الحنطة التي
اصابها بول الحمر عند الدياس من غير
غسل لان السلف لم يحترزوا من
ذلك وقد اباح الله صيد
الكلاب ولم يأمر بغسل موضع فيه
من الصيد ولا نقوره ولم يأت في
السنة ايضا ولا عن احد
من الصحابة ومن ذلك ما افتى
به جماعة من السلف ان

کہ آدمی جب اپنے ہاتہون یا کپڑی پر بعد نماز کے نجاست دیکہے اور پہلی سی اوسکو
معلوم نہ تہی یا اسکو بہولگیا تہا یا اوسکو دور کرنیسے عاجز تہا تو اسپر اس نماز کا دوبارہ
پڑہنا نہیں اور اسمین سی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نواسی امامہ بنت زینب
کو گود لئے نماز پڑہی جب سجدہ کرتے تو اتار دیتے اور جب کہڑے ہوتے تو اُٹہا لیتے بخاری
اور مسلم دونو نے روایت کیا اور امام احمدؒ نے یہی صورت حضرت حسنینؓ کے حق مین
ابوہریرہؓ سے روایت کی ہی اور شداد بن الہاد کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت
حسن یا حسین کو اٹہائے ہوئے ہمارے پاس نکلے پس انکو بٹہا کر نماز کے لئے اللہ اکبر کہا
اور اس نماز مین ایک لمبا سجدہ کیا جب نماز پڑہ چکے تو فرمایا کہ میرا لڑکا مجہپر سوار ہوگیا
تہا تو مجکو جلدی اتار دینا اچہا نہ معلوم ہوا روایت کیا ہی اسکو احمد اور نسائی نے اور
حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد پڑہتے اور مین حالت حیض مین
آپکے برابر ہوتی اور مجہپر ایک چادر ہوتی جسمین سی کسیقدر آپکے اوپر ہوتی روایت کیا ہی
اسکو ابو داؤد نے اور فرماتی ہین کہ ایام حیض مین مین اور آپ ایک کپڑے مین سوتے
اگر کچہہ مجہہ مین سی اُس کپڑے کو لگجاتا تو آپ اُسیقدر کو دہو ڈالتے اُس سی زیادہ نہ بڑہتے
اور اُسی سی نماز پڑہتے اور اسمین سی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کپڑونکو
پہنا اور اُسی نماز پڑہی جنکو مشرکون نے بنا تہا اور جب حضرت عمرؓ نے اُنکی پہننی سی منع

الرجل اذا رأى على بدنه او ثوبه
نجاسة بعد الصلوة ولم يكن علم
بها او نسيها او عجز عن ازالتها
لا اعادة عليه ومن ذلك انه صلى
الله عليه وآله وسلم صلى وهو
حامل امامة بنت ابنته زينب
فاذا ركع وضعها واذا قام
حملها متفق عليه وروى الامام احمد مثله في
حق الحسن والحسين عن ابي هريرة وقال شداد
بن الهاد خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و
هو حامل الحسن او الحسين فوضعه ثم كبر للصلوة فصلى
بين ظهري صلوته سجدة اطالها فلما قضى الصلوة
قال ان ابني ارتحلني فكرهت ان اعجله رواه احمد
والنسائي وقالت عائشة كان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم يصلي بالليل وانا الى جنبه وانا حائض
وعلي مرط وعليه بعضه رواه ابو داود وفي
كنت انا ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نبيت في الشعار
الواحد وانا طامث فان اصابه
مني شيء غسل مكانه لم يعده
وصلى فيه ومن ذلك انه
صلى الله عليه وآله وسلم لبس
الثياب التي نسجها
المشركون وصلى فيها و
لعدم قول ابي مالك لعمر

کرنا چاہتا تھا تو ابو مالکؒ نے جو کچھ کہا تھا وہ پہلے ہم بیان کر چکے اور اسی قیاس پر

پر بانات ہی لپس اس سے بچنا داخل وسواس ہے اور جب حضرت عمرؓ جابیہ مین تشریف لائے

تو ایک کپڑا ایک نصرانی سے مانگ کر پہنا یہانتک کہ آپکے لئے قمیص سیا گیا یا دہویا گیا

اور ایک نصرانی عورت کے گھڑے سے وضو کیا اور حضرات سلمان اور ابو داؤد کسی

نصرانیہ کے گھر مین تھے حضرت ابو درداءؓ نے اس سے کہا کہ تیری گھر مین اگر کوئی جگہہ پاک ہو تو

ہم نماز پڑہلین اوسنے جواب دیا کہ تم دونوا اپنے دلونکو پاک کر لو پہر جہان چاہو وہان نماز پڑہو

حضرت سلمانؓ نے اُنسے کہا کہ سیکھہ لو یہہ بات ایسے شخص سے جو فقیہ نہین اور اسمین سے مکرہ

صحابہ اور تابعین حوضون اور کہلے برتنون سے وضو کرنے تھے اور یہہ نہ پوچھتے تھے کہ انمین

ناپاکی تو نہین لگی باوجود یکہ درندے توکتے اور درندے ان سے پیتے تھے چنانچہ موطا مین یحیی بن سعید سے

روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ایک سوار کے ساتھ باہر نکلے اسمین عمرو بن عاص بھی تھے حتی کہ دونو

ایک حوض پر پہونچے عمرو بن عاصؓ نے حوض والے سے پوچھا کہ تیری اس حوض مین درندے

تو پانی نہین پیتے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مت بتلانا اسلئے کہ ہم اور درندے ایکدوسرے

کے بعد آتے ہین اور سنن ابن ماجہ مین ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے سوال

کیا کہ گدہونکے جھوٹے سے ہم وضو کرین آپنے فرمایا کہ ہان اور درندونکے جھوٹے سے

بھی اور حضرت عمرؓ ایکدن ذرا چلے جاتے تھے پرنالہ مین سے کوئی چیز آپکے اوپر گری آپکے

صاحب له فقال يا صاحب الميزاب ماؤك طاهر او نجس فقال عمر يا صاحب الميزاب لا تخبرنا ومضى ذكره احمد قال شيخنا وكذلك اذا اصاب رجله او ذيلها بالليل شيء رطب ولا يعلم ما هو لم يجب عليه ان يشمه ويتعرف ما هو واحتج بقصة عمر وهذا هو الفقه فان الاحكام انما تترتب على المكلف بعد علمه باسبابها وقبل ذلك هي على العفو فما عفا الله عنه فلا ينبغي البحث عنه ومن

ساتہہ ایک رفیق تہا اوسنی پرنالے والے سی پوچہا کہ تیرا پانی پاک ہی یا ناپاک آپنے
فرمایا کہ اے پرنالے والے ہمکو کچہہ مت کہنا یہہ کہکر چلے گئی ذکر کیا ہی اسکو امام احمد نے
ہمارے شیخ کہتی ہین کہ یہی حال ہی جسوقت کہ آدمی کے پانو یا دامن مین کوئی چیز تر
رات کو لگجاوی اور اوسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اوسکو اوسکا سونگہنا اور پہچاننا واجب
نہین اور اسکی حجت وہی بیان کی ہی جو روایت حضرت عمرؓ سی گذری اور واقع مین فقہہ بہی
یہی ہی اسواسطے کہ مکلف پر اسباب کی جاننے کے بعد حکم مترتب ہوا کرتے ہین اور اس سے
پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز خدا تعالی نے معاف فرمائی ہو اوسکی
کرید کرنی نچاہیے اور اوسی مین سے ہے تہوڑے سی خون کی ساتہہ نماز
پڑہنی بخاری فرماتے ہین کہ حضرت حسن نے فرمایا ہی کہ مسلمان ہمیشہ اپنے زخمون مین
نماز پڑہتے رہی ہین اور فرمایا کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک پہنسی کو دبایا اوسمین سے خون
نکلا آپ نے وضو نکیا اور ابن ابی اوفی نے نماز کے اندر خون تہوکا اور نماز پڑہتے رہی اور
حضرت عمرؓ نے نماز پڑہی اور آپکے زخم سی خون جاری تہا اور اگلی لوگ اپنی تلوارین جنکو
خون لگا ہوتا تہا ان پر لگائی ہوئی نماز پڑہ لیتی تہے اور پونچہہ ڈالنے پر کفایت کرتی تہے
اور اسی قیاس پر صیقل کی ہوئی چہری کو پونچہنا کافی ہی اس سی معلوم ہوا کہ قصائی کو
اپنی چہری کا پونچہہ ڈالنا کافی ہی چنانچہ امام احمد نے اسکی تصریح کی ہی اور اسمین سے

ذلك الصلاة مع يسير الدم قال البخاري قال الحسن ما زال المسلمون يصلون في جراحاتهم وقال عصر ابن عمر بثرة فخرج منها دم فلم يتوضأ وبصق ابن ابي اوفى دما ومضى في صلاته وصلى عمر بن الخطاب وجرحه يثعب دما وكان اصحاب النبي يصلون وهم في جراحاتهم [illegible] يسيل فيهم الى ما شاء الله [illegible] بالدم وعلى قياس هذا يكفي مسح المدية بالصقيل ويكفي الجزار مسح سكينه كما نص عليه احمد [illegible]

ہی کہ دائیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سی ہمیشہ اپنی کپڑون سی نماز پڑہتی تہین اور شیرخوار انکی کپڑونپر قے کرتے تہی اور انکی رال بہی کپڑون اور بدنپر گرتی تہی مگر وہ کچہہ دہوتی نہین اسلئی کہ شیرخوار کا تہوک اسکی مُنہہ کو پاک کردیتا ہی جیسے بلّی کا تہوک اسکی مُنہہ کا پاک کرنیوالا ہی جسکے حق مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہی کہ وہ نجس نہین اسلئی کہ وہ تمہاری پاس آمد ورفت رکہنی والونمین سی ہی اور آپ اوسکی لئی برتن جہکا دیتی تہی کہ پانی پیوی باوجودیکہ وہ چوہی اور کیڑی مکوڑی کہاتی ہی اور امام احمدؒ نے تصریح کی ہی کہ دہوبی کی رسّی پاک ہی جبکہ وہ اسپر گیلا کپڑا ناپاک پہیلادے اور اوسکے سوکہنی کے بعد پہر پاک کپڑا پہیلادے اور یہہ ایسا ہی جیسا حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ زمین نجس کو آفتاب وہوا پاک کردیتے ہین اور امام احمدؒ کے لوگونکی لئی بہی حجت ہے کہ وہ اسمین سی تیمم درست کہتی ہین اور ایسا ہی حدیث ابن عمرؓ کی مثل نص کے ہی جو پہلے گذری کہ کتّے مسجد مین آتے جاتے اور پیشاب کرتے تہی اور اسیمین سی ہی یہہ کہ تہوڑا پانی بدون بدلنی رنگ وغیرہ کے ناپاک نہین ہوتا یہہ قول اہل مدینہ اور اکثر سلف کا ہی اور اسکو امام احمدؒ کے یارونکی ایک جماعت نے پسند کیا ہی اُنہین مین سی ہین ہماری شیخ اور اُنکی شیخ ابن ابی عمر — حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اسکو احمدؒ نے روایت کیا ہی اور مسند اور سنن

ان المراضع كن في عهد
رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم يصلين في ثيابهن و
الرضعاء يتقايئون ويسيل لعابهم
على ثياب المرضعة وبدنها
فا[illegible] شيئا [illegible] ذلك
لأن ريق الرضيع مطهر لفمه
للحاجة كما ان ريق الهرة مطهر لفمها وفا
[illegible] بحكم الحاجة كما ان الهرة ليست بنجس انها
قال صلى الله عليه وآله وسلم انها
من الطوافين عليكم والطوافات وكان بعض
[illegible] الفار والحشرات [illegible]
[illegible] عليه السلام [illegible]
حنيفة ان الارض النجسة يطهرها الشمس
والريح وهو وجه لاصحاب احمد [illegible]
التيمم بها وحديث ابن عمر كالنص في انه [illegible]
كانت الكلاب تقبل وتدبر وتبول في المسجد
ومن ذلك ان الماء
لا ينجس الا بالتغير وهو قول اهل المدينة
وهو قول السلف واختاره جماعة
من اصحاب احمد منهم شيخنا وشيخه
ابن ابي عمر قال ابن عباس قال
رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم الماء لا ينجسه شيء
رواه احمد وفي المسند والسنن

عن ابی سعید قیل یا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انتوضأ من بئر بضاعة وهی بئر یلقی فیها الحیض ولحوم الکلاب والنتن فقال الماء طهور لا ینجسه شیء قال الترمذی هذا حدیث حسن وقال احمد حدیث بئر بضاعة صحیح ولفظ لاحمد انه یستقی لک من بئر بضاعة وفیه لا ینجسه شیء الا ما غلب علی ریحه وطعمه ولونه وله ایضا من حدیث ابی سعید سئل عن الحیاض التی بین مکة والمدینة ترد ها الکلاب والسباع والحمر وعن الطهارة بها فقال لها ما حملت فی بطونها ولنا ما غبر طهور وفی هذین الحدیثین کلام قال المحشی ولفظ البخاری وقال الزهری اذا ولغ الکلب فی اناء لیس له وضوء غیره یتوضأ به ثم یتیمم قال سفیان هذا الفقه بعینه یقول الله تعالی فلم تجدوا ماء فتیمموا وهذا ماء وفی النفس منه شیء یتوضأ به ثم یتیمم هکذا فی البخاری ونص احمد فی جب وقع فیه کلب

مین حضرت ابو سعیدؓ سے مروی ہے کہ لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم بیر بضاعہ سے وضو کرین وہ ایک کنوان ہے جسمین حیض کے کپڑے اور کتون کے گوشت اور بدبو ڈالی جاتی ہین آپنے فرمایا کہ پانی پاک کرنیوالا ہے اوسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہہ حدیث حسن ہے اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حدیث بیر بضاعہ کی صحیح ہے اور انکی الفاظ یہہ ہین کہ کیا آپکے لئے بیر بضاعہ سے پانی بہرا جاتا ہے آخر حدیث تک اور اوسمین ہے کہ اسکو کوئی چیز ناپاک نہین کرتی مگر جو اوسکی بو اور مزہ اور رنگ پر غالب ہو جاوے اور امام احمدؒ ہی نے یہہ حدیث حضرت ابو سعیدؓ سے روایت کی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن حوضونکا حال پوچھا گیا جو کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مین ہین کہ اُنمین کتے اور درندے اور گدہے پانی پیتے ہین اُنسے وضو کرین آپنے فرمایا کہ جانورونکا اُسقدر ہے جو پیٹ مین لیگئے اور ہمارے واسطے پانی پاک کرنیوالا ہے اگرچہ ان دونو حدیثون مین گفتگو ہے اور زہری کہتے ہین کہ جب کتا برتن مین مُنہ ڈالجاوے اور آدمی کے پاس اوسکے سوا اور پانی نہو تو اوسی سے وضو کرے پہر تیمم کرلے سفیان ثوریؒ کہتے ہین کہ فقہ بھی یہی ہے بعینہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلم تجدوا ماء فتیمموا اور یہہ ایسا پانی ہے کہ نفس کو اوس سے کراہت ہے اسلیئے اُس سے وضو کرے پہر تیمم کرے (پہر اگر نپاوے پانی تو تیمم کرو ۱۲) اسیطرح بخاری مین اور امام احمدؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ تیل کے مشکیزہ مین کتا مُنہ ڈالے تو

فقال بعد كل فصل من ذلك انه صلى الله عليه وآله وسلم كان يجيب من دعاه ويأكل من طعامه وضاف يهوديا بخبز شعير واهالة سنخة واحل الله اطعمة اهل الكتاب وكان المسلمون يأكلون من اطعمتهم وشرط عليهم عمر ضيافة من مر بهم من المسلمين وقال اطعموهم مما تأكلون ولما قدم عمر الشام صنع له اهل الكتاب طعاما فدعوه فقال اين هو قالوا في الكنيسة فكره دخولها وقال لعلي اذهب بالناس فذهب علي بالمسلمين فدخلوا واكلوا وجعل علي ينظر الى الصور في الكنيسة ويقول علي لو كان امير المؤمنين دخل واكل

فصل اوراسمین یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو شخص دعوت کرتا آپ قبول فرماتے اور اسکا کہانا کہاتے اور ایک یہودی نے آپکی ضیافت جو کی روٹی اور بگڑی سالن سے کی تہی اور خداتعالی نے اہل کتاب کا کہانا حلال فرمایا اور مسلمان انکا کہانا کہایا کرتے تہی اور حضرت عمرؓ نے انسے شرط کرلی تہی کہ جو مسلمان تمہارے پاس آوے اوسکی ضیافت کرو اور جو تم کہاتے ہو اوسکو کہلاؤ اور جب آپ شام مین تشریف لائے تو آپکے لئے اہل کتاب نے کہانا تیار کیا اور بلایا آپنے پوچھا کہ وہ کہان ہی انہون نے کہا گرجا مین آپنے اوسکے اندر جانا مکروہ سمجہا اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تم لوگونکو لیجاؤ چنانچہ وہ لیگئے اور کہانا کہایا حضرت علیؓ گرجا کی صورتونکو دیکہتی تہی اور فرماتے تہی کہ اگر امیر المومنین عمرؓ بھی آتے اور کہاتے تو کچہہ انکا ہرج نہ تہا اور ایک لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلاکر اپنی گود مین بٹہایا اوسنے آپ پر پیشاب کر دیا آپنے پانی منگاکر اوسپر چہڑک دیا اور دہویا نہین اور یہہ بیان بہت مین سی تہوڑا ہی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ مین بہیجا گیا ہون ایک طرفی اور نرم ملت کی ساتہہ روایت کیا ہی اوسکو احمدؒ نے اور اس ملت کو ایک طرفی اور نرم اسلئے فرمایا کہ توحید مین یکتا اور عمل مین سہل اور ان دونو باتونکی ضد شرک اور حلال کو حرام کرنا ہی اور انہین دونونکی طرف اشارہ ہی اس حدیث قدسی مین کہ مینے اپنے

وروى انه اتي صلى الله عليه وآله وسلم بصبي فوضعه في حجره فبال عليه فدعا بماء فنضحه ولم يغسله وهذا قليل من كثير وقال صلى الله عليه وآله وسلم بعثت بالحنيفية السمحة رواه احمد وجمع بين كونها حنيفية وسمحة فهي حنيفية في التوحيد سمحة في العمل وضد الامرين الشرك وتحريم الحلال وهما المشار اليهما في قول الله تعالى خلقت

عبادی حنفاء فاجتالتهم
الشياطين عن دينهم وحرمت
عليهم ما احللت لهم وامرتهم
ان يشركوا بي ما لم انزل به
سلطانا فاشركوا وتحكم
الحلال وقد ذم صلى الله عليه وآله وسلم
المتنطعين واخبر بهلاكهم حيث قال الا هلك
المتنطعون ثلاثا وحلف بعض الصحابة
انه ما رأى احدا اشد على المتنطعين
من رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولما
واصل صلى الله عليه وآله وسلم و
رأى الهلال قال لو تأخر الهلال لواصلت

بندونکو ایک طرفہ پیدا کیا پس شیطانون نے ادنکو اونکے دین سی فریب دیا اور
اُنپر میری حلال کی ہوئی چیز کو حرام کیا اور انکو حکم کیا کہ میری ساتھہ اُس چیز کو شریک
کرین جسکی مین نے حجت نہین اُتاری غرضکہ شرک اور حلال کا حرام کرنا ساتھہ ہی ساتھہ
ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبالغہ کرنیوالونکی مذمت فرمائی ہی اور اُنکی تباہی کی
خبر دی چنانچہ تین بار فرمایا سُنلو کہ غلو کرنیوالے ہلاک ہوئی اور بعض صحابہ رض نے
قسم کہائی ہی کہ غلو کرنیوالونکی حقمین جتنی سخت تر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تھی اُتنا مین
اور کسیکو نہین دیکہا اور اسیوجہ سی جب آپنے روزہ وصال کا رکہا اور چاند دیکہا تو فرمایا
کہ اگر چاند دیر مین نکلتا تو مین لگاتار وصال کرتا کہ مبالغہ والے اپنا مبالغہ چہوڑ دیتے اور
صحابہ رض کا دستور تہا کہ اپنی نبی کی اقتدا کے باعث تکلف نہین کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ اور حضرت انس رض فرماتے ہین کہ ہم حضرت
تو کہہ مین نہین مانگتا تم سی اسپر کچہہ نیگ اور مین نہین تکلف کرنیوالون سی ١٢
عمر رض کے پاس تھی پس ہمنی سُنا کہ کہتی تھی کہ ہم تکلف سی منع کئی گئی ہین۔ اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ ہر پچہلونمین سی اس علم کو انکی عادل اُٹھاوینگی وہ اسسے
الفاظ کا بدلنا غلو کرنیوالونکا اور نیا مذہب اختیار کرنا باطل والونکا اور معانی کا
بدلنا جاہلونکا دور کرینگی اس حدیث مین اسلام کا بگاڑ تینون جماعتونکی طرف سے
فرمایا اور غلو کرنیوالون سی شروع کیا پس اگر خداوند پاک اپنی دین کے لئے ایسے

وصار الابداع المتعمقين تعمقهم وكان الصحابة
لا يتكلفون اقتداء بنبيهم قال تعالى قل
ما اسئلكم عليه من اجر وما انا من المتكلفين وقال انس
كنا عند عمر فسمعته يقول نهينا عن التكلف
وقال صلى الله عليه وآله وسلم يحمل هذا
العلم من كل خلف
عدوله ينفون عنه
تحريف الغالين وانتحال
المبطلين وتأويل الجاهلين فجعل
فساد الاسلام من الطوائف
الثلاث وبدا بالغالين
فلولا انه سبحانه اقام لدينه

شخص کو قائم نکرتا جو دین سی فساد دور کرتی تو اس دین پر وہی گذرتا جو ان لوگون کے ہاتھہ سی پہلے سب دینون پر گذرا ہی **فصل** اور اسمین ہی حرفونکے مخارج مین وسوسہ اور مبالغہ کرنا ابو محمد بن قتیبہ مشکل القران مین کہتی ہین کہ پہلے لوگ اپنی زبانونمین پڑہا کرتے تھی پہر انکے بعد ایک قوم شہر والون اور عجم کی اولاد مین سے آئی جنکی سرشت اُس زبانکی نہ تھی پس اُنہون نے بہت سی حرفونمین لغزش اور بلک کی اور بگاڑا اُنہین مین سے وہ شخص ہی کہ عوام کے نزدیک اللہ تعالی نے اُسپر نیکی کا پردہ ڈالا اور دلونکی عندیہ مین دین کا ساتھی کیا مگر مین نے اُس سی زیادہ خلط کرنیوالا کوئی ندیکہا کہ ایک حرف مین جس بات کو استعمال کرتا ہی اُسکی نظیر مین اُسکو چھوڑ دیتا ہی اور ایک اصل قرار دیتا ہی اور بلا وجہ اُسکی مخالفت کرتا ہی اور مد اور ہمزہ اور اشباع اور اضجاع اور ادغام مین زیادتی کرتا ہی اور سیکہنے والونسے سختی اٹھواتا ہی اور جو بات خدا تعالی نے آسان کی ہی امت پر اُسکو مشکل کرتا ہی اور عجیب بات یہ ہی کہ لوگونکو یہہ اختلافات پڑہاتا ہی اور نماز اُن سی مکروہ جانتا ہی تو اگر اُن سی نماز ہی جائز نہین تو پہر کسجگہہ اس قرات کو استعمال کیا جاویگا اور ابن عیینہ کی نزدیک جو شخص اس جیسی قرات پڑہی اسکی اقتدا درست نہین اور ابن عیینہ کی رای کے موافق بہت سی صلحا ہین مگر عوام اور بازاری اُس قرارت کو اچھا جانتی ہین اسلئے سی کہ جب انہون نے اوسکو مشکل

اور شاگردونکی آمد و رفت قاری کے پاس بہت پائی تو اونکو وہم اُسکی فضیلت کا ہو گیا
اور جب انکے اونکے عندیہ مین یہہ بات جمگئی اور قرارت کیوقت قاری کی باچھین ترچھی گردن
کی رگین پھولی پیشانی پسینے سی تر دیکھی تو جان لیا کہ یہ بات فضیلت ہی کی وجہ سے
ہی حالانکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قرارت ایسی تھی اور نہ کسی سلف کے نیکبختونکی تھی
اور ابن مبارک نے اس شخص کی سی قرارت سی منع فرمایا ہی فضل بن زیاد کہتے ہین کہ
ایک شخص نے ابو عبد اللہ سی کہا کہ اوسکی قرارت مین سے مین کیا چھوڑ دون اونہون نے
کہا کہ ادغام اور کسرہ جو عرب کے زبانون مین سے کسی مین نہین معلوم ہوتا اور اونکی لڑکی
عبد اللہ نے جو اُنسے پوچھا تو کہا کہ سخت کسرہ اور حرف کو لٹا دینا چھوڑنا چاہیے اور
دوسری جگہہ مین کہا کہ اگر ادغام نکیا جاوے اور ویسا اضجاع نکرے تو کچھہ مضائقہ نہین
اور امام احمد سے مروی ہی کہ انہون نے فرمایا کہ یہہ قرارت نئی نکلی ہی اسپر کسی نے نہین
پڑہا اور اوسکو برا جانا ہی یہہ معنی ہین اوسکے جو ابن قتیبہ نے ذکر کیا ہی **فصل**
جواب مین وسوسہ والونکی حجت کی اول انکا یہہ کہنا کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین احتیاط
ہی وسوسہ نہین تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ تم اسکا جو چاہو نام رکھلو مگر ہم تم سی یہہ پوچھتے
ہین کہ یہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فعل کی اور جسپر کہ اصحاب تھے اوسکے موافق ہی
کہ نہین اگر کہو کہ موافق ہی تو بہتان اور جھوٹ ہی تو ضرور ہی کہ اقرار کرو کہ اوسکی

كانت قراءة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولا احد من السلف الصالحين فهي اعني قراءة حمزة واختار الامام ابن المبارك وقال الفضل بن زياد ان رجلا قال لابي عبد الله فما اترك من قراءته قال الادغام والكسر ليس يعرف في لغة من لغات العرب وسأله ابنه عبد الله فقال الكسر الشديد والاضجاع وقال في موضع اخر ان لم يدغم ولم يضجع ذلك الاضجاع فلا باس به وروي عن احمد انه قال في قراءة حمزة انها محدثة وكرهها احمد معنى ما ذكره ابن قتيبة

فصل ورابعها عيب احتج به اهل الوسواس انا فعلناه احتياطا لا وسواسا فنقول سموه ما شئتم ولكنا نسألكم هل هو موافق لفعل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واصحابه وما كان عليه اصحابه او مخالف فان زعمتم انه موافق فبهت وكذب ولا بد لكم من الاقرار

ان ذلك لفضيلة وكسر هذا الغرض ان اجمعين اعتقدوا عند قراءته فاثار الشرقين استقر عندهم ذلك ورأوا اختلاف المتعلمين اليه فاذا راوا صعوبتها وطول

موافق نہین مخالف ہی پس اسکے بعد اسکو احتیاط نام کرنا تمہاری مفید نہوگا یہ تو
ایسا ہی ہوا کہ کسی شخص نے امر ممنوع کیا اور اسکا نام کچھہ اور رکھہ لیا جیسی شراب
کو اور نام سی پکارتے ہین اور سود کو معاملہ کہتی ہین اور حلالہ کو نکاح کہتی ہین جکے
کرنیوالیکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت کی ہی اور نماز مین ٹکرین مارنیکو تخفیف
کہتی ہین حالانکہ آپنے فرمایا کہ ایسے شخص نے نماز نہین ادا کی اور نہ اُس سی مقبول
ہوئی تو اسیطرح تم بھی دین مین غلو اور مبالغہ کو احتیاط کہتی ہو اور وہ احتیاط کہ آدمی کو
بکار آمد ہو اور اوسپر اللہ تعالی اُسکو ثواب دے وہ سنت کی موافقت مین ہی اور جو شخص کہ
سنت سی باہر ہو گیا اوسنے اپنی نفس کی احتیاط نہین بلکہ اصل احتیاط کو ترک کردیا
اور ایسی ہی جو لوگ کہ اختلافی جگہون مین طلاق پڑجانیکی لئی جلدی کرتے ہین مثلا
کسی سی زبردستی طلاق دلوائی جاوی اور نشہ والے کی طلاق اور طلاق البتہ اور
تین طلاقونکا اکھٹا دینا اور طلاق بمجرد نیت کی اور طلاق مدت مقرر کی ہوئی جسکی
میعاد کا آنا معلوم ہو اور قسم طلاق کی وغیرہ کہ انمین اماموںکا اختلاف ہی پس جب
مفتی تقلید کی روسی اس طلاق کو واقع کردی اور کہی کہ شرمگاہ ہونے کی لئی زیادہ احتیاط
اسیمین ہی تو اصل احتیاط کا تارک ہی اسلئی کہ وہ شرمگاہ کو ایک پر حرام کرتا ہی اور
دوسری پر مباح تو احتیاط کہان رہی احتیاط کی صورت تو یہہ تہی کہ اُسکو اپنی حال پر

رہنی دیتا یہانتک کہ اسکی حرمت پر اجماع امت ہو جاتا یا کوئی حجت اللہ تعالی اور
اسکی رسول کیطرف سی اوسپر لاتا جیسا کہ اسپر امام احمد رح نے نشہ والے کی طلاق مین تصریح
فرمائی ہی کہ ابو طالب کی روایت مین کہا ہی کہ جو شخص طلاق کا حکم نہین کرتا وہ تو ایک ہی بات کرتا
ہی اور جو طلاق کا حکم دیتا ہی وہ دو باتین کرتا ہی کہ خاوند پر حرام کرتا ہی اور دوسرے
پر مباح تو پہلا شخص دوسری کی نسبت کر اچھا ہی اور طلاق پڑنیمین احتیاط ممکن نہین
مگر ایسی صورتمین کہ اجماع امت ہو یا وہان کوئی نص اللہ تعالی اور اوسکی رسول کیجانب
سی ہو کہ اُسپر رجوع کرنا واجب ہو ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ احتیاط جبتک ہی اچھی
ہی کہ آدمی کو سنت کی مخالفت پر نہ پونہچا دی اور جب مخالفت پر پونہچا دی تو احتیاط
یہہ ہی کہ اُس احتیاط کو چھوڑی اس بیان سی وسواسیونکی حجت کا جواب بھی نکل آیا جو
ان احادیث سی کرتے تھی کہ جو شخص شبہہ کی چیزونکو چھوڑتا ہی وہ اپنے دین اور آبرو کو
پاک کرتا ہی اور چھوڑ دی اُس چیز کو جو شک مین ڈالے تجکو طرف ایسی چیز کی جو شک
مین نہ ڈالے اور گناہ وہ ہی جو سینہ مین خلش کری اسلئی کہ شبہات وہ ہین جنمین حق
باطل سی اور حرام حلال سی ایسی طرح مشتبہ ہو جائی کہ اوسمین دلیل کسیطرف نہو اور نہ کسیکی
علامتین متقابل ہون اسنظر سی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مشتبہ کو چھوڑنے اور واضح
اور صاف کیطرف میل کرنیکی ہدایت فرمائی اور ظاہر ہی کہ نہایت وسواس یہہ ہے کہ وسواسی

پر شتبہ ہو جاوی کہ آیا فعل طاعت اور قربت ہی یا گناہ و بدعت یہہ اوسکا بہتر
حال سے اور صاف کھلا ہوا طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی پس جو شخص کہ
شبہات کو چہوڑیگا وہ آپ ہی طریق کیطرف جہکیگا نہ مبالغہ اور غلو کیطرف
جو خلاف سنت ہی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خرما نہ کہانا از قبیل شبہات
سی بچنی اور جس چیز مین کہ حلال حرام سی مشتبہ ہو اوسکی ترک کرنیکی تہا جو ورع اور
شبہات سی بچنی مین اصل ہی تو وسواسیونکو اوس سی کیا سروکار ہی اور امام مالک
کا فتوی اُس شخص کے بابمین کہ طلاق دی اور یہہ نجانا کہ ایک دی یا تین جو نقل
کیا ہی تو اُسکا جواب یہہ ہے کہ ہان یہہ قول مالک کا ہی لیکن تم کیا اسکو اُن لوگون پر حجت
ٹھہراتے ہو جو اس مسئلہ مین امام صاحب کے خلاف پر ہین تاکہ اُنپر واجب ہو جاوے کہ اپنا
قول اس قول کے لئی چہوڑ دین یا یہہ قول خود محتاج حجت ہی اسکا مرتبہ اس حد کو نہین
پونہچا کہ اُس سی اسبات پر حجت کیجاوی کہ یہہ بات وسواس سی نہین بلکہ اُسکی حجت یہہ ہے
کہ طلاق زوجہ کی حرمت کا موجب ہوتی اور رجعت اُس حرمت کو دور کر دیتی ہی تو امام مالک
کہتی ہین کہ سبب حرمت کا یعنی طلاق تو یقینی ہو گیا اور اسمین شک ہی کہ رجعت سی وہ سبب
اٹھا کہ نہین سو اسطی کہ طلاق مین احتمال رجعی ہونیکا بھی ہی جسکو رجعت دور کر دیتی ہی
اور تین ہونیکا بھی ہی جو اُس سی دور نہین ہوتا اور جمہور یہہ کہتی ہین کہ نکاح یقینی ہی

اور اوسکو جدا کرنیوالا جس سے ستر کی حلت مرد کو ہو اوسمین شک ہے کیونکہ طلاق ہو سکتا ہے کہ رجعی ہوا ور نکاح اوس سے بجا رہا اور ہو سکتا ہے کہ بائن ہوا ور جاتا رہے تو اصل یہی ٹھہری کہ نکاح باقی رہے جبتک کہ اوسکی دور کرنیوالی چیز یا یہ یقین کو پہونچے پس اگر یہ کہو کہ حرمت تو یقینی ہے اور حلال رہنے میں شک ہے تو ہم کہینگے کہ طلاق رجعی مین تو حرمت تمہارے نزدیک بھی نہین اسلیے رجعی طلاق والی کی صحبت کو درست کہتے ہو اور جب طلاق دینے والا صحبت سے رجعت کی نیت کریگا تو رجعت ہو جاویگی تو حرمت یقینی کہان ہے اب اگر کہو کہ عورت حرام ہے مگر صحبت کیوقت نیت کرنے سے رجعت حاصل ہو گئی تو ہم کہینگے کہ یہ بھی تمکو مفید نہین کیونکہ اگر یقین ہو حرمت کا تو رجعت سے دور ہوا ور یقین نہو حرمت کا تو رجعت اوسمین اثر نہین کرتی **فصل** اور جو شخص کہ طلاق کی قسم کہا وے کہ اس بادام مین دو گریان ہین خواہ اور کوئی ایسی ہی چیز جسکا یقین قسم کہانیوالیکو نہو تو اگر جیسی قسم کہائی ویسا ہی ہوا تو اکثر ونکے نزدیک وہ شخص حانث نہوگا اور اسی نظر سے اگر اوسوقت حال معلوم نہوا اور ویسی گول مول رہی تو نکاح یقینا باقی ہے تو اوسکو شک دور نکریگا اور امام مالک کا ایک قاعدہ کلیہ ہے جسمین اور دونے نزاع کیا ہے اور وہ طلاق کا واقع ہونا اوس صورت مین کہ طلاق والی مین شک ہو مثلا جب ہنے ایک بی بی کو طلاق دی پھر بھول گیا کہ کسکو دی تو سب

وشك في التحليل فان الرجعة فان قلتم فقد تيقن التحريم بقاء النكاح حتى يتيقن رافعه النكاح وبائنا فيزيله والاصل يكون الماتي به رجعيا فلا يزيل مشكوك فيه فانه يحتمل ان والقاطع له المزيل لحل الفرج

لبست بحرام عندكم فلذا تجوزون وطؤها ويكون رجعة اذا نوى بها الرجعة فان قلتم بل هي حرام والرجعة حصلت بالنية حال الوطء قلنا لا ينفعكم ذلك ايضا فانه انما يتيقن تحريمها اذا لم يرتجعها و

فصل وان حلف بالطلاق ان في هذا اللوز حبتين او ... خوذ لك مما لا يتيقنه ... فكان كما حلف عليه فهذا لا يحنث عند الاكثرين ... وكذلك لو لم يتبين في الحال وبقي مجهولا فالنكاح ثابت بيقين فلا يزيله بالشك ... وللمالكية اصل نازعهم فيه الجمهور وهو ايقاع الطلاق بالشك في المطلقة ... كما اذا طلق واحدة من نسائه ثم انسيها

بیبیونکو طلاق ہو جادیگی جیسے اگر قسم کہائی کہ یہ فلان شخص ہی اور قسم کیوقت
اُسکو اوس شخص مین شک ہی پہر ظاہر ہو کہ وہ نہین یا معلوم ہی نہو کہ جسپر قسم
کہائی وہی ہی کہ نہین تو اونکی نزدیک وہ حانث ہو جاویگا اور اگر معلوم ہو کہ جسپر
قسم کہائی تہی وہی ہی اور قسم کیوقت اُسکی حقیقت سنجانتا تہا اور نہ ظن غالب تہا اور
نہ عادت کی اعتبار سی اوسکی جاننی کا کوئی طریق اوسکو میسر تہا تب بہی اُنکی نزدیک
حانث ہوگا اسوجہ سی کہ قسم کیوقت اُسکو شک تہا حاصل یہہ کہ قسم کہانیوالا جسچیز
پر قسم کہاتا ہی اوسکی مخالفت کرنے سی حانث ہوا کرتا ہی خواہ طلب مین مخالفت ہو
مثلاً کسی کام کی نکرنے پر قسم کہا وی اور اُسکو کر بیٹہی خواہ خبر مین ہو کہ اسکی قسم کے
خلاف نکلا وی اور امام مالک کی نزدیک ان دونو صورتونکی سوا ایک اور بات سی بہی
حانث ہوتا ہی یعنی قسم کے وقت شک کرنیسے برابر ہی کہ پہر وہ سچ نکلی یا نہین
اور اس سی بہی زیادہ یہ ہی کہ جو شخص قسم کہائی طلاق کی اپنی پہلو کی انسان پر یا کسی
اور چیز پر ایسی چیز و نمین سی کہ جنمین شک نہوا ور کہی کہ یہہ انسان ہی یا پتہر وغیرہ تو وہ
حانث نہوگا اور علت دونو جگہہ ایک سی حکم کی آتی ہی کہ قسم کہانیوالا گپ کرتا ہی مثلاً جو
کہی کہ تجکو طلاق ہی بشرطیکہ تو عورت نہو یا مین مرد نہون تو اس کلام کے معنی بجز
گپ کے اور کچہہ نہین اور کبہی حانث ہونیکی علت یہہ بیان کی ہی کہ کہنیوالے نے جانا

طلق علیهم اجمعهم کما لو حلف
ان هذا فلان وهو شاك
فیه عند الحلف فتبین انه
غیره او لم یتبین انه هو المحلوف
علیه او لا حنث عنده وان
تبین انه المحلوف علیه
وکان حال الیمین لا یعلمه
حقیقة ولا بغالب ظنه ولا یکن
له طریق الی العلم به والعادة فانه یحنث عنده لکونه
حال الحلف فالحنث بالمخالفة لما حلف
علیه اما فی الطلب فبان یفعل ما حلف علی ترکه
واما فی الخبر فبان یتبین کذبه وعند مالك
یحنث بامر آخر وهو الشك حال الیمین
سواء تبین صدقه ام لا والبعض هذا انه یحنث
من حلف بالطلاق علی انسان
علی جانبه انه انسان او
حجر او نحو ذلك مما لا شك
فیه وعدمه فی الموضعین
ان الحالف هازل فان
من قال انت طالق ان
لم تکونی امرأة او ان
لم اکن رجلا لم یعد
الکلام لاهله لا الهزل و
لم یعلم الحنث بانه اراد

ان يحرم الطلاق ثم ندم فوصله بما لا يفيد لدرفعه واما في القسم الاول فاصله فيه تغليب الحنث بالشك كمن حلف ثم شك هل حنث ام لا فانهم يامرونه بفراق زوجته وجوبا او استحبابا على قولين الاول لابن القاسم و الثاني لمالك فمالك يراعي بقاء النكاح وابن القاسم يقول صار حل الوطء مشكوكا فيه فيجب عليه مفارقتها والآخرون يقولون لا يجب عليه مفارقتها ولا يستحب فان قاعدة الشريعة ان الشك لا يقوى على ازالة الاصل المعلوم ولا يرفع اليقين الا بيقين مثله او مساويه

فصل

اتفق الائمة على ان من طلق واحدة من نسائه ثم انسيها او طلق واحدة مبهمة ... ابي حنيفة والثوري ... المنسية ... قبل ... فقال ابو حنيفة ... ان ...

که طلاق کو حرام کردے پھر شرمندہ ہوکر اسمین ایسی بات ملادے جو مفید نہو تاکہ حرمت کو اٹھادے اور قسم اول مین تو امام مالک کا قاعدہ ہے کہ شک کے باعث حانث ہونیکو غالب کہتے ہین مثلا کوئی شخص قسم کہاکر شک کرے کہ قسم ٹوٹ گئی یا نہین تو مالکی اسکی زوجہ کی جدائی کا حکم وجوب یا استحباب کے دو قولونپر کرتے ہین وجوب کا قول ابن قاسم کا ہے استحباب کا قول امام مالک کا پس امام مالک نکاح کے باقی رہنے کی رعایت کرتے ہین اور ابن قاسم کہتے ہین کہ صحبت کے حلال ہونیمین شک پڑگیا اسوجہ سے مرد کو زوجہ سے علیحدہ رہنا واجب ہے اور جمہور یہہ کہتے ہین کہ زوجہ سے مفارقت واجب ہے نہ مستحب اسلئے کہ شریعت کا قاعدہ ہے کہ شک کو کسی اصل یقینی کے دور کرنیکی قوت نہین اور یقین نہین جایا کرتا مگر کسی یقین قوی تر یا اپنے برابر سے

فصل اور یہہ مسئلہ جو ذکر کیا ہے کہ ایک بی بی کو طلاق دیکر بہولگیا یا ایک کو طلاق دے اور گول رکھا معین نکیا تو اسمین اختلاف ہے امام ابوحنیفہ اور ثوری کے نزدیک یہہ ہے کہ دوسری صورتمین جسکو چاہے چھانٹ لے اور پہلی صورتمین سب سے رکا رہے اور انکو نفقہ دیجاوے جبتک کہ یاد آوے پس اگر زوج قرعہ ڈالنے سے پہلے مرجاوے تو امام اعظم فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ان سب مین تقسیم کیا جاوے اور امام شافعی فرماتے ہین کہ زوجہ کا حصہ ملتوی رکھا جاوے یہانتک کہ وہ سب اپسمین صلح کرین اور مالکی کہتے ہین کہ جب آدمی اپنی عندیہ مین نامعلوم

بی بی کو طلاق دی مثلاً کہی کہ تجکو طلاق ہی اور یہہ نجانے کہ یہہ کونسی ہی تو طلاق
سب پر ہوجاویگی اور اگر ایک معین کو طلاق دیکر بھولجاوی تو اُنسے رکا رہی جبتک
کہ یاد آوی پہر اگر دن بڑہجاوین تو اُسکی لیی مدت ایلا کی یعنی چار مہینی مقرر کری اگر
اُنمین یاد آوی تو بہتر ہی ورنہ سب پر طلاق ہوجاویگی اور اگر یون کہی کہ تم مین سے
ایک پر طلاق ہی اور نیت سی اوسکو معین نکری تو سبکو طلاق ہوجاویگی اور امام احمدؒ
کہتی ہین کہ دونو صورتونمین بیبیونمین قرعہ ڈالے جسپر نکلے اوسپر اور یادونمین سی جماعت کی
روایت مین تصریح ہی اور حضرت علی اور ابن عباسؓ سی اُسکو بیان کیا ہی اور ظاہر
مذہب جسپر کہ سب اصحاب ہین یہہ ہے کہ غیر معین اور بہولے ہوئی مین کچھہ فرق نہین اور صاحب
مغنی نے کہا ہی کہ غیر معین تو قرعہ سی باہر ہوجاویگی مگر بہولی ہوئی سبکو حرام کردیگی
یہانتک کہ بات کہلجاوی اور سب متفق ہوجاوین پس اگر خاوند مرجاوے تو میراث کی
کے لئی اُنمین قرعہ ڈالاجاوے اور کہا کہ اسمعیل بن سعید نے امام احمدؒ سی ایسی روایت کی ہی
کہ جس سی معلوم ہوتا ہی کہ بہولی ہوئی مین قرعہ حلال ہونیکی شناخت کی لئی نہین مستعمل
ہوتا بلکہ میراث کی پہچان کے لئی ہوتا ہی اور اسکا مطلب امام احمد سی روایت کیا ہی اور ہمارے
شیخ فرماتے ہین کہ قرعہ کا استعمال دونو صورتونمین بجا ہی اسی پر جماعت کی روایت
مین امام احمد سی تصریح ہی اور عورتونکو نفقہ دینی اور یاد آنے تک روکنی اور سبکے

عنده بان قال انت طالق
ولا بد ان يرى من طلقها منهن او من
طالق واحدة ثم انسيها وقف
عنهن حتى يتبين فان كان
ذلك صرح به في بعض المواضع فان
تذكر فيها والا طلق عليه
الجميع ولو قال احدى كن
طالق ولم يعينها بالنية طلق الجميع و
قال احمد يخرج بعضهن في الصورتين نص على
ذلك في رواية جماعة من اصحابه حكاه من
علي وابن عباس وظاهر المذهب الذي
عليه جل الاصحاب انه لا فرق بين المعينة والمنسية
وقال صاحب المغني يخرج المعينة بالقرعة
واما المنسية فتحرم الجميع حتى يتبين و
يوقف الجميع فان مات او غير بعض للميراث
قال وقد روى اسمعيل بن سعيد عن
احمد ما يدل على ان القرعة لا يستعمل
في المنسية لمعرفة الحل وانما
يستعمل لمعرفة الميراث وروى
معناه عن احمد وقال
شيخنا الصحيح استعمال القرعة
في الصورتين هو منصوص
احمد في رواية الجماعة و
في الانفاق والاستار

حرام کرنے اور نفقہ کے واجب کرنےمین چند خرابیان ہین اور بیبیونکو اوہرمین چہوڑدینے
کی نسبت کر قرعہ ڈالنا شرع کے مقاصد کیطرف اور خاوند بیبیونکی بہتری کیلئے اچہا
ہے اور شریعت مین اوہر ڈالنے کی کوئی نظیر نہین اور جب سب راستے تنگ ہوجاتے
ہین تو شرع نے قرعہ کی راہ مقرر کردی ہی مثلاً آزاد کو غیر آزاد سی جدا کرنےمین اور عورت
کے ستر کو مرد پر حلال ہونیمین قرعہ ہوگا چنانچہ امام احمدؒ سی مروی ہی کہ جب عورت کے دو
ولی اوسکا نکاح دو مردون سے کردین اور معلوم نہو کہ پہلا کونسا ہوا تو جسکا قرعہ
نکلیگا اوسی پر اول ہونیکا حکم ہوگا اور شیخ ابو محمد کا قول یہہ ہی کہ قرعہ وہان لازم ہے
جہان مرد کی بی بی اجنبی عورت کے ساتھہ مشتبہ ہوجاوے انکے قول کا جواب یہہ ہی کہ دوام
اور ابتدا کی دو حالتو نمین فرق ہی جو صورت تم کہتے ہو اوسمین یہہ شک ہی کہ اجنبی عورت
مین عقد حاصل ہوا یا نہین اور پہلی سی وہ حرام تہی اور غیر معین اور پہلی ہوئی مین
حلال ہونا اور نکاح ثابت ہی اور شک اسکی بعد ہوا ہی کہ حرمت اسمین پیدا ہوئی یا اسمین تو اب
یا دونو حرام ہوجاوین اسکی تو کوئی وجہہ نہین یا دونو حلال رہین یا امتیاز دیا جاوے
یا ہمیشہ کو توقف کیا جاوے یا قرعہ ڈالا جاوے اور ازانجاکہ سوا قرعہ کے اور کسی چیز
کے معتبر ہونے پر کوئی دلیل نہین اسلئے قرعہ ہی متعین ہوگیا **فصل** اور جو شخص کوئی قسم کہاکر
بہولجاوے کہ کیا تہی تو اوسکو جن چیزونکی قسم کہائی جاتی ہے وہ سب لازم آئی لیکن

فقول ابن شاذ انما قاله بعض
اصحاب مالك وسائر اهل العلم
متفقون على انه لا يلزمه
شيء حتى يتيقن وعلى قول شيخنا
يلزمه كفارة يمين لانه حسب ان
ذلك موجب الايمان كلها
عنده فصل وان حلف
ليفعلن كذا ولم يعين وقتا فعند الجمهور
هو على التراخي الى آخر عمره الا ان يعين بنيته
وقتا فيتقيد به وان عزم على الترك بالكلية حنث
حال عزمه نص عليه احمد وقال مالك هو على حنث
يفعل فيحال بينه وبين امرأته الى ان يأتي بالمحلوف عليه
وهو على اصله في سد الذرائع لانه اذا كان على
التراخي الى وقت الموت لم يكن لليمين فائدة واما
تعليق الطلاق بوقت يجيء لا محالة كرأس الشهر والسنة
ففيه اربعة اقوال احدها لا تطلق بحال وهو مذهب
ابن حزم واختيار ابي عبد الرحمن الشافعي لان
الطلاق لا يقبل التعليق بالشرط
كالنكاح والبيع فان اوقع
الطلاق لا يقع في الحال
لانه لم يوقعه منجزا
ولا عند مجيء الوقت لانه
لم يصدر منه طلاق حينئذ
ولم يتجدد سوى مجيء الزمان

قول خلاف قیاس ہی بعضے مالکی اسکے قایل ہین اور اہل علم اسپر متفق ہین کہ اُس
شخص پر کچھہ لازم نہین آتا جبتک کہ یقین نہو اور ہمارے شیخ کے قول پر صرف اوسکو
قسم کا کفارہ لازم ہی اسلئی کہ اونکے نزدیک سب قسمونکا عوض یہی ہی **فصل** اور جس
شخص نے کسی فعل کے کرنے پر قسم کہائی اور وقت معین نکیا تو جمہور کے نزدیک
اوسکو مہلت آخر عمر تک کی ہوگی مگر اسصورت مین کہ اپنی نیت مین کوئی وقت معین کرلے
تو اوسکی قید ہوجاویگی اور اگر اُس کام کے بالکل نکرنے پر عزم کرے تو عزم
کرنیکے وقت حانث ہوگا اسپر امام احمدؒ نے تصریح کی ہی اور امام مالکؒ کہتے ہین کہ
وہ کام کرنے تک حانث ہی رہیگا اور اوسمین اور اوسکی بی بی مین جدائی کردیجاویگی
یہانتک کہ جس کام پر قسم کہائی ہی اوسکو کرلے اور یہہ مسئلہ امام مالک کی قاعدہ کی روسے ذریعون
کی روکنے مین ہی اسلئی کہ جب مہلت وقت موت تک ہوگی تو قسم کا کیا فائدہ رہا اور طلاق کا
ایسے وقت سے مقید کرنا جو یقیناً آویگا مثلاً شہر اور برس کا شروع تو اسمین چار قول ہین ایک یہہ کہ کسی حال
مین طلاق نہوگی یہہ مذہب ابن حزم کا ہی اور ابو عبد الرحمن شافعی بھی اسکو اختیار کرتے ہین
اسلئی کہ طلاق شرط سے مقید ہونیکی قابل نہین جیسے نکاح اور بیع اور کہتے ہین کہ طلاق نہ تو اُسوقت
پڑیگی اسلئی کہ اُسنے طلاق کو فوراً واقع نہین کیا اور نہ میعاد کے آنے پر واقع ہوگی کیونکہ اوس سے
اُسوقت تو طلاق صادر نہوئی اور سوا میعاد آنیکی اور کوئی نئی بات نہین ہوئی اور اس قول کے

وقال هذا القول اقوى من قال
يقع الطلاق في الحال وهو
مالك وجماعة من التابعين
لانه لو لم يقع في الحال لصار
استباحة وطي موقت وقد
حرم نكاح المتعة لاجل
الاجل فيه قال الموقعون للاجل
لا يستحكم الدوام من حكم الابتداء
فقد فرقت الشريعة بينهما في مواضع فان
ابتداء عقد النكاح في الاحرام فاسد دون دوامه
وكذا ابتداء عقد على المعتدة دون دوامه
وكذا ابتداء عقد على الامة مع الطول دون

مقابل اس شخص کا قول ہے کہ کہتا ہے کہ طلاق اسیوقت پڑجاویگی اور یہہ قول امام مالک
اور ایک جماعت تابعین کا ہے انکی دلیل یہہ ہے کہ اگر طلاق اوسوقت نہ پڑے تو وہ صحبت
جسمین وقت کی قید لگی ہوئی ہے وہ مباح ٹہریگی حالانکہ نکاح متعہ اسی جہت سے
حرام ہوا ہے کہ اوسمین میعاد کا دخل ہے جو لوگ کہ میعاد پر طلاق واقع کرتے ہین وہ یہہ
کہتے ہین کہ ابتدا کے حکم سے دوام کا حکم نہ لینا چاہیے اسلئے کہ شریعت نے دونوین بہت
جگہہ فرق رکہا ہے مثلا ابتدا عقد نکاح احرام مین فاسد ہے مگر اسکا ہمیشہ رہنا فاسد نہین
اسیطرح مرد کا عقد کرنا اپنی زوجہ کی عدت مین کہ اوسکی ابتدا فاسد ہے نہ دوام اور ایسی ہی
ابتدا لونڈی کے نکاح کی باوجود قدرت آزاد عورت کے نکاح کی اور نہونے خوف زنا کے ابتدا فاسد ہے
نہ دوام کو اور امام احمدؒ اور جو اونکے موافق ہین اُنکے نزدیک زناکار عورت کے عقد کی بھی ابتدا
فاسد ہے نہ دوام اور اسیطرح کی اور نظیرین ہین اور جس سبب سے کہ نکاح متعہ حرام ہوا ہے وہ یہ ہے کہ وہ عقد
اصل ہی سے موقت تہا اور یہہ عقد مطلق ہے اور یہین جہت جب اسکو ایسی بات پیش آویگی جو
عقد کو باطل کرے تو باطل نہوگا مثلا اگر طلاق کو کسی شرط سے مقید کیا اور جانتا ہے کہ عورت ضرور
کریگی یا خود اوسکو ضرور کریگا تاہم ہو ہی سکتا ہے کہ اُسکے خلاف کرے تیسرا قول یہہ ہے کہ اگر طلاق مقید تین ہونگی
تو اسیوقت پڑجاوینگی اور اگر رجعی ہوگی تو وقت سے پہلے نہ پڑیگی اور امام احمدؒ کی دو روایتون مین
سے ایک ہے اور چوتہا قول یہہ ہے کہ صرف میعاد کے آنے پر طلاق پڑیگی یہ قول جمہور کا ہے

دوامه عند احمد ومن وافقه في العنت وابتداء عقد على الزانية دون دوامه عند احمد ومن وافقه ونظائر ذلك قالوا
والمعنى الذي حرم لاجله نكاح المتعة كون العقد
موقتا في اصله وهذا عقد مطلق وانما عرض له ابطال
فلا يبطل كما لو علق الطلاق بشرط وهو يعلم انه يفعله
بفعلها هو لابد وكما يمكن ان يحنث فيه والقول
الثالث انه ان كان الطلاق المعلق بائنا
وقع في الحال وان كان رجعيا لم يقع
قبل الوقت وهو احد الروايتين
عن احمد والقول الرابع
انه لا تطلق الا بمجيء
الاجل وهو قول الجمهور

فصل اور جو فتوی کہ حسن اور ابراہیمؒ اور ایک روایت مین امام مالکؒ نے
دیا ہی کہ جو شخص اپنی وضو کی ٹوٹنی مین شک کرے تو وہ احتیاطًا وضو کرلے تو اس
مسئلہ مین جمہور کے نزدیک کہ انمین سی امام شافعی اور امام احمد اور امام اعظمؒ ہین
اور ایک روایت امام مالک کی بہی ہی یہ ہی کہ وضو کا دوبارہ کرنا واجب نہین جس وضو
مین کہ یقین ہی اور اسکی ٹوٹنی مین شک ہی اوسی سی نماز پڑہلی اور ان لوگونکی حجت وہ
روایت ہی کہ مسلم نے ابوہریرہؓ سی کی ہی کہ جب تم مین سی کوئی اپنی پیٹ مین کچہہ پاوے
اور اوسکو شبہہ ہو کہ اوسمین سی کچہہ نکلا ہی یا نہین تو وہ مسجد سی نہ نکلی یہانتک کہ آواز
سُنے یا بو پاوے اور یہہ بات نمازی اور غیر نمازی کو عام ہی اور پہلے قول والے کہتے
ہین کہ نماز اُس شخص کے ذمہ یقینی ثابت تھی اب اوسکو شک ہوا کہ اس وضو سی مین
اس سی بری الذمہ ہوا ہون کہ نہین اور اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نماز ایک طہارت معلوم
پر منسوب تھی جسکے باطل ہونیمین شک ہوگیا ہی تو شک کیطرف التفات نکیا جاویگا اور
نہ یہ شک یقین کے دور کرنیمین موثر نہوگا جیسے اگر شک کرے کہ میرے کپڑے پر یا بدن پر
نجاست لگی ہی یا نہین تو اُسپر دہونا واجب نہوگا وہ لوگ یہہ تقریر پیش کرتے ہین کہ
نجاست سی بچنا شرط نہین اور اسی لحاظ سی اسکی نیت واجب نہین بلکہ نجاست ایک
مانع ہی اور اصل اُسکا نہونا ہی بخلاف وضو کے کہ وہ شرط ہی ا بدر اوسکے ثابت رہنے مین

فصل وأما ما أفتى به الحسن
وإبراهيم ومالك في إحدى الروايتين
عنه أن من شك في انتقاض
وضوئه توضأ احتياطا فالجمهور
منهم الشافعي وأحمد وأبو حنيفة
ومالك في رواية أنه لا يجب
عليه إعادة الوضوء ويصلي بالوضوء
الذي تيقنه وشك في انتقاضه وحجتهم ما رواه
مسلم عن أبي هريرة قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم إذا وجد أحدكم في بطنه شيئا
فأشكل عليه أخرج منه شيء أم لا فلا يخرجن من المسجد
حتى يسمع صوتا أو يجد ريحا وهذا يعم
المصلي وغيره وأما القائلون بالقول الأول فقالوا
الصلاة ثابتة في ذمته بيقين فهو شاك
في براءة الذمة منها بهذا الوضوء والجواب
أنها صلاة مستندة إلى طهارة متيقنة وحصل
الشك في بطلانها فلا يلتفت إلى الشك ولا يؤثر
في إزالة اليقين كما لو شك هل أصاب ثوبه
أو بدنه نجاسة فإنه لا يجب عليه
غسله فإن قالوا اجتناب
النجاسة ليس بشرط ولذا
لا يجب نيته وإنما هو
مانع والأصل عدمه
بخلاف الوضوء فإنه
شرط وقد شك

شک ہوگیا ہی اور چونکہ وضوسی پہلے نمازی بیوضو تہا تو اسمین اصل بیوضو ہونا ہی
ہوا اور جب طہارت کی حاصل ہونیمین شک ہوا تو ہمنی اصل کیطرف یعنی بیوضو ہونے
کیطرف رجوع کیا اسکا جواب یہ ہی کہ اصل بیوضو تہا تو طہارت کے یقین سی جاتا رہا اب
اصل طہارت ہی ہوگئی پس جب ہمنی بیوضو ہونیمین شک کیا تو اصل یعنی طہارت کیطرف
رجوع کیا تو کہان یہہ مسئلہ اور کہان وسواس جو شرع اور عقل سے برا ہی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتی ہو کہ جس شخص پر کپڑیمین سی نجاست کی جگہہ پوشیدہ ہوجاوے تو اوسپر تمام کپڑی کا
دہونا واجب ہی تو یہہ وسواس کی قسم سی نہین بلکہ یہہ تو اُن صورتونمین سی ہی کہ
واجب بدون اوسکی تمام نہین ہوتا اسلئی کہ اوسپر کپڑی کی ایک جزو کا دہونا واجب ہی
مگر اُس جزو معین کو نہین جانتا اور اس واجب کی بجا آوری کے لئی کوئی سبیل جاننے
کی بجز تمام کپڑی کے دہوڈالنی کی نہین **فصل** اور کپڑونکا مسئلہ جنمین پاک و ناپاک
ملکر معلوم نرہی ہون اختلافی ہے امام احمد کا مذہب اور ایک روایت مین امام مالک کا
یہہ ہی کہ نمازی ہر ایک کپڑی سی جدا جدا نماز پڑہی تاکہ یقین ہوجاوے کہ پاک کپڑی سی نماز
پڑہی اور امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ایک روایت مین امام مالک وغیرہم
فرماتے ہین کہ اٹکل کرکی ایک کپڑی سی صرف ایک نماز پڑہی جیسے قبلہ کی معلوم ہونیکی
صورتمین اٹکل کیجاتی ہی اور مزنی اور ابوثور کہتی ہین کہ نماز ننگی بدن پڑہی اسلئی کہ

الثوب النجس في الشرع كالمعدوم والصلوة فيه حرام فقد عجز عن الستر بطاهر فيسقط فرض الستر وهو ضعيف والقول بالتحري هو الصواب سواء كثر عدد الثياب او قلّ للمشقة وان قلّ عمل باليقين قال شيخنا اجتناب النجاسة من باب التروك فاذا تحرى وغلب على ظنه طهارة ثوب منها فصلى فيه لم يحكم ببطلان صلاته بالشك فان الاصل عدم النجاسة وقد شك فيها كما لو صلى في ثوب استعاره او اشتراه ولا يعلم حاله وقول ابي ثور في غاية الفساد فانه لو تيقن نجاسة الثوب لكانت صلاته فيه خيرا واحب الى الله من صلاته متجردا بادي السوءة للناظرين وبكل حال فليس هذا من الوسواس المذموم

فصل

اما مسئلة اشتباه الاواني فليست من باب الوسواس ايضاً وفيها اختلاف قال احمد يتيمم ويتركها وقال مرة يريقها وقال ابو حنيفة ان كانت الطاهرة اكثر

ناپاک کپڑا شرع مین مثل معدوم کی ہی اور اُس سی نماز پڑہنی حرام ہی اور پاک کپڑی سی ستر کو ڈہانکنی سی عاجز ہو گیا اسوجہ سی ستر کی فرضیت اسکی حق مین نرہی اور یہہ قول پوچ ہی اور اٹکل کرنیکا قول غالب ہے گو شمار کپڑون کی زیادہ ہو اور اٹکل کرے مشقت کی وجہ سے اور اگر شمار کم ہو تو یقین پر عمل کرے - ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ نجاست سے احتراز کرنا از قبیل ممنوع ہے پس اگر اٹکل کری اور اپنی گمان مین ایک کپڑی کی طہارت غالب جانکر اُس سی نماز پڑہلی تو شک کی باعث اسکی نماز کی باطل ہونیکا حکم نکیا جاویگا اسلئی کہ اصل تو نجاست کا نہونا ہی اور اوسیکا شک اُس کپڑی مین ہوا ہے تو اُسی سی نماز پڑھ لی جیسے اگر کوئی کپڑا مانگ لیا یا خریدا اور اوسکا حال نجانتا ہوا اور ابو ثور کا قول نہایت خراب ہی اسلئی کہ اگر بالفرض کپڑی کی نجاست کا یقین ہی ہوتا تب بہی تو اس سی نماز پڑہنی خدا تعالی کے نزدیک محبوب تر اور بہتر تہی اس سی کہ ننگا اور دیکہنی والون کے سامنی ستر کو کہولکر نماز پڑہتا بہر حال یہہ مسئلہ وسواس مذموم مین سی نہین

فصل

اور برتنونکی مشتبہ ہونیکا مسئلہ بہی وسواس کی قسم سی نہین اور اوسمین اختلاف ہی امام احمدؒ فرماتے ہین کہ تیمم کرلے دربرتنونکو چہوڑ دی اور ایکبار یہہ فرمایا ہی کہ انکا پانی گرا دی تاکہ پانی کا گم کرنیوالا ہوا اور امام اعظمؒ فرماتے ہین کہ اگر پاک برتن زیادہ ہون

تب تو اٹکل کرے ورنہ نکرے اور امام شافعی اور بعض مالکی کہتے ہین کہ ہر حال مین اٹکل کرے
اور عبد الملک مالکیون کا قول ہے کہ ہر برتن سے جدا وضو کرے اور نماز پڑہے اور محمد بن مسلمہ
مالکی کہتے ہین کہ انمین سے ایک سے وضو کرے اور نماز پڑہے پہر جو کچہہ اسمین اوسکے بدن کو
لگا ہوا اسکو دہووے پہر دوسرے سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ایک لوگ کہتے ہین جنمین سے
ہمارے شیخ ہین کہ جون سے برتن مین سے چاہے وضو کرلے اسلئے کہ پانی کو کوئی چیز بدون
تغیر کے ناپاک نہین کرتی غرضکہ یہہ مسئلہ مشکل ہے اور جگہہ ترجیح کی نہین **فصل** اور قبلہ
کے مشتبہ ہونیکی صورت مین اہل علم کا یہی قول ہے کہ اجتہاد کرکے ایک ہی نماز اپنی
اٹکل کیجانب کو پڑہلے اور کچہہ لوگون نے خلاف اسکے کہا ہے کہ چار نمازین چار طرفکو پڑہے
ان لوگونکا قول خلاف قیاس اور مخالف سنت کے ہے انہون نے اسکا التزام کیڑون کے
مسئلہ سے کیا ہے اور یہہ مسئلہ اور دوسرا اسطرحکے التزامات دلیل کے جاری کرنیمین
انکی طرف التفات نہین ہوتا اور ایک اسکی نظیر نجاست کی دور کرنیمین نیت کی شرط
ہونیکو لازم پکڑنا ہے کہ جب حنفیون نے اسکا انپر الزام لگایا تو کسی نے انمین سے کہا
کہ ہم اسکے قائل ہین اور ایک نظیر جمعہ کی ملجانیکی ہے امام کے ساتھ ایک کمتر ملنے سے کہ
جب حنفیون نے اسباب مین اپنی نزاع کرنیوالونکو جمعہ اور جماعت کی برابر ہونیکا الزام
لگایا تو بعضون نے اسیکو لازم پکڑ لیا **فصل** اور جو شخص کسی دنکی ایک نماز نہ پڑہے

ثم يتوضأ وإلا فلا وقال الشافعي
بعض المالكية يتحرى بكل حال وقال
عبد الملك الماجشون يتوضأ
بكل منهما وضوءا ويصلي وقال
محمد بن مسلمة من المالكية يتوضأ
من احدهما ويصلي ثم يغسل اعضاءه
منهم يتوضأ من الآخر ويصلي وقالت
طائفة منهم شيخنا يتوضأ من ايهما شاء بناء على
ان الماء لا ينجس بشيء الا بالتغير فيستحيل المسئلة
وليس هذا موضع الترجيح **فصل** واما اذا اشتبهت
القبلة فقال الذي عليه اهل العلم انه يجتهد ويصلي
صلوة واحدة وشذ بعض الناس فقال يصلي اربع صلوات
الى اربع جهات [illegible]

السنة والقياس ومتوقف اثباتها [illegible]
شرائط القياس وهذا وحده من التزام اشتراط النية
فقال [illegible] ونظيره التزام من [illegible]
في الطهارة [illegible] اصحاب ابي حنيفة بازالة النجاسة
وازالة النجاسة [illegible]
بعضهم نقل به ونظيره ادراك الجمعة بادراك [illegible]
مع الامام [illegible] الحنفية
من تبارك [illegible]

ذلك [illegible] من
النسق [illegible]
من الجمعة والجماعة
الزمه بعضهم
فصل واما من
ترك صلوة من يوم [illegible]

اور نجانتا ہو کہ کونسی تھی تو اِس مسئلہ مین خلاف ہی امام مالک ورامام شافعی اور اسحق
تو یہہ کہتی ہین کہ اوسکو پانچ نمازین لازم ہین تاکہ برائت یقینا ہو جاوے اور اوزاعی اور
زفرا ور محمد بن مقاتل حنفیو نمین سے یہہ کہتی ہین کہ چار رکعتین اِسطرح پڑہے کہ نماز اوسکی ذمہ
ہی اوسکی نیت کری اور دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت کی بعد بیٹھی اور یہہ صورت
اس تین اصل پر مبنی ہی ایک یہہ کہ نماز مین سے بدون التحیات اور سلام کے باہر ہو جاتا ہی اور ایک
یہہ کہ صرف فرض ہونیکی نیت کافی ہی بدون مقرر کرنے فجر و ظہر وغیرہ کی جیسے کہ زکوۃ مین صرف
نیت فرض کافی ہی اور ایک یہہ ہی کہ جلسہ کا زیادہ ہو جانا ضرر نہین کرتا اِسوجہ سی کہ وہ
نماز ہی کی جنس سی ہی اور سفیان ثوری اور محمد بن الحسن کہتی ہین کہ فجر اور مغرب کی نماز پڑہلے
اور چار رکعتین اور پڑہی اونسی نیت اپنے ذمہ کی نماز کی کرے اور عبد اللہ بن احمد کہتی ہین کہ
مین نے اپنے باپ سے سنا ہی کہ اونسے ایک شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص کو یاد ہوا کہ
میرے ذمہ کوئی نماز ہی اور تعیین یاد نہین اسکی لئے اوسنے دو رکعتین پڑہین اور بیٹھکر تشہد
پڑہا اور اِن دونوسے نیت صبح کی نماز کی کی اور سلام نہ پھیرا پھر کھڑا ہوکر ایک رکعت اور
پڑہی اور بیٹھکر التحیات پڑہکر نیت مغرب کی کرلی اور بدون سلام پھیری کھڑا ہوگیا پھر
چوتھی رکعت شامل کی اور بیٹھکر تشہد پڑہا اور اُس سے نیت ظہر یا عصر یا عشا کی کرلی
پھر سلام پھیر دیا تو آپنے فرمایا کہ یہہ امر اوسکو کافی ہی اور عراقیون کے نزدیک نماز ادا

لا يعلم عينها ففيه خلاف فقال
مالك والشافعي واسحق يلزمه
خمس صلوات ليعلم البراءة وقال
الاوزاعي وزفر ومحمد بن مقاتل
من الحنفية يصلي رباعية
ينوي بها ما عليه ويجلس
عقيب الثانية والثالثة والرابعة
وهذا بناء على انه يخرج من الصلوة بدون
التشهد والسلام وان نية الفرضية تكفي من
غير تعيين كما في الزكوة وان الجلوس لا يضر
لانه من جنس الصلوة وقال سفيان
الثوري ومحمد بن الحسن يصلي فجرا ومغربا
ورباعية ينوي بها ما عليه وقد قال
عبد الله بن احمد سمعت ابي يقول في من
سأله عن رجل ذكر ان عليه صلوة
لم يعينها فصلى ركعتين وجلس وتشهد
ونوى بها الغداة ولم يسلم ثم قام فاتى
بركعة ثم جلس وتشهد ونوى
بها المغرب وقام ولم يسلم
فاتى برابعة ثم جلس وتشهد
ونوى بها ظهرا او عصرا
او عشاء الآخرة ثم سلم
هذا يجزيه ويقضي عنه
على مذهب العراقيين

لا فهو اعظم وفي التشهد على
خبر ابن مسعود اذا قلت هذا فقد
تمت صلوتك واما على مذهب
صاحبنا ابي عبد الله الشافعي و
مذهبنا فلا يجزي عنه لانا
نذهب الى ان تحريمها التكبير
وتحليلها التسليم ونذهب الى
الصلوة على رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم فيها قال ابو البركات فهذا الخبر يبين
ان قضاء الواحدة لا يجزيه لتعذر التحليل
المعتبر لفوت نية التعيين فاذا قضى ثلث
قال الثوري انه قد اندفع المفسد بكل حال

ہو جاتی ہی اِسلئے کہ اُنہون نے حضرت ابن مسعودؓ کے اِس قول پر تشہد مین عمل
کیا ہی کہ جب تو یہہ کہلی یعنی التحیات پڑہلے تو تیری نماز پوری ہو گئی مگر ابو عبد اللہ شافعی
کے اور ہماری مذہب پر کافی نہو گی اِسلئی کہ ہم اِس حدیث کو سند کرتے ہین کہ نماز
کے اندر آنا اللہ اکبر کہنا ہی اور اُس سے باہر نکلنا سلام ہی اور ہمارا مذہب ہی التحیات
مین درود پڑہنا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ابو البرکات فرماتے ہین کہ یہ روایت جو
امام احمدؒ سے ہی ظاہر کرتی ہی کہ ایک نماز کی قضا اوسکو کافی نہو گی اِسلئے کہ نماز سے
باہر آنا معتبر طور پر دشوار ہی نہ اِسلئے کہ معین کرنا نیت کا فوت ہو گیا پس جب تین کو
قضا کریگا تو ثوری کہتی ہین کہ مفسد نماز جاتا رہا بہر حال اسمین کچہہ وسواس والونکو
راحت نہین **فصل** جسکو اپنی نماز مین شک ہو تو وہ یقین پر بنا کرے اِسلئے کہ
اوسکا ذمہ شک سے پاک نہو گا اور یہہ جو ذکر کیا ہی کہ شکار کا کہانا حرام ہی اُس صورت
مین کہ شکاری کو شک ہو جاوے کہ وہ زخم سے مرا ہی یا پانی سے اور اُس صورت مین کہ اُسکی کتی
کے ساتہہ دوسرے کا کتا لگ گیا ہی تو یہہ امر رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہی ارشاد فرمایا
ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ حلت کے سبب مین شک ہو گیا اور حیوان مین اصل حرمت ہی بخلاف
اُن اشیا کے جنمین اصل حلت ہی جیسے کہانا یا کپڑا خریدا جسکا حال معلوم نہین تو اوسکا
استعمال جائز ہی گو شک ہو کہ یہ ناپاک ہی یا نہین اسلئے کہ شرط کا جب معتبر کرنا مشکل ہوتا ہی

فصل واما اشتباه [illegible]
فليس هذا من احد للموسوس [illegible]
[illegible]
وقد استوعب حكم هذا كله [illegible]
وانا نحرم اكله اذا شك [illegible]
بالنار [illegible]
لانه امر [illegible]
سبب الحل [illegible]
ما يكون [illegible]
فيه [illegible]
طعاما او ثوبا [illegible]
حاله [illegible]
الاشياء [illegible]
الشرط [illegible]

یا اصل مانع نہونا ہوتی ہی تو اوسکی طرف التفات نہین کیا جاتا پہلی صورت کی
مثال یہہ ہی کہ جیسے کسیکے پاس گوشت آوے اور اوسکو معلوم نہو کہ ذبح کرنیوالے نے
بسم اللہ کہی یا نہین اور شرطین ذبح کی پوری کین یا نہین تو یہہ امور قابل التفات
نہین اسلئی کہ انکی تفتیش مین دقت ہی اور حضرت عایشہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرض کیا کہ کچہہ لوگ باہر کے ہمارے پاس گوشت لاتے ہین مگر ہمکو معلوم
نہین کہ اونہون نے اسپر خدا کا نام لیا ہی یا نہین آپنے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہکر کہا لیا
کرو باوجودیکہ آپنے منع فرمایا ہی اوس جانور کے کہانے سے جسپر خدا کا نام لیا گیا
ہو اور دوسری صورتکی مثال وہ ہی جو پانی اور کہانیکی مذکور ہوئی **فصل** اسمین
جو حال تنہی ابن عمر اور ابو ہریرہ رض کا ذکر کیا تو خود اُن دونو صاحبون نے تنہا ایسا
کیا اور صحابہ نے نہین کیا اور حضرت ابن عمر رض فرمایا کرتے تہے کہ مجکو وسواس ہے تم
میری پیروی مت کرو اور ظاہر مذہب امام شافعی اور احمد کا یہہ ہی کہ وضو مین دونون
آنکہونکے اندر کا دہونا مستحب نہین اور یہہ امر مضر ہی اسلئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے منقول نہین کہ آپنے اُسکو کیا ہو یا اسکا حکم دیا ہو حالانکہ آپکو بہت لوگون نے وضو
کرایا ہی مثل حضرات عثمان اور علی اور عبد اللہ بن زید اور ربیع بنت معوذ وغیرہم کے
اور کسی نے یہہ امر آپ سے نقل نہین کیا اور جنابت مین اسکے واجب ہونے پر امام احمد سے

او كان بالاصل عدم المانع
لم يلتفت الى ذلك فالاول
كما اذا اتى بلحم او لا وهل سمي
بهذا جاء به ام لا وهل استوفى
شروط الذبح ام لا فالتفتيش عن ذلك من التعمق
قالت عائشة يا رسول الله
عليه وآله وسلم ان ناسا من الاعراب يأتوننا باللحم
لا ندري اذكروا اسم الله عليه ام لا فقال سموا
انتم وكلوا وانه نهى عن اكل ما لم يذكر
اسم الله عليه والثاني كما ذكرنا من الماء و
الطعام **فصل** واما ما ذكرنا عن ابن عمر و
ابي هريرة رضي الله عنهما فشيء تفرد به
دون الصحابة وكان ابن عمر يقول اني موسوس
فلا تقتدوا بي وظاهر مذهب الشافعي واحمد ان
غسل داخل العينين في الوضوء لا يستحب
وانه من التعمق لانه لم ينقل عن رسول الله
صلى الله عليه وآله وسلم انه فعله
او امر به وقد توضأ بحضرته جماعة
عثمان وعلي وعبد الله
بن زيد والربيع بنت
معوذ وغيرهم فلم ينقل
احد منهم ذلك عنه وفي وجوبه
في الجنابة روايتان عن احمد

دو روایتین ہین اُنمین سے صحیح تر یہہ ہی کہ واجب نہین اور یہی قول جمہور کا ہی اور اس بنا پر اگر نجاست سے
انکا دہونا واجب ہو تو اولی ہی اسلئے کہ کبھی کبھی بار دہوا اور بدبیر کرنسے غالبتر نقصان ہی ہو اور
شافعی اور حنفی کہتے ہین کہ دہونا واجب ہی کیونکہ آنکھو نمین نجاست کا لگنا بہت کم ہوتا ہے اور
بعض فقہانے امام احمد کے توابع مین سے یہہ مبالغہ کیا کہ وضو مین اُن دونو کا دہونا واجب کیا مگر انکا قول قابل
التفات اور میل کے نہین اور صحیح یہہ ہی کہ وضو و جنابت اور نجاست کسیمین اندر سے دہونا واجب نہین
اور حضرت ابوہریرہؓ کا فعل ایک ایسی چیز ہی جسکی تاویل غیرون نے کی ہی اور خلاف کیا ہی اور اُنپر
اعتراض کرتے تھے اور اس مسئلہ کا نام اطالۃ الغرہ ہی اگرچہ غرہ سفیدی چہرہ کے (سفیدی کا بڑہانا ۱۲)
لئے خاص ہی اور فقہا اس مسئلہ مین مختلف ہین امام احمدؒ سے اوسمین دو روایتین ہین ایک
یہہ کہ مستحب ہی اور یہی قول امام اعظم اور شافعی کا ہی اور اُسکو اختیار کیا ہی ابوالبرکات
ابن تیمیہ وغیرہ نے اور دوسری روایت یہہ ہی کہ مستحب نہین اور یہہ مذہب امام مالکؒ کا اور
ہمارے شیخ ابوالعباس کا ہی جو لوگ مستحب کہتے ہین وہ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث سے
سند کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تمہارے چہرے
اور ہاتھہ پانو نورانی ہونگے قیامت کے دن وضو کے نشان سے پس جو کوئی تم مین سے
کر سکے وہ اپنے چہرہ اور ہاتھہ پانو کے نور کو بڑہا لے یہہ روایت بخاری اور مسلم دونو مین
ہی اور اسوجہ سے کہ سفیدی ایماندار کو اوسی جگہہ تک پہنچیگی جہانتک وضو کا پانی لگیگا اور

اصحهما لا يجب وهو قول الجمهور
وعلى هذا فلا يجب غسلهما من
النجاسة اولى لان المضرة اغلب
لزيادة التكرار والمعالجة وقيل ان
الشافعية والحنفية يجب لان
اصابة النجاسة لهما نادر و
غلا بعض الفقهاء من اصحاب احمد
فاوجب غسلهما في الوضوء وهو قول لا يلتفت
اليه ولا يجب عليه والصحيح انه لا يجب في وضوء
والجنابة ولا النجاسة واما فعل ابي هريرة
فهو شئ تاوله وخالفه فيه غيره وكانوا ينكرونه
عليه وهذه المسئلة تلقب بمسئلة اطالة الغرة وان
كان الغرة في الوجه خاصة وقد اختلف الفقهاء
فيها وهما روايتان عن احمد احديهما انه يستحب
وهو قول ابي حنيفة والشافعي واختاره ابو البركات
ابن تيمية وغيره والثانية لا يستحب وهو مذهب مالك
واختيار شيخنا ابي العباس فالمستحبون يحتجون
بحديث ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم انتم الغر المحجلون
يوم القيامة من اثر الوضوء
فمن استطاع منكم فليطل غرته و
تحجيله متفق عليه
وقال الحلية تبلغ من
المؤمن حيث يبلغ الوضوء

جو لوگ مستحب ہونیکی نفی کرتے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ خدا تعالی نے حدونکو معین کر دیا ہے تو اُنسے آگے مت بڑہو اور خداوند کریم نے
وضو مین کہنیان اور ٹخنے حدین ٹھہرائی ہین تو اُنسے بڑہنا کیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے یہہ امر نقل نہین کیا جسنے کہ آپکے وضو کی نقل کی ہے اور اسلئے کہ یہہ امر وسواس
کی جڑ ہے ہوتی ہوتے ران اور شانہ تک کے دہونیکا ذریعہ ہو جائیگا اور اسلئے کہ یہہ مبالغہ
ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دین مین مبالغہ سے بچو اور حدیث جو اوپر
نقل کی ہے تو اوسکا راوی حضرت ابوہریرہؓ سے نعیم مجمر ہے وہ کہتا ہے کہ اتنا جملہ حدیث کا
(جو کوئی تم مین سے کر سکے وہ اپنی پیشانی اور ہاتھ پانو کے نور کو بڑہا لے) مجکو
نہین معلوم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے یا حضرت ابوہریرہؓ کا روایت کیا ہے
اُس سے اس امر کو امام احمدؒ نے مسند مین اور حدیث زینت جو نقل کی ہے تو زینت جبہی تک
ممکن ہے کہ برمحل ہو اور جب اپنی جگہہ سے تجاوز کریگی تو زینت نرہیگی **فصل** اور یہہ جو تم
کہتے ہو کہ وسواس اُس بات سے بہتر ہے کہ نقصان والے اور مطلق العنان لوگ اور کام چلانے
والے جیسے چلے آتے ہین تو بخدا یہہ دونو باتین یعنی تمہاری اور اُنکی فعل دو طرفین زیادتی
اور کمی اور مبالغہ اور کوتاہی کی ہین اور اللہ تعالی نے بہت جگہہ دونو سے منع فرمایا ہے
مثلاً ارشاد ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور وَالَّذِينَ
اور نہ رکھہ اپنا ہاتھ بندہا اپنی گردن کے ساتھ اور نہ کھولدے اسکو نرا کھولنا پھر تو بیٹھہ رہے الزام کھایا ہارا ادرہ

قال الناقض لا استحباب فان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم
ان الله حد حدودا فلا
تعتدوها وانه سبحانه فرض الفرائض فلا تضيعوها
تعتدوها وانه لم ينقل الى ان
نقل وضوء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولان لا ماء الى الوصول فيكون
عليه وآله وسلم والكتف والغلو والذين
ذريعة الى غسل الفخذ والكتف والغلو
قال صلى الله عليه وآله وسلم اياكم والغلو في الدين
وقال الحديث عن ابي هريرة نعيم المجمر وقد
قال الراوي فمن استطاع منكم ان يطيل غرته
فليفعل من قول رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
او من قول ابي هريرة روى عنه ذلك الامام احمد في مسنده
واما حديث الحلية فالحلية الزينة فاذا جاوزت
محلها لم تكن زينة فصل واما قولكم ان الوسوسة خير مما عليه
اهل التفريط والاسترسال وتمشية الامر
كيف اتفق فلعمر الله انهما طرفا
افراط وتفريط وغلو وتقصير
فنهى الله سبحانه عن الامرين
في غير موضع كقوله ولا تجعل
يدك مغلولة
الى عنقك ولا تبسطها
كل البسط والذين

اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما ونظائر ذلك وخير الناس النمط الاوسط الذين ارتفعوا عن تقصير المقصرين ولم يلحقوا بغلو المعتدين **فصل** ومن اعظم مكايده التي كاد بها اكثر الناس وما نجا منها الا من لم يرد الله فتنته ما اوحاه قديما وحديثا الى حزبه واوليائه من الفتنة بالقبور حتى آل الامر فيها الى ان عبد اربابها من دون الله وعبدت قبورهم واتخذت اوثانا وبنيت عليها الهياكل وصورت صور اربابها فيها وكان اول هذا الداء في قوم نوح قال تعالى قال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده الا خسارا ومكروا مكرا كبارا وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا وقد اضلوا كثيرا ولا تزد الظالمين الا ضلالا قال ابن جرير وكان من خبر ذلك ما حدثنا ابن حميد حدثنا مهران عن سفيان عن موسى عن محمد بن قيس ان يغوث ويعوق ونسرا كانوا قوما صالحين من بني آدم وكان لهم اتباع يقتدون بهم فلما ماتوا قال اصحابهم الذين كانوا يقتدون بهم لو صورناهم كان اشوق لنا الى العبادة اذا ذكرناهم فصوروهم فلما ماتوا

مکاید شیطان ۱۲

اذا انفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا وكان بين ذلك قواما اور اسیطرح اور بہت ہین
اور لوگونمین سے بہتر وہ ہین جو درمیانی طور پر ہین کہ کوتاہی کرنیوالونکے مرتبہ سے بڑھے
ہوئے ہین اور زیادتی کرنیوالونکی مبالغہ پر نہین پہونچے **فصل** در شیطانکی مکرون سے
جس سے کہ اوسنے اکثر لوگونکو فریب دیا ہے اور اس سے سوا اوس شخص کی جسکا امتحان
خدا تعالی نے نہین چاہا کوئی نہین بچا وہ ہے جو اوسنے اپنی جماعت کی کانمین قبرونکا
فتنہ پھونکدیا یہانتک کہ یہ نوبت ہوگئی کہ قبر والے پجنے لگے اور بت ٹھہرائی گئی اور ان پر گنبد
بنے اور انکی تصویرین کھینچین اور یہہ مرض شروع ہین حضرت نوح علیہ السلام کی قوم مین تہا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے قال نوح رب انهم عصوني واتبعوا من لم يزده ماله وولده
الا خسارا ومكروا مكرا كبارا وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث
ويعوق ونسرا وقد اضلوا كثيرا ولا تزد الظالمين الا ضلالا ابن جریر کہتے ہین کہ ان
بتونکا حال ہمکو جو معلوم ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ ہم سے حدیث بیان کی ابن حمید نے اور
اوس سے مہران نے اور اس سے سفیان نے اور اوس سے موسی نے اور اوس سے محمد بن قیس نے کہ یغوث
اور یعوق اور نسر بنی آدم مین سے اچھے لوگ تھے اور انکے بہت پیرو تھے جو انکی اقتدا کرتے
تھے جب وہ مرگئے تو اونکے پیروون نے کہا کہ اگر ہم انکی صورت بنالین تو جب ہم انکو یاد
کرینگے ہمکو زیادہ شوق عبادت کا دلاوینگی اس لحاظ سے انکی صورتین بنائین جب وہ مر گئے

اور دوسری لوگ آئی تو ابلیس نے چپکے سی آکر اونسی کہدیا کہ وہ لوگ تو انکی عبادت کیا کرتے تہے اور انکے ذریعہ سی مینہ کی درخواست کیا کرتے تھی پس انہون نے اُنکی پرستش اختیار کی سفیانؒ اپنی باپ سی اور وہ عکرمہؓ سی راوی ہین کہ حضرت ادم اور نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن تھی کہ سبکے سب مسلمان تھی آور ہمسی حدیث کی ابن عبدالاعلی نے معمر سی اور اُنہون قتادہؓ سی کہ اُنہون نے آیت مذکورہ کی تفسیر مین فرمایا کہ یہہ بت وہ معبود تھی جنکی عبادت حضرت نوحؑ کے لوگ کرتے تھی پہر عرب والون نے اُنکی عبادت اونکی بعد کی اور سی وَدّ تو قبیلہ کلب کا بت دومۃ الجندل مین تہا اور سواع ہذیل کا اور یغوث بنی غطیف بن مراد کا اور یعوق ہمدان کا اور نسر ذی الکلاع کا حمیر مین سی اور وانہی نے ابن عباسؓ سی روایت کیا ہی کہ یہہ بت زمانہ نوحؑ مین بہی تہے اور بخاریؒ کہتی ہین کہ ہمسی حدیث کی ابراہیم بن موسی نے اور انسی ہشام نے اور انسی ابن جریح نے کہ عطاؒ ابن عباسؓ سی راوی ہین کہ جو بت قوم نوح علیہ السلام مین تہی وہ بعد کو عرب مین ہوگئی اسطرح کہ وَدّ تو کلب کا ہوا دومۃ الجندل مین اور سواع ہذیل کا اور یغوث اول مراد کا تہا پہر بنی غطیف کا ہوا سبا کے پاس جرف مین اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کی ذی الکلاع کی اولاد کا اور یہہ نام چند نیکبخت لوگونکی ہین قوم نوحؑ سی جب وہ مرگئی شیطان نے اُنکی قوم سی کہا کہ جن بیٹھکون مین یہہ لوگ بیٹہا کرتے تھی بت قائم کر دو اور اونکی وہی نام رکھو جو اُن لوگونکی تہی

اُنھون نے تعمیل کی مگر اُنکی پرستش نکی جب یہہ لوگ مرگئے اور علم جاتا رہا تو اُنکی
پرستش ہوئی اور سلف مین سے کئی شخصون نے کہا ہی کہ یہہ لوگ حضرت نوح کی قوم مین
نیکبخت تھے جب وہ مرگئے تو لوگ بیٹھے ہی اُنکی قبرون پر پہر اونکی شکلین بنائین پہر اُنپر عرصہ
گذر گیا تو اُنکی عبادت کرنے لگے ان لوگون نے دو بلائین جمع کین ایک قبرونکی دوسری
مورتونکی اور یہہ وہی دونو بلائین ہین جنکی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیث
مین جسکی صحت پر حضرات علماء کا اتفاق ہی اشارہ فرمایا ہی اور وہ یہہ ہی کہ حضرت ام سلمہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے حبش مین ایک بتخانہ کا ذکر کیا جسکو اُنھون نے حبشہ مین دیکھا تھا اور
اُسکا نام ماریہ تھا تو جو کچھہ اوسمین مورتین دیکھی تھین اُنکا ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہ
لوگ ہین کہ جب اُنمین سے کوئی بندہ یا مرد صالح مرجاتا ہی تو اوسکی قبر پر مسجد بناتے ہین
اور اوسمین اُسکی تصویر بناتے ہین یہہ لوگ خدا کے نزدیک بدترین خلق ہین۔ اور یہی
باعث تھا لات کی پرستش کا چنانچہ ابن جریر نے اپنی اسناد سے منصور سے روایت کیا ہی
اور اُنھون نے مجاہد سے افرأیتم اللات والعزی کے بیان مین کہ لات اُنکے لیے ستو گھولا
(بھلا دیکھو تو لات اور عزی ۱۲)
کرتا تھا جب وہ مرگیا تو اوسکی قبر پر بیٹھہ رہے۔ اب تم نے دیکھہ لیا کہ سبب یغوث اور
یعوق اور نسر اور لات کی پرستش کا اُنکی قبرونکی تعظیم تھی ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ
اسیوجہ سے شارع نے قبرون پر مسجدین بنانے سے منع فرمایا ہی اور یہی بات ہی جسنے بہت سے

لوگونکو شرک اکبر یا اوس سی کمتر شرک مین ڈالا ہی یعنی لوگ اُن نیکبخت لوگون کی
مورتون سی اور اُن مورتونسے جنکو ستارونکا طلسم بتاتے تھی اور اِسیطرحکی
مورتون سی مشرک بنگئی اِسلئی کہ ایسے مرد کی قبر سی جسپر نیکبختی کا اعتقاد ہو شرک کرنا نفسون
سی قریب تر ہی لکڑی یا پتہر کے ساتھہ شرک کرنے سی اور اِسیوجہ سی اہل شرک کو
دیکھتی ہو کہ قبرونکے پاس تضرع اور عاجزی کرتے ہین اور عبادت دل سی کرتے ہین
کہ اوسطرحکی خدا کے گہرونمین نہین کرتے نہ سحر کیوقت اور بعض لوگ قبرونکو سجدہ کرتے
ہین اور اکثر لوگ قبر کے پاس کی نماز و دعا مین ایسی برکت کی توقع کرتے ہین جو مسجد و
مین نہین کرتے تو اِسی خرابی کیواسطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِسکی بیری سی جڑ ہی
کاٹ دی کہ قبرستانمین نماز پڑہنی کو مطلق منع فرمادیا گو نمازی کا قصد اپنی نماز مین
اوسجگہہ کی برکت حاصل کرنیکا نہو جیسے کہ نماز پڑہنی آفتاب کی نکلنی اور ڈوبنی کیوقت
منع فرمائی اِسلئی کہ یہی ایسے اوقات ہین کہ مشرک اُسمین آفتاب کیواسطی نماز کا قصد کیا
کرتے ہین اسی نظر سی اوسوقت نماز سی منع فرمادیا گو نمازیونکا قصد وہ نہو جو مشرکونکا
ہوتا ہی مگر یہہ واسطہ دور کرنیکو منع فرمایا اور اگر نمازسی قصد اُس جگہہ کی برکت لینی کا ہو
تو یہہ صریح دہوکا دینا ہی اللہ تعالی اور اوسکے رسول کو اور مخالفت ہی اوسکو دین
کی اور ایجاد کرنا ہی ایسی دین کا جسکی اجازت اوسنی نہین دی ۔ غرضکہ آنحضرت

عن اتخاذ المساجد على القبور وهي التي اوقعت كثيرا من الامم اما في الشرك الاكبر او فيما دونه من الشرك فان النفوس قد اشركت بتماثيل القوم الصالحين وتماثيل يزعمون انها طلاسم الكواكب ونحو ذلك فان الشرك بقبر الرجل الذي يعتقد صلاحه اقرب الى النفوس من الشرك بخشبة او حجر ولهذا تجد اهل الشرك كثيرا يتضرعون عندها ويخشعون ويخضعون ويعبدون بقلوبهم عبادة لا يفعلونها في بيوت الله ولا وقت السحر ومنهم من يسجد لها واكثرهم يرجون من بركة الصلوة عندها والدعاء ما لا يرجونه في المساجد فلاجل هذه المفسدة حسم النبي صلى الله عليه وسلم مادتها حتى نهى عن الصلوة في المقبرة مطلقا وان لم يقصد المصلي بركة البقعة بصلوته كما نهى عن الصلوة وقت طلوع الشمس وغروبها لانها اوقات يقصد المشركون الصلوة فيها للشمس فنهى امته عن الصلوة حينئذ وان لم يقصد ما قصده المشركون سدا للذريعة واما اذا قصد الرجل الصلوة عند القبور متبركا بالصلوة في تلك البقعة فهذا عين المحادة لله ورسوله والمخالفة لدينه وابتداع دين لم ياذن به الله

كذا في اغاثة اللهفان

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین متین سے یہہ بات یقیناً جانی گئی کہ قبرونکے پاس نماز پڑہنے کی ممانعت ہے اور یہہ کہ آپنے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو قبرونکو مسجدین کرے اور علما کی اکثر گروہونے بوجہ پیروی حدیث صحیح صریح کے قبروں پر مسجدین بنانے سے صاف منع کر دیا ہے اور امام احمد اور مالک اور شافعی نے اُسکو حرام کہا ہے اور کچہہ لوگونے مکروہ کہا ہے مگر یون مناسب ہے کہ مکروہ تحریمی اس سے مراد لیا جاوے تاکہ ان لوگونکے ساتھہ حسن ظن ہو ورنہ اُنپر یہہ گمان ہوگا کہ جس باتکے کرنیوالے پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لعنت کا کرنا اور اُس سے منع فرمانا بتواتر ثابت ہوچکا ہے اُسکو یہہ لوگ جائز رکہتے ہین چنانچہ صحیح مسلم مین جندب بن عبد اللہ بجلی سے روایت ہے کہ مینے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانچروز پیشتر آپ کی وفات شریف کے سُنا ہے کہ فرماتے تھے کہ مین بری ہوتا ہون اللہ کیطرف اس سے کہ تم مین کوئی میرا کوئی خلیل ہو اور اگر مین خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا سنلو کہ جو لوگ تم سے پہلے تہے وہ اپنے انبیا کی قبرونکو مسجدین بناتے تھے خبردار تم قبرونکو مسجدین مت بناؤ کہ مین تمکو اس سے منع کرتا ہون اور حضرت عائشہ اور ابن عباس سے مروی ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض ہوے تو اپنے چہرہ مبارک پر اپنی ایک چادر ڈالنے لگے پس جب گہبرائے تو اوسکو اُتار دیا اور اسی حالمین فرمایا کہ لعنت ہے خدا کی یہود اور نصاریٰ پر کہ اُنہوںنے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجدین بنالیں اور اس سے آپکو اُنکے فعل سے ڈرانا منظور تہا روایت کیا اسکو بخاری

علم بالضرورة من دين الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ان الصلوة عند القبور منهي عنها وانه لعن من اتخذها مساجد وقد صرح عامة الطوائف بالنهي عن بناء المساجد عليها متابعة منهم للسنة الصحيحة الصريحة وصرح اصحاب احمد و[illegible] والشافعي بتحريم ذلك وطائفة اطلقت الكراهة لكن ينبغي ان يحمل على كراهة التحريم احسانا للظن بهم وان لا يظن بهم ان يجوزوا ما تواتر عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن فاعله والنهي عنه ففي صحيح مسلم عن جندب بن عبد الله البجلي قال سمعت النبي صلى الله عليه وآله وسلم قبل ان يموت بخمس وهو يقول اني ابرأ الى الله ان يكون لي منكم خليل فان الله قد اتخذني خليلا ولو كنت متخذا من امتي خليلا لاتخذت ابا بكر خليلا الا وان من كان قبلكم كانوا يتخذون قبور انبيائهم مساجد الا فلا تتخذوا القبور مساجد فاني انهاكم عن ذلك وعن عائشة وابن عباس قالا لما نزل برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم طفق يطرح خميصة له على وجهه فاذا اغتم كشفها فقال وهو كذلك لعنة الله على اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد يحذر ما صنعوا متفق عليه

۱۲ رسالہ [illegible]

اور مسلم نے اور صحیحین مین ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی یہود اور نصاری کو مارے کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرونکو مسجد بنایا اور مسلم کی روایت مین ہے کہ لعنت کرے خدا تعالی یہود اور نصاری پر کہ اپنے انبیا کی قبرونکو مسجد بنایا بہرحال قبرونکو مسجد بنانے سے آپنے اپنی آخر عمر مین منع فرمایا اور اہل کتاب مین سے جسنے ایسا کیا اوسکو لعنت فرمائی تاکہ اپنی امت کو اُس فعل سے ڈراوین حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اوس مرض مین فرمایا جس سے کہ نہ اٹھے کہ لعنت کرے اللہ تعالی یہود اور نصاری کو کہ اُنہون نے اپنے انبیا کی قبرون کو مسجد بنایا اور اگر یہہ بات آپ ارشاد نفرماتے تو آپکی قبر شریف بھی کھلی رہتی مگر اسکا ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہو جاوے روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے اور حضرت عائشہ کے قول مین خُشِيَ بصیغہ مجہول علت ہے قبر کے کھلا نرکھنے کی اور امام احمد نے سند نیک سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگون مین سے بدترین وہ ہونگے کہ اونکو قیامت آلیگی اور وہ زندہ ہونگے اور وہ لوگ کہ قبرونکو سجدہ گاہ بناتے ہین اور زید بن ثابت رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تعالی لعنت کرے قبر کی زیارت کرنیوالی عورتون پر اور اُن لوگون پر جو قبرون پر مسجدین بناوین اور چراغ دہرین اسکو امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہے

وفي الصحيحين عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قاتل الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وفي رواية لمسلم لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد فقد نهى عن اتخاذ القبور مساجد ولعن من فعل ذلك من اهل الكتاب ليحذر امته ان يفعلوا ذلك وفيهما عن عائشة رضي الله عنها قالت ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال في مرضه الذي لم يقم منه لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد ولولا ذلك لابرز قبره غير انه خشي ان يكون مسجدا متفق عليه وقولها خشي بضم الخاء تعليل لمنع ابراز قبره وروى الامام احمد باسناد جيد عن عبد الله بن مسعود ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ان من شرار الناس من تدركهم الساعة وهم احياء والذين يتخذون القبور مساجد وعن زيد بن ثابت ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج رواه الامام احمد واهل السنن

اور صحیح بخاری مین ہو کہ حضرت عمرؓ نے انس بن مالکؓ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتی
دیکھکر فرمایا کہ قبر ہی قبر — اس سی معلوم ہوتا ہی کہ صحابہ کے نزدیک ٹھہری ہوئی بات تھی
کہ قبر کے پاس نماز منع ہی مگر حضرت انس کو قبر کا خیال نرہا اور ابو سعید خدریؓ فرماتی ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بالکل مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کے اسکو
امام احمد اور سنن والون نے روایت کیا ہی اور ابو حاتم اور ابن حبان نے اسکو صحیح کہا ہی
اور اس سی بڑھکر ممانعت قبر کیطرف نماز پڑھنی کی ہی کہ نمازی مین اور قبر مین کچھہ آڑ نہو
چنانچہ مسلم نے ابی مرثد غنوی سی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ قبرون پر مت بیٹھو اور نہ اُنکی طرفکو نماز پڑھو اور اس حدیث سی اُس شخص کا قول باطل ہی
جو قبرستان مین نماز پڑھنی کی ممانعت کا باعث نجاست کو بیان کرتا ہی کیونکہ یہہ بات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد سی بہت بعید ہی اور کئی وجہہ سی باطل ہی اول یہہ کہ حدیثون مین نئی
اور کہدی ہوئی مقبرون مین کچھہ فرق مذکور نہین جیسی علت نجاست بیان کرنیوالے کہتی ہین
دوسری یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود اور نصاری کو اپنی انبیا کی قبرون کو
مسجدین بنانی پر لعنت فرمایا ہی اور یہہ بات یقیناً معلوم ہی کہ اسکی وجہ نجاست نہین
ہوسکتی اسلئے کہ انبیا کی قبرین تو نہایت پاک جگہہ زمین سی ہین کیونکہ خدا تعالی نے زمین
پر حرام کر دیا ہی کہ اونکی جسمونکو کہاوی تیسری یہہ کہ آپنے اونکی طرفکو نماز پڑہنے سے

وفي صحيح البخاري ان عمر رأى انس بن مالك يصلي عند قبر فقال القبر القبر وهذا يدل على انه كان من المستقر عندهم النهي عن الصلاة عند القبر وانما ذهل انس عن القبر وقال ابو سعيد الخدري قال صلى الله عليه وآله وسلم الارض كلها مسجد الا المقبرة والحمام رواه الامام احمد واهل السنن وصححه ابو حاتم وابن حبان وابلغ من ذلك انه نهى عن الصلاة الى القبر فلا يكون بين المصلي وبين القبلة قبر وروى مسلم في صحيحه عن ابي مرثد الغنوي ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تجلسوا على القبور ولا تصلوا اليها وهذا ابطال قول من زعم ان النهي عن الصلاة فيها لاجل النجاسة فهذا ابعد شيء عن مقاصد الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وهو باطل من عدة اوجه منها ان الاحاديث كلها ليس فيها فرق بين المقبرة الحديثة والمنبوشة كما يقوله المعللون بالنجاسة ومنها انه صلى الله عليه وآله وسلم لعن اليهود والنصارى على اتخاذ قبور انبيائهم مساجد ومعلوم قطعا ان هذا ليس لاجل النجاسة فان ذلك لا يختص بقبور الانبياء ولان قبور الانبياء من اطهر البقاع على الارض فان الله حرم على الارض ان تأكل اجسادهم ومنها انه نهى عن الصلاة الي

منع فرمایا ہی کو نمازی پاک جگہہ مین کہڑا ہو چوتھی یہہ کہ آپ نے فرمایا ہی کہ زمین سرا
مسجد ہی سوا مقبرہ اور حمام کی اگران دونوکا استثنا نجاست کی باعث ہوتا تو
پاخانے اور کمیلے قبرونکی ذکر کی نسبت کہ زیادہ تر مستحق استثنا تہی پانچوین یہہ کہ آپکی
مسجد شریف مشرکونکا قبرستان تہا آپ نی اُنکی قبرین کہودواکر اونکو برابر کردیا اور مسجد
بنوائی اور قبرونکی مٹی نہین اُٹہوائی چنانچہ یہہ امر بخاری اور مسلم مین انس رض سی پایہ
ثبوت کو پونہچا ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائی تو لوگونمین چودہ رات رہے
پہر آپ نے بنی نجار کی جماعت کی پاس ایک شخص کو بہیجا وہ تلوارین حمایل کئی ہوئی آئے
اور گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری پر سوار اور آپکے پیچہی حضرت ابوبکر رض اور
بنی نجار کے لوگ آپکی گرد میری نظر مین پہرتے ہین یہانتک کہ آپ ابوایوب کے صحن مین اُترے
اور آپکو اچہا معلوم ہوتا تہا کہ جہان نماز کا وقت ہو جاوی اوسی جگہہ نماز پڑہ لین اور
چونکہ آپ بکریونکی بیٹہنے کی جگہہ مین نماز پڑہا کرتے تہی اور مسجد بنانیکا حکم آپکو ہو لیا تہا
اسیلیے بنی نجار کی جماعت کو آدمی بہیجکر بُلوایا اور اُن سی ارشاد فرمایا کہ تم اپنی اس
جگہہ کا مجہہ سی مول کرلو اونہون نے عرضکیا کہ ہم فروخت نہین کرتے اسکا مول اللہ ہی
سی لینگے اُسجگہہ مین یہہ چیزین تہین جو مین تم سی کہتا ہون یعنی مشرکونکی قبرین اور
زمین افتادہ اور خرما کے درخت پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سی مشرکونکی

قبرین توکھودی گئین اور زمین افتادہ برابر کی گئی اور درختونکو کاٹکر قبلہ کیطرف برابر برابر رکھدیا اور مسجد کی دو طرفونمین پتھر رکھی پس لوگ پتھر اُٹھاتے جاتے تھے اور رجز پڑھتے تھے آور سب حدیث کو ذکر فرمایا چھٹے یہہ کہ شرک اور مشابہت بت پرستونکا فتنہ عصر اور فجر کے بعد کی نماز کی خرابی سی بہت بڑھکر ہی تو جب تشبیہ کی ذریعہ کی روک کی لئی جو کبھی نمازی کے دلمین بھی نہین گذرتا اس نماز سی منع فرمایا ہو تو اس ذریعہ قریب کو جو اکثر اپنی کرنیوالے کو شرک اور مُردونکی پکارنے اور اُنسی حاجت مانگنی کیطرف بُلاتا ہی اور یہہ اعتقاد دلاتا ہی کہ نماز اونکی قبرونکی پاس پڑھنی مسجدونمین پڑھنی کی نسبت کی افضل ہی اور اسکی سوا اور باتونکا موجب ہوتا ہی جو کھلا کھلی اللہ تعالی اور اوسکی رسول کی مخالفت ہی کسطرح منع نہ فرمایا ہوگا اب اس خرابی کی سامنی جگہہ کی نجاست کو سبب ٹھہرانا کہان رہا اور جس وجہ سی کہ معلوم ہوتا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نی یہہ قصد فرمایا ہے کہ امت کو قبرونمین مبتلا ہونیسی منع فرمائین جیسی پھنس گئی اُسمین حضرت نوحؑ کی لوگ اور اُنسی پچھلی یہہ ہی کہ آپنے قبرونپر مسجدین بنوانے والونکو لعنت فرمایا اور اگر منع کرنا نجاست کے سبب ہوتا تو ممکن تھا کہ قبرونپر پاک مٹی سی استرکاری کردیجاتی اور لعنت دور ہوجاتی اور یہہ یقینا باطل ہی شاتوین یہہ کہ آپنے لعنت مین قبرونپر مسجدین بنانے والون اور چراغ رکھنی والونکو ایک ساتھہ فرمایا ہی اس سی معلوم ہوا کہ یہہ دونو گروہ لعنت مین

بعض المشركين فنبشت ثم بالخرب فسويت وبالنخل فقطع وصفوا النخل قبلة المسجد وجعلوا عضادتيه الحجارة وجعلوا ينقلون الصخر وهم يرتجزون وذكر الحديث ومنها ان فتنة الشرك ومشابهة عباد الاوثان اعظم بكثير من مفسدة الصلوة بعد العصر والفجر فاذا نهى عن ذلك سدا للذريعة المشبهة التي لا تكاد تخطر ببال المصلي فكيف بهذه الذريعة القريبة التي كثيرا ما تدعو صاحبها الى الشرك ودعاء الموتى وطلب الحوائج منهم واعتقاد ان الصلوة عندها افضل منها في المساجد وغير ذلك مما هو محادة ظاهرة لله ورسوله فابى للعاقل مهم [illegible] النجاسة ... ومما يدل على انه صلى الله عليه وآله وسلم قصد منع الامة من الفتنة بالقبور كما افتتن بها قوم نوح ومن بعدهم انه لعن المتخذين عليها المساجد ولو كان ذلك لاجل النجاسة لامكن ان تطين بطين طاهر وهو باطل ... لما هو فتنة ولما لعن المتخذين عليها المساجد وقرنهم ... والعنهم في قرن فقطعوا ... السرج عليها فهما في اللعنة

فان اتخاذ المساجد عليها تعظيم لها وهذا ما ذكر الله عن المتغلبين على امر اصحاب الكهف

وقال صلى الله عليه وآله وسلم اللهم لا تجعل قبري وثنا يعبد اشتد غضب الله على قوم اتخذوا قبور انبيائهم مساجد فنبه على سبب لحوق اللعن لهم وهو توصلهم بها الى الوثنية

وبالجملة فمن له معرفة بالشرك واسبابه وذرائعه وفهم عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مقاصده جزم ان هذه المبالغة منه باللعن ليس لاجل النجاسة بل هو لاجل نجاسة الشرك اللاحقة بمن عصاه واتبع هواه وقل نصيبه او عدم من تحقيق شهادة ان لا اله الا الله فهذا صيانة منه صلى الله عليه وآله وسلم لحمى التوحيد

شامل اور گناہ کبیرہ کرنے مین شریک ہین اسلئی کہ جس امر پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے لعنت فرمائی ہی تو وہ گناہ کبیرہ ہی اور ظاہر ہی کہ چراغ کے جلانیوالیکو جو لعنت ہوئی
ہی تو اسی جہت سی کہ چراغ جلانا قبرونکی تعظیم کا وسیلہ ہی اور انکو بت ٹھہرانیکا ذریعہ
جنکی طرف مشرک دوڑین اسیطرح اونپر مسجدونکا بنانا ہی کیونکہ قبرونپر مسجدونکا بنانا انکی
تعظیم ہی اسی جہت سی یہہ دونو باتین ایک ساتھ ارشاد ہوئین اور اسی تعظیم کی وجہہ
سی جو لوگ کہ اصحاب کہف کی مقدمہ مین زیادتی کرنیوالے تھی اونکا قول خدا تعالی نے
یون نقل فرمایا لنتخذن علیہم مسجدا آٹھوین یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہم بنا دینگی اونکی مکان پر عبادت خانہ ۱۲
ہی کہ الہی تو میری قبر کو بت مت کرنا جسکی پرستش ہو سخت ہوا غصہ اللہ تعالی کا اون
لوگونپر جنہون نے اپنی نبیونکی قبرونکو مسجدین بنایا اس حدیث مین لعنت کی لاحق ہونیکی
سبب پر آگاہ فرما دیا کہ وہ انکا قبرونکو بت ٹھہرانا ہی حاصل یہہ کہ جس شخص کو شرک
اور اوسکی اسباب و ذریعونکی شناخت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقاصد کو
سمجھتا ہی وہ یقینا جان لیگا کہ آپکا مبالغہ کرنا لعنت کرنیمین نجاست کی باعث سی نہین
بلکہ نجاست شرک کی باعث ہی جو ایسی شخص کو لگتی ہی کہ آپکا نافرمان ہوا اور اپنی نفس کی
خواہش کا پیرو اور شہادت لا الہ الا اللہ کی تحقیق سی اوسکو بہرہ کم ہو یا بالکل نہو غرض کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونکی لعنت مین مبالغہ فرمانا ایک تو توحید کی بچانیکی لئی ہی کہ

ان يلحقه الشرك ويغشاه و
غضبا لربه ان يعدل به سواه فان
المشركين لا معصية امره وازدياد
عليهم ومن الجهم الشيطان انه
تعظيم لقبور الصالحين وكلما
كلما ازدادوا لها تعظيما كانوا اقرب لهم
اسعد ومن اعدائهم ابعد
ولعمر الله من هذا الباب بعينه دخل
على عباد يغوث ويعوق ونسر ومن هذا الباب
دخل على عباد الاصنام منذ كانوا الى يوم
القيامة فجمع المشركون بين الغلو فيهم والطعن
في طريقتهم وهدى الله اهل التوحيد لسلوك
طريقتهم وانزالهم منازلهم التي انزلهم الله اياها من
العبودية وسلب خصائص الالهية عنهم وهذا غاية
تعظيمهم وطاعتهم واما المشركون فعصوا
امرهم وتنقصوهم في صورة التعظيم لهم
قال الشافعي اكره ان يعظم مخلوق حتى يجعل قبره مسجدا
مخافة الفتنة عليه وعلى من بعده من الناس
وعلل بالشرك ومشابهة
اليهود والنصارى الا
في كتاب ناسخ الحديث
ومنسوخه عند الكلام

اوسکو شرک لگ کر ڈہانک لے دوسرے اپنے رب کی لئے غصہ ہی کہ اوسکی ساتہہ اُسکی
غیر کی برابری نہ کیجاوی مگر مشرکون نے آپکے حکم کی نافرمانی ہی کی اور جس بات سے منع
فرمایا تہا وہی کیا اور شیطان نے اونکو چُپکے سے فریب دیا کہ یہہ امر نیکبختونکی قبرونکی تعظیم ہی
اور جسقدر تم انکی زیادہ تعظیم کروگے تناہی اُن صلحا کی قرب سے سعادت یاب اور اونکے
دشمنون سے دور تر ہوگے اور بخدا کہ اس مردود نے بعینہ اسی فریب سے یغوث اور یعوق
اور نسر کے پوجنے والونکو دہوکا دیا تہا اور اسی دروازہ سے بت پرستونکی پاس جب سے کہ
یہہ ہوئی ہین قیامت تک آویگا اب مشرک اکابر کی بابمین بعض تو مبالغہ کرنے لگے اور بعض
اونکی طریق مین طعن نکالنے لگے اور اللہ تعالی نے اہل توحید کو ہدایت کی کہ اکابر کے
طریق پر چلے اور انکو اُس مرتبہ پر جانا جس مرتبہ پر خدا تعالی نے اُنکو کیا ہی یعنی اونکو
بندہ جانا اور معبود ہونیکے خواص اونسے دور کئے اور یہہ امر انکی نہایت تعظیم و طاعت
کا ہی اور مشرکون نے اُنکی امر کی نافرمانی کی اور تعظیم کے پیرایہ مین اونکو گہٹایا —
امام شافعیؒ فرماتے ہین کہ مین مکروہ جانتا ہون کہ کسی مخلوق کی اتنی تعظیم
کیجاوی کہ اوسکی قبر مسجد ٹہرائی جاوی کیونکہ اسمین خوف فتنہ کا اوسپر بھی ہی اور اسکے
بعد کے لوگون پر بھی اور اسکی علت شرک اور یہود اور نصاری کی مشابہت کو کیا
ہی یہہ قول کتاب ناسخ الحدیث و منسوخہ میں اوس جگہہ ہی جہان اس حدیث مین گفتگو

کی ہی کہ زمین بالکل میرے لئی مسجد کر دی گئی ہی سوا قبرستان اور حمام کے اور
اس حدیث ابن عمر رضہ مین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے قبرستانمین نماز پڑہنے سے
منع فرمایا ہی **فصل** در شیطانکی مکرسی ہی قبر دنکا عید مقرر کرنا اور عید وہ ہی کہ اوسکی
قصد کی عادت کرلیجاوی خواہ وہ مکان ہو یا وقت وقت تو ایسا جیسا آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ عرفہ کا روزہ اور قربانی کا دن اور منی کے ایام ہم مسلمانون
کی عید ہی اسکو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی اور جگہہ اسطرحسے جیسے ابوداؤد نے اپنی
سنن مین روایت کیا ہی کہ ایک شخص نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ مین نے نذر کی ہی کہ مکان
بوانہ مین قربانی کرون آپنے فرمایا کہ وہ مشرکونکی تو نہین سے کوئی بت ہی یا اونکی کوئی
عید ہے اوسنے عرضکیا کہ نہین آپ نے فرمایا کہ تو اپنی نذر پوری کرلے اور جسطرح
آپکا ارشاد ہی کہ میری قبر کو عید مت ٹھہراؤ یہہ لفظ معاودت اور اعتیاد سے نکلا ہی تو جب
جگہہ کے لئے ہوگا تو اوس سے وہ جگہہ مراد ہوگی جسمین اکٹھا ہونیکا قصد کیا جاوے خواہ
یہہ قصد عبادت کیواسطے ہو یا غیر عبادت کے لئے مثلا مسجد کعبہ اور منی اور مزدلفہ اور
عرفہ اور مشاعر مین کہ اونکو مسلمانونکے لئے اللہ تعالی نے عید اور جگہہ مقرر فرمائی ہے
جیسے کہ ان مکانونمین عبادت کرنیکے ایام کو عید قرار دیا ہی اور مشرکونکی عیدین وقت
اور جگہہ کی بہت سی ہین جنکو اسلام نے بالکل باطل کر دیا اور وقت کی عید کے عوض لو

على قوله صلى الله عليه وآله
وسلم جعلت لي الارض كلها
مسجدا الا المقبرة والحمام وحديث
ابن عمر ان النبي صلى الله عليه وآله
وسلم نهى عن الصلاة في المقبرة و
فصل ومن ذلك اتخاذها
عيدا وهو ما يعتاد قصده من
زمان او مكان كما في قوله صلى الله عليه وآله وسلم يوم عرفة
ويوم النحر وايام منى عيدنا اهل الاسلام رواه ابوداؤد و
غيره وفي مكان كما روى ابوداؤد في سننه ان رجلا
قال يا رسول الله اني نذرت ان انحر ابلا ببوانة فقال
اِنّ بها وثنا من اوثان المشركين او عيد من
اعيادهم قال لا قال فاوف بنذرك وكقوله
لا تجعلوا قبري عيدا والعيد مأخوذ من المعاودة
والاعتياد فاذا كان اسما للمكان فهو المكان الذي
يقصد الاجتماع فيه فهو قصد العبادة او لغيرها
كما ان المسجد الحرام ومنى ومزدلفة
وعرفة والمشاعر جعلها الله
عيدا للحنفاء ومثابة
كما جعل ايام
التعبد فيها عيدا وكان
للمشركين اعياد
زمانية ومكانية
ابطلها الاسلام وعوض

مسلمانونکی لیے عید الفطر اور عید قربان اور منی کے ایام ہین اور جگہہ کی عید کے بدلے
ہین کعبہ اور عرفہ اور منی اور مقامات حج ہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قبر
مبارک کو عید بنانے سے منع فرمایا چنانچہ ابو داؤد کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی احمد
بن صالح نے وہ کہتے ہین کہ مین نے عبد اللہ بن نافع کے سامنے قرات کی کہ خبر دی مجھکو ابن ابی
ذئب نے سعید مقبری سے اور انہون نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اپنی گہرونکو قبرین مت بناؤ اور نہ میری قبر کو عید ٹہراؤ اور میرے اوپر درود بھیجو
اسلئے کہ تمہارا درود مجھکو پونہچ جائیگا جہان تم ہوگے اس حدیث کی اسناد حسن ہے
اور اسکی راوی معتبر اور مشہور ہین اور ابو یعلی موصلی اپنی مسند مین فرماتے ہین کہ ہمسے
حدیث بیان کی ابو بکر بن ابی شیبہ نے اور ان سے زید بن الحباب نے اور انسے جعفر بن ابراہیم
نے جو ذی الجناحین کی اولاد مین سے ہین اور انسے امام زین العابدین نے اسطرح کہ آپ
نے ایک شخص کو دیکہا کہ وہ ایک شگاف کیطرف کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی قبر مطہر کے پاس تہا آتا ہے اور اوسکی اندر جاکر دعا مانگتا ہے آپ نے اوسکو منع فرمایا
اور کہا کہ سنو مین تم سے وہ حدیث بیان کرتا ہون جو مین نے اپنے باپ سے اور انہون نے
میرے دادے سے اور انہون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے کہ فرمایا میری
قبر کو عید مت بناؤ اور اپنی گہرونکو قبرین اسواسطے کہ تمہارا اسلام جہان مین ہوگا مجھے

الحنفاء من الأزمنة عيد الفطر
وعيد النحر وأيام منى ومن الأمكنة
الكعبة وعرفة ومنى والمشاعر و
منع صلى الله عليه وآله وسلم عن
اتخاذ قبر الشريف عيدا قال
أبو داود حدثنا أحمد بن صالح
قال قرأت على عبد الله بن
نافع أخبرني ابن أبي ذئب عن سعيد
المقبري عن أبي هريرة رضي الله عنه
قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
لا تجعلوا بيوتكم قبورا ولا تجعلوا قبري عيدا
وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم إسناده
حسن ورجاله ثقات مشاهير وقال أبو يعلى
الموصلي في مسنده حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا زيد
بن الحباب حدثنا جعفر بن إبراهيم من ولد ذي الجناحين
ثنا علي بن الحسين أنه رأى رجلا يجيء إلى فرجة كانت عند قبر النبي
صلى الله عليه وآله وسلم فيدخل فيها فيدعو
فنهاه وقال ألا أحدثكم حديثا
سمعته من أبي عن جدي عن
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قال لا تتخذوا قبري عيدا ولا
بيوتكم قبورا فإن
تسليمكم يبلغني أين كنتم

پونہچیگا اسکو ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے روایت کیا ہی اور سعید بن منصور
نے سنن مین روایت کیا ہی کہ ہمسے حدیث بیانکی حبان بن علی نے اور اونسے محمد بن عجلان
نے ابو سعید سے جو مہری کا غلام ہی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مت
کرو میری قبر کو عید اور نہ اپنی گہرونکو قبرین اور درود پڑہو مجہپر جہان تم ہو کہ تمہارا درود
مجکو پونہچ جاویگا اور سعید کہتی ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی عبد العزیز بن محمد نے اور اُنکو
خبر دی سہیل بن ابی سہیل نے انہون نے کہا کہ مجکو حضرت امام زین العابدین نے قبر شریف
کے پاس دیکھکر پکارا اور اوسوقت فاطمہؓ کی گہر مین آپ رات کا کہانا کہاتی تھی مجھکو
آپ نی فرمایا کہ آؤ کہانا کہاؤ مین نے عرضکیا کہ مجکو خواہش نہین پہر فرمایا کہ کیا بات
کہ مین تمکو قبر مطہر کے پاس دیکھتا ہون مینے عرضکیا کہ مینے سلام کیا ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو آپنے فرمایا کہ اس لئے تو داخل ہوا مسجد مین پہر فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ مت کرو میری قبر کو عید اور مت بناؤ اپنی گہرونکو قبرین لعنت کری
اللہ یہود و نصاری پر کہ ٹہرالین اپنی انبیا کی قبرین مسجدین اور درود بہیجو مجہپر کہ تمہارا
درود مجہکو پونہچیگا تم اور اندلس کے لوگ برابر ہی ہو تو یہہ دونو مرسل حدیثین اُن دو
مختلف صورتونسی اصل حدیث کی ثبوت پر دلالت کرتی ہین خصوص اُس صورتمین کہ جس
شخص نے اوسکو مرسل کیا ہی وہی اوسکو اپنی حجت ٹہراتا ہی اس سے لازم آتا ہی کہ

رواه الامام ابو عبد الله محمد بن عبد
الواحد المقدسي وقال سعيد
بن منصور في السنن حدثنا
حبان بن علي حدثني محمد بن عجلان عن
ابي سعيد مولى المهري قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم لا تتخذوا بيتي عيدا
ولا بيوتكم قبورا وصلوا علي حيث كنتم فان
صلاتكم تبلغني وقال سعيد حدثنا عبد العزيز بن محمد اخبرني سهيل بن
ابي سهيل قال رآني علي بن الحسين بن علي بن ابي طالب رضي الله
عنهم عند القبر فناداني وهو في بيت فاطمة يتعشى فقال هلم
الى العشاء فقلت لا اريده فقال ما لي رأيتك عند القبر فقلت
سلمت على النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال اذا
دخلت المسجد فسلم ثم قال ان رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم قال لا تتخذوا بيتي عيدا ولا تتخذوا
بيوتكم مقابر لعن الله اليهود اتخذوا قبور
انبيائهم مساجد وصلوا علي فان
صلاتكم تبلغني حيثما كنتم ما انتم ومن
بالاندلس الا سواء فهذان
المرسلان من هذين الوجهين
المختلفين يدلان على ثبوت
الحديث لا سيما
وقد احتج به من ارسله
وذلك يقتضي

بقوله عند هذا الوهم لكن روى
وجه مسندا لا عند هذا ابن فيكون
وقد تقدم مسندا فاشبه الاسلام
قدس الله روحه وجه الدلالة
ان قبر رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم افضل قبر على وجه الارض
وقد نهى عن اتخاذه عيدا فقبر غيره
اولى بالنهي كائنا من كان ثم انه قرن ذلك بقوله ولا تتخذوا
بيوتكم قبورا اي لا تعطلوها من الصلاة فيها والدعاء
والقراءة فتكون بمنزلة القبور فامر بتحري النافلة
في البيوت ونهى عن تحري العبادة عند القبور
وهذا ضد ما عليه المشركون من النصارى
واشباههم وقد حسن هذه الاحاديث بعض
من اخذ شبها من النصارى بالتبرك ومن اليهود
بالتحريف فقال هذا امر بملازمة قبره والعكوف
عنده ونهي ان يجعل كالعيد الذي يكون في
العام مرة او مرتين وكانه قال لا تجعله بمنزلة العيد
الذي يكون من الحول الى الحول واقصده في كل ساعة وكل وقت
وهذا مراغمة ومحادة ومناقضة لما قصده الرسول
صلى الله عليه وآله وسلم وقلب
للحقائق ونسبة الرسول صلى الله عليه
وآله وسلم الى التلبيس والتدليس

اوسکے نزدیک حدیث ثابت ہی اور یہہ عجب ہی کہ سوا ان دو وجہوں کی اور کسی روایت
مستند ہی روایت نکی گئی ہو اور جب یہہ سندوار بیان ہو چکی تو پہر ثبوت کسی نہوگا
شیخ الاسلام کہتی ہین کہ دلالت حدیث کی وجہ یہہ ہے کہ قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی روی زمین کی قبرونمین سی افضل ہی جب اسکو عید بنانی سی منع فرمایا تو اورونکی
قبرونکو عید بنانے سی منع بطریق اولی ہوگا پہر حدیث مین اس منع کی ساتھہ یہہ بھی
فرمایا کہ اپنی گہرونکو قبر مت کرو اسکی یہہ معنی ہین کہ اونکو نماز اور دعا اور تلاوت سے
خالی مت رکہو کہ قبرونکی طرح ہو جاوین تو نفل کے ادا کا گہرونمین حکم فرمایا اور قبرون
کے پاس بجاآوری عبادت سی منع فرمایا اور یہہ حکم مخالف ہی اُس حال کی جسپر مشرکین
نصاری اور اُنکی مثل ہین اور بعضی شخصون نے جو شرک مین کچہہ مشابہت نصاری سی اور
تحریف مین یہودیون سی پیدا کی ہی وہ ان احادیث کی تحریف کرتے ہین اور کہتی ہین کہ
انمین حکم قبر شریف کی ساتہہ رہنی اور اوسکی پاس بیٹھہ رہنی کا ہی اور اس بات سی منع
فرمایا کہ قبر کو عید کیا جاوے جو سالمین ایک یا دو بار ہوا کرتی ہی گویا کہ یون ارشاد ہی
کہ قبر کو ایسی عید مت کرو کہ برسوین دن ہوا کرتی ہے بلکہ ہر وقت اوسکی ساتہہ رہو
اور یہہ امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصود کی خلاف اور اوسکی ضد اور نقیض ہی
اور حقیقت کو برعکس کرنا اور جناب رسالت مآب کو مکر اور فریب کیطرف منسوب کرنا ہی

اور اسمین کچھہ شک نہین کہ شرک کے بعد اس دین الہی اور سنت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اسطرح بدلڈالنے کی نسبت کہ ہر کبیرہ گناہ کا کرنا گناہ ہونیمین سہل تر اور عذاب
مین ہلکا ہی اور اسطرح سے انکی دینی باتین بدلی گئی ہین اگر خدا تعالی اس دین مین ایسے حامی
نہ ٹھہراتا جو اس سے خرابی دور کرتے ہین تو اسپر بھی وہی حال ہوتا جو اس سے پہلی دینون پر
ہوا اور اگر مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہی ہوتی جو یہہ نادان کہتے ہین تو آپ نبیون
کی قبرونکو مسجدین بنانے سے منع نہ فرماتے اور انکے مرتکبونکو لعنت کرتے اسلئے کہ جب آپنے ایسے شخصونکو
لعنت کیا جو قبرونکو مسجدین بنالین کہ انمین خدا تعالی کی عبادت ہوا کرتی ہی تو جو شخص انکے سامنے
رہے اور انکے پاس بیٹھہ رہے اسکو کیسے لعنت نفرما دینگے اور اپنے رب سے یہہ دعا کیون مانگتے
کہ میری قبر کو بت متکرجسکی پرستش ہو اور حضرت عائشہ رض جو خلق مین زیادہ عالم تہین وہ کیون فرماتین
کہ اگر یہہ بات نہوتی تو آپکی قبر کہلی رہتی مگر یہہ ڈر ہوا کہ کہین مسجد نہ ٹھہرالیجاوے اور آپ یہہ کیون
فرماتے کہ میری قبر کو عید مت بناؤ اور میرے اوپر درود پڑہو جہان کہین تم ہو اور آپکے
اصحاب اور اہل بیت نے وہ بات کیون نہ سمجہی جو تحریف کرنیوالے سمجہے دیکھو افضل تابعین
حضرت امام زین العابدین نے جو آپکے اہل بیت مین سے تھے اوس شخص کو آپ کی قبر
شریف کے پاس دعا مانگنے سے منع فرمایا اور اسکی وجہ وہ حدیث بیان کی جسکی
روایت اپنے باپ سے اور اونہون نے اونکے دادے سے کی تھی حالانکہ وہ اوسکے معنونکو

اِن جاہونکی نسبت کہ زیادہ سمجھتی تھی اسیطرح اُنکے چچا حضرت امام حسنؓ نے جو اہل بیت
مین سی بڑی تہی برا جانا اِسکو کہ کوئی شخص قبر شریف کا قصد کرے اور مقصود نہین کہ مسجد
کا ارادہ رکہتا ہو اور اِس امر کو یہہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہی ہمارے شیخ
فرماتے ہین کہ اب سنت کو دیکھو کہ وہ مدینہ منورہ کے لوگون اور اہل بیت سی نکلی ہے جنکو
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرب نسب اور نزدیکی مکانکی تھی اسلئے کہ غیرون
کی نسبت کر اونکو اسکی حاجت زیادہ تھی تو اونہین کو خوب یاد بھی ہوگی **فصل**
پہر قبرونکو عید ٹھہرا لینے مین اتنی بڑی خرابیان ہین کہ اونکا علم سوا خدا تعالی کے
اور کوئی نہین جانتا اونمین سی ایک یہہ ہی کہ اونکو عید اسلئے بناتے ہین کہ اُنکی طرف کو
نماز پڑہین اور انکا طواف کرین اور چومین چاٹین اور اُنکی خاک پر اپنے رخسار رگڑین اور
قبر والونکی پرستش کرین اور اون سے مدد اور روزی اور صحت اور ادای قرض اور
سختی کے دور کرنے اور مظلوم کی دادرسی وغیرہ کا سوال کرین جو بت پرست اپنے بتوسے
مانگا کرتی ہین اور یہہ وہ باتین ہین کہ ایمان اور اسلام والونکو پسند نہین بلکہ جسکے دلمین اللہ تعالی کی تہوڑی
سی بھی عزت ہوگی وہ بھی اسکی باعث غصہ کریگا مگر کیا کیجے مردہ کو زخم کا درد نہین ہوتا۔
اِن لوگونکی مبالغہ کرنیوالونکو دیکھو کہ دور دراز جگہہ سی چلکر سواریون سے اُترکر اپنے ماتھے
رکہتی ہین اور زمین کو بوسہ دیتی ہین اور سر کہولکر بلند آواز سی ایسی شخص کو پکارتے ہین جو نہ پیدا کرے

فانظر هذه السنة كيف مخرجها من اهل المدينة واهل البيت الذين لهم من رسول الله صلى الله عليه وسلم قرب النسب وقرب الدار لانهم احتاجوا الى ذلك اكثر من غيرهم فكانوا له اضبط

ذلك من اتخاذه عيدا لم يكن يريد المسجد ورأى ان يقصد الرجل القبر اذا الحسن بن علي شيخ اهل بيته من هؤلاء الضلال وانزعاجه

فصل ان في اتخاذ القبور اعيادا من المفاسد العظيمة التي لا يعلمها الا الله فمن ذلك اتخاذها اعيادا الصلوة اليها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود على ترابها وعبادة اصحابها والاستغاثة بهم وسؤالهم النصر والرزق والعافية وقضاء الديون وتفريج الكربات واغاثة اللهفان وغير ذلك مما كان اهل الاوثان يسألونها اوثانهم ما كان اهل الايمان والاسلام بالغضب لاجلها ومن في قلبه لله ادنى وقار ولكن ما لجرح بميت ايلام فلو رأيت غلاتهم وقد نزلوا عن الاكوار والدواب اذا رأوها من مكان بعيد فوضعوا لها الجباه وقبلوا الارض وكشفوا الرؤس وارتفعت اصواتهم بالضجيج بالاستغاثة بمن لا يبدي

١٢ مطالب شيطان

نہ مرنیکے بعد جلاوینہ اونکی فائدہ کی کسی چیز پر قدرت رکہی اور اُس سے وہ چیز مانگتی ہین
جسکا مانگنا خدا تعالے کے سوا اور کسی سے نچاہیے یعنی سختیونکا دور کرنا اور فاقہ والونکو تونگر
کرنا اور مرض والونکو شفا دینا پہر قبر کے گرد سجدہ مین گر پڑتے ہین پہر اُسکے گرد ایسی پہرتے
ہین جیسی خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے ہین جسکو اللہ تعالی نے مبارک اور تمام جہان کے لئے ہدایت
بنایا ہی پہر اوسکو چومنے چاٹنے لگتے ہین جیسے خانہ کعبہ مین آنیوالے حجر اسود کی ساتھہ کرتے ہین
پہر قبر کے پاس اپنے ماتھے اور رخسار خاک آلود کرتے ہین اور خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی سامنے سجدہ مین
وہ ماتھے اور رخسار اسطرح کبہی خاک آلود نہین ہوئے اور اسکی لئی قربانیان کرتے ہین اور اونکی نماز و
افعال سب غیر اللہ کی لئی ہوتے ہین پہر یہہ دیکہو کہ ایکدوسریکو مبارکی دیتی ہین اور کہتی ہین کہ ہمکو
اور تمکو خدا تعالی بہت سا اجر اور ثواب دے اور جب پہر کر آتے ہین تو جو لوگ مبالغہ سے اونکے
انکی ساتھہ نہین جاتے وہ سوال کرتے ہین کہ تم مین سے کوئی اپنے حج قبر کے ثواب کو دیڈالو اور اسکے
ثواب حج کعبہ کا لیلو وہ جواب دیتی ہین کہ ایک حج سے تو کیا ہزار حج کے ثواب سے بہی بدلینگے
اور پہلے گذر چکا ہی کہ اس قسم کی باتین بت پرستی کا ہولی ہین اور بند کرنا ایسے ذریعہ کا جس سے
یہہ ممنوع چیز پیدا ہو نہایت ضروری ہے اور اسمین کچہہ شک نہین کہ صاحب شریعت نے جو بات منع کی
ہی اور منع مین تاکید فرمائی ہے اور اسپر وعید کیا ہی اسکی انجام اور مآل کو وہی خوب جانتا ہی ابو الوفا بن عقیل نے کہا ہی
انکی عبارت یہہ ہی کہ جب جاہلون اور کمینون پر احکام شرعی دشوار ہوئے تو اُنہون نے شرعی

وضعون سے منحرف ہوکر اپنی لئی وضعونکی تعظیم کرچلی اور یہہ وضعین انپر آسان ہوئین
اسلئی کہ انکو کسی آپ غیر کے زیر حکم داخل نہین کیا ابوالوفا کہتی ہین کہ ان وضعونکی جہت
سی وہ لوگ میری نزدیک کافر ہین مثلا قبرونکی تعظیم ایسی امور سے کرنی جو شرع مین ممنوع ہین
جیسے چراغ جلانا اور قبرونکو بوسہ دینا اور انکو آراستہ کرنا اور مردونکو حاجتونکی لئی پکارنا اور
انمضمونکی عرضیان انکو لکھنی کہ میری مولے میرے لئی ایسا ایسا کردو اور انکی مٹی بطور تبرک لینی
اور قبرونپر خوشبو ڈالنی اور سفر کرکے انتک جانا اور درخت پر چیتہڑی ڈالنا جسطرح کہ لات
اور عزی کے پرستش کرنیوالے ڈالتی ہین اور اونکی نزدیک اس شخص کی خرابی ہی جو پیر کے
مزار کو نہ چومی اور اوسکی چلنی اینٹ کو بدہ کے دن ہاتھہ نہ لگاوی اور ایسا تکا قائل نہو کہ پیر جیو
کے جنازہ کو حضرت ابوبکر صدیق خواہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ آلہ وسلم خواہ حضرت علی رضہ نے
اٹھایا تہا یا اپنی باپکی قبر پر چونہ اور اینٹ سی کوئی عمارت نہ بنادی اور کپڑونکو دامن تک نہ چیرے
اور قبر پر گلاب چہڑکے انتہی اور جو شخص طریق رسول اللہ صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کا قبرونکی بابمین اور
جس چیز کو آپنے اجازت دی اور جس سی منع کیا اور نیز سیرت اصحاب رض کی دیکھی اور اسکے
ساتھہ ہی وہ طریق دیکھی جسپر اکثر لوگ اس زمانہ مین ہین تو ان دو نو طریقونمین نہایت درجہ
کا خلاف پاوے مثلا آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے تو قبرونکی طرفکو نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور یہہ لوگ انکی
گرداگرد پڑہتی ہین اور آپنے انکو مسافر کرنیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قبرون پر مسجدین بناکر

اوضاع الشرع الى تعظيم اوضاع
وضعوها لانفسهم فسهلت عليهم اذ
لم يدخلوا بها تحت امر غيرهم قال
وهم عندي كفار بهذه الاوضاع
مثل تعظيم القبور واكرامها بما نهى
عنه الشرع من ايقاد النيران و
تقبيلها وتخليقها وخطاب الموتى
بالحوائج وكتب الرقاع فيها يا مولاي افعل بي كذا وكذا
واخذ تربتها تبركا وافاضة الطيب على القبور
وشد الرحال اليها والقاء الخرق على الشجر اقتداء
بمن عبد اللات والعزى والويل عندهم لمن لم يقبل
مشهد الكهف ولم يتمسح باجرة الملوبن يوم الاربعاء

۱۲ اغاثة اللهفان

ولم يقل الحمالون على جنازته الصديق ابو بكر او
محمد او علي ولم يعقد على قبر ابيه ازجا بالجص و
الاجر ولم يخرق ثيابه الى الذيل ولم يرق ماء الورد على
القبر انتهى ومن جمع بين سنة رسول الله صلى الله
عليه وسلم في القبور وما امر به ونهى عنه وما
كان عليه اصحابه وبين ما عليه اكثر
الناس وجد بينهما غاية
التضاد فانه صلى الله عليه
وآله وسلم نهى عن الصلاة
الى القبور وهؤلاء يصلون
عندها ونهى عن اتخاذها
مساجد وهم يبنون عليها

المساجد ونحوها مشاهد مضاهاة لبيوت الله وهو عن ايقاد السرج وهم يقفون الوقف على ايقاد القناديل ونهى ان تتخذ عيدا وهم يتخذونها عيدا ومناسك ويضعون لها كما روى مسلم عن ابي الهياج الاسدي قال قال لي علي بن ابي طالب الا ابعثك على ما بعثني عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سويته وفي صحيح مسلم عن ثمامة بن شفي نحوه وهم يبالغون في مخالفة هذا ويرفعونها ويبنون عليها القباب

خدا تعالے کے گھرونکی مشابہت کے لئے اونکا نام مشاہد رکھتے ہین اور آپ نے
اونپر چراغ جلانیسے منع فرمایا اور یہہ لوگ قندیل جلانیکے واسطے بہت سی مال وقف
کردیتے ہین اور آپنے قبرونکو عید بنانے سے منع فرمایا اور یہہ انکو عید بناتے ہین اور
عبادت گاہ بناتے ہین اور آپنے حکم اونکے برابر کردینے کا فرمایا چنانچہ مسلم نے
ابی الہیاج اسدی سے روایت کی ہے کہ مجکو حضرت علی بن ابیطالبؓ نے فرمایا کہ مین
تجکو اس کام پر بہیجتا ہون جسپر مجکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تھا کہ کسی صورت
کو بدون مٹائی نچھوڑون اور نہ کسی اونچی قبر کو بدون برابر کئے اور صحیح مسلم مین ثمامہ
بن شُفَیّ سے بھی اسیطرح ہے حالانکہ یہہ لوگ اسکی خلاف کرنیمین مبالغہ کرتے ہین اور
اونچی عمارتین بناکر اونپر برج بنواتے ہین اور آپنے قبر پر گچ کرنیسے اور اوسپر عمارت
بنانیسے منع فرمایا ہے چنانچہ مسلم مین جابرؓ سے مروی ہے کہ منع فرمایا رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے سے اور اوسپر بیٹھنے سے اور مکان بنانے سے اور یہہ لوگ اسکی
خلاف عمل کرتے ہین اور قبرون پر لکھنے سے منع فرمایا چنانچہ ابوداود نے جابرؓ
سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے سے
منع فرمایا ترمذی کہتے ہین کہ یہہ حدیث حسن اور صحیح ہے اور یہہ لوگ قبرون پر
لوحین لگاکر اونپر قران وغیرہ لکھتے ہین اور قبر پر اوسکی مٹی کے سوا ڈالنیسے منع فرمایا

ونهى عن تجصيص القبر والبناء عليه كما روى مسلم في صحيحه عن جابر قال نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن تجصيص القبر وان يقعد عليه وان يبنى عليه وهم يعملون بخلاف ذلك ونهى عن الكتابة عليها كما روى ابو داود عن جابر رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى ان تجصص القبور وان يكتب عليها قال الترمذي حديث حسن صحيح وهم يتخذون عليها الالواح ويكتبون عليها القرآن وغيره ونهى ان يزاد عليها غير ترابها

چنانچہ ابو داود نے جابرؓ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے قبر پر گچ کرنے اور لکھنے اور مٹی زیادہ کرنے سے منع فرمایا اور یہہ لوگ اوسپر
مٹی اور پکی اینٹ اور پتھر اور استرکاری زیادہ کرتے ہین اور امام احمدؒ کی یارون
مین سے جو فقیہ ہین اونہون نے تصریح کردی ہے کہ چراغونکا جلانا حرام ہے ابو محمد مقدسی
کہتے ہین کہ اگر یہہ فعل مباح ہوتا تو اوسکا کرنیوالا لعنت نکیا جاتا اور نیز اسمین مال کا
بیفائدہ کہونا ہے اور قبرونپر مسجدین بنوانی اس حدیث کی روسے جائز نہین اور اسلئے
کہ دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا خداتعالے لعنت کرے یہود پر
کہ اپنے نبیونکی قبرونکو مسجدین ٹہرالین اسمین اونکی فعل سے ڈرانا منظور ہے بخاری اور
مسلم نے اسکو روایت کیا ہے اور ایک وجہ یہہ ہے کہ قبرونپر گچ کرکے اونکی پاس نماز
پڑہنا ایسا ہے جیسا بتونکی تعظیم کے لئے سجدہ کرتے ہین اور انکی طرف نزدیکی کرتے
ہین اور ہمکو پہنچا ہے کہ اغاز بت پرستی مردونکی تعظیم سے ہوا ہے کہ انکی صورتین بنا کر انکو
ہاتہہ لگایا اور اونکی پاس نماز پڑہی انتہی اور ان جاہلونکی اب یہ نوبت ہوئی ہے کہ
قبرون کے لئے ایک حج گڑہا ہے اور اوسکے افعال تراشے ہین اور انمین سے بعض مبالغہ
کرنیوالون نے اسبابمین ایک کتاب بنائی ہے جسکا نام مناسک حج مشاہد رکہا ہے
اور ظاہر ہے کہ یہہ امر دین اسلام کو چہوڑنا اور بت پرستونکے دین مین داخل ہونا ہے

کما روی ابو داود من حدیث جابر ایضا ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم نهی ان یجصص القبر او یکتب علیه او یزاد علیه وهؤلاء یزیدون علیه التراب والآجر والاحجار والجص وقد صرح الفقهاء من اصحاب احمد بتحریم ایقاد السرج قال ابو محمد المقدسی ولو ابیح لم یلعن من فعله ولان فیه تضییعا للمال من غیر فائدة ولا یجوز اتخاذ المساجد علیها لهذا الخبر ولانه صلی الله علیه وآله وسلم قال لعن الله الیهود اتخذوا قبور انبیاءهم مساجد یحذر ما صنعوا متفق علیه ولان تخصیص القبور بالصلاة عندها یشبه تعظیم الاصنام بالسجود لها والتقرب الیها وقد روینا ان ابتداء عبادة الاصنام تعظیم الاموات باتخاذ صورهم ومسحها والصلاة عندها انتهی وقد آل الامر بهؤلاء الضلال الی ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له مناسك وصنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك حج المشاهد مضاهاة منه بالقبور للبيت الحرام ولا يخفی ان هذا مفارقة دين الاسلام ودخول في دين عباد الاصنام

وفي ما شرعه هؤلاء من المفاسد ما يعجز عن حصره فمن ذلك تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومن العكوف عليها والمجاورة عندها وتعليق الستور عليها وسدانتها وعبادتها ...

اور جو باتین ان لوگون نے تراشی ہین انمین بیشمار خرابیان ہین اول قبرونکی وہ
تعظیم کرنی جو فتنہ مین ڈالے مثلاً ان پر بیٹہنا اور مجاور بننا اور اُنپر پردے ڈالنے
اور اُنکی خدمت کرنی اور قبر پرست قبرونکی پاس مجاور بننی کو کعبے کے پاس مجاور بننی
سے زیادہ سمجہتے ہین اور انکی خدمت کو مسجدونکی خدمت سے افضل جانتے ہین اور جو شخص
کہ انکا خبرگیران ہو اُس سے اگر کسی رات قبر پر لٹکی ہوئی قندیل گل ہوجاوے تو انکی نزدیک
اوس شخص کی خرابی ہے دوسرے قبرونکی لئے اور انکی خادمونکی منت ماننی تیسرے اس
باتکا معتقد ہونا کہ یہہ مصیبت کو دور کرتی ہین اور دشمنونپر فتح دیتی ہین اور مینہ برساتی
ہین اور سختیونکو ٹالتی ہین اور حاجتونکو روا کرتی ہین چوتہے اونکو مسجدین ٹہرانی اور
اونپر چراغ جلانے سے خدا کی لعنت مین داخل ہونا پانچوین قبر والونکو رنج دینا اسلئے
کہ وہ ان باتون سے ناخوش ہین اور ایذا پاتے ہین جیسے حضرت عیسی علیہ السلام
کو نصاری کے وہ اعمال جو اونکی قبر پر کرتے ہین برے معلوم ہوتے ہین اسیطرح آپکے
سوا جتنے انبیا اور صلحا ہین وہ بھی برا جانتے ہین اور قیامت کو اُن لوگون
سے پہلو تہی کرینگے اللہ تعالے فرماتا ہے ویوم یحشرہم وما یعبدون
اور جس دن جمع کریگا ان لوگونکو اور جنکو
من دون اللہ فیقول ءانتم اضللتم عبادی ہؤلاء ام ہم ضلوا السبیل
پوجتے ہین اللہ کے سوا پہر اون سے کہیگا کیا تمنے بہکایا میرے ان بندونکو یا وہ آپ بہکے راہ سے
قالوا سبحانک ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء
بولے ... [illegible]

وَلٰكِنْ مَتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوْا قَوْمًا بُوْرًا پہر مشرکونکو ارشاد ہوگا

لیکن تو نے انکو برتنے دیا اور انکے باپ دادونکو یہانتک کہ بہول گئے یاد اور یہہ تہے لوگ کہپنے والے ۱۲

فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ - اور فرمایا اِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ

سو وہ تو جھٹلا چکے تمکو تمہاری بات میں ۱۲ جب کہیگا اللہ اے عیسے مریم کے بیٹے تو نے کہا

لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ

لوگونکو کہ ٹہراؤ مجکو اور میری ماکو دو معبود سوای اللہ کی بولا تو پاک ہی مجکو نہین بن آتا کہ کہون جو مجکو

مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ اور اسیطرح بہت آیات ہین جنمین یہود اور نصاری کی مشابہت قبرون

نہین پہنچتا ۱۲

کو مسجدین ٹہرانے اور انپر چراغ جلانیمین سا تو ین جو چیز خدا تعالی نے مشروع

فرمائی اسمین اسکا خلاف کرنا آٹہوین سنتونکو کہو کر بدعتونکا رائج کرنا نوین

قبرونکو فضیلت دینی مسجدونپر جو اللہ کے نزدیک عمدہ اور محبوب تر جگہہ ہین ایسی کہ اونکے

نزدیک مسجدونکی اتنی بہی عزت نہین جو قبرونکی عزت کی قریب ہی ہو دسوین یہہ کہ یہہ

امر قبرونکی آبادی اور مسجدونکی بربادی کو متضمن ہی گیارہوین یہہ کہ قبرونکی زیارت

کیوقت جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی وہ صرف آخرت کی یاد اور مردہ کے

لئی دعا اور طلب مغفرت اور ترس کہانے اور سوال عافیت کرنیسی اسکی ساتھہ سلوک کرنا ہی

تاکہ زیارت کرنیوالا اپنی نفس کے ساتھہ بہی احسان کری اور مردہ کے ساتھہ بہی مگر ان مشرکون

نے وہ بات برعکس کردی اور مقصود زیارت سی میت کو خدا کا شریک کرنا اور اپنی حاجتونکو اس

سی مانگنا ٹہرالیا تو اپنے اور میت کے دونو کے حقمین برا کیا گو اتنا ہی بہی کہ جو چیز اللہ نے

نے دعا اور ترس کہانے اور طلب مغفرت سی مشروع کی تہی اوسکی برکت سی محروم رہا

ولكن متعتهم وآباءهم حتى نسوا الذكر وكانوا قوما بورا قال الله للمشركين فقد كذبوكم بما تقولون وقال تعالى إذ قال الله يا عيسى ابن مريم أأنت قلت للناس اتخذوني وأمي إلهين

ونحو ذلك من الآيات ومنها مشابهة اليهود والنصارى في اتخاذ المساجد والسرج عليها ومنها محادة الله ومناقضته فيما شرعه ومنها إماتة السنن وإحياء البدع ومنها تفضيلها على خير البقاع وأحبها إلى الله وهي المساجد فإنهم يكنس المساجد عندهم من الموقع ما يقرب

مطلب زیارت قبور

من موقع المقابر ومنها أن الذي شرعه رسول الله صلى الله عليه وسلم عند زيارة القبور إنما هو تذكر الآخرة والإحسان إلى المزور بالدعاء والترحم عليه والاستغفار له وسؤال العافية فيكون الزائر محسنا إلى نفسه وإلى الميت فقلب هؤلاء المشركون الأمر وجعلوا المقصود بالزيارة الشرك بالميت وسؤال الحاجة منه فأساؤوا إلى نفسهم وإلى الميت ولو لم يكن إلا بحرمانهم بركة ما شرعه الله

اب اہل ایمان کی زیارت کو سنو جو اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اور اوسکو
اور شرک والونکی زیارت کو جو شیطان نے اونکے واسطے مشروع کی ہی مقابلہ
کرو پہر جونسی چاہو اپنی لئی پسند کرو۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم میری نوبت کی رات مین پچھلی رات سی بقیع مین تشریف لیجا کر فرماتے
السلام علیکم دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غدا موجلون وانا
تمپر سلام اے ایماندار لوگونکی بستی اور تمکو آپہنچا جو وعدہ تھا تمکو کل تک کی مہلت ہی اور ہم
انشاء اللہ بکم للاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد روایت کیا اسکو
اگر خدا چاہے تو تم سے ملینگے الٰہی تو بخشدے بقیع غرقد والونکو
مسلم نے اور یہہ بھی انہین سی روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپکے پاس
آئے اور فرمایا کہ تمہارا رب تمکو حکم فرماتا ہی کہ تم بقیع والونمین جاکر اونکی لئے
مغفرت کی درخواست کرو حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا کہ یا
رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین کیسی کہون آپنے فرمایا کہ یون کہنا السلام علے
سلام ہے
اہل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منکم والمستاخرین
بستی والون پر ایماندارون اور مسلمانون سی اور رحم کرے اللہ تم مین سے اگلون اور پچھلونکو
وانا انشاء اللہ بکم للاحقون اور بریدہؓ کی حدیث مین اونکے باپ سی یہہ
اور ہم انشاء اللہ تم سی ملنے والے ہین
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اصحابؓ کو سکہلاتے کہ جب قبرستان مین جاؤ
تو یون کہو السلام علے اہل الدیار۔ اور ایک روایت مین السلام
سلام ہے بستی والون پر
علیکم اہل الدیار سے آخر حدیث تک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
تم پر بستی والو

من الدعاء والترحم والاستغفار فأبيح لمن زار أهل الإيمان أن يدعو الله وأن يزور أهل الشرك أن يدعو النبي وبين زيارة أهل الشرك التي شرعها الشيطان وتخير لنفسك. قالت عائشة كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كلما كان ليلتها منه يخرج من آخر الليل إلى البقيع فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وأتاكم ما توعدون غداً مؤجلون وإنا إن شاء الله بكم لاحقون اللهم اغفر لأهل بقيع الغرقد رواه مسلم وعنها أيضاً أن جبرئيل أتاه فقال إن ربك يأمرك أن تأتي أهل البقيع فتستغفر لهم قالت قلت كيف أقول يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال قولي السلام على أهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستأخرين وإنا إن شاء الله بكم للاحقون وفي حديث بريدة عن أبيه كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعلمهم إذا خرجوا إلى المقابر يقولوا السلام على أهل الديار وفي لفظ السلام عليكم أهل الديار الحديث وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

فقد نهى عن زيارة القبور سداً
للذريعة فلما تمكن التوحيد في
قلوبهم اذن في زيارتها
بريدة قال رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم كنت نهيتكم
عن زيارة القبور فمن اراد ان
يزور فليزر ولا تقولوا هجراً رواه
احمد وكان اذنه صلى الله عليه وآله
وسلم في زيارتها على ذلك الوجه المشروع
ونهاهم ان يقولوا هجراً فمن زارها على
غير هذا الوجه لم يكن مأذوناً فمن اعظم
الهجر الشرك عندها قولاً وفعلاً وفي صحيح
مسلم عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم زوروا القبور فانها
تذكر الموت وفي الباب عن علي وابن عباس وابن مسعود
وابي سعيد الامر بالزيارة للتذكر والاعتبار والزهد
في الدنيا فهل تجد فيما شرعه صلى الله عليه وآله وسلم
شيئاً مما يفعله اهل الشرك والبدعة
ام تجدها متضادة له من
كل وجه ولقد جرد السلف
الصالح التوحيد وحموا جانبه
حتى كان احدهم اذا سلم
على النبي صلى الله عليه وآله
وسلم ثم اراد الدعاء استقبل

قبرونکی زیارت سی ذریعہ کے بند کرنیکے لئے منع فرما دیا تھا جب توحید صحابہ کے
دلونمین جمگئی تو اوسکی اجازت دیدی چنانچہ بریدہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے تمکو قبرونکی زیارت سے منع کر دیا تھا اب
جو چاہی وہ زیارت کری اور فحش نہ کہی روایت کیا ہی اسکو احمد نے اور آپ کا
اجازت دینا قبرونکی زیارت کے لئے اوسی مشروع طور پر تھا اور فحش کہنی سی
منع فرمادیا پس جو شخص کہ اونکی زیارت اُس طور پر نکرے اُسکو اجازت نہوگی
اور سب سی بڑا فحش یہہ ہی کہ قبرونکے پاس قول اور فعل کی روسی شرک کرے
اور صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ رض سی روایت ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ زیارت کرو قبرونکی کہ وہ موت کو یاد دلاتی ہین اور اسبابمین حضرات
علی اور ابن عباس اور ابن مسعود اور ابوسعید سی حکم زیارت قبور کا موت کی
یاد اور عبرت اور دنیا سی نے رغبتی کے لئی مروی ہی اب بتاؤ تو کہ جو چیز آنحضرت
صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسمین اُن امور مین سی کچھہ ہی جو شرک
و بدعت والے کرتے ہین یا ان دونومین ہر طرحسی مخالفت پاتی ہو اور اکابر سلف
نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اوسکی رعایت اتنی کی کہ اگر کوئی آنکے سامنے
آنحضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم پر سلام کرتا پہر دعا مانگتا منظور ہوتا تو اپنا منہ قبلہ کیطرف کرکے

قبر اطہر کی دیوار کیطرف پشت کر لیتا پہر دعا مانگتا سلمہ بن الوردان کہتے ہین کہ
مین نے انس بن مالکؓ کو دیکہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام کہتے پہر اپنی پشت
دیوار کی جانب کرتے پہر دعا مانگتے اور چارون امامونے تصریح فرمائی ہی کہ
دعا کیوقت قبلہ رخ ہوتا کہ دعا کا مانگنا قبر کے پاس نہو اسلئے کہ دعا عبادت ہی
چنانچہ ترمذی وغیرہ مین مرفوعاً آیا ہے کہ دعا عبادت ہی اور میت کے
اعمال جب منقطع ہوگئے تو وہ دعا اور استغفار اور ترحم کا محتاج ہی اسلئے مردہ
پر نماز پڑہنے مین وہ الفاظ ہین جو زندہ کے لئے مشروع نہین عوف بن مالکؓ
کہتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جنازہ کی نماز پڑہی تو آپکی دعا مین نے
یاد کر لی الٰہی اوسکو بخشدے اور رحم کر اور عافیت دے اور اوس سے درگذر کر اور
اوسکی مہمانی اچہی کر اور اوسکی جگہہ کشادہ کر اور اوسکو پانی اور برف اور
اولے سے غسل دے اور اوسکو گناہون سے ایسا صاف کر جیسا سفید کپڑے کو
میل سے صاف کر دیتا ہے اور اوسکے گہر سے بہتر اوسکو گہر بدلے مین دے اور اوسکی
بی بی سے بہتر بی بی عنایت کر اور اُسکو جنت مین داخل کر اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ
سے اسکو محفوظ رکہہ راوی کہتے ہین کہ مجکو یہہ تمنا ہوئی کہ کاش یہہ مُردہ مین
ہوتا اسجہت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے لئے دعا مانگی روایت کیا اسکو مسلم نے

القبلة وجعل ظهره الى الجدار ثم دعا قال سلمة بن وردان رأيت انس بن مالك يسلم على النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم يسند ظهره الى جدار القبر ثم يدعو ونص على ان يستقبل القبلة وقت الدعاء الائمة الاربعة انه يستقبل القبلة وقت الدعاء حتى لا يدعو عند القبر فان الدعاء عبادة كما في الترمذي وغيره مرفوعاً الدعاء هو العبادة والميت لما انقطع عمله صار محتاجا الى الدعاء والاستغفار والترحم ولهذا شرع في الصلاة عليه ما لم يشرع مثله في الصلاة على الحي فعن عوف بن مالك قال صلى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على جنازة فحفظت من دعائه اللهم اغفر له وارحمه وعافه واعف عنه واكرم نزله ووسع مدخله واغسله بالماء والثلج والبرد ونقه من الخطايا كما نقيت الثوب الابيض من الدنس وابدله دارا خيرا من داره واهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه وادخله الجنة واعذه من عذاب القبر ومن عذاب النار حتى تمنيت ان اكون انا الميت لدعاء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على ذلك الميت رواه مسلم

عبارة الصارم المنكي

ذالك عن ابو هريرة رواه الامام
احمد وفي سنن ابي داود عنه ايضا
مثل ذلك وفي حديث عائشة
وانس ما من ميت يصلي عليه امة
من المسلمين يبلغون مائة كلهم
يشفعون له الا شفعوا فيه
رواه مسلم وفيه عن ابن عباس بلفظ
فيقوم على جنازته اربعون رجلا لا يشركون
بالله شيئا الا شفعهم الله فيه فالمقصود
الصلوة على الميت والاستشفاع له فهو في قبره اشد
حاجة الى الدعاء فانه معرض للسوال وفي
صلى الله عليه وآله وسلم يقف على القبر بعد

اسیطرح ہی ابوہریرہؓ سی جسکو روایت کیا ہی احمدؒ نے اور سنن ابوداؤد مین بھی ابوہریرہؓ سی اسیطرح ہی اور حضرت عائشہؓ اور انسؓ کی حدیث مین ہی کہ جو مردہ کہ اوسپر ایک جماعت مسلمانونکی نماز پڑہی اور تعداد مین سو ہون اور سب اوسکی سفارش کرین تو انکی سفارش اوسکی باب مین پذیرا ہوگی روایت کیا اسکو مسلمؒ نے اور مسلم مین حضرت ابن عباسؓ سی یون آیا ہی کہ کھڑی ہون اوسکے جنازہ پر چالیس آدمی کہ نہ شریک کرتے ہون الله کا کسی چیز کو تو خداوند کریم انکی سفارش اوسکی بابمین مقبول فرماتا ہی غرضکہ مردہ پر نماز پڑہنی سی مقصود یہ ہے اور ظاہر ہی کہ مردہ اپنی قبر مین دعا کا سخت محتاج ہی اسلئے کہ اسوقت وہ بازپرس کیواسطی پیش ہوتا ہی اور آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کا دستور تہا کہ دفن کی بعد قبر کے پاس کھڑی ہوتے اور فرماتے کہ اسکی لئی ثابت رہنی کی دعا مانگو کیونکہ اوس سی اب سوال ہوگا آپ دیکھو کہ شرک و بدعت والون نے جس باتکا اونکو حکم تہا اوسکو اور بات سی بدل ڈالا مثلا حکم تہا کہ مردہ کے لئی دعا اور سفارش کرو انہون نے اوسکی عوض اسیکو سفارشی کیا اور زیارت جو آخرت کی یاد اور مردہ کے ساتہ سلوک کرنیکی لئی تہی اسکو اسطرح کرلیا کہ مردہ سے سوال کرتے ہین اور اسکی سبب سے خداتعالی کو قسم دیتی ہین اور مردونکو پکارنا اور انکی قبرونکی پاس دعا مانگنی اور انکی باعث سفارش چاہنی کیسی جائز اور عمل صالح ہوگی جسصورتمین کہ پہلی تین قرن جو رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے فرمانیکی بموجب افضل ہین اس سی بے بہرہ ہون بہرہ وہ پچھلے لوگون کو ملے

الدفن ويقول سلوا له التثبيت فانه الان
يسال فبدل اهل البدع والشرك وغير الذي
قيل لهم فبدلوا الدعاء له بدعائه نفسه والشفع
له بالاستشفاع به وجعلوا الزيارة التي شرعت
احسانا الى الميت لسوال الميت والاقسام
به على الله وكيف يكون دعاء
الموتى والدعاء عند قبورهم
والاستشفاع بهم مشروعا و
عملا صالحا ونصرف عنه
القرون الثلاثة المفضلة
بنص رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم ثم بفعل الصحابة والخلفاء

الذين يقولون ما لا يفعلون و
يفعلون ما لا يؤمرون فهذه سنة
رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم في اهل القبور بضعا وعشرين
سنة وسنة خلفائه وطريق
جميع الصحابة والتابعين هل
يمكن اهل الضلال ان يأتوا عن
احد منهم بنقل صحيح او حسن او ضعيف او منقطع انهم
كانوا اذا كانت لهم حاجة قصدوا القبور فدعوا عندها
او تمسحوا بها فضلا عن ان يصلوا عندها او
يسألوا الله بها وباصحابها فليأتوا عنهم بأثر او بحرف
واحد من ذلك بلى يمكنهم ان يأتوا عن الخلوف الذين
خلفت بعدهم وكلما طال الزمان وتأخر العهد
كان ذلك اكثر فقد وجد في ذلك مصنفات
ليس فيها شيء عن رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم ولا عن خلفائه وسائر اصحابه حرف واحد
بلى فيها من خلاف ذلك كثير كما قدمنا من الاحاديث
المرفوعة واما آثار الصحابة فاكثر
من ان يحاط بها وقد ذكرنا انكار
عمر على انس صلوته عند القبر وقوله
له القبر القبر وذكر محمد بن اسحق
في مغازيه عن خالد بن دينار عن
ابي العالية قال لما فتحنا تستر وجدنا
في بيت مال الهرمزان سريرا عليه رجل

جو کہتی ہین کچھہ اور کرتے ہین کچھہ اور ایسے افعال کرتے ہین جنکا اونکو حکم نہین
رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم کا دستور قبر والونکے باب مین کچھہ اوپر بیس برس
یہی رہا اور آپکے خلفا کا طریق اور تمام صحابہ اور تابعین کا یہی تہا گمراہی والے
انمین سے کسی کوئی روایت صحیح یا حسن یا ضعیف یا منقطع بیان توکرین کہ جب
اونکو کوئی حاجت ہوتی تھی تو وہ لوگ قبرونپر جاکر دعا مانگتے اور انکو ہاتھہ لگاتے
تھے اور انکی پاس نماز پڑہتے اور مردونکی طفیل سے خدا سے کچھہ مانگتے کا توکیا ذکر
ہی پس کوئی قول ان لوگونکا بیان کرین اور ہمکو ایک ہی حرف پر مطلع کرین ہان یہہ
ہوسکتا ہی کہ اونکے بعد کے لوگونکے اقوال نقل کرین اور جسقدر زمانہ بڑہتا گیا
اور وہ عہد دور ہوتا گیا یہہ بلا پہیلتی گئی مین نے اِس باب مین چند کتابین دیکھین
مگر اونمین آنحضرت صلے الله علیه وآله وسلم سے کچھہ مروی نپایا نہ آپکے خلفا اور صحابہ رض
سے کوئی حرف تہا بلکہ انمین اسکے خلاف بہت تہا چنانچہ احادیث مرفوعہ ہم بیان
کرچکے اور آثار صحابہ بہی حصر سے زیادہ ہین حضرت عمر کا انکار حضرت انس رض کو
قبر کے پاس نماز پڑہنی سے اور یہہ فرمانا کہ قبر ہی قبر ہی پیشتر لکھہ ہی چکے ہین اور محمد بن اسحق
نے اپنی مغازی جنگ نامہ ہی مین خالد بن دینار سے اور اونسے ابو العالیہ سے روایت کی ہی کہ جب
ہمنے تستر کو فتح کیا تو ہرمزان کے بیت المال مین ایک تخت پایا جسپر ایک شخص

مردہ اور اوسکے سرہانے اوسکا مصحف تھا ہمنے مصحف کو اوٹھا کر حضرت عمر رض کے
پاس بہیجدیا آپنے کعب احبار کو بلوا کر اوسکو عربی مین لکہوایا اور سب سے پہلے اوسکو
مین نے پڑہا جیسے کہ قران پڑہتا ہون خالد بن دینار کہتے ہین کہ مینے ابو العالیہ سے
پوچہا کہ اوسمین کیا تہا فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے اور جو
آگے کو ہونا تہا وہ مذکور تہا مینے پوچہا کہ تمنے اُس شخص کو کیا کیا فرمایا کہ ہمنے
دنکو تیرہ قبرین دور دور کہودین جب رات ہوئی تو ہمنے اوسکو دفن کرکے سب قبرونکو
برابر کردیا تاکہ لوگونکو حال معلوم نہوا در قبر نکہودین مینے کہا کہ اُس شخص سے اُنکی کیا
غرض تھی کہا کہ جب مینہ نہ برستا تہا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور پانی برسا کرتا تہا
مینے پوچہا کہ تمہاری دانست مین وہ کون شخص تہا کہا کہ دانیال نبی تھے مینے کہا کہ تمہارے
نزدیک انکو مرے کتنی روز ہوئے کہا کہ ۳۰۰ برس مینے کہا کہ اُمین سے کچہہ بگڑا نہ تہا کہا کہ نہین
صرف چند بال گدی کے بدلگئے تہے اسلیے کہ انبیا کے گوشت کو نہ زمین سڑا دے نہ درند کہا دین آب اس
قصہ مین فعل اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حضرت دانیال کی قبر کے چہپانیکو دیکہو کہ
لوگونکو بلا مین پڑنے نہ دیا اگر پچہلے لوگ اُس تخت کو پاتے تو تلواروں سے لڑتے اور خدا تعالیٰ کے سوا اوسکی پرستش
کرتے اور اگر قبرونکے پاس دعا مانگنے اور اُنسے برکت حاصل کرنے مین کچہہ بہتری ہوتی تو مہاجر انصار اس قبر
کو مشہور کردیتے اور اُسکے پاس دعا مانگتے اسلیے کہ وہ لوگ تو بہتری کے لیے بشیتدمی کرتے تہے اسیطرح تابعین بہی پاس صحابہ کی قبرین

شہرونمین بہت تہین اونہونے بہی کسیکی قبر پر فریاد نکی نہ اوسکو پکارا نہ اوسکے طفیل اور نہ اوسکے پاس دعا مانگی نہ اوس سے سفارش چاہی اگر اونمین سے کوئی بات بہی وہ کرتے تو روایت کیجاتی بہلا ایسی بات مین بہتری ہی کہ اس عمدہ زمانہ کے لوگ تو محروم اور ناواقف رہی ہون اور پچہلے اوس سے بہرہ ور اور واقف ہوگئی ہون یا وہ لوگ اسکو جانتے تہی اور اسنے رغبتی کرگئی حالانکہ امور خیرمین لوگونکی نسبت کہ حریص تر تہی تو اگر یہہ امر خلاف شرع نہوتا تو وہ ضرور کرتے کہ دعا کی حاجت تو ہر ایک کو ہوتی ہی خصوص جسوقت کہ کوئی بہاری مصیبت آدمی پر آوے اور صحابہؓ نے تو اس سے کم کا بہی انکار کیا ہی چنانچہ معرور بن سوید سے مروی ہی کہ مین نے حضرت عمرؓ کے ساتھہ مکہ معظمہ کی راہ مین نماز صبح پڑہی آپنے اوسمین الم تر کیف اور لایلاف قریش پڑہی پہر لوگونکو دیکہا کہ اِدہر اُدہر جاتے ہین آپنے فرمایا کہ تم کہان جاتے ہو کسینے کہا کہ ایک مسجد ہی کہ اوسمین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑہی ہی یہ لوگ بہی اوسمین نماز پڑہنے گئے آپنے فرمایا کہ تم سے پہلی لوگ اسی جیسی بات سے ہلاک ہوئی وہ بہی اپنی انبیا کے نشانات ڈہونڈتے اور اونکو بتخانے اور گرجے بنا لیتے پس تم مین سے کسیکو اگر ان مسجدون مین نماز کا وقت آجاوے تو نماز پڑہ لے اور وقتِ نماز نہو تو چلا جاوے اور انکا قصد نکرے

وامر عمر بقطع الشجرة التی بایع تحتها
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ والہ
وسلم وانکر النبی صلی اللہ علیہ
والہ وسلم علی اصحابہ لما قالوا
ان للمشرکین ذات انواط شجرة
یعکفون حولها وینوطون بها
اسلحتهم وسألوه ان یجعل لهم شجرة
یعلقون بها اسلحتهم فقال صلی اللہ علیہ والہ
وسلم هذا کما قالت بنو اسرائیل لموسی اجعل
لنا الها کما لهم آلهة فقال انکم قوم تجهلون
الآیات لترکبن سنن من کان قبلکم واذا کان
اتخاذ هذه الشجرة لتعلیق الاسلحة والعکوف

اور نیز آپ نے جس پیڑ کے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحابؓ سے بیعت لی تھی اوسکی کاٹ ڈالنی کا حکم فرمایا اور جب صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا کہ مشرکونکا ایک درخت ذات انواط ہے جسکے گرد وہ بیٹھتے ہین اور اپنے ہتھیار اسمین (نوطون والا ۱۲) لٹکاتے ہین اور درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے لئے کوئی درخت ایسا مقرر کر دیجئے کہ جسمین ہم اپنے ہتھیار لٹکایا کرین تو آپنے اُنکی بات نمانی اور فرمایا کہ تمہارا یہہ سوال ایسا ہے جیسا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا کہ ہمارا کوئی معبود کر دو جیسے مشرکون کے ٹھاکر ہین اور حضرت موسیٰ نے جوابدیا تھا کہ تم جاہل لوگ ہو آخر قصہ تک تم اپنے پیشتر کے لوگونکی چال چلتے ہو پس جس صورت مین کہ اوس درخت کا مقرر ہونا ہتھیار لٹکانے اور گرد بیٹھنے کے لئے ایسا ہوا جیسا خدا تعالیٰ کے ساتھہ اور معبود کا ٹھہرانا ہے باوجودیکہ وہ لوگ اُس درخت کی پرستش نکرتے تھے نہ اوس سے سوال کرتے تھے تو پھر قبر کے گرد بیٹھنے اور اوسکے وسیلہ سے اور اوسکے دعا مانگنے کو کیا سمجھنا چاہئے بعض مالکیون نے اپنی کسی کتاب مین کہا ہے کہ خدا تمپر رحم کرے دیکھو جہان کہین تمکو ایسا درخت ملے کہ لوگ اوسکے پاس جاتے ہون اور اوسکی تعظیم کرتے ہون اور اُس سے توقع سلوک کرنے اور شفا کی رکھتے ہون اور اوسمین میخین اور کپڑے گاڑتے باندھتے ہون تو وہ ذات انواط ہے اوسکو کاٹ ڈالو اور جو شخص کہ اسرار شریعت سے واقف ہے وہ جانتا ہے کہ اکابر سلف اور ان پچھلون مین فرق پورب پچھم کا ہے شعر وہ گئی شرق کی سمت اور مین مغرب کو + فرق دونون مین ہے سمت بدلنے سے بڑا

حولها اتخاذ اله مع الله مع انهم لا یعبدونها ولا
یسألونها فما الظن بالعکوف حول القبر والدعاء به
والدعاء عنده وقال البعض لما لکیة
رحمهم الله ایما وجدتم
شجرة یقصدها الناس ویعظمونها ویرجون البر
والشفاء منها ویضربون بها المسامیر
والخرق فهی ذات انواط فاقطعوها
ومن له خبرة باسرار الشرع
علم ان ما بین السلف وبین الخلف
اختلافا بعد ما بین المشرق والمغرب
سارت مشرقة وسرت مغربا
شتان ما بین مشرق ومغرب

والامر والله اعظم مما ذكرنا
وفي ذكر البخاري عن ام الدرداء
قالت دخل علي ابو الدرداء فقال
مغضبا فقلت له مالك فقال
والله ما اعرف فيهم شيئا من امر
محمد صلى الله عليه وآله وسلم
الا انهم يصلون جميعا وفي مالك
عن عمه ابي سهيل بن مالك عن ابيه
قال ما اعرف شيئا مما ادركت عليه الناس يعني
الصحابة الا النداء بالصلاة وقال الزهري دخلت
على انس بن مالك بدمشق وهو يبكي فقلت له ما يبكيك فقال لا اعرف
شيئا مما ادركت الا هذه الصلاة وهذه الصلاة قد ضيعت

بلکہ جو کچھہ تمنی ذکر کیا ہی بخدا بات اوس سی بھی بڑہکر ہی اور بخاری رح نے لوم دردا رض سے
روایت کیا ہی کہ ابو دردا رض میری پاس غضبناک آئی مین نے پوچھا کہ تمکو کیا ہوا ہے اونہون
فرمایا کہ مین لوگونمین آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دین کی کوئی بات نہین دیکھتا بجز اسکی
کہ نماز اکھٹی پڑہتی ہین آور امام مالک رح نے موطا مین اپنے چچا ابی سہیل بن مالک سی اور اُنہون
نے اپنی باپ سی روایت کی ہی کہ جس چیز پر مین نے صحابہ رض کو دیکھا ہی اوسمین سی اب کچھہ نہین
دیکھتا بجز اذان دینے کی آور زہری کہتی ہین کہ مین حضرت انس رض کیخدمتمین دمشق مین گیا
وہ رو رہی تھی مین نے کہا کہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین نے جو چیزین دیکھی ہین اُنمین صرف نماز
ہی دیکھتا ہون اور وہ بھی ضائع کردیگئی روایت کیا ہی اسکو بخاری نے اور دوسرے لفظون
مین یون ہی کہ جو کچھہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مین جانا تہا اوسکو آج نہین جانتا
آور حسن بصری رح فرماتے ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو دردا رض سی پوچھا کہ خدا آپ پر رحم کری
اگر بالفرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہم مین موجود ہوتے تو بہلا جن امور پر ہم ہین اُنمین سی
کسیکا انکار کرتے حضرت ابو دردا نہایت خفا ہوئی اور فرمایا کہ جسپر تم ہو اوسمین سے
بہلا آپ کسیکو پہچانتی بھی کہ نہین آور مبارک بن فضالہ کہتی ہین کہ حضرت حسن نے جمعہ
کی نماز پڑہی اور بیٹھکر رونے لگی مین نے پوچھا کہ ای ابو سعید رونے کی وجہ کیا ہی فرمایا کہ مجکو
تم رونے پر ملامت کرتی ہو حالانکہ اگر کوئی شخص مہاجرین مین سی تمہاری مسجد کے دروازہ سے جہانک دیکھتا تو

وذكره البخاري في لفظ آخر قال لا اعرف شيئا مما كان
على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا الصلاة
وقال الحسن البصري سأل رجل ابا الدرداء فقال رحمك
الله لو ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بين اظهرنا
هل كان ينكر شيئا مما نحن عليه فغضب واشتد
غضبه وقال وهل كان يعرف شيئا مما انتم
عليه وقال المبارك بن فضالة صلى
الحسن الجمعة وجلس يبكي فقيل
له ما يبكيك يا ابا سعيد فقال
تلومونني على البكاء ولو ان رجلا
من المهاجرين اطلع من باب
مسجدكم ما عرف شيئا مما كان عليه

تو جتنی باتین که عهد شریف نبوی صلی الله علیه وآله وسلم مین تهین انمین سی کچهه نه سمجهاتی بهلا
سوا اس اپنی قبله کے اور بهی کوئی پهلی سی بات هی جسپر تم هو اور یهه وهی فتنه عظیم
هی جسکے باب مین حضرت عبد الله بن مسعودؓ نے فرمایا هی که تمهارا کیا حال هوگا جب تم پر
محیط هووے ایسا فتنه که بڑا اوسمین بوڑها هو جاوے اور چهوٹا بڑا هو جاوے اور لوگون مین اسطرح
رائج هو که اوسکو سنت ٹهرالین اسصورت مین هم مرجائین بیشتر اسسی که سنت مفقود هو
اس سی معلوم هوتا هی که عمل جب خلاف سنت رائج هو تو اوسکا کچهه اعتبار نهین
اور نه اوسکی طرف کچهه التفات چاهیے اسلئے که خلاف سنت پر عمل حضرت ابو الدرداؓ اور ام الدرداؓ
کیوقت سی جاری هوا تها جیساکه مذکور هوا اور عبد الله بن اسحق جعفری کهتی هین که عبد الله بن
الامام حسن ربیعه کی پاس بهت بیٹها کرتی ایک روز سنتونکا چرچا هوا مجلس مین سے ایک شخص نے
کها که اسپر عمل نهین هی عبد الله نے فرمایا که بتاؤ تو اگر جاهل بهت هوجائین یهانتک که وهی حاکم بهی
هون تو وه سنت پر غالب هونگی ربیعه نے فرمایا که مین گواهی دیتا هون که یهه قول فرزند انبیاء کا هی

فصل اور شیطان کی بڑی مکر ایسی بهی هی که لوگونکی واسطی بت اور پانسی مقرر کئی جو اسقول مین الله تعالی
کی پائی جاتی هین إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
یه جو هی شراب اور جوا اور بت اور پانسے گندے کام هین شیطان کے ١٢
پس انصاب وه هین جو خدا تعالی کی سوا عبادت کرنیکی لئی قائم کئی جاوین خواه وه پتهر
هون یا درخت یا بت یا عمارت اور یهه لفظ جمع نصب کی هی جیسی طناب جمع طنب کی هی حضرات مجاهد اور قتاده

مکائد شیطانی ١٣

اور ابن جریج فرماتے ہین کہ خانہ کعبہ کے گرد چند پتھر تھے کہ مشرک اونپر ذبح کیا کرتے
اور گوشت کو دہوپ دیا کرتے اور اُنکی تعظیم اور پرستش کیا کرتے اور یہہ پتھر بت نہ تھے
بت تو وہ ہوتا ہی جسپر صورت اور نقش ہو۔ اور حضرت ابن عباسؓ فرماتی ہین کہ انصاب
وہ بت ہین جنکی پرستش خدا تعالی کی سوا کرتے تھے اور زجاج کہتی ہین کہ وہ اُنکی پتھر تھے
جنکی عبادت کیا کرتے تھے اور وہی بت تھے اور فرائی کہاہی کہ وہ اونکی معبود پتھر وغیرہ تھے
جنکی پرستش کرتی تھے اور اصل مین نصب کے معنی وہ چیز قائم ہی کہ جو اوسکو دیکھی
اوسکی طرف قصد کرے اور یہی مراد ہی اس قول مین اللہ تعالی کی یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ
جسدن نکل پڑینگے قبرون سے
سِرَاعًا كَاَنَّهُمْ اِلٰى نُصُبٍ يُّوْفِضُوْنَ حضرت ابن عباسؓ نصب کے معنی حد اور علامت کی
دوڑتے جیسے کسی اٹکی پر دوڑتی جاتی ہون ۱۲
فرماتے ہین جسکی طرف وہ دوڑتے ہین اور یہی ہی قول اکثر مفسرونکا اور حضرت حسنؒ فرماتے
ہین کہ مراد اپنی انصاب کیطرف دوڑنیسے ہی کہ اسکو اول بوسہ دی اور ازلام کے
معنی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین کہ وہ پانسے تھی جنسے مشرک امور کی تقسیم آپسمین کیا کرتی
تھے اور سعید بن جبیرؒ کہتی ہین کہ اُنکی پاس کنکرین تہین کہ جب کوئی شخص اُنمین سی لڑنا خواہ بیٹھنا
چاہتا تہا تو اُن سی اپنا مطلب معلوم کیا کرتا تہا اور یہہ بھی فرماتے ہین کہ وہ دو پانسے تھی جنسے
مشرک اپنی کامونمین تقسیم چاہتی تھی ایک پر لکھا ہوا تہا کہ مجکو میری ربنے حکم کیا اور دوسرے
پر لکھا تہا کہ مجکو منع فرمایا جب کسی کام کو چاہتی تو وہ پانسی پھینکتے پس اگر پہلا پانسا

وقال ابن جريج النصب حجارة كان اهل الجاهلية
يذبحون عليها ويشرحون اللحم
عليها وكانوا يعظمون هذه الحجارة
ويعبدونها قالوا وليست باصنام
انما الصنم ما يصور وينقش وقال
ابن عباس هي الاصنام
يعبدونها من دون الله وقال الزجاج
وتذبح عندها وقال الفراء هي الآلهة
التي كانت تعبد من الحجارة ... واصل اللفظ التي المنصوب
الذي يقصد من ... قوله تعالى يوم يخرجون من
الاجداث سراعا كانهم الى نصب يوفضون وقال
ابن عباس الى غاية وعلم يسرعون وهو قول
اكثر المفسرين وقال الحسن يعني الى انصابهم
ايهم يستلمها اول والازلام قال ابن عباس
هي قداح كانوا يستقسمون بها الامور وقال سعيد بن
جبير كانت لهم حصيات اذا اراد احدهم ان
يغزو او يجلس استقسم بها وقال
ايضا هي القداح كان الذان ... ان يستقسم بها
كان اهل الجاهلية ... اذا ارادوا
... ثم احالها عليه ... امرني ربي
والآخر نهاني ربي فاذا ارادوا امرا ضربوا
بها فان خرج الذي عليه

حکم کا نکلتا تو اوس کام کو کرتے اور دوسرا جسپر منع لکھا تھا نکلتا تو اوسکو چھوڑ دیتے
ابو اسحق وغیرہ فرماتے ہین کہ پانسے ڈالکر بانٹنا حرام ہی اور اوسکی قائل ہوتے ہین اور
نجومی کے قولمین کچھہ فرق نہین جو کہدیتا ہے کہ فلان ستارہ کے باعث تو باہر مت جا اور فلانے کے
طلوع پر باہر نکل کیونکہ اللہ تعالے فرماتا ہی وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ
اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا
بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ اور نجوم کا قائل ہونا اللہ عزوجل کے علم مین داخل ہونا ہی جو آدمی
کس زمین مین مریگا ۱۲
سے در پردہ ہی اسلئے حرام ہے جیسے پانسے جنکا خدا تعالی نے ذکر فرمایا ہی اور جو کچھہ
شیطان نے مشرکون کیواسطے مقرر کیا ہی خواہ درخت ہو یا لٹھہ یا بت یا قبر یا لکڑی وغیرہ
وہ سب انصاب مین سے ہین اُن سبکا بگاڑ دینا اور نشان مٹا دینا واجب ہے جیسے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رض کو اونچی قبرون کے ڈہانے اور زمین سی برابر کرنیکا حکم
فرمایا تھا چنانچہ حدیث ابی الہیاج اسدی کی اسباب مین پہلے گذری اور جسطرح
کہ صحابہ رض نے حضرت عمر رض کے حکم سی حضرت دانیال علیہ السلام کی قبر کو مخفی اور لوگون سے
پوشیدہ کر دیا اور جب آپکو خبر پونہچی کہ جس درخت کے نیچے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنے اصحاب سی بیعت لی تھی وہان لوگ بیا پے جاتے ہین تو آپنے لوگونکو اُسکی کاٹنے کی لئی
بہیجا اسکو ابن وضاح نے اپنی کتاب مین روایت کیا ہی کہ مین نے عیسے بن یونس سی سُنا ہی کہتے تھے
کہ حضرت عمر رض نے اُس درخت کے کاٹنے کا حکم دیا جسکے نیچے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے بیعت کی تھی

آپ نے اوسکو اسلئے کٹوایا کہ لوگ اوسکے نیچے جاکر نماز پڑہتے تہے اسوجہ سے آپکو خوف فتنہ کا ہوا عیسے بن یونس نے کہا ہے کہ یہہ مضمون ابن عون کی حدیث سے جو نافع سے مروی ہے ہمکو پونہچا ہے۔ غرضکہ جب حضرت عمر کا فعل اوس درخت کے ساتہہ یہہ ہو جسکا ذکر قران مجید مین خدا تعالی نے فرمایا ہے اور اوسکی نیچے صحابہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی ہے تو اوسکے سوا اور چیزون مین آپکا کیا حکم ہوگا مثلاً ان بتونکی بابمین جنسے بڑا فتنہ اور گہری مصیبت پڑ رہی ہے کہ قبرونپر مسجدین آباد ہین یہہ تو مسجد ضرار کی نسبت کرہی جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈہا دیا تہا زیادہ تر سزاوار ڈہانے کے ہین اور فتنہ اور خرابی مین بہت بڑہی ہین اور اسیطرح جو قبے کہ قبرونپر ہین اُنکا ڈہانا واجب ہے کیونکہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی پر بنائی گئی ہین چنانچہ آپکا منع فرمانا قبرونپر عمارت کے بنانیسے پہلے گذر چکا تو جو عمارت کہ آپکی نافرمانی اور مخالفت پر بنی ہو اوسکی کچہہ عزت نہین اوسکا ڈہا دینا اوس عمارت کی ڈہانیسے اولی ہے جو غاصبنے دوسرکی زمین چہین کر اوسپر بنائی ہو اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونچی قبرون کے ڈہانیکا حکم فرمایا تہا تو جو قبے اور مسجدین اُنپر بنائی گئی ہون اونکا ڈہانا اولی ہے اسلئے کہ قبرونپر مسجدین بنانے والونپر تو آپنے لعنت فرمائی ہے اسیطرح ہر قندیل اور چراغ کا قبر سے دور کرنا واجب ہے

اسلئے کہ اوسکا مرتکب بہی آپکی زبان مبارک سی ملعون ہے حافظ ابو محمد عبد الرحمن عرف ابن
شامہ نے کتاب الحوادث و البدع مین لکہا ہی اور اس قسم سی وہ ہے جس سی مبتلا ہونا پہیل گیا ہی
یعنی شیطان نے عوام کو یہہ اچہا بتایا کہ خاص جگہونمین دیوارین اور ستون بنا دین اور چراغ
جلا دین بایں وجہ کہ کسی نے اونسی کہدیا کہ مین نے خوابمین یہان ایک نیکبخت کو دیکہا ہی تو وہ اس جیسی
باتونکی تو نگاہداشت کرتے ہین حالانکہ خدا تعالی کے فرائض اور سنتونکو تلف کرتے ہین اور
سمجہتے ہین کہ اس سی ہمکو تقرب ہوتا ہی پہر اسمین اتنی زیادتی کرتے ہین کہ اُن جگہونکی عظمت
اونکی دلونمین بڑہجاتی ہی اسلئے اونکو بڑا جانتے ہین اور بیمارونکی شفا اور اپنی حاجتونکا پورا
ہونا انکی منتون سی توقع رکہتے ہین پہر ابو محمد نے چند جگہہ دمشق مین گنا اور پہر اور درخت تیلاکی
پہر ابو واقد کی حدیث کا ذکر کیا کہ صحابہ رضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ساتہہ ایک بڑی سبز درخت
کے پاس جسکو ذات انواط کہتی تہی گذری آخر حدیث تک پہر ذکر کیا ہی وہ حال جو افریقیہ کے
شہرونمین کسی عالم نے کیا تہا یعنی اُنکی برابر ایک چشمہ تہا جسکا نام چشمہ عافیت تہا لوگ
اُسمین مبتلا تہی کہ اطراف سی اوسپر آتے تہی جس کسیکا نکاح یا لڑکا نہوتا تہا کہتا تہا کہ چلو عافیت
والی کیطرف پس عالم نے صبح کو نکلکر اوسکو ڈہا دیا اور صبح کی اذان اوسپر کہی پہر دعا مانگی
کہ الہی اسکو مین نے تیری ہی لئے ڈہا دیا ہی اسکا سر مت اٹہا یو چنانچہ ابتک اوسکا سر نہین اٹہا اور
دمشق میں ایسے انصاب بہت سے تہے اللہ تعالی نے اونکا توڑنا شیخ الاسلام کے ہاتہونسی آسان کردیا

اورسلف نی تو مقام ابراہیم کے پتہر کو ہاتہہ لگانیکا انکار کیا ہی جسکے مصلے بنانیکا حکم خداتعہ نے دیا ہی چنانچہ ازرقی نے قتادہؓ سے ذکر کیا ہی کہ انہون نے فرمایا کہ صرف مسلمانونکو یہہ حکم تھا کہ اوسکی پاس نماز پڑہین اوسکو چہونیکا حکم نہ تہا اور اس پتہر پر حضرت ابراہیمؑ کے پانوا ورا وںگلیونکا نشان تہا اس امت کی ہمیشہ چہوتے رہنی سے وہ نشان برابر ہوگیے اور بڑا مکر شیطانکا یہہ ہی کہ اہل شرک کی لئی ایسی کسی بزرگ کی قبر کو جسکی لوگ تعظیم کیا کرتے ہون قائم کردیتا ہی پہر اوسکو بت ٹہرا دیتا ہی پہر اپنی دوستون سے کہدیتا ہی کہ جو شخص اس قبر کی تعظیم اور عبادت اور اوسکو عید ٹہرانی اور بت بنانیسے منع کری تو وہ اوسکو گہٹاتا ہی اور ہتک کرتا ہی اسیوجہ سے جاہل آدمی اوسکو ستانے اور کافر کہنی مین سعی کرتے ہین اور اونکی نزدیک اوسکی خطا یہ ہی کہ جس چیز کا خداتعہ نے حکم کیا اوسکو اوسنی امر کیا اور جس چیز سی اللہ تعہ اور اوسکی رسول صلعم نے منع کیا اوس سے اوسنی منع کیا یعنی قبر کو بت اور عید مت ٹھہراؤ اور اوسپر چراغ نہ جلاؤ نہ مسجدین اور قبے بناؤ نہ استرکاری کرو نہ اونچی کرو جو موجاٹو نہ مردہ کو پکارو نہ اوسکی وسیلہ سے دعا مانگو نہ اوسکی طرف سفر کرو خواہ دریا درچاہوا اور یہہ وہ باتین ہین کہ دین اسلام مین یقینا معلوم ہین کہ جس چیز کیساتھہ اللہ تعالی نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا ہی اوسکی مخالف ہین یعنی خالص کرنا خدا کی وحدانیت کا اور بجز اوسکی اور کسیکی عبادت نکرنی تو جب موحد ان امور سے منع کرتا ہی تو مشرک غصہ کرتے ہین اور اونکی دل رکتی ہین اور کہتے ہین کہ اس نے

اونچے رتبہ والوں کو گھٹا دیا اور کہتا ہے کہ اُنکی کچھ حرمت و قدر نہیں اور بہت سی تہمتیں
اسکو ذمہ دھر دیتے ہیں **فصل** اب جس شخص پر کہ اللہ تعالی کی راہ راست کی اتباع کا انعام
ہے اُسکو گمان نکرنا چاہیے کہ قبر و نکو بت اور عید بنانے سے منع کرنا اور اُنپر مسجدیں بنانی اور
چراغ جلانے اور اونکی طرف سفر کرنے اور اُنکی لئے منت ماننے اور اونکی جو منتیں چاہتے اور
اونکی مٹی سے پیشانی خاک آلود کرنے سے روکنا قبر والوں سے آنکھ بند کرنی یا اونکو گھٹانا ہے
جیسا کہ شرک و گمراہی والے سمجھتے ہیں بلکہ یہہ سمجھو کہ یہہ امر اونکی عین تعظیم اور اکرام ہے اور جس چیز
کو ناپسند کرتے ہیں اوس سے اجتناب ہے تو واقع میں اونکے دلی اور دوست اور اونکی چال
چلن کے مددگار اور اونکی طریق پر چلنے والے تمہیں ہو اور یہہ مشرک سب سے زیادہ اونکی نافرمان
اور اُنکی طریق اور پیروی سے نہایت دور ہیں جیسے نصاری حضرت عیسیٰؑ کے ساتھہ اور یہودی
حضرت موسیٰؑ اور رافضی حضرت علیؓ کی ساتھہ ہیں اور اہل حق باطل والوں کی نسبت کر
اہل حق کے زیادہ دوست ہیں اسلیے ایمان والے مرد اور عورت ایکدوسرے کے دوست ہیں اور منافق
مرد اور عورتیں ایکدوسرے سے ہیں اور دل جب بدعتوں میں مشغول ہوجاتے ہیں تو سنتوں سے
روگردان ہوتے ہیں اور قبر پر بیٹھنے والوں میں سے اکثر شخص قبر والے کے طریق سے علیحدہ ہوتے
ہیں اور جس چیز کا اوسنے حکم کیا اور اوسکی طرف بلایا ہے اوس سے اوسکی قبر کی باعث منحرف رہتے ہیں
حالانکہ انبیاء و صالحین کی تعظیم و محبت صرف اسی میں ہے کہ جو علم مفید و عمل نیک کہ اونہوں نے فرمایا ہو

اونکی پیروی کرین یہہ کہ اونکی قبرون پر بیٹھکر اونکو بت بنالین اور جو شخص اونکی اقوال کا تابع ہوگا وہ اونکی ثواب کی زیادہ ہونیکا باعث ہوگا اسلئی کہ اونکا اتباع کیا اور لوگونکو اونکے اتباع کیطرف بلایا اور اگر اونکی اقوال سی مُنہ موڑیگا اور اوسکی ضد مین مشغول ہوگا تو اپنی آپکو اور اُنکو دونوکو ثواب سی محروم کریگا اسمین انکی کو نسبتی اِلی ہی اور اکثر آدمی طرح طرحکی نئی خرابیون مین مشغول ہین جنکو اللہ تعالی اور اوسکا رسول برا جانتی ہین اسلئی کہ وہ کل امر شرع یا بعض سی منحرف ہین اگرچہ اوس امر کی صورت ظاہری کو قائم رکہا ہی مگر اوسکی حقیقت مقصود کو چہوڑ دیا ہی ورنہ جو شخص نماز پنجگانہ پر دل سی متوجہ ہو اور جو کچھہ اُنمین کلمات طیبہ اور اعمال نیک ہین اونکو جانتا ہو اور اونکا اہتمام کرے تو یہہ بات اوسکو شرک سی بری کردیگی اور جو شخص نماز ونمین کل مین یا بعض مین قصور کرے تو اوسمین شرک قصور ہی کی مقدار پر پاوگے اور جو شخص اللہ تعالی کے کلام کو گوش دل سی سنکر اوسکو سمجھی بوجہیگا تو یہہ امر اوسکو سماع شیطانی کے سننی سی کافی ہوگا جو اللہ تعالی کی یاد اور نماز سی روکتا ہی اور دلمین نفاق اگاتا ہی اوراسیطرح جس شخص نے کلام الہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہہ تن کان دہرا اور اوسکی نفس نے قران ہی سی ہدایت اور علم پانیکی کوشش کی نہ اوسکی غیر سی تو اوسکو سب بدعتون اور رایون اور تمام نفس کے وسوسون اور خیالات سے بے پروا کردیا

ارنا فعو والعمل الصالح ادون ان العلیلف علی قبورہم واتخاذہا وثانا ومن اقتفی اثارہم کان سببا لزیادۃ اجورہم لاتباعہم ودعوتہ الناس الی اتباعہم واذا اعرض عما دعوا الیہ واشتغل بضدہ حرم نفسہ وایاہم من اجرہ فای تعظیم لہم فی ہذا واما اشتغال اکثر الناس بانواع من البدع التی یبغضہا اللہ ورسولہ لاعراضہم عن الشرع او بعضہ وان اقاموا صورتہ الظاہرۃ وقد اہملوا حقیقۃ المقصود منہ فمن صلی الصلوات الخمس مقبلا علی الله فیہا وعلی جملۃ ما اشتملت علیہ من الکلم الطیب والعمل الصالح اغنتہ عن الشرک وکل من قصر فیہا او فی بعضہا تجد فیہ من الشرک بحسب ذلک ومن اصغی الی کلام اللہ بقلبہ وتدبرہ وتفہمہ اغناہ عن السماع الشیطانی الذی یصد عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ وینبت النفاق فی القلب وکذا من اصغی الیہ والی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکلیتہ وحدث نفسہ باقتباس الہدی والعلم منہ لا من غیرہ اغناہ عن البدع والاراء والوساوس وساوس النفوس

اور جو شخص اسباب سے دور رہا تو ضرور ہی کہ اسکی عوض مین ایسی چیز لی ہو جو اوسکی کام آوی اور جو شخص اپنا دل اللہ کی محبت اور اوسکی یاد اور خوف اور اوسپر توکل کرنے اور اوسکی طرف رجوع کرنے سے آباد رکھیگا اوسکو اسبابکی حاجت نرہیگی کہ دوسریکی ساتھہ محبت اور خوف اور توکل پیدا کری اور صورتونکی عشق کی بھی اوسکو حاجت نرہیگی اور جب محبت الہی سے خالی ہوگا وہ اپنی خواہش نفس کا بندہ ہوجاویگا یعنی خواہش کو اچہا جانیگا اور خواہش اوسکی مالک اور معبود ہوجاویگی اور جو شخص توحید سے روگردان ہی وہ مشرک ہی چاہی یا نچاہی اور سنت سے روگردان خواہ مخواہ بدعتی ہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت اور اوسکی ذکر سے روگردان مورتونکا پوجنے والا ہی مانے یا نہ مانے اب اگر کوئی کہی کہ قبر پرست قبروںمین کیون مبتلا ہوئی یہہ تو وہ جانتے ہین کہ قبرونمین رہنی والے مُردی ہین کسی نفع اور ضرر پر قدرت نہین رکھتی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ اسکی کئی وجہین ہین اول یہ کہ جس غرض سے خدا تعالیٰ نے اپنی رسول صلعم اور تمام انبیا کو بہیجا ہی یعنی توحید کی ثبوت اور شرک کی دور کرنیکو یہہ لوگ اوس سے جاہل ہین اور چونکہ انکو اسبابکا بہرہ کم تہا اور شیطان نے فتنہ کیطرف انکو بلایا اور انکی پاس اتنا علم نتہا جس سے اوسکی بلانیکو بیکار کردیتی اسلیئی اپنی جہالت کی مقدار پر اسکا کہنا مانا اور جسقدر علم تہا اُسقدر بچ رہی دوم یہہ کہ بہت سی حدیثین مختلف جہوٹی ہین جنکو قبر پرستون نے بنالیا ہی مثلا یہہ قول (جب تمکو کام عاجز کرین تو چاہیئی کہ قبر والونکی پاس جاؤ) اور یہہ (اگر تم مین سے کوئی کسی پتہر سے حسن ظن کریگا تو وہ ہی نفع دیگا) اسیطرحکی اور جہوٹی باتین

دین اسلام کے مخالف ہین جنکو مشرکون نے گڑہا ہی اور پہر اُن جیسی جاہلون اور
گمراہو نمین رفتہ رفتہ آگئی ہین حالانکہ خدا تعالی نے اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسلیے بہیجا
کہ جو شخص پتہرون سے حسن ظن رکہتا ہو اوس سے لڑین اور آپکی امت کو قبور مین مبتلا ہونے
سے ہر ایک طور سے علیحدہ فرمایا چنانچہ پہلی مذکور ہوا تیسری یہہ کہ چند حکایتین اونکی سنانے
بیان کی گئین کہ فلانے شخص نے کسی سختی مین فلان قبر سے فریاد چاہی تہی وہ اُس
بلا سے چہوٹ گیا اور دوسرے نے اوسکو پکارا خواہ اوسکی وسیلہ سے دعا کی تو اوسکی حاجت
پوری ہوئی اور قبر کے مجاورون اور گور پرستونکو اس قسم کی حکایتین بہت یاد ہین
اور وہ لوگ خلق خدا مین سے زندون اور مردون کے بابمین بڑی جہوٹے
ہین اور نفس اپنی حاجتین روا ہونے کے حریص ہین جہان سُنا کہ فلان بزرگ
کی قبر تریاک مجرب ہی جب ہی شیطان بلانے مین نرمی برتتا ہی اور اول یہہ کہتا
ہی کہ تو اوسکی پاس دعا مانگ پس بندہ اوسکے پاس سوز وگداز اور ذلت ونیاز سے
دعا مانگتا ہی اللہ تعالی اوسکی دعا اس حضور دل کے باعث قبول کرلیتا ہی نہ قبر کے
باعث مگر وہ جاہل یہی جانتا ہی کہ قبر مین اثر ہی حالانکہ خدا تعالی تو مضطر کی دعا قبول
کرتا ہی گو کافر ہی ہو چنانچہ فرماتا ہے كُلًّا نُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا
ہر ایک کو ہم پہنچائے جاتے ہین انکو اور انکو تیری رب کی بخشش
كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور حضرت ابراہیم خلیل ع نے دعا مانگی رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا
مین سے اور تیری رب کی بخشش کسی نے نہین گہیری ١٢ اے رب کر اسکو شہر امن کا

وَارْزُقْ اَہْلَہٗ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰہِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ تو اللہ تعالی نے ارشاد

اور روزی دے اوسکے لوگونکو میوے جو کوئی اونمین یقین لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ١٢

فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُہٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّہٗ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ غرضکہ یہہ بات

اور جو کوئی منکر ہی اوسکو بھی فائدہ دونگا تھوڑے دنون پہر اوسکو قید کر بلاؤنگا دوزخکے عذاب مین اور بُری جگہ پہنچ ہی ١٢

نہین کہ خدا تعالی جسکی دعا قبول کرلے اوسکے نزدیک اوسکا حال اچہا ہی ہو اور اکثر

آدمی ایسی دعا کرتے ہین جسمین حد سے بڑہتے ہین یا شرک کرتے ہین یا ناجائز چیز کی درخواست

کرتے ہین اور اونکی کل مراد یا کسیقدر ملجاتی ہی تو اوسکو یہہ گمان ہوتا ہی کہ میرا عمل اچہا

اور مقبول اور خدا کی مرضی کے موافق ہی اور وہ ایسا ہی جیسا کسیکو مہلت ملی اور مال

و اولاد کی مدد دیجاوی اور وہ یہہ گمان کرے کہ خدا تعالی اوس سے جلد جلد سلوک کرتا ہی جیسا کہ

وہ یون فرماتا ہی فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِہٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ اور دعا کبہی عبادت

پہر جب بہول گئے وہ جو اونکو نصیحت کی تہی کہولدئے ہمنے اونپر دروازے ہر چیز کے ١٢

ہوتی ہی کہ اوسپر آدمی کو ثواب ہوتا ہی اور کبہی سوال ہوتی ہی کہ اوس سے حاجت تو پوری

ہوجاتی ہی مگر دعا والے پر ضرر ہوتا ہی یا تو جو اوسکو ملا اوسکے باعث عذاب ہو یا اوسکی

سبب اوسکا درجہ کم ہوجاوے اس صورت مین اللہ تعالی اوسکی حاجت پوری کردیتا ہی اور

اوسکو عذاب دیتا ہی اسوجہ سے کہ اوسنے اللہ تعالی کے حقوق ضائع کئے اور اوسکی حدود کا

مرتکب ہوا پہر جب قبر کے پاس دعا مانگنا شیطانکی مرضیکے موافق اوسکو اچہا معلوم ہونے لگتا ہی اور اوسکو اوسکے گہر اور

مسجد مین دعا مانگنے کی نسبت زیادہ سمجہتا ہی تو اوسکو پاس دعا مانگنے سے ایکدرجہ اور بڑہتا ہی وہ اوسکے وسیلے سے

دعا مانگنا اور اوسکی قسم الہہ کو دینی ہی اور یہہ امر پہلے کی نسبت کہ بہت بڑا ہی اسلئے کہ اللہ کی شان اوس سے بڑی ہی

وارزق اهله من الثمرات من آمن منهم بالله واليوم الآخر قال ومن كفر فامتعه قليلا ثم اضطره الى عذاب النار وبئس المصير فليس كل من اجاب الله دعاءه فهو مرضي الحال عنده وكثير من الناس يدعو دعاء يعتدي فيه او يشرك او يسأل ما لا يجوز فيحصل له ذلك او بعضه فيظن ان عمله صالح مقبول مرضي لله ويكون بمنزلة من املي له وامد بالمال والبنين وهو يظن ان الله يسارع له في الخيرات وقد قال تعالى فلما نسوا ما ذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شيء

والدعاء قد يكون عبادة فيثاب عليه الداعي وقد يكون مسألة تنقضي بها حاجته وقد يكون ... فان كان دعاء ... يتضمن مصلحة او منفعة ... ضرر عليه اما ان يعاقبه على ما وقع منه من اتباع الشيطان فيقضي حاجته ويعاقبه ... من الانسان من يستحسن الدعاء عند القبر وانه ... دعاءه في بيته ومسجده انتقل الى ... عنده الى الدعاء به والاقسام على الله به وهذا اعظم من الذي قبله فان الله تعالى اعظم من ان

کہ اوسکو قسم دیجاوے یا اوسکی مخلوق مین سے کسیکے وسیلہ سے سوال کیا جاوے اور ائمہ اسلام نے اسکا انکار کیا ہے ابو الحسن قدوری شرح کتاب کرخی مین کہتے ہین کہ بشر بن ولید نے کہا کہ مین نے امام ابو یوسف سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کسیکو نچاہیئے کہ اللہ سے کسیکے ذریعہ سے بجز اوسکی ذات کے دعا مانگے اور مین برا جانتا ہون کہ یون کہے تجہہ سے تیری عرش کی عزتگاہ کے وسیلے مانگتا ہون اور یہہ کہے کہ تجہہ سے سوال کرتا ہون بحق فلان اور بحق تیرے انبیاء و رسولونکے اور بحق خانہ کعبہ کے ابو الحسن کہتے ہین کہ غیر اللہ کے ذریعہ سے سوال کرنا تو برا ہے اسوجہ سے کہ غیر اللہ کا کچہہ حق اللہ تعالی پر نہین بلکہ حق اللہ تعالی ہی کا ہے خلق پر رہا یہہ کہنا کہ تیری عرش کی عزتگاہ کے وسیلہ سے تو اُسکو امام اعظم رحمہ اللہ نے مکروہ جانا ہے اور امام ابو یوسف نے اس بابمین اجازت دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کلمہ سے دعا مانگی ہے اور ایک وجہہ یہہ فرمائی ہے کہ عزتگاہ سے مراد وہ قدرت ہے جس سے اللہ تعالی نے عرش کو باوجود اوسکی عظمت کے پیدا کیا ہے تو گویا اللہ تعالی سے اوسکی اوصاف کے ذریعہ سے سوال کیا اور ابن بلدجی نے شرح مختار مین کہا ہے کہ اللہ تعالی سے بدون اوسیکی ذریعہ سوال کرنا مکروہ ہے اور یہہ نکہے کہ مین تجہہ سے تیرے فرشتون اور تیرے انبیا کی طفیل سے خواہ اور کسیکے حق سے مانگتا ہون اسلئے کہ مخلوق کا حق اپنے خالق پر نہین یا اپنی دعا مین یہہ کہے کہ تیرے عرش کی عزتگاہ کے ذریعہ سے سوال کرتا ہون اور امام ابو یوسف سے اسکا جواز منقول ہے اور جس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ اور اُنکے اصحاب کہتے ہین کہ یہہ مکروہ ہے وہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک حرام ہے اور شیخین کے نزدیک حرام کے قریب ہے اور جانب حرمت

بنبيه عليه او بسائر احد من خلقه وقد انكر ائمة الاسلام ذلك قال ابو الحسن القدوري في شرح كتاب الكرخي قال بشر بن الوليد سمعت ابا يوسف يقول قال ابو حنيفة لا ينبغي لاحد ان يدعو الله الا به واكره ان يقول اسألك بحق فلان او بحق انبيائك ورسلك وبحق البيت الحرام قال ابو الحسن اما المسألة بغير الله فمنكرة لانه لا حق لغير الله عليه وانما الحق له على خلقه واما قوله بمعقد العز من عرشك فكرهه ابو حنيفة ورخص فيه ابو يوسف وروي ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم دعا بذلك قال ولان معقد العز من عرشه القدرة التي خلق الله بها العرش مع عظمته وكأنه سأله باوصافه وقال ابن بلدجي في شرح المختار ويكره ان يدعو الله الا به ولا يقول اسألك بملائكتك او انبيائك او نحو ذلك لانه لا حق للمخلوق على خالقه او يقول في دعائه اسألك بمعقد العز من عرشك وعن ابي يوسف جوازه وما يقول فيه ابو حنيفة واصحابه اكره فهو عند محمد حرام وعند ابي حنيفة وابي يوسف هو الى الحرام اقرب وجانب الحرمة

اوسپر غالب ہی اور اسیطرح ہی ابن عبد السلام کے فتاوی مین اور توقف کیا ہی ہمارے
نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابمین اسجہت سی کہ اوسکی عندیہ مین یہہ مضمون حدیث مین
آچکا ہی حالانکہ صحت اوس حدیث کی اوسکو معلوم نہین ہوئی غرضکہ شیطان جب آدمی
کے عندیہ مین یہہ بات جما چکتا ہی کہ اوس مردہ کی قسم دینی اللہ تعالی کو اور دعا مانگنی
اوسکی تعظیم اور حرمت مین کامل تر ہی اور اپنی حاجت برارمین نہایت مفید تواب
ایک اور درجہ پر اوس سی بڑہکر پونہچاتا ہی یعنی خدا تعالی کے سوا خود اوسکو پکارنا
پہر اس سی بھی زیادہ پر یعنی اوسکو بت بنا لینا کہ اوسکی پاس بیٹہے اور اوسپر قندیل
جلاوی اور پردے لٹکاوی اور مسجد بناوی اور اوسکی عبادت سجدہ کرنے اور گرد
گہومنی اور چومنی چاٹنی اور اوسکا حج کرنے اور اوسکی پاس ذبح کرنیسے بجا لاوے
پہر اسطرف متوجہ کرتا ہی کہ لوگونکو اُسکی عبادت کیواسطی بلاوی اور اوسکو عید اور
عبادت گاہ اونکی لئی ٹہہراوی اور یہہ امر اونکی لئی دین و دنیا مین نافع تر بتاوی ہمارے
شیخ رح فرماتے ہین کہ قبرون کے پاس کی بدعت کی باتین چند مرتبے رکہتی ہین اول مرتبہ جو
شریعت سی بہت دور ہی یہہ ہی کہ آدمی میت سی اپنی حاجت چاہی اور حاجت مین اُس سے
فریاد کری جیسا اکثر لوگ کرتے ہین اور یہہ لوگ بت پرستونکی جنس سے ہین اور اسی
جہت سی شیطان اونکی لئی کبہی میت کی صورت اور غائب کی شکل مین بنجاتا ہے

جیسا بت پرستو نکے لئی صورت پکڑ جاتا ہی اور یہہ بات مشرکون اور اہل کتاب کے
کافرونکو ہوجایا کرتی ہی کہ اونمین سی کوئی ایسے شخص سی دعا مانگتا ہی جسکو بڑا
جانتا ہی پس اُنکی نظرونمین شیطان کبھی صورت پکڑ جاتا ہی اور کبھی بعض غائب باتین
اونسی کہدیتا ہی اور اسی مرتبہ مین ہی قبر کو سجدہ کرنا اور اوسکو ہاتھہ لگانا اور بوسہ دینا
دوسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خدا تعالی سی میت کی طفیل سی دعا مانگی اور یہہ امر پچھلے لوگ اکثر کرتی
ہین اور یہہ بدعت ہی مسلمانون کے اتفاق سی تیسرا مرتبہ یہہ ہی کہ خود میت کو پکارے
چوتھا مرتبہ یہہ ہی کہ گمان کری کہ اوسکی قبر کے پاس دعا مقبول ہوتی ہی اور مسجد مین دعا
مانگنی کی نسبت کہ افضل ہی اس خیال سی اپنی مرادونکی طلب مین اوسکی زیارت اور
اوسکے پاس نماز پڑہنی کا قصد کری اور یہہ بہی مسلمانونکی اتفاق سی ایک بڑی بدعت
ہی اور حرام ہی مجہی معلوم نہین کہ دین کے امامونمین اسبات مین کچھہ خلاف ہوا اگرچہ پچھلی لوگ
اکثر یہہ امر کرتے ہین اور بعض کہتی ہین کہ فلان بزرگ کی قبر تریاک مجرب ہی اور یہہ جو
حکایت کرتے ہین کہ امام شافعیؒ دعا کیواسطی امام اعظم کی قبر کے پاس جایا کرتے تھی صریح
جھوٹ ہی **فصل** موحدون اور مشرکون کی زیارت مین فرق کے ذکر مین موحدونکو قبرون
کی زیارت سے تین باتین مقصود ہین اول آخرت کا یاد کرنا دوسرے میت
کے ساتھہ سلوک کرنا اور زیارت کو بہت دن نگذرنی دینا اسطرح کہ آدمی میت کو چھوڑ کر

الکفار من المشرکین واهل الکتاب یدعو احدهم من یعظمه فیتمثل لهم الشیطان احیانا وقد یخاطبهم ببعض الامور الغائبة وکذا ... السجود للقبر والتمسح به وتقبیله المرتبة الثانیة ان یسأل الله به وهذا یفعله کثیر من المتاخرین وهو بدعة باتفاق المسلمین الثالثة ان یسأل المیت نفسه الرابعة ان یظن ان الدعاء عند قبره مستجاب او انه افضل من الدعاء فی المسجد فیقصد زیارته والصلوة عنده لاجل طلب حوائجه وهذا ایضا من المنکرات المبتدعة باتفاق المسلمین وهی محرمة وما علمت فی ذلک نزاعا بین ائمة الدین وان کان کثیر من المتاخرین یفعل ذلک ویقول بعضهم قبر فلان تریاق مجرب والحکایة المنقولة عن الشافعی انه کان یقصد الدعاء عند قبر ابی حنیفة من الکذب الظاهر **فصل** فی الفرق بین زیارة الموحدین والمشرکین اما زیارة الموحدین فمقصودها ثلثة اشیاء احدها تذکر الاخرة ... الاحسان الی المیت وان لا یطول عهده به فیهجره

بہو لجاوی جیسی زندہ شخص کا ملنا اگر بہت دنون چہوڑ دی تو اوسکو بہو لجاتا ہی اور زندہ شخص جب
اوسکو دیکہتا ہی تو اوسکی ملنی سی خوش ہوتا ہی تو میت کو بطریق اولی خوشی چاہیی اسلیی کہ وہ ایسے
مکانمین گیا ہی کہ اوسکی باشندے اپنی بہائیون سے جدا ہین جب آدمی اوسکی زیارت کرتا ہی اور اوسکو
دعا یا صدقہ یا قربانی وغیرہ کا ہدیہ پونہچاتا ہی تو وہ اس سے خوش ہوتا ہی جیسی زندہ شخص اوس سے
خوش ہوتا ہی جو اوسکی پاس کچھہ ہدیہ لیکر جاوی اور اسلیی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبر کی زیارت
کرنیوالیکے لئی مشروع فرمایا کہ اہل قبور کے لئی مغفرت کی دعا اور عافیت کی درخواست
کری یہہ نہین کہ اونکو پکاری یا اونکی پاس نماز پڑہی تیسری اپنی نفس کے ساتھہ زیارت والیکا سلوک
کرنا سنت کی پیروی اور جو بات رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمائی ہی اوسپر قائم رہنی سے
اور زیارت شرک والیکا یہہ حال ہی کہ وہ بت پرستون سی نکلی ہی وہ یہہ کہتے ہین کہ جس میت کی روحکو اللہ کی نزدیک
قرب اور فضیلت ہی اللہ تعالی کیجانب سی اوسکی پاس ہمیشہ الطاف آتے رہتی ہین اور اوسکی روح پر
خیرات نازل ہوتی ہین تو جب زیارت کرنیوالا اپنی روح میت کی روح سی وابستہ کرتا ہی تو میت
کی روح سی اوسکی روح پر وہ الطاف پونہچتی ہین جیسی صاف آئینہ وغیرہ سی مقابل کی جسم پر
شعاع پڑتی ہی اور اسیوجہ سی کہتی ہین کہ کمال زیارت اسطرح ہی کہ زیارت کرنیوالا اپنی روح اور
دلسی میت کیطرف توجہ کری اور اپنی ہمت اوسپر ایسی طرح لگا دی کہ غیر کیطرف ذرا التفات
نرہی اور جسقدر کہ ہمت اور دلکی جمعیت اوسپر زیادہ ہوگی اوسیقدر نفع بہی زیادہ ہوگا اور اس

اغاثہ لہفان ١٢

شرع النبي صلى الله عليه وآله وسلم الزيارة
الحي من يزوره ويهدي اليه فلذا
او هدايا قربه تسر بذلك كما يسر
واهدى اليه هدية من دعاء او صدقة
فوذا جاء اهلها فهم فاذا زاره
زيارته فالميت اولى لانه قد صار
طويلة تنشاطه فاذا ترك الحي الذي
وبنشاطه كما اذا ترك زيارة الحي فان
لاهل القبور بالمغفرة وسؤال العافية فهم ان
ان يدعو لهم ويصلي عندهم الاحسان
الزائر الى نفسه باتباع السنة والوقوف عند
شرعه النبي صلى الله عليه وآله وسلم واما الزيارة الشركية
فاصلها ماخوذ عن عباد الاصنام قالوا الميت المعظم
روحه وقربه عند الله لا تزال تاتيه الالطاف
من الله وتفيض على روحه الخيرات فاذا علق الزائر
روحه وادناها منه فاض من روح الميت على روح الزائر من تلك
الالطاف كما ينعكس الشعاع من المراة الصافية
والماء ونحوهما على الجسم المقابل لها قالوا
فتمام الزيارة ان يتوجه الزائر بروحه وقلبه الى الميت ويعكف
بهمته عليه ويقبل بكليته عليه بحيث لا يبقى فيه
التفات الى غيره وكلما كان
جمع الهمة والقلب عليه اعظم
كان اقرب الى انتفاعه وفاز به

زیارت کو ابن سینا اور فارابی وغیرہما نے ذکر کیا ہی حالانکہ ستارون کے پوجنے والے بھی ستارونکی پرستش مین یہی کہتے ہین کہ جب نفس ناطقہ ارواح علوی سے وابستہ ہوتا ہی تو اوسپر اونمین سے نور اوترتا ہی اور اسی بہید کے باعث ستارے پوجی گئی اور اونکی صورتین بنین اور دعائین تصنیف ہوئین اور انکی لئی مورتین مقرر ہوئین اور یہی وجہ بعینہ قبر پرستون کے لئی موجب ہوئی کہ انکو عید ٹہرایا اور انپر پردے ڈالے اور چراغ جلائی اور مسجدین بنائین اور اسی بات کا دور کرنا اور مٹانا اور باطل کرنا اور اوسکی ذریعون کا بند کرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقصود تھا مگر مشرک آپکی راہ مین کہڑی ہوگئی اور آپکی مقصود کے مزاحم ہوئے اور قبرونکی زیارت مین جو کچھہ یہہ لوگ بیان کرتے ہین وہ شفاعت ہے کہ مشرک سمجھتے ہین کہ زیارت کی باعث اونکی معبود اونکو فائدہ پہنچاوینگی وہ کہتے ہین کہ بندہ کی روح اگر مقرب شخص کی روح سے متعلق ہوجاتی ہے تو ان دونون مین ایسا اتصال ہوجاتا ہے کہ جو کچھہ مقرب کو خدا تعالی کے یہان سے ملتا ہی اوسمین کچھہ حصہ اوسکو بھی پونہچتا ہے اور اوسکی مثال یہہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی بادشاہی امیر صاحب عزت کی خدمت کرتا ہے تو بادشاہ جو کچھہ انعام امیر کو دیتا ہی اوسمین سے کچھہ اثر اوس خادم کو بھی بحسب تعلق پونہچتا ہی۔ اور قرآن مجید اول سے آخر تک ان اقوال کی تردید سے پر ہے

عدم شفاعت

هذه الزيارة على هذا الوجه ابن سينا والفارابي وغيرهما وصرح بها عباد الكواكب في عبادتها وقالوا اذا تعلقت النفس الناطقة بالارواح العلوية فاض عليها منها النور وبهذا السر عبدت الكواكب واتخذت لها الهياكل وصنفت لها الدعوات واتخذت الاصنام المتخذة لها وهو بعينه الذي اوجب لعباد القبور اتخاذها اعيادا وتعليق الستور وايقاد السرج عليها وبناء المساجد عليها وهو الذي قصد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ازالته ومحوه وابطاله وسد الذرائع اليه فوقف المشركون في طريقه وناقضوه في قصده وهذا الذي ذكروه في زيارة القبور هو الشفاعة التي ظن المشركون ان آلهتهم تنفعهم بها فقالوا ان العبد اذا تعلقت روحه بروح المقرب بينه وبينه اتصال يفيض به عليه نصيب مما حصل له من الله وشبهوه بمن يخدم ذا جاه وحظوة عند السلطان فانه ينال من ابناء ذلك المتعلق نصيبه من انعام السلطان بحسب ذلك التعلق والقرآن من اوله الى آخره مملوء من الرد على اهل هذه

المعلقات وقد انزل الله كتبه لابطالها وتكفير اصحابها ولعنهم واباح دماءهم واموالهم وسبي ذراريهم واوجب لهم النار ومن الدعاء اهله فقد رد عليهم ام اتخذوا من دون الله شفعاء قل اولو كانوا لا يملكون شيئا ولا يعقلون قل لله الشفاعة جميعا له ملك السموات والارض فاخبر ان الشفاعة لمن له ملك السموات فهو الذي يشفع بنفسه الى نفسه ليرحم عبده فيأذن هو لمن يشاء ان يشفع فيه فصار الشفاعة في الحقيقة انما هي له

مسئلہ شفاعت

والذي يشفع عنده انما يشفع باذنه وامره بعد شفاعته سبحانه الى نفسه وهي ارادته من نفسه ان يرحم عبده وهذه ضد الشفاعة الشركية التي ابطلها سبحانه بقوله واتقوا يوما لا تجزي نفس عن نفس شيئا ولا يقبل منها عدل ولا تنفعها شفاعة وقوله من قبل ان يأتي يوم لا بيع فيه ولا خلة ولا شفاعة وقوله ما لكم من دونه من ولي ولا شفيع فاخبر ان الشفاعة التي ابطلها هي شفاعة الشريك فانه لا شريك له والتي اثبتها شفاعة العبد المأمور الذي لا يشفع ولا يتقدم بين يدي مالكه حتى

اللہ تعالیٰ نے اونکی باطل کرنیکو اور اونکی کہنیوالونکی کافر ہونیکو اپنی کتابین نازل فرمائیں اور ان لوگونکو لعنت فرمایا اور اونکی خون اور مال اور اولاد کا غلام بنانا مباح فرمایا اور اونکی لئی دوزخ واجب کردی ان لوگونکی رد مین اللہ تعالیٰ یہہ ارشاد فرماتا ہی اَمِ اتَّخَذُوا (کیا انہون نے)

مِن دُونِ اللّٰہِ شُفَعَاءَ قُل اَوَلَو کَانُوا لَا یَملِکُونَ شَیئًا وَّلَا یَعقِلُونَ قُل لِّلّٰہِ الشَّفَاعَۃُ
(پکڑی ہین اللہ کے سوا کوئی سفارش والے تو کہہ اگرچہ اونکو اختیار نہو کسی چیز کا نہ بوجہہ تو بہی تو کہہ اللہ کو اختیار ہی)

جَمِیعًا لَہٗ مُلکُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ اسمین بتلایا کہ شفاعت اوسکو خاص ہی جسکی
(سفارش ساری اوسیکا راج ہی آسمان اور زمین مین ۱۲)

ملک مین آسمانونکی سلطنت ہی یعنی وہ خود ہی اپنی ذات پاک سی سفارش اپنی بندہ پر رحم کرنیکی فرماویگا اسطرح کہ وہی جسکو چاہیگا اوسکی واسطی سفارش کرنیکا حکم دیگا تو واقع مین سفارش صرف اوسیکی ہوئی اور جو شخص اوسکی سامنی سفارش کریگا وہ صرف اوسکی اجازت اور حکم سی کریگا پہلی وہ ذات پاک خود اپنی نفس سی سفارش کریگی یعنی اپنے آپ ہی بندہ پر رحم کرنا منظور ہوگا اور یہہ سفارش شرک والی سفارش کی ضد ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنی اس قول سی باطل فرمایا ہی وَاتَّقُوا یَومًا لَّا تَجزِی نَفسٌ عَن نَّفسٍ شَیئًا وَّلَا یُقبَلُ
(اور بچو اوسدن سی کہ کام نہ آوی کوئی شخص کسی شخص کی ایک ذرہ اور قبول نہو)

مِنہَا عَدلٌ وَّلَا تَنفَعُہَا شَفَاعَۃٌ اور اس سی مِن قَبلِ اَن یَّاتِیَ یَومٌ لَّا بَیعٌ فِیہِ وَلَا خُلَّۃٌ
(اوسکی طرف سی بدلا اور نہ کام آوی اوسکو سفارش ۱۲ / پہلے اوسدن کی آنی سی جسمین نہ بکنا ہی نہ آشنائی ہے)

وَّلَا شَفَاعَۃٌ اور اس سی مَا لَکُم مِّن دُونِہٖ مِن وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیعٍ غرضکہ جس شفاعت کو
(نہ سفارش ۱۲ / کوئی نہین تمہارا اوسکی سوا حمایتی نہ سفارشی ۱۲)

خدا تعالیٰ نے باطل کیا ہی وہ شریک کی شفاعت ہی اسلئی کہ اوسکا کوئی شریک نہین اور جس شفاعت کو ثابت کیا ہی وہ اوس بندہ محکوم کی شفاعت ہی جو اپنی مالک کے سامنی

بدون اوسکی اجازت کے پیشقدمی نہین کرتا اور اُن دنو سفارشیو مین فرق اتنا
ہی ہی جتنا شریک اور بندہ محکوم مین ہے اور اسیوجہ سی لوگو نمین سب سے زیادہ سعادت
یاب قیامت کے روز توحید والے ہونگی پس جس صورتمین کہ معاملہ فقط خدا تعالی ہی کے
لئیے ہی اور اوسکی نزدیک سب مخلوق مین سی برتر اور بزرگ تر رسول اور مقرب فرشتے
ہین اور یہہ سب محض بندی ہین کہ نہ کچھہ خدا سی بڑہکر بولین نہ اوسکی بدون اجازت کوئی کام
کرین اور مشرک انکی باعث شرک کری اور اللہ کی سوا انکو سفارشی ٹھہرالے اِسخیال سی کہ
میری اس عقیدہ سی یہہ لوگ آگی بڑہکر میری سفارش کرینگی تو وہ شخص اللہ کی حق سی سب لوگونکی
نسبت کر جاہل ہی اوسکو معلوم نہین کہ اللہ کیواسطی کیا چیز ضروری اور کیا بات اوسپر محال ہی
اوسنی تمہارا کو بادشاہونو امیرونپر قیاس کرلیا کہ آدمی اونکی خواص مین سی کسیکو مقرر کرلیتا ہی جو
اوسکی حاجات مین بادشاہ کی سامنی اوسکی سفارش کردی اور ان خواص کا حال یہہ ہی کہ یہہ لوگ
بادشاہون اور رئیسونکی شریک اور مددگار اور انتظام ریاست کی دارمدار ہوتے ہین اگر وہ نہون تو
لوگونمین اونکا قابو بھی نہ چلے اسنظر سی خواہ مخواہ خواص کی سفارش اونکو قبول کرنی پڑتی
ہی مگر جو شخص اپنی ذات سی غنی ہو اور تمامی آسمانون اور زمین کے لوگ اوسکی غلام ہون اور اسیکا
زیر حکم ہون تو ایسی لوگونکی افعال اوسکے حکم و اجازت پر مقید رہینگی اب اگر مشرک ان سی
شرک کری اور خدا تعالی کی سوا انکو سفارشی ٹھہراوی اس خیال سی کہ جب مین ایسا کرونگا تو وہی مرہ ہوگا

جو آدمیونمین سے سفارشی ٹھہرالیتی ہے ہوا کرتا ہے تو وہ قیاس مین خطا کرتا ہی اور خالق

اور مخلوق مین اور مالک اور مملوک مین اور غنی اور محتاج مین فرق نہین کرتا اور نرے

بندہ کو جو بدون اذن اپنے مالک کے کچھہ نہین کرتا مثل شریک اور مددگار اور پشت پناہ

قرار دیتا ہی اور اسی قیاس فاسد سے بتونکی پرستش ہوئی ہی پہر جو شخص مخلوق سے سفارش کرتا ہی

تو جسن بامین سفارش کرتا ہی اوسکی لئی ایک نرا سبب ہے کہ جسکی سامنی سفارش کرتا ہی اوسکو

یعنی بادشاہ کو مثلا تحریک کردے اور بعض اوقات اس سفارش کا کوئی مانع بادشاہ کے پاس ہوتا ہے

مثلا جسن بامین سفارش کرتا ہی وہ بادشاہ کو ناپسند ہی اسصورتمین اگر سفارش مانعسے قوی تر ہوگی تو

قبول کیجاویگی اور اگر مانع قوی ہوگا تو قبول نہوگی اور بعض وقت دونو باتین بادشاہ کی نزدیک

برابر ہوتی ہین اسصورتمین جو امور کہ قبول اور رد کے مقتضی ہین مثل محبت وغیرہ اور رغبت

اور خوف اور اونکی عدم کی اونمین وہ متردد رہجاتا ہی بخلاف خدا تعالی کی سامنی کی شفاعت کی کہ اپنی خود

بادشاہ حقیقی سفارش کرنیوالیکو سفارش کی تحریک فرماتا ہی تو جو سفارش کرتا ہی صرف الله کی فرمانبرداری اور

اطاعت کے لئی کرتا ہی کہ محکوم فرمانبردار ہی اور مخلوقکی روبرو کا سفارشی بادشاہ مجازی کا محرک ہوا کرتا ہی اسنظر سے کہ

اوسکو سفارشی کیطرف حاجت ہوتی ہی کہ انتظام اور مدد مین اوسکی کام آتا ہی اسیطرح سفارشی کو بھی اوسکی طرف حاجت عطا ملنے کی

ہی غرضکہ وہ دونو ایکدوسرے کے محتاج ہین تو اگرچہ بظاہر سفارشی اوسکا مملوک و غلام ہے مگر واقع مین اوسکا شریک ہی

اور جس شخص کو خدا نے اس راز کی سمجھنے کی توفیق دی ہی اوسکو حقیقت توحید اور شرک کی معلوم ہوگئی ہی

اتخاذ الشركاء من البشر فقد
أخطأ في القياس ولم يفرق بين الخالق و
والمخلوق والعبد والرب والغني و
الفقير وجعل العبد المحض الذي
لا يفعل إلا بإذن له مالكه
كالشركاء والمعين والظهير و
بهذا القياس الفاسد عبدت الأصنام
ثم التشفيع إلى المخلوق إنما هو بسبب يحرك الشافع
فيه يحرك المشفوع إليه وقد يكون عنده
ما يعارضه كأن يكون المشفوع فيه مما يكرهه
فإذا كانت الشفاعة أقوى من المعارض
قبلها وإن كان المعارض أقوى لم يقبل وقد يتعارض
عند المشفوع إليه الأمران فيبقى مترددا
بين ما يقتضي القبول والرد من المحبة وعدمها والرغبة
والرهبة وعدمهما وهذا بخلاف الشفاعة عند الرب تعالى
فإنه هو الذي يحرك الشفيع ليشفع فيشفع مجرد امتثاله
فهو مطيع فلا يجاب التشفيع عند المخلوق فإنه
ولا غنية فهو يستطيع المشفوع إليه لحاجته إليه
الملك المشفوع إليه من النفع بالنصر والمعاونة
وما يناله من النفع
كحاجة الناس إلى المشفوع إليه
والعطاء وغيره كما أنه محتاج إلى
من فهو في الحقيقة شريك له وإن
كان مملوكه وعبده ومن وفقه الله تعالى
لفهم هذا السر تبين له حقيقة التوحيد

اور جسکو اللہ تعالی نے نور عقل عنایت نفرمایا تو اُسکو نور کہان **فصل** اور ایک مکر اوس دشمن خدا کا جس سے اوسنے علم اور عقل اور دین کم بہرہ رکہنے والونکو فریب دیا ہی اور جاہلون اور باطل والونکو شکار کیا ہی سیٹی اور راگ کا سُننا ہی یہانتک کہ اُن لوگونکے نزدیک شیطان کے مزامیر قران مجید کی آیتونکی نسبت کر محبوب ترین اور شیطانکو جو کچھہ فسق و معصیت سے اونکے منظور تہا تو اوسنے اپنا مطلب بہر پایا اور اونکی توصیف مین کہنے والے نے خوب مضمون کہا ہی **نظم**

پڑھیئے کتاب اونپہ تو ڈر ہو بیطلقا | لہو و لعب کے طورسے پر سر کو لین جُھکا
اور راگ ہو تو رنگین گدہے کیطرح ہم | یہہ ناچ تو نہین بخدا از پئے خدا
مزمار و ڈہول و ہون طرب کے راگ و رنگ | تمنے نہ دیکہی ہوگی عبادت مین یہہ بلا
اللہ کی کتاب ہی دل پر بہت گران | اوسمین جو امر و نہی کو پاتے ہین سب لکہا
کرنے پہ معصیت کی جو زجر و عتاب ہی | بجلی اوسے سمجہتے ہین اور رعد کی صدا
قرآن کو جو دیکہا تو سمجہے کہ نفس کو | کرتا ہی یہہ تو دنیا کی لذات سے جُدا
اور نفس کی غرض کے مطابق پڑا سماع | نزدیک اونکی اسلئے یہہ راگ ہی بڑا
اب دیکہو جو کہ مست ہی پیکر شراب کو | اور جسکو ہی سرور مزامیر و عود کا
کپڑونکی ٹکڑے کسطرح کرتا ہے دیکہہ لو | دل جو کہ لہو مین ہی وہ پہلے ہی پہٹ چکا
پہر یہہ کہو کہ کون دونونمین ہے | حرمت مین اور جرم مین اللہ کے یان بُرا

والشرك ومن لم يجعل الله له نورا فما له من نور **فصل** ومن مكائد عدو الله التي كاد بها من قل نصيبه من العلم والعقل والدين وصاد بها قلوب الجاهلين والمبطلين سماع المكاء والتصدية والغناء حتى كان احب اليهم من ايات القرآن [illegible] مزامير الشيطان في الفسوق والعصيان والقرآن وقد احسن القائل في وصفهم **ع**

تلي الكتاب فاطرقوا لا خيفة * لكنه اطراق ساه لاهي * واتى الغناء فكالحمير تناهقوا * والله ما رقصوا لاجل الله * دف ومزمار ونغمة شادن * فمتى رايت عبادة بملاهي * ثقل الكتاب عليهم لما راوا * تقييده باوامر ونواهي * سمعوا له رعدا وبرقا اذ حوى * زجرا وتخويفا بفعل مناهي * وراوه اعظم قاطع للنفس عن * شهواتها يا ويحها المتناهي * واتى السماع موافقا اغراضها * فلاجل ذاك غدا عظيم الجاه * فانظر الى النشوان عند شرابه * وانظر الى النشوان عند ملاهي * وانظر الى تمزيق ذا اثوابه * من بعد تمزيق الفؤاد اللاهي * واحكم فاي الخمرتين احق بالتحريم والتاثيم عند الله *

اور اسلام کے مددگار اور ہدایت کرنیوالونکی گروہ ہمیشہ ان لوگونسی اور انکی قدمونپر چلنی
اور انکی پیروی سے ڈراتی رہی انکا طریق سب ائمہ دین کے مخالف ہی چنانچہ امام ابوبکر طرطوسی نے
حرمت سماع کی بابمین جو کتاب لکھی ہی اوسکی دیباچہ مین ذکر کیا ہی اور یون کہا ہی کہ امام مالک نے
راگ سی اور اوسکی سننی سی منع فرمایا ہی اور کہا ہی کہ جو کوئی ایک لونڈی مول لی اور معلوم ہو
کہ وہ گانیوالی ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ اوسکو عیب کے باعث واپس کردی اور اُنسی کسی نے
اُس راگ کا حال پوچھا جسکی اجازت مدینہ والے دیتے ہین تو فرمایا کہ ہماری نزدیک تو یہہ امر
فاسق ہی کرتے ہین اور امام ابوحنیفہ راگ کو مکروہ فرماتے ہین اور اوسکو گناہونمین سی ٹھہراتے
ہین اور یہی مذہب اہل کوفہ اور سفیان اور حماد اور ابراہیم اور شعبی وغیرہم کا ہی اور بصرہ
والونمین بھی راگ سی منع کرنیمین کچھہ خلاف ہمکو معلوم نہین ہوتا - مین کہتا ہون کہ امام
ابوحنیفہ راگ کی بابمین سب اماموں سی قول مین سخت ترہین اور اُنکا مذہب اوسمین نہایت سخت
ہی اور اونکی اصحاب نے حرمت سب ملاہی کی سننی کی بیانکی ہی خواہ مزمار ہو خواہ ڈھول خواہ
لکڑی ہی کا بجانا اور فرمایا کہ یہہ ایسی معصیت ہے کہ جس سے آدمی فاسق ہوتا ہی اور اوسکی گواہی
قبول نہین ہوتی بلکہ یہہ کہا ہی کہ راگ سی لذت حاصل کرنی کفر ہی یہہ اُنکا قول ہی اور کہا ہی کہ جو
آدمی راگ کی پاس گذرے خواہ اوسکی پروس مین راگ ہو تو اوسپر واجب ہی کہ اوسکی نہ سننی مین
کوشش کری اور امام ابویوسفؒ نے فرمایا کہ جس گھر مین سے آواز باجون اور کھیل کی چیزونکی

سُننی جاوی اوسمین بدون اونکی اجازت کی گہسجاوٴ اسلئی کہ بُری بات سی منع کرنا فرض ہی تواگر اندر جانا بلا اذن درست نہو تو لوگ اس فرض کے اداسی باز رہین گے اور کہتی ہین کہ جب مسلمانون کا حاکم کسی شخص کی گہر مین سی یہہ آواز سُنی تو وہ خود چلا جاوی پہر اگر چاہی تو اُس شخص کی کوڑی لگادی یا گہرسی نکالدی آور امام شافعی نے کتاب القضا مین فرمایا ہی کہ راگ مکروہ ہی اور امر باطل اور محال کی مانند ہی جو شخص اوسمین بہت رہی وہ بیوقوف ہی اوسکی گواہی منظور نکیجاوی اور آپکی اصحاب مین سے جو آپکی مذہب سے واقف ہین اونہون نے راگ کی حرمت کی تصریح کی ہی اور جو لوگ کہ راگ کی حلال ہونیکو آپکی طرف منسوب کرتی ہین اونپر انکار کیا ہی مثل قاضی ابوطیب طبری اور ابن صباغ کے شیخ ابو اسحق نے تنبیہ مین کہا ہی کہ حرام کام پر اجرت لینی درست نہین جیسی گانا اور بجانا اور شراب کا اُٹہانا اور اسمین کچھہ خلاف ذکر نہین کیا۔ اور مہذب مین کہا ہی کہ حرام کامو پر اجرت جائز نہین اسکی وجہ یہہ ہی کہ وہ چیز حرام ہی اسلئی اوسکا عوض لینا جائز نہین جیسی مردے اور خون کا عوض ناجائز ہی۔ اور ابوبکر نووی نے اپنی روضہ مین کہا ہی کہ دوسری قسم یہہ ہی کہ بعض آلات غناسی گاوی جنسے طرب ہوا کرتی ہی اور شرابخوارونکی عادت مین سے ہی جیسی تمبور اور سارنگی اور چنگ اور تمام باجے اور تار کی چیزین اونکا سُننا اور برتنا حرام ہے اور کہا ہی کہ بانسلی مین دو قول ہین بغوی نے حرمت کی صحت بیان کی ہی

ادخل فيها بغير اذنهم لان النهي عن المنكر فرض فلو لم يجز الدخول بغير اذن لامتنع الناس من الفرض فلو تقادم الى الامام اذا سمع ذلك العبث دار فان شاء ازعجه عن داره وان شاء عزره بما كان وانما

الشافعي فقال في كتاب القضا ان الغناء لهو مكروه يشبه الباطل والمحال ومن استكثر منه فهو سفيه ترد شهادته واعلم من نسب اليه حله وصرح اصحابه العارفون بمذهبه بتحريمه كالقاضي ابي الطيب الطبري وابن الصباغ

قال الشيخ ابو اسحق في التنبيه ولا تجوز الاجارة على منفعة محرمة كالغناء والزمر وحمل الخمر ولم يذكر فيه خلافا وقال في المهذب ولا يجوز على المنافع المحرمة لانه محرم فلا يجوز اخذ العوض عنه كالميتة والدم وقال ابو بكر النووي في روضة القسم الثاني ان يغني ببعض آلات الغناء مما هو من شعار شاربي الخمر وهو مطرب كالطنبور والعود والصنج وسائر المعازف والاوتار يحرم استعماله واستماعه قال وفي اليراع وجهان صحح البغوي التحريم

پہر امام غزالی سے اوسکے جواز کو ذکر کیا ہی اور کہا ہی کہ صحیح بانسلی کی حرمت ہی جسکو شبابہ کہتی ہین اور ابو القاسم دولقی نے ایک کتاب بانسلی کی حرمت مین لکہی ہی اور ابو عمرو بن صلاح نے اُس سماع کی حرمت پر اجماع بیان کیا ہی جسمین دف اور بانسلی ہو اور اپنی فتاوی مین یون کہا ہی کہ اس سماع کی اباحت اور حلال ہونیکا حال یہہ ہی کہ دف اور بانسلی اور راگ جب سب اکٹہی ہوتے ہین تو اوسکا سننا سب ہی اماموں اور مسلمانونمین سے علما کے نزدیک حرام ہی اور ایسے شخصونمین سے جنکا قول اجماع اور اختلاف مین معتبر ہی کسی سے بہی اس راگ کی اباحت ثابت نہین ہان بعض اصحاب شافعی سے جو خلاف نقل کیا گیا ہی تو وہ صرف اکیلی بانسلی اور اکیلی دف مین ہی جو شخص تامل نہین کرتا وہ اوس سے اسی سماع مین شافعیونکا خلاف سمجہہ لیتا ہی اور یہہ ایک وہم ظاہر ہی جسپر شرع اور عقل کی دلیلین پکار کر رہی ہین علاوہ ازین کچہہ ضرور نہین کہ ہر ایک خلاف قابل لحاظ ہو اور جو شخص کہ علما کی اختلافات کی پیروی کرے یا اُنمین سے صرف اجازتونکو اختیار کرلے وہ کافر یا قریب کفر ہو جاویگا اور جو لوگ یہہ کہتے ہین کہ یہہ سماع ثواب اور طاعت ہی تو انکا قول مسلمانونکی اجماع کی خلاف ہی اور جو شخص اونکی اجماع کے خلاف کرے اوسپر وہ سزا ہی جو اس آیت مین اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا
اور جو کوئی مخالفت کرے رسول سے جب کہل چکی اوسپر راہ کی بابت اور چلے سب مسلمانون کی راہ سے سوا ہم اوسکو حوالہ کرین وہی طرف جو اوسنے پکڑی اور

عن الغزالي الى الجواز قال والصحيح تحريم اليراع وهو الشبابة وقد صنف ابو القاسم الدولقي كتابا في تحريم اليراع وقد حكى ابو عمرو بن الصلاح الاجماع على تحريم السماع الذي جمع الدف والشبابة والغناء فقال في فتاويه واما اباحة هذا السماع وتحليله فليعلم ان الدف والشبابة والغناء اذا اجتمعت فاستماع ذلك حرام عند ائمة المذاهب وغيرهم من علماء المسلمين ولم يثبت عن احد ممن يعتد بقوله في الاجماع والاختلاف انه اباح هذا السماع والخلاف المنقول عن بعض اصحاب الشافعي انما نقل في الشبابة منفردة والدف منفردا فمن لا يحصل او لا يتامل ربما اعتقد خلافا بين الشافعيين في هذا السماع الجامع لهذه الملاهي وذلك وهم بين من الصائر اليه تنادي عليه ادلة الشرع والعقل مع انه ليس كل خلاف يستروح اليه ويعتمد عليه ومن تتبع ما اختلف فيه العلماء واخذ بالرخص من اقاويلهم تزندق او كاد قال وقولهم في السماع المذكور انه من القربات والطاعات قول مخالف لاجماع المسلمين ومن خالف اجماعهم فعليه ما في قوله تعالى ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت

اور ابو القاسم نے دو فرقونکو بہت چتہاڑا ہی جن سے کہ اسلام مین مصیبت ہی ایک
اوس چیز کی حلال کرنیوالی جسکو اللہ نے حرام فرمایا ہی دوسرے وہ جو اللہ کا تقرب ایسی چیزون سے
کرین جو اونکو اوس سے دور کرین اور امام شافعی اور اونکے پہلے اصحاب اور جو لوگ اونکے مذہب سے
واقف ہین وہ اسباب مین نہایت سخت قول کہتے ہین اور امام شافعی سے برابر ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا کہ
مین نے بغداد مین اپنے پیچھے ایک چیز چھوڑی جسکو زندیقون نے ایجاد کرکے تغبیر نام کہا ہی اور اوس کے
باعث لوگونکو قران سے روکتے ہین جب آپکا قول تغبیر کے باب مین یہہ ہوا اور اوسکی یہہ وجہ فرماتے
ہون کہ یہہ قرآن سے روکتی ہی حالانکہ تغبیر دنیا سے بے رغبتی کی اشعار ہوتے ہین کہ گانیوالا اونکو گاتا جاتا ہی
اور حاضرین مین سے کوئی شخص ایک لکڑی سے چمڑی پرخواہ تکیہ پر تال دیتا جاتا ہی تاکہ وہ اگ اثر
کرے تو اب بتاؤ کہ جس راگ کے سامنے تغبیر ایسی ہو جیسے سمندر کے مقابل مین تھوک کہ سب قسم کی خرابیون
اور حرام چیزون پر شامل ہو اوسکو آپ کیا فرماوینگے۔ اللہ تعالی نے تو اپنا دین صاف بیان فرمادیا
اور ہر سیکھنے والے فتنہ مین پڑے ہوئے اور جاہل عابد کو بتادیا سفیان بن عینیہ کہتے ہین کہ پہلے یون
کہا کرتے تہے کہ بدکار عالم اور نادان عابد کے فتنہ سے ڈرنا چاہئے کہ انکا مبتلا ہوجانا ہر مبتلا کی
لئے خرابی ہی اور امت کے اندر جو خرابی آگئی ہی اوسکو اگر کوئی تامل کرے تو جانے
کہ یہہ انہین دو مبتلا شخصون سے آئی ہی **فصل** اور امام احمد کا قول یہہ ہی کہ اونکے بیٹے عبد اللہ
کہتے ہین کہ مین نے اپنے باپ سے راگ کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ راگ

بمصنفاتهما واطال الكلام في الغناء
على انهما من الطائفتين الذين
باء الاسلام منهم تماما
الله والتقرب الى الله به
وقد نما علماؤهم عنهم والشافعي
وقدماء اصحابه والعارفين
بمذهبهم من اغلظ الناس
قولا فيه وقد تواتر عن الشافعي انه
قال خلفت ببغداد شيئا احدثته الزنادقة
يسمونه التغبير يصدون به الناس عن القرآن
فاذا كان هذا قوله في التغبير وتعليله انه يصد عن القرآن
وهو شعر مزهد في الدنيا يغني به مغن فيضرب بعض الحاضرين بقضيب على
نطع او على مخدة على توقيع غنائه
فليت شعري ما يقول في سماع التغبير عنده كتفلة في بحر
قد اشتمل على كل مفسدة وجمع كل محرمة فالله بين دينه وبين
كل متعلم مفتون وعابد جاهل قال سفيان بن عيينة كان
يقال احذروا فتنة العالم الفاجر والعابد الجاهل فان فتنتهما فتنة لكل مفتون ومن
تأمل الفساد الداخل على الامة وجده من هذين المفتونين
فصل
واما الامام احمد فقال
عبد الله ابنه سألت
ابي عن الغناء فقال الغناء

۱۲ منہ

دلمین نفاق اُگاتا ہے مجکو اچھا معلوم نہین ہوتا پہر امام مالک کا قول ذکر کیا کہ
اوسکے مرتکب ہماری نزدیک فاسق ہی ہوتے ہین عبدالله کہتے ہین کہ مین نے
اپنے باپ سے سُنا ہی کہ کہتے تھے کہ مین نے قطّان کو کہتے سُنا ہی کہ اگر کوئی شخص
ہرایک اجازت پر عمل کرے یعنی کوفہ والونکے قول پر نبیذ کا پینا جائز سمجھی اور
مدینہ والونکے قول پر راگ مین عمل کرے اور متعہ کے بابمین اہل مکہ کے قول پر چالے ہو تو
وہ فاسق ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سلیمان تیمی نے یہہ فرمایا ہی کہ اگر تم ہر عالم
کی اجازت یا لغزش اختیار کرلو تو تمام بُرائی تم مین اکھٹی ہوجاوے اور اونہون نے
آلات لہو مثل تمورہ وغیرہ کے توڑنے مین حکم قطعی فرمایا ہی بشرطیکہ اونکو کہلا ہوا دیکھے
اور توڑ بھی سکتا ہو اور جسوقت آلات مغنی کے کپڑونمین چھپی ہوئی ہون اور اوسکو
اُنکا علم ہوجاوے تو امام احمدؒ سے اونکے توڑنے مین دو روایتین قطعی ہین اور اگر
یتیمونکو ترکہ مین ایک لونڈی گانیوالی ملے جسکی قیمت بیسہزار کی ہو اور اگر بدون راگ
کے بکے تو دو ہزار کی ہوتی ہی اس مسئلہ مین یہہ حکم فرمایا ہی کہ اوسکو سادہ ہی
کرکے بیچنا چاہئے دیکھو کہ اگر راگ کا نفع مباح ہوتا تو یتیمون کے مال مین سے
اوسکو جانے نہ دیتے **فصل** اور راگ کا سُننا اجنبی عورت اور بے ریشی مرد سے
نہایت بُرا حرام اور بہت زیادہ دین کو خراب کرتا ہی امام شافعیؒ فرماتے ہین

ينبت النفاق في القلب لا يعجبني ثم ذكر قول مالك انما يفعله عندنا الفساق قال عبد الله وسمعت ابي يقول سمعت القطان يقول لو ان رجلا عمل بكل رخصة بقول اهل الكوفة في النبيذ و اهل المدينة في السماع واهل مكة في المتعة لكان فاسقا قال احمد وقال سليمان التيمي لو اخذت برخصة كل عالم او زلة كل عالم اجتمع فيك الشر كله ونص على كسر الات اللهو كالطنبور وغيره اذا رآها مكشوفة وامكنه كسرها وعنه في كسرها اذا كانت مغطاة تحت ثيابه روايتان منصوصتان ونص في ايتام ورثوا جارية مغنية وارادوا بيعها فقال لا تباع الا على انها ساذجة فقالوا اذا بيعت مغنية ساوت عشرين الفا او نحوها واذا بيعت ساذجة لا تساوي الفين فقال لا تباع الا على انها ساذجة ولو كانت منفعة الغناء مباحة لما فوت هذا المال على الايتام **فصل** واما سماعه من المرأة الاجنبية او الامرد فمن اعظم المحرمات واشدها فسادا للدين

بلاہی بن قال الشافعی وصاحب الجاریة اذا جمع الناس للسماع فهو سفیه ترد شهادته واغلظ القول فیه وقال هو دیاثة قال القاضی ابو الطیب وانما جعل صاحبها سفیها لانه دعی الناس الی الباطل ومن دعی الناس الی الباطل کان سفیها فاسقا قال المصنف واما العود والطنبور وسائر الملاهی فحرام ومستمعه فاسق واتباع الجماعة اولی من اتباع رجلین مطعون علیهما قلت یرید بهما ابراهیم بن سعد وعبید الله بن الحسن فانه قال ما خالف فی الغناء الا رجلان ابراهیم بن سعد فان الساجی حکی عنه انه کان لا یری به باسا والثانی عبید الله بن الحسن العنبری قاضی البصرة وهو مطعون فیه **فصل** قال ابو بکر الطرطوسی وهذه الطائفة مخالفة لجماعة المسلمین لانهم جعلوا الغناء دینا وطاعة ورأت اعلانه فی المساجد والبقاع الشریفة ولیس فی الامة من رای هذا الرای قلت ومن اعظم المنکرات تمکینهم من اقامة هذا الشعار الملعون هو واهله

کہ جب کوئی شخص مالک لونڈی کا اوسکے راگ سُننے کے لئے لوگونکو اکٹھا کرے تو وہ عقل سے خارج ہے اوسکی گواہی رد کرنی چاہیئے اور اِس امر کو بُرا کہا ہے اور فرمایا کہ یہ دیوث پن ہے قاضی ابو طیب نے کہا ہے کہ اُس شخص کو جو آپ نے عقل سے خارج فرمایا تو یہ وجہ ہے کہ اوسنے لوگونکو باطل کیطرف بلایا اور جو لوگونکو باطل کیطرف بُلاتا ہے وہ بیوقوف اور بدکار ہوتا ہے مولف کہتے ہین کہ عود اور تمورا اور تمام کہیل کی چیزین حرام ہین اور اُنکا سننے والا فاسق ہے اور جماعت کی پیروی بہ نسبت دو شخصونکی اتباع کے بہتر ہے جنپر طعن ہوا ہے۔ مین کہتا ہون کہ اِن دونوسے مراد ابراہیم بن سعد اور عبید الله بن الحسن ہین اِسلئے کہ مولف کا قول ہے کہ راگ مین ہمارا خلاف دو شخصون نے کیا ہے ایک ابراہیم بن سعد نے چنانچہ تناجی نے روایت کی ہے کہ ابراہیم راگمین کچھہ مضائقہ نہین جانتا تہا دوسرے عبید الله بن الحسن عنبری نے اُسمین بھی لوگون نے طعن کیا ہے **فصل** ابوبکر طرطوسی کہتے ہین کہ یہہ جماعت مسلمانون کی جماعت کی مخالف ہے اِسلئے کہ اونہون نے راگ کو دین اور طاعت ٹھہرالیا اور مسجدون اور بزرگ جگہونمین اوسکے اعلان کے معتقد ہین اور امت مین کوئی ایسا نہین جسکا اعتقاد اِسطرحکا ہو۔ مین کہتا ہون کہ بڑی خرابی یہہ ہے کہ لوگ اِس طریق کو جو خود اور اوسکے کرنیوالے ملعون ہین عرفہ کی شام کو

مسجد اقصے میں اور منی کے دنون مین مسجد خیف مین کرنے دیتے ہین ہم نے
بہت دفعہ مارپیٹ کر وہان سے اونکو نکالا ہے اور مین نے دیکہا ہی کہ خود مسجد
کعبہ مین وہ یہی حرکت کرتے ہین لوگ تو دعا اور انکسار اور اللہ تعالیٰ کیطرف
زاری مین ہوتے ہین اور یہہ لوگ بانسلی اور دف کے ساتہہ راگ ملعون مین ہوتے
ہین پس ایسی لوگونکا اسبات پر رہنی دینا فسق ہی جو اونکو رہنی دی اوس کی
عدالت اور منصب دینی مین بٹہ لگتا ہے اور بعض علمانے کہ اُن لوگون کو
دیکہا ہے کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

کہو اُن سی نصیحت کیطرح تم — نصیحت ہی بجا گر ہو دی مقبول
یہہ کیسی جانا لوگو نے کہ دین مین — غنا کو کہتی ہین سنت ہی منقول
کہانسی ہی گدہی کی طرح کہانا — پہر اوسی جمع مین وہ رقص معقول
کہین ہم مست ہین حب خدا سی — نہین بل جا نگر پیالے گئی پہول
ہون ایسی ہی بہائم جب شکم سیر — تو سیری مین اودرتے ہین بہت دہول
عجب ہی مست ہونے سی غنا سے — نشا ایسین سی یا دین نہ مجہول
نہین تمکو دریغ انکار بدعت — خرد کو اپنی کر رکہا ہی معزول
جو ذلت مسجدونکی راگ سی ہو — نہین تمہا تو نمین بہی ایسا معمول

في المسجد الاقصى عشية عرفة وفي مسجد الخيف ايام منى وقد اخرجناهم منه بالضرب
والنفخ بالمزامير ايام يفعلونه بالمسجد الحرام يفعلونه والناس
في الدعاء والتضرع والابتهال الى الله وهم يفعلون بالسماع

وقال الاخر

ذهب الرجال وحال دون مجالهم * زمر من الاوباش والانذال *
زعموا بانهم على آثارهم * ساروا ولكن سيرة البطال
لبسوا الدلوق مرقعا وتقشفوا * كتقشف الاقطاب والابدال
قطعوا طريق السالكين وغوروا * سبل الهدى بجهالة وضلال
عمروا ظواهرهم باثواب التقى * وحشوا بواطنهم من الاغلال
ان قلت قال الله قال رسوله * همزوك همز المنكر المتغال *
او قلت قد قال الصحابة والاولى * تبعوهم في القول والاعمال *
او قلت قال الآل آل المصطفى * صلى عليه الله افضل آل *
او قلت قال الشافعي واحمد * وابو حنيفة والامام المالك *
او قلت قال صحابهم من بعدهم * فالكل عندهم كشبه خيال *
ويقول قلبي قال لي عن سره * عن سر سري عن صفا احوالي
عن حضرتي عن فكرتي عن خلوتي * عن شاهدي عن واردي عن حالي *
عن صفو وقتي عن حقيقة مشهدي * عن سر ذاتي عن صفات فعالي *
دعوى اذا حققتها الفيتها * القاب زور لفقت بمحال *

اور دوسرے نے کہا ہی کہتے ہین کہ اس قصیدہ کے مولف شیخ عزالدین ابن عبدالسلام ہین واللہ اعلم

دین کے مرد جو تھے جاتے رہے وہ دردا — فرقہ اوباش و کمینونکی ہوئی اونکی جا
اونکو دعوی ہی کہ ہم چلتے ہین اگلونکی راہ — لیک سیرت سے یہ دعوی نہین ثابت ہوتا
گدڑیان پہنین لگی جنمین بہت سی پیوند — قطب ابدال کے ہین فقر مین گویا ہمتا
دین کے سالک جو ہین انکی یہ ہوئی ہین رہزن — جہل و گمراہی سے کہو یا ہی ہدایت کا پتا
جسم ظاہر یہ تو رکھتے ہین وہ تقوی کا شعار — لیک باطن مین بھرا مکر و فریب اور دغا
گر کہو اونسے کہ اللہ و نبی کا ہی یہ حکم — کبر سے وہ کرین جنبش کہ ہین منکر گویا
یا کہو اونسے کہ اصحاب نبی کا ہی یہ قول — یا کوئی تابعی اسطرح سے ہی فرماتا
یا کہو قال رسول عربی کا ہے یہ امر — ہو درود اونپہ خدائی ملک قادر کا
کہتے ہین شافعی یہ خواہ امام اعظم — خواہ ہی احمد و مالک نے یہ ارشاد کیا
یا کہو اونکی جو تابع ہین وہ یہ کہتے ہین — اونکی نزدیک یہ سب قول ہین مانند ہوا
کہتا ہی دلکو میری پونہچا ہی اوسکو سری — ستر سر سے اوسی اور اوسکو ز احوال صفا
حضرت و فکر سے پھر خلوت شاہد سے سیر — وارد و حال سے پھر صفو زبان سے پہنچا
کنہ مشہد سے اوسی ذات کی سر سے اسکو — وصف افعال سے میری جو پڑی وہی عالی
یہ تو دعوی ہی مگر جب کرو اسکو تحقیق — پاؤ گی نام ہین سب جھوٹے لقب ہین بیجا

ہو حقیقت سی جدا اور شریعت کو چھوڑ
سمجھی جہاڑ ہی کو کشو د اور خطا کو اعجاز
پہینکا قرانکو پس پشت اونہون نے جسطرح
خواہش نفس کو ٹھہرایا غنا کا مرکب
طاعت و قربت و سنت اسی کہتی ہین وے
یہانتک اس شیخ پرانی نے انہین جُہل دیکر
سمجھین صوفی کہ الٹی شعر کی سُننی مین ہے نفع
چھوڑا قران و احادیث و اثر کو سوجہ
بخدا تا بو مین جب کیا دشمن نے انہین
پہلی تو پھندی لگائی نہ پہنسا جب کوئی
پہر تو یہ حال ہوا انکا کہ مجلس مین بیٹھہ
اپنی خواہش کے سوا اور نہین سُنتی ہین
دہنی جانب بلائی گئی تو جنکو پہیر
کرتی ہین ایسی جو سُنتی ہین وہ قران مجید
اونپہ قاری جو پڑہا کرسی سورنکو پڑہی

جاہلون گمرہونکو اپنا کیا راہنما
پہر کمینونکی طرح کرتے ہین سب پرحملا
کرتا ہی کہا د مسافر کوئی فضلہ کو جدا
جھوٹے اقوال کہی اوسکی صفت مین صد ہا
شیخ اس سنت و قربت کا ہی شیطان بوڑہا
اوسنی جب انکو بلایا تو کہا مان لیا
ساتون صورت سی تلاوت مین نہو وہی وبال
اونکی گمراہی پرانہین ہی شہادت پیدا
داد مین اوسکی نہ آیا کوئی ہوگا ایسا
تب یہ جال اوسنی لگایا ہی محیط اور انکا
کپڑونکو دین کو احوال کو سبکو پہاڑا
اوسکی مشغولی مین اونکو نہ کوئی شغل رہا
بائین جانب کو روانہ ہوئی وہ بے سروپا
جیسی مہمل کوئی ہو کرکری بہرا اندہا
اپنی سُستی سی سمجھتی ہین کہ ہی بوجھہ بڑا

جعلوا المزامیر قربة والفاظ الخنا
شطحا وصلوا صلوة لا ولا
نبذوا کتاب الله خلف ظهورهم
بین الاسا و فضلة الاکال
جعلوا السماع مطیة لهواهم
وغلوا فقالوا فیه کل محال
هو طاعة هو قربة هو سنة
صدقوا لذاك الشیخ ذی الاضلال
سماع الشعر انفع للفتی * من ان یسمع
بحبوا الله القرآن والاخبار
بضلال * تالله ما ظفر العدو بمثلها * من مثلهم
واجابة لا ماك * نصب الحبال لهم فاعیی
بها * فالی بلاد الشرك
الاشتغال * ودعوا الی ذات الیمین
شمال * عنها وسار القعام
القصد عند سماع
وصلوا علیهم سورة
علی ما

ونقول وانا نحمد الملاک ولیس فی ذلک
ہم جارا خففنا انت ذو کمال
ہذا ام کم لنعوا کم عجب کم
فہاک ایہا الاحرار لہم جمال
حتی اذا قام الاسماع للہ ربہم
خشعت لہ الاصوات ام ابکال
واستمالت الاعناق تسمعوا ذا
وانشطہ یمن تاثرہم فعال وحرکت للالات

کوئی قاری سی یہہ کہتا ہی پڑہانا نہین شرط — چہوڑی ہی کیون نہین پڑہتی کہ جو دیتی ہو تہکا
تسپہ پڑہتی ہین ہنسی شور و غل و بے ادبی — واہ قران کو کیا سُنتی ہین خاطر کو لگا
راگ کا سامنہ اونکی جو کہین ہو کہیڑ اگ — بولین اوسکی عظمت سی جو کہین ممکن کیا
گردنین ٹہرتی ہین پہر تا سُنین شیطانکا پیام — جسکو قوال سُناتا ہی اُنہین منہ پہیلا
بوڑہی کی وحی کو سُنکر کے ہلاتی ہین سر — موجب اِس ہلنی کا سمجہین طرب و شوق لقا
درد و اشواق کا اور حال کا ہو پہر تو ہجوم — بہتری اُنہین جو ہو وے نہ کبہی ہو اصلا
ہوتے ہشیار تو والہہ وہ کرتے معلوم — اوپہ کیا کچہہ بُری کام سی پڑی آکے بلا
لیک مجبور ہین قابو مین نہین اونکی عقل — سخت ترمی کی نشّی سی ہی او نہین سکر غنا
جب وہ دونو ہون اکٹہی کسی جی مین یکبار — تب تو ایکبار گی پڑ جاتا ہی او سپر ٹوٹا
اے وہ امت کہ کیا دین نبی کو ہی کہیل — جیسی نو عمر کہ کیجو ویسے کرین بازیچا
دین مین آئے ہو تم جیسی کہ ہین اہل کتاب — بخدا دیوینگے ان کامون پہ ہرگز وہ رضا
جو کہ تمسے ہین قریب اونکو دلاتی ہین وہ ننگ — گر چہپایا یا کہلا اکر بیٹے اون سے جہگڑا
کہتی ہین ہمسی کہ جس دین کی عبادۃ ہو راگ — حق کہو اسکو تو واقع مین نہین ہو سکتا
اہل شریعت نہین کوئی کہ کہی اسکو درست — پوچہو تم اہل شرائع سی کہ کافی ہوگا
گر کہو تم کہ حقیقت مین یہ ہی فسق و فجور — اور ہی زینت ابلیس برای سُفہا

سکر المدام وذا لااشکال فاذا ہما
اجتمعا فالنفس مرۃ نالت من المحنی ان حکل
منال بامۃ لعبت بدین نبیہا کتلاعب
الفتیان فی الاوحال اتیہ ہتموا ہل الکتاب
بدینکم واللہ لن یرضوا بذی الافعال
کم ذا نعیر منہم بقربہم سرا وجہرا

بین من الشیطان للانذال
لو قلتم فسق ومعصیۃ وزی
فسلوا الشرائع تکشفوا سوال
بل لیس شریعۃ بجواز
اہلہ ہذا السماع فاذ دین بطال
عند کل جاہل قالوا انا دین عبادۃ

یصد عن وحی الاله ودینه
وینال فیه حیلة المحتال *
حتی اشهدنا ان ذا دین المسـ
بالحق دین الرسل لا لضلال
والله منه مبرء فیسعنا ذا ذا الی
انی ذا ذان من او اصحو بمقال
وقام ذا ذا و الغو لیا بالحیل التی و فیه
عقب الله [illegible] نعم فصال * جملة کالنوب
المعاهل [illegible] * فیه تفصیل [illegible]
واشنت من مکر و من خدع و من تنبیه و تلبیس
بلا اقوال الی احتال علی اسقاط کل فریضة و علی حرام
الله بالاحلال و احتال علی الظلم بعد ظلم * وعلی

دین سے وحی سے اللہ کی نا باز رہیں
ہم بھی دیوینگے شہادت کہ یہہ نبیونکا ہے دین
اینے کانونسے یہہ والہ سُنا ہے ہمنے
نوبت آخر کو پہنچتی ہے تو اُس حیلے پر
دین ان حیلونسے وہ کڑا ہوا ہے جسکے
گر یہی چاہتا ہے تو کرے مکر و فریب
ایسا کر حیلہ کہ تجہپر نہ رہے کوئی فرض
جو کہ مظلوم ہو حیلہ سے وہ ظالم پہ بڑھے
کرے حیلہ سے تجہی کرنی ہے جو کچھہ تبدیل
کام نکلیگا تیرا سمجہے گا گر حیلے کو
حیلے سے پہلے تو مے نام رکھہ اُسکا کچھہ اور
سو دکہانیکے لئے کوئی بہانے ڈہونڈ
کر اسیطور کسی حیلہ سے تو وطی حرام
پوری جب عقد ہو تب حیلہ سے ہی اُسکو توڑ
حیلہ گر ایسے ہی امراض کے ہوتے ہیں طبیب

کام کر جاے جو کچھہ کرنا ہے اُسکو حیلا
گمرہی نام کو اسمین نہین حق سے ہے بہرا
ہوتی ہین جسکہ ہے با تونمین وہ آگر گویا
دین کے بندونکو جسنے کہ کیا ہے ڈہیلا
ہو وین پیوند جدا پوچ ہو تانا بانا
حیلے تلبیس بہت سے کرے اسمین پیدا
ہووے اللہ کا حرام اُس سے حلال اور روا
ہووے ظالم تو وہ مظلوم سے چاہے بدلا
دخل حیلہ کو ہے تبدیل میں کاموں کی بڑا
فعل اور قول سے جو چاہیگا بنجاویگا
لفظون سے تو بہت ہوتے ہیں معنی پیدا
رکھلے کچھہ نام بہلا گرچہ برا لفظ ربا
مُنہ سے مت کہہ کہ زنا کرتا ہوں اور صین اُڑا
بن نہین سکتا ہے بے حیلہ کے یہ کام ذرا
آہ کہہ دین یہ ہے ان حیلہ گرون سے کیسا

الله بالاحلال

والظلم تصدیرا و اعمال * ان کنت تفهم ما اقول [illegible]
و احتال علی تبدیل
النقلاب والتجوید و الاعمال * فاحتال علی تبدیل
تنیعی من الافعال و الاقوال * و اللفظ و الاعمال
المشی لم وینها علیه اسمها و الالفاظ و الاعمال
والاحتال علی اکل الربا لا بدال
لفظه * والاحتال علی الوطی الحرام و لا ثقال
هذا زنا و انکر بخی البتال *
واحتال علی حل العقد و فسخه
تبه اللزوم و ذا الرد و اشکال *
ترا لعل المحتال فهو طبیبها
یا محنة الادیان بالمحتال *

توڑو وقفونکو تو حیلی سی کہ تا ہو نہ بے قید
فکر کر اور کر اندازہ تو پہر کر تفصیل
ایسا حیلہ کوئی کر جس سی کہ میراث تمام
اونسی یون کہہ کہ اگر مال تمہین لینا ہی
پہر جو اسباب مین وہ کوئی شہادت لاوین
کیونکہ ہی حصر کا اثبات نہایت مشکل
کر بہانہ کوئی تا ہاتھ لگے مال یتیم
ڈر نجہی گور کا اوسکی ہی نہ تلوار کا خوف
وقف کی مال کے کہانیکو کوئی حیلہ کر
وقف باطل ہی یہہ کہتی ہین امام اعظم
مال افتادہ ہی یہہ مرگئی اوسکی مالک
قاضی عادل اگر حکم کری تو ہو درست
مقصد اور شرط نکو لوگون نے کیا ہی بیکار
قاضیون اور گواہونسی ہی اوسکی تکمیل
جو کہ شاہد ہین رہ راسی کرتی ہین عدول

انکو باطل جو کری تو تو کبھی مت شرما
گہس اُسی سنگل مین جسمین تجہی ہووی غلبا
پہینکر وار تو نسی کرے تو اوسکا لقا
تمکو واجب ہی کہ ثابت کرو حصر اور رشتا
کرد ہی باطل تو اوسی تا ملے تجکو سارا
نفی و اثبات کا ہوتا نہین کوئی دانا
کیونکہ مالک ہی ضعیف اور یہہ ہی رزق جیا
معتبر مال کے ہو جکنی مین ہی تیرا کہا
وہ تو سانڈونکی طرحسی نہین مالک رکہتا
اصل جب اسکی ہی باطل تو نہین کچہہ کہٹکا
جتنا دل چاہی تو لی اور ان کو مت رکہہ کانٹا
وقف کی شرط نہو گر تو وہ کب ہووے ادا
اصلی ماجرا سب ہوگیا ہی مہمل سا
پوچھہ حال انکا تو ایسی ہی جو دی تجکو بتا
قول اور فعل کا انمین نہین کوئی سچا

مکر و حق پوشی و چغلی و فریب و دزدی — ایک لینے کے لئے کرتے ہین کتنا دہوکا

بھول جاتا ہی شہادت کو قسم کہاتا ہی — دلمین غفلت ہی میری مین تو وہ سب بھول گیا

دیکھہ پر سکہ کو کہتا ہی مجہی آیا یاد — واہ کیا خوب ہی یہہ یاد دلانیوالا

پہر کوئی کہتا ہی مین تھوڑے لیسی رشوت لیکر — داخلِ نارِ جہنم ہون مجہی مطلب کیا

پیٹ بہر دے میرا رشوت سے کہ تا آخرکار — طوق دوزخکو لئے شانونپہ مین پاؤن سزا

قاضیونکا بھی یہی حال ہی جو تونے سُنا — بات کہنے کی نہین اپنی زبان کو نہ ہلا

ایسے حکمونکی لئے قاضی جی کیا دوگے جواب — فسق یا کفر کا جنسے لگے تمپر فتوا

پہر جو فریاد کروگے تو لگیگا دُرّہ — جیسے پڑتا ہی خطاوار پہ اسکا جوتا

دہ سٹا سٹ کہی اور تم کہو بس بس لیکن — بول اس جھگڑے مین وہ کیا ہووی بالا

پس تجھے ضرب و فضیحت سے بچا دے الله — کذب و بدفعلی سے بھی ہووے وہ حامی تیرا

اِسپہ طرہ ہی کہ نسبت کرین سب چیزونکو — دینِ احمد کیطرف اور نکرین خوف خدا

خواہشِ نفس و جہالت پہ بلاوین گمراہ — کب رسولِ عربی حکم دین انکا حاشا

آپکی سامنے یہہ باتین جو ہوتین در پیش — اصل انمین سے کسیکی بھی نہ رہتی برپا

آپکی حکم سے لیکن جو سوا فق پڑتین — اونکو البتہ پذیرائی کا رتبہ ملتا

رحمت و صلح ہو یا جنگ ہو یا کوئی بات — سب جگہہ حکم مین ہی آپکے انصاف بھرا

عقلین کل خلق کی شاہد ہین کہ احکام رسول — پڑہین سب صحت و تکمیل سے از سرتاپا

آپکے حکمونکو گر دیکھو تو یہہ پاؤگے — عقل کے سب ہین مطابق کرین حل ہر عقدا

جو کوئی سنتا ہی اونکو وہ یہی کہتا ہی — بعد اس حق کی نہین کچہہ ہی ضلالت کے سوا

آہ وہ حکم پیمبر کے خدا یا وہ عدل — خلق مین روشنی تھی جنکی سبب اور ضیا

اونسے رحمت تھی بڑی روی زمین کے اوپر — سعد و اقبال کا تہا لوگونکے اوپر سایا

کام مین لوگونکی رہتی تھی درستی اونسے — کام جان مین تھا ہر اک شخص کی الفت کا عزا

انکی ضعیف ہوئین تبدیل یہانتک کہ ہوئی — نہین پہچانتے اونکو نہ عمل اونپہ رہا

ہوگئی لوگونکی اعمال مین تبدیل کثیر — قول اونکی جو تھی کامل خلل اونمین آیا

اگر اللہ کا دین لوگونمین قائم رہتا — حال کو دیکھتی تم اونکی بہت ہی اچھا

جو رسے حکم جو کرتے ہین تو اُسکا منکر — اونکی دانست مین ہی سو ور صدگونہ بلا

کہتے ہین شرع محمد کا تو کیا منکر ہے — شرع کیون ایسی ہوئی تھی کبھی حاشا کلا

کرتے فریاد ہین بندونکی فروج اور حقوق — سامنے داور دادار کے ہر صبح و مسا

جھوٹے حکمونسے روا جانینگے ہمکو کب تک — جنسے تو راضی نہین ای ملک ہر دوسرا

فصل

اور یہہ قصیدہ بہت بڑا ہی اور اس راگ شیطانی کے شریعت مین چودہ[۱۴] نام ہین[۱] لہو[۲] لغو[۳] باطل[۴] زور[۵] سیٹی[۶] تالی[۷] زنا کا منتر[۸] شیطان کا قران

دوسین نفاق کا اگانیوالا آواز احمق آواز بدکار آواز شیطان مزمور شیطان سمود اب ہم ان ناموںکو اور کلام مجید اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث وصحابہ کے آثار مین انکی واقع ہونے کو ذکر کرتے ہین تاکہ راگ والے جانین کہ اونکو کیا ملا اور کس نفع کی سوداگری مین گھٹی اوٹھائی

قطعہ

دف وغنا ومزامیر والیکو تو چھوڑ
اسیط حسی تو کر ترک اوسکی ناحق راہ

بروز حشر وہ جانیگا کیسا کہوپایا ل
عمل کی بیشی کمی سی ہو وزن پر آگاہ

اوسی تھی جسمین حیات ابد وہ ہو معلوم
عمل کو جسکیگھڑی وہ دیکھیگا اپنی تباہ

پکارا اوسکو ہدایت نے اور ضلالت نے
تو اوسنے مانا کہا گمرہی کا خاطرخواہ

پھر آیا رخلو ہدایت سی اوسنی لوین کہکر
مجھی تو باجونکی آواز کی ہی رغبت وچاہ

فصل راگ کا نام لہو اور لہو الحدیث اسطرح ہی کہ خداتعالے فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي
(اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین)
لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ
(کھیل کی باتونکی تا بچلاوین اللہ کی راہ سی بن سمجھے اور ٹھہراوین اسکو ہنسی وہ جو ہین انکو ذلت کی مار ہی اور جب سنائی اوسکو)
آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِرًا كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْرًا فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ واحدی
(ہماری باتین پیٹہ دیجاوی غرور سی گویا انکو سنا ہی نہین گویا اوسکے دو کانون بہری ہین سو خوشخبری دی اوسکو دکھ والی مار کی)
وغیرہ اکثر مفسرین کہتی ہین کہ مراد لہو الحدیث سی اس آیت مین راگ ہی اور سعید بن جبیر اور مقسم کی روایت مین حضرت ابن عباسؓ کا قول اور ابو صہبا کی روایت مین حضرت ابن مسعودؓ کا قول اور مجاہد و عکرمہ کا قول ہی

ومنبت النفاق فی القلب والصوت الاحمق والصوت الفاجر وصوت الشیطان ومزمور الشیطان والسمود فنذکرها لاسماء ووقوعها علیه فی کلام الله ورسوله صلی الله علیه وآله وسلم واصحابه لیعلم اسباب ما ظفروا وای تجارة زالتجارة خسروا من صاحب المزامر والدف والغناء وما اختاره

قطعه

عن طاعة الله مذهبا لیعلم یوم العرض ای بضاعة اضاع عند الوزن مخف وزرا ویعلم ما فذکان فیه بحبوبة اذ حصلت اعماله کلها هبا + دعاه الهوی فهلا وجرحا + فاز سهما الهدی والغی بین ذا الحبیب + فقال الکل اعمی الغی هلا وحزنا + واعرض عن دعی الی الهدی فاتاه + هوی اصم المعانی فذاق صبا

فصل فاما اسم اللهو ولهو الحدیث فقال تعالی ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئک لهم عذاب مهین واذا تتلی علیه آیاتنا ولی مستکبرا کان لم یسمعها کان فی اذنیه وقرا فبشره بعذاب الیم قال الواحدی وغیره اکثر المفسرین علی ان المراد بلهو الحدیث الغناء قاله ابن عباس فی روایة سعید بن جبیر ومقسم عنه وهو قول ابن مسعود فی روایة ابی الصهباء وقول مجاهد وعکرمة

اور ثور بن ابی الفاختہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے وَمِنَ النَّاسِ (اور بعضے لوگ ہین) مَن يَّشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ (کہ خریدار ہین کہیل کی باتونکے) کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ مراد وہ شخص ہے جو ایسی لونڈی خریدے کہ راتدن اوسکے سامنے گایا کرے اور ابن نجیح نے مجاہدؒ سے روایت کی ہے کہ اس سے مراد گانیوالی کا بہت مال کے عوض خریدنا اور اسکا گانا اور اُس جیسا اور باطل سننا ہے اور یہی قول مکحول کا ہے اور ابو اسحق نے اُسکو اختیار کیا ہے واحدی کہتے ہین کہ اسمین داخل ہے ہر شخص جو کہیل اور راگ اور مزامیر اور باجونکو قرآن پر اختیار کرے اگرچہ لفظ شرا کا آیت مین آیا ہے مگر اُس سے (باتسلی) کبہی عوض چاہنا اور اختیار کرنا مراد ہوتا ہے واحدی کہتے ہین کہ یہہ آیت اِس تفسیر پر غنا کی حرمت پر دلالت کرتی ہے پہر امام شافعی کا کلام غنا کے اعلان کے باعث گواہی مردود ہونے مین ذکر کیا ہے اور لونڈیونکا راگ سب سے زیادہ سخت ہے اسجہت سے کہ اوسمین وعید بہت ہے چنانچہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لونڈی کا راگ سنیگا اوسکے کانونمین قیامت کے دن آنک یعنی گلا ہوا سیسا پلایا جاویگا اور لہو الحدیث کے جو دو معنی کہے ہین اول غنا اور دوم عجمیون اور رومیون کی خبرین وغیرہ اوس قسم کی باتین جو نضر بن حارث اہل مکہ سے قرآن سے باز رکہنے کو کہا کرتا تہا دونومین کچہہ مخالفت نہین

وروى ثور بن ابي فاختة عن ابيه عن ابن عباس في قوله ومن الناس من يشتري لهو الحديث قال هو الرجل يشتري الجارية تغنيه ليلا ونهارا وقال ابن نجيح عن مجاهد هو اشتراء المغنية بالمال الكثير والاستماع اليه والى مثله من الباطل وهو قول مكحول واختيار ابي اسحق قال الواحدي ويدخل في هذا كل من اختار اللهو والغناء والمزامير والمعازف على القرآن وان كان اللفظ ورد بالشراء لفظ الشراء قد يذكر في الاستبدال والاختيار قال الواحدي وهذه الاية على هذا التفسير تدل على تحريم الغناء ثم ذكر كلام الشافعي في رد الشهادة باعلان الغناء قال واما غناء القينات فذلك اشد ما في الكراهة والوعيد فيه وهو ما روي انه صلى الله عليه وآله وسلم قال من استمع الى قينة صب في اذنيه الآنك يوم القيمة وهو الرصاص المذاب ولا تعارض بين تفسير لهو الحديث بالغناء وتفسيره باخبار الاعاجم والروم ونحو ذلك مما كان النضر بن الحارث يحدث به اهل مكة ليشغلهم عن القرآن

وكلاهما هو لهو الحديث والغناء اشد منه واعظم ضررا من احاديث الملوك واخبارهم فانه رقية الزنا ومنبت النفاق وشرك الشيطان وخمرة العقل وصده عن القران اعظم من صده عن غيره فقارها الغناء نصيب من ذم الوارد في الآية وان كان مجموع فيهما لا يقع الا من اعظم الناس كفرا فقد وقع منه شطر للمغنين فانها لحظ لهم الا وفيه ضلال عن طريق الهدى علما وعملا

۳ ازالہ کے بیان

وفيه رغبة عن استماع القران الى استماع الغناء بحيث يعدل عنه اليه ويثقل عليه سماعه ويستقصر بعضا منه فان اقل ما في هذا ان نصيبه من النصيب الاوفر من الذم ان لم يحط بحصته والكلام في هذا مع من في قلبه بعض حياة فاما من مات قلبه وعظمت فتنته فقد سد على نفسه طريق النصيحة ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا

دونو لہو الحدیث ہین اور راگ کہیل اور ضرر ہونے مین بادشاہونکی حکایتون
اور خبرونکی نسبت کز زیادہ ہو اسلئے کہ وہ زنا کا منتر اور نفاق کا سبب شیطان اور
کا جال اور عقل کی شراب ہے اور قران سے جتنا وہ روکتا ہے اور
چیز نہین روکتی غرضکہ راگ والے کو اوس مذمت سی جو آیت مین آئی ہے
کچہہ بہرہ ہے اگرچہ جسقدر اوسمین مذکور ہی وہ سب تو لوگون مین سی بڑی
کافر سے صادر ہوتی ہے مگر کسی قدر اوسمین سے گانیوالونکو بہی بہرہ
ہے اسلئے کہ اونمین سے کسیکو نپاوگے جسمین علم اور عمل کی راہ سی طریق
ہدایت سی گمراہی اور قرآن کو چہوڑکر راگ سننے کی رغبت اسطرح نہو کہ قرآن
کو چہوڑکر راگ سننے لگے اور قرآن کا سننا گران معلوم ہوا اور اوسکو بہت جانے
اور گانیوالا ہو تو اوس سے زیادتی کا طالب ہوا اور اوسکی بار ہی کو تہوڑا سمجہی
تو ادنی بات اس امر مین یہہ ہی کہ شبہت اگر اوسپر نہو گی تو اوسمین سی حصہ
کامل ضرور ہوگا اور اسمین گفتگو ایسے شخص کے ساتھہ ہے جسکے دلمین کچہہ
جان ہو لیکن جسکا دل مرگیا ہوا اور اوسکا فتنہ بڑہگیا ہو تو اوسکی نفس پر راہ
نصیحت مسدود ہے جس شخص کو خدا تعالی بلا مین ڈالنا چاہے تو اوسکی لئے آدمی کا
کچہہ بس نہین چنانچہ خود فرماتا ہے ومن یرد اللہ فتنتہ فلن تملک لہ من اللہ شیئا
اور جسکو اللہ نے بچلانا چاہا سو تو اوسکا کچھ نہین کر سکتا اللہ کے ہان

اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ لَمْ یُرِدِ اللّٰهُ اَنْ یُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ
وہی لوگ ہین کہ جنکو اللہ نے نچاہا کہ دل پاک کرے اُنکو دنیا مین ذلت ہے اور واسطے اُنکے آخرت مین

عَذَابٌ عَظِیْمٌ **فصل** اور دوسرا اور تیسرا نام معنی زور اور لغو اِس آیت مین ہی
بڑی مار ہی ۱۲

وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا محمد بن حنفیہ کہتی ہین کہ
اور وہ جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کھیل کی باتو پر نکل جاوین بزرگی رکہکر ۱۲

زور راگ ہے اور یہی قول لیث کا ہے مجاہد سے اور کلبی نے یہ معنی
کہی ہین کہ باطل کی مجلسو نمین حاضر نہین ہوتے اور لغو کے معنی لغت مین
بیہودہ اور پہینکی ہوئی چیز کے ہین اور معنی یہہ ہین کہ امر باطل مین حاضر
نہین ہوتے اور جب کسی بیہودہ بات پر قول اور عمل کے گذرتے ہین تو
اپنے نفس کو اوس سے بڑا جانتے ہین کہ اوسپر کہڑے ہون اور اوسکی
طرف میل کرین اور اوسمین مشرکونکی عیدین بھی آگئین جیسا کہ سلف نے بیان
کیا ہے اور راگ اور باطل کے اقسام کُل داخل ہین اور زجاج نے یہہ معنی
کہی ہین کہ گناہگارونکی ساتھہ نہین بیٹھتے اور نہ اونکی گناہو نپر مدد کرین اور گذر
جاتے ہین اور وہ لوگ اُن بزرگونمین سے ہین کہ بیہودہ امر سے خوش نہین ہوتے
اسجہت سے کہ وہ اپنی نفسونکو لغو مین داخل ہونے اور اہل لغو کی ملنے سے بڑا
جانتے ہین روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضہ کسی کہیل پر گذرے اور
اوس سے مُنہ پہیر لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابن مسعود بزرگ ہو گیا

اولئک الذین لم یرد الله ان
یطهر قلوبهم فانهم لهم فی الدنیا
خزی ولهم فی الاخرة
عذاب عظیم فصل ولکا
الاسم الثانی والثالث
وهو الزور واللغو فقال
تعالی والذین لا یشهدون
الزور واذا مروا باللغو مروا کراما
قال محمد بن الحنفیة الزور الغناء
وقاله لیث عن مجاهد وقال الکلبی
لا یحضرون مجالس الباطل
واللغو فی اللغة ما یلغی ویطرح والمعنی
لا یحضرون الباطل واذا مروا بکل ما یلغی
عن قول وعمل اکرموا انفسهم ان یقفوا
علیه ویمیلوا الیه ویدخل فی هذا
اعیاد المشرکین کما فسرها به السلف
والغناء وانواع الباطل کلها قال الزجاج لا یجالسون
اهل المعاصی ولا یمالئونهم علیها
ومروا مر الکرام الذین لا یرضون
باللغو لانهم یکرمون انفسهم عن الدخول
فیه والاختلاط باهله وروی ان عبد الله
بن مسعود مر بلهو فاعرض
عنه فقال صلی الله علیه وآله
وسلم ان اصبح ابن مسعود لکریما

وقد قال تعالى واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه وان كان سبب نزولها خاصا فعمومها عام في كل من سمع لغوا فاعرض عنه وقال بلسانه او بقلبه لنا اعمالنا ولكم اعمالكم وتامل قوله سبحانه لا يشهدون الزور ولم يقل بالزور لان يشهدون بمعنى يحضرون اي لا يحضرون الزور فكيف بالتكلم والفعل به والغناء من اعظم الزور اذ هو القول الباطل والعمل الباطل واصل اللفظة من الميل ومنه الزور بالفتح فالزور ميل عن الحق الى الباطل الذي لا حقيقة له قولا وفعلا

فصل والاسم الرابع الباطل والباطل ضد الحق والمعدوم الذي لا وجود له او موجود مضرته اكثر من منفعته فمن الاول قول كل اله سوى الله باطل ومن الثاني قولك السحر باطل والكفر باطل قال تعالى وقل جاء الحق وزهق الباطل فالكفر والفسق والعصيان والسحر واستماع الملاهي من النوع الثاني قال ابن وهب اخبرنا سليمان

اور اللہ تعالی نے فرمایا وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوا عَنْهُ (اور جب سنین نکمی بات اوس سی کنارہ کرین) اگرچہ اسکے اترنیکا سبب خاص ہی مگر اسکے معنی ہر شخص کو عام ہین جو لغو سنکر منہ پہیر لے اور اپنی دل یا زبان سی کہی لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ (ہمکو ہمارے کام ہین اور تمکو تمہارے کام) اور اللہ تعالی کے قول کو سوچو کہ لا يشهدون الزور فرمایا بالزور نہین فرمایا یعنی اونکی صفت ہی کہ زور پر حاضر نہین ہوتے اوسکے بولنے اور کرنیکا تو کیا ذکر ہی اور راگ بڑا زور ہی اسواسطے کہ وہ قول اور عمل باطل کا نام ہی اور زور کے معنی اصل لغت مین جہکنی کے ہین اور زے کی فتحہ سی زور بھی اسی سی نکلا ہی غرضکہ زور امر حق سی ایسے باطل کیطرف جہکنی کو کہتی ہین جسکی حقیقت قول اور فعل کی روسے کچہہ نہو

فصل اور چوتہا نام یعنی باطل وہ امر حق کی ضد ہے خواہ وہ چیز معدوم ہو کہ جسکا کچہہ وجود ہی نہو خواہ ایسی چیز جسکے وجود کا ضرر نفع کی نسبت کر زیادہ ہو اول قسم کی مثال یہہ ہی کہ سواء اللہ کے ہر ایک معبود باطل ہے یعنی معدوم ہی اور دوسرے کی مثال جیسے یہہ کہو کہ سحر باطل ہے اور کفر باطل ہے یعنی ان دونون کا ضرر زیادہ ہی اللہ تعالی فرماتا ہے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ (اور کہہ کہ آیا حق اور نکل بہاگا باطل) پس کفر اور فسق اور معصیت اور سحر اور کہیل کی خبرون کا سننا دوسری قسم مین داخل ہے ـــ ابن وہب کہتے ہین کہ مجکو خبر دی

سلیمان بن بلال نے کثیر بن زید سے کہ اونہون نے عبید اللہ کو سُنا کہ قاسم بن محمد
سے کہتے تھے کہ راگ مین آپ کی کیا رای ہی قاسم نے فرمایا کہ وہ باطل ہے
اونہون نے کہا کہ یہہ تو مین بھی جانتا ہون کہ باطل ہی مگر آپ کی رای اسمین
کیا ہی فرمایا کہ بتاؤ تو باطل کہان ہوتا ہی عبید اللہ نے کہا کہ آگمین قاسم نے فرمایا
کہ بس راگ مین میری بھی رای یہی ہے اور ایک شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا
کہ آپ راگ مین کیا فرماتے ہین حلال ہی یا حرام آپنے فرمایا کہ مین حرام نہین کہتا
ہون جبتک کہ قرآن مجید مین حرام نہو اوسنے عرض کیا کہ پھر یہہ حلال ہی آپنے فرمایا
کہ مین یہہ بھی نہین کہتا پھر فرمایا کہ بتاؤ تو اگر حق و باطل قیامت کے روز آوینگے
تو راگ کسکے ساتھ ہوگا اوسنے کہا باطل کے ساتھ آپنے فرمایا کہ جاؤ تمنے تو خود
اوسپر حکم لگا دیا۔ یہہ جواب ابن عباسؓ کا عرب کے راگ مین ہی جس مین شراب و زنا
اور غلام اور اجنبی عورتون سے گفتگو کا ذکر نہین ہوتا نہ باجونکی آواز اور آلات
نشاط ہوتے ہین اگر وہ اس زمانہ کی راگ کو دیکھین تو کیا فرمائین جو نہایت باطل ہے
کہ کسی شریعت مین اوسکی اباحت ہو بلکہ اس راگ کو اُن لوگون کے
راگ پر قیاس کرنا ایسا ہی جیسے سود کو خرید و فروخت پر اور مردار کو ذبح
کئے ہوئے جانور پر اور حلالہ کرنے کو نکاح پر قیاس کرین **فصل**

ابن بلال عن كثير بن زيد انه سمع عبيد الله يقول للقاسم بن محمد كيف ترى في الغناء فقال له القاسم هو باطل فقال قد عرفت انه باطل فكيف ترى فيه فقال القاسم أرأيت الباطل اين هو قال في النار قال فهو ذاك وقال رجل لابن عباس ما تقول في الغناء أحلال هو ام حرام فقال لا اقول حراما الا ما في كتاب الله فقال أفحلال هو فقال ولا اقول ذلك ثم قال له أرأيت الحق والباطل اذا جاء يوم القيامة فاين يكون الغناء فقال الرجل يكون مع الباطل فقال ابن عباس اذهب فقد افتيت نفسك فهذا جواب ابن عباس عن غناء الاعراب الذي ليس فيه مدح الخمر والزنا واللواطة والتشبيب بالاجنبيات واصوات المعازف والآلات المطربات فكيف لو شاهد الغناء الموجود في هذا الزمان الذي هو ابطل الباطل ان تأتي شريعة باباحته بل قياسهم غناء القوم قياس الربا على البيع والميتة على المذكاة والتحليل على النكاح **فصل**

واما المكاء والتصدية فقال تعالى في حق الكفار وما كان صلوتهم عند البيت الا مكاء وتصدية قال ابن عباس وابن عمر وعطية ومجاهد والضحاك والحسن وقتادة المكاء الصفير والتصدية التصفيق قال اهل اللغة يقال مكا يمكو مكوا اذا جمع يديه ثم صفر فيهما ومنه مكت است الدابة اذا نفخت بالريح قال على بناء الاصوات كالرغاء والثغاء والعواء قال ابن السكيت الاصوات كلها مضموم الاول الا حرفين النداء والغناء واما التصدية فهي التصفيق في اللغة التصفيق يقال صدى تصدية اذا صفق بيديه قال حسان [illegible] والمكاء + قال ابن عباس كانت قريش يطوفون بالبيت عراة يصفرون ويصفقون وقال مجاهد كانوا يعارضون النبي صلى الله عليه وآله في الطواف ويصفرون ويصفقون يخلطون عليه طوافه وصلوته ونحو عن مقاتل ولا ريب انهم كانوا يفعلون هذا وهذا فالمتقرب

اور مکا اور تصدیہ کا حال یہہ ہے کہ خدا تعالی کافرونکے حق مین فرماتا ہی وَمَا کَانَ صَلوتُهُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَاءً وَّتَصْدِیَةً (اور اونکی نماز کعبہ کے پاس نہ تھی مگر سیٹیان بجانی اور تالیان ۱۲) حضرات ابن عباس اور ابن عمر اور عطیہ اور مجاہد اور ضحاک اور حسن اور قتادہ رض فرماتے ہین کہ مکا سیٹی بجانا ہی اور تصدیہ تالی بجانا اور لغت مین اسکی یہہ معنی ہین کہ آدمی اپنی دونو ہاتھہ جوڑکر منہہ سی اونمین آواز نکالے اور اسی سی مشتق ہی مکت است الدابة یعنی جانور جسوقت آواز سی گوز کرتا ہی اوسوقت یہہ بولتی ہین اور اسی جہت سی آواز کے صیغونکی وزن پر ہی جیسے اونٹ کی بلبلانے کو رغا اور کُتے کے بہونکنی کو عوا اور بکری کے ممیانے کو ثغا کہتی ہین ابن سکیت نے کہا ہی کہ آواز کے سب کلمات حرف اول کے پیش سی ہین بجز دو کلمون کے ایک ندا دوسرا غنا اور تصدیہ لغت مین ہاتہہ سی تالی بجانیکو کہتی ہین چنانچہ حسان بن ثابت نے اس شعر مین کہا ہی ؎ جب فرشتی اوٹھتی ہین تم اوٹھتی ہو + تالی اور سیٹی تمہاری ہی نماز + ابن عباس رض فرماتے ہین کہ قریش خانہ کعبہ کا طواف ننگی کیا کرتے تھی اور سیٹی اور تالی بجایا کرتے اور مجاہد فرماتے ہین کہ کفار قریش آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے طواف مین مزاحم ہوا کرتے تھی اور سیٹی اور تالی بجاتے تھی تاکہ طواف اور نماز کو آپکے اوپر مشتبہ کردین اور ایسا ہی مقاتل سے مروی ہے اور ظاہر ہی کہ وہ لوگ یہ دونو حرکتین کیا کرتے تھی پس جو لوگ کہ خدا تعالی کا تقرب

سینٹی اور تالی سے کرتے ہین وہ تو اول فرقہ کی مانند اور اونکی بہائی بندہین اور جو
نمازیون اور ذاکرون اور قاریونپر اونکا فعل مشتبہ کردین تو وہ دوسری فرقہ
کی مانند ہین آبن عرفہ اور ابن انباری کہتی ہین کہ سینٹی اور تالی نماز نہین ہین مگر
خدا تعالی نے خبر دی کہ جس نماز کا اونکو حکم تہا اوسکی جگہہ اونہون نے سینٹی اور
تالی کو کیا اسیوجہ سی اس حرکت نے انپر بہت سی گناہ رکہدی اور اسکی مثال ایسی ہے
جیسے یون کہو کہ مین ائس سی ملنی گیا تو اوسنی مجہپر ستم کرنیکو میرا انعام کیا یعنی
انعام دینی کے قائم مقام ظلم کو کیا اور مقصود یہہ ہے کہ تالی اور سینٹی بجانیوالے
بانسلی اور فرمار سے یا اور جو ایسے ہون اونمین کچہہ ایک مشابہت ان لوگونکی ہی
تو اوسی مشابہت کی مقدار پر اونکو مذمت سی بہرہ بہی ہی اور اسیوجہ سی اللہ تعالی نے
نماز مین حاجت کیوقت مردون کے لئی تالی بجانا مشروع نہین فرمایا بلکہ اوسکو
چہوڑکر تسبیح کا حکم فرمایا کہ جمع ہونے کیو اسطہ اذان کہا کرین پس جب بدون
حاجت اوسکو کرین اور طرح طرحکے گناہ قول اور فعل سی اسپر زیادہ کرین تب تو
کیسی جائز ہوگا **فصل** اور راگ کا نام زنا کا منتر ہونا تو بہت درست ہے کہ
جیسا لفظ اور اسم ہے ویسے ہی معنی اور مسمی ہین اور یہہ نام فضیل بن عیاضؒ
سے مروی ہے۔ ابن ابی الدنیا کہتی ہین کہ ہمکو خبر دی حسن بن عبد الرحمن نے کہ فضیل

بن عیاضؒ نے فرمایا کہ غنا زنا کا منتر ہے اور کہا کہ خبر دی ہمکو ابراہیم بن محمد
مروزی نے ابو عثمان لیثی سے کہ یزید بن ولید نے فرمایا کہ اے اولاد امیہ کی بچو
راگ سے کہ وہ حیا کو کم کرتا ہے اور شہوت بڑہاتا ہے اور مروت کو کہوتا ہے اور شراب کے
قائم مقام ہے اور نشے کا سا کام کرتا ہے اور اگر تمکو ضروری کرنا ہو تو عورتونکو راگ
سے علیحدہ رکھو کہ راگ زنا کا سبب ہے۔ کہا اور خبر دی مجھکو محمد بن فضیل ازدی نے کہ
حطیئہ شاعر ایک عرب کے شخص کے پاس اوترا اور اوسکے ساتھہ اوسکی بیٹی ملیکہ نام
تھی جب رات ہوگئی تو راگ کی آواز سنی گھر والے سے کہا کہ اسکو روکدو کہ مین سنون
اوسنے پوچھا کہ اسمین کیا برائی ہے کہا کہ راگ بدکاری کے ایلچیوں مین سے ایک ایلچی
ہے اور مجھکو اچھا معلوم نہین ہوتا کہ یہہ لڑکی راگ سنے پس اگر تم موقوف کرادو تو
بہتر ورنہ مین تمہارے پاس سے چلا جاؤنگا۔ پہر خالد بن عبد الرحمن سے مروی ہے
کہ ہم سلیمان بن عبد الملک کے لشکر مین تھے کہ رات رہے آواز راگ کی کانمین آئی
صبح کو سلیمان نے آدمی بہیجکر اونکو بلوایا جب حاضر ہوئے تو یہہ کہا کہ گھوڑا
ہنہناتا ہے تو گھوڑی تھان چاہتی ہے اور اونٹ بلبلاتا ہے تو اونٹنی کو
اوسکی خواہش ہوتی ہے اور بکرا مستی مین بولتا ہے تو بکری کو اوسکی آرزو
ہوتی ہے اور مرد گاتا ہے تو عورت اوسکی مشتاق ہوتی ہے پہر حکم دیا کہ انسبکو خصی کردو

بن عياض الغناء رقية الزنا قال واخبرنا ابراهيم بن محمد المروزي عن ابي عثمان الليثي قال قال يزيد بن الوليد يا بني امية اياكم والغناء فانه ينقص الحياء ويزيد في الشهوة ويهدم المروءة وانه لينوب عن الخمر ويفعل ما يفعل المسكر فان كنتم لابد فاعلين فجنبوه النساء فان الغناء داعية الزنا قال واخبرني محمد بن الفضيل الازدي قال نزل الحطيئة برجل من العرب ومعه ابنته مليكة فلما جنه الليل سمع غناء فقال لصاحب المنزل كف هذا عني فقال وما تكره من ذلك فقال ان الغناء رائد من رادة الفجور ولا احب ان تسمعه هذه يعني ابنته فان كففته والا خرجت عنك ثم ذكر عن خالد بن عبد الرحمن قال كنا في عسكر سليمان بن عبد الملك فسمع غناء من الليل فارسل اليهم بكرة فجيء بهم فقال ان الفرس ليصهل فتستودق له الرمكة وان الفحل ليهدر فتضبع له الناقة وان التيس لينب فتستحرم له العنز وان الرجل ليتغنى فتشتاق اليه المرأة ثم قال اخصوهم

فقال عمر بن عبد العزیز رحمہ الله ما بمثلہ یعاقب فخل سبیلہم
قال فخلی سبیلہم والنساء انہ
سریعۃ الانفعال بالاصوات
ولذا قال صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم لانجشۃ حادیہ
رویدک رفقا بالقواریر یعنی
النساء واذا کان ذلک فی الحداء فما ظنک
بالغناء فکیف اذا اجتمع الی الغناء
الدف والرقص فکم من حرۃ صارت بالغناء
من البغایا وکم من حر اصبح بہ عبد الصبیان
والصبایا فاعذر ان ینعقب بسہام
من یشتغل بہ اضراب المنایا + اذا ما الخاطر
قلت ابیاتا + نعوذ باللہ من اطباق
الرزایا + ویصبح بعد ان قد کان حرا
عفیف الفرج عبد للصبایا + وبعض
من بہ معنی غناء + وذلک منہ
من شر العطایا + فصل

حضرت عمر بن عبد العزیز نے فرمایا کہ یہہ تو ہاتھہ پانو ناک کان کاٹ ڈالنا ہی
یہہ سزا درست نہین اونکو جانے دو راوی کہتے ہین کہ اُنکو چھوڑ دیا اور عورت
پر آواز کا جلد اثر ہوتا ہی اور اسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
حُدی خوان انجشہ سی فرمایا کہ ٹھہر اور ان شیشون یعنی عورتون پر نرمی کر جب
آپکا ارشاد حُدی کے بابمین یہہ ہو تو راگ پر کیا گمان کرتے ہو خصوصاً اُس
(ساربان کا راگ ۱۲)
صورتمین کہ راگ کی ساتھہ دف اور بانسلی اور ناچ ہو اکثر ایسا ہوا ہی کہ بیبیان غنا
کی بدولت کسبیان بنگئی ہین اور آزاد آدمی راگ کی کہٹراگ سی لڑکون اور چھوکریون
کے غلام ہو گئے ہین قطعہ

تو اگر راگمین مشغول ہی تو ڈر کہ کہین
مبتلا ہو کی مصائب مین اُلٹا ہی پڑا
بیشتر سی جو کہین پارسا تہا اور آزاد
راگ کرتا ہی عطا اوسکو کہ جسمین ہو منغز

موت کی پر لگے تیرونکی نہو جہیر مار
جب دلِ غمزدہ مین ہوتے ہین یہہ تیر و ساز
راگ سی بندہ زن ہوتا ہی وہ ناہنجار
یہہ عطا اوسکی مگر سب سے بُری ہی اے یار

فصل اور راگ کا نام نفاق کا اُگانیوالا حضرت ابن مسعودؓ کے نزدیک ثابت ہوا ہے
کہ اونہون نے فرمایا کہ راگ نفاق کو دلمین اسطرح اُگاتا ہی جیسا پانی کہیتی کو
اُگاتا ہے اور خدا کا ذکر دل مین ایمان کو اس طرح اُگاتا ہے

واما تسمیتہ منبت النفاق
فثبت عن ابن مسعودؓ
انہ قال الغناء ینبت
النفاق فی القلب کما
ینبت الماء الزرع والذکر
ینبت الایمان فی القلب

جیسا پانی کہیتی کو اور اس روایت کو ان سی ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ذم الملاہی

مین مرفوعًا ذکر کیا ہی اور صحیح تر یہہ ہی کہ یہہ روایت موقوف ہی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تک نہین پونہچی اور یہہ حدیث بہت قوی دلیل ہی اسبات پر کہ صحابہ لوگ انکی حالات اور انکے

مرضون اور انکی دواؤنکو خوب جانتی تہی اور وہی لوگ انکی طبیب تھے نہ وہ لوگ جو انکی طریق سی

منحرف ہوئی اور ان لوگونکے علاج مین دواؤنکی جگہہ بہت بڑی روگ لگائی اور آخر کو

ایسے پرانے مرض پیدا ہوئی کہ انکو نہین تہی اسلئی کہ جس دوا کو شارع نے بنایا تہا اسکو

چہوڑ دیا اور بیمارونکی رغبت اوس طرف ہوئی جس سی مرض کی جڑ خوب مضبوط ہوجاوے

تو مرض بھی بڑہگیا اور معاملہ بھی سخت مشکل ہوا اور گہرا ہو رستی اور بازار بیمارونسی بہر گئے

اور ہر ایک جاہل لوگونکی علاج کرنیکو کہڑا ہو گیا۔ اور واضح ہو کہ راگ کی چند خواص

ہین جنسے دل پر نفاق کا رنگ چڑہتی اور اوسمین نفاق کے اگنی کا اثر ایسا ہوتا ہے

جیسا پانی کو کہیتی کے جمنی مین اثر ہوتا ہی ایک خاصہ یہہ ہے کہ راگ دلکو لہو مین ڈالتا

ہے اور قران کے فہم اور سوچنی اور اوسکی موجب عمل کرنے سے باز رکھتا ہی

اسلئی کہ قران اور غنا دونو ایک لین اکہٹی نہین ہوتے اسلئی کہ دونو مین مخالفت ہی

کیونکہ قران تو خواہش نفس کی پیروی سی منع کرتا ہی اور پارسائی اور شہوتون

سی کنارہ کشی اور گمراہی کی لوازم سی علیحدگی کا حکم فرماتا ہی اور راگ اسکی خلاف کا حکم کرتا ہے

اور اوسکو اچھا دکہاتا ہی اور نفسونکو گمراہی کی خواہشونکی طرف برانگیختہ کرتا ہی تو جو بات نفس مین خفیہ تہی اوسکو ابہار کر ہر ایک برائی کیطرف تحریک کرتا ہی اور ہر خوبصورت مرد و عورت کی ملنی کا شوق دلاتا ہی اسصورتمین راگ اور شراب دونو دوڑ کے شریک ہین اور برائیونپر ابہارنے مین گہوڑدوڑ کے گہوڑونکی طرح برابر کیونکہ راگ شراب کا سگا بہائی اور خادم اور قائم مقام اور نائب ہی شیطان سے نے دونون مین ایسا بہائی چارہ باندہا کہ وہ کبہی نہین ٹوٹتا اور اون دونو مین ایک ساتہہ رہنے کا ایسا آئین مضبوط نکالا ہی کہ وہ کبہی منسوخ نہوا ابہی تو آدمی کو دیکہتی ہو کہ اسپر وقار کی علامت اور عقل کی روشنی اور ایمانکی تازگی ہی یکایک راگ سنتی ہی عقل اور حیا کم ہوگئی اور مروت چلدی اور نور عقل علیحدہ ہوا اور وقار و متانت کے عوض بک شروع کی اور سر اور مونڈہونکو ہلایا اور زمین پر پانو دیدے مارنے لگا اور زنا مغز دونو ہاتہونسے پیٹنے لگا اور بہیرونکی سی چہلانگین بہرنے لگا اور گدہون کی طرح رہٹ کی گرد چکر کہانے شروع کئے اور ایک راگ کی ماہر اوسکی تعریف یہ لکہی ہی قطعہ

یاد تجکو ہی وہ سب مین اکہٹی تہے ہم
ہم مین تہا جام سرود اچہی طرحسی ادہر
مست ہر شخص نظر آتا تہا دان شادی سے

صبح تک نغمۂ خوش رکہتی تہی آویزۂ گوش
نفس لیے کی تہی وہ مست کہ جیسی مے نوش
کوئی جز شادی نہین کہتا تہا اوس مین ہوش

کہیل اون کی یہہ کہتا تہا کہ ذرہ بخشش کو ہوش اچہی آنکہون نہ کیا صدقہ ادسی از سر جوش	بزم مین ہی جو کوئی کیفی ندا کرتا تہا اور کیا پاس ہمارے تہا جو دین جان کر سوا

اور بعض عارفونکا قول ہی کہ راگ کسی قوم مین تو نفاق کا باعث ہوتا ہی اور کسیمین
دشمنی کا اور کسی مین جہٹلانیکا اور کسی مین بدکاریکا اور اکثر خوبصورتونپر عاشق
ہونے اور بُری باتونکو اچہا جاننے کا باعث ہوتا ہی اور اسکا ہمیشہ سننا دلپر
قرآن کو گران اور کانونپر شکو بُرا کر دیتا ہی اور اس امر کی وجہ یہہ ہے کہ راگ شیطانکا
قرآن ہی تو وہ اور رحمن کا قرآن ایک دلمین جمع نہین ہونیکے اور یہی وجہ راگ کے
نفاق ہونیکی ہی اور ایک وجہ اور بہی ہی کہ نفاق کی اصل یہہ ہی کہ ظاہر باطن سے
مخالف ہو اور راگ والا ان دو آفات مین رہتا ہی اگر کہیل کہیلے تو بدکار ٹہرتا ہی اور
اگر عبادت اور تقوی ظاہر کری تو منافق ہوتا ہی اسلئے کہ اللہ تعالی اور آخرت کی
رغبت تو ظاہر کرتا ہی مگر دلمین شہوات کا جوش اور لہو اور آلات جو منافی دین کے
ہین اونکی محبت بہری ہی اور ایکوجہ یہہ ہے کہ ایمان دو باتونکا نام ہی حق کا کہنا اور
طاعت کے بموجب عمل کرنا تو یہہ ذکر خدا اور تلاوت قران ہی سے
پیدا ہوگا اور نفاق امر باطل کا کہنا اور گمراہی کا عمل
کرنا ہے اور یہہ راگ پر مترتب ہوتا ہے اور ایک

اذا نادى اخو اللذات فيه
اجاب اللهو حى على السماع
ولم تملك سوى المهجات شيئا
ارقناها لالحاظ فلاح

وقال بعض العارفين السماع يورث النفاق في قوم والعناد في قوم والتكذيب في قوم والفجور في قوم والرعونة في قوم واستحسان الفواحش وادمانه يثقل القران على القلب ويكرهه الى السمع لانه قران الشيطان فلا يجتمع هو وقران الرحمن في قلب وهذا معنى النفاق

وايضا فان اساس النفاق ان يخالف الظاهر الباطن وصاحب الغناء بين امرين اما ان يتهتك فيكون فاجرا او يظهر النسك فيكون منافقا فانه يظهر الرغبة في الله والدار الآخرة وقلبه يغلي بالشهوات ومحبة اللهو والآلات
وايضا فان الايمان قول وعمل قول بالحق وعمل بالطاعة وهذا ينبت على الذكر وتلاوة القران والنفاق قول الباطل وعمل الغي وهذا ينبت على الغناء

ايضا فمن علامات النفاق قلة ذكر الله والكسل عند القيام الى الصلاة ونقر الصلوة وهذه صفة المنافقين بالغناء وايضا النفاق مؤسس على الكذب والغناء من اكذب الشعر فانه يحسن القبيح ويزينه ويأمر به ويقبح الحسن ويزهد فيه وذلك عين النفاق وايضا النفاق غش ومكر وخداع والغناء مؤسس على ذلك وايضا المنافق يفسد من حيث يظن انه يصلح كما اخبر الله عن المنافقين وصاحب السماع يفسد قلبه وحاله من حيث انه يصلحه والمغني يدعو القلب الى فتنة الشهوات والمنافق يدعوها الى فتنة الشبهات قال الضحاك الغناء مفسدة للقلب مسخطة للرب وكتب عمر بن عبد العزيز الى مؤدب ولده ليكن اول ما يعتقدون من ادبك بغض الملاهي فان بدءها من الشيطان وعاقبتها سخط الرحمن فانه بلغني عن الثقات ان صوت المعازف واستماع الاغاني واللهج بها ينبت النفاق في القلب كما ينبت

بیان ملاہی

وجہ یہہ ہی کہ نفاق کی علامتین یہہ ہین کہ ذکر اللہ کا کم کرنا اور نماز کو کھڑا ہونے
مین کاہلی کرنی اور نماز مین ٹھونگین سی مارلینی یعنی جلد ادا کرنا ہے اور یہی
حال راگ مین مبتلا شخصونکا ہی اور ایک وجہ یہہ ہے کہ نفاق کی بنا جھوٹ پر ہی اور
راگ زیادہ تر جھوٹے شعرونمین سی ہی اسلئی کہ وہ بری کو اچھا کرتا ہے اور
اوسکو زینت دیتا ہی اور اوسکا حکم کرتا ہی اور عمدہ چیز کو برا کرتا ہی اور اوسمین
بے رغبتی پیدا کرتا ہی اور یہہ عین نفاق ہے اور نیز نفاق فریب اور مکر اور دہوکا
دینی کا نام ہی اور راگ کی بنا انہین پر ہے اور بہی منافق اسطرح فساد اور خرابی
کرتا ہی کہ اپنی گمان مین جانتا ہے کہ مین درستی کرتا ہون جیسا اللہ تعالی نے
منافقون کے حال سی خبر دی اور راگ والا بہی اپنی دل اور حال کو اسیطرح بگاڑتا
ہی کہ اپنی دانست مین اوسکی اصلاح کرتا ہی اور راگ والا دلونکو شہوات کیطرف بلاتا ہے
اور منافق اونکو شبہات کیطرف پکارتا ہی ضحاک فرماتے ہین کہ راگ دل کا بگاڑنیوالا
اور پروردگار کا ناراض کرنیوالا ہی اور حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے اپنی لڑکونکی معلم کو
لکھا کہ چاہئی تمہاری تعلیم مین اول اعتقاد انکا کھیلونکی عداوت ہو اسلئی کہ اونکی ابتدا
شیطان سی ہی اور اونکا انجام خدا کی ناراضی ہی اسلئی کہ مجکو معتبر لوگون سی یہہ خبر
پونہچی ہی کہ باجونکی آواز اور اوسپر فریفتہ ہونا نفاق کو دلمین ایسی جماتا ہی جیسی پانی

کے پاس گہاس جمتی ہی **فصل** اور راگ کا نام قران شیطان تابعیون سے منقول ہی
اور اوسمین ایک حدیث مرفوع آئی ہی قتادہ کہتی ہین کہ جب ابلیس اُتار اگیا تو عرضکیا
کہ الہی تونے مجکو مردود کیا تو میرا کام کیا ہی ارشاد ہوا کہ سحر ہی عرضکیا کہ میرا قرآن
فرمایا کہ شعر کہا کہ میرا لکھنا حکم ہوا کہ گودنا التماس کیا کہ میرا کہانا فرمایا کہ ہر مردار
اور جس چیز پر اللہ تعالی کا نام نلیا جاوے عرضکیا کہ میرا پینا حکم ہوا کہ ہر نشہ کی چیز
کہا کہ رہنی کی جگہہ فرمایا کہ بازار کہا کہ میری آواز فرمایا کہ مزامیر عرضکیا کہ میری
شکارگاہ یا آلات صید فرمایا کہ عورتین اور مشہور یون ہی کہ یہہ حدیث قتادہ رحمہ نے
موقوف بیان فرمائی ہی اور طبرانی نے اپنی معجم مین ابو امامہ سے اسکو مرفوع
روایت کیا ہی اور ابن ابی الدنیا کی کتاب مکائد الشیطان مین بسند وار ابو امامہ
کی روایت انحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہہ ہی کہ جب ابلیس زمین مین
اُتار اگیا تو عرضکیا کہ اے میرے رب تونے مجکو زمین پر اوتارا اور مردود کیا
تو میرے واسطے کوئی گہر مقرر کر دے اللہ تعالے نے فرمایا کہ تیرا گہر
حمام ہے اوسنے کہا کہ میری بیٹھک مقرر فرما حکم ہوا کہ بازار ہین اور تیرا ہی
چوراہی اوسنے کہا کہ میرا کہانا مقرر کر دی فرمایا کہ جس چیز پر خدا کا نام نہ لیا
جاوے وہ کہا اوسنے کہا کہ پانی میرا ٹھہرا دی فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز کہا کہ میرا موذن مقرر ہو

العشب على الماء فصل و
ان تغنيه قران الشيطان
فما ثق عن التابعين وقد
روي فيه حديث مرفوع قال
قتادة لما اهبط ابليس قال
يا رب لعنته فما عملي قال السحر
قال فما قراني قال الشعر قال
فما كتابي قال الوشم قال فما طعامي قال
كل ميتة وما لم يذكر اسم الله عليه قال
فما شرابي قال كل مسكر قال فما
بيتي قال الحمام قال فما مجلسي قال
الاسواق قال فما صوتي قال المزامير قال
فما مصائدي قال النساء والمعروف هذا

مزامیر کے بیان میں

موقوف عن قتادة وقد رواه الطبراني في معجمه من حديث
ابي امامة مرفوعا وفي كتاب مكائد الشيطان لابن
ابي الدنيا بسنده عن ابي امامة عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال ان ابليس لما انزل الى
الارض قال يا رب انزلتني الى الارض وجعلتني
رجيما فاجعل لي بيتا قال الحمام قال
فاجعل لي مجلسا قال الاسواق ومجامع الطرق
قال فاجعل لي طعاما قال كل
ما لم يذكر اسم الله عليه
قال فاجعل لي شرابا قال كل
مسكر قال فاجعل لي مؤذنا

قال المزمار قال اجعل لي قرآنا
قال الشعر قال فاجعل لي كتابا
قال الوشم قال فاجعل لي حديثا
قال الكذب قال اجعل لي رسلا قال الكهنة قال
اجعل لي مصائد قال النساء ونحو ذلك
فهذا الاخير كناية فانه من
عمل الشيطان فهذا واتبعوا ما تتلوا الشياطين
عمل الشيطان كما قال في سليمن ولكن الشياطين كفروا يعلمون الناس السحر
الشعر فهو من عمل الشيطان وروى ابو داود عن جبير بن مطعم اعوذ بالله من الشيطان من نفخه ونفثه وهمزه قال نفثه الشعر ونفخه الكبر وهمزه الموتة

فرمایا کہ مزمار کہا کہ میرا قران ٹھہرا دی فرمایا کہ شعر کہا کہ میری واسطی لکھنا ٹھہرا دے
فرمایا کہ گودنا کہا کہ میری لئی بات بتا دی فرمایا کہ جھوٹ کہا کہ میری پیامبر ٹھہرا دے
فرمایا کہ غیب کہنیوالے کہا کہ میری لئے شکار گاہین یا اوزار شکار کے مقرر کر دے
فرمایا کہ عورتین بین اوراس حدیث کی اور بہت سی دلیلین ہین مثلا جادو کے عمل شیطان
ہونیکی لئی یہہ آیت ہی وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ
اور پیچہے لگی ہین اوس علم کی جو پڑہتے شیطان سلطنت مین سلیمان کی اور کفر نہین کیا
كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ اور شعر کے قران شیطان ہونے پر دہ روایت ہی جو
سلیمان نے لیکن شیطانون نے کفر لیا لوگون کو سکہاتے سحر ۱۲
ابوداود نے حدیث جبیر بن مطعم سی روایت کی ہی جسمین یہہ ہے کہ مین پناہ مانگتا ہون
اللہ کی شیطان مردود سی اوسکی پہونکنی اور تہتکارنے اور دبوچنی سی اور اوسکی تفسیر یہہ
کی ہی کہ اوسکا تہتکارنا شعر ہی اور پہونکنا تکبر اور دبوچنا ایک قسم کی دیوانگی ہی اور جب
اللہ تعالی نے اپنی رسول کریم کو قران لیکر بہیجا تو اونکو شعر کے سیکہنی سی محفوظ رکہا جو
شیطان کا قران ہی اور ارشاد فرمایا وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنبَغِي لَهُ اور گودنے کا شیطان
اور ہمنے نہین سکہایا اوسکو شعر کہنا اور یہہ اوسکے لائق نہین ۱۲
کی نوشت ہونا اسوجہ سی ہی کہ یہہ اوسکی علامت اور زینت سی ہی اور اسیلیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گودنیوالی اور گودوانیوالی عورتکو لعنت کی یعنی جو لکہتی ہی اور جسپر
لکہتی ہی دونوکو لعنت فرمایا اور مردار اور بسم اللہ چہوٹی ہوئی کا اُسکی خوراک ہونا اسلیے ہی کہ
شیطان جس کہانی پر خدا کا نام نہین لیا ہوتا اُسی حلال جانتا ہی اور ہمین جہت جب جنون نے اپنا توشہ پوچہا

اللہ رسوله بالقرآن صانه عن تعلم الشعر الذي
هو من الشيطان فقال وما علمناه الشعر
وما ينبغي له واما كون الوشم كتابة فانه من
علمه وزينته ولهذا لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم الواشمة و
المستوشمة فلعن الكاتبة
والمكتوب عليها واما كون
الميتة وما لم يذكر اسم الله عليه
طعامه فان الشيطان يستحل
الطعام اذا لم يذكر عليه اسم
الله ولهذا لما سألت الجن

جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے تھے تو آپ نے فرمایا کہ ہر ایک
ہڈی جسپر خدا تعالی کا نام لیا جاوے تو دیکھو کہ شیطانونکی غذا یعنی جسپر نام خدا
ترک ہوا ہو وہ اُنکے لئے مباح نہ فرمائی آور نشہ آور چیز کا شیطان کے لئے
پانی ہونا اِسطرح ہی کہ اللہ تعالی شراب اور جوئے اور بتون اور پانسون کے
باب مین فرماتا ہی کہ وہ گندے کام مین شیطان کے اُس سے معلوم ہوا کہ جو شراب اُسکے
دوست اوسکی اجازت سے بناتے ہین اوسمین سے وہ بھی پیتا ہی اور اوسکی بنانے
اور پینے اور گناہ اور عذاب مین اونکا شریک ہوتا ہی آور بازارونکی شیطان کی
مجلس ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ حدیث شریف مین ہی کہ شیطان اپنا جھنڈا بازار مین کھڑا
کرتا ہی اسیواسطے بازار مین نکمی بات اور غلط اور شور اور چوری اور دغا بازی اور
بہت سی اوسکی حرکات ہوتی ہین اور اللہ تعالی کی بُرائی کنا بونمین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف یہہ کور ہی کہ وہ بازارونمین چلانے والے نہونگے اور حمام کے خانہ
شیطان ہونے پر یہی شاہد ہی کہ حمام نماز کی جگہہ نہین چنانچہ ابو سعید کی حدیث مین ہے
کہ زمین بالکل مسجد ہے سوا مقبرہ اور حمام کے آور ایک وجہ یہہ ہی کہ حمام برہنگی کی
کھلنے کی جگہہ ہی اور نیز وہ آگ پر بنا ہوتا ہی جو شیطانکی اصل ہی اور شیطان اُسی سے بنا ہی اور
مزمار کا شیطانکی آواز ہونا تو نہایت ہی مناسب ہی کیونکہ راگ اُسکا قرآن ہی اور ناچ اور تالی بجانا اُسکی گت

الذین بهما المکاء والتصدیة
صلوته ولابد لهذه الصلوة
من منادٍ ومن امام وماموم فالقائل
المنادی والامام المغنی والسامع
الحاضرون واما الکذب فالکاذب
حاشیته فهو الکاذب الاول
بالکذب المزین له فکل کذب
یقع فی العالم فهو من تعلیمه وحاشیته واما الکهان
فان المشرکین یرجعون الیهم فیتبعون
الکهنة رسله فان المشرکین یرجعون الیهم ویتحاکمون الیهم
الیهم فی مقاصدهم العظام ویصدقونهم
ویرضون بحکمهم کما یفعل اتباع الرسل بالرسل
ویعتقدون انهم یعلمون الغیب فهم
فالکهنة عند المشرکین بمنزلة الرسل ولهذا قال
رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من
اتی کاهنا فصدقه فقد کفر بما انزل علی
محمد صلی الله علیه وآله وسلم للتضاد بین الرسل والکهان
فان الناس قسمان اتباع الکهنة واتباع الرسل
فلا یجتمع فی العبد ان یکون
من هؤلاء وهؤلاء بل یکون
البعید من الرسول بقدر
القرب من الکاهن ویکذب
الرسول بقدر تصدیقه للکاهن و
قوله مصائد الشیطان النساء بیان هذه
فی الفصل الآتی والمقصود

یعنی سیٹی اور تالی اوسکی نماز ہے تو ضرور ہے کہ اس نماز کا کوئی اذان دینے والا اور امام اور مقتدی بھی ہو پس مزمار تو موذن ہی اور گویا امام ہی اور حاضرین مجلس مقتدی ہین اور جھوٹ کا شیطانکی بات ہونا اسلئے ہی کہ وہ جھوٹا ہی (بالسلی ۱۲) اور جھوٹ کا حکم کرتا ہی اور اوسکو زینت دیتا ہی تو جو جھوٹ دنیا مین ہوتا ہی وہ اوسکے سکہانے اور گفتگو سے ہے اور کاہن جو شیطان کے پیغمبر ہین اسکی وجہ یہہ ہے کہ مشرک اونکی طرف دوڑتے ہین اور اپنی بڑی بڑی کامون مین اونکی پناہ ڈہونڈہتے ہین اور اونکو تصدیق کرتے ہین اور اونکو پنچ کرکے اونکی حکمون پر راضی ہوتے ہین جیسے رسولون کے پیرو رسولونکے ساتہہ کرتے ہین کہ اسبات کے معتقد ہوتے ہین کہ انکو علم غیب ہے غرضکہ کاہن مشرکونکی نزدیک بمنزلہ پیغمبرونکی ہین اور اسیوجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن کے پاس آیا اور اوسکی تصدیق کی تو وہ اُس چیز کا منکر ہی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری ہی - اسلئے کہ رسولون اور کاہنون مین ضد ہی کیونکہ آدمی دو قسم کے ہین کاہنونکی پیرو اور رسولونکی پیرو تو ایک بندہ مین دونو باتین جمع نہین ہوسکتین کہ ادمین سے بہی ہو اور اِنمین سے بھی بلکہ جسقدر کاہن سے قرب ہوگا اوسیقدر رسول سے دوری ہوگی اور جتنا اوسکو سچ جانیگا اتنا ہی رسول کو جہٹلا دیگا اور یہہ جو مذکور ہوا کہ شیطانکی شکارگاہین عورتین ہین اِسکی وجہ اگلی فصل مین آویگی اب اصل مقصود

أن الغناء المحرم قرآن الشيطان ولما أراد أن يهجم عليه نفوس المبطلين وزينه بما يزينه من الآلات وأن يكون من امرأة جميلة أو صبي جميل ليكون أدعى إلى القبول الذوق من قراءته وتعوضا به عن القرآن المجيد فصل وأما تسمية الصوت الأحمق والصوت الفاجر في تسمية الصادق المصدوق صلى الله عليه وآله وسلم أخرج الترمذي من حديث ابن أبي ليلى عن عطاء عن جابر قال خرج النبي صلى الله عليه وآله وسلم مع عبد الرحمن بن عوف إلى النخل فإذا ابنه إبراهيم يجود بنفسه فوضعه في حجره ففاضت عيناه فقال عبد الرحمن أتبكي وأنت تنهى الناس قال إني لم أنه عن البكاء وإنما نهيت عن صوتين أحمقين فاجرين صوت عند نغمة لهو ولعب ومزامير الشيطان وصوت عند مصيبة خمش وجوه و شق جيوب ورنة وهذا هو رحمة ومن لا يرحم لا يرحم لولا أنه أمر حق ووعد صدق وأن آخرنا سيلحق أولنا لحزنا عليك حزنا هو أشد من هذا وإنا بك لمحزونون

کیطرف رجوع کرتے ہین کہ راگ حرام شیطانکا قران ہی اور جب اوسنے چاہا کہ اوپر
باطل والونکی نفس الٹھی ہون تو اوسکی ساتہہ آلات کی زینت اور کردی اور یہہ کہ کسی
خوبصورت عورت خواہ لڑکے سی سُنا جاوی تاکہ زیادہ تر مقتضی ہو کہ نفس اوسکی قرارت
کو قبول کرین اور قرآن مجید کی عوضمین اوسکو اختیار کرین **فصل** اور اوسکا نام صوت
احمق اور صوت فاجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رکہا ہوا ہی جو صادق اور مصدوق
ہین ترمذی نے حدیث ابی لیلی سی اور انہون نے عطا سی اور انہون نے جابر سی روایت
کی ہی کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبد الرحمن بن عوف کے ساتھہ باغ خرما کیطرف تشریف
لیگئی اتفاقا آپکے صاحبزادی ابراہیم مرنے لگے آپنے اونکو اپنی گود مین لیلیا اور انکہون
سی آنسو جاری ہوئے حضرت عبد الرحمن نے عرض کیا کہ بہلا آپ روتے ہین آپ تو لوگونکو رونیسی
منع فرماتے ہین آپنے فرمایا کہ مین نے رونیسے منع نہین کیا مینے صرف دو آوازون
احمق اور فاجر سی منع کیا ہی ایک وہ آواز کہ لہو ولعب اور شیطانکی بانسلیونکی نغمہ کیوقت
ہو دوسری وہ آواز کہ مصیبت کیوقت یعنی منہ نوچنی اور گریبان پہاڑنے اور فریاد
کیوقت ہو اور یہہ جو مین روتا ہون رحمت ہی جو ترس نہین کرتا اوسپر ترس نہین کیا جاتا
(پہر یون فرمایا) اگر یہہ امر حق اور سچا وعدہ نہوتا اور یہہ کہ ہم مین سی پچھلا شخص عنقریب
اول سی جا ملیگا تو ہم تجہپر اس سی بہی زیادہ سخت غم کرتے اور ہم تیری جہہ سی غمزدہ ہ

آنکھہ روتی ہی اور دل غم کرتا ہی اور ہم نہین کہتے وہ بات کہ ناراض کری پروردگار
کو ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث حسن ہے تو اب اِس منع فرمانیکو دیکھو جس سے
راگ کا نام صوت احمق تاکید سے ثابت ہی اور اسی پر اکتفا نفرمایا یہانتک کہ اوسکو
بدکاری کے ساتھہ موصوف کیا اور آپ بھی بس نکیا تھے کہ اوسکا نام مزامیر شیطان
لیا اور حضرت ابوبکر رضہ نے جو راگ کو مزمور شیطان کہا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اُسکو ثابت رکہا اور آپکا یہہ فرمانا انما نہیت حرمت کی بابمین لاتفعل کی نسبت کی
کامل تر ہے اسلئے کہ لاتفعل مین احتمال نہی اور دوسری چیز کا بہی ہی بخلاف فعل صریح
کے تو جو شخص اِس سے بھی حرمت نہ سمجھے وہ کسی نہی سے نہ سمجھیگا **فصل** اور راگ کا
نام صوت شیطان اسلئے ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ (اور گھبرا لے او سمین جسکو گھبرا سکے)
بِصَوْتِكَ (اپنی آواز سے ۱۲) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہی کہ بصوتک سے مراد ایک امر
گناہ کیطرف بلانیوالا ہی اور ظاہر ہی کہ راگ معصیت کیطرف بڑی بلانیوالونمین سے ہی
اور ابن ابی حاتم ہی نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ شیطانکی آواز راگ اور جہوٹ ہی
اور نیز جریر بن منصور سے اور انہوں نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ اوسکی آواز مزامیر ہین
اور مجاہد نے حسن بصری سے روایت کیا ہی کہ آواز اوسکی دف ہی اور یہہ اضافت تخصیصی
ہی جیسے اضافت سوار اور پیادونکی بہی اوسکی طرف تخصیصی ہی اسصورتمین جو طاعت

بيكي العين ويحزن القلب ولا نقول ما يسخط الرب قال الترمذي حديث حسن فانظر الى هذا النهي الموكد تسمية الغناء صوتا احمقا ونقصه عليه العصى ووصفه بالفجور وبفضله عليه ذلك حتى سماه مزمار الشيطان وقال ابوبكر اقرار النبي صلى الله عليه وسلم على تسمية الغناء مزمار الشيطان وقوله انما نهيت على صيغة لا تفعل لان لا تفعل يحتمل النهي وغيره بخلاف الفعل الصريح فمن لم يستفد التحريم من هذا لم يستفده من نهي ابدا

فصل واما تسمية صوت الشيطان فقال تعالى واستفزز من استطعت منهم بصوتك اخرج ابن ابي حاتم عن ابن عباس ان صوتك كل داع الى المعصية ومن المعلوم ان الغناء من اعظم الدواعي الى المعصية واخرج ايضا عن مجاهد قال صوته الغناء والباطل واخرج ايضا عن جرير عن منصور عن مجاهد قال صوته المزامير واخرج عن الحسن البصري قال صوته الدف وهذه الاضافة تخصيص كما ان اضافة الخيل والرجل اليه كذلك فكل متكلم

الہی کے سوا بولنے والا اور نفیری یا بانسلی یا دف حرام یا ڈہول سے آواز کرنیوالا ہوگا تو وہ
آواز شیطان ہی کی ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین اپنے دونو پاؤنسے چلتا ہوگا وہ
اسکا پیادہ ہے اور جو شخص خدا تعالی کی نافرمانی مین سوار ہوگا وہ اسکا سوار ہے اگلے لوگون نے
اسیطرح فرمایا ہے جیساکہ ابن عباس سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ جو پانو خدا تعالی کی
معصیت مین چلے وہ شیطانکا پیادہ ہے اور مجاہد کہتے ہین کہ جو مرد غیر طاعت الہی مین لڑے وہ اسکا
پیادہ ہے اور قتادہ فرماتے ہین کہ شیطانکے سوار و پیادے جن و انسان سے دونو ہین **فصل** اور راگ کا نام
مزمور الشیطان ہونیکی یہہ وجہ ہے کہ صحیحین مین حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے یہان ایسے وقت تشریف لائے کہ میرے پاس دو لڑکیان بعاث
کی لڑائی کا گیت گا رہی تہین آپنے بستر پر لیٹ کر اپنا منہ پہیر لیا اور حضرت ابوبکر رض
اندر آئے اور مجکو جہڑکا اور فرمایا کہ مزمار شیطان ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رض کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ
انکو کچہہ مت کہو جب آپ غافل ہوئے تو مین نے ان لڑکیونکی طرف آنکہہ سے اشارہ کیا وہ
دونو باہر چلی گئین - اس حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رض
پر راگ کو مزمار شیطان کہنے کا انکار نکیا اور ان دونو لڑکیونکو گانے پر قائم رکہا
اسلئے کہ وہ دونو نابالغ لڑکیان تہین کہ عربونکا راگ جو بعاث کی لڑائی کی شجاعت

بغير طاعة الله او صوت مزمار او دف حرام او طبل فهو من صوت الشيطان وكل ساع في معصية الله على قدميه فهو من رجله وكل راكب في معصية فهو من خيله كذا قال السلف كما روي عن ابن عباس قال رجله كل رجل مشت في معصية الله وقال مجاهد كل رجل يقاتل في غير طاعة الله فهو من رجله وقال قتادة ان له خيلا ورجالا من الجن والانس **فصل** وانما سمي مزمور الشيطان لما في الصحيحين عن عائشة رضي الله عنها قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث فاضطجع على الفراش وحول وجهه ودخل ابو بكر فانتهرني وقال مزمار الشيطان عند النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاقبل عليه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال دعهما فلما غفل غمزتهما فخرجتا ... جاريتان تغنيان بغناء الاعراب الذي قيل في يوم حرب بعاث

ولعب وكان اليوم يوم عيد
فاتوسع حزب الشيطان في ذلك
الى سماع امرأة اجنبية او صبي امرد
معها وصوت وتنح وفتنة تغني بما يدعو
الى الزنا والفجور وشرب الخمر
مع آلات اللهو التي حرمها
رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم في عدة احاديث كما سيأتي مع التصفيق
والرقص وتلك الفضايح المنكرة التي لا يستحلها
واحد من اهل الايمان فضلا عن اهل العلم والايمان
ويحتجون بغناء جويريتين غير مكلفتين
بانشاد الاعراب في الشجاعة ونحوها

وغیرہ کے بابمین تہا گاتی تہین اور دن بہی عید کا دن تہا اب گروہ شیطانی اسمین بہت سا پہیلا و اکر لیا کہ اجنبی عورت اور امرد لڑکے تک کا راگ سننے لگے جسکی آواز اور صورت دونو فتنہ ہون اور راگ بہی وہ گاوے جو موجب زنا اور بدکاری اور شراب خواری کا ہو اور اوسپر طرہ یہہ کہ آلات لہو کے ساتہہ ہو جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند حدیثو نمین حرام فرمایا چنانچہ مذکور ہونگی اور تالی اور ناچ اور ایسی بُری باتین اسکی ضمیمہ ہون کہ اونکو کوئی بت والو نمین سے بہی حلال بتاتا ہو چہ جائیکہ کوئی اہل علم اور ایمان والا حلال جانے اور اپنی حجت اونہین دونو نابالغ لڑکیونکی راگ کو کرتی ہین کہ جنہون نے عربو الونکی شجاعت وغیرہ کا گیت عید کے دن بدون نفیری اور دف اور ناچ اور تالی کے گایا تہا اور اس متشابہ حدیث کی لئے حدیث صریح محکم کو چہوڑ دیتے ہین اور انپر کیا موقوف ہے ہر باطل والیکا یہی دستور ہے۔ ہان ہم نہ حرام کہین اور نہ مکروہ جانین اوسقدر کو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گہر مین اوس صورت پر ہوا تہا بلکہ ہم اور سب اہل علم اور ایمان تو اوس راگ کو حرام کہتے ہین جو اوسکے خلاف ہو

فصل راگ کا نام سمود ہونیکی وجہ یہہ ہے کہ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رض سے اس کلمہ کی تفسیر مین وَاَنْتُمْ سَامِدُوْنَ (اور تم کہلاڑیان کرتے ہو) روایت کیا ہے کہ حمیر کی زبان مین سمود غنا کو کہتے ہین وہ لوگ کہتے ہین کہ اِسْمُدْ لَنَا اسکے یہہ معنی ہین کہ ہمارے لئے گاؤ چنانچہ سمود شعر متن مین

في يوم عيد بغير شبابة ولا دف ولا رقص
ولا تصفيق ويدعون المحكم الصريح لهذا
المتشابه وهذا شأن كل مبطل نعم لا نحرم
ولا نكره مثل ما كان في بيت رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم على ذلك الوجه وانما
نحرم نحن واهل العلم والايمان السماع
المخالف لذلك **فصل** وانما
تسميته بالسمود فقال عكرمة
عن ابن عباس رضي الله عنه
في قوله تعالى وانتم
سامدون السمود الغناء بلغة
حمير يقال اسمدي لنا اي غني لنا

اسی معنو نمین وارد ہوا ہی ابو عبید کہتی ہین کہ مسمود اوس شخص کو کہتی ہین جسکی لئی راگ گایا جاوی اور عکرمہ فرماتی ہین کہ جب وہ لوگ قران کو سنتی تھی تو گیت گاتے تھی اسلئی یہ آیت اُتری اور اس آیت مین جو سمود کی معنی غفلت اور سہو اور تکبر اور غضب اور خفگی کی کہی ہین وہ ان معنون مذکورہ بالا کے مخالف نہین اسلئی کہ راگ ان سب امور کا جامع اور سبکا موجب ہے غرضکہ راگ کی نام غنا کے سوا چودہ ہوئی **فصل** کہیل کے سامان اور باجونکو جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام فرمایا ہی اوسکی بیان مین — عبد اللہ بن غنم کہتی ہین کہ حدیث بیان کی مجہہ سی ابو عامر یا ابو مالک اشعری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سی کہ آپ نے فرمایا کہ میری امت مین سی کچہہ لوگ ہونگی کہ زنا اور ریشمی کپڑی اور شراب اور باجون کو حلال جانینگی اور کچہہ قومین پہاڑ کی برابر مین اترینگی اونپر چروایا اُنکی بکریان شام کو لاویگا اونکی پاس کوئی حاجت کا طالب آویگا تو کہینگی کہ کل صبح کو آنا پہر اللہ تعالی اونپر شبخون مارےگا اور پہاڑ کو اُنپر گرا دیگا اور دوسرونکو بندر اور سور کر دیگا قیامت کی دن تک روایت کیا اسکو بخاری نے اوس باب مین جسمین یہہ ہے کہ جو شخص شراب کو حلال جانے اور اوسکا نام شراب کے سوا کچہہ اور رکہی اور بخاری نے اس سی دلیل کی ہی اور یقینا اسکی تعلیق کی ہی اور ابن حزم نے جو اسمین طعن کیا ہی کہ یہ حدیث منقطع ہی اسوجہ سی کہ اسکی سند بخاری نے متصل نہین بیان کی یہی کہہ دیا ہی ہشام بن عمار ایسا کہتی ہین اور اس وہم کا جواب کئی طرح سی ہے

وكان الغريف فيها غنا
للذي من شارب مسمود
قال ابو عبيدة المسمود الذي
غني له وقال عكرمة كانوا اذا
سمعوا القرآن تغنوا فنزلت
هذه الآية وهذا لا يناقض
ما قيل في هذه الآية من ان
السمود الغفلة والسهو والتكبر والغضب والبرطمة
اذ الغناء يجمع هذا كله ويوجبه فهذه اربعة عشر
اسما سوى الغناء. **فصل** في بيان تحريم رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم آلات اللهو والمعازف
عن عبد الرحمن بن غنم قال حدثني ابو عامر او ابو مالك
الاشعري انه سمع النبي صلى الله عليه وآله وسلم يقول
ليكونن من امتي اقوام يستحلون الحر والحرير والخمر والمعازف
ولينزلن اقوام الى جنب علم يروح عليهم بسارحة لهم
ياتيهم لحاجة فيقولون ارجع الينا غدا فيبيتهم الله
ويضع العلم ويمسخ آخرين قردة وخنازير الى
يوم القيامة اخرجه البخاري
محتجا به وعلقه تعليقا مجزوما به
باب من يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه
وقدح ابن حزم فيه بان
سنده منقطع لان البخاري لم يصل
سنده قال هشام بن عمار
وجواب هذا الوهم من وجوه

اول یہہ کہ بخاری نے ہشام بن عمار سی ملاقات کی اور اونسی سُنا ہی پس جب قَالَ ہشام
کہا تو ایسا ہی ہی کہ عن ہشام کہا دوسرے یہہ کہ اگرچہ بخاری نے ہشام سی نہین سنا تب بھی او
یقیناً ہشام سی ہوا جب دریافت کیا تو یہی معلوم ہوا کہ ہشام نے اسکو بیان کیا ہی اور
ایسا اتفاق بسبب ایک استاد کی بہت سی راوی ہونے اور اسکی مشہور ہونیکے اکثر ہو جایا کرتا ہی
ورنہ بخاری تمام مخلوق کی نسبت کردہ ہو کادینی سی بعید ترین تیسرے یہہ کہ بخاری نے اسکو
اپنی کتاب مین جسکا نام صحیح ہی حجت کی طور پر داخل کیا ہی پس اگر اونکی نزدیک یہہ حدیث صحیح
نہوتی تو کبہی ایسا نکرتے چوتھے یہہ کہ بخاری نے یقین کے الفاظ اسکی تعلیق کی ہی سست الفاظ
سی نہین کی جبکہ حدیث مین توقف کرتے ہین یا اونکی شرط کی موافق نہین ہوتی تو یہہ کہتی ہین
کہ روایت کیا جاتا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یا ذکر کیا جاتا ہی یا اور اسطرحکا لفظ
بولتے ہین پس جب یون بیان کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو یقین کر لیا کہ اس حدیث
کی نسبت آپکی طرف ہی پانچوین یہہ کہ ہم اگر ان سب باتونسی بالکل روگردانی کرلین تب بھی حدیث
مذکور سوا بخاری کے اوروںکے نزدیک متصل ہی چنانچہ ابو داود نے اسکو روایت کیا ہی اور ابوبکر
اسماعیلی نے اپنی کتاب صحیح مین اسکو سند دار بیان کیا ہی اور صرف ابو عامر کا نام لیا ہی شک نہین
کیا جیسے بخاری نے ابو مالک اشعری کا نام ابو عامر کے ساتھ لکھا ہی اور اس حدیث کی دلالت کی وجہ حرمت
پر یہہ ہے کہ سب لغت والونکا اتفاق ہی کہ معازف سب کہیل کے آلات کو کہتے ہین

احدها ان البخاري قد لقي هشام بن عمار وسمع منه فاذا قال قال هشام فهو بمنزلة قوله عن هشام الثاني انه لو لم يسمع منه فهو لم يستجزه الا عمن صح عنده انه حدث به وهذا الا لكثرة من رواه عن ذلك الشيخ وشهرته فالبخاري ابعد خلق الله من التدليس الثالث انه ادخله في كتابه المسمى بالصحيح محتجا به فلولا صحته عنده لما فعل ذلك الرابع انه علقه بصيغة الجزم دون صيغة التمريض فانه اذا توقف في الحديث او لم يكن على شرطه يقول ويروى عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ويذكر عنه ونحو ذلك فاذا قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقد جزم وقطع باضافته اليه الخامس انا لو اضربنا عن هذا كله صفحا فالحديث متصل عند غيره رواه ابو داود ورواه ابوبكر الاسماعيلي في كتابه الصحيح مسندا فقال ابو عامر ولم يشك ووجه الدلالة منه ان المعازف هي آلات اللهو كلها اتفاقا بين اهل اللغة

ولو كانت حلالا لما ذمهم على
استحلالها ولما قرن استحلالها
باستحلال الخمر والخز لانه ان كان
بالحاء والراء المهملتين فهو استحلال
الفرج الحرام وان كان بالخاء والزاء
المعجمتين فهو نوع من الحرير
وهو غير الذي صح عن الصحابة انه
بلبسه اذ ذاك الصوف وليس بحرير وقد روى
الخز بالوجهين واخرج ابن ماجة باسناد
صحيح عن ابي مالك الاشعري قال قال رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم ليشربن ناس
من امتي الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف على رؤسهم

مزامیر کا بیان

اور اگر یہہ حلال ہوتے تو اونکی حلال جاننی پر لوگونکی مذمت آپ نفرماتے اور اُنکے
حلال جاننی کو شراب اور خز کے حلال جاننی کے ساتھہ ذکر نفرماتے اسلئی کہ اگر لفظ حر حاء
مہملہ اور راء مہملہ سی ہی تو اوسکی معنی حلال جاننی ستر حرام کے ہین اور اگر خاء منقوطہ
اور زاء منقوطہ سی ہی تو وہ ایک قسم ریشم کی ہی وہ نہین ہی جسکا پہننا صحابہ سے ثابت
ہوا ہی اسلئی کہ وہ پشمینہ تہا ریشمی کپڑا نہ تہا اور حدیث دونو طرح پر روایت کی گئی ہی
اور ابن ماجہ نے اسناد صحیح سی ابو مالک اشعری سی روایت کیا ہی کہ اونہونے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری اُمت مین سے کچھہ لوگ شراب پیوینگے اور اوسکا
نام کچہہ اور رکہہ لینگے اور اونکی سرون پر سازون اور گانیوالیونکی آواز ہوگی اللہ تعالی
اونکو زمین مین دہسا دیگا اور اُنمین سی بندر اور سور کر دیگا اس حدیث مین اگرچہ وعید ان
سب فعال پر ہی مگر مذمت و وعید مین سی ہر فعل پر ایک حصہ جب بہی ہی اور اسی باب
مین سہل بن سعد ساعدی اور عمران بن حصین اور عبد اللہ بن عمر اور ابن عباس اور
ابو ہریرہ اور ابو امامہ باہلی اور حضرت عائشہ اور حضرت علی اور انس اور عبد الرحمن
بن سابط اور غاز بن ربیعہ سی احادیث مروی ہین اور ہم اُن سبکو لکہتی ہین تاکہ اُن سی
قرآن والونکی آنکہین ٹہنڈی ہون اور شیطانی راگ والونکی گلی مین اٹکین سہل کی حدیث
کو تو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری

بالمعازف والقينات يخسف الله بهم الارض
ويجعل منهم القردة والخنازير وان كان الوعيد على جميع تلك
الافعال فلكل واحد منها قسط من الوعيد وفي الباب عن سهل
بن سعد الساعدي وعمران بن حصين وعبد الله بن عمرو وابن
عباس وابي هريرة وابي امامة الباهلي وعائشة وعلي بن ابي طالب
وانس وعبد الرحمن بن سابط والغاز بن
ربيعة ونحن نسوقها لتقر بها
عيون اهل القرآن وتشجى بها
حلوق اهل اللهو والشيطان
فاما حديث سهل فاخرجه
ابن ابي الدنيا قال قال رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم ليكون

امت مین زمین مین دہنسنا اور صورت کا بدلجانا ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ یہ بات کب
ہوگی یا رسول اللہ فرمایا جب ساز اور گانیوالیان ظاہر ہونگی اور شراب حلال جانی
جاویگی اور عمران بن حصین کی حدیث کو ترمذی نے اعمش سے اور انہون نے ہلال
بن یساف سے اور انہون نے عمران سے روایت کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ساز اور پی جاوین شرابین یعنی اوسوقت خسف اور مسخ
امت مین ہوگا ترمذی نے کہا ہی کہ یہہ حدیث غریب ہی اور حدیث عبداللہ بن عمرو کو احمد
نے اپنی مسند مین اور ابوداود نے ابن عمرو سے روایت کیا ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوی اور کوبہ اور تعبیر کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز
حرام ہی اور احمد کے الفاظ اسطرح ہین کہ اللہ تعالی نے میری امت پر شراب اور جوی اور
چنی کی شراب اور کوبہ اور قنین کو حرام فرمایا اور حدیث ابن عباسؓ بہی مسند مین آپ سے
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے شراب اور جوی اور
کوبہ کو حرام فرمایا اور ہر نشہ آور چیز حرام ہی اور کوبہ نقارہ کو کہتی ہین یہہ سفیان کا قول ہی
اور بعض کہتی ہین کہ بربط کو کہتی ہین اور قنین حبشی زبان مین تمورہ کو کہتی ہین اور تعبیر ایک سکی
بجانیکا نام ہی یہہ ابن اعرابی کا قول ہی اور ابوہریرہ کی حدیث کو ترمذی نے روایت
کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ مال غنیمت کو دولت جانین اور

فی امتی خسف ومسخ وقذف قالوا متی ذلک یا رسول اللہ قال اذا ظهرت المعازف والقینات واستحلت الخمر واما حدیث عمران بن حصین فرواه الترمذی عن الاعمش عن هلال بن یساف عن عمران قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا ظهرت القینات والمعازف وشربت الخمور فی هذه الامة خسف ومسخ وقال الترمذی هذا حدیث غریب واما حدیث عبد الله بن عمرو فرواه احمد فی مسنده وابوداود عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال ان الله حرم علی امتی الخمر والمیسر والکوبة والغبیراء وکل مسکر حرام ولفظ احمد ان الله حرم علی امتی الخمر والمیسر والمزر والکوبة والقنین واما حدیث ابن عباس فرفعه فی المسند ایضا عنه ان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم قال ان الله حرم الخمر والمیسر والکوبة وکل مسکر حرام والکوبة الطبل قاله سفیان وقیل البربط والقنین هو الطنبور بالحبشیة والتغبیر الضرب به قاله ابن الاعرابی واما حدیث ابی هریرة فرواه الترمذی قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا اتخذت الفیء دولا

عبدالسلام

امانت کو غنیمت اور زکوٰۃ کو ڈانڈا اور علم کو دین کے سوا اور چیزونکی لئی سیکھین اور مرد
اپنی بی بی کی اطاعت کرے اور اپنی ماکی نافرمانی اور اپنے دوست کو پاس بٹھاوے
اور باپکو دور کرے اور آوازین مسجدونمین ظاہر ہون اور گروہ مین سردار اوسمین کا
فاسق شخص ہو اور لوگونکا رئیس وکفیل اونین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے
خوف سی کیجاوے اور گانیوالیان اور باجے ظاہر ہون اور شراب پیجاوے اور اس امت
کے آخر کے لوگ اول کے لوگونپر لعنت کرین تو چاہیے کہ اسوقت منتظر ہون سرخ آندہی
اور بہونچال اور زمین مین دہنسنے اور پتہر پڑنے کے اور پیہم اور نشانیان اسطرح آوینگی
جیسے موتیونکا ہار کی لڑی ٹوٹکر موتی متواتر گرتے ہین ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث
حسن اور غریب ہے اور ابن ابی الدنیا نے اوسکو ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ اس امت کی آخر زمانہ مین صورت بدلکر بندر اور سور ہوجاوینگے
لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ گواہی نہ دیتے ہونگے کہ کوئی معبود نہین سوای اللہ کے
اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین خدا کے آپ نے فرمایا ہان گواہی دینگے اور روزہ نماز حج ادا
کرتے ہونگے کسی نے عرض کیا کہ پہر اونکا یہ حال کیون ہوگا آپ نے فرمایا کہ وہ سازون اور
دفون اور گانیوالیونکو اختیار کرینگے رات کو تو شراب اور لہو مین مصروف رہے صبح کو وہی تو
بندر اور سور کی صورت پر ہوگئے اور حدیث ابوامامہ کی احمدؒ کی مسند مین اور ترمذی مین

اوسے مروی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک جماعت میری امت مین سے کہانے اور پینے اور کہیل اور کود مین رات بسر کرینگے پہر صبح کو بندر اور سور ہو جاوینگے اور اونکی قبیلون مین سے ایک قبیلہ پر آندہی بہیج دیجایگی وہ اونکو ایسا اوکہاڑ دیگی جیسا تم سے پیشتر کے لوگونکو اکہاڑ دیا اسوجہ سے کہ وہ شراب کو حلال جانتے تہے اور دف بجاتے تھے اور گانیوالیونکو اختیار کرتے تہے اس حدیث مین فرقد سبخی راوی ہی اور وہ بڑے نیکبختون مین سے ہی مگر حدیث مین قوی نہین ترمذی کہتے ہین کہ اوسکی باب مین یحیی بن سعید نے کلام کی ہی اور اس سے لوگ روایت کرتے ہین اور اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے سعید بن مسیب سے اور انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہی اور ابوامامہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت مین سے ایک قوم کہانے اور پینے اور کہیل مین رات گذارینگی اور صبح کو بندر اور سور کی صورتمین ہو جاوینگی اور اونکو زمین مین دہنسنا اور پتہر پڑنا بھی پہنچیگا یہانتک کہ لوگ صبح کو کہین گے کہ آج رات فلانے کا گہر دہنس گیا اور فلان شخص کا خانمان دہنس گیا اور آنپر آسمان سے پتہر بہیجے جاوینگی جیسے لوط کی قوم کے قبائل اور گہرونپر بہیجی گئی تہی اور آنپر وہ آندہی سخت بھیجی جاویگی جسنے عاد کی قوم کو شراب پینے اور سود کہانے اور گانیوالیونکی رکہنے اور قرابت کو توڑنے کی باعث ہلاک کیا تہا اور احمد کی مسند مین عبید اللہ بن زحر کی حدیث علی بن یزید سے مروی ہی وہ

عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال تبيت طائفة من أمتي على أكل وشرب ولهو ولعب ثم يصبحون قردة وخنازير ويبعث على حي من أحيائهم ريح فتنسفهم كما نسفت من كان قبلكم باستحلالهم الخمر وضربهم بالدف واتخاذهم القينات وفي إسناده فرقد السبخي وهو من كبار الصالحين ولكن ليس بالقوي وقال الترمذي تكلم فيه يحيى بن سعيد وقد روى عنه الناس وأخرج ابن أبي الدنيا عن سعيد بن المسيب عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعن أبي أمامة عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال يبيت قوم من هذه الأمة على طعم وشرب ولهو فيصبحون وقد مسخوا قردة وخنازير وليصيبنهم خسف وقذف حتى يصبح الناس فيقولون خسف الليلة ببني فلان وخسف الليلة بدار فلان ولترسلن عليهم حجارة من السماء كما أرسلت على قوم لوط على قبائل فيها وعلى دور ولترسلن الريح العقيم التي أهلكت عادا بشربهم الخمر وأكلهم الربا واتخاذهم القينات وقطيعتهم الرحم وفي مسند أحمد من حديث عبيد الله بن زحر عن علي بن يزيد

روایت کرتے ہین قاسم سے اور وہ ابو امامہ سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجکو عالم کی رحمت اور ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور مجکو حکم کیا ہے کہ بانسلیوان اور بربطون اور باجون اور اُن بتونکو جنکی پرستش کفر کے ایام مین ہوتی تھی مٹادون بخاری نے کہا ہے کہ عبید اللہ بن زحر معتبر شخص ہے اور علی بن یزید ضعیف ہے اور قاسم بن عبد الرحمن یعنی ابو عبد الرحمن معتبر ہے اور ترمذی اور احمد کی مسند مین ٹھیک اسی اسناد سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گانیوالی لونڈیونکو نہ بیچو نہ خریدو اونکو پڑہاؤ اور اونکی تجارت مین کچھ بہتری نہین اور اونکا ثمن حرام ہے اور اسی جیسے معاملہ مین یہ آیت اُتری ہے وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ (اور ایک لوگ ہین کہ خریدار ہین کہیل کی باتون کے تا بچلاوین اللہ کی راہ سے ۱۲) اور حدیث حضرت عایشہ رض کی ابن ابی الدنیا نے محمد بن المنکدر سے اور اونہون نے حضرت عایشہ رض سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین مین دہنسنا اور صورت بدلجانا اور پتہر کا پڑنا ہوگا حضرت عایشہ نے کہا کہ وہ لا الہ الا اللہ کہین گے پہر آپنے فرمایا کہ جب ظاہر ہون گانیوالیان اور ظاہر ہو سود اور بیچا جاوے شراب اور پہنا جاوے ریشمی کپڑا تو اوسوقت وہ باتین مذکورہ بالا ہونگی اور ابن ابی الدنیا نے انس رض سے روایت کیا ہے کہ وہ اور اونکے ساتھ ایک اور شخص حضرت عایشہ رض کی خدمت مین گئے اوس شخص نے حضرت عایشہ رض

عن القاسم عن ابي امامة عنه صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله بعثني رحمة وهدى للعالمين وامرني ان امحق المزامير والكنارات يعني البرابط والمعازف والاوثان التي كانت تعبد في الجاهلية قال البخاري عبيد الله بن زحر ثقة وعلي بن يزيد ضعيف والقاسم بن عبد الرحمن ابو عبد الرحمن ثقة وفي الترمذي ومسند احمد بهذا الاسناد بعينه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام في مثل هذا انزل ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله وفي حديث عائشة فاخرج ابن ابي الدنيا عن محمد بن المنكدر عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في امتي خسف ومسخ وقذف قالت فقلت يا رسول الله وهم يقولون لا اله الا الله فقال اذا ظهرت القينات وظهر الربا وشربت الخمر ولبس الحرير كان ذا عند ذا واخرج ابن ابي الدنيا عن انس انه دخل على عائشة ورجل معه فقال لها الرجل يا ام المؤمنين

سے کہا کہ ہمسے زلزلہ کی بات کرو انہون نے فرمایا کہ جب لوگ سود کو مباح جانین اور
شراب پیوین اور باجے بجا دین تو اللہ تعالی اپنے آسمان مین غیرت کریگا اور اوسکو ارشاد
کریگا کہ کانپ پس اگر لوگون نے توبہ کی اور باز رہے تو فبہا ورنہ مین آسمانکو انپر گرا دونگا
حضرت انس کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ یا ام المومنین کیا بڑا عذاب ہے فرمایا بلکہ ایماندارون
کی لئے نصیحت اور رحمت اور برکت ہے اور کافرون پر سختی اور عذاب و نار اضی ہے حضرت
انس فرماتے ہین کہ مین نے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی حدیث نہین سنی جس کی
مجکو اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی اس حدیث سے ہوئی اور حدیث حضرت علیؓ کی بھی ابن ابی الدنیا
سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب میری امت
پندرہ باتین کریگی تو انپر بلا نازل ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہین آپنے فرمایا
کہ جب غنیمت دولت ہو جاوے اور امانت غنیمت اور زکوۃ ڈانڈ اور اطاعت کرے مرد اپنی
بی بی کی اور نافرمانی کرے ماں کی اور سلوک کرے دوست سے اور ظلم کرے باپ پر اور بلند ہون
آوازین مسجد مین اور قوم کا رئیس ونہین کا کمینہ ہو اور آدمی کی عزت اوسکی بدی کے ڈر سے
کیجاوے اور شرابین پیجاوین اور ریشمی کپڑا پہنا جاوے اور گانیوالیان رکہی جاوین اور اس
امت کے پچہلے لوگ اگلونکو لعنت کرین تو اوسوقت لوگ سرخ آندہی اور زمین مین دہنسنے
اور صورت بدلنے کے منتظر رہین ف مترجم کہتا ہے کہ پندرہوین بات اصل مین نہین لکہی تہا

حدثنا عن الزلزلة فقالت اذا
استباحوا الزنا وشربوا الخمور وضربوا
بالمعازف غار الله في سمائه فقال
للارض تزلزلي فان تابوا ونزعوا والا هدمها
عليهم قال قلت يا ام المومنين
اعذاب عظيم قالت بل موعظة
ورحمة وبركة للمومنين ونكال
وعذاب وسخط على الكافرين قال انس ما سمعت
حديثا بعد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
انا اشد به فرحا مني بهذا الحديث واما حديث علي
فاخرجه ابن ابي الدنيا ايضا عن
علي كرم الله وجهه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
اذا عملت امتي خمس عشرة خصلة حل بهم
البلاء قيل يا رسول الله وما هن قال اذا
كان المغنم دولا والامانة مغنما والزكوة
مغرما واطاع الرجل زوجته
وعق امه وبر صديقه وجفا اباه
وارتفعت الاصوات في المساجد
وكان زعيم القوم ارذلهم
واكرم الرجل مخافة شره
وشربت الخمور ولبس الحرير
واتخذت القينات والمعازف
ولعن آخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند
ذلك ريحا حمراء او خسفا ومسخا

واما حديث انس فاخرجه ابن ابي الدنيا عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ليبيتن رجال على اكل وشرب وعزف فيصبحون على ارائكهم ممسوخين قردة وخنازير واما حديث عبد الرحمن بن سابط فاخرجه ابن ابي الدنيا ايضا عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يكون في امتي خسف وقذف ومسخ قالوا فمتى ذلك يا رسول الله قال اذا اظهروا المعازف واستحلوا الخمور واما حديث الغاز بن ربيعة فاخرجه ابن ابي الدنيا ايضا ولفظه ليمسخن اقوام على اريكتهم قردة وخنازير بشربهم الخمور وضربهم بالبرابط والقينات قال ابن ابي الدنيا وثنا عبد الجبار بن عاصم ثنا المغيرة بن المغيرة عن صالح بن خالد رفعه الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ليستحلن ناس من امتي الحرير والخمر والمعازف وليأتين الله على اهل حاضر منهم بجبل عظيم حتى ينبذه عليهم ويمسخ آخرين قردة وخنازير واخرج عن ابي شيبان الهذلي قال قلت لفرقد السبخي اخبرني يا ابا يعقوب

کا اب سے چہوٹ گئی حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مین گذر چکی ہی کہ وہ سیکھنا علم کا دین کے
سوا اور بات کے لئے ہی اور حدیث انسؓ کی ابن ابی الدنیا نے انسے روایت کی ہی کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ البتہ کچھ لوگ کہا پیکر باجا بجا کر رات کو سو وینگے پھر صبح کو اونکی
مسندونپر بندر اور سور ہو جاوینگے اور حدیث عبد الرحمن بن سابط کی بہی ابن ابی الدنیا نے
اونسے نقل کی ہی کہ اونہون نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت مین زمین
مین دہنسنا اور پتھر برسنے اور صورت بدلنی ہوگی لوگون نے عرض کیا کہ یہہ حال کب ہوگا آپ نے
فرمایا کہ جب لوگ باجونکو ظاہر کرینگے اور شرابونکو حلال جانینگے اور حدیث عار بن ربیعہؓ
کی بہی ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہی اور اوسکی عبارت یہ ہی کہ کچھ لوگ اپنی مسندون
ہی پر بندر اور سور ہو جاوینگے اپنی شراب پینے اور بربطونکی بجانے اور گانیوالیونکی جہت سے
ابن ابی الدنیا نے کہا ہی کہ حدیث بیان کی ہمسے عبد الجبار بن عاصم نے اور اونسے حدیث بیان
کی مغیرہ بن مغیرہ نے صالح بن خالد سے اور اونہون نے پونہچایا اسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تک کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری امت مین سے لوگ ریشم کا کپڑا اور شراب
اور ساز حلال جانینگے اور اللہ تعالی انمین موجود لوگونپر ایک بڑا پہاڑ لا دیگا یہانتک کہ
اوسکو اونپر پہینکدے اور دوسرے بندر اور سور کی صورت ہو جاوینگے اور ابی شیبان
ہذلی سے روایت کی ہی کہ اونہون نے کہا مین فرقد سنجی سے پوچھا کہ ای ابو یعقوب ان

عجیب باتون مین سی جو تمنی توریت مین پڑہی ہین کچہہ مجکو بتلاؤ اونہون نی فرمایا کہ ای ابو شیبان بخدا مین اپنی رب پر جہوٹ نہین بولتا ہون اسکو و بار کہا مین نی توریت مین پڑہا ہی کہ امت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین مسخ اور قذف اور خسف اہل قبلہ مین ہوگا راوی کہتی ہین کہ مین نی پوچہا کہ ای ابو یعقوب ونکی اعمال کیا ہونگی کہا کہ گانیوالیو نکو رکہینگی اور دف بجاوینگی اور ریشمی کپڑا اور سونا پہنین گی اور اگر تم زندہ ہو یہانتک کہ تین کام دیکہو تو یقین کرو اور آمادہ ہو جاؤ اور ڈرو مین نی پوچہا کہ وہ کیا ہین فرمایا کہ جب مرد مردون سی اور عورتین عورتون سی کام نکالین اور عرب کی لوگ عجم کے برتنون کی رغبت کرین اوسوقت تمکو امور مذکورہ کرنی چاہیئن مین نی کہا کہ خاص عرب والی ایسی ہون کہا کہ نہین بلکہ اہل قبلہ پہر کہا کہ بخدا کچہہ لوگونپر آسمان سی پتہر گرائی جاوینگی کہ رستون مین اور اپنی چہتون مین اون سی اونکی سر ٹوٹجاوینگے جیسے حضرت لوطؑ کی قوم کے ساتہ کیا گیا اور دوسری لوگ بندر اور سور کر دئی جاوینگی جیسی بنی اسرائیل کے ساتہہ معاملہ ہوا اور کچہہ لوگ زمین مین دہنسا دئی جاوینگی جیسے قارونکو دہنسا دیا گیا غرضکہ اخبار اس امت مین مسخ ہونیکے لئی ایکدوسری کی مدد کرتے ہین اور اکثر حدیثون مین مسخ کی قید راگ والون اور شرابخوارونپر لگی ہوئی ہی اور بعض حدیثون سے قید بہی مذکور ہی سالم بن ابی الجعد کہتی ہین کہ لوگونپر ایک ایسا وقت آویگا کہ اوسمین ایک شخص کے دروازہ

من ثلاث الفرق التي قرأت في التورية قال يا ابا شيبان والله ما اكذب على ربي عز وجل ثلثا اني لقد قرأت في التورية ليكونن في امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم مسخ وقذف وخسف في اهل القبلة قلت يا ابا يعقوب ما اعمالهم قال باتخاذهم القينات وضربهم بالدفوف ولباسهم الحرير والذهب ولئن بقيت حتى ترى اعمالا ثلثة فاستيقن واستعد واحذر قال قلت ما هي قال اذا تكافأ الرجال بالرجال والنساء بالنساء ورغبت العرب في آنية العجم فعند ذلك قلت العرب خاصة قال لا بل اهل القبلة ثم قال والله ليقذفن برجال من السماء يشدخون بها في طرقهم ودورهم كما فعل بقوم لوط وليمسخن آخرون قردة وخنازير كما فعل ببني اسرائيل وليخسفن بقوم كما خسف بقارون وقد تظافرت الاخبار بوقوع المسخ في هذه الامة وهو مقيد في اكثر الاحاديث باصحاب الغناء وشرب الخمر وفي بعضها مطلق قال سالم بن ابي الجعد ليأتين على الناس زمان يجتمعون فيه على باب

رجل بالمنظر ان ان یخرج الیهم فیطلبوا الیه حاجتهم فیخرج الیهم وقد مسخ قردا او خنزیرا ویمر الرجل علی الرجل فی حانوته یبیع فیرجع الیه وقد مسخ قردا او خنزیرا وقال ابو هریرة لا تقوم الساعة حتی یمشی الرجلان الی الامر یعملانه فیمسخ احدهما قردا او خنزیرا فلا یمنع الذی نجا منهما ما رای بصاحبه ان یمضی الی شانه ذلك حتی یقضی شهوته وقال عبد الرحمن بن غنم یوشك ان یقعد اثنان علی رحی یطحنان فیمسخ احدهما والاخر ینظر وقال مالك بن دینار

پر لوگ اکٹھے ہونگے اور اُس بات کے منتظر ہونگے کہ وہ اُن تک آوے تو اوس سے اپنی حاجت
طلب کرین وہ جب نکلیگا تو بندر یا سور کی صورت کا ہو گیا ہوگا۔ اور ایک شخص دوسرے
پر گذریگا کہ وہ اپنی دوکان مین فروخت کرتا ہوگا پہر جو پہر کر آویگا تو وہ بندر خواہ
سور ہو چکا ہوگا اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ یہہ حال نہو کہ
دو شخص ایک کام کرنیکو نکلین اور ایک اُنمین سے بندر یا سور ہوجاوے تو دوسرا شخص اسکا
یہہ حال دیکہکر اپنی خواہش پورا کرنے سے باز نرہے بلکہ جس کام کو نکلا تہا بدستور چلا جاوے
اور عبدالرحمن بن غنم نے کہا ہے کہ قریب ہے کہ دو شخص ایک چکّی پر پیسنے بیٹہین اور انمین
سے ایک مسخ ہو جاوے اور دوسرا دیکہتا رہے اور مالک بن دینار کہتے ہین کہ مین نے سنا ہے
کہ آخر وقت مین ایک آندہی اور اندہیرا ہوگا تب لوگ اپنے علما کیطرف پناہ ڈہونڈہینگے
تو اونکو دیکہینگے کہ وہ مسخ ہوگئے ہین بعضے اہل علم فرماتے ہین کہ جب دل مکر و فریب
اور فسق سے متصف ہوکر اوسی رنگ مین خوب رنگجاتا ہے تو دل والا اوسی جانور کی سی خلق پر
ہوجاتا ہے جو اُن اوصاف سے موصوف ہو مثلاً بندر اور سور وغیرہ پہر وہ صفت دلمین مدام بڑہتا رہتا
ہے یہانتک کہ اوس شخص کے چہرہ پر کچھہ یون ہی ظاہر ہونے لگتا ہے پہر اور زور پکڑتا ہے
حتی کہ مُنہ پر صاف کہل پڑتا ہے پہر اور قوی ہوتا ہے یہانتک کہ صورت ظاہری کو بدل دیتا ہے
جیسی صورت باطنی بدلگئی اور جس شخص کو فراست کامل ہے وہ لوگونکی صورت پر تبدیل اُن جانورونکی

بلغنی ان ریحا تکون فی آخر الزمان وظلمة فیفزع الناس الی علمائهم فیجدونهم قد مسخوا قال بعض اهل العلم اذا اتصف القلب بالمكر والخديعة والفسق وانصبغ بذلك صبغة تامة صار صاحبه علی خلق الحیوان الموصوف بذلك من القردة والخنازیر وغیرهما ثم لا یزال یتزاید ذلك الوصف فیه حتی یبدو علی صفحات وجهه بدوا خفیا ثم یقوی ویتزاید حتی یصیر ظاهرا علی الوجه ثم یقوی حتی یقلب الصورة الظاهرة کما قلب الهیئة الباطنة ومن له فراسة تامة یری علی صور الناس مسخا من صور الحیوانات التی

ثم خلقوا باخلاقهم في الباطن فقل ان ترى محتالا مكارا جبارا الا وعلى وجهه مسخة قرد وقل ان ترى رافضيا الا وعلى وجهه مسخة كلب فالظاهر مرتبط بالباطن اتم ارتباط فاذا استحكمت الصفات المذمومة في النفس قويت على قلب الصورة الظاهرة ولهذا خوف النبي صلى الله عليه وسلم من يسابق الامام في الصلاة بان يجعل الله صورته صورة حمار لمشابهته بالحمار في الباطن فانه لم يستفد بمسابقة الامام الا فساد صلاته وبطلان اجره فانه لا يسلم قبله فهو يشبه الحمار في البلادة وعدم الفطنة اذا عرفت هذا فاحق الناس بالمسخ هؤلاء الذين ذكروا في هذه الاحاديث فهم اسرع الناس مسخا قردة وخنازير لمشابهتهم لها في الباطن وعقوبات الرب نعوذ بالله منها جارية على وفق حكمته وعدله وقد ذكرنا شبه المغنين و المفتونين بالسماع الشيطاني في كتابنا الكبير في السماع ونقضناها وذكرنا الفرق بين ما يحركه سماع الابيات وما يحركه سماع الآيات

صورت سی پاتا ہی جنکی عادات لوگونے باطن مین اختیار کری ہین تو کم ایسا ہوتا ہے
کہ جو شخص حیلہ گر اور مکار جابر نظر پڑے تو اوسکی صورت پر تبدیلی بندر کی صورت کی
ندیکہو اور کم ایسا ہی کہ رافضی کے چہرہ پر کتی کیصورت کا تغیر نظر نہ آوے اسلئی کہ ظاہر
اور باطن مین ارتباط کامل ہوتا ہی جب بری صفتین نفس مین مضبوط ہوتی ہین تو ظاہری
صورت کے بدلدینی پر قادر ہو جاتی ہین اور اسیوجہ سی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز
مین امام سی آگے بڑہنی والیکو ڈرایا کہ کہین اللہ تعالی اوسکی صورت گدہی کی سی نکردے
اسلئی کہ وہ باطن مین گدہی کی مشابہ ہی کیونکہ اوسکو امام سی آگے بڑہنی سی بجز اپنی نماز کے
فساد اور ثواب کے جاتے رہنی کے اور کیا ملا سلام تو امام سی پہلے پہیرتا ہی نہین اس سے
معلوم ہوا کہ وہ کم سمجہہ ہونمین اور ہوشیار رہنومین گدہی کی مشابہ ہی جب یہہ معلوم ہو چکا
تو جانو کہ لوگونمین سی مستحق زیادہ مسخ کے وہی ہین جو ان حدیثونمین مذکور ہین وہی
سب سے بیشتر بندر اور سور ہونگی اسوجہ سی کہ باطن مین وہ لوگ ان جانورونکے مشابہ
ہین اور خدا تعالی کی سزائین حکمت اور انصاف کی موافق ہوا کرتی ہین خدا تعالی ہمکو
اُنسے بچاوی اور جو لوگ کہ گاتے ہین اور راگ شیطانی مین مبتلا ہین اونکی اعتراض ہمنی
اپنی بڑی کتاب مین جو راگمین ہی بیان کرکے اُنکو دور کیا ہی اور شعرونکے سُننی سے
جس باتکی تحریک ہوتی ہی اور آیتون کے سُننے سی جونسی بات کی تحریک ہوتی ہی اُن

وذكرنا الشبهة التي دخل على
كثير من العباد في حضور السماع
حتى عدوه من القرب واعتذارنا عنهم
الى بنز يسيرة **فصل** ومن
مكائد الشيطان الذي لعن
رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم فاعله وشبهه بالتيس المستعار
وسماه السلف مسمار النار وقد اخرج الحاكم
في الصحيح والترمذي وقال حسن صحيح عن عبد الله
ابن مسعود قال لعن رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم المحلل والمحلل له قال والعمل عليه
عند اهل العلم وذهب اليه عمر بن الخطاب و

دونو مین فرق بهی اوسی کتاب مین لکها هی اور وه شبه بهی ذکر کیا هی جو اکثر بندونکو راگ مین حاضر هونیکے باب مین پڑا هی یهانتک که اوسکو ثواب شمار کر لیا هی اور یهان صراد مین سے کچهه تهوڑا سا ذکر کر دیا هی **فصل** اور ایک مکر شیطان کا حلاله کرنا هی جسکے مرتکب کو آنحضرت صلے الله علیه وآله وسلم نے لعنت فرمایا هی اور عاریتی بکرے کے ساتهه تشبیه دی هی اور سلف والے اوسکو آگ کی میخ کهتی تهے اور حاکم نے صحیح مین اور ترمذی نے روایت کیا هی عبد الله بن مسعود رض سے که رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم نے لعنت فرمائی حلاله کرنیوالے پر اور جسکی خاطر حلاله کری اوسپر ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکها هی اور کها هی که عمل حدیث پر هی علما کے نزدیک اور حضرات عمر رض اور عثمان رض اور ابن عمر رض کا مذهب یهی هی اور تابعین مین فقها کا قول بهی یهی هی اور اسکو امام احمد رحمه نے اپنی مسند مین اور نسائی نے اپنی سنن مین اسناد صحیح سے روایت کیا اُن دونو کے الفاظ یهه هین که لعنت فرمائی رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم نے گودنیوالی اور گدوانے والی اور بالونمین جوڑ لگانیوالی اور جوڑ لگوانیوالی اور محلل یعنی حلاله کرنیوالے اور محلل له یعنی جسکے لئے حلاله کیا جاوے اور سود کے کهانیوالے اور کهلانیوالے پر اور بسند نسائی مین ابن مسعود رض هی سے هی که آپ نے فرمایا که سود کهانے اور کهلانیوالا اور اوسکے گواه اور لکهنے والا بشرطیکه سود کو جانتے هون اور بالونمین پیوند کرنیوالی اور کرانیوالی اور صدقه کا تاخیر کرنیوالا اور اوسمین ناحق کرنیوالا اور هجرت کی بعد از سر نو اعرابی هونیوالا

عثمان وابن عمر وهو قول الفقهاء من التابعين ورواه
الامام احمد في مسنده والنسائي في سننه
باسناد صحيح ولفظهما لعن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم الواشمة والموشومة والواصلة
والموصولة والمحلل والمحلل له وآكل الربا
ومؤكله وفيهما ايضا عن ابن
مسعود قال آكل الربا
ومؤكله وشاهداه
وكاتبه اذا علموا به والواصلة
والمستوصلة ولاوي الصدقة
والمعتدي فيها والمرتد على
عقبيه اعرابيا بعد هجرته

اغاثة اللهفان

اور جسکی خاطر حلالہ کیا جاوے سبکے سب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہین قیامت
کے دن اور حضرت علیؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے محلل اور
محلل لہ کو لعنت فرمائی روایت کیا اسکو احمدؒ نے اور نسائی کے سوا سب سنن والون نے
اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعنت کرے اللہ تعالے
محلل اور محلل لہ پر امام احمدؒ نے اسکو ایسے اسنادسے روایت کیا ہے جسکے راوی سب معتبر ہین
ابن معین وغیرہ نے اونکو معتبر لکہا ہے اور ترمذی نے کتاب العلل مین کہا ہے کہ مین نے
ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاریؒ سے اس حدیث کا حال پوچہا اونہون نے فرمایا کہ حدیث حسن
ہے اور عبداللہ بن جعفر مخرمی سچا اور معتبر ہے اور عثمان بن محمد عنسی معتبر ہے اور ابو عبداللہ
بن ماجہ اپنی سنن مین کہتے ہین کہ ہمسے حدیث بیان کی محمد بن بشار نے اور اونسے حدیث
بیان کی ابو عامر نے زمعہ بن صالح سے اور اونہون نے سلمہ بن وہرام سے اور اونہون نے
عکرمہ سے اور اونہون نے ابن عباسؓ سے فرمایا کہ لعنت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے محلل اور محلل لہ پر اور ابن عباسؓ ہی سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے
حلالہ کرنیوالیکا حال پوچہا آپ نے فرمایا کہ درست نہین مگر نکاح رغبت کا نہ نکاح دغا
کا اور کتاب اللہ سے ہنسی کرنیکا پہر چکہے حلاوت یعنی عورت سے صحبت کرے اسکو ابو اسحق
جرجانی نے کتاب مترجم مین یون روایت کیا ہے کہ ہمکو خبر دی ابراہیم بن اسمعیل ابن

والمحلل له ملعون على لسان محمد صلى الله عليه وآله وسلم يوم القيامة وعن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه لعن المحلل والمحلل له رواه احمد واهل السنن كلهم غير النسائي وعن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن الله المحلل والمحلل له رواه الامام احمد باسناد رجاله كلهم ثقات وثقهم ابن معين وغيره وقال الترمذي في كتاب العلل سالت ابا عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري عن هذا الحديث فقال هو حديث حسن وعبد الله بن جعفر المخرمي صدوق ثقة وعثمان بن محمد الاخنسي ثقة وقال ابو عبد الله بن ماجه في سننه حدثنا محمد بن بشار ثنا ابو عامر عن زمعة بن صالح عن سلمة بن وهرام عن عكرمة عن ابن عباس قال لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المحلل والمحلل له وعن ابن عباس رضي الله عنه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن المحلل قال لا الا نكاح رغبة لا نكاح دلسة ولا استهزاء بكتاب الله ثم يذوق العسيلة رواه ابو اسحاق الجوزجاني في كتاب المترجم اخبرنا ابراهيم بن اسمعيل

ابی حبیبہ نے داود بن حصین سے اونہون نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباسؓ سے اور یہہ
لوگ سب معتبر ہین سوای ابراہیم کے جسکو اکثر حدیث کی یاد کرنیوالے ضعیف کہتے ہین مگر
شافعی اوسکی بابہین اچھی رای رکہتے ہین اور اوسکی حدیث کو حجت مین لایا کرتے ہین —
اور عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین بتاؤن
تمکو مستعار بکرا لوگون نے عرضکیا کہ کیون نہین آپ ارشاد فرماییے فرمایا کہ وہ حلالہ کرنیوالا
ہے لعنت کرے اللہ محلل اور محلل لہ پر روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے ایسی اسناد سے جسکے راوی
سب معتبر ہین کسی پر کچھہ اعتراض نہین ہوا اور عمرو بن دینار جو عمدہ تابعین سے ہین اون سے
کسی شخص نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دیدی پہر ایک اور شخص
اوس بستی کا جو مرد اور عورت دونو کو نہین جانتا آیا اور اپنی مال مین سے کچھہ خرچ کرکے
اوس عورت سے اسلیے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے شوہر پر حلال کردے عمرو بن دینار نے کہا
کہ درست نہین پہر ذکر کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے ایسا ہی مسئلہ پوچھا آپ نے
ارشاد فرمایا کہ نہین جبتک کہ نکاح اپنی خواہش نفس سے نکرے اور جب اپنی مرضی سے نکاح
کرے تو پہلے شوہر کو حلال نہوگی یہانتک کہ دوسرا شوہر اوس سے حلاوت صحبت نپاوے
اس حدیث کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے مصنف مین عمدہ اسناد سے روایت کیا ہے - اور اس حدیث
مرسل کو حجت مین لایا ہے وہ شخص جسنے اوسکو مرسل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ

ابن حبيبة عن داود بن حصين عن عكرمة عن ابن عباس وهؤلاء كلهم ثقات الا ابراهيم فان كثيرا من الحفاظ يضعفه والشافعي حسن الرأي فيه ويحتج بحديثه وعن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا اخبركم بالتيس المستعار قالوا بلى يا رسول الله قال هو المحلل لعن الله المحلل والمحلل له رواه ابن ماجة باسناد رجاله كلهم موثقون لم يجرح واحد منهم وعن عمرو بن دينار وهو من اعيان التابعين انه سئل عن رجل طلق امرأته فجاء رجل من اهل القرية بغير علمه ولا علمها فاخرج شيئا من ماله فتزوجها ليحلها له فقال لا ثم ذكر ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم سئل عن مثل ذلك فقال لا حتى ينكح مرتغبا لنفسه فاذا فعل ذلك لم يحل له حتى يذوق العسيلة رواه ابو بكر بن ابي شيبة في المصنف باسناد جيد وهذا المرسل قد احتج به من ارسله فدل على ثبوته عنده

حلالہ کا بیان

وقد عمل به اصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كما سيأتي وهو موافق لبقية الاحاديث المرفوعة ومثل هذا حجة باتفاق الائمة وهو الذي فيه نص في التحليل المنوي وفي الباب حديث نافع عن ابن عمر ان رجلا قال له امرأة تزوجتها احلها لزوجها لم يأمرني ولم يعلم قال لا الا نكاح رغبة ان اعجبتك امسكتها وان كرهتها فارقتها وانا كنا نعد هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سفاحا ذكره شيخ الاسلام في ابطال التحليل

اوسکی نزدیک حدیث ثابت ہی اور اسپر عمل کیا ہی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیساکہ عنقریب آویگا اور مضمون اس حدیث کا موافق ہی باقی حدیثون سے جنکی سند متصل ہے اور اسطرح کی حدیث سب ائمہ کے نزدیک حجت ہی اور یہہ حدیث اور جو اس سے پہلے ہی نیت مین حلالہ کے بابمین نص ہی اور اسیطرح حدیث نافع کی ابن عمر رضہ سے ہی کہ ایک شخص نے اونسے عرض کیا کہ مینے ایکعورت سے نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردون اور اوسنے مجکو نہین کہا اور نہ اوسکو علم ہوا آپنے فرمایا کہ نہین جائز ہی مگر رغبت سے نکاح کرنا کہ اگر تجکو وہ عورت اچھی معلوم ہو تو رہنے دے اور بُری لگی تو علیحدہ کر دے اور جو معاملہ تو نے کیا ہی اوسکو ہم عہد مبارک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین زنا شمار کیا کرتے تھے اسکو شیخ الاسلام نے حلالہ کے باطل کرنے مین ذکر کیا ہی

فصل در آثار صحابہ رضہ کے اسبابمین یہہ ہین کہ ابن ابی شیبہ کی کتاب مصنف اور اثرم کی سنن اور ابن منذر کے اوسط مین حضرت عمر رضہ سے روایت ہی کہ آپنے فرمایا کہ جو محلل اور محلل لہ میرے پاس لایا جائیگا اوسکو مین سنگسار ہی کرونگا اور عبد الرزاق اور ابن منذر کے الفاظ یہ ہین کہ جو حلالہ کرنیوالا اور حلالہ کی ہوئی عورت میری پاس لائی جاوینگی تو مین اونکو سنگسار کرونگا اور یہہ روایت حضرت عمر رضہ سے صحیح ہی اور عبد الرزاق نے معمر سے اونسے زہری نے عبد الملک بن مغیرہ سے روایت کیا ہی کہ حضرت ابن عمر رضہ سے کسینے عورت کے حلال کردینے کا حال اوسکی شوہر

فصل وأما الآثار عن الصحابة ففي كتاب المصنف لابن ابي شيبة وسنن الاثرم والاوسط لابن المنذر عن عمر بن الخطاب انه قال لا اوتى بمحلل ولا محلل له الا رجمتهما ولفظ عبد الرزاق وابن المنذر لا اوتى بمحلل ولا محللة الا رجمتهما وهو صحيح عن عمر وقال عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن عبد الملك بن المغيرة قال سئل ابن عمر عن تحليل المرأة لزوجها

اول کے لئے پوچھا آپ نے فرمایا کہ یہہ زنا ہی اسکو ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا ہی اور
عبدالرزاق کہتی ہین کہ خبردی ہمکو ثوری نے عبداللہ بن شریک عامری سی کہ اونہون نے
کہا کہ مین نے سُنا ہی حضرت ابن عمرؓ سی کہ اونسی کسی نے یہہ پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی
چچا کی بیٹی کو طلاق دیدی پہر اوسکا راغب ہوا اور اپنی کام پر نادم پس اوسنی چاہا
کہ اوس عورت سی کوئی شخص نکاح کرکے مجہپر حلال کردی پس ابن عمرؓ نے فرمایا کہ وہ دونو
زانی ہین اگرچہ بیس برس یا مثل اوسکی رہی بشرطیکہ خدا تعالی کو معلوم ہی کہ اوسکی نیت
یہی ہی کہ وہ اوسکو شوہر کے لئے حلال کرنا چاہتا ہی اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ خبردی ہمکو معمر
نے ثوری سی اور اونہون نے اعمش سی اونہون نے مالک بن حارث سی اونہون نے حضرت
ابن عباس سی اور اونسے سوال کیا ایک شخص نے کہ میری چچا نے اپنی بی بی کو تین
طلاق دین حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تیری چچا نے اللہ کی نافرمانی کی اسلیے اللہ تعالی
نے اوسکو پشیمان کیا اور شیطان کا کہنا مانا اسلیے اوسکی کوئی نکلنی کی تدبیر نفرمائی اوس
شخص نے عرض کیا کہ جو شخص اوس عورتکو میری چچا کے لئے حلال کردی اوسکی بابمین آپ کی
کیا رای ہی آپ نی فرمایا کہ جو اللہ تعالی کو فریب دیگا اللہ تعالی اوسکو فریب دیگا - اور
سلیمان بن یسار سی مروی ہی کہ حضرت عثمن کے سامنی یہہ مسئلہ پیش ہوا کہ ایک شخص نے
ایکعورت سی نکاح کیا تاکہ اوسکو اوسکی شوہر پر حلال کردی آپ نی اُن دونوین جدائی

حلالہ کا بیان

فقال ذلک السفاح ...
ابن ابی شیبة وقال عبد
الرزاق انا الثوری عن عبد الله
بن شریک العامری قال سمعت
ابن عمر سئل عن رجل طلق ابنة
عمه له ثم رغبت فیها وندم
فاراد ان یتزوجها رجل یحللها
له فقال ابن عمر کلاهما زان وان مکث
عشرین سنة او نحو ذلک
اذا کان الله یعلم انه یرید
ان یحلها له قال واخبرنا معمر عن
الثوری عن الاعمش عن مالک
بن الحارث عن ابن عباس وسأله
رجل فقال ان عمی طلق امرأته
ثلاثا فقال ان عمک عصی الله
فاندمه واطاع الشیطان فلم یجعل له
مخرجا قال ارأیت ان احلها له رجل
فقال من یخادع الله یخادعه
وعن سلیمان بن یسار ان عثمان
رفع الیه رجل تزوج امرأة
لیحلها لزوجها ففرق بینهما

وقال لا ترجع الیه الا بنکاح رغبة غیر دلسة رواه ابو اسحق الجرجانی فی کتاب المترجم وذکره ابن المنذر عنه فی کتاب الاوسط وفی المهذب لابی اسحق الشیرازی عن ابی مرزوق التجیبی ان رجلا اتی عثمان فقال ان جاری طلق امرأته فی غضبه ولقی شدة فاردت ان احتسب بنفسی ومالی فاتزوجها ثم ابنی بها ثم اطلقها فترجع الی زوجها الاول فقال له عثمان لا تنکحها الا نکاح رغبة وذکره الطرطوسی عن علی رضی الله عنه وقد تقدم ان علیا ممن روی ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم لعن المحلل والمحلل له وروی ابن ابی شیبة عن ابن عباس قال لعن المحلل والمحلل له وهو ممن روی عنه صلی الله علیه وآله وسلم لعن المحلل وفسره بما قصد به التحلیل وان لم تعلم به المرأة فکیف اذا اتفقا علیه وتراضیا وتعاقدا علی انه نکاح لعنة لا نکاح رغبة

کر دی اور فرمایا کہ یہہ عورت شوہر اول کے پاس نہین جا سکتی مگر نکاح رغبت سی نہ نکاح
دغا سی اسکو ابو اسحق جرجانی نے کتاب مترجم مین روایت کیا ہی اور ابن منذر نے
اوسکو کتاب الاوسط مین اون سی نقل کیا ہی اور ابو اسحق شیرازی کی مہذب مین ابی
مرزوق تجیبی سی روایت ہی کہ ایک شخص حضرت عثمان رضکی خدمت مین آیا اور عرض کیا
کہ میری ہمسایہ نے اپنی بی بی کو غصہ کیحالت مین طلاق دیدی ہی اور سخت تکلیف پائی
مین نے چاہا کہ اپنی نفس اور مال سی ثواب کا طالب ہون اور اوس سے نکاح کرکے اوسکے
ساتھہ صحبت کرون پہر طلاق دیدون تا کہ وہ اپنی پہلی شوہر کے پاس چلی جاوے
حضرت عثمان رض نے فرمایا کہ اس سی سوائے نکاح رغبت کی اور کسیطرحکا نکاح نکر اور ابو بکر
طرطوسی نے اس قصہ کو حضرت علی رض سے ذکر کیا ہی اور پہلے مذکور ہوا کہ حضرت علی اون
لوگون مین سے ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل اور محلل لہ
کو لعنت فرمایا ہی اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس سی روایت کی ہی کہ اونہون نے
فرمایا کہ محلل اور محلل لہ ملعون ہین اور آپ بہی ان لوگون مین سی ہین جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سی روایت کرتے ہین کہ آپنے محلل پر لعنت فرمائی اور اوسکی تفسیر یون ارشاد
فرمائی کہ مقصود مرد کا حلالہ کرنیکا ہو گو عورت کو اوسکا علم نہو تو جسصورت مین کہ عورت
اور مرد متفق اور باہم راضی ہو کر اسطرح عقد کرین کہ وہ نکاح لعنت ہی کا ہی غبت کا

نہین تب کیسے مستحق لعنت نہونگی اور جرجانی نے عمدہ سند سے حضرت ابن عمر رض سے
روایت کی ہے کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے اس غرض
سے نکاح کیا کہ اوسکو اوسکے خاوند پر حلال کردے ابن عمر رض نے فرمایا کہ لعنت کرے اللہ
حلالہ کرنیوالے کو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو شیخ الاسلام نے کہا ہے کہ یہہ آثار حضرات
عمر اور عثمان اور علی اور ابن عباس اور ابن عمر رض سے باوجودیکہ نص ہین اوس صورت
کے لیے جسمین مرد نے حلالہ کرنیکا ارادہ کیا ہو اور اوسکو ظاہر نکیا ہو نہ اوسپر اتفاق
کیا ہو اوسکے ساتھہ ہی یہہ آثار سب اسکو بھی بتاتے ہین کہ یہہ وہی حلالہ کرنا ہے اور وہی
حلالہ کرنیوالا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبان پر ملعون ہے اسلئے کہ اصحاب
آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آپکے مقصود اور مراد کو زیادہ جانتے ہین خصوصاً اوس
صورتمین کہ حدیث کو بیان کرکے اوسکی تفسیر ظاہر کے موافق بیان فرما دین علاوہ ازین
یہ ثبوت کو نہین پہنچا کہ اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مین سے کسی نے حلالہ کرنے مین
فرق کیا ہو کہ ایک صورت جواز کی ہو اور دوسری نہو اور نہ کسی قسم کے حلالہ کی اجازت
دی باوجودیکہ تین طلاق والی عورت رفاعہ کی بی بی بہت دنون تک آنحضرت
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کیخدمت مین اور آپکے خلفا کے پاس اسمراد سے آتی رہی کہ اپنے پہلے
شوہر کے پاس پہر جاوے مگر سب نے اوسکو منع کیا اگر حلالہ کرنا جائز ہوتا تو آنحضرت

حلالہ کا بیان

وروی الجوزجانی باسناد جید عن ابن عمر انہ سئل عن رجل تزوج امرأۃ لیحلھا لزوجھا فقال لعن اللہ المحل والمحلل لھما قال شیخ الاسلام وھذہ الآثار عن عمر وعثمان وعلی وابن عباس وابن عمر مع انھا نصوص فیما اذا قصد التحلیل ولم یظھرہ ولم یتواطؤا علیہ فھی مبینۃ ان ھذا ھو التحلیل وھو المحلل الملعون علی لسان رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فان اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اعلم بمرادہ ومقصودہ لاسیما اذا رووا الحدیث وفسروہ بما یوافق الظاھر ھذا مع انہ لم یعلم ان احدا من اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم فرق بین تحلیل وتحلیل ولا رخص فی شیء من انواعہ مع ان المطلقۃ ثلاثا مثل امرأۃ رفاعۃ کانت تختلف الیہ والی خلفائہ تلتمس العود الی زوجھا فلم یرخصوا لھا فی ذلک ولو کان التحلیل جائزا لدلھا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حلالہ کی تدبیر بتلا دیتی اسلئی کہ درصورت جواز حلالہ کرنیکے
ایسا شخص نابود نہ تہا جو اوسکو حلال کر دیتا شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ وہ دلیلین
جنسے یہہ بات معلوم ہو کہ ان حدیثون سے مقصود حلالہ کرنا ہی ہے گو عقد مین شرط نہو
بہت ہین مگر یہہ جگہہ اونکے ذکر کی نہین انتہی اور آثار تابعین کے اسباب مین یہہ ہین کہ
عبد الرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو معمر نے قتادہؓ سی کہ جب نکاح کرنیوالا یا نکاح کر دینیوالا
یا عورت یا کوئی شخص ان مین سی نیت حلالہ کرنیکی کرلے تو درست نہین - خبر دی ہمکو
ابن جریج نے کہ مین نے عطاءرح سی پوچہا کہ جو جان بوجہکر حلالہ کرے بہلا اوسپر کچہہ سزا
ہے اونہون نے کہا کہ مین نے نہین دیکہا مگر میری دانست مین یہہ ہے کہ اوسکو سزا ہو اور اگر
سبکے سب اسی بات پر جہک پڑین تو سب گنہگار ہین اگرچہ مہر زیادہ کرین خبر دی ہمکو
معمر نے قتادہ سی کہا کہ اگر حلالہ کرنیوالا عورتکو طلاق دیدیگا تو پہلی شوہر کو اوسکی صحبت
جائز نہوگی بشرطیکہ دوسرے شوہر کا نکاح بوجہ حلالہ کرنیکے ہو - خبر دی ہمکو ابن جریج
نے کہ مین نے عطاءرح سے کہا کہ محلل کی طلاق کے بعد عورتکے پہلی شوہر نے اوس سی رجوع
کرلی اونہون نے فرمایا کہ ان دونو کو جدا کیا جاوے - خبر دی ہمکو معمر نے ایسے شخص سی جسنے
حضرت حسنؓ سی سُنا ہی کہ ایک شخص نے ایکعورت سی اس غرض سی نکاح کیا کہ اوسکو خاوند
پر حلال کر دے اور وہ مرد اوس عورت کو نہین جانتا تہا حضرت حسنؓ نے اوس شخص کو

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ذلک فانهما لم یکن تعد من
یحلها لهما ولو کان التحلیل جائزا قال
والدلائل علی ان المقصود
وان لم یشترط فی العقد کثیرة
الاحادیث یقتضی التحلیل
جل لیس هذا موضع ذکرها انتهی
وقال عبد الرزاق انا معمر عن قتادة قال اذا نوی الناکح او المنکح او المرأة او احدهم التحلیل
والآثار عن التابعین
فلا یصلح اخبرنا ابن جریج قال قلت لعطاء المحلل عامدا هل علیه عقوبة
قال ما علمت وانی لاری ان یعاقب
قال وکلهم ان تمالئوا علی ذلک مسیئون
وان اعظموا الصداق اخبرنا معمر
عن قتادة قال ان طلقها المحلل فلا تحل
لزوجها الاول ان یقربها اذا کان
نکحها علی وجه التحلیل
اخبرنا ابن جریج قال قلت
لعطاء فطلق المحلل فراجعها
زوجها قال یفرق بینهما
اخبرنا معمر عن من سمع الحسن
یقول فی رجل تزوج امرأة
لیحلها ولا یعلمها فقال الحسن

الامداد الاستعلان

فرمایا کہ خدا کا خوف کر اور اللہ تعالی کی حدونمین آگ کی میخ مت ہو ابن منذر کہتے
ہین کہ ابراہیم نخعی نے فرمایا ہی کہ جب پہلے شوہر اور دوسرے شوہر اور عورت تینونمین سے
ایک کی بھی نیت حلال کرنیکی ہوگی تو دوسریکا نکاح باطل ہی اور پہلے خاوند کیلئے
حلال نہوگی کہا اور حسن بصریؒ فرماتے ہین کہ جب تینونمین سے ایک قصد حلال کرنیکا کریگا
تو خرابی ڈالیگا کہا اور بکر بن عبد اللہ مزنی نے حلالہ کرنیوالی اور جسکی خاطر حلالہ کیا
جاوی اوسکی بابین کہا ہی کہ یہہ لوگ ایام جاہلیت مین مانگا بکرا کہلاتے تھی کہا اور
ابن نجیم نے مجاہد سے اس قول خداوندی مین نقل کیا ہی اِنْ ظَنَّا اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ
اگر خیال کرین کہ ٹہیک رکہین گی حد خدا کی
کہ ان دونو کا نکاح فریب پر نہین اور اس روایت کو ابن ابی حاتم نے بھی تفسیر مین
مجاہد سے ذکر کیا ہی اور شعبی سے مروی ہی کہ اونسے کسی نے یہہ مسئلہ پوچھا کہ ایک مرد نے
ایکعورت سے نکاح کیا جسکے خاوند نے اوسکو پیشتر تین طلاقین دی تہین اور اوسکی
غرض یہہ ہی کہ اوسکو طلاق دیدے تاکہ اپنی پہلے شوہر کے پاس چلی جاوی اونہون نے فرمایا
کہ یہہ درست نہین جبتک یہہ نہ کہی کہ مین عورت کی ساتھہ ہونگا اور وہ میرے ساتھہ رہیگی اسکو
جرجانی نے روایت کیا ہی اور عطاؒ سے روایت ہی کہ اونہون نے اس مسئلہ مین کہ ایک
شخص نے اپنی بی بی کو طلاق دی اوسکا غمخوار جو چلا اوسنے اوس عورت سے بدون
شوہر کی اجازت کی نکاح کرلیا یہہ فرمایا اگر اسلئے نکاح کیا کہ اوسکو شوہر اول کیلئے حلال

بہ حل له وان کان یرید حبسها امسکها فقد حلت له وقال سعید بن المسیب فی رجل تزوج امرأة لیحلها لزوجها الاول ولم یشعر بذلک زوجها الاول ولا المرأة فقال ان کان انما نکحها لیحلها فلا یصلح ذلک لهما ولا تحل له

کردی تو وہ عورت اوسکو حلال نہوگی اور اگر نکاح اسلئی کیا ہی کہ اوسکو رکہنا منظور ہی
تو حلال ہی اور سعید بن المسیب رضہ نے ایسا بیان کہ ایکمرد نے ایکعورت سے اسلئی نکاح کیا کہ اسکو
شوہر اول کے لئی حلال کردی اور اس امر کا علم شوہر اول کو ہی نہ عورتکو فرمایا کہ اگر نکاح
صرف حلال کرنیکی لئی کیا ہی تو دونوکو جائز نہین اسصورت مین شوہر اول کو حلال نہوگی
روایت کیا اسکو حرب نے اپنی مسائل مین اور یہہ بھی سعید بن المسیب رضہ کا قول ہی کہ لوگ کہتے
ہین کہ حلال ہونیکو لئی دوسرے شوہر کی صحبت شرط ہی اور مین یہہ کہتا ہون کہ جب نکاح صحیح
کیا اور اوس سی ارادہ حلال کرنیکا نکیا ہو تو پہلی شوہر کو اُس عورت سی نکاح کرنیمین کچہہ
ہرج نہین اسکو سعید بن منصور نے اونسی روایت کیا ہی تو دیکہو کہ یہہ چارون پیشوا تابعین
کے رکن ہین یعنی حسن بصری اور ابن المسیب اور عطاء اور ابراہیم نخعی اور سب حلالہ کی عدم
جواز کے قائل ہین اور ابی شعثاء سی بھی ایسا ہی مروی ہی- اور تبع تابعین اور انکی بعد کے
لوگونکی اقوال سی بھی ایسا ہی کچہہ پایا جاتا ہی چنانچہ ابن منذر نے مالک ورلیث اور ثوریؒ
سی روایت کیا ہی کہ حلالہ درست نہین بدون نکاح رغبت کی اور امام مالکؒ فرماتے ہین
کہ مرد اور عورت مین تفریق کرادینی چاہئی اور یہہ جدائی نکاح کا فسخ ہوگا بدون طلاق کے
اور اسیطرح آپ سی منقول ہی کہ مرد اول کو رکہہ لینا اوس عورت کا حلال نہین اسلئی کہ حلال
کرنیوالے نے عقد نکاح پورا نہین کیا اور احمد بن حنبل اور ایوب سے بھی اسیطرح مروی ہے

رواه حرب فی مسائله وعنه ایضا قال الناس یقولون حتی یجامعها وانا اقول اذا تزوجها تزویجا صحیحا لا یرید بذلک احلالها فلا بأس ان یتزوجها الاول رواه سعید بن منصور عنه فهؤلاء الائمة الاربعة من ارکان التابعین الحسن وابن المسیب وعطاء وابراهیم النخعی وعن ابی الشعثاء مثل ذلک واما الآثار عن تابعی التابعین ومن بعدهم فروی ابن المنذر القول بان ذلک لا یصلح الا نکاح رغبة عن مالک واللیث والثوری وقال مالک یفرق بینهما علی کل حال ویکون الفرقة فسخا بغیر طلاق وکذلک عن اسحاق لا یحل له ان یمسکها لان المحلل لم یتم له عقده النکاح واحمد بن حنبل وابو

فصل ومن العجائب معارضة هذه الاحاديث والآثار بقوله تعالى فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره والذي انزلت عليه هذه الآية هو الذي لعن المحلل والمحلل له واصحابه اعلم الناس بكتاب الله فلم يجعلوه زوجا وابطلوا نكاحه ولعنوه

من هذا قول بعضهم عن بعض ... سماه محللا فلولا ثبوت الحل لم يكن محللا فيقال هذه من العظائم اذ مضمونه ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لعن من فعل السنة ... لعن من فعل ما هو جائز جاء بها ولعن من فعل محرما وانما سماه محللا لانه احل ما حرم الله فاستحق اللعنة فان الله تعالى حرمها على المطلق حتى تنكح زوجا غيره والنكاح في شرعه الكتاب والسنة الذي يتعارفه الناس بينهم هو الذي شرع اعلانه والضرب عليه بالدف والوليمة وجعل فيه المودة والرحمة ... لم يلزم بالنفقة والكسوة

فصل اور عجیب بات یہہ ہی کہ ان حدیثون اور آثار کے مقابل مین یہہ آیت
پیش کرتے ہین فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اور یہہ نہین جانتے
(پھر اگر اوسکو طلاق دی تو اب حلال نہین اوسکو وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح نکرے کسی خاوند سے)
کہ جس شخص پر یہہ آیت اُتری ہی وہی حلالہ کرنیوالیکو اور جسکی خاطر حلالہ ہوا اوسکو
لعنت فرماتے ہین اور اونکی اصحاب سب لوگونکی نسبت کلام مجید کو زیادہ سمجھتے تھی
اونہون نے حلالہ والیکو شوہر قرار نہین دیا اور اوسکی نکاح کو باطل فرمایا اور اس سے
زیادہ عجیب یہہ ہے کہ بعضے نتیجہ سی ناقل ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص
کا نام محلل رکہا پس اگر حلت کا ثبوت نہوتا تو وہ محلل کیون ہوتا اسکا جواب یہ ہی کہ
یہہ بڑی بات ہی کیونکہ اسکی یہہ معنی ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص پر لعنت
کی جسنے آپکی سنت ادا کی اور ایسے شخص پر لعنت فرمائی جسنے وہ فعل کیا جو شریعت مین
جائز اور صحیح تھا حالانکہ یہہ نہین بلکہ آپنے جو اُس شخص کا نام محلل رکہا تو اسوجہ سے
کہ اوسنے خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال کردیا اور اسیوجہ سے مستحق لعنت کا ہوا
اسلیے کہ اللہ تعالی نے عورتکو طلاق دینے والے پر حرام کردیا تھا جبتک وہ دوسرے مرد سے
نکاح کری اور لفظ نکاح کتاب اللہ اور حدیث مین اُس نکاح کا نام ہی جسکو لوگ ہمیشہ مین
نکاح کہتے ہین جسکا مشہور کرنا اور اوسکی لئے دف بجانا اور ولیمہ کرنا مشروع ہی اور
جسمین دوستی اور رحم ٹہرایا ہے اوس شخص کا فعل جسکو بی بی کا نان نفقہ نہ لباس

نہ رہنے کا مکان نہ مہر دینا پڑے نہ اوسکے ساتھہ رہنے کا قصد ہو بلکہ عاریت کی طور پر
اوس سے صحبت کرے جیسے بکرا جفتی کے لئے مانگ لیا جاتا ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اوسکو بکرے کے ساتھہ تشبیہ دے پہر لعنت فرمایا اس سے یقینا معلوم ہوا کہ
حلالہ کرنیوالا وہ شوہر نہیں جسکا ذکر قرآن مجید مین ہے اور اللہ تعالی نے دلونمین یہ بات
رکہدی ہے کہ یہ فعل نکاح نہین نہ محلل شوہر ہے اور یہین جہت عورت اور شوہر اول اور محلل اور
ولی سب اُس سے ننگ رکہتے ہین تو ایسا فعل اوس نکاح مین کب داخل ہو سکتا ہے جسکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشروع فرمایا ہے اور اوسکی ترغیب دلائی ہے اور خبر دی
ہے کہ یہہ میری سنت ہے جو اس سے منحرف ہوگا وہ مجہہ سے نہین اور اللہ تعالی کے اس
قول کو سوچو فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا کہ اسمین حرف شرط اِنْ ذکر
پہر اگر وہ شخص اسکو طلاق دے تب گناہ نہین ان دونو پر کہ پہر ملجاوین ۱۲
فرمایا جس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ شوہر کو طلاق دینا اور اوسکے ساتھہ رہنا دونو
ممکن ہین اور تحلیل جو یہہ لوگ کرتے ہین اوسمین شوہر کو دونو باتونسے کچہہ علاقہ
نہین بلکہ اوس سے شرط کر لیتے ہین کہ وہ شخص جب اُس سے صحبت کرے جب ہی اوسکو
طلاق ہوجاوے پہر جب جانا کہ ہوسکتا ہے کہ شوہر ثانی عورت سے صحبت کرنیکا ذکر نکرے
اور طلاق پڑنے مین عورت کا قول مقبول نہین اسلئے یہہ لوگ لگا یا کہ عورت کا خبر دینا
صحبت کی یہی شرط مقرر ہوجاوے پس جب عورت صحبت کی خبر دیتی ہے فوراً اُسپر طلاق پڑجاتی ہے

والسكنى ولا اعطاء مهر ولا غيرها
بالمقام مع الزوجة وانما دخل
عارية كالتيس المستعار للضراب
كما انتج به رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم ثم لعنه
فيعلم قطعا انه ليس
بزوج المذكور في
القرآن وقد اطلق الله على السنة
ليس بنكاح والمحلل زوج ولذا تعيّر به
المرأة والزوج والمحلل والولي فكيف
يدخل هذا في النكاح الذي
شرعه رسول الله ورغب فيه واخبر انه
من سنته ومن رغب عنه فليس منه
وتامل قوله تعالى فان طلقها فلا جناح
عليهما ان يتراجعا فانه ذكر
وان يعلموا التحليل الذي يفعله
لما كان الزوج فيه من الامر بل
يشترطون عليه انه متى وطيها
طلاق ثم لما علموا انه قد لا يخبر
بوطيها ولا يقبل قوله في
وقوع الطلاق انتظروا الى
جعل الشرع اختيار المرأة بانه
وطيها فجعلوا اختيارها بالوطي علة

ترجمان

والله سبحانه شرع النكاح للوصلة الدائمة والاستمتاع وهذا النكاح جعله اصحابه سببا لانقطاعه ووقوع الطلاق فيه فانه متى وطئها كان قطعه سببا لانقطاع الوصلة بعد ما شرعه الله والنصّ فان الله تعالى جعل نكاح الثاني وطلاقه واسمه كنكاح الاول وطلاقه واسمه فهذا زوج وهذا زوج وهذا نكاح وذاك نكاح والطلاق ومعلوم ان نكاح المحلل لا يشبه نكاح الاول ولا طلاقه ولا اسمه فان ذاك زوج راغب قاصد للنكاح باذل للمهر ملتزم للنفقة والسكنى وغير ذلك والمحلل بريء من ذلك كله غير ملتزم لشيء منه واذا كان الله تعالى قد حرم نكاح المتعة مع ان غرض الزوج الاستمتاع بالمرأة وقد التزم حقوق النكاح فالمحلل الذي ليس له غرض ان يقيم مع المرأة وانما يعلو عليها كما ينزو التيس المستعار ثم يفارقها اولى بالتحريم وسمعت شيخ الاسلام

اور اللہ پاک نے تو نکاح کو وصال دائمی اور نفع لینے کے لئی مشروع فرمایا ہی اور اس نکاح کو ان لوگون نے جدائیکا سبب اور طلاق پڑجانیکا باعث ٹھیرایا ہی یعنی جب وہ صحبت کر ہی اوسکی صحبت سبب وصال کے دور ہونیکا ہو جسکو اللہ تعالی نے مشروع فرمایا تہا اور نیز اللہ تعالی نے دوسرے کے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو اونہین الفاظ سی ذکر فرمایا جنسے اول مرد کے نکاح اور طلاق اور اوسکی نام کو ذکر کیا ہی اِس سی معلوم ہوا کہ پہلا مرد بھی خاوند ہی اور دوسرا بھی اور پہلا عقد بھی نکاح ہی اور دوسرا بھی اور اسیطرح طلاق ہی اور ظاہر ہی کہ حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور طلاق اور اوسکا نام اول شخص کے نکاح کی مشابہ نہین نہ اوسکی طلاق کے نہ اوسکی نام کے پہلا مرد خاوند راغب نکاح کا قصد کرنیوالا مہر کا دینی والا عورتکی نفقہ اور مکان اور دوسرے اشیاء نکاح کو اپنی ذمہ لینی والا ہی اور حلالہ کرنیوالا ان سب امور سی بری اور کسی چیز کا ذمہ دار نہین اور جس صورتمین کہ اللہ تعالی نے نکاح متعہ حرام فرمایا ہو باوجودیکہ خاوند کا قصد اوسمین عورت سی نفع اٹہانا اور کچھ دنون تک ساتھ رہنا ہوتا ہی اور حقوق نکاح اس عرصہ تک سب اپنی ذمہ لیتا ہی تو حلالہ کرنا جسکے کرنیوالیکو عورت کے ساتھ رہنا ہی مقصود نہین صرف اوسیقدر منظور ہی کہ مانگی بکری کیطرح اوسپر چڑھ بیٹھے پھر اس سی ہمیشہ کو علحدہ ہو جاوے بطریق اولی حرام ہونا چاہیے اور یہین تے شیخ الاسلام نے ستثناء ہی

که کهتی تھے که نکاح متعه حلاله کی نسبت کرباره وجه سی بهتر هی اول یه که متعه شروع
اسلام مین جائز تها اور حلاله جائز نه تها دوسرے یه که صحابه رض نے عهد مبارک آنحضرت
صلے الله علیه وآله وسلم مین متعه کیا تها اور حلاله کسی نے اومین کبهی نهین کیا تیسری یه که
نکاح متعه مین صحابه رض کے نزدیک اختلاف هی حضرت ابن عباس رض اور ابن مسعود رض اوسکو مباح
کهتی هین چنانچه صحیحین مین حضرت ابن مسعود رض سی روایت هی که هم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کے
ساتهه جهاد کو جاتے تهے اور هماری بیبیان نه تهین همنے عرض کیا که هم خصی هو جاوین آپنے
خصی هونے سے منع فرمایا پهر همکو اجازت دی که عورت سی کپڑی کی عوض مین ایکمدت
نکاح کر لین پهر ابن مسعود رض نے یه آیت پڑهی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبَاتِ
(ای ایمان والو مت حرام ٹهراو ستهری چیزین جو الله نے)
مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکُمْ اور فتوی ابن عباس رض کا متعه کے باب مین مشهور هی اور عروه کهتی هین
(تم کو حلال کین ۱۲)
که حضرت عبدالله بن زبیر رض نے مکه معظمه مین کهڑی هو کر فرمایا که چند آدمیونکا الله تعالی
نے دل اندها کر دیا هی جیسے اونکی آنکهین اندهی کر دی هین وه متعه پر فریفته هین اسلام
سے اونکا اشاره حضرت ابن عباس رض کیطرف تها حضرت ابن عباس رض نے اونکو پکارا اور فرمایا
که تم ساده لوح هو قسم هی که متعه امام المتقین یعنی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم کیوقت مبارک
مین کیا جاتا تها حضرت ابن زبیر نے فرمایا که تمنے اپنی آپکو بدکار کر لیا هی بخدا که اگر تم
متعه کرو گے تو تمهاری هی پتهرون سی تمکو سنگسار کرونگا غرضکه حضرات ابن مسعود رض

نقول نکاح المتعة خیر من نکاح التحلیل من اثنی عشرة وجها احدها ان نکاح المتعة کان مشروعا فی اول الاسلام بخلاف التحلیل الثانی ان الصحابة تمتعوا علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ولم یکن فی الصحابة محلل قط الثالث ان نکاح المتعة مختلف فیه بین الصحابة فاباحه ابن عباس وابن مسعود ففی الصحیحین عن عبد الله کنا نغزو مع رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لیس لنا نساء فقلنا الا نستخصی فنهانا عن ذلک ثم رخص لنا ان ننکح المرأة بالثوب الی اجل ثم قرأ عبد الله یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم وفتوی ابن عباس بها مشهورة وقال عروة قام عبد الله بن الزبیر بمکة فقال ان ناسا اعمی الله قلوبهم کما اعمی ابصارهم یفتون بالمتعة یعرض بعبد الله بن عباس فناداه فقال انک لجلف جاف فلعمری لقد کانت المتعة تفعل علی عهد امام المتقین یرید رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال ابن الزبیر فجرب نفسک فوالله لئن فعلتها لارجمنک باحجارک فهذا قول ابن مسعود

اور ابن عباس کا متعہ کے باب مین تو یہہ قول ہی اور حلالہ کے باب مین وہ روایت ہی جو

اوپر گذری چوتھی یہہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعہ کرنیوالے مرد اور عورت کے

حق مین کوئی کلمہ لعنت کا نہین آیا اور محلل اور محلل لہ کے باب مین لعنت کا حال اوپر لکھا

گیا پانچوین یہہ کہ متعہ والیکو عورت سے ایک غرض صحیح ہوتی ہے اور عورتکو مرد سے کہ

ایکدوسرے کے ساتھہ نکاح کی مدت تک رہین اور محلل کو کوئی غرض نہین ہوتی بجز اسکے کہ

بکری کیطرح جفتی کے لئے مانگ لیا گیا ہی اس لحاظ سے نکاح اوسکا نہ مرد کو مقصود ہے

نہ عورت نہ ولی کو بلکہ وہ موافق ارشاد حضرت حسن بصری کے اللہ تعالی کی حدود مین

آگ کی مینخ ہی شیخ الاسلام نے فرمایا ہی کہ حضرت حسن کی غرض یہہ ہی کہ مینخ جس چیز مین لگتی

ہی اوسکو پایدار کر دیتی ہی ایسا ہی اسنے سمجھا ہی کہ حلالہ اوس عورتکو پہلے خاوند کے لئے

ثابت کر دیتا ہی حالانکہ اللہ تعالی نے اوسکو اسپر حرام فرمایا ہی چھٹی یہہ کہ جو چیز

اللہ تعالی نے حرام کر دی اوسکی حرام کرنیکے لئے متعہ والے نے کوئی حیلہ نہین کیا اور

اون دغا بازونمین سے نہین جو اللہ تعالی کو لڑکونکی طرح فریب دیتے ہین وہ ظاہر و باطن

مین نکاح کرنیوالا ہی اور حلالہ والا مکار فریبی اور اللہ کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیوالا ہی

اور یہین وجہ اوسکی وعید اور لعنت مین وہ روایات آئی ہین کہ متعہ والے کے حق مین

اوس جیسی کیا اوسکی پاسنگ بھی نہین ہین ساتوین یہہ کہ متعہ والا عورتکو خود اپنے لئے

وابن عباس فی المتعة وذا الخ فتفسّر ورواتها فی التحليل الرابع ان رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم لم يجئ عنه فی لعن المستمتع والمستمتع بها حرف واحد وجاء فی لعن المحلل والمحلل له ما تقدم الخامس ان المستمتع له غرض صحيح فی المرأة ولها غرض ان تقيم معه مدة النكاح والمحلل لا غرض له سوى انه مستعار للضراب كالتيس فنكاحه غير مقصود له ولا للمرأة ولا للولي وانما هو كما قال الحسن مسمار نار فی حدود الله فانه [illegible] الاستعارة يريد الحسن ان المسمار هو الذي يثبت الشيء المستمتع فكذلك المحلل يثبت المرأة لزوجها السادس ان المستمتع لم يحتل علی تحليل ما حرم الله ولم يكن من المخادعين الذين يخادعون الله كما يخادعون الصبيان بل هو ناكح ظاهرا وباطنا والمحلل ماكر مخادع متخذ آيات الله هزوا ولذلك جاء فی وعيده ولعنه ما لم يجئ فی وعيد المستمتع مثله ولا قريب منه السابع ان المستمتع يريد المرأة لنفسه [illegible]

حلال کرنا چاہتا ہے اور یہی نکاح کا بہید اور مقصود ہی اور محلل اوسکی حلت اپنے
لئی نہین چاہتا بلکہ دوسرےکے لئی حلال کرنا چاہتا ہی اور یہین وجہ اوسکا نام محلل
ہوا اور یہہ بات معنی نکاح شرعی کے خلاف ہی آٹھوین یہہ کہ طبائع سلیم اور دل
جنمین مرض نادانی اور بے دلیل بات ان لینے کا نہین جما وہ حلالہ سے نہایت درجہ کو نفرت
کرتے ہین اور عورتکو تو بڑی ہی عار اوس سے لگتی ہی یہانتک کہ اکثر عورتین اُس عورت
کو زنا سے زیادہ عیب لگاتی ہین بخلاف نکاح متعہ کے کہ اگر اس سے طبیعتون اور عقلونکو
نفرت ہوتی تو شروع اسلام مین مباح نہوتا نوین یہہ کہ نکاح متعہ مشابہ ہی اس امر
کسی جانور کو سواری کے لئی ایکمدت تک کرایہ لیا یا گہر کو ایکمدت تک نفع حاصل کرنی
اور رہنی کے لئی کرایہ لیا خواہ ایک غلام کو کسیوقت تک خدمت کرنیکو نوکر رکہا یا
اور کوئی اسیطرحکی صورت ہو جسمین دام دینی والے کو چیز سے کوئی صحیح غرض ہو مگر چونکہ
متعہ مین وقت کی قید آگئی اسلئی جو مقصود شارع نے نکاح سے دوام و استمرار کی لئی مقرر
کیا تہا اوس سے اوسکو نکالدیا بخلاف نکاح محلل کے کہ وہ انمین سے کسی چیز کی مشابہ
نہین اور اسی لحاظ سے صحابہ رض نے اوسکو زنا سے اور جفتی کے لئی عاریتی بکری سے تشبیہ
دی دسوین یہہ کہ اللہ تعالی نے ان چیزون یعنی بیع اور ہبہ اور ٹھیکہ اور نکاح
کو ایسے سبب مقرر فرمائی ہین جنسے اونکی احکام انجام کو حاصل ہون مثلا بیع کو

وهذا هو مقتضى النكاح ومقصوده والمحلل لا يريد حلها لنفسه وانما يريد حلها لغيره ولذلك سمي محللا وهو ضد مقصود النكاح شرعا الثامن ان الفطر السليمة والقلوب التي لم يتمكن منها مرض الجهل والتقليد تنفر من التحليل اشد نفار وتعير به اعظم تعيير حتى ان كثيرا من النساء تعير المرأة به اكثر مما تعير بالزنا بخلاف نكاح المتعة فانه لو كان مستقبحا في العقول لم يبح في اول الاسلام التاسع ان نكاح المتعة يشبه اجارة الدابة مدة لركوبها واجارة الدار مدة للسكنى واجارة العبد للخدمة مما للباذل فيه غرض صحيح ولكن لما دخله التوقيت اخرجه عن مقصود النكاح الذي شرع لوصف الدوام والاستمرار بخلاف نكاح المحلل فانه لا يشبه شيئا من ذلك ولهذا شبهه الصحابة بالسفاح وباستعارة التيس للضراب العاشر ان الله سبحانه نصب هذه الاسباب كالبيع والاجارة والهبة والنكاح مفضية الى احكام جعلها مسببات لها ومقتضيات فجعل البيع

سببا للملك والرقبة و
المنافع والإجارة سببا لملك المنفعة
والنكاح سببا لملك
البضع وحل الوطء والمحلل
مناقض معاكس للشرع
فإنه جعل النكاح سببا
لتمليك المطلق البضع
بقصد بالنكاح المطلق البضع وحله له
وإنما قصد أمرا ... غير ذلك
مسلم باطنا ... ظاهرا وباطنا

جو چیز کے ملک کا سبب قرار دیا ہی اور اجارہ کو سبب نفع کے مالک ہونیکا بنایا ہی اور نکاح کو سبب فرج کی ملک کا اور صحبت کے حلال ہونیکا فرمایا ہی اور محلل شرع سی بالکل مخالف ہے اسلئے کہ اوسنے اپنی نکاح کو اسبات کا سبب کیا کہ فرج ملکیت طلاق دینے والے کی ہوا اور وہ اوسی پر حلال ہو جاوے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے نکاح مین مشروع فرمایا تھا اوسکا قصد نکیا یعنی فرج کو اپنی ملک مین کہنا اور اپنی لئی حلال سمجھنا اس سی تو اوسکو کچھہ غرض نہی بلکہ وہ قصد کیا جسکے لئی یہہ نکاح شرعا سبب تھا گیارہوین یہہ کہ محلل منافق کی جنس سی ہی کیونکہ منافق ظاہر مین بھی کہتا ہی کہ مین مسلمان ہون اور اسلام کے عقد کا ظاہر و باطن مین التزام رکہتا ہون مگر باطن مین وہ اوسکا التزام نہین رکہتا اسیطرح محلل ظاہر کرتا ہی کہ خاوند ہے اور نکاح کرنا چاہتا ہی اور مہر کا نام لیتا ہی اور عورت کی رضامندی پر گواہی دیتا ہی حالانکہ باطن مین وہ خاوند ہونا چاہتا ہی نہ عورت کو اپنی بی بی بنانا نہ مہر کا دینا نہ حقوق نکاح کا بجالانا اور ظاہر مین اپنی دلی بات کے خلاف کرتا ہی اور کہتا ہی کہ مین ان امور کو چاہتا ہون اور خدا تعالی اور حاضرین مجلس اور شوہر اول جانتے ہین کہ بات واقع مین یون نہین بارہوین یہہ کہ محلل کا نکاح نہ تو اہل جاہلیت کے نکاح کے مشابہ ہی نہ اہل اسلام کے نکاح کے اہل جاہلیت والے اپنی نکاحون مین بہت سے برے کام کیا کرتی تہی مگر نکاح حلالہ پر راضی نہ تھی نہ اوسکو کرتے تھے چنانچہ

... الباطن غير ... ولا يصبر
يظهر أنه زوج وأنه يريد النكاح ...
على رضى المرأة وهو في الباطن لا يريد ...
ولا أن تكون المرأة زوجة له ولا ...
الصداق ولا القيام بحقوق النكاح ...
... وإنه يريد ذلك
... مختلف نكاح المحلل لا يشبه نكاح الإسلام ... نكاح الجاهلية
... لم يكونوا يرضون نكاح التحليل ولا يفعلونه

وفي الصحيح البخاري عن عائشة رضي الله عنها ان النكاح في الجاهلية كان على اربعة انحاء الحديث والظاهر ان نكاح المحلل خارج عن الاربعة ولا يخفى ان المحلل بمنزلة التيس المستعار

فصل وتسبب الوقوع في معصية الله ورسوله ذلك الشيطان بايقاع الطلاق على غير الوجه الذي شرعه الله فيتحصل الندم ويلجئ الى سلوك الحيل الباطلة تارة بالتحليل وتارة بالمنافقة في عدالة الشهود والولي والمرافعة الى من يعتبر ذلك فيطلب الحواسم التي لا يخلو البشر عنها ليبطل النكاح فلا يترتب عليه الطلاق فيا للعجب يشكون ان الوطي حلالا والنسب لاحقا والنكاح صحيحا حتى يقع الطلاق

صحیح بخاری مین حضرت عایشہؓ سی مروی ہی کہ جاہلیت کی نکاح چار قسم پر تھے آخر حدیث تک اور ظاہر ہی کہ محلل کا نکاح اون چارون قسمون سی خارج ہے **ف** مترجم کہتا ہی کہ وہ چارون نکاح یہہ تہی اول جیسا آجکل منگنی کا نکاح مروج ہی دوم نکاح استبضاع کہ خاوند اپنی بیبی کو حیض کے بعد دوسرے شخص سی صحبت کی اجازت دیتا اور خود دوسرے حامل ہونے تک اوس سی علیحدہ رہتا یہہ امر اولاد کیواسطی ہوتا تہا سوم یہ صورت تہی کہ دس سی کم آدمی کسی عورت سے صحبت کرتے جب اوسکی لڑکا ہوتا تو کئی دن کے بعد وہ اون سبکو بلوالیتی اور جسکی ذمہ چاہتی اوس لڑکی کو کردیتی کہ یہ تیرا ہے اسکو ماننا پڑتا چوتہی یہ صورت تہی کہ فواحش عورتونکی پاس لوگ جاتے اگر اوسکی بچہ ہوتا تو قیافہ شناسونکو بلاتی وہ جسکی ذمہ اسی حسب دیتے اوسیکا ہوتا اسلام مین بجز صورت اول کی سب نکاح باطل ہوئی **فصل** اور حلالہ کرنی مین مبتلا ہونیکا سبب ہی کہ طلاق دینی مین اللہ کی نافرمانی اور شیطان کی اطاعت کی یعنی جسطرح کہ طلاق کو اللہ نی مشروع فرمایا تہا اوسطرح نہ دی اسلئی پشیمان ہوکر جہوٹے حیلے ڈہونڈہتا ہی کہ کبہی تو حلالہ کرتے ہیں اور کبہی نکاح اول کی گواہون اور ولی کی عدالت مین گفتگو کرتی اور ایسی حاکم کے پاس اپنا مقدمہ لیجاتا جو گواہونکی عدالت کو نکاح مین معتبر کرتا ہو غرضکہ ایسے عیب گواہون مین ڈہونڈہتا ہے کہ جس سی آدمی خالی نہین ہوتا اور اس سی مراد اوسکی یہہ ہی کہ پہلا نکاح باطل ہوجاوے تو سرے سی طلاق ہی نہ پڑی سبحان اللہ عجب بات ہی کہ طلاق سی پیشتر تک صحبت بہی درست رہی اور اولاد کا نسب بہی قائم رہا اور نکاح جائز رہا مگر طلاق پڑ ادی

اب ایسی صورت تلاش کرتا ہی جس سی نکاح فاسد ٹھہری اور بعض نادان ایسی چیز پر کفایت کرتے ہین جنکو شیطان اونکی لئی کافی سوجھا دیتا ہی جیسے خاوند کا عورت کے پاس سی سفر کر جانا اور عورتکا اوسکے پاس سی چلا جانا یا دونونکا عرفات کے پہاڑ پر اکٹھا ہو جانا یا اور کوئی ایسی جیسی بات تمسخر اور کھیل کی جنس سی کر لینی —

فصل جو کوئی کہ طلاق کے بابمین جو اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزونمین سے نہایت ناپسند ہی چنانچہ ابو داود نے ابن عمر سی اسکو روایت کیا ہی خدا تعالی سی ڈری اور طلاق اوسطرح پر دی جسطرح کہ خدا تعالی اور اوسکی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امر کیا ہی اور بندہ کے لئی مشروع فرمایا تو اوسکو اُن حیلون مذکورہ بالا کی کچھہ حاجت نہ تھی چنانچہ وہ خود بعد ذکر فرمانے حکم طلاق کے فرماتا ہی وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا اور جو کوئی ڈرتا ہی اللہ سی وہ کر دیگا اوسکا پس اگر سب طلاق دینی والے خدا کا خوف کرین تو اوسکی خوف کے باعث ان بوجھون اور طوقون اور مکر اور حیلہ کرنیسے سنے پروا رہین اسلئی کہ طلاق مشروع یہہ ہی کہ جن دنونمین عورت حیض سی پاک ہوا اور مرد نے اوس سی صحبت نکی ہو اوسوقت ایک طلاق دیکر چھوڑ دی یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اسعرصہ مین اگر عورتکو روک رکھنی کو جی چاہی تو رجعت کرے اور اگر عدت کی گذرنے تک رجعت نکری تب بھی ہو سکتا ہی کہ اوس سی از سر نو نکاح کرے بدون اسکی کہ دوسرے سی نکاح کری اور اگر عورت سی کچھہ طلاق ہی نہو

یہن عجزہ ان تزوج غیرہ فقس
فقال اہلک انہم بینہم ولم یستحیوا
حیلة ولا تحلیل وہذا مثل
عن ابن عباس عن رجل طلق
امرأته مائة فقال عصیت
ربک وفارقت امرأتک
لم یتق الله فیجعل لک
مخرجا وقال سعید بن جبیر جاء رجل
الی ابن عباس فقال انی طلقت امرأتی الفا فقال
اما ثلاث فتحرم علیک امرأتک وبقیتہن وزرا
اتخذت آیات الله هزوا وقال مجاہد کنت
عند ابن عباس فجاءہ رجل فقال انه
طلق امرأته ثلاثا فسکت حتی ظننت
انه رادها الیه فقال ینطلق احدکم
فیرکب الاحموقة ثم یقول یا ابن عباس
یا ابن عباس وان الله قال ومن یتق الله
یجعل له مخرجا وانک لم تتق الله فلا
اجد لک مخرجا وقد روی النسائی
عن محمود بن لبید قال اخبر
رسول الله صلی الله علیه و
آله وسلم عن رجل طلق امرأته
ثلاث تطلیقات جمیعا فقام
غضبان ثم قال ایلعب بکتاب الله
وانا بین اظہرکم الحدیث

سبل السلام ۱۲

تب بھی اس سی اگر کوئی دوسرا شخص نکاح کر لیگا تو اسکا ضرر نہین تو جو کوئی اسطرح
کریگا وہ نہ پشیمان ہوگا نہ کسی حیلہ اور حلالہ کا محتاج ہوگا اور اسیلئی جب حضرت ابن
عباسؓ سی کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین تو آپنے فرمایا کہ تونے
اپنی رب کی نافرمانی کی اور بی بی سی ہمیشہ کو جدا ہوگیا تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا اور
تیری لئی کوئی راہ نرکھی اور سعید بن جبیر کہتی ہین کہ ایک آدمی حضرت ابن عباسؓ کے
پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی زوجہ کو ایکہزار طلاق دین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون سے
تو تیری بی بی تجھپر حرام ہوگئی اور باقی گناہ ہین جنسی تو نے اللہ تعالی کی آیتون کا
ٹھٹھا کیا اور مجاہد کہتی ہین کہ مین حضرت ابن عباسؓ کے پاس تھا کہ اتنی مین اونکی پاس
ایک شخص آیا اور عرض کیا کہ مین نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین آپ چپکی ہوئی یہانتک
کہ مجھکو خیال ہوا کہ اوس عورتکو اسکو دلاوینگی پھر فرمایا کہ تم مین سی ایک شخص حماقت
کر بیٹھتا ہی پھر کہتا ہی ابن عباس ابن عباس اور اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَن یَتَّقِ اللّٰهَ یَجعَل
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ
لَّهُ مَخرَجًا اور تو نے خدا تعالی کا خوف نکیا تو مین تیری لئی کوئی راہ نہین پاتا اور
وہ کردی اوسکا گذارہ ۱۲
نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی گئی کہ
ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاقین اکٹھی دی ہین آپ غضبناک ہوکر کھڑی ہوئی پھر ارشاد
فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب سی ٹھٹھا کیا جاتا ہی حالانکہ مین تم مین موجود ہون آخر حدیث

وهذه الآثار موافقة لما دل عليه القرآن فانه انما شرع الطلاق مرة بعد مرة ولم يشرعه جملة واحدة قال تعالى الطلاق مرتان والمرتان في اللغة انما تكون لما يأتي مرة بعد مرة كقوله تعالى سنعذبهم مرتين او لا يرون انهم يفتنون في كل عام مرة او مرتين ليستاذنكم الذين ملكت ايمانكم والذين لم يبلغوا الحلم منكم ثلث مرات ثم قال فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره فهذه هي الثالثة ولم يشرعه جملة

یعنی تین طلاقین ١٢

تک اور یہہ آثار اوس امر کے موافق ہین جو قران مجید سے معلوم ہوتا ہے یعنی طلاق کا ایک ایک کرکے دینا مشروع فرمایا ہے اکٹہا دینا مشروع نہین چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ لفظ مرتان کے معنی لغت مین یہی ہین کہ ایکبار کے بعد دوسری بار ہو جیسا اور جگہہ ارشاد ہے سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ اور اَوَلَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ اور لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ پہر ان مرات کی تفسیر تین وقتون سے فرمائی۔ پہر خدا تعالی فرماتا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ اسمین ذکر تیسری طلاق کا ہے اور اکہٹا دینا دو یا تین طلاقونکا مشروع نہین اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ اور دو برس تک حضرت عمرؓ کیوقت مین اگر کوئی شخص تین طلاقین اکہٹی دیتا تہا تو وہ ایک گنی جاتی تہی چنانچہ اس امر پر دو صحیح حدیثین ایک مسلم کی اور دوسری سنن ابی داود اور مسند امام احمد مین کی دلالت کرتی ہین۔ مسلم مین کی حدیث مروی ہے ابن طاوس سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت ابن عباسؓ سے راوی ہین کہ طلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کی عہد مین اور دو برس تک حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تہی پہر حضرت عمر نے فرمایا کہ جس امر مین لوگونکو اتنا خیر تہی اوسمین وہ ہونے جلدی کی اگر ہم اوسکو اوپر جاری کرین تو بہتر ہو و

او ثلاث فكان الطلاق في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وزمن ابي بكر وسنتين من خلافة عمر الطلاق الثلاث واحدة ولما دل عليه الحديثان الصحيحان احدهما في صحيح مسلم والآخر في سنن ابي داود ومسند احمد اما حديث مسلم فمن طريق ابن طاوس عن ابيه عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر وسنتين من خلافة عمر الطلاق الثلاث واحدة فقال عمر ان الناس قد استعجلوا في امر كان لهم فيه اناة فلو امضيناه عليهم

پہر اوسکو اُنپر جاری کر دیا اور نیز صحیح مسلم مین طاؤس سے روایت ہی کہ ابو صہبا نے
حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپ اپنی مختصر جوابون مین سے کچھ بیان فرمائیے کہ تین
طلاقین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابو بکرؓ مین کیا ایک نتہین آپنے فرمایا
کہ ایک ہی تہین مگر جب حضرت عمر کے زمانہ مین لوگون نے طلاق پے در پے دینی شروع
کی تو اونہون نے اونپر تین طلاقونکو جائز رکہا اور ابو داؤد کی روایت مین ابی صہبا سے
یون آیا ہی کہ ابو صہبا نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا کہ آپکو معلوم نہین کہ جب آدمی اپنی
زوجہ کو صحبت سے پہلے تین طلاقین دیدیا کرتا تہا تو زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین
اونکو ایک جانا کرتے تھے۔ اس روایت کو اسحق بن راہویہ اور سلف کی ایک جماعت نے
اختیار کیا ہی اور تین طلاقونکو بدون صحبت والی عورتکے حق مین ایک ٹھہراتے ہین اور
تمام صحیح روایتون مین قبل صحبت کی قید نہین اور یہی وجہ مسلم نے اس قید کو ذکر نہین
کیا اور خود طاوس کی روایت جو ابن عباس سے ہی اوسمین بھی کسی مین قبل دخول کی
قید نہین اور اس روایت مین جو طاؤس نے ذکر کیا ہی تو ابو صہبا کی سوال کا حال ذکر
کیا ہی اور حضرت ابن عباسؓ نے جس چیز کا حال پوچہا تہا اوسکا جواب دیا اور شاید
ابو صہبا کو یہی پہنچا تہا کہ جو قبل دخول طلاق دے تو تین اوسکی حق مین ایک ہین
اسیلئے اسکو ابن عباسؓ سے پوچہا کہ ایسی طلاق کو ایک ٹھہراتے تھے آپنے فرمایا

فامضاه عليهم وفي صحيح
مسلم عن طاوس ان ابا الصهباء
قال لابن عباس هات من هناتك
الم يكن الطلاق الثلاث على عهد
رسول الله صلى الله عليه
وآله وسلم وابي بكر واحدة
فقال قد كان ذلك فلما كان في عهد عمر
تتابع الناس في الطلاق فاجازه عليهم وفي رواية
لابي داود عن ابي الصهباء انه قال لابن عباس اما علمت ان
الرجل كان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان يدخل بها
جعلوها واحدة على عهد رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم وابي بكر وصدرا من [illegible]
[illegible] جماعة من السلف [illegible] الرواية وجعلوا الثلاث
واحدة في غير المدخول بها وسائر الروايات
الصحيحة ليس فيها قبل الدخول ولهذا لم يذكر
مسلم ذلك ورواية طاوس نفسه عن ابن عباس
ليس فيها قبل الدخول وانما حكى طاوس
عن سوال ابي الصهباء فاجابه بما سأل
عنه ولعله انما بلغه عن
الثلاث واحدة في حق
مطلق قبل الدخول
فسأل عن ذلك ابن عباس
وقال كانوا يجعلونها
واحدة فقال ابن عباس نعم

بعض طلاق ثلاث کا بیان ١٢

وهذا لا مفهوم له لان وقوع التقييد في الجواب وقع باعتبار تقييد السؤال وهو انما اذا سئل عن فارة وقعت في سمن فقال اذا وقعت الفارة في السمن فالقوها وما حولها وكلوا الباقي ذلك على تقييده الحكم بالسمن خاصة واما الحديث الاخر فقال ابو داود ثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق انا ابن جريج قال اخبرني بعض بني ابي رافع مولى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عكرمة عن ابن عباس قال طلق عبد يزيد ابو ركانة واخوته ام ركانة ونكح امرأة من مزينة فجاءت الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقالت ما يغني عني الا كما تغني هذه الشعرة لشعرة اخذتها من راسها ففرق بيني وبينه فاخذت النبي صلى الله عليه وآله وسلم حمية فدعا بركانة واخوته ثم قال لجلسائه اترون فلانا يشبه منه كذا وكذا من عبد يزيد وفلانا ابنه الاخر يشبهه منه كذا وكذا قالوا نعم فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم لعبد يزيد طلقها

کہ یا ن اور اسکے کچھ معنی نہین اسلئے کہ جواب مین قید کا ہونا سوال کے مقابلہ مین
ہے اور یہہ ایسی صورت ہی کہ کسی نے آپ سی پوچھا کہ اگر چوہا گھی مین گر جاوے تو کیا
حکم ہی آپنے فرمایا کہ جب چوہا گھی مین گرے تو اوسکو اور اوسکے گرد کی گھی کو نکال ڈالو
اور باقی کو کہاؤ تو اِس سی معلوم نہین ہوتا کہ حکم کی قید خاص گھی کے ساتھہ ہے
اور دوسری حدیث یہ ہی کہ ابو داؤد کہتی ہین کہ حدیث بیانکی ہم سی احمد بن صالح نے
اور اونسے حدیث بیانکی عبد الرزاق نے اور انکو خبر دی ابن جریج نے اونہ
کہتی ہین کہ مجکو خبر دی بعض بیٹون نے ابو رافع کے جو موے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہین عکرمہ سی اور اُنہون نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ فرمایا عبد یزید نے
جو رکانہ اور اوسکی بہائیونکا والد تہا رکانہ کی ماکو طلاق دیکر ایک مُزینہ کی عورت
سی نکاح کر لیا وہ عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آئی اور اپنی سر مین سے
ایک بال پکڑ کر کہا کہ عبد یزید سی میرا کام اتنا نکلتا ہی جیسے اِس بال سی پس مجھہ مین
اور اوسمین آپ جدائی فرما دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غیرت آئی آپنے رکانہ
اور اوسکی بہائیونکو بلوایا اور اپنی ہم نشینون سی فرمایا کہ دیکہو رکانہ کی فلان فلان
چیز اسکے باپ عبد یزید کی سی ہی اور اوسکا دوسرا بیٹا اوس سی فلان فلان بات
مین مشابہ ہی لوگون نے عرض کیا کہ درست ہی پہر آپنے عبد یزید کو فرمایا کہ اس عورتکو

طلاق دیدی اوسنے طلاق دیدی آپ نے فرمایا کہ اپنی پہلی بی بی رکانہ اور اوسکے
بہائیونکی پاس رجوع کرلے اوسنے عرض کیا کہ مین نے اوسکو تین طلاقین دی ہین آپنے
فرمایا کہ مین جانتا ہون تو اوس سے رجعت کرا اور پڑہا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا طَلَّقْتُمُ
(ای ایمان والو جب تم طلاق دو)
النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ پس آپنے اوسکو مراجعت کا حکم دیا حالانکہ
(عورتونکو تو اونکو طلاق دو اونکی عدت پر اور گنتی رکہو عدت ۱۲)
وہ طلاق دیچکا تہا اور وہ آیت پڑہی جو معنا اپنے مابعد کے اس امر مین صریح ہی
کہ جو طلاق کہ اللہ تعالی نے بندونکی لئی مشروع فرمائی ہی وہ عدت کی طلاق ہی
جب عدت کے دن گذرنے پر آلگین تو یا اوسکو اچہی طرحسے روک رکہے یا نیکی کی ساتھ
اوسکو چہوڑ دے اور طلاق کو اللہ تعالی نے گنجایش اور تانی کے طور پر مشروع
فرمایا ہی کہ شاید طلاق دینے والا نادم ہو تو اوسکی لئے رجوع کرنیکی راہ باقی رہی
چنانچہ فرماتا ہی لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا آپ کوئی یہہ اعتراض نہین
(اوسکو خبر نہین شاید اللہ نیا نکالے اس پیچہے کوئی کام ۱۲)
کرسکتا کہ اس حدیث کی سند مین مجہول یعنی گمنام آدمی ہی اسلئی کہ اسکا جواب ہم
تین طرح پر کہہ سکتے ہین اول یہہ کہ مسند امام احمد مین ہی کہ حدیث بیان کی ہم سے سعد بن
ابراہیم نے اور اونسے حدیث بیان کی اپنی نے محمد بن اسحق سے کہا کہ حدیث کہی مجہسے
داود بن حصین نے عکرمہ مولی ابن عباسؓ سے کہا کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دین اور طلاق دینے والونمین یہہ شخص سب سے پہلا تہا

فیفعل فقال راجع امرأتک
زمن رکانۃ واخوتہ قال انی
طلقتہا ثلثا یا رسول اللہ قال
قد علمت راجعہا وتلی یا ایہا
الذین آمنوا اذا طلقتم
النساء الآیۃ فامرہ ان راجعہا
وقد طلقہا وتلی الآیۃ التی

۱۲ منہ

اوسنے اوس عورت پر بہایت غم کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اوس سے پوچھا
کہ تونے اوسکو کیسی طلاق دی ہی اوسنے عرض کیا کہ مین نے تین طلاقین دی ہین آپ
نے فرمایا کہ ایک مجلس مین اوسنے عرض کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی
ہوی تو اوس عورت سے اگر چاہی مراجعت کر لے عکرمہ کہتے ہین کہ اوسنے مراجعت کر لی اور
یہہ بھی اونکا قول ہی کہ حضرت ابن عباسؓ کی رای یہہ تہی کہ ہر طہر پر طلاق ہونی چاہیئے
اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد مقدسی نے اپنی مختارہ
مین لیکن یہہ حدیث موافق ہی طاوس اور ابی صہبا اور ابی الجوزا کی حدیث کی جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہی اور طاوس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کے اور شاگردونکی
نسبت کر اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تہی اسلئے کہ عکرمہ تو آپکے غلام تہی اور طاوس
آپکے شاگرد تہی اور یہہ دونو یہہ فتویٰ دیا کرتے تہی کہ تین طلاقین ایک ہی ہین اور اسی
طرح ابن اسحق کے نزدیک جب یہہ حدیث ثابت ہوگئی تو اوسکے موجب حکم دینے لگی
اور فرماتے تہی کہ سنت مجہول ہوئی تو اوسکی طرف رد کیجادی اور ابن عباسؓ
سے دو روایتین ہین ایک تو طلاق دینے والونکی طلاق قائم رکہنی اور سزا دینے کیلئے
حضرت عمر کی موافقت ہی اور دوسرے فتویٰ دینا مضمون حدیث کی موافق ہی حماد بن
یزید نے ایوب سے اور اونہون نے عکرمہ سے اور اونہون نے حضرت ابن عباسؓ سے

فحزن عليها حزناً شديداً قال فسأله
رسول الله صلى الله عليه و
آله وسلم كيف طلقتها قال طلقتها
ثلاثاً قال في مجلس واحد
قال نعم قال فإنما تلك واحدة
فارجعها إن شئت قال فراجعها
قال وكان ابن عباس يرى أن
الطلاق عند كل طهر ورواه الحافظ
أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد المقدسي
في مختاره وهذا موافق لحديث طاؤس
وأبي الصهباء وأبي الجوزاء عن ابن عباس
وطاؤس وعكرمة أعلم أصحاب
ابن عباس به فإن عكرمة مولاه وطاؤس
صاحبه وكان طاؤس وعكرمة يفتيان بأن الثلاث
واحدة وكذلك كان ابن إسحاق لما صح عنده هذا
الحديث أفتى بموجبه وكان يقول
جهل السنة فيرد إلى السنة وعن ابن عباس
روايتان إحداهما موافقة لعمر
بإمضاء الثلاث وتقرير المطلقين
والثانية بجعلها واحدة
فأفتى بمقتضى الحديث ورواه
حماد بن زيد عن أيوب عن عكرمة
عن ابن عباس

روایت کی ہی اور یہہ حدیث صحت اور بزرگی کی راہ سے بس ہی یعنی جب ایک ہی دفعہ
مین کہا کہ تجکو تین طلاق ہین تو یہہ تینون ایک ہی ہونگی اِس حدیث کو ابو داؤد
نے سنن مین ذکر کیا ہی دوسری وجہہ یہہ ہے کہ شخص مجہول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے مولے کی اولاد مین سے ہی اور جہوٹ اُن لوگونمین پہیلانہ تہا اور یہہ قصہ بھی مشہور
اور محفوظ ہی اور داؤد بن الحصین نے اوس راوی کی متابعت اِس قصہ مین کی ہی اِس سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصہ راوی کو یاد تہا تیسری وجہہ یہہ ہے کہ ہمنی صرف اوسی راوی کی
روایت پر اعتماد نہین کر لیا بلکہ داؤد بن الحصین کی روایت کو بھی ذکر کیا ہی اور تہمت
تدلیس کی (عیب چہپانا) ابن اسحق کی ذمہ سے اوسکی حدثنی کہنی سے جاتی رہی اور عرایا کی مقدار پانچ
وسق یا اوس سے کمتر کرنیکی حدیث مین ائمہ نے ٹہیک اسی سند سے حجت پکڑی ہی اور
اوسکو اختیار کیا ہی اور اوسکی مضمون کے موافق عمل کیا ہی باوجودیکہ عام اور صحیح
حدیثونکے خلاف ہی جو تر خرما کو خشک کی عوض بیچنے کے منع مین وارد ہین غرضکہ
ان حدیثونکی بموجب کہنا ظاہر قران اور صحابہؓ کے اقوال اور قیاس اور لوگونکی
مصلحتون کے موافق ہی ظاہر قران کے تو اِسطرح مطابق ہے کہ اللہ تعالی نے
رجعت کو ہر طلاق مین مشروع فرمایا ہی بجز طلاق ایسی عورتکی جس سے صحبت ہوئی ہو
یا دو بار طلاق دیکر تیسری بار طلاق دی ہو اور قران مجید مین سوا اِن دو صورتونکے

وحسبناک بهذا السند صحة وجلالة اذ قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهي واحدة ذكره ابو داود في السنن الوجه الثاني ان هذا المجهول من ابناء موالي النبي صلى الله عليه وآله وسلم ولم يكن الكذب مشهورا فيهم والقصة معروفة وقد تابعه عليها داود بن الحصين وهذا يدل على انه حفظها الوجه الثالث انا لم نعتمد عليها وحدها بل ذكرنا رواية داود بن الحصين وقد زالت تهمة التدليس عن ابن اسحق بقوله حدثني وقد احتج الائمة بهذا السند بعينه في حديث تقدير العرايا بخمسة اوسق او دونها واخذوا به وعملوا بموجبه مع مخالفته عمومات الاحاديث الصحيحة في منع بيع الرطب بالتمر فالقول بهذه الاحاديث موافق لظاهر القران واقوال الصحابة والقياس ومصالح الناس اما ظاهر القران فان الله شرع الرجعة في كل طلاق الا طلاق غير الموصول بها والمطلقة طلقة ثالثة بعد الاولى والثانية وليس في القران طلاق بائن الا في هذين الموضعين

واما القياس فلان الله قال فشهادة احدهم اربع شهادات بالله ويدرؤ عنها العذاب ان تشهد اربع شهادات ولو قال اشهد بالله اربع شهادات اني صادق او قالت اشهد بالله اربع شهادات انه كاذب كانت شهادة واحدة ولم يكن اربعا فكذا قوله انت طالق ثلاثا واحدة لا ثلاثا ولا قياس اصح من هذا وهكذا كل ما يعتبر فيه العدد من الاقرار بالزنا ونحو ذلك واما اقوال الصحابة فيكفي من ذلك

اور کوئی طلاق بائن نہین اور قیاس کے مطابق اسطورہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا ع فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللهِ اور وَيَدْرَءُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ (تو ایسی کسی کی گواہی یہہ کہ چار گواہی دیویسہ کو نام گی ۱۲ اور عورت سے ٹلتی ہی مار یون کہ گواہی دے چار گواہی ۱۲) - پس اگر مرد یون کہے کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتا ہون اسپر کہ مین سچا ہون یا عورت کہی کہ مین خدا کی چار گواہیان دیتی ہون کہ مرد جھوٹا ہی تو دونو کا اسطرح کہنا ایک ہی گواہی ہوگی چار نہونگی اسیطرح بی بی کو کہدینا کہ تجکو تین طلاق ہین ایک ہی طلاق ہوگی تین نہونگی اور اس سے صحیح تر قیاس اور کوئی بہی نہین اور یہی حال ہے اُن صورتون مین جنمین شمار کا اعتبار ہوا کرتا ہی جیسے زنا وغیرہ کا اقرار کرنا اور اقوال صحابہؓ کے مطابقت کی لیے تو یہی بس ہی کہ اس حدیث پر عمل حضرت صدیقؓ کے عہد مین تہا اور آپکے ساتھ سب صحابہؓ موجود تھے بلکہ بعض اہل علم فرماتے ہین کہ اسپر اجماع قدیم ہی خلاف حضرت عمرؓ کے زمانہ مین پیدا ہوا ہی صحیح ثابت ہوا ہی کہ حضرت رسول کریم صلے الله علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے عہد مبارک مین اور کچھہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین جو شخص تین طلاقین اکٹھی دیا کرتا تہا اوسپر ایک ہی قائم رکھتی تھے اور یہہ جو لوگ دعوی کرتے ہین کہ پیچھے سے اجماع تین پر ہو گیا ہی تو یہہ جھوٹا دعوی ہی اسلئے کہ اختلاف ہمیشہ رہا ہی اجماع کیصورت نہین ہوئی داؤد اور اوسکی اصحاب نے بہی اختیار کیا ہی کہ تین طلاقین ایک ہین اور جو لوگ

ما في صحيح مسلم ان عمل الصديق وجميع الصحابة في عهده فقد قال بعض اهل العلم ان ذلك اجماع قديم وانما حدث الخلاف في زمن عمر

خلاف کے ناقل ہین اونمین سی طحاوی نے اپنی کتاب اختلاف العلماء وتہذیب الآثار
مین لکہا ہی اور ابوبکر رازی نے کتاب احکام القران مین اور ابن منذر نے اسکو
نقل کیا ہی اور ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے معلم مین بیان کیا ہے
اور اسکی روایت محمد بن مقاتل سی کی ہی جو امام اعظم کے شاگردونمین سی ہین
اور یہہ امام ابوحنیفہ کے مذہب مین ایک ہی دو قولونمین سی اور تلمسانی نے شرح
تفریع مین ایک قول امام مالک کا خلاف مین نقل کیا ہی اور شیخ الاسلام نے بعض
اصحاب احمد سی خلاف کو حکایت کیا ہی اور اسکو امام احمد نے اختیار کیا ہی اور
اور اونکے احوال مین نہایت بُرا ہی کہ اپنی مذہب کے باب مین اصحاب وجوہ کیطرح اُن
جیسے قاضی اور ابوالخطاب اسلئے کہ اونکی شان اس امر سی بلند ہی غرضکہ امام احمد کے
مذہب مین یہہ ایک قول بلاشک ہی اور تابعیونمین بہی خلاف کا یہی حال ہی اب باقی رہا
ان لوگونکا جواب دینا حضرت ابن عباس کی حدیث سی جو مذکور ہوئی سو اوسکی جواب
مین ہر ایک کی راہ مختلف ہی اسحق نے جو اسکو اُس عورت پر محمول کیا ہی جس سی صحبت
نہوئی ہو اوسکا حال تو پہلے گذر چکا اور ابوداؤد نے اس حدیث کو منسوخ ٹہرایا ہے
چنانچہ اپنی سنن مین کہا ہی کہ باب تین طلاقونکی بعد رجعت کی منسوخ ہونیکا یہہ
حدیث حضرت ابن عباسؓ کی بیان کی کہ آدمی اپنی زوجہ کو طلاق دیتا تہا تو اوسکی

حکی الخلاف الطحاوی فی کتابہ اختلاف العلماء وفی کتاب تهذیب الآثار وابوبکر الرازی فی کتاب احکام القرآن وحکاه ابن المنذر وحکاه ابن حزم ومحمد بن نصر المروزی والمازری فی کتاب المعلم وحکاه عن محمد بن مقاتل من اصحاب ابی حنیفة وحکاه عن مذهب ابی حنیفة وهو احد القولین فی مذهب مالک وحکاه التلمسانی فی شرح التفریع قولا لمالک وحکاه شیخ الاسلام عن بعض اصحاب احمد وهو اختیاره واستشهد ... ان یکون من اصحاب الوجوه فی مذهبه کالقاضی وابی الخطاب وهو بمحل من ذلک فهو قول فی مذهب احمد بلا شک والخلاف بین التابعین کذلک واما الجواب عن حدیث ابن عباس المتقدم فاختلف مسالکهم فی الجواب عنه فقد تقدم تاویل اسحق بحمله علی غیر المدخول بها واما ابوداود فجعله منسوخا فقال فی کتاب السنن باب نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث ثم ساق حدیث ابن عباس ان الرجل کان اذا طلق امرأته

فهو احق برجعتها وان طلق ثلاثا ثم نسخ ذلك بقوله الطلاق مرتان ثم ذكر في اثناء الباب حديث ابي الصهباء وكانه اعتقد ان حكمه كان ثابتا كما كان الرجل يراجع امرأته كلما طلقها وهذا وهم بوجهين احدهما ان المنسوخ هو ثبوت الرجعة بعد الطلاق ولو بلغ ما بلغ كما كان في اول الاسلام الثاني ان النسخ لا يثبت بعد موت النبي صلى الله عليه واله وسلم وقد كان الثلاث واحدة في عهد ابي بكر الصديق كلها واول خلافة عمر فمن المستحيل ان ينسخ بعد ذلك واما ابن المنذر فقال لم يكن ذلك عن علم النبي صلى الله عليه واله وسلم ولا عن امره وقال وغير جائز ان يظن بابن عباس ان يحفظ عن رسول الله صلى الله عليه واله وسلم ونفتي بخلافه وهذا الاشكال ضعيف بوجهين احدهما ان حديث عكرمة عن ابن عباس في رد النبي صلى الله عليه واله وسلم امرأة ركانة اليه عليه بعد الطلاق ثلاثا يبطل هذا التاويل الثاني ان هذا لو كان صحيحا لقال ابن عباس لابي الصهباء ما ادري بلغ ذلك رسول الله

رجعت کا وہی مستحق رہوتا تہا گو تین طلاقین دی ہہر یہہ حکم اس آیت سی منسوخ
ہوگیا الطلاق مرتان پہر اسی باب مین حدیث ابی الصہبا کی نقل کی ہی اور شاید اونکا
یہہ اعتقاد ہی کہ حکم اس حدیث کا ثابت تہا اوسصورتمین کہ جب مرد اپنی بی بی کو
طلاق دیتا تہا اوس سی رجعت کر لیتا تہا اور یہہ جواب دو وجہ سی وہم ہی اوّل یہہ کہ
منسوخ رجعت کا ثابت ہونا ہی بعد طلاق کے گو کسی حد کو پہونچ جاوی جیسا کہ
شروع اسلام مین تہا دوسرے یہہ کہ منسوخ ہونا بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جائز نہین تین طلاقونکا ایک ہونا حضرت صدیق رض کی ساری خلافت مین اور حضرت
عمر کی شروع خلافت مین معمول رہا پہر اوسکی بعد منسوخ ہونا محال ہی۔ اور ابن منذر
نے یہ کہا ہی کہ تین طلاقونکا ایک ہونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دانست مین تھا
اور آپکے امر سی تھا اور یہہ بھی نہین ہو سکتا کہ حضرت ابن عباس پر یہہ گمان کیا
جاوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی یاد تو کچھہ کرین اور حکم اوسکی خلاف دین
اور یہہ قول ابن منذر کا کئی وجہ سی پوچ ہی اوّل یہہ کہ حدیث عکرمہ کی حضرت ابن
عباس رض سی جسمین یہہ ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکانہ کی زوجہ تین طلاق کی بعد
اونکو دلوا دی اس تاویل کو سرہی سی باطل کرتی ہی دوسرے یہہ کہ اگر یہہ بات درست
ہوتی تو حضرت ابن عباس رض ابی الصہبا سے یہہ فرماتے کہ مجکو معلوم نہین کہ یہہ معاملہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پونہچا ہی یا نہین پونہچا اور ابی صہبا کو اسپر ثابت نر کہتے
تیسرے یہہ کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو حضرت عمرؓ یون نہ فرماتے کہ لوگون نے جلدی کی
اوس معاملہ مین کہ اُنکی لئے ڈہیل تہی بلکہ اونپر واجب تہا کہ اوسکی خلاف مین حدیث
انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی بیان فرما دیتی اور ارشاد کرتے کہ لوگونکا اسطرح عمل کرنا
دین اور شرع کے خلاف ہی اور یہہ نفرماتے کہ اگر ہم اوسکو جاری کردین تو خوب ہو
اسلئی کہ یہہ جاری کرنا تو اللہ اور اوسکی رسول کیطرف سے ہی نہ حضرت عمرؓ کیطرف سے
چوتھی یہہ کہ محال اور ممتنع ہی کہ جو لوگ بہترین خلق ہون وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد مبارک اور خلیفہ اولؓ کے عہد شریف مین طلاق اور رجعت مین اپنے دین کے خلاف
کرتے ہون کہ طلاق بھی حرام ہی دیتے ہون اور رجعت بھی حرام ہی کرتے ہون اور اس
بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باوجود آپکے اونمین تشریف رکھنی کی نکرتے ہون
پھر حدیث ابن عباس کی جسکو احمد نے روایت کی ہی اس بات کو رد کرتی ہی اور فتوی دینا
حضرت ابن عباسؓ کا جو اونسی نہایت صحیح اسناد سی ایک روایت مین ثابت ہوا ہی اوسکو
رد کرتا ہی اور کیسی ہو سکتا ہی کہ بہترین امت طلاق اور رجعت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور صدیقؓ کی زندگی بھر اور کچھہ دنون حضرت عمرؓ کی خلافت مین برابر ناواقف رہین پھر اوسکی بعد
اونکو طلاق اور رجعت جائز طور پر معلوم ہو دین اور کسطرح صحیح ہوگا حضرت عمرؓ کا فرمانا

صلى الله عليه وآله وسلم أو لم
يبلغه ولم يقره على أن الثالث
لو كان صحيحا لم يقل عمر إن الناس
قد استعجلوا في أمر كانت لهم فيه
أناة بل كان الواجب أن يبين
النسخ عن رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم وأن خلاف ذلك
وأن هذا العمل من الناس خلاف الدين والشرع و
أنه لو أمضيناه عليهم فإن هذا إمضاء من الله
ورسوله الرابع أنه من المحال والمستحيل أن يكون
خيار الخلق يطلقون في عهد رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم وعهد خليفته من بعده ويرجعون على خلاف دينه فيطلقون
طلاقا محرما ويرجعون رجعة محرمة ولا يعلم بذلك
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وهو بين أظهرهم
الخامس حديث ابن عباس الذي رواه أحمد يرد ذلك
ثم يرده فتوى ابن عباس في أحد الروايتين عنه
وثبتت عنه بأصح إسناد وكيف يستمر جهل خيار
الأمة بالطلاق والرجعة مدة حياته
صلى الله عليه وآله وسلم
ومدة خلافة الصديق
كلها وشطرا من
خلافة عمر ويظهر لهم بعد ذلك
الطلاق والرجعة الجائزان
وكيف يصح قول عمر

بحث طلاق ثلاث ۱۲

که آدمیون نے اوس کام مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تھی اور کسطرح درست ہوگا
اونکا فرمانا که خوب ہوا اگر ہم اوسکو اونپر جاری کردین اور امام احمدؒ نے اوس حدیث کو
اسوجہ سے رد کیا ہے که حضرت ابن عباسؓ نے اوسکے خلاف حکم دیا ہے حالانکه دونو حدیثون
کے راوی امام احمد ہی ہین اور یہہ رد اوس قاعدہ پر مبنی ہے که صحابی جسوقت اپنی روایت
کے خلاف پر عمل کرے تو وہ روایت حجت کے لائق نرہیگی صحابی کے عمل کا اتباع
کیا جاویگا اور احمدؒ سے مشہور ہے که اعتبار صحابی کی روایت کا ہے نه اوسکے قول کا جس
صورتین که قول مخالف حدیث کے ہو اور یہین وجہ بریرہ کی حدیث مین حضرت ابن عباسؓ
کی روایت کو اختیار کیا ہے که لونڈی کی بیع اوسکے حق مین طلاق نہین ہوتی اسلئے که
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو اختیار دیدیا تھا اگر بیچنے سے نکاح جاتا رہتا
تو مختار نفرماتے باوجودیکه حضرت ابن عباسؓ کا مذہب یہہ ہے که لونڈی کا بیچنا ہی اوسکی
طلاق ہے اور اپنی حجت اِس آیت کی ظاہر معنونکو فرماتے ہین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ
(اور نکاح بندہین عورتین)
اِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ اس آیت مین خاوندوالی لونڈی اگر ملک مین آوے تو اوسکی
(مگر جسکو مالک ہوجاوین تمہارے ہاتھہ ۱۲)
صحبت مباح فرمائی پس اگر نکاح باقی رہتا تو صحبت مباح نہوتی اور امام احمدؒ اور
تمام علما اِس مسئله مین آپکی خلاف پر ہین وہ کہتے ہین که لونڈی کی بیع طلاق نہین ہوتی
اور اپنی حجت بریرہ لونڈی کی حدیث سے کرتے ہین اور حضرت ابن عباسؓ کی رای کو

انکی روایت کے باعث ترک کرتے ہین اِسلئیے کہ آپ کی روایت تو خطا سی محفوظ
ہے اور راے محفوظ نہین اور امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اسکا عکس ہے یعنی اُنکے نزدیک
تین طلاقین ایک نہین ہوتین تین ہی واقع ہوتی ہین اور احمدؒ سے دو روایتین ہین ضمنہ
حدیث کی نماننے مین یہہ مسلک قوی نہین اور کچھ لوگ اس حدیث کی نماننے مین ایک
اور راہ چلی ہین اور کہا ہی کہ یہہ حدیث مضطرب ہی اور اِسیوجہ سی بخاری نے اس سے
اعراض کیا اور اپنی صحیح مین اوسکی خلاف پر عنوان لکھا اور کہا کہ باب ہی تین طلاقون
کے جواز مین ایک کلمہ سی بوجہ فرمانے خدا تعالی کے کہ طلاق دو مرتبہ ہی پھر حدیث
لعان کی ذکر کی ہی اور اوسمین یہہ ہے کہ طلاق دی عورتکو تین پہلی اس سی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو امر فرماوین اور آپنے اوسکو بدلا نہین حالانکہ آپ امر باطل پر
رہنی نہین دیتی اور یہہ لوگ اضطراب کی وجہہ یہہ بیان کرتے ہین کہ سندکی
روسی تو اضطراب یہہ ہی کہ اِسکی روایت اکثر تو طاوس سی ہی اور وہ ابن عباس رضؓ سے
راوی ہین اور الفاظ حدیث مین اضطراب یہہ ہے کہ ابو صہبا کبھی تو کہتا ہی کہ تمکو معلوم
نہین کہ آدمی جب اپنی زوجہ کو تین طلاقین قبل دخول کے دیدیتا تھا تو لوگ انکو
ایک ہی ٹھہراتے تھی اور کبھی کہتا ہی کہ کیا تین طلاقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے عہد شریف اور حضرت ابوبکرؓ کی زمانہ اور کسیقدر حضرت عمرؓ کی خلافت مین ایک

روايته فان روايته معصومة وراية غير معصوم والشهور من مذهب ابي حنيفة عكس ذلك وعن احمد روايتان فهذا المسلك في رد الحديث لا يقوى ويسلك بعض الاخرون في رد الحديث بانه مضطرب ولذا اعرض عنه البخاري وترجم في صحيحه على خلافه فقال باب في جواز الثلاث في كلمة لقوله الطلاق مرتان ثم ذكر حديث اللعان وفيه فطلقها ثلاثا قبل ان يامره رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ولم يغير عليه النبي صلى الله عليه وآله وسلم وهو لا يقر على باطل قالوا ووجه اضطرابه انه تارة يروى عن طاوس عن ابن عباس من جهة السند واما المتن فان ابا الصهباء تارة يقول الم تعلم ان الرجل كان اذا طلق امراته ثلاثا قبل ان يدخل بها جعلوها واحدة وتارة يقول الم يكن الطلاق الثلاث على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر وصدرا من خلافة عمر واحدة

نہ تھی پس ایک روایت کے الفاظ دوسرے کے مخالف ہین اور یہہ مسلک سب مسلکونکی
نسبت کہ بہت پوچ ہی اسلئی کہ حدیث صحیح ہے اور اوسکے راوی حافظونکے پیشوا ہین
چنانچہ عبد الرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے اخبار کے الفاظ سے اوسکو روایت کیا ہی
اور اسطرح ابن جریج نے ابن طاؤس سے اور اونسے اپنے باپ سے حدیث بیانکی ہی اب
کسی طعن والیکو گنجایش طعن کی اس حدیث مین نہین علاوہ ازین اس حدیث کو
حماد بن زید نے ایوب سے اور اونسے بہت سے راویونسے اور اونہون نے طاؤس سے
روایت کی ہی پس تو عبد الرزاق ہی اس حدیث کی روایت مین تنہا ہی نہ ابن جریج نہ
عبد اللہ بن طاؤس دیکھو امام احمدؒ سے جب پوچھا گیا کہ آپ کسو جہہ سے اس حدیث کو
رد فرماتے ہین تو فرمایا کہ اس جہت سے کہ لوگ حضرت ابن عباسؓ سے اسکے خلاف روایت
کرتے ہین یہ نہین فرمایا کہ ضعف اور طعن کے باعث رد کرتا ہون آور بخاری نے جو اس
روایت کو چھوڑ دیا تو اس سے اسمین ضعف نہین ہوا اس حدیث کا حال اور صحیح حدیثون
کا سا ہی جنکو بخاری نے اسنظر سے فرو گذاشت کیا ہی کہ کتاب بڑھجاوے کیونکہ اونہون نے
اپنی کتاب کا نام جامع صغیر صحیح رکھا ہی آور جو لوگ کہ اس حدیث کو ابو الجوزا سے
روایت کرتے ہین اگر اونکی روایت محفوظ ہی تب تو حدیث مین اور قوت پیدا کریگی اور
اگر محفوظ نہین اور ظاہر بھی یہی ہی تو صرف کنیت مین غلطی ہو گئی ہی کہ عبد اللہ بن

فهذا يخالف اللفظ الآخر وهذا المسلك من اضعف المسالك فان الحديث صحيح رواته ائمة حفاظ حدث به عبد الرزاق وغيره عن ابن جريج بصيغة الاخبار وحدث به كذلك ابن جريج عن ابن طاوس عن ابيه فلا مطعن فيه لطاعن وقد رواه حماد بن زيد عن ايوب عن غير واحد عن طاوس فلم ينفرد به عبد الرزاق ولا ابن جريج ولا عبد الله بن طاوس

مطلب

الا ترى ان الامام احمد لما قيل له بأي شيء ترده قال برواية الناس عن ابن عباس خلافه ولم يرده بتضعيف ولا قدح فيه وما ترك رواية البخاري فلانه لم يخرجه في الصحيح فلا قدح وانما ترك امثاله من الاحاديث الصحيحة لئلا يطول كتابه فانه سماه الجامع المختصر الصحيح واما ما رواه بعضهم عن ابي الجوزاء فهي ان كانت محفوظة فهي زيادة تحدث قوة وان لم تكن محفوظة وهو الظاهر فهي وهم في الكنية انتقل من ابي الصهباء الى ابي

موئل نے جو روایت ابی ملیکہ سے کی ہے اوسمین بجاے ابو الصہبا کے ابو الجوزا کہدیا ہی اسلئی کہ وہ شخص حافظہ کا برا ہی اور جو یاد کرنیوالے ہین اُنہون نے ابو صہبا کہا ہے اور یہہ امر حدیث کو سست نہین کرتا اور یہہ طریق حاکم کی نزدیک مستدرک مین ہی اور جو لوگ کہ اس حدیث مین قید قبل دخول کی روایت کرتے ہین تو پہلے گذر چکا کہ یہہ روایت دوسرونکی روایت کی مخالف نہین ہے اور ایک یہہ کہ وہ روایت ابو داؤد کے نزدیک ایوب سی مروی ہے اونہون نے بہت لوگون سے روایت کی ہی اور طلاق کی روایت معمر اور ابن جریج سی ہی اور اونہون نے ابن طاؤس سی اور اونے اپنی باپ سی روایت کی ہی پس یہہ دونو حدیثین اگر آپسمین ایکدوسرے کے خلاف ہون تو تین طلاقونکی ایک ہو جانیکی روایت بہتر ہی عمل اسپر رہیگا اور اگر دونو روایتونمین تعارض نہو تب تو صاف ظاہر ہی اور حدیث داؤد بن الحصین کی عکرمہ سی حضرت ابن عباس رضی سی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اسباب مین صریح ہی کہ تین طلاقین اوس عورت کے حق مین جس سی صحبت ہوئی ہو ایک ہین اور ابو صہبا کی حدیث مین غایت درجہ یہہ ہی کہ اونکا قول قبل دخول معتبر شخص کیطرف سی زیادتی ٹھہرایا جاوے اسصورتمین بھی اوسپر عمل کرنا بہتر ہوگا اور اب حضرت ابن عباس رضی کی دو حدیثونمین سی ایک تو اسپر دلالت کرتی ہی کہ یہہ حکم کنواری کی حقمین ثابت ہی اور

مؤمل عن ابن ابي مليكة عن ابي الصهباء الى ابي الجوزاء فانه سيء الحفظ والحفاظ قالوا ابو الصهباء وهذا لا يوهن الحديث وهذه الطريق عند الحاكم في المستدرك واما رواية من رواه مقيدا بقبل الدخول فقد تقدم انها لا تناقض رواية الاكثرين على انها عند ابي داود عن ايوب عن غير واحد ورواية الطلاق عن معمر وابن جريج عن ابن طاوس عن ابيه فان تعارضا فهذه الرواية اولى وان لم يتعارضا فالامر واضح وحديث داود بن الحصين عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم صريح في كون الثلاث واحدة في حق المدخول بها وغاية ما يقال في حديث ابي الصهباء ان فيه قبل الدخول زيادة من ثقة فيكون الاخذ بها اولى وحينئذ فيدل الحديثان على ان مذهب ابن عباس ان هذا الحكم ثابت في حق الب

دوسری حدیث سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ حکم مذکور بیاہی کے حق مین بھی ہے تو دونو حدیثون مین سے ایکدوسری کی تقویت کرتی ہے اور اوسکی صحیح ہونیکی شاہد ہے اور دوسرے لوگون نے اپنا ایک اور ہی مسلک ٹھہرایا ہے جو ان سب سے پوچ تر ہے وہ یہہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بجز ابن عباس رض کے اور کسی نے روایت نہین کیا اور نہ ابن عباس رض سے بجز طاوس تنہا کے اور کوئی راوی ہے ایسے بڑے معاملہ مین جسکی طرف نہایت سخت حاجت ہوا کرتی ہے بڑے بڑے صحابی اور یاد کرنیوالے کہان تھے یہہ بات سب صحابہ رض پر کسطرح چھپی رہی اور صرف حضرت ابن عباس رض کو معلوم ہوئی اور حضرت ابن عباس رض کے سب شاگردونکو معلوم نہوئی صرف طاوس کو معلوم ہوئی۔ یہہ تقریر سب پہلی وجوہات کی نسبت کر بہت خراب ہے احادیث صحابہ رض اور ثقہ امامونکی اس جیسی بات سے رد نہین ہو سکتی اسلئے کہ بہت احادیث ایسی ہین جنکو صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہے جو رتبہ مین طاوس کی نسبت کر بہت کم ہے مگر اونکو کسی امام نے رد نہین کیا اور ہم پہلے اور پچھلے عالمون مین سے کسیکو نہین جانتے جسنے یہہ کہا ہو کہ حدیث کو جب ایک ہی صحابی روایت کرے تو قبول نکرنی چاہیئے البتہ اہل بدعت اور اونکی تابعین سے ایسا بین بہت سے اقوال منقول ہین فقہا مین سے کوئی اونکا قائل نہین اور زہری نے تنہا قریب ساٹھہ حدیثونکی بیان کی ہین جنکو سوا اوسکی

وتحديثه الآخر عنه ثابت من غير طريق الليث ايضا فاحد الحديثين يقوي الآخر ويشهد لصحته وقد رده آخرون بمسالك اضعفها من هذا كله فقالوا هو حديث لم يروه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الا ابن عباس وحده ولا عن ابن عباس الا طاوس وحده قالوا فاين اكابر الصحابة وحفاظهم عن مثل هذا الامر العظيم الذي الحاجة اليه شديدة جدا فكيف خفي هذا على جميع الصحابة وعرفه ابن عباس وحده وخفي على اصحاب ابن عباس كلهم وعلمه طاوس وحده وهذا افسد من جميع ما تقدم ولا ترد احاديث الصحابة والائمة الثقات بمثل هذا فكم من حديث تفرد به من هو دون طاوس بكثير ولم يرده احد من الائمة ولا نعلم احدا من اهل العلم قديما ولا حديثا قال ان الحديث اذا لم يروه الا صحابي واحد لم يقبل وانما يحكى عن اهل البدع ومن تبعهم في ذلك اقوال لا يعرف لها قائل من الفقهاء وقد تفرد الزهري بنحو ستين سنة لم يروها غيره

اور کسی نے روایت نہین کیا اور اُمت نے اوپر عمل کیا ہی اور راوی کے اکیلی
ہونیکے باعث سی کسی نے اونکو رد نہین کیا سیما عکرمہؓ نے حضرت ابن عباسؓ سی
حدیث رکانہ کی روایت کی جو موافق ہی اوس حدیث کی جو طاؤس نے آپ سی روایت
کی اِس صورت مین اگر عکرمہ مین طعن کیا جاوی تو باطل اور مخالف ٹھہریگا کیونکہ لوگ عکرمہ
کی سند پکڑتے ہین اور بڑی بڑی یاد کرنیوالے حدیث کی اونکی حدیث کو صحیح کہتے ہین
اور جو لوگ اونکی بابمین طعن کرتے ہین اونکی طعن پر لحاظ نہین کرتے آب اگر یہہ کہو
کہ یہہ حدیث شاذ ہی اور اوسکا ادنی حال یہہ ہی کہ ہم اوسمین توقف کرین اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سی اوسکی ثابت ہونیکا یقین نکرین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ یہہ حدیث شاذ
نہین شاذ اوسکو کہتی ہین کہ جو روایت معتبر شخصون نے کی ہو اوسکی خلاف ہو یعنی اُسکا
راوی اپنی روایت کی باعث معتبرون سی علحدہ ہو اور جب ایسی صورت ہو کہ راوی معتبر
کسی حدیث کو صرف اکیلا بیان کری اور ثقہ لوگ اوسکی خلاف روایت نکرین تو اوسکو
شاذ نکہینگے اور اگر اِس قسم کا نام بھی باصطلاح حدیث شاذ رکھلیا جاوی تو یہ اصطلاح
باعث اوسکی رد کا نہوگی نہ اُس سی رد جائز ہو امام شافعی فرماتے ہین کہ شاذ کی یہہ معنی
نہین کہ کوئی معتبر شخص حدیث کی روایت مین تنہا ہو بلکہ شاذ وہ ہی کہ راوی معتبر
لوگونکی روایت کی خلاف روایت کری اور بعض لوگون نے جب ان وجوہات کو پوچھا تا

علیہ وعملت بہ الامۃ ولم تردہ بتفردہ ہذا مع ان عکرمۃ روی عن ابن عباس حدیث رکانۃ وہو موافق لحدیث طاوس عنہ فان قدح فی عکرمۃ ابطل وناقض فان الناس احتجوا بعکرمۃ وصحح ائمۃ الحفاظ حدیثہ ولم یلتفتوا الی قدح من قدح فیہ فان قیل ہذا ہو الحدیث الشاذ واقل احوالہ ان نتوقف فیہ ولا نجزم بصحتہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیل لیس ہذا ہو الشاذ وانما الشاذ ان یخالف الثقات فیما رووہ فیشذ عنہم بروایتہ فاما اذا روی الثقۃ حدیثا منفردا بہ لم یرو الثقات خلافہ فان ذلک لا یسمی شاذا وان اصطلح علی تسمیتہ شاذا بہذا المعنی لم یکن ہذا الاصطلاح موجبا لردہ ولا مسوغا لہا قال الشافعی لیس الشاذ ان ینفرد الثقۃ بروایۃ الحدیث بل الشاذ ان یروی خلاف ما روی الثقات وبعضہم استضعف ہذہ المسالک

تواونہون نے تاویل کا طور اختیار کیا اور کہا کہ حدیث کے معنی یہہ ہین کہ آدمی رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض کیوقت مین ایک طلاق دیا کرتے تھے تین نہ دیتے تھے اور جب حضرت عمر رض کی خلافت مین تین طلاقین دینے لگے اور زیادہ ایسا اتفاق ہوا تو حضرت عمر رض نے اونپر جسطرح اونہون نے دین اسیطرح پر جائز رکھا۔ اور بعد اگر یہہ تاویل کرنیوالا چپ رہتا تو اوسکے حق مین بہتر اور پردہ پوش ہوتا اسلئے کہ مضمون حدیث ان معنونکے باطل ہونیکو صاف صاف بیان کرتا ہی اوسکی یہہ توجیہ اُن کم علمونپر چلیگی جنکو فکر سے کچھہ بہرہ نہین نپستی تقلید سے اوپر کو چڑہتی ہین شاید اس کہنے والے نے الفاظ حدیث کو نہین سوچا نہ اوسکے طریقو نمین غور کی دیکھو تو ابو صہبا حضرت ابن عباس رض سے کہتے ہین کہ آپکو بہلا معلوم نہین کہ مرد جب اپنی عورتکو دخول سے پیشتر تین طلاقین دیا کرتا تہا تو اُنکو رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض کے عہد مین اور شروع خلافت حضرت عمر رض مین ایک ٹھہراتے تھے آپنے فرمایا کہ ہان اور نیز اس تاویل کرنیوالے نے اپنے اس قول کو کہ لوگ عہد شریف نبوی صلی الله علیہ وآلہ وسلم مین ایک طلاق دیا کرتے تھے خود باطل اور نکما کر دیا اسلئے کہ تین طلاقونکی واقع ہونیکی لئے لعان والیکی حدیث کو حجت ٹھہرایا ہی اور محمود بن لبید کی حدیث کو جو یہہ ہی کہ ایک شخص نے زمانہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم مین

سالک مسلک التاویل و قال معنی الحدیث ان الناس کانوا یطلقون علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابی بکر وعمر واحدة ولا یوقعون الثلاث فلما کان فی خلافة عمر اوقعوا الثلاث واکثروا من ذلک فامضاه علیهم عمر کما اوقعوه ولو سکت هذا المأول لکان خیرا له واستر فان سیاق الحدیث یبین بطلانه بالفاظ ظاهرة و انما یروج ذلک علی ضعفاء العلم الذین لاحظ لهم فی النظر ولا یرتقون عن حضیض التقلید وکان هذا القائل لم یتامل الفاظ الحدیث ویمعن النظر فی طرقه الا تری الی قول ابی الصهباء لابن عباس اما علمت ان الرجل کان اذا طلق امرأته ثلاثا قبل ان یدخل بها جعلوها واحدة علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وابی بکر وصدرا من امارة عمر فقال نعم وایضا هذا المتأول نقض مقوله کانوا یطلقون علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم واحدة وابطله حیث احتج علی وقوع الثلاث بحدیث المتلاعنین وبحدیث محمود بن لبید ان رجلا طلق امرأته علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم

تین طلاق و جواب ان

ثلاثا فغضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم ثم زاد ہذا القائل زیادۃ فی الحدیث من عندہ فقال وامضاہ علیہ ولم یردہ وہذہ الزیادۃ موضوعۃ لا تروی فی شیء من طرق ہذا الحدیث البتۃ وانما ہی من [illegible] ہذا القائل حملہ علیہا فرط التقلید ومحمود بن لبید لم یذکر ما جری بعد ذلک من امضاء او رد الی واحدۃ ولیت شعری کیف یصنع بقول عمر فلو امضیناہ علیہم فانہ صریح فی انہ رای منہ اجل تتابعہم فیہ وشرہم ما وسع اللہ علیہم وجمعہم ما فرقہ وتطلیقہم علی غیر الوجہ الذی شرعہ وتعدیہم حدودہ وکیف یقول امضیناہ علیہم واللہ الذی شرعہ وامضاہ وہل یقول احد فی الزنا وقتل النفس لو حرمناہ علیہم او فی الصلوۃ لو اوجبناہا او لو فرضناہا فانزیف ہذہ التاویلات السخیفۃ کرہہا بصیرۃ فی الحدیث وحملہ علی ظاہرہ

اپنی بی بی کو تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ ہوئی اور فرمایا کہ
کیا خدا تعالی کی کتاب سی کہیل کیا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون بہر اس کہنی والے
نے اس حدیث مین اپنی طرف سی ایک جملہ بڑہادیا ہی یعنی یہہ (اور اوس مرد پر ان طلاقونکو
درست فرمایا اور اونکو ایک نکیا) یہہ زیادتی موضوع ہی اس حدیث کی کسی سند مین
قطعاً مروی نہین بلکہ یہہ اسی کہنی والے کی چالاکی ہی کہ تقلید کے جوش نے اُسکو اس امر
پر آمادہ کیا محمود بن لبید نے اوسکی بعد کا کچہہ حال ذکر نہین کیا کہ تین طلاقونکو جائز
فرمایا خواہ ایک کردیا اور ہمکو معلوم نہین کہ یہہ شخص حضرت عمرؓ کے قول کو کیا کریگا
یعنی اگر ہم ان طلاقونکو اونپر جاری کردین تو خوب ہو اسلئی کہ آپکا یہہ ارشاد صاف بیان
کرتا ہی کہ جب آپکو لوگونکا پے درپے تین طلاقین دینا اور جس چیز کو اللہ تعالی نے
اُنپر وسیع کیا تہا اوسکو روکنا اور جسکو متفرق کیا تہا اوسکو اکٹہا کرنا اور جس وجہ
طلاق کو مشروع فرمایا تہا اوسکی خلاف طور پر دینا اور اوسکی حدون سی تجاوز کرنا معلوم
ہوا تب آپ نے یہہ تجویز فرمائی اور یہہ کسطرح فرماتے کہ ہم اوسکو جاری کردین حالانکہ
اللہ تعالی نے اوسکو مشروع اور جاری فرمایا بہلا کوئی زنا اور قتل مین یہہ کہا کرتا ہی
کہ خوب ہو جو ہم اونکو لوگونپر حرام کردین اور نماز مین یہہ کہتا ہی کہ کاش ہم اوسکو واجب
یا فرض کردین غرضکہ اس طرحکی بُری بُری توجیہین حدیث مین بنائی اور ظاہر پر محمول کردی گو

زیادہ کرتے ہین اِسلیٔے کہ اِن جیسی چیزون سے حدیث رد نہین ہو سکتی - اور اِس
حدیث کو نسائی نے اپنی سنن مین اِس صورت پر محمول کیا ہی کہ بے صحبت کی ہوئی عورت
سے جب تین بار یہہ کلمہ کہا جاوے کہ تجکو طلاق ہی تو ایک طلاق اوسپر پڑیگی اور اسکا
عنوان یہہ لکھا ہی باب ہی تین طلاقون متفرق کا زوجہ کی صحبت سے پیشتر اور ظاہر ہی
کہ اِس عنوان اور حدیث کی لفظون مین کچھہ مطابقت نہین نہ حدیث سے کسیطرح اوسکا اشارہ
پایا جاوے اسکے سوا اِس مین قید رسول الله صلے الله علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ اور
شروع خلافت حضرت عمر رض کی نہین اور کچھہ لوگ اور راہ چلے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ حدیث
اصول شرع کی خلاف ہی اسلیٔے اوسکی طرف التفات بیجا ہی کیونکہ الله تعالی نے خاوند
کو تین طلاقونکا مالک کیا ہی اور اونکی دیدینے کو اوسکے اختیار مین رکھا اب اگر امام
شافعی اور اونکی موافق لوگونکے قول کے ہم قائل ہون کہ تین طلاقونکو اکٹھا کرنا درست
ہی تو صحیح ہی اسلیٔے کہ مرد نے وہ فعل کیا جو اوسکو مباح تھا اور اگر ہم یہہ کہین کہ تین کا جمع
کرنا حرام ہی اور ایسی طلاق بدعی ہی اسوجہ سے کہ شارع نے مرد کو جو مالک تین طلاقون
کے متفرق دینے کا کیا تھا تو اوسکی گنجایش کے لئے تھا جب اوسنے اونکو اکٹھا کر دیا
تو جس چیز مین اوسکو گنجایش جدا کرنیکی ملی تھی اوسکو اکٹھا دیدیا تو اِسصورتمین
بھی حکم اوس مجموعہ کا اوسپر لازم ہوگا جیسے جدا کرکے دینے کی صورت مین ہوتا اور

تین طلاقونکا بیان ۱۲

باب طلاق الثلاث المتفرقة قال فقلت واحدة فقال انت طالق انت طالق انت سنة على اذا قبل الغير المدخولة الاشياء وقد حمله النسائي اذ لا يرد الحديث بمثل هذه

قبل الدخول بالزوجة ولا يخفى انه لا مطابقة بين هذه الترجمة ولفظ الحديث ولا اشارة له بها بوجه من الوجوه ثم ان ذلك لا يتقيد بزمان رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر وصدر من خلافة عمر وقد سلك اخرون مسلكا اخر فقالوا الحديث يخالف اصول الشرع فلا يلتفت اليه لان الله ملك الزوج ثلاث تطليقات وجعل ايقاعها اليه فان قلنا بقول الشافعي ومن وافقه ان الجمع فعل ما ابيح له وان قلنا ان الجمع حرام وهو طلاق بدعي فالشارع انما ملكه تفريق الثلاث فهذه اذا جمعها فقد جمع ما فسح له في تفريقه فيلزمه حكمه كما لو فرقه

اسکی مثال ایسی ہی کہ مرد اپنی عورتکو جُدا جُدا اور اکٹھا طلاق دینے کا مالک ہے
اِسیطرح خود طلاق کے جدا دینے اور اکٹھا دینے کا مالک ہی جب یہہ قیاس ٹھہرا تو
ایک شخص کی حدیث سی یہہ باطل نہین ہوسکتا - اِسکا جواب دوسری لوگ یہہ دیتے
ہین کہ اس قیاس کے مقابل اگر بالفرض کوئی نص نہوتی تب بھی اِس سے حکم ثابت نہین ہوتا
ہی چہ جائیکہ نص پر اوسکو مقدم کیا جاوے بلکہ یہہ قیاس اصول شرع اور لغت
عرب اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عہد صدیق رض مین صحابہ رض کے عمل کے
مخالف ہی اصول شرع کے تو اِسوجہ سی مخالف ہی کہ اللہ تعالی نے اوس مرد کو جو دخول
کے بعد طلاق دے مالک ایسی طلاق کا کیا ہی جسمین وہ رجعت کا مالک رہے اور اوسکو
اوسمین یہہ اختیار ہو کہ چاہے عورتکو اچھی طرحسے رکھلے چاہے احسان سے چھوڑدے
بشرطیکہ یہہ طلاق کسی چیز کے عوضمین نہو نہ گنتی مین عدد کامل ہو غرضکہ اللہ تعالی
نے جو طلاق مشروع فرمائی ہی اوسمین رجعت کو مشروع کیا ہی مگر طلاق دخول سے
پیشتر اور خلع اور تیسری طلاق کہ انمین رجعت نہین اور اللہ تعالی کی کتاب مین
چارون قسمین طلاق معہ اونکے احکام کے موجود ہین اور اونکے احکام اونکے ساتھہ ہی
رہتی ہین کہ اونسے جدا نہین ہوتے تو جیسے دخول سے پہلے کی طلاق مین جائز نہین کہ
رجعت ثابت ہو اور عدت واجب ہو نہ ایسی عورتمین جسکو دو طلاقون کے بعد تیسری طلاق

فان قلتم وهذا كما انه يملك تفريق الطلقات وجمعهن فكذلك يملك تفريق الطلاق وجمعه فهذا قياس لا مستند له فلم يبطل بخبر الواحد قال الآخرون هذا القياس لا يثبت به حكم لو لم يعارضه النص فضلا عن ان يقدم على النص بل هو قياس مخالف لاصول الشرع ولغة العرب وسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وعمل الصحابة في عهد الصديق وعمر مخالفة لاصول الشرع فان الله تعالى انما ملك المطلق بعد الدخول طلاقا يملك فيه الرجعة ويكون مخيرا فيه بين الامساك بالمعروف والتسريح بالاحسان ما لم يكن بعوض او لم يستوف العدد فانه سبحانه الطلاق الا وشرع فيه الرجعة الا طلاق قبل الدخول والخلع و الطلقة الثالثة وكتاب الله عز وجل قد تضمن الانواع الاربعة واحكامها وجعل سبحانه احكامها من لوازمها التي لا تنفك عنها فلما لا يجوز ان شرع الطلاق قبل الدخول لان لا يثبت فيه الرجعة وتجب به العدة وفي الطلقة المسبوقة بتطليقتين

دیعہ دی جائز ہی کہ رجعت ثابت ہوا ور بدون دوسرے خاوند اور اوسکی صحبت کے
مباح ہوا ورنہ عوض کی طلاق مین رجعت ثابت اسیطرح جو طلاقین ان تینون کے
سوا ہین اونمین خاوند کو رجعت ثابت ہوگی اور اختیار دیا جائیگا - اور اس جواب
کی تقریر کی توضیح یہہ ہی کہ تینون اماموںکی جماعتون نے امام شافعیؒ پر قران سی حجت
پکڑی ہی کہ جو تم تین طلاقونکو اکٹھا کرنا جائز کہتی ہو اللہ تعالی نے تو جمع کرنا مشروع
نہین فرمایا اور جو طلاق بعد دخول کے بدون عوض مشروع کی ہی اوسمین رجعت
مشروع فرمائی ہی بشرطیکہ عدد کو پورا نکیا ہوا ور امام شافعیؒ پر اس آیت سے
حجت کی ہی کہ اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ اور یہہ کہا ہی کہ کسی قوم کی زبانمین مرتان کے معنی
طلاق ہی دو بار تک ۱۲
ایکبار کے بعد دوسری بار کے سوا نہین اور امام شافعیؒ کے اصحاب اسکے مقابل
مین یہہ آیت لاتے ہین نُؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ اور یہہ حدیث پیش کرتے ہین ثلثة یؤتون
دین ہم اوسکو اوسکا نیک دو بار ۱۲ — تین شخص دیتین
اجرہم مرتین اِن دونو ہین مرتین کے وہ معنی نہین جو فرقہ اول نے لکھی ہین اور
کہ دی جاویگی اپنا ثواب دوگنا ۱۲
فرقہ اول اسکا جواب یہہ دیتی ہین کہ مرتین اور مرات سی کبہی تو افعال مراد ہوتے
ہین اور کبہی ذات اور کثرت سی استعمال افعال مین ہوا کرتا ہی اس لفظ کی ذاتین
استعمال کی مثال یہہ ہی کہ پہٹ گیا چاند آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین دو حصے
یعنی دو ٹکڑے اور دو پارہ اور جس شخص کو ان معنونکی واقفیت نہ تہی اوسنے یہہ خیال کیا

تین طلاقوں کا بیان ۱۲

که چاند کا پھٹنا ایکبار کے بعد دوسری بار ہوا اور جو شخص که سیرت رسول خدا صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے احوال سے واقف ہی وہ جانتا ہی که دوبار چاند کا پھٹنا غلط ہی وہ
صرف ایک ہی بار ہوا ہی اور مرتین سی دو دفعه وقت کی مراد نہین جب یہه معلوم ہوچکا
تو قول خداوندی مین بھی مرتین کے معنی ضعفین کے ہین یعنی اونکو ثواب دوگنا ملیگا
تو ایسے مرتین کا اکٹھا ہونا ایکوقت مین ممکن ہی اگر جو مرتان فعل مین سی ہون تو
انکا اجتماع ایکوقتمین محال ہی اسلئی که اکٹھا ہونا دو مثل کا محال ہی اور یہه نظیر دو جزونکی
جمع ہونیکی ہی ایک آنمین ایک ہی بعلمنی والیسی اسصورتمین نہین ہوسکتا که طلاقکی دو دفعین ایکدفعه کے
دینے مین اکٹھی ہوجاوین اور ایسی بہت سی جو شخص کنکر مارنے مین سات کنکرین لیکر
ایک دفعه ہی پھینکدے تو امام مالک اور اکثر علما اوسکو واجب کا اداکرنیوالا نہین ٹھہراتے
اسلئی که یہه ایکدفعه پھینکنا ہوا نه سات بار اور آیات پر سبکا اتفاق ہی که اگر لعان مین
مرد یون کہے که مین خدا تعالی کی چار گواہیون سے گواہی دیتا ہون که مین سچا ہون تو
یہه ایک گواہی ہوگی - اور اسکی مثل ہی جو حدیث مین آیا ہی که جو شخص ایک روز مین
سبحان اللہ وبحمدہ سوبار کہے اوسکی خطائین جاتی رہینگی اگرچہ سمندر کی جھاگ
کی برابر ہون اور اسیطرح آپکا یہه ارشاد که تسبیح کرتے ہین اللہ کی ہر نماز کے بعد ۳۳
بار اور اسیطرحکی اور نظیرین ہین غرضکه ان کلمات کو شمار مذکور کے موافق کرنا ضرور ہے

اور انمین لفظ سو بار اور تین تیس بار کا کافی نہین اور اسپر یہہ قول اللہ تعالی کا بھی دلالت

کرتا ہی وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اسلئی کہ

اور جب طلاق دی تمنے عورتونکو پھر پہنچ چکین اپنی عدت تک تو اب مت روکو اونکو کہ نکاح کرلین اپنی خاوندونسی ۱۲

یہہ حکم عام ہی ہر ایک طلاق مین جس سی پہلے دو نہو چکی ہون اور اسپر دلالت کرتی ہی

یہہ آیت يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لفظ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ تک کئی

اے نبی جب تم طلاق دو عورتونکو تو اونکو طلاق دو ... یا چھوڑ دو اونکو دستور سے ۱۲

وجہ سی اول یہہ کہ اللہ تعالی نے وہ طلاق دینا مشروع فرمایا جسکے بعد عدت ہو

یعنی مرد ایسی طلاق دے کہ عورتکو اوسکے بعد عدت شروع ہو جاوے چنانچہ حضرت ابن

عمرؓ کی طلاق کی حدیث مین کہ جب اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونکو رجعت کرنیکے لئے ارشاد فرمایا اور یہی آیت پڑہی

اور ظاہر ہی کہ جو شخص ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق اوسی طہر مین دیگا تو وہ عدت

کے لئے طلاق دینے والا نہوگا اسلئے کہ عدت تو پہلی طلاق کے بعد سے آچکی تو دوسری

طلاق عدت کے لئے نہوئی اور اسی وجہ سے ایسی طلاق کے دینے کا مجاز نہوگا اور حضرت

ابن عباسؓ نے تین طلاقونکی اکٹھا کرنیکی حرمت پر اللہ تعالی کے ارشاد یعنی عدت سے

پیشتر مین طلاق دینے کو دلیل ٹھہرایا ہی دوسرے یہہ کہ اللہ تعالی کا فرمانا لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ

مت نکالو اونکو اونکے

بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ صرف اوس صورتمین ہی کہ طلاق رجعی ہو اور بائن مین رہنے کا

گہرون سے اور وہ بھی نہ نکلین ۱۲

مکان اور نفقہ عورت کیواسطے نہین ایسی صحیح حدیث کے مطابق جسمین کچھہ طعن نہین

ولا يكفي فيه لفظ مائة مرة ولا لفظ ثالث وثالثين وبدل على ذلك ايضا قوله تعالى واذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن ان ينكحن ازواجهن اذ هو عام في كل طلاق فمن سبق باثنين وبدل عليه قوله تعالى يا ايها النبي اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن الى قوله او فارقوهن عدتهن فمن [illegible] احدها انه انما شرع ان يطلق لاستقبال العدة فيطلق طلاقا يعقبه شروع في العدة لما في حديث طلاق ابن عمر فانه امر صلى الله عليه وآله وسلم لما طلق امرأته في حيضها ان يرجعها وتلا هذه الآية ولا شك ان من اردف الطلقة بأخرى في ذلك الطهر فليس مطلقا للعدة فان العدة قد استقبلت من حين الطلقة الاولى فلا تكون الثانية للعدة فلا يملكها وقد استدل ابن عباس على تحريم جمع الثلاث بقوله تعالى فطلقوهن في قبل عدتهن الثاني قوله لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن وهذا انما هو في الطلاق الرجعي فاما البائن فلا سكنى لها ولا نفقة لما ثبت في السنة الصحيحة التي لا مطعن فيها

والنتيجة فيه لا انها فدل على
ان هذا الحكم لكل طلاق كالم
يسبقه طلقتان ولذا قال الجمهور
انها لا تبين بطلقة واحدة
بدون العوض وابو حنيفة
قال يملك ابانتها بواحدة
لان الرجعة حق له وقد
اسقطها والجمهور يقولون ان ثبوت الرجعة وان
كان حقا له فانها عليها حقوق الزوجية
فلا يملك اسقاطها الا بخلع العوض و
استيفاء العدد الثالث قوله وتلك حدود
الله ومن يتعد حدود الله فقد ظلم نفسه فاذا طلق
ثلاثا جملة واحدة فقد تعدى حدود الله فيكون
ظالما الرابع قوله تعالى لا تدري لعل الله
يحدث بعد ذلك امرا فان الصحابة فهموا ان
الامر الرجعة وقالوا اى امر بعد الثلاث الخامس
قوله فاذا بلغن اجلهن فامسكوهن بمعروف
او فارقوهن بمعروف فهذا حكم كل طلاق
شرعه الله الا ان يسبق بطلقتين
قبله فقد تقدم احتجاج ابن عباس
على تحريم جمع الثلاث
بقوله تعالى فطلقوهن
في قبل عدتهن وهو
حق فان الاستشهاد ذكرته

نہ اوسکی دلالت مین کچھہ شبہ تو معلوم ہوا کہ یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسسے پہلے دو طلاقین
نگذری ہون اور اسی جہت سی جمہور کا قول ہی کہ عورت ایک طلاق سی بدون عوض کے
بائن نہین ہوتی اور امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہین کہ مرد اوسکو ایک طلاق سی بائن کر دینے
کا مالک ہی اسلئے کہ رجعت مرد کا حق ہی اوسنے اپنا حق دور کر دیا اور جمہور کہتے ہین
کہ ثبوت رجعت گو مرد کا حق ہی مگر عورت کے حقوق زوجیت کے جو مرد پر ہین اونکو بدون
خلع کرنے اور طلاق کی شمار کامل کرنیکے دور کر دینے کا مالک نہین تیسرے یہہ کہ
اللہ تعالی فرماتا ہی وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ تو جو شخص کہ
اور یہہ حدین ہین باندھی اللہ کی اور جو کوئی بڑہی اللہ کی حدونسی تو اوسنے برا کیا اپنا ۱۲
تین طلاقین ایک ہی بار اکٹھی دیوی وہ اللہ کی حدود سی تجاوز کریگا اور ظالم ہو گا
چوتھے یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا اس سی صحابہ رضؓ نے
اوسکو خبر نہین شاید اللہ نیا نکالے اس پیچھے کچھہ کام ۱۲
سمجھا کہ امر سی غرض رجعت ہی اور کہا کہ تین طلاق کے بعد کون امر ہو سکتا ہی پانچوین
یہہ کہ اللہ تعالی فرماتا ہی فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ
پہر جب پہونچین اپنی وعدہ کو تو رکہو انکو دستور سی یا چھوڑ دو اونکو دستور سی ۱۲
اور یہہ حکم ہر طلاق کا ہی جسکو اللہ تعالی نے مشروع فرمایا ہی مگر اوسصورت مین
کہ اوس سی پہلے دو طلاقین گذر چکین اور حجت پکڑنا حضرت ابن عباسؓ کا اللہ تعالی
کے ارشاد سی یعنی طلاق دو اونکو عدت سی پیشتر تین طلاقونکی ایک ساتھہ دینے
کی حرمت مین پہلے گذر چکا اور یہہ صحیح ہی اسواسطے کہ آیت سی جب یہہ معلوم ہوتا ہے

ثم إن الله سبحانه شرع الطلاق على أيسر الوجوه وأرفقها بالزوجين لئلا يتسارع العبد في المفارقة فمدّ له في وقت العدة ليستدرك ما فرط منه بالرجعة فلم يبح له أن يطلقها في الحيض لأنه وقت النفرة عنها ولا عقيب جماعها لأنه وقت فتور الرغبة عنها فإذا طلقها في هاتين الحالتين ربما ندم فيما بعد مع ما في الطلاق في الحيض من تطويل العدة وعقيب الجماع من احتمال الحمل وقد أكد صلى الله عليه وسلم في هذا المعنى بمنعه ابن عمر أن يطلق في الطهر الذي يلي الحيضة التي طلق فيها وأمره أن يراجعها حتى تحيض ثم تطهر ثم إن بدا له أن يطلقها

تحريم الجمع أولى وأحرى العدة فإن يدل على أن الطلاق مطلقا في غير قبل رجعة أو عقد لأنه على منع إرداف الطلاق الطلاق في طهر واحد أو أطهار

که ایک طلاق کے پیچھے دوسری طلاق ایک ایک طہر مین خواہ کئی طہر و نمین رجعت یا عقد
سے پیشتر دینی ممنوع ہے بایں وجہ کہ عدت سے پیشتر مین طلاق دینے والا نہوگا تو
اوس سے حرمت جمع کی معلوم ہونی اولے اور انسب ہے پھر اللہ تعالی نے طلاق
کو آسان تر طور پر کہ خاوند عورت پر نہایت سہل ہو شروع فرمایا تاکہ بندہ جدائی
پر جلدی نکرے اور اوسکے لئے وقت عدت مین طول کر دیا تاکہ جو کچھہ اوس سے زیادتی
ہو گئی ہو اوسکا تدارک رجعت سے کرے حاصل یہہ کہ مرد کے لئے حیض مین طلاق
دینا مباح نفرمایا اسلئے کہ وہ وقت عورت سے نفرت کرنیکا ہے اور نہ اوس سے صحبت
کرنیکے بعد مباح فرمایا اسلئے کہ اوس وقت عورتکی رغبت سست ہو جاتی ہے تو سبب
عورتکو ان دونو حالتو نمین طلاق دے بیٹھیگا تو غالباً بعد کو شرمندہ ہوگا اور
اسکے ساتھہ ہی یہہ ہے کہ حیض مین طلاق دینے سے عدت زیادہ ہو جاتی ہے اور جماع کے
بعد طلاق دینے مین ہوسکتا ہے کہ عورتکو اوس سے حمل رہگیا ہو اور مرد اوسکی جدائی
ایسی حالتمین نچاہتا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حالتو نمین طلاق
ندینے کی تاکید فرمائی کہ حضرت عبداللہ بن عمر کو اوس طہر مین بھی طلاق دینے سے منع
فرمایا جو اوس حیض کے پاس ہو جسمین طلاق دی تھی اور اونکو رجعت کا حکم فرمایا
یہانتک کہ وہ پاک ہو کر پھر حائض ہو پھر طاہر ہو پھر اگر یہی سمجھہ مین آوے کہ اسکو طلاق

دینا چاہئی تو طلاق دیدین اور ایسا کرنمین چند حکمتین ہین ایک یہہ کہ جو طہر
حیض سی متصل ہی وہ اور حیض ایک ہی حیض کے حکم مین ہین تو جب عورتکو اُس
طہر مین طلاق دیگا تو گویا اُس حیض مین دیگا کیونکہ وہ دونو تو متصل ہین دوسرے
یہہ کہ اگر مرد کو عورتکی طلاق کی اجازت اوس طہر مین دیجاوی تو اوسکی یہہ معنی
ہونگی کہ مرد نے طلاق دینی کے لئی رجعت کی اور یہہ بات مقصود رجعت کی خلاف ہے
کہ اوسکا مقصود عورتکو رکہنا اور ہم بستری کا از سر نو ہونا ہی اور اسیوجہ سے بعینہ
حلالہ کرنیوالیکا نکاح باطل ہی یعنی اللہ تعالی نے نکاح کو عورت کے روکنی اور عیش
کرنیکی لئی مشروع کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا شخص نکاح طلاق دینی کی غرض سی کرتا ہی تو
معلوم ہوا کہ وہ اللہ تعالی کی شرع اور دین کے مخالف ہی سوم یہہ کہ مرد جب اتنی مدت
تک صبر کریگا اور عورت اُن حرکات سی باز آویگی جو اوسکی طلاق کی مقتضی تہین تو مدت
کا زیادہ ہونا ہی اوسکی رہجانے کا سبب پڑیگا۔ اور یہہ جو وہ کہتی ہین کہ طلاق
دینی والے نے جس باتکے متفرق کرنیکی اوسکو گنجایش دیگئی تہی اوسکو اکٹہا کردیا
تو یہہ قول اولٹا اونہین پر الزام ہی اسلئی کہ اوسکو تو اجازت تفریق کی ساتہہ
کرنیکی تہی جب اوسنی اکٹہا کردیا اوس چیز کو جس کے جدا دینی کا حکم تہا تو اوسنی
خداتعالی کی حدون سے تجاوز کیا اور مشروع امر کے خلاف کیا اور اوسکی نظیر تہیرونکا

پھینکنا ہی کہ اونکو جدا کرکے پھینکنے کی اجازت ہی نہ اکٹھا پھینکنے کی اور نیز لعان
اور قسامہ کی سوگندین ہین اور تمہاری قیاس کی نظیر تو یہہ ہی کہ جن نمازونکا علیحدہ
علیحدہ وقت مقرر ہی اونکو اکٹھا کرکے ایکوقت مین پڑہ لے اسلئی کہ اسصورتمین بھی جسر
بانکی تفریق کا حکم تہا اوسکو اکٹھا کرنا ہی چنانچہ اکثر عوام ایسی ہی حجتون سی یہہ
کیا ہی کرتے ہین **فصل** اور بعض لوگونے اور راہ اختیار کی ہی وہ یہہ ہے کہ یہ حدیث
ایک ہی اسکی مقابل بہت سی صحیح حدیثین ہین اول حدیث صحیحین مین فاطمہ بنت قیس کی
ہی کہ ابو حفص بن مغیرہ نے اوسکو طلاق البتہ دی اور وہ وہان نہ تھا اپنی وکیل کو
خبر کرنیکے لئی فاطمہ کے پاس بہیجا وہ ناخوش ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمتمین آئی اور ماجرا عرضکیا تو آپنے فرمایا کہ تیرا نفقہ اوسپر نہین ہی اور تفسیر
البتہ کی حدیث صحیح مین آئی ہی کہ ابو حفص نے اوسکو تین طلاقین دی تہین اسیلئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس عورت کیواسطی رہنی کا مکان اور نفقہ کچہہ نہ ٹھہرایا
اور مسند مین ہی کہ تین طلاقین اکٹھی تہین چنانچہ حدیث شعبی مین ہی کہ فاطمہ کو جب
اوسکی شوہر کے بھائی نے گھر مین سی نکالدیا اور نفقہ ندیا تو اوسنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سامنی اوسپر نالش کی آپنے اوس مرد سے فرمایا کہ تو قیس کی بیٹی کو
کیون ستاتا ہی اوسنی عرضکیا کہ یارسول اللہ میری بھائی نے اسکو تین طلاقین

رمى الجمار اذن فيمنع تفريق المجموع
واللعان وايمان القسامة و
نظير قياسكم ان يجمع الصلوات
الموقتة ويصليها في وقت
واحد لانه جمع ما امر بتفريقه
يصنعه كثير من العامة
يحتجون بمثل ذلك **فصل**
واشد وجه بعضهم الى مسالة اخرى وان هذا
حديث واحد عارضه احاديث كثيرة
صحيحة منها في الصحيحين عن فاطمة بنت قيس
ان ابا حفص بن المغيرة طلقها البتة
وهو غائب فارسل اليها وكيله بشعير فسخطته فجاءت
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت
له ذلك فقال ليس لك عليه نفقة وجاء
تفسير البتة في الصحيح انه طلقها ثلاثا
فلم يجعل لها النبي صلى الله عليه وآله و
سلم سكنى ولا نفقة وفي المسند ان هذه
الثلاث كانت جميعا وروى حديث
الشعبي ان فاطمة خاصمت
اخاها وجهها الى النبي صلى الله عليه
وآله وسلم لما اخرجها من الدار ومنعها
النفقة فقال ما لك
ولابنة قيس قال يا رسول
الله ان اخي طلقها ثلاثا

جميعا وذكر الحديث ومنها
ما في الصحيحين عن عائشة ان
رجلا طلق امرأته ثلاثا فتزوجت
فطلق فسئل النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اتحل للاول
فقال لا حتى يذوق عسيلتها
كما ذاق الاول وجه الاستدلال
انه لم يستفصل هل طلقها ثلاثا مجموعة
او متفرقة ولو اختلف الحكم لوجب الاستفصال
ومنها ما اعتمد عليه الشافعي في قصة الملاعنة
من عويمر العجلاني انه اتى رسول الله صلى الله عليه
وسلم فقال يا رسول الله ارأيت رجلا وجد مع امرأته
رجلا أيقتله فيقتلونه ام كيف
يفعل فقال رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم قد نزل
فيك وفي صاحبتك
فاذهب فأت بها قال سهل
فتلاعنا وانا مع الناس
عند رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم
فلما فرغا من تلاعنهما
قال عويمر كذبت
عليها يا رسول الله ان امسكتها
فطلقها ثلاثا قبل ان

اکٹھی دی ہین اور باقی حدیث کو ذکر کیا ہی حدیث دوم صحیحین مین حضرت عائشہ رض
سے ہی کہ ایکمرد نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین اور اوسنے دوسری مرد سے
نکاح کیا اور اوسنے بھی طلاق دی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسینے پوچھا
کہ وہ عورت شوہر اول پر حلال ہی آپنے فرمایا نہین جبتک کہ دوسرا شوہر اوسکا مزا
نہ چکھہ لے جیسے اول نے چکھا اور وجہ دلیل کی اِس حدیث سی یہہ ہی کہ آپ نے
سائل سی تفصیل نہین پوچھی کہ تین طلاقین اکٹھی دی تہین یا جدا جدا اور اگر جواب
مختلف ہوتا تو تفصیل پوچھنی ضروری تہی حدیث سوم وہ ہی جسپر امام شافعیؒ نے
لعان کے قصہ مین اعتماد کیا ہی کہ عویمر عجلانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر
ہوا اور عرض کیا کہ جس صورتمین ایکمرد اپنی بی بی کے ساتھہ دوسرے شخص کو پاوی تو ارشاد
فرمائیے کہ شوہر اوس مرد اجنبی کو مار ڈالے اور لوگ شوہر کو مار ڈالین یا کسطرح کرے
پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے اور تیری زوجہ کے بابمین حکم
اوتر چکا ہی جا کر اوسکو لے آ سہل کہتے ہین کہ اُن دونو نے باہم لعان کیا اور مین
لوگونکے ساتھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تہا جب دونو لعان سی فارغ ہوئے
تو عویمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مین اس عورتکو اگر اب رکھونگا تو لازم آویگا کہ مین نے
اسپر جھوٹھہ لگایا ہی پھر اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد سی پہلی ہی

بامره رسول الله صلی الله علیه واله وسلم قال الزهري وكانت سنة المتلاعنين متفق عليه قال الشافعي فقد أقره رسول الله صلی الله عليه واله وسلم على الطلاق ثلاثا فلو كان حراما

ومنها حديث محمود بن لبيد عند النسائي اخبر رسول الله صلی الله عليه واله وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال ايلعب بكتاب الله وانا بين اظهركم حتى قام رجل فقال يا رسول الله الا اقتله ولم ينقل انه لم يقع عليه الا واحدة بل الظاهر انه اجازها عليه اذ لو كانت زوجته لم يقع عليه الا واحدة لبين له ذلك لانه انما طلقها ثلاثا لاعتقاده وقوعها عليه فلو لم يلزمه لقال هي زوجتك بعد وتاخير البيان عن وقت الحاجة لا يجوز

بیان طلاق ثلاثه

تین طلاقین دیدین زہری کہتی ہین کہ اسی جہت سی یہہ قسم طلاق کی لعان والون
کی سنت ٹھہری یہہ حدیث بخاری اور مسلم دونو مین ہی امام شافعی فرماتے ہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عویمر کو تین طلاق دینی پر ثابت رکھا اس سی معلوم ہوتا ہی کہ
یہہ طلاق حرام نہین چوتھی نسائی کے نزدیک محمود بن لبید کی حدیث کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو ایکمرد کی خبر دیگئی کہ اوسنی اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتھ دین
آپ غضبناک ہوکر اوٹھی پہر فرمایا کہ کیا کہیل کیا جاتا ہی اللہ کی کتاب سی حالانکہ مین
تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کہڑا ہوا اور عرضکیا کہ یا رسول اللہ کیا اوسکو
مین مار ڈالون اور یہہ نکلا کہ اوسپر ایک طلاق نہ پڑی بلکہ ظاہر یہی ہی کہ تینون طلاق تو انکو
مرد کے حق مین درست رکہا اسلئی کہ عورت اگر اوسکی زوجہ رہتی اور ایک طلاق نہ
پڑتی تو آپ اس سی بیان فرما دیتی کیونکہ اوسنی تو تین طلاقین اسی نظر سی دی تہین
کہ اونکی ہو جانیکا اعتقاد رکہتا تہا اگر وہ طلاقین لازم نہوتین تو آپ فرما دیتی کہ عورت
مذکور ابہی تک تیری زوجہ ہی اور حاجت کیوقت بیان مین تاخیر کرنی درست نہین —
پانچوین وہ حدیث کہ ابو داؤد اور ابن ماجہ نے رکانہ سی روایت کی ہی کہ اوسنے اپنی
زوجہ کو طلاق البتہ دی پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوا آپنے پوچھا
کہ تیری نیت اس لفظ سی کیا تہی اوسنی عرضکیا کہ ایک طلاق کی تہی آپ نے فرمایا

ومنها حديث ركانة عند ابي داود وابن ماجه انه طلق امرأته البتة فاتى رسول الله صلی الله عليه واله وسلم فقال ما اردت قال واحدة قال

کہ بخدا تونے ایک ہی کی نیت کی تھی اوسنے کہا بخدا مین نے ایک ہی کی نیت کی تھی
اور اس روایت کو ترمذی نے روایت کیا ہی اور اوسمین رکانہ سے یون ہی کہ مینے
اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تونے کیا نیت کی
مین نے عرض کیا کہ ایک آپ نے فرمایا کہ بخدا مین نے کہا بخدا آپ نے فرمایا کہ یہہ وہی
ہی جو تونے چاہا ابو داؤد کہتے ہین کہ یہہ حدیث ابن جریج کی حدیث سے صحیح تر ہے
جسمین یہہ ہی کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو تین طلاقین دین اور ابن ماجہ کہتے ہین کہ مینے
ابو الحسن علی بن محمد طنافسی سے سنا ہی کہ فرماتے تھے کہ یہہ حدیث بہت اعلی واشرف
ہی اور ابو عبد الله ابن ماجہ ہی کا قول ہی کہ اس حدیث کو ابو عبید صاحب نے چھوڑ دیا اور احمد نے
نے اسکی روایت پر ہمت نکی اور دلیل ہونیکی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
نے رکانہ کو قسم دلائی کہ اوس سے ایک ہی طلاق کی نیت کی تہی اس سے یہہ معلوم ہوتا
ہی کہ اگر وہ اوس سے زیادہ کی نیت کر لیتا تو آپ اوسیقدر اوسپر لازم فرماتے اور
اگر طلاق البتہ صرف ایک ہی ہوا کرتی تو خواہ اوس سے ایک کی نیت کرے خواہ زیادہ کی
کچھہ فرق دونو صورتون مین نہوتا اور چونکہ لفظ کنایہ مین ایک سے زیادہ کا وجود ہی تو جب
صاف صاف تصریح تین کی کردیگا تب کیون نہوگا چھٹی وہ ہی جو دارقطنی نے حماد بن
زید کی حدیث روایت کی ہی کہ حدیث کی ہم سے عبد العزیز بن صہیب نے فرمایا کہ سنا مینے

الله ما اردت بها الا واحدة
قال الله ما اردت بها الا واحدة
واحدة فردها اليه والترمذي
وفيه اني طلقت امرأتي
البتة فقال ما اردت
بها قلت واحدة قال
الله قلت والله قال فهو
ما اردت قال ابو داود وهذا اصح من
حديث ابن جريج ان ركانة طلق
امرأته ثلاثا وقال ابن ماجة سمعت ابا الحسن
علي بن محمد الطنافسي يقول ما اشرف هذا
الحديث قال ابو عبد الله ابن ماجة ابو عبيد تركه
واحمد جبن عنه ووجه الدلالة انه حلفه
على انه ما اراد بها الا واحدة وهذا ابدل
على انه لو اراد بها اكثر
من واحدة للزمه ذلك ولو
كانت واحدة لما كان لتحليفه فائدة
الحال بين ان يريد واحدة او اكثر وان كان
هذا في الكناية فكيف
بالطلاق الصريح اذا صرح فيه
بالثلاث وسادسها ما رواه الدار
قطني من حديث حماد بن زيد
حدثنا عبد العزيز بن صهيب عن

انس قال سمعت انس ابن مالك يقول سمعت معاذ بن جبل يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول يا معاذ من طلق للبدعة واحدة او اثنتين او ثلثا الزمناه بدعته ومنها ما رواه الدار قطني من حديث ابراهيم بن عبيد الله بن عبادة بن الصامت عن ابيه عن جده قال طلق بعض آبائي امرأته البتة فانطلق بنوه الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقالوا يا رسول الله ان ابانا طلق امرأته البتة فهل له من مخرج فقال ان اباكم لم يتق الله فيجعل له من مخرج بانت منه بثلث على غير السنة وتسعمائة وسبعة وتسعون اثم في عنقه ومنها ما رواه الدار قطني ايضا عن زاذان عن علي قال سمع النبي صلى الله عليه وآله رجلا طلق البتة فغضب وقال تتخذون آيات الله هزوا ولعبا من طلق البتة الزمناه ثلثا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره ومنها ما رواه الدار قطني من حديث الحسن البصري قال

انس بن مالک سی اور وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے معاذ بن جبل رض سی وہ فرماتے ہین کہ سُنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کہ فرماتے تھی ای معاذ جو شخص بدعت کی ایک طلاق یا دو یا تین دیگا تو اوسکی بدعت ہم اوسپر لازم کرینگے ساتوین وہ حدیث ہے کہ دارقطنی نے ابراہیم بن عبید اللہ بن عبادہ بن صامت کی حدیث سی روایت کی ہے کہ ابراہیم اپنی باپ سی اور وہ اونکی دادی سی روایت کرتے ہین کہ اونکی دادہ مین سی کسی نے اپنی زوجہ کو طلاق البتہ دی اوسکی اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہماری باپ نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دین اوسکی واسطی کوئی نکلنی کی تدبیر ہی آپ نے فرمایا کہ تمہاری باپ نے خدا کا خوف نہین کیا کہ اوسکی لئی نکلنے کی راہ کرتا عورت تین طلاقون سی سنت کی خلاف طور پر اوس سے جدا ہوئی اور نوسو ستانوی طلاقونکا گناہ اوسکی گردن مین رہا آٹھوین وہ حدیث ہی جسکو دارقطنی ہی نے زاذان سی اور اونسی حضرت علی رض سی روایت کی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو سُنا کہ اوسنی طلاق البتہ دی ہی آپ غصہ ہوئی اور فرمایا کہ اللہ تعالی کی آیتونکو کھیل اور ہنسی بناتے ہین جو کوئی طلاق البتہ دیگا ہم اوسکی ذمی تین لازم کردینگی کہ پھر اوسکو وہ عورت جائز نہو جبتک دوسرے مرد سی نکاح نکرلے نوین حدیث حسن بصری رح کی ہی جو دارقطنی نے روایت کی ہی کہ حسن نے فرمایا کہ حدیث کی

عن عبد الله ابن عمر انه طلق امرأته وهي حائض ثم اراد ان يتبعها بطلقتين اخريين عند القرئين فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ابن عمر ما هكذا امرك الله انك قد اخطأت السنة والسنة ان تستقبل الطهر فتطلق عند كل طهر فقلت يا رسول الله ارأيت لو طلقتها ثلاثا اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تبين منك وتكون معصية رواه

قال ابو داود والنسائي عن حماد بن زيد قال قلت لايوب هل علمت احدا قال في امرك بيدك انها ثلاث غير الحسن قال لا ثم قال اللهم غفرا الا ما حدثني قتادة عن كثير مولى سمرة عن ابي سلمة عن ابي هريرة قال ثلاث يعني جدهن جد وهزلهن جد النكاح والطلاق والرجعة فلقيت كثيرا فسألته فلم يعرفه فرجعت الى قتادة فاخبرته فقال نسي رواه الترمذي وقال

تین طلاق کا بیان

همسی عبداللہ بن عمر رض نے کہا اونہون نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین طلاق دی
پھر یہہ چاہا کہ دو طہرون مین دو طلاقین اور دین یہہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو پہونچی آپنے فرمایا کہ ای عمر کے بیٹے اللہ تعالے نے تجھکو اسطرح حکم نہین کیا تو
سنت کو چوک گیا اور سنت یہہ ہی کہ انتظار کری تو طہر کا پھر اوسوقت طلاق دے
خواہ روک رکھے حضرت ابن عمر رض نے عرضکیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے کہ اگر مین اوسکو
تین طلاقین دیدیتا تو بھلا درست تہا کہ مین اوس سے رجعت کرلون آپنے فرمایا کہ
نہین وہ تجھہ سی جدا ہوجاتی اور یہہ حرکت گناہ ہوتی وشوین وہ حدیث جو ابوداؤد
اور نسائی نے حماد بن زید سی روایت کی ہی کہ مینے ایوب سی پوچھا کہ تم سوای حسن
کے اور کسیکو جانتے ہو جسنے تین طلاق اس صورتکو کہا ہو کہ اپنی عورت سی کہدی کہ
تیرا معاملہ تیری ہاتھہ مین ہی ایوبنے کہا کہ نہین پھر کہا کہ الہی تو بخشدی مگر مجھہ سے
حدیث کی قتادہ نے کثیر مولی سمرہ سی اور اوسنی ابی سلمہ سی اور اوسنی ابوہریرہ رض سے
فرمایا کہ تین چیزین ایسی ہین کہ نادانستہ کرنا اُنکا دانستہ کرنا ہی اور ہنسی سی اونکو بجالانا بھی
دانستہ کرنا ہی ایک نکاح ہی دوم طلاق سوم رجعت ایوب کہتی ہین کہ پھر مین کثیر سی ملا
اور اس حدیث کو پوچھا اوسنے نہ پہچانا پھر مین قتادہ کے پاس آیا اور اون سی ماجرا
کہا اونہون نے فرمایا کہ کثیر سہو لگیا روایت کیا اوسکو ترمذی نے اور کہا کہ

حديث سويد بن عفلة ما رواه البيهقي عن الحسن انه طلق عائشة الخثعمية ثلاثا ثم قال لولا اني سمعت جدي او حدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره

سليمن بن حرب و حماد ثقتان ... حماد بن زيد وحسبك ... سليمن بن حرب عن ... لا نعرفه الا من حديث ...

کہ ہم نہین پہچانتی اوسکو مگر سلیمن بن حرب کی حدیث سی جو حماد بن زید سی مروی ہی اور
ان دونو کا ثقہ اور معتبر ہونا کافی ہے گیارہوین وہ حدیث جو بیہقی نے سوید بن
غفلہ سی اور اوسنی امام حسن رضی سی روایت کی ہی کہ انہون نے عائشہ خثعمیہ کو تین
طلاقین دین پہر کہا کہ اگر مین اپنے نانا سی نہ سنتا یا یون کہا کہ میری باپ نے مجہہ سی حدیث
کی کہ اونہون نے میری نانا سی سنا کہ فرماتے تہی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقین
تین طہر مین دی یا تین طلاق مبہم دی تو وہ اوسپر بدون دوسری مرد سی نکاح کئے
حلال نہوگی تو مین عائشہ خثعمیہ سی رجعت کرلیتا - تو یہہ اتنی حدیثین ہین اور اکثر
انمین کی ابو صہبا اور ابن جریج کی حدیث سی جو بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی
سی مروی ہی صحیح ترہین اسلئی انکا مقدم کرنا واجب ہی خصوص امام احمدؒ کی قاعدہ پر کہ
وہ چند احادیث کو تعارض کیوقت تنہا حدیث پر مقدم کرتے ہین اگرچہ حدیث تنہا
صحیح ہو چنانچہ اونہون نے دو روایتون سی ایک مین حدیث برتنون کی حرمت کی
بریدہ کی حدیث پر مقدم کی اسوجہ سی کہ حرمت کی حدیث بہت اور متعدد ہی اور بریدہ
کی حدیث اُن ظروف کی مباح ہونے مین فرد اور پیچہی ہے اسلئی کہ اوسمین آپ نے ارشاد
کہ مین نے تمکو برتنون مین نبیذ بنانے سے منع کیا تہا لیس اب پیو جن مین تم چاہو مگر نشہ آور
چیز مت پیو باوجودیکہ یہہ حدیث صحیح ہی روایت کی اوسکو مسلم نے اور اسمین کوئی روگ

فالوهن في احاديث ... ابي الصهباء وحديث ابن جريج ... عن عكرمة عن ابن عباس ... الاحاديث المتعددة ... فانه عند التعارض ...

ولا يعرف له علاج فقال هل تجدون الجواب عن حديث فاطمة بنت قيس ان الثلاث التى ذكرت فيه وقعت مجموعة بل كان قد طلقها طلقتين قبل ذلك ثم طلقها آخر الثلاث كما جاء مفسرا في صحيح مسلم فروى مسلم عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة ان ابا عمرو بن حفص بن المغيرة خرج مع علي بن ابي طالب فارسل الى امرأته فاطمة بنت قيس بتطليقة كانت بقيت من طلاقها وامر لها الحارث بن هشام وعياش بن ابي ربيعة بنفقة فقالا لها والله ما لك نفقة الا ان تكوني حاملا فأتت النبي صلى الله عليه وآله وسلم فذكرت له قولهما فقال لا نفقة لك

بھی معلوم نہین ہوتا **اب** فرقہ ثانی ان حدیثونکا جواب یون دیتی ہین کہ حدیث فاطمہ بنت قیس کا تو یہہ جواب ہے کہ تین طلاقین جو اوسمین مذکور ہین وہ ایک ساتھہ نہ تہین بلکہ اوسکے شوہر نے دو طلاقین اوسکو پہلے دی لی تہین پہر تیسری طلاق دی تہی چنانچہ یہہ مضمون اسطرح روایت صحیح مین مصرح مذکور ہی دیکہو مسلم روایت کرتے ہین عبید الله بن عبد الله بن عتبہ سی کہ ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ حضرت علی مرتضیٰ رض کے ساتھہ یمن کو گیا اور وہان سی قاصد فاطمہ بنت قیس کے پاس ایک طلاق لیکر بھیجا جو فاطمہ کی طلاق مین سی باقی تہی اور حارث بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ سی اوسکے نفقہ کے لئی کہدیا اون دونو نے فاطمہ سے کہا کہ بخدا تجکو نفقہ نہین پونہچتا مگر اس صورتمین کہ تو حمل سے ہو وہ عورت انحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی اور حارث وعیاش کا قول آپ کی خدمت مین بیانکیا پس آپ نے فرمایا کہ تیری لئی نفقہ نہین اور حدیث کو طوالت کے ساتھہ ذکر کیا غرضکہ یہہ حدیث تفسیر کرنیوالی اوس قول مجمل کا بیان کرتی ہی جو حدیث فاطمہ مین تہا کہ تین طلاقین دین اور ابو داود کی روایتونمین سے ایک مین جو فاطمہ سی مروی ہی یہہ عبارت ہی کہ طلاق دی اوسکو تین طلاقونمین سے پچہلی اور یہہ حدیث پانچ پہلون سی مروی ہی اول تین طلاقین اوسکو دین

۱۴ تین طلاقون کا بیان

بجملته الفاظ طلقها ثلاث تطليقات وفي بعضها طلقها آخر ثلاث تطليقات بلفظ طلقها آخر ثلاث احدى روايات ابي داود فقوله طلقها ثلاثا هذا المفسر يبين المجمل

دوم اُسکو طلاق البتہ دی سوم تین طلاقونمین سے پہلی طلاق اوسکو دی چہارم
اوسکے پاس قاصد کو ایک طلاق لیکر بھیجا جو اوسکی طلاق مین سے رہگئی تہی پنجم
اوسکو تین طلاقین ایک ساتھہ دین اور اس پانچوین جملہ کو صرف مجالد نے شعبی
سے روایت کیا ہے اگر بالفرض یہہ صحیح بھی ہو تو مراد یہہ ہے کہ تین طلاقین اوسپر ہو گئین
نہ یہہ کہ تین اکٹھی ہی پڑین کیونکہ جب تین طلاقونمین سے پہلی طلاق اوسکو دی تو یہہ
کہنا درست ہوا کہ اوسنے اوسکو تینون طلاقین سب دیدین اسلئے کہ جمیعًا کی لفظ سے
عدد کی تاکید مراد ہوا کرتی ہے نہ ایک آن مین سبکا اکٹھا ہونا جیسا اللہ تعالی فرماتا ھے
وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا علاوہ ازین جو لوگ ہم سے اس مسئلہ
اور اگر تیرا رب چاہتا البتہ یقین ہی لاتے جتنے لوگ زمین مین اسارے ہی تمام
مین نزاع کرتے ہین اونمین سے اکثر اس حدیث کی خلاف کرتے ہین اور اوسپر عمل
نہین کرتے مثلاً عورت جدا کی ہوئی کے لئے نفقہ اور رہنے کا مکان واجب کہتے ہین
اس حدیث کیطرف متوجہ نہین ہوتے نہ اسپر عمل کرین اور یہہ قول امام اعظم اور اون کے
اصحاب کا ھے اور امام شافعی اور امام مالک نے ایسی عورتکی لئے رہنے کا مکان تجویز
کیا ہے حالانکہ حدیث مین تصریح ہے کہ عورت کی لئے نہ خرچ ہے نہ رہنے کا مکان اور ہمنے اس
حدیث پر عمل کیا اور اوسمین سے کسی باتکا خلاف نہین کیا جو اوسکی خلاف کرے
اوسکو عذر کرنیکی حاجت ہے اور حدیث حضرت عایشہ رض کی کہ ایکمرد نے اپنی

طلقها البتة طلقها اخرى ثلاث تطليقات ارسل اليها بتطليقة كانت بقيت لها طلقها ثلاثا جميعا وهذا اللفظ الخامس تفرد به مجالد عن الشعبي فعلى تقدير صحته فالمراد به انه اجمع لها التطليقات الثلاث لا انها وقعت بكلمة واحدة فاذا طلقها آخر ثلاث صح ان يقال طلقها ثلاثا جميعا فان هذه اللفظة يراد بها تاكيد العدد لا الاجتماع في الآن الواحد كقوله تعالى ولو شاء ربك لآمن من في الارض كلهم جميعا مع ان اكثر المنازعين لنا في هذه المسئلة قد خالفوا خبر فاطمة في النفقة والسكنى ولم ياخذوا به فاوجبوا للمبتوتة النفقة والسكنى ولا التفتوا الى هذا الحديث ولا عملوا به وهذا قول ابي حنيفة واصحابه واما الشافعي ومالك فاوجبوا لها السكنى والخبر مصرح بانه لا نفقة لها ولا سكنى ونحن اخذنا به ولم نخالف شيئا منه والمخالف له محتاج الى الاعتذار

فصل واما حديث عائشة ان رجلا

تین طلاق یکبار ان

طلق امرأته ثلاثا الحديث فإنه ليس فيه أنه طلقها ثلاثا بفم واحد فلا تدخلوا في الحديث ما ليس فيه وقولكم لم يستفصل جوابه أن الحال قد كان عندهم معلوما أن الثلاث إنما تكون ثلاثا إذا كانت واحدة بعد واحدة فجرى الكلام على ما يفهم لغة وشرعا وعرفا كما

فصل وأما ما اعتمد عليه الشافعي من طلاق الملاعن ثلاثا بحضرة النبي صلى الله عليه وآله وسلم فلا دليل فيه لأن الملاعنة قد حرمت عليه تحريما مؤبدا فما زاد الطلاق الثلاث هذا التحريم الذي هو مقصود اللعان إلا تأكيدا وقوة وهذا جواب شيخنا ابن تيمية رحمه الله وكذا قال ابن المنذر إنما وقع الطلاق على أجنبية علم الزوج ذلك أو لم يعلم فالحجة عند من يرى أن الفرقة تقع بالتعان الزوج كالشافعي لكن التحقيق أن الفرقة إما أن تقع بالتعان الزوج وحده كما يقول الشافعي أو بالتعانهما كما يقول أحمد أو تتوقف على تفريق الحاكم فهو يفرق بينهما تفريقا يحرم عليه تحريما مؤبدا

بی بی کو تین طلاقین دین آخر تک اوسکا جواب یہہ ہی کہ اوسمین یہہ مذکور نہین کہ
تین طلاقین عورتکو ایک ہی بولی مین دین تو جو بات کہ حدیث مین نہین اوسکو
حدیث مین داخل نکرو اور یہہ جو کہتی ہو کہ آپنے تفصیل نہ پوچھی تو اوسکا جواب یہہ ہے
کہ لوگونکو حال معلوم تہا کہ تین طلاقین اوسی صورتمین تین ہوتی ہین کہ ایک کی بعد
ایک ہو تو معلوم ہوا کہ کلام لغت اور شرع اور عرف کی موافق تہا جیسے ہمنی بیان کیا۔
اور امام شافعیؒ نے جسپر اعتماد کیا ہی یعنی لعان والے کا تین طلاق دینا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی تو اوس سی کوئی دلیل تمہاری مفید نہین اسواسطی کہ خود
لعان نے ہمیشہ کی لئی عورتکو حرام کر دیا تو تین طلاقونے اوسی حرمت کی تاکید اور
قوت زیادہ کر دی جو لعان کا مقصود ہی اور یہہ جواب ہمارے شیخ ابن تیمیہؒ کا ہی۔
اور ایسا ہی ابن منذر نے فرمایا ہی کہ طلاق اجنبیہ ہی پر ہوئی خاوند اوسکا اجنبی ہونا
جاننے یا نجاننے غرضکہ جن لوگونکا مذہب یہہ ہی کہ جدائی خاوند کی لعنت کرنے سے
ہو جاتی ہی مثل امام شافعی کی اونکی نزدیک یہہ طلاق حجت نہین ہو سکتی مگر تحقیق یہہ ہے
کہ جدائی یا تو صرف خاوند کی لعنت کرنیسے ہو جاتی ہی جیسی شافعیؒ فرماتے ہین یا
دونوکی لعنت کرنیسے ہوتی ہی جیسے احمدؒ کہتی ہین یا حاکم کے جدا کرنے پر موقوف رہتی
ہی یعنی حاکم اون دونوں مین سے جدائی کر دیتا ہی جسسے وہ عورت مرد پر ہمیشہ کو حرام

فالطلاق الثلاث اكد
هذا التحريم الذي هو
موجب اللعان ومقصود
الشارع فكيف يلحق
به طلاق عند الملاعنة
وبينهما اعظم فرق فصل
واما حديث محمود بن لبيد
في قصة المطلق ثلاثا فالاحتجاج به
من قلب الحقائق والاحتجاج على الجواز
باعظم دليل على التحريم وكيف
يظن برسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
انه اجاز عمل من استهزأ بكتاب الله فصل

ہو جاتی ہے پس تین طلاقون نے اسی حرمت کی تاکید کی جو لعان کی غایت اور شارع کا مقصود ہی تو اس طلاق مین بدون لعان کی طلاق کیسے ملجاویگی انمین تو فرق بہت بڑا ہی اور تین طلاق دینے والیکے قصہ مین جو حدیث محمود بن لبید کی ہی اوسکو حجت کرنی حقیقت کو الٹ دینا ہی کہ جو دلیل بڑی سی بڑی حرمت کی ہی اوسکو جواز مین پیش کرتے ہو یہہ امر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے گمان ہو سکتا ہی کہ آپنے اوس شخص کے عمل کو جائز رکہا جسنے خدا تعالی کی کتاب سی ٹھٹھا کیا اور رکانہ کی حدیث کہ اوسنے اپنی بی بی کو طلاق البتہ دی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے قسم لی کہ اس طلاق سی اوسنے صرف ایک ہی ارادہ کی تہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہین ابن جوزی نے کتاب العلل مین کہا ہی کہ یہہ کچہہ نہین اور خلال نے علل مین اثرم سی روایت کی ہی کہ مینے ابو عبداللہ سی حدیث رکانہ کا ذکر طلاق البتہ مین کیا اونہون نے اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ تین کو ایک اوسکی نیت کی سبب کردیا تہا اور ہمارے شیخ نے فرمایا ہی کہ بڑے امام جو حدیثونکی علتین جانتے ہین مثل امام احمد اور بخاری اور ابو عبید وغیرہ سبنے رکانہ کی حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہی اسیطرح ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا اور سبہون نے کہا ہی کہ اس حدیث کے راوی مجہول ہین کہ اونکا عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکہنا معروف نہین اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ

طلاق ثلاثہ کا بیان ۱۳

واما حديث ركانة انه طلق امرأته البتة
وان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم استحلفه
ما اراد بها الا واحدة فحديث لا يصح
قال ابن الجوزي في كتاب العلل ليس بشيء
وقال الخلال في العلل عن الاثرم قلت لابي عبد الله
حديث ركانة في البتة فضعفه وقال شيخنا الائمة
الكبار العارفون بعلل الحديث
كالامام احمد والبخاري وابي عبيد
وغيرهم ضعفوا حديث ركانة البتة وكذلك
ابو محمد ابن حزم وقالوا ان رواته
مجاهيل لا تعرف عدالتهم وضبطهم وقال الامام

حديث ركانة انه طلق امرأته البتة لا يثبت وليس بشيء فان قيل قال ابو داود في حديث البتة انه اصح من حديث ابن جريج ان ركانة طلق امرأته ثلاثا قلنا اجاب شيخنا بان ابا داود انما رجح حديث البتة على حديث ابن جريج لانه روى حديث ابن جريج من طريق فيها مجهول فقال حدثنا احمد بن صالح ثنا عبد الرزاق عن ابن جريج اخبرني بعض بني ابي رافع عن عكرمة عن ابن عباس الحديث ولم يرو الحديث الذي رواه احمد في مسنده عن ابراهيم بن سعد حدثني ابي عن محمد بن اسحق حدثني داود بن حصين عن عكرمة عن ابن عباس طلق ركانة امرأته ثلاثا في مجلس واحد فلذا رجح ابو داود حديث البتة ولم يتعرض لهذا الحديث ولا رواه في سننه ولا ريب انه اصح من الحديثين وحديث ابن جريج شاهد له وعاضد فاذا انضم حديث ابي الصهباء الى حديث ابن اسحاق الى

تین طلاق کا بیان ۱۲

رکانہ کی حدیث کہ اپنی بی بی کو طلاق البتہ اوسنے دی ثابت نہین ہوتی اور کچھہ بھی نہین
پس اگر کہا جاوے کہ ابو داؤد نے کہا ہے کہ حدیث البتہ ابن جریج کی حدیث کی نسبت کہ
صحیح تر ہے جسمین یہہ ہے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو تین طلاقین دین تو ہم کہین گے کہ اسکا
جواب ہمارے شیخ نے یہہ دیا ہے کہ ابو داؤد نے جو حدیث البتہ کو ابن جریج کی حدیث
پر ترجیح دی تو اسلیئے کہ اونہون نے حدیث ابن جریج کی ایسے طریق سے روایت کی جسمین
ایک راوی مجہول ہے یعنی یون کہا کہ حدیث کہی ہمسے احمد بن صالح نے کہا حدیث
بیان کی ہمسے عبد الرزاق نے ابن جریج سے کہا کہ خبر دی مجکو بعض اولاد ابو رافع نے
عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے آخر حدیث تک اور وہ روایت نہین لکھی
جسکو امام احمد رح نے اپنی مسند مین ابراہیم بن سعد سے روایت کی ہے ابراہیم کہتے
ہین کہ حدیث کی مجھہ سے میرے باپنے محمد بن اسحاق سے کہا کہ حدیث کی ہم سے
داؤد بن حصین نے عکرمہ سے اونہون نے ابن عباس رض سے کہ رکانہ نے اپنی بیبی
کو تین طلاقین ایک مجلس مین دین اسوجہ سے ابو داؤد نے حدیث البتہ کو ترجیح دی
اور اس حدیث کے درپے نہوئے نہ اپنی سنن مین اوسکو روایت کیا حالانکہ اسمین
کچھہ شک نہین کہ حدیث ابن اسحق کی دونو حدیثون سے صحیح تر ہے اور حدیث ابن جریج
کی اوسکی شاہد اور مددگار ہے پس جب ابو صہبا کی حدیث ابن اسحاق کی

حدیث اور ابن جریج کی حدیث مین ملاؤ اور اون کی روایت کے مقامات کی اختلاف
اور طریقون کے دور ہونے پر لحاظ کرو تو یہہ معلوم ہوگا کہ یہہ مجموعہ حدیث البتہ سے
بیشک قوی تر ہی اور جو شخص حدیثون کی بو سونگھتا ہی گو دور سے ہی ہو وہ ممکن نہین
کہ اس امر مین شک کرے پھر ایسی حدیث جسکو اماموں نے ضعیف کہا ہو اور اوسکے
راوی گمنام ہون ان احادیث پر کیسے مقدم ہو سکتی ہی **اور** حدیث معاذ بن جبلؓ
کا جواب یہہ ہی کہ اوسکی اسناد مین اسماعیل بن امیہ دارع ہی وہ اوس حدیث کو حماد
سے راوی ہی دارقطنی نے اوس حدیث کی روایت کی بعد کہا ہی کہ اسماعیل بن امیہ
کی حدیث متروک ہی **اور** حدیث عبادہ بن صامت کی جو دارقطنی نے روایت کی ہی
اوسکی روایت کے بعد کہا ہی کہ اسکے راوی گمنام اور ضعیف ہین بجز ہمارے شیخ اور
ابن عبد الباقی کے **اور** حدیث زاذان کی حضرت علی رضؓ سے اوسکا راوی اسماعیل
بن امیہ قرشی ہی دارقطنی نے کہا ہی کہ یہہ اسماعیل بن امیہ کوفی ہی اور حدیث کے
بابمین ضعیف ہی - مین کہتا ہون کہ اس حدیث کی اسناد مین گمنام اور ضعیف لوگ ہین
اور حدیث حسنؓ کی حضرت ابن عمر رضؓ سے وہ ان ضعیف حدیثون مین سے بڑھ چڑھکر ہے
دارقطنی کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن عبد الحافظ نے کہا حدیث کی ہم سے محمد بن
شاذان جوہری نے کہا حدیث کی ہم سے یعلی بن منصور نے کہا حدیث کی ہمسے شعیب بن

حديث ابن جريج مع اختلاف مخارجها وبعد طرقها افاد العلم بانها اقوى من حديث البتة بلا شك ولا يمكن من شم روائح الحديث ولو على بعد ان يرتاب في ذلك فكيف يقدم الحديث الضعيف الذي ضعفه الائمة ورواته مجاهيل على هذه الاحاديث

فصل واما حديث معاذ بن جبل ففي اسناده اسماعيل بن امية الذارع يرويه عن حماد قال الدارقطني بعد روايته واسماعيل بن امية متروك الحديث

فصل واما حديث عبادة بن الصامت الذي رواه الدارقطني فقال عقيب اخراجه رواته مجهولون وضعفاء الا شيخنا وابن عبد الباقي

فصل واما حديث زاذان عن علي فراويه اسمعيل بن امية القرشي قال الدارقطني اسمعيل بن امية هذا كوفي ضعيف الحديث قلت وفي اسناده مجاهيل وضعفاء

فصل واما حديث الحسن عن ابن عمر فهو من امثل هذه الاحاديث الضعاف قال الدارقطني ثنا محمد بن عبد الحافظ ثنا محمد بن شاذان الجوهري ثنا يعلى بن منصور ثنا شعيب بن

تین طلاقوں کا بیان

رزیق نے کہ عطاء خراسانی نے اونسے حدیث کی حسنؓ سے فرمایا کہ حدیث کی
ہمسے عبداللہ بن عمرؓ نے یہہ حدیث کو بیانکیا اور شعیب راوی کو دارقطنی نے ثقہ کہا
ہی اور ابوالفتح ازدی نے کہا کہ اوسمین کچہہ ضعف ہی اور بیہقی نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہی اور کہا ہی کہ یہہ زیادتیان اسمین صرف شعیب نے کی ہین اور لوگون
نے اوسکی بابمین کلام کیا ہی انتہی اور اسمین شک نہین کہ حدیث ابن عمر کو بہت سے
ثقون معتبر اور اماموں نے روایت کیا ہی مگر کسی نے اونمین سے وہ باتین یقینا نہین
لکہین جو شعیب بیان کرتا ہی اور اسی جہت سے اوسکی حدیث کوئی صحیح اور سنن والا نہین
روایت کرتا اور حدیث کثیر مولی سمرہ کی ابی سلمہ سے ابوہریرہؓ سے تو اوسکو خود
کثیر نے انکار کیا جب اوس سے اس حدیث کا حال پوچھا گیا اور کثیر جیسی شخص کا بہولجانا
بعید از عقل معلوم ہوتا ہی اور بیہقی نے اوسمین علت لگائی ہی اور کہا ہی کہ کثیر کی
معرفت اتنی ثابت نہین ہوئی جو موجب حجت لانیکی اوسکی روایت سے ہو اور خصوص
ایسی صورتمین کہ تمام لوگونکا قول اوسکی روایت کی خلاف ہوا اور عبدالحق نے
اپنی احکام مین اور ابن حزم نے اپنی کتابمین اوسکو ضعیف بتایا ہی اور حدیث
سوید بن عقلہ کی حضرت امام حسنؓ سے اوسکو راوی نمین محمد بن حمید رازی ہی ابوزرعہ
نے کہا ہی کہ وہ بڑا جہوٹا ہی اور صالح جزرہ نے کہا ہی کہ جہوٹ مین اوس سے

رزیق ان عطاء الخراسانی
حدثهم عن الحسن حدثنا
عبدالله بن عمر فذکره
وشعیب وثقه الدار
قطنی وقال ابو الفتح الازدی
فیه لین وقال البیهقی
وقد روی هذه الزیادات انفرد بها شعیب
وقد تکلموا فیه انتهی ولا ریب ان الثقات
الاثبات الائمة رووا حدیث ابن عمر هذا
فلم یروا احد منهم ما اتی به شعیب
ولهذا لم یروه احد من اصحاب الصحیح
ولا السنن

فصل واما حدیث کثیر
مولی سمرة عن ابی سلمة عن ابی هریرة فقد
انکره کثیر لما سئل عنه ومثل هذا
یبعد ان ینسی وقد اعله البیهقی وقال
کثیر لم یثبت من معرفته ما یوجب الاحتجاج
به فکیف وقول العامة بخلاف روایته
وقد ضعفه عبدالحق فی احکامه
وابن حزم فی کتابه فصل واما حدیث
سوید بن غفلة عن الحسن فمن روایة
محمد بن حمید الرازی قال ابو زرعة
کذاب وقال صالح جزرة
ما رایت احذق بالکذب منه

اور شاذکونی اور سلمہ بن فضل سے بڑھکر کوئی ماہر مین نے نہین دیکھا ابو حاتم نے کہا
کہ اس شخص کی حدیث نہین مانی جاتی اگرچہ راوی اوسکے مختلف ہین مگر اوسکو اسحق
بن راہویہ وغیرہ نے ضعیف کہا ہی **فصل** جب طرف ثانی نی اس مسلک کا ضعف دیکھا
تو اب دوسری راہ اختیار کی اور کہا کہ اجماع تین طلاقونکی لازم آنے پر ہو چکا ہی
اور خبر واحد کی نسبت کر وہ زیادہ ہی چنانچہ امام شافعی فرماتے ہین کہ اجماع
خبر منفرد سے زیادہ ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ حدیث کی راوی پر خطا
اور وہم ممکن ہے بخلاف اجماع کے کہ وہ ان امور سے محفوظ ہی اور کہتی ہین
کہ ہم صحابہ اور تابعین سے وہ روایات پیش کرتے ہین جو اجماع کو ثابت کرے
چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ حضرت عمر رض نے لوگونپر تین طلاقین جاری کین اور آپ
کی موافقت سب صحابہ نے کی سعید بن منصور کہتی ہین کہ حدیث کی ہمسے سفیان نے
شقیق سے کہ اونہون نے حضرت انس سے سُنا کہ کہتی تھی کہ فرمایا حضرت عمر رض نے
ایسے شخص کے بابمین جو اپنی بی بی کو تین طلاقین صحبت سے پیشتر دیوے کہ وہ
تین ہی ہونگی اور عورت اوسپر حلال نہوگی جب تک کہ دوسرے سے نکاح نکرے
اور جب اس قسم کا شخص آپکے پاس لایا جاتا تو آپ اُسکو دُکھہ دیتے اور بیہقی نے ابن
ابی لیلی کی حدیث حضرت علی رض سے روایت کی ہی اوس شخص کے بابمین جو اپنی بی بی

تین طلاقوں کا بیان ٣

ومن الشاذکونی وسلمة بن الفضل قال ابو حاتم منکر الحدیث وان کان رواته ثقة فقد ضعفه اسحاق بن راهویه وغیره

فصل فلما رأى آخرون ضعف هذا المسلک سلکوا مسلک آخر فقالوا الاجماع قد انعقد على لزوم الثلاث وهو اکبر من خبر الواحد کما قال الشافعی الاجماع اکبر من الخبر المنفرد وذلک ان الخبر یجوز الخطاء والوهم على راویه بخلاف الاجماع فانه معصوم منه

قالوا ونحن نسوق عن الصحابة والتابعين ما يدل على ذلک ففي صحيح مسلم ان عمر امضى عليهم الثلاث ووافقه الصحابة قال سعيد بن منصور حدثنا سفيان عن شقيق سمعت انسا يقول قال عمر في الرجل يطلق امراته ثلاثا قبل ان يدخل بها قال هي ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وكان اذا اتي به اوجعه ضربا وروى البيهقي من حديث ابن ابي ليلى عن علي كرم الله وجهه فيمن طلق امراته

کو تین طلاقین صحبت سی پیشتر دے کہ آپنے فرمایا اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسری خاوند سی نکاح کری آور حاتم بن آسمعیل نے امام جعفر صادق سی اور اونہون نے امام باقر سے اور اونہون نے اپنے باپ سی اور اونہون نے حضرت علی رضہ سی روایت کی ہی کہ وہ عورت مرد پر حلال نہین جبتک دوسرے شوہر سی نکاح کری آور ابونعیم نے اعمش سے اور آنہون نے حبیب ابن ابی ثابت سی اور اونہون نے حضرت علی رضہ کے بعض اصحاب سی روایت کی ہی کہ ایک شخص حضرت علی رضہ کیخدمت مین آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بی بی کو ہزار طلاقین دی ہین آپنے فرمایا کہ تین طلاقون نے تو عورتکو تجھ پر حرام کر دیا باقی کو تو اپنی اور بیبیون مین بانٹ دی آور علقمہ بن قیس نے کہا ہی کہ ایک شخص حضرت ابن مسعود رضہ کے پاس آیا اور کہا کہ اس شخص نے اپنی بی بی کو شب گذشتہ مین سو طلاقین دی ہین آپنے اوس سی پوچھا کہ تو نے اُن سب طلاقونکو ایک ہی دفعہ کہا ہی اوسنی کہا ہان آپ نی فرمایا کہ تو چاہتا ہی کہ تیری بیبی تجھسی علحدہ ہوجاوے اوسنی کہا ہان آپنے فرمایا کہ بات وہی ہی جو تو نے کہی اور ایک اور شخص آپکی پاس آیا اور کہا کہ مین نے اپنی بیبی کو ستارونکی شمار کی برابر طلاقین دین آپنے اوسکو بہی ہی ارشاد فرمایا جیسا پہلی کو کہا تہا پہر فرمایا کہ اللہ نے طلاقکا معاملہ ظاہر کر دیا پس جو شخص کہ طلاق اوسطرح دیگا جسطرح اللہ تعالیٰ نے اوسکو حکم کیا ہی تو وہ تو اوسکی لئی بیان کر دیا ہی اور جسنے خلط کیا تو اوسکا خلط کرنا ہم اوسی پر کرینگے بخدا یہ نہین ہوسکتا

فقيل له أتحل له قال لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وروى حاتم بن اسمعيل عن جعفر بن محمد عن أبيه عن علي كرم الله وجهه لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره وروى أبو نعيم عن الأعمش عن حبيب بن أبي ثابت عن بعض أصحابه عن علي كرم الله وجهه فقال جاء رجل إلى علي فقال إني طلقت امرأتي ألفا فقال ثلاث تحرمها عليك واقسم سائرها بين نسائك وقال علقمة بن قيس أتى رجل ابن مسعود فقال إن رجلا طلق امرأته البارحة مائة قال قلتها مرة واحدة قال نعم قال تريد أن تبين منك امرأتك قال نعم قال هو كما قلت وأتاه رجل فقال إنه طلق امرأته البارحة عدد النجوم فقال كلمة واحدة قال نعم فقال قد بين الله أمر الطلاق فمن طلق كما أمره الله تعالى فقد بين له ومن لبس جعلنا به لبسه والله لا تلبسون

تین طلاق ایکبارگی ۱۲

کہ تم اپنی نفسونپر خلط کرو اور اوسکو وہ تمہارے طرف سے برداشت کرے جیسا تم کہتے
ہو اور مالک نے موطا مین ابن شہاب سے اور اونسے محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان بن محمد
بن ایاس بن بکیر سے روایت کی ہے کہ اونسے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بی بی کو قبل
صحبت کے تین طلاقین دین پہر اوسکو یہہ سوجہی کہ اوس سے نکاح کرے اسکی الئے فتوے پوچہنے
آیا مین اوسکے ساتھ گیا کہ مسئلہ اوسکو پوچہہ دون اونسے حضرت ابوہریرہ رض اور
ابن عباس سے پوچہا دونونے فرمایا کہ ہمارے نزدیک تو اس سے نکاح نکر جبتک وہ تیرے
سوا کسی سے نکاح نکرے اونسے عرض کیا کہ مینے اوسکو طلاق ایکبار گی دی تہی
حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ جو فضل تجکو حاصل تہا وہ تونے اپنے ہاتھ سے
چہوڑ دیا اور نیز موطا مین اسی قصہ مین مروی ہے کہ ابن بکیر نے اس مسئلہ کا حال ابن
زبیر رض سے پوچہا تو اونہونے فرمایا کہ یہہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ مین اسمین کچہہ
نہین کہتا تو ابن عباس اور ابوہریرہ کے پاس جا اون دونوکو مین عایشہ رض کے پاس
چہوڑا ہے ابن بکیر نے اون دونو سے پوچہا تو ابن عباس رض نے ابوہریرہ رض کو فرمایا کہ اے
ابوہریرہ تم حکم دو کہ یہ مشکل تمپر آئی ہے حضرت ابوہریرہ رض نے فرمایا کہ ایک طلاق عورتکو
جدا کرتی ہے اور تین اوسکو حرام کرتی ہین یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے
اور حضرت ابن عباس نے بہی ایسا ہی فرمایا تو دیکہو حضرت عایشہ رض نے ان دونوکے قول کا

علی انفسکم و یمضیه عنکم
هو کما تقولون و روی مالك
فی الموطا عن ابن شهاب
عن محمد بن عبد الرحمن بن
ثوبان عن محمد بن ایاس بن
البکیر قال طلق رجل امرأته
ثلاثا قبل ان یدخل بها
ثم بدا له ان ینکحها فجاء
یستفتی فذهبت معه اسئل له فسئل
ابا هریرة و ابن عباس فقالا لا نری ان تنکحها
حتی تنکح زوجا غیرك فقال انما كان
طلاقی ایاها واحدة فقال ابن عباس انك
ارسلت من یدك ما كان لك من فضل

تین طلاقوں کا بیان ۱۳

وفی الموطا ایضا فی هذه القصة ان ابن
البکیر سئل عنها ابن الزبیر فقال
ان هذا امر ما لنا فیه قول اذهب الی
ابن عباس و ابی هریرة فانی ترکتهما عند
عائشة فسئلهما فقال ابن عباس
لابی هریرة افته یا ابا هریرة
فقد جاءتك معضلة فقال
ابو هریرة الواحدة تبینها
والثلاث تحرمها حتی تنکح زوجا
غیره وقال ابن عباس مثل
ذلك فهذه عائشة تنكر عليه

انکار نکیا اور نہ ابن زبیر رض نے انکار فرمایا آور نیز موطا مین نعمان بن ابی عیاش
سے اور اوسنے عطار بن یسار سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمرو کی
خدمتمین حاضر ہوا اور مسئلہ پوچہا کہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو قبل صحبت کے تین طلاق دے
تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا کہ وہ عورت اوسکو حلال نہین جبتک کہ دوسرے خاوند سے
نکاح نکرے آور بیہقی نے حدیث معاذ بن معاذ کی روایت کی ہے کہ حدیث کی ہمسے شعبہ
نے طارق بن عبدالرحمن سے کہ سنا مین نے قیس بن ابی عاصم سے کہ اونہون نے کہا
کہ ایک شخص نے مغیرہ رض سے مسئلہ پوچہا اور مین اوسوقت موجود تہا کہ ایک آدمی
نے اپنی بی بی کو سو طلاقین دین مغیرہ رض نے فرمایا کہ تین طلاقین عورتکو حرام کرچکین اور
ستانوے فاضل رہین آور بیہقی نے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ عائشہ خثعمیہ
حضرت امام حسن رض کے نکاح مین تہی جب حضرت علی رض شہید ہوئے تو اوسنے آپکی خدمتمین
عرض کیا کہ آپکو خلافت مبارک ہو حضرت امام حسن رض نے فرمایا کہ تو حضرت علی رض کے
قتل پر خوشی ظاہر کرتی ہے جا میری طرف سے تجکو تین طلاقین ہین وہ اپنی کپڑے پہنکر چلی گئی
یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہوئی پہر آپ نے اوسکا کچہہ مہر جو رہگیا تہا اوسکے پاس مع
دس ہزار درم صدقہ کے بہیجا جب قاصد اوسکے پاس لایا تو اوسنے کہا ع دوست
جو چہوٹ گیا آیا ہے اوس سے یہہ مال ع جب اوسکا قول آپکو پہونچا تو روئے اور فرمایا

ولا ابن الزبیر وفی الموطأ
عن نعمان بن ابی عیاش
عن عطاء بن یسار قال جاء
رجل یستفتی عبداللہ
بن عمرو عن رجل طلق امرأته ثلاثا
قبل ان یمسها
فقال لا تحل له حتى تنكح
زوجا غيره وروى البيهقي من حديث
معاذ بن معاذ حدثنا شعبة عن طارق
بن عبدالرحمن سمعت قيس بن ابي عاصم
قال سئل رجل المغيرة وانا شاهد عن
رجل طلق امرأته مائة فقال ثلاث تحرم وسبع

تین طلاقوں کا بیان

وتسعون فضل وروى البيهقي عن
سويد بن غفلة قال كانت عائشة
الخثعمية عند الحسن فلما قتل علي كرم
الله وجهه قالت لتهنك الخلافة فقال
بقتل علي تظهرين الشماتة اذهبي فانت طالق
ثلاثا فتلفعت بثيابها وقعدت
حتى قضت عدتها فبعث اليها ببقية
بقيت لها من صداقها وعشرة
آلاف صدقة فقالت متاع
جاءها الرسول ع
قليل من حبيب مفارق
فلما بلغه قولها بكى وقال

لولا اني سمعت جدي او حدثني ابي انه سمع جدي يقول ايما رجل طلق امرأته ثلاثا عند الاقراء او ثلاثا بمبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره لراجعتها وقال الامام احمد حدثنا محمد بن جعفر ثنا شعبة عن عطاء بن السائب عن علي انه قال في الحرام والبتة والبائن والخلية والبرية ثلاثا ثلاثا قال شعبة فلقيت عطاء فقلت من حدثك عن علي قال ابو البختري قال احمد وانا اهابها لا اجيب فيها لانه ثلاثات

بیان طلاق ثلاث ١٢

انما ثلاثات فيها لانه يروى عن عامة الناس علي وزيد وابن عمر وعامة التابعين واما ابن عباس فروى عنه مجاهد وسعيد بن جبير وعطاء بن ابي رباح وعمرو بن دينار ومالك بن الحارث ومحمد بن اياس بن البكير ومعوية بن ابي عياش وغيرهم انه الزم بالثلاث من اوقعها جملة وقال الامام احمد لما سأله الاثرم باي شيء تدفع حديث ابن عباس كان الطلاق على عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وابي بكر وعمر طلاق الثلاث واحدة

که اگر مین اپنے نانا سے نہ سنتا یا یون کہا میری باپ نے مجہہ سے حدیث کی کہ اونہون نے
سے نانا سے سنا کہ فرماتے تہے کہ جو شخص اپنی بیبی کو تین طلاقین طہرون مین
دیوی یا تین مبہم دیدیوی تو وہ عورت اوسکو حلال نہو گی جبتک دوسرے خاوند سے
نکاح نکری تو مین اس سے رجعت کرلیتا اور امام احمد نے فرمایا ہی کہ حدیث کی ہمسے محمد
بن جعفر نے کہا کہ حدیث کی ہمسے شعبہ نے عطا بن السائب سے اور اونہون نے حضرت
علی رض سے کہ حرام اور البتہ اور بائن اور خلیہ اور بریہ جو طلاق کے کنایات ہین سب مین
آپنے تین طلاقونکا حکم فرمایا شعبہ کہتے ہین کہ مین پہر عطا سے ملا اور پوچہا کہ تمکو حضرت
علی رض سے کس نے حدیث کی انہون نے کہا کہ ابو البختری نے امام احمد فرماتے ہین
کہ مین اس صورت سے ڈرتا ہون اوسمین مین کچہہ نہین جواب دیتا اسلئے کہ اکثر لوگون سے
مثل حضرات علی اور زید اور ابن عمر اور تمام تابعین سے یہی مروی ہی کہ تین طلاقین
ہوتی ہین اور حضرت ابن عباس رض سے مجاہد اور سعید بن جبیر اور عطا بن ابی رباح اور
عمرو بن دینار اور مالک بن الحارث اور محمد بن ایاس بن البکیر اور معویہ بن ابی عیاش
وغیرہ روایت کرتے ہین کہ جو تین طلاقین اکٹہی دیتا تہا اوسپر وہ تین ہی لازم کرتی
تہی اور امام احمد سے جب اثرم نے سوال کیا کہ حضرت ابن عباس رض کی حدیث جو یہہ ہے
کہ زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض مین تین طلاقین

بأي شيء تدفعه قال أرده برواية الناس عن ابن عباس من وجه خلافه ثم ذكر عن عدة عن ابن عباس أنها ثلاث وقال بهذا أذهب وذكر البيهقي أن رجلا أتى عمران بن الحصين وهو في المسجد فقال رجل طلق امرأته ثلاثا في مجلس فقال الأثري أن عمران قال كذا وكذا فقال أبو موسى أكثر فينا أمثال ابن نجيد قالوا فهذا عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب رضي الله عنهما وعبد الله بن عمر وعبد الله بن عمرو وعبد الله بن عباس وعبد الله بن الزبير وعمران بن حصين والمغيرة بن شعبة والحسن بن علي وأما التابعون فأكثر من أن يذكروا والإجماع يثبت بدون هذا ولهذا حكاه غير واحد منهم أبو بكر بن العربي وأبو بكر الرازي وهو ظاهر كلام الإمام أحمد فإنه قال في رواية الأثرم وذكر قول من قال إذا خالف السنة يرد إلى السنة فقال هذا وكلمة شنيعة مذهب الرافضة وا ظاهر أن القول بالرجوع إجماع أهل السنة

یعنی طلاق ثلاثہ ۱۲

ایک ہی ہوتی تھی اسکو آپ کونسی چیز سے رد فرماتے ہین تو اُنھوں نے فرمایا کہ
لوگ حضرت ابن عباس سے اوسکی خلاف کئی وجہ سے روایت کرتے ہین پھر چند لوگو
کی روایت حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ وہ طلاقین تین ہی ہوتی ہین اور یہی
امام احمد کا مذہب ہی اور بیہقی نے ذکر کیا ہی کہ ایک شخص عمران بن الحصینؓ کے پاس
مسجد مین آیا اور کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیبی کو ایک مجلس مین تین طلاقین دین آپنے
فرمایا کہ مجھکو معلوم نہین کہ مین اب بہین ایسا کہہ چکا پس حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ
ہم مین اکثر لوگ مثل ابن نجید کے ہین تو دیکھو کہ طلاقکے تین ہونے پر صحابہؓ مین سے
یعنی بڑی ماہر ہین ۱۲
حضرات عمر اور علی اور ابن مسعود اور ابن عمر اور عبداللہ بن عمرو اور ابن عباس اور عبداللہ
بن زبیر اور عمران بن حصین اور مغیرۃ بن شعبہ اور امام حسین رضی اللہ عنہم اجمعین متفق
ہین اور تابعین مین سے اتنی لوگ ہین کہ اونکا ذکر بھی نہین ہوسکتا اور اجماع تو اس سے
کم مین ہوجاتا ہی اور یہین وجہ اوسکو بہت لوگون نے حکایت کیا ہی اُنہین سے ابوبکر
بن العربی اور ابوبکر رازی ہین اور یہی ہی ظاہر کلام امام احمد کا کہ اُنھون نے اثرم
کی روایت مین کہا ہی اور جس شخص نے یہہ کہا ہی کہ جب سنت کی مخالفت ہو تو رد کیا
جاوے سنت کیطرف اوس کے قول کو ذکر کیا ہے اور یہہ کچھہ نہین پھر کہا
ہے کہ یہہ مذہب رافضیونکا ہے حالانکہ ظاہر ہی کہ رجعت کی قول پر اہل سنت کا اجماع

فرقہ دوم یہہ کہتی ہین کہ اول توتمکو معلوم ہی کہ جس اجماع کا مخالف نجانا جاوی
اوسمین غرض یہہ ہوتی ہی کہ مخالف کا علم نہو یہہ نہین کہ مخالف کی نہونیکا علم ہو اور علم
کا نہونا کچہہ علم نہین ہی کہ اوس سی حجت پکڑی جاوی اور صحیح نصونپر اوسکو ترجیح
دیجاوی یہہ صورت توجب ہی کہ مخالف اجماع کا معلوم نہوا اور جب مخالف معلوم ہو
تب کسطرح اجماع کو تقدیم ہوسکتی ہی اور اس مسئلہ مین تو نزاع صحابہؓ کیوقت سی آجتک
چلا آتا ہی ابوداود وغیرہ نے حماد بن زید کی حدیث ایوب سی اوسنی عکرمہ سی اوسنی
حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہی کہ آپنے فرمایا جب مرد نے ایک بولی مین کہا کہ تجھکو تین
طلاقین ہین تو وہ ایک ہی ہی اور یہہ اسناد بخاری کی شرط کی بموجب ہی اور عبدالرزاق
نے کہا ہی کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سی کہا کہ حکم بن عیینہ زہری کے پاس آئی اور مین
اونکی ساتہہ تہا اونسی پوچہا اوس باکرہ کا حال جسکو تین طلاقین دیجاوین اونہون نے
کہا کہ یہہ مسئلہ حضرت ابن عباسؓ اور ابوہریرہؓ اور عبداللہ بن عمرؓ سی پوچہا گیا تہا
سبہون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جبتک اوسکی سوا اور خاوند سی نکاح
نکری ایوب کہتی ہین کہ حکم وہان سی نکلکر طاوس کے پاس آئی اور وہ مسجد مین تشریف
رکہتی تہی اور اونپر جہک کر حضرت ابن عباسؓ کا قول اس مسئلہ مین پوچہا اور زہری کا
قول اونسی بیان کیا راوی کہتی ہین کہ مینے دیکہا کہ طاوس نے اس قول سی تعجب کرکی اپنی

قال الآخرون قد عرفتم ما في دعوى الاجماع الذي لم يعلم له مخالف انه راجع الى عدم العلم لا الى العلم بانتفاء المخالف وعدم العلم ليس علما حتى يحتج به ويقدم على النصوص الثابتة هذا اذا لم يعلم المخالف فكيف اذا علم والنزاع في هذه المسألة ثابت من عهد الصحابة الى وقتنا هذا روى ابو داود وغيره من حديث حماد بن زيد عن ايوب عن عكرمة عن ابن عباس قال اذا قال انت طالق ثلاثا بفم واحد فهي واحدة وهذا الاسناد على شرط البخاري وقال عبد الرزاق اخبرنا معمر عن ايوب قال دخل الحكم بن عتيبة على الزهري وانا معهم فسألوا عن البكر تطلق ثلاثا فقال سئل عن ذلك ابن عباس وابو هريرة وعبد الله بن عمر فكلهم قالوا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره قال فخرج الحكم فاتى طاوسا وهو في المسجد فاكب عليه فسأله عن قول ابن عباس فيها واخبره بقول الزهري قال فرايت طاوسا رفع

تین طلاق کا بیان ۱۲

یدیه یجعلها بین ذراعیه ثم قال
والله ما کان ابن عباس
یجعلها الا واحدة واخبرنا
ابن جریج قال اخبرنی حسن
بن مسلم عن ابن شهاب
ان ابن عباس قال اذا طلق
الرجل امرأته ثلاثا ولم یجمع کن
ثلاثا قال فاخبرت طاوسا فقال
اشهد ما کان ابن عباس یراهن الا واحدة
ثلاثا قال ما کان ابن عباس یراهن الا
تجعلهن ثلاثا ولم یجمع
فتقول له اذا طلق ثلاثا فمن
اذا کن متفرقات فمن الذی جعلهن علیه
ثلاثا بمعنی اذا واحدة وهذا
اذا جمعهن کانت واحدة

دونو ہاتھہ اُٹھائے اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباسؓ تو ان طلاقونکو ایک ہی
ٹھہرایا کرتے تھے اور خبر دی ہمکو ابن جریج نے کہا کہ خبر دی ہمکو حسن بن مسلم نے
ابن شہاب سے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب مرد اپنی بی بی کو تین طلاقین دے
اور اکٹھی ندے تو وہ تین ہونگی راوی کہتے ہین کہ مین نے اسحال کی خبر طاوس کو دی
اونہون نے کہا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک کے سوا اور کچھہ
تجویز نکرتے تھے تو اپکا فرمانا کہ جب تین طلاقین دے اور اکٹھی نکرے تو تین ہونگی اسکے
یہہ معنی ہین کہ جب تینون علیحدہ علیحدہ ہون اس سے معلوم ہوا کہ اگر جمع کردیگا تو ایک
ہونگی اور یہی بات ہے جسپر طاوس نے قسم کہائی کہ حضرت ابن عباسؓ اونکو ایک ٹھہرایا
کرتے تھے اور ہمکو اس امر مین شک نہین ہے کہ ابن عباسؓ سے اسکے خلاف بھی ثابت ہوا
ہے اور وہ طلاقین تین ہی ہین اسلئے کہ دونو روایتین حضرت ابن عباسؓ سے بیشک ثابت
ہین اور ایک ہونا طاوس کا مذہب ہے عبدالرزاق کہتے ہین کہ خبر دی ہمکو ابن جریج نے
ابن طاوس سے اور اونسے اپنے باپ سے کہ جو طلاق کہ مخالف طلاق اور عدت کی وجہ کے
ہوتی تھی طاوس اوسکو طلاق نہ سمجھتے تھے اور ابن ابی شیبہ نے طاوس اور عطا سے
روایت کی ہے کہ جس صورتمین کہ مرد اپنی عورتکو تین طلاقین قبل دخول کے دیوے تو طاوس
اور عطا دونو کا قول ہے کہ یہہ ایک طلاق ہے اور یہی ہے عطاء بن ابی رباح کا قول ابن ابی

طاوس ان ابن عباس کان یجعلها واحدة ونحن
لا نشک ان ابن عباس صح عنه خلافه لان
وانها ثلاث فهما روایتان ثابتتان عن ابن
عباس بلا شک وهو مذهب طاوس قال
عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج عن ابن طاوس عن ابیه
انه کان یری طلاقا ما خالف وجه الطلاق
ووجه العدة وروی وجه ابن ابی شیبة
وعن عطاء انهما قالا اذا
طلق الرجل امرأته ثلاثا
قبل ان یدخل بها
فهی واحدة وهو قول
عطاء بن ابی رباح

شیبہ نے اوسنے اور جابر بن زید اور طاوس سے روایت کیا ہی کہ اُن سبنے فرمایا
کہ جب عورتکو تین طلاقین قبل صحبت کے دیوی تو وہ ایک ہی ہین اور قول محمد بن
اسحاق کا بھی یہی ہی اون سی اسکو امام احمدؒ اور اسحق بن راہویہ اور عمرو بن دینار
نے صحبت کے پیشتر کی طلاق مین نقل کیا ہی اور سعید بن جبیر بھی اسکے قائل ہین
اور یہہ وہ بات ہی جسپر حسن بصری کا مذہب ٹھہرا ہی اور یہی مذہب عطا بن یسار اور
حلاس بن عمرو اور محمد بن مقاتل رازی کا ہی جیساکہ مازریؒ نے اپنی کتاب معلم لفوائد مسلم
مین حکایت کیا ہی اور یہی ہی ایک روایت امام مالکؒ سی بلکہ مشہور مالکیون کے
نزدیک کچھہ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اونکی مذہب پر
فتوی دیا کرتے تھی اور صاحب تائق کبیر نے اسباب مین اگلون اور پچھلون
کے خلاف کو نقل کیا ہی اور اُن دلائل مین سی جنکو حجت ٹھہراتے ہین حدیث
داؤد بن الحصین کو ذکر کیا ہی جو عکرمہ سی راوی ہین اور وہ حضرت ابن عباسؓ
سے کہ رکانہ نے اپنی بی بی کو ایک مجلس مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس تین طلاقین دین پس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ وہ ایک ہین آخر حدیث تک اور یہی مذہب ابو البرکات کا
ہے وہ پوشیدہ اسپر فتوی دیا کرتے تھے۔ اور اسمین خلاف کو

رواه عنه ابن ابی شیبة
وعن جابر بن زید وطاوس انهم
قالوا اذا طلقها ثلاثا قبل
ان یدخل بها فهی واحدة
ومحمد بن اسحق حکاه عنه
الامام احمد واسحق بن راهویه
وعمرو بن دینار فی الطلاق
قبل الدخول وسعید بن جبیر والذی اسلفه
قلنا مذهب الحسن البصری وهو مذهب عطاء
بن یسار وخلاس بن عمرو ومحمد بن مقاتل الرازی
کما حکاه المازری فی کتابه المعلم لفوائد مسلم وهو
احدی الروایتین عن مالک بل المشهور عند المالکیة

تین طلاق و ظہار کا بیان ۱۳

عن بضعة عشر فقیها من فقهاء طلیطلة
المفتین على مذهبه وحکی صاحب الفائق
فی اسباب الخلاف فیها عن السلف والخلف
وذکر مما احتجوا به حدیث داود بن الحصین
عن عکرمة عن ابن عباس
ان رکانة طلق زوجته عند
رسول الله صلى الله علیه
وآله وسلم ثلاثا فی مجلس
واحد فقال له النبی صلى الله علیه
وآله وسلم انما هی واحدة الحدیث
وهو مذهب ابی البرکات
کان یفتی به سرا وذکر الخلاف

ابو الولید مفید الاحکام کے مولف نے ذکر کیا ہے اور اصحاب ظاہر کا
مذہب سوا ابن حزم کے یہی ہے اگر یہہ کہو کہ دوسرے خلیفہ حضرت
عمر بن خطاب رضہ کے باب مین تمہارا کیا عذر ہے کیا اونکو یہہ گمان
کرتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے خلیفہ اول اور
جو لوگ اُس عہد مین تھے اُن سبکو دیکھتے تھے کہ تین طلاقون کو ایک کرتے
تھے اور باوجودیکہ یہہ امر اُمت کے حق مین آسان تہا مگر حضرت عمر رضہ
اپنی راے سے قصدًا اسکا خلاف کرکے اپنی طرف سے امت پر تین لازم کردیتے
تھے اور جس چیز کو اللہ تعالی نے وسیع اور سہل کیا تہا اوسکو تنگ اور مشکل
کردیتے تھے پہر آپ کا اتباع اِس امر مین اکابر صحابہ کرتے تھے حالانکہ سب اصحاب
اِسباب مین خدا تعالی کا خوف زیادہ رکہتے تھے پہر اسکی کیا وجہ ہے تو اسکا جواب
یہہ ہے کہ واقع مین یہہ سوال قطعی وارد ہے اور اسکے لئے جواب شافی درکار ہے
اسکی لئے ہم کہتے ہین کہ آدمیونکی دو قسمین ہین ایک تو وہ ہین کہ حضرت عمر رضہ اور انکی
موافقین کی رعایت کی جہت سے اُن احادیث کیطرف سے عذر کرتے ہین اور اونکو نہین مانتے
ہین اور ایک وہ ہین کہ احادیث کو رد نہین کرتے اور حضرت عمر رضہ کی
طرف سے عذر کرتے ہین اور یون تقریر کرتے ہین کہ احکام دو طرح کی ہوتی ہین

لا يتغير عن حالة واحدة
بالأزمنة ولا الأمكنة ولا اجتهاد الأئمة
كوجوب الواجبات وتحريم
المحرمات والحدود المقدرة
فهذا لا يتطرق إليه تغيير
ولا اجتهاد يخالف ما وضع
عليه والنوع الثاني ما يتغير
بحسب اقتضاء المصلحة له زمانا ومكانا
وحالا كمقادير التعزيرات
فان الشارع ينوع فيها بحسب المصلحة
كالتعزير بقتل مدمن الخمر في المرة
الرابعة واخذ شطر مال مانع الزكوة

اول وہ کہ زمانہ کے بدلنے اور اجتہادات کے تغیر کے باعث وہ ایک حالت سے
نہین بدلتے جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معین کہ ان امور
مین تبدل نہین ہوسکتا نہ انکے مقصود کے خلاف کوئی اجتہاد ہوتا ہے دوسرے وہ احکام
کہ اقتضاء مصلحت کی موجب زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سے بدلجاتے ہین جیسے
مقدار سزاؤنکا اور اونکی صفتین کہ شارع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مصلحت کے
موافق اونکو طرح طرح پر کیا ہے مثلاً شرابخوار کو چوتھی دفعہ مین مار ڈالنے کی سزا دینی اور
زکوۃ کے ندینے والیکا آدہا مال لے لینا اور غلام کو ایسے شخص کی ملک سے باہر کر دینا
جو اوسکو عذاب سخت دیوے اور جو شخص ایسی چیز چورا وے جسمین ہاتھہ نہ کاٹا جاوے تو اوس
سے دونا ڈانڈ لینا اور پائی ہوئی چیز کے چہپانیوالے سے دونا دام لینا اور تین شخصونکے
قصہ مین عورتونکی نزدیکی سے منع کرنا اور آن سے علیحدہ رہنے دینا۔ اور یہہ نہین
جنکا ذکر سورہ توبہ مین ہے
معلوم ہوا کہ آپنے درہ سے اور قید اور تازیانہ سے سزا دی ہو البتہ تہمت کیصورت مین
حبس فرمایا ہے تاکہ مال تہمت والیکا ظاہر ہوجاوے اسیطرح آپکے اصحاب رضی نے آپکے بعد
سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمر رض مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے
اور مارتے اور کلالون کی دکانین اور بالاخانے جنمین شراب فروخت ہوتی پہونکدیتے
اور حضرت سعد کا گہر کوفہ مین پہونکدیا جب وہ اوسمین رعیت سے بیخبر ہوکر چھپ بیٹھے

واخراج العبد عن ملك من مثل به
وتضعيف الغرم على سارق ما لا قطع فيه
وتضعيف الغرامة على كاتم الضالة
وعلى كاتم الضالة
في قصة الثلاثة وانما حبس في تهمة ليتبين حال المتهم
وكذلك اصحابه تنوعوا في التعزيرات
بعده فكان عمر يحلق الراس
ويضرب ويغرب
ويحرق حوانيت
الخمارين والقرية
ويحرق قصر سعد بالكوفة
لما احتجب عن الرعية

وكان له في التعزيرات
اجتهادات وافقه عليها
الصحابة وحدثت أسباب
لم يكن شأنها على عهد رسول
الله صلى الله عليه وآله
وسلم أو كانت ولكن لم يكن الناس
فيها وقتا بعد وقت ومن ذلك أنهم
لما أكثروا في شرب الخمر واستحلوه

اور سزائو نکے بابمین آپکے بہت سی اجتہادتھی جنپر صحابہؓ نے آپکی موافقت کی اسنظر سی کہ آپکے وقتمین وہ اسبابتے ہوگئی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عہد مین نہ تھے یا تھی مگر لوگوننے اونمین زیادتی کی اور پیہم کرنے لگی آپکے اجتہادات مین سی ایک یہ ہی کہ جب لوگوننے شرابخواری زیادہ کی اور پیاپے اوسکے مرتکب ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مین شرابخواری کم تھی تو حضرت عمرؓ نے اوسکی سزا اسّی درّے مقرر کئے اور اس جرم مین شہر بدر کیا ایک یہہ ہی کہ آپنے درّہ بنایا کہ جو مجرم مستحق مار نیکا ہوتا تہا اُس سے اوسکو پیٹتے تہی ایک یہہ کہ آپنے ایکمکان قیدخانہ کی لئی بنایا ایک یہہ ہی جب آپ نے لوگونکو طلاق پیہم دیتے دیکہا اور اوسمین اُنکی ملاحظہ فرمائی اور معلوم کیا کہ لوگ اس بدون سزاکے باز نہین رہینگے اسلئے اونپر تین طلاقونکا لازم کر دینا اونکی سزا مقرر فرمائی تاکہ اوس سی باز رہین اور اس سزا کو یا عارضی کہو جو حاجت کیوقت دیجاتی ہی جیسے شرابخواری مین اسّی درّے مارتے اور سر منڈواکر جلاوطن کرتے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن تین شخصون کو جنکو پیچھے چھوڑا تہا حکم اپنی عورتون سے علحدہ رہنے کا دیا تہا تو ایکصورت تو یہہ ہوئی یا سزا اس گمان سے دی ہو کہ تین طلاقون کا ایک کرنا ایک شرط سے وابستہ تہا اور وہ جاتی رہی جیسی آپکی رای متعہ حج مین ہی

وعمل رسول الله صلى الله عليه وآله [illegible]
وفيما ليس فيه نص ومن ذلك اتخاذ الدرة
من تستحق الضرب ومن ذلك اتخاذه دار السجن
ومن ذلك أنه لما رأى الناس تتابعوا في الطلاق

[illegible]

وأنه لا يكفون عنه إلا بعقوبة فرأى إلزامهم الثلاث عقوبة لهم ليكفوا عنها وذلك إما من التعزير العارض الذي يفعل عند الحاجة كما كان يضرب في الخمر ثمانين ويحلق فيها الرأس وينفي عن الوطن وهو كما منع صلى الله عليه وآله وسلم الذين خلفوا عن الاجتماع بنسائهم فهذا له وجه وإما ظنا أن جعل الثلاث واحدة كان مشروطا بشرط وقد زال كما ذهب إلى ذلك في متعة الحج

اما مطلقا واما متعة الفسخ فهذا وجه آخر واما لقيام مانع قام في زمانه منع من جعل الثلاث واحدة لما قام عنده مانع من بيع امهات الاولاد ومانع من اخذ الجزية من نصارى بني تغلب فهذا وجه ثالث وتحت ذلك قسم ثالث فان الحكم ينتفي بانتفاء شرطه او لوجود مانعه والالزام بالفرقة فسخا او طلاقا لمن لم يقم بالواجب مما يسوغ فيه الاجتهاد ولكن

خواہ مطلق ہو یا متعہ فسخ کہ اوس سے منع فرما دیا تہا حالانکہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے یہہ دوسری صورت ہی یا آپکے زمانہ مین کوئی مانع ایسا ہوا ہو جسنے تین طلاقونکو ایک نہونے دیا ہو جیسے آپکے نزدیک اُن لونڈیونکی بیع مین جنسے مالک کی اولاد ہوئی ہو مانع ہوگیا تہا یا بنی تغلب کی نصاری سی جزیہ لینی مین کوئی مانع پیدا ہو گیا تہا یا اور اسیطرحکا یہہ تیسری صورت ہی اسلئی کہ حکم اپنی شرط کے نہونیسے دور ہوا کرتا ہی یا مانع کے پائی جانے سی اور جدائی کالازم کرنا فسخ سی ہو یا طلاق سی اوس شخص کے حق مین جو واجب امر کو بجانہ لاوی اون باتونمین سی ہی جنمین اجتہاد کو گنجایش ہی مگر یہہ جدائی کبہی تو شوہر کا حق ہوتی ہی مثلا ایسی صورتونمین کہ خاوند کو اپنا حق پورا لینی کی مانع ہون اور کبہی خدا تعالی کا حق ہوتی ہی جیسے خاوند بی بی مین دو پنچ جدائی کر دیتی ہین اُن لوگونکی نزدیک جو پنچونکو وکیل ٹہراتے ہین اور یہی درست ہی اور جیسے اکثر اگلون پچہلونکی نزدیک ایلا ء الله کے باعث طلاق پڑنیکی صورتین بشرطیکہ وہ مدت انتظار میز وفا نکری اور جیسے بعض سلف کہتی ہین اور اوس قول پر اونکی موافقت بعض اصحاب احمد نے کی ہی کہ جب مرد وعورت دونوا غلام پر راضی ہوجا دین تو اُن دونو مین جدائی کردیجا دی اور اسکی قریب یہ صورت ہی کہ باپ نیکبخت جب اپنی بیٹی کو طلاق کیلئی حکم کرے ہی اہ بسبب

تين طلاقون كا بيان ١٣

تارة يكون حقا للزوج كما في منعه من استيفاء حقه وتارة لله كما في تفريق الحكمين بين الزوجين عند من يجعلهما حكمين وهو الصواب وكما في وقوع الطلاق بالمولى اذا لم يفئ في مدة الاربعة عند اكثر من السلف والخلف وكما قال بعض السلف ووافقهم عليه بعض اصحاب احمد انهما اذا تراضيا على الاثنين فرق بينهما وقريب منه ان الاب الصالح اذا امر ابنه بالطلاق

سی کہ بہتری لڑکے کی اوسمین ہو تو بیٹی پر اطاعت واجب ہی چنانچہ امام احمدؒ وغیرہ
کا قول یہی ہی اور حجت اونکی یہہ ہی کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ
کو ارشاد فرمایا کہ اپنے باپکی اطاعت کرین جبکہ حضرت عمرؓ نے اونکو اونکی بی بی
کے طلاق دینی کا حکم کیا تہا اور اسکی اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی چونکہ طلاق سی بغض
رکہتا تہا اسنظر سی کہ اسمین زوجہ کی شکستگی اور ابلیس دشمن خدا کی خوشی اور خاوند بیبی
مین سی ہر ایک کو بدکاری پر پیش ہونا وغیرہ خرابیان طلاقکی ہین اور باوجود اسکے خاوند یا بیبی
کو اسکی احتیاج کبہی ہوا کرتی ہی اور اسمین اوسکی مصلحت ہوتی ہی اسلئے اوسکو ایسی طرحپر مشروع
کیا کہ مصلحت بہی حاصل ہو اور خرابی دور ہو جاوے یعنی زوجکی لئے یہہ مشروع فرمایا کہ عورتکو طہر مین
بدون صحبت کے ایک طلاق دیکر چہوڑ دی تاکہ اپنی عدت پوری کری اس اثنا مین اگر دونوں کے
درمیان مین سی برائی دور ہو جاوے تو خاوند کو سبیل اس سی صحبت کرنیکی بدستور موجود ہے
ورنہ اوسکو چہوڑ دی یہانتک کہ عدت تمام ہو جاوے پہر اگر مرد کا جی اوسکو چہوڑ کر اوسمین
لگا رہی تب بہی اوسکو سبیل ہی کہ اس سی منگنی کر کے نئی سر سی اوسکی رضا سی نکاح کر لے اور
اگر چہوڑنے پر دل اوسکا وابستہ نرہا تو وہ جس سے چاہیگی نکاح کر لیگی اور خدا تعالی نے
عدت کو تین حیض مقرر کیا تاکہ مدت اختیار کی بڑہجا دی غرضکہ اسقدر کو اللہ تعالی نے
مشروع فرمایا اور اسکی اجازت دی اور دخول کے بعد عورت کو منقطع کرنیکی اجازت نہین دی

مما يراه من مصلحة في الوقت
فعليه حينئذ ان يطيعه كما قال
احمد وغيره واحتج بما رواه ابن
ابن حبان ان النبي صلى الله عليه وآله
وسلم امر عبد الله بن عمر
ان يطيع اباه لما امره بالطلاق
زوجته والاصل في هذا ان الله
سبحانه لما كان يبغض الطلاق لما فيه
من كسر الزوجة وفرح العدو ابليس وتبغيض
كل من الزوجين بالآخر وفتح باب المفاسد
الطلاق وكان متعذرا في بعض الاحيان الى الزوج
والزوجة ولكن فيه مصلحة يترتب على تحصيل
به المصلحة وتندفع به المفسدة فشرع
للزوج ان يطلقها طاهرا من غير جماع
طلقة واحدة ثم يدعها حتى تنقضي عدتها فان
زال التشزر بينهما كان له سبيل الى اعادة الفراش
كما كان والا تركها حتى تنقضي عدتها فان تبعتها نفسه
وتركها كان له سبيل ان يخطبها ويجدد
العقد عليها برضاها وان لم
يتبعها نفسه تركها فتنكح من شاءت
وجعل العدة ثلاثة قروء
لتطول مدة الاختيار فهذا
العقد هو الذي شرعه واذن فيه
ولم يأذن في ابانتها بعد الدخول

مگر اسطرح کہ دونو نکاح توڑنے پر راضی ہوجاوین یا عورت مال دینی پر پس جب
اوسکو ایک طلاق کے بعد دوسری دیگا تو ایک باقی رہجاویگی جب تیسری دیگا
تو یہہ طلاق عورتکو مرد پر حرام کردیگی یہانتک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور یہہ
حرمت مرد کی سزا کیلئے ہی تو جس صورتمین کہ مرد کو معلوم ہوگا کہ اسکی محبوبہ دوسرے کے
پاس چلی جاویگی اور دوسرے کے ساتھہ مزے اوڑاویگی تو کیا عجب ہی کہ اوسکو روک
رکھے اور تیسری طلاق نہ دے حاصل یہہ کہ حضرت عمر رضہ نے جب دیکھا کہ اللہ تعالی نے تین
طلاق دینی والیکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکی بی بی کو اوس سے جدا کردیا اور اوسپر حرام
کردی جب تک کہ اوسکے سوا کسی دوسری خاوند سے نکاح کرے تو معلوم فرمایا کہ یہہ سزا
اوسی طلاق کی برائی کی جہت سے جو عورتکو مرد پر حرام کردیتی ہی اسلیئے آپ نے تین
طلاقونکی اکٹھا دینے والے کی سزا مین خدا تعالی کی موافقت کی کہ مرد پر اونکو لازم اور
جاری کردیا۔ اب اگر یون کہا جاوے کہ اس سے سہل تر تو یہہ تہا کہ لوگونکو تین طلاقین
دینے سے منع فرما دیتے اور اکٹھا دنیا اونپر حرام کردیتے اور جو کوئی ایسا کرتا اوسکو
زد و کوب سے سزا دیتے تا کہ یہہ خرابی جو تین کے اکٹھا دینے سے ہوتی ہی واقع ہی نہوتی
تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ ہان حضرت عمر رضہ کو یہہ امر کرنا بھی ممکن تہا اور اسی لحاظ سے اپنے
آخر ایام مین آپ اپنے فعل پر پچھتائے اور چاہا کہ یہ کام نکرتے چنانچہ حافظ ابو بکر

الا بالتراضي بالفسخ او الافتداء فاذا طلقها مرة بعد مرة بقي له طلقة واحدة فاذا طلقها الثالثة حرمها عليه حتى تنكح غيره عقوبة له فاذا علم ان حبيبة تصير الى غيره فيحظى بها دونه امسك فلما راى عمر رضي الله عنه ان الله سبحانه عاقب المطلق ثلاثا بان حال بينه وبين زوجته وحرمها عليه حتى تنكح زوجا غيره علم ان ذلك لكراهة الطلاق المحرم عليه وبغضه له فوافقه في عقوبته لمن طلق ثلاثا جميعا بان الزمه بها وامضاها فان قيل فكان ايسر من ذلك ان يمنع الناس من ايقاع الثلاث ويحرمه عليهم ويعاقب بالضرب والتادب من فعله لئلا يقع المحذور الذي يترتب عليه قيل نعم لعمر الله قد كان يمكنه ذلك ولذلك ندم عليه في اواخر ايامه وود انه ما فعله كما قال الحافظ ابو بكر

باب طلاق ثلاث ١٢

اسماعیلی نے مسند عمر مین اسکو روایت کیا ہی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مین کسیی چیز پر اتنا پشیمان نہین ہوا جتنا تین باتون پر ہوا ہون ایک تو مین نے طلاق کو حرام نہ کیا دوم آزاد غلامونکا نکاح نکرایا سوم نوحہ کرنیوالیعورتونکو قتل نکیا اور ظاہر ہی کہ مراد حضرت عمرؓ کی اوس طلاق کے حرام کرنیسے نہین تھی جسکی حرمت پر سب مسلمانونکا اتفاق ہے یعنی حیض کے اندر طلاق دینی اور اوس طہر مین جسمین صحبت کی ہو اور نہ طلاق قبل دخول مراد تھی جسکے باب مین خود اللہ تعالی مباح ہونیکو ارشاد فرماتا ہی لَاجُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً (گناہ نہین تمپر اگر طلاق دو عورتونکو جبتک یہ نہین کہ اونکو ہاتھہ لگایا ہو یا مقرر کیا ہو اونکا کچہہ حق ۱۲) یہہ سب تو آپکی مراد ہونی ظاہر تر محال مین سے ہی تو قطعاً یہی ٹھہرا کہ آپ نے تین طلاقونکے دینی کی حرمت مراد لی تہی کہ اونکی واقع کرنیکو حرام کیون نہ کردیا پس معلوم ہوا کہ آپنے جو ان طلاقونکو واقع کیا تو صرف اسی نظر سے کہ آپکے اعتقاد مین تین کا واقع کرنا جائز تہا اور اسی جہت سی فرمایا کہ لوگون نے ایک چیز مین جلدی کی جسمین اونکو تاخیر تہی تو خوب ہو کہ ہم اونپر اوسکو جاری کردین اسسے گویا صریح معلوم ہوتا ہی کہ تین کا دینا آپکے نزدیک حرام نہین اور اوسکو جاری اسلئے کیا کہ طلاق دینے والے کے لئے اللہ تعالی کیطرف سی گنجایش جدا دینے مین تھی اوسنے خدا تعالی کی وسعت سے منہ پہیر کر سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسلئے حضرت عمرؓ نے اوسکو اوسپر جاری فرمایا

اخرج الاسماعیلی فی مسند عمر عن [illegible] قال قال عمر ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون قتلت النوائح ومن المعلوم ان عمر [illegible] لیس مراده تحریم الطلاق فی الحیض و [illegible] فی طہر جامعہا فیہ ولا الطلاق قبل الدخول فان ذلک [illegible] قال اللہ فیہ لا جناح علیکم ان طلقتم النساء ما لم تمسوہن او تفرضوا لہن فریضۃ فمن ابین المحال ان یکون عمر ارادہ فتعین قطعا انہ اراد تحریم ایقاع الثلاث فعلم انہ انما کان اوقعہا لاعتقادہ جواز ذلک ولذلک قال ان الناس قد استعجلوا فی شیء کان لہم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیہم وہذا کالصریح فی انہ غیر حرام عندہ وانما امضاہ لان المطلق کانت لہ فسحۃ من اللہ فی التفریق فرغب عما فسحہ اللہ لہ الی الشدۃ والتغلیظ فامضاہ عمر علیہ

فلما تبين له بعد ما فيه من الشر والفساد ندم على ان لا يكون حرم عليهم ايقاع الثلاث ومنعهم منه و هذا هو مذهب الاكثرين مالك واحمد وابو حنيفة ورأى عمر ان المفسدة تندفع بالزامهم به فلما تبين له ان المفسدة لم تندفع بذلك وما زاد الامر الا شدة اخبر ان الاولى كان عدم تحريم الثلاث الذي يدفع المفسدة من اصلها ما كان عليه الامر في زمن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واول خلافة عمر ولا يندفع الشر والفساد بتعدية التنبيه ولا يصلح الناس سواه ولهذا لما رغب عنه اكثر من الناس احتاجوا الى التحليل الذي لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فيها لعن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الامارو فاعله من التحليل واما الثلاث الا المحلل والمحلل له ودونه حسبته حجره و الذي حرمه الله ورسوله ولعن عليه المستخلص بين هذين وهذا وكلا باب حكمة الله ان تنفر للطالب المنعدن ابن وجدته ابواب اليسر والفرج فان الله تعالى انما جعل ذلك والتقاء لمن ذكر تعاد الى الخوف

تین طلاق اور حلالہ کا بیان ۱۲

جب یہہ آپکو ظاہر ہوا کہ اسمین یہہ برائی اور خرابی ہے تو پچہتایٔ کہ لوگون پر تین طلاقونکا دینا حرام کیون نکیا اور اونکو اس سے منع کیون نکر دیا اور یہی مذہب ہے اکثرونکا امام مالک اور احمد اور امام ابو حنیفہ یہ کا غرضکہ حضرت عمرؓ نے سمجہا تہا کہ لوگونپر تین کو لازم کر دینے سے خرابی دفع ہو جاویگی جب آپ پر ظاہر ہوا کہ اس سے خرابی دور نہوئی اور معاملہ مین سختی کے سوا کچہہ نہ بڑہا تو بتلایا کہ بہتر یہہ تہا کہ مین تین طلاقکے دینے کی حرمت کیطرف میل کرتا جو خرابی کو جڑ سے دور کر دیتی جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین اور حضرت عمرؓ کی شروع خلافت مین حال تہا اور برائی اور خرابی بدون اس حالکے اور کسی چیز سے دور نہین ہوگی نہ لوگونکے لئے سوا اس کے اور کوئی چیز مناسب ہے اور یہین جہت جب اکثر لوگون نے اوس سے عدول کیا تو دو باتون مین سے ایک کے محتاج ہوئے یا تو ایسا فعل کرین جسکے کرنیوالی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمایا ہے یعنی حلالہ کرین یا اپنے اوپر بہت سے بوجہون اور طوقونکو لازم کرکے اپنی مجبو کو حسرت سے دیکہین اور جو بات کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول نے مشروع فرمائی ہے اور سنت اوسپر دلالت کرتی ہے وہ ان دونو سے نجات دیتی ہے لیکن خدا تعالی کی حکمت انکار کرتی ہے کہ ظالمون کے لئے جو اوسکے حدود سے بڑہین دروازہ آسانی اور کشادگی کے کہولے اسلئے کہ یہہ تو ان لوگونکے لئے ہوتا ہے جو اللہ تعالی سے خوف کرے

سورة الطلاق واحكامه وحدوده ومن يتق الله يجعل له مخرجا ويرزقه من حيث لا يحتسب ومن يتق الله يجعل له من امره يسرا ومن يتق الله يكفر عنه سيئاته ويعظم له اجرا فمن طلق على ان لا يجعل ان يجعل له من امره يسرا ... ان لا يجعل له مخرجا وان لا يجعل له من امره يسرا وقال ابن عباس وابن مسعود لمن طلق ثلاثا انك لم تتق الله فيجعل لك مخرجا وقد جرت سنة الله في خلقه بان يجزي من ظلم وتعدى حدوده وعصى امره بنقيض قصده وان ييسر للعسرى من بخل بما امره ... واستغنى عن طاعته باتباع شهواته وهواه كما انه ييسر لليسرى من اعطى واتقى وصدق بالحسنى لكن ينبغي ان يقال اذا خفي على الاكثر ان الناس حكم الطلاق ولم يفرقوا بين الحلال والحرام منه جهلا واوقعوا الطلاق بطريق غير جائز اهل يستحقون العقوبة بالالزام به

چنانچہ خود سورہ طلاق مین اور اوسکے احکام اور حدود کی بیانمین ارشاد فرماتا ہے
وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ اور وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَل لَّهُ
اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی وہ کردی اُسکا گذارہ اور روزی دی اوسکو جہان سی اوسکو خیال نہو ۱۲ اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی
مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا اور وَمَن يَتَّقِ اللّٰهَ يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا پس جو شخص بدون
کردی اوسکو اوسکی کام مین آسانی ۱۲ اور جو کوئی ڈرتا رہی اللہ سی اوتار دی اُس سی اوسکی برائیان اور بڑا دی اوسکو نیگ ۱۲
خداتعالے کے خوف کے طلاق دیدے وہ اسی باتکے شایان ہے کہ خداتعالے
اوسکی لئی کوئی نکلنی کی راہ نکرے نہ اوسکی کام مین کچھہ آسانی فرماوے اور اسی جہت
سی حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ نے اوس شخص سی فرمایا جسنے تین طلاقین اکٹھی
دی تہین کہ تونے خداتعالی کا خوف نکیا جو وہ تیری لئی نکلنی کی راہ کرتا اور اللہ تعالی
کی عادت اوسکی مخلوق مین یون جاری ہی کہ جو شخص ظلم کری اور اوسکی حدون سے
بڑہی اور اوسکی نافرمانی کری تو اوسپر جو چیزین کہ مقدار اور شریعت کی روسی شستہری
ہین اونکو حرام کردیتا ہی اور جو شخص اوسکی امر کو رکہہ چہوڑی اور بجانہ لاوی اور شہوتونکی
پیروی کے باعث اوسکی طاعت سی بے پرواہو جاوے تو اوسکو بتدریج سختی پر پونہچا دیتا ہی
جسطرح اوس شخص کو جو دیوے اور ڈر رکہی اور بہلی باتکو سچا جانے بتدریج آسانی پر پونہچا
دیتا ہی مگر یون کہنا مناسب ہے کہ ازانجا کہ اکثر لوگونپر حکم طلاق کا مخفی ہی اور وہ لوگ
اوسمین سی حلال اور حرام مین جہالت کے باعث تمیز نہین کرتے اور طلاق حرام دیکر
اوسکو جائز جانتی ہین اسلیئی سزا کے سزاوار ہین اسطرح کہ تینون طلاقین انپر لازم کردیجاوین

اِس جہبت سی کہ اونہون نے اپنی دین کو جسکا حکم اللہ تعالی نے اونکو کیا تہا سمجہانا اور اوس سی روگردانی کی اور طلاق مین سی جو اونکو مباح خواہ حرام تہی اوسکا حال کسی سی نہ پوچہا یا یہہ کہنا چاہئی کہ اِسطرحکے اشخاص مستحق سزا نہین اسلئی کہ اللہ تعالی شرع اور مقدار کی رو سی سزا نہین دیتا مگر بعد حجت قائم کرنیکے اور اوسکی حکم کے خلاف کرنیکی چنانچہ فرماتا ہی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا اور لوگونکا اجماع ہے کہ
اور ہم بلا نہین ڈالتی جبتک نہ بہیجین کوئی رسول ۱۲
حدین اوسی شخص پر واجب ہوتی ہین جو حرمت سی واقف ہوا ور جان بوجہکر مرتکب اوسکی سببونکا ہوا اور تعزیرات حدون سی ملی ہوئی ہین یہہ بہی ایسی ہی لوگونپر ہوا کرتی ہین کہ حرام ہونیسے واقف ہون اور دانستہ جرم کرین تو ان دونو قول مین سی کونسا کہنا مناسب ہی اسی مین اختلاف ہی اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ تو جو شخص طلاق دیوے نہ اوس طرح کہ خدا تعالی نے
گناہ سی توبہ کرنیوالا ایسا ہی جیسا جسکے ذمہ گناہ نہو ۱۲
اوسکی لئی مشروع اور مباح فرمایا ہی اور اوسکی غیر مشروع ہونے سی ناواقف ہو پہر اوسکو جانکر پشیمان ہوا اور توبہ کری تو وہ اِسبات کا سزاوار ہی کہ سزا ندیجاوی اور اوسکو نکلنی کی راہ کا حکم دینا چاہئی جسکو خدا تعالی اوس شخص کے لئی کرتا ہی جو اُس سی ڈرے اور اوسکی معاملہ مین آسانی فرما دیتا ہی **ف** مترجم کہتا ہی کہ مولف نے ایک خبر واحد طاوس سی نہ اور گیارہ حدیثونکو مانا نہ حضرت عمر رضہ کے ساتہہ اکابر صحابہ کا اجماع پذیرا فرمایا

فصل ومن مكائده التي كاد بها الاسلام واهله الحيل والمكر والخداع التي يتضمن تحليل ما حرمه واسقاط ما فرضه ومضادته في امره ونهيه وهي من الراي الباطل الذي اتفق السلف على ذمه فان الراي رايان راي يوافق النصوص وتشهد له بالصحة والاعتبار وهو الذي اعتبره السلف وراي يخالف النصوص وهو الذي ذموه وانكروه وكذلك الحيل نوعان نوع يتوصل به الى فعل ما امر الله به وترك ما نهى عنه والتخلص من الحرام وتخليص المحق من الظالم المانع له وتخليص المظلوم من يد الظالم الباغي ونوع يتضمن اسقاط الواجبات وتحليل المحرمات وقلب المظلوم ظالما والظالم مظلوما والحق باطلا والباطل حقا قال الامام احمد لا يجوز شيء من الحيل في ابطال حق مسلم

حیلون کا بیان

انجام کو تین طلاقوں کے ایک کرنے مین یہ تقریر پیش کی جو نہایت پوچ ہے عذر جہالت شرعاً مفید نہین ہوتا پس طلاقین تین ہی ہونگی خواہ کسیطرح سے دیوے

فصل اور شیطان کے اُن فریبوں مین سے جس سے کہ اوسنے اسلام اور مسلمانونکو دہوکا دیا ہے وہ حیلے اور مکر اور فریب ہین کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوی چیز کے حلال کرنے اور اوسکے فرضونکو ساقط کرنے اور اوسکے امر و نہی کے خلاف کرنے کو شامل ہین اور وہ ایسی باطل رای ہے جسکی برائی پر سلف کے لوگ متفق ہین کیونکہ رای دو طرح کی ہین ایک تو وہ کہ نصونکے موافق ہوا اور نصین اوسکی صحت اور معتبر ہونیکی شاہد ہون تو ایسی رای تو وہ ہے جسکو سلف نے معتبر رکہا ہے اور ایک رای وہ ہے کہ نصون کے مخالف ہو اسی رای کے سلف نے مذمت اور انکار کیا ہے اسیطرح حیلے دو قسم کے ہین ایک وہ کہ امور خیر کا ذریعہ پڑے ہے مثلاً خدا تعالی کے امر کو بجالانا اور جس چیز سے اوسنے منع فرمایا اوسکو چہوڑنا اور حرام سے بچنا اور جو ظالم حق ندیتا ہو اوس سے حق کا چہوڑانا اور مظلوم کو ظالم سرکش کے ہاتہہ سے چہوڑانا اور ایک وہ حیلہ ہے جسمین واجبونکا ساقط ہونا اور حرام چیزونکا حلال ہونا اور مظلوم کو ظالم کر دینا اور ظالم کو مظلوم بنا دینا اور حق کو باطل اور باطل کو حق کرنا پایا جاتا ہو۔ امام احمدؒ فرماتے ہین کہ جو حیلے کہ مسلمان کا حق باطل کرتے ہون اونمین سے کچہہ بھی درست نہین اور

وقال الميموني قلت لابي عبد الله من حلف على يمين ثم احتال لابطالها فهل تجوز تلك الحيلة قال لا نجيز الحيلة الا بما يجوز قلت اليس حيلتنا فيها ان نتبع ما قالوا واذا وجدنا لهم قولا في شيء اتبعناه قال بلى هكذا هو قلت اوليس هذا منا نحن حيلة قال نعم فبين الامام احمد ان من اتبع ما شرعه الله وجاء عن السلف في معاني الاسماء التي علقت بها الاحكام ليس بمحتال الحيل المذمومة وان سميت حيلة فليس الكلام فيها وغرض الامام احمد بهذا ان الفرق بين سلوك الطريق المشروعة التي شرعت لحصول مقصود الشارع وبين الطرق التي تسلك لابطال مقصود الشارع هو الفرق بين النوعين وكلامنا الآن في النوع الثاني والدليل على تحريمه وجوه احدها قوله تعالى يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون الا انفسهم وقوله ان المنافقين يخادعون الله وهو خادعهم

میمون کہتی ہین کہ مین نے امام احمدؒ سے پوچہا کہ ایک شخص نے کسی بات پر قسم کہائی پہر اوسکی باطل کرنیکا حیلہ کیا تو یہہ حیلہ جائز ہے کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہم تو حیلہ ایسی ہی چیز مین سمجہتی ہین جو جائز ہو مین نے کہا کہ اوس معاملہ مین ہماری یہہ حرکت کیا حیلہ ہی نہین کہ لوگونکے اقوال کی جستجو کرین اور جب اونکا قول کسی باب مین پاوین تو اوسکی پیروی کرین آپنے فرمایا کہ بیشک یون ہی ہی مین نے کہا کہ پہر یہہ بات ہماری حیلہ سے شمار ہوگی کہ نہین آپنے فرمایا کہ ہان غرضکہ امام احمدؒ نے بیان فرما دیا کہ جو شخص اللہ تعالی کی مشروع کی ہوئی چیز کی پیروی کرے اور سلف سے الفاظ کے معانی وہ لاوے جنکے اوپر احکام متعلق ہین تو وہ بُری طرح حیلہ کرنیوالا نہین اور اگر اسکا نام حیلہ رکہا جاوے تو اسمین گفتگو نہین اور امام احمدؒ کی غرض اس سے یہہ ہی کہ فرق معلوم ہو جاوے درمیان طریق مشروع کے چلنے جس سے مقصود شارع کا حاصل ہو اور درمیان ان رستون کے جو شارع کے مقصود کے باطل کرنیکے لئے چلے جاتے ہین تو اصل فرق دونو قسمون مین یہہ ہی اور ہم اب دوسری قسم مین کلام کرتے ہین ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس نوع کے حیلہ کی حرمت کی دلیل کئی وجہون سے ہی اول قول اللہ تعا کا يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَمَا يَخْدَعُونَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ اور یہہ ارشاد اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُونَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ

دغابازی کرتی ہین الله سے اور ایمانوالون سے اور کسیکو دغا نہین دیتی مگر آپکو ١٢ منافق جو ہین دغابازی کرتی ہین الله سے اور وہی انکو

اور فرمایا وَاِنْ یُّرِیْدُوْآ اَنْ یَّخْدَعُوْکَ تو جسطرح کہ کہنے والا اٰمَنْتُ کا یعنی جو زبان
اور اگر وہ چاہین کہ تجکو دغا دین ۱۲
سے ظاہر کرے کہ ایمان لایا اور جو حقیقت کہ شرع مین اوس جملہ سے مقصود ہے
اوسکا ارادہ نکرے صرف اوسکے حکم اور ثمرہ کا قصد کرے فریب دینے والا ہے اسیطرح
جو یہہ الفاظ کہے کہ مین نے بیچا اور خریدا اور طلاق دی اور نکاح کیا اور خلع کیا اور
اجارہ دیا اور مساقات[له] کی اور قرض لیا اور ان الفاظ کی حقیقت شرعی کا ارادہ
نکرے بلکہ اور باتین جنکے واسطے وہ الفاظ مشروع نہین اونکا ارادہ کرے تو وہ
بھی فریبی ہوگا اول شخص اصل ایمان مین فریب دینے والا ہے اور دوسرا ایمان کے
اعمال اور طریقون مین فریب دینے والا ہے۔ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ یہ ایک قسم نفاق
کی ہے خدا تعالی کی آیتون اور حدون مین جیسے کہ اول قسم نفاق ہے اصل دین مین
سعید بن منصورؒ کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کی خدمت مین آیا اور عرض
کیا کہ میرے چچا نے اپنی بیبی کو تین طلاقین دی ہین اوس عورت کو کوئی مرد اسکے لئے
حلال کر سکتا ہے کہ نہین آپ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کو فریب دیتا
ہے اللہ تعالی اوسکو فریب دیتا ہے۔ اور حضرت انسؓ سے کسی نے
بیع عینہ[عه] کا حال پوچھا تو اونہون نے فرمایا کہ اللہ تعالی کو فریب نہین دیا جاتا
یہ ان اشیا مین سے ہے کہ اللہ تعالی اور اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرام کی ہین

وقال وان يريدوا ان يخدعوك فلما كان
النفاق قال امنت متظاهرا
بهذه الكلمة
غاير مريد بحقيقتها المطلوبة
بها ما تيل من بابه فلهكذا كان
وثمرتها فقط كان المتكلم بلفظ
بعت واشتريت ووهبت وتزوجت وطلقت وخالعت وآجرت وساقيت واقرضت
غاير مريد لحقائقها الشرعية بل مريد الامقاصد
اخرى غاير ما شرعت له مخادعا فذاك مخادع في
اصل الايمان وهذا مخادع في اعمالهم و
شرائعه قال شيخنا وهذا ضرب من
النفاق في آيات الله وحدوده كما
ان الاول نفاق في اصل الدين
قال سعيد بن منصور جاء رجل الى
ابن عباس فقال ان عمي
طلق امرأته ثلاثا ايحلها
له رجل فقال من يخادع الله
يخدعه وسئل انس عن العينة
فقال ان الله لا يخدع
هذا مما حرم الله ورسوله
صلى الله عليه وآله وسلم

تو دیکھو صحابہ نے ایسی عقد کو جو ظاہر مین بیع ہوا ور مقصود اس سی سود ہو خدا تعالی
کو فریب دینا ٹھرایا اور صحابہؓ اس امر مین مرجع ہین اور قران کے سمجھنے مین اونہین پر
اعتماد ہی اور حضرت عثمان اور عبد الله بن عمر وغیرہ سی پہلے گذر چکا ہی کہ اُنہون نے
فرمایا ہی کہ جس عورتکو تین طلاقین دیگئی ہون اوسکو صرف نکاح رغبت کا حلال کرتا ہے
فریب کا نہین کرتا - دوسری وجہ یہہ ہی کہ الله تعالی نے اُن لوگونکی مذمت کی ہی
جو اوسکی آیتون سی ٹھٹھا کرتے ہین اور جو شخص ایسی قول بولے جنکے لئی شارع نے
حقیقتین اور مقصود مقرر فرمائی ہین مثلا کلمہ ایمان زبانپر لاوی یا وہ کلمہ کہ جس سے
فرج حلال ہوتی ہی کہی یا عہد اور میثاق کہ دو معاملے والے آپسمین کیا کرتے ہین
زبان سی کرہی اور اوسکی مراد اُن الفاظ سی وہ حقیقتین نہون جنکی لئی وہ موضوع
ہین نہ وہ مقصود مراد ہون جنکی حاصل کرنیکے لئی وہ الفاظ بنائی گئی ہین بلکہ اسکی
نیت مثلا رجعت سی یہہ ہو کہ عورتکو ستاوی اور اُسکی زندگی تلخ کرہی اور اوسکی نکاح
کی حاجت اوسکو نہو یا نکاح اسلئی کرہی کہ طلاق دینے والے پر اوسکو حلال کرد ے
اسلئی نکرہی کہ اوسکو بی بی بناوی یا بیع جائز طور کی کرہی اور اوسکا مقصود اوس سے
سود ہو جو خدا تعالی اور اوسکی رسول صلعم نے حرام فرمایا ہی تو اسطرحکا شخص اون
لوگونمین سی ہی جو خدا تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرتے ہین اور اسکی توضیح وہ ہی جو

ابن ماجۃ عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم ما بال اقوام یلعبون بحدود الله ویستہزؤن بآیاتہ طلقتک راجعتک طلقتک راجعتک فجعل المتکلم بہذہ الحدود عند ما لا یرید بہا حقائقہا وما شرعت لہ مستہزئا بآیات الله متلاعبا بحدودہ ورواہ ابن بطۃ ولفظہ خلعتک راجعتک خلعتک راجعتک الوجہ الثالث ما رواہ النسائی عن محمود بن لبید ان رجلا طلق امرأتہ ثلاثا علی عہد رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم فقال ایلعب بکتاب الله وانا بین اظہرکم الحدیث وقد تقدم فجعلہ لاعبا بکتاب الله مع قصدہ الطلاق لکنہ خالف وجہ الطلاق واراد غیر ما اراد الله بہ فان الله سبحانہ اراد ان یطلق طلاقا یملک فیہ رد المرأۃ اذا شاء فطلق طلاقا لا یملک فیہ ردہا وایضا فان المرۃ والمرات فی لغۃ القرآن والسنۃ بل ولغۃ العرب بل ولغات سائر الامم لما کان

جو ابن ماجہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضہ سے روایت کیا ہی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا حال ہی اُن لوگونکا جو اللہ تعالی کی حدون سے کہیلتے ہین
اور اوسکی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہین کہ تجہی طلاق دی تجہسے رجعت کی تجہی طلاق دی تجہہ سے
رجعت کی اس حدیث مین جو شخص ان حدود کو زبان سے کہی اور انکی حقیقتونکا اور جس امر
کے لئی یہہ مشروع ہوئی ہین اونکا ارادہ نکرے اوسکو خدا تعالی کی آیتون سی ٹھٹھا کرنیوالا اور
اوسکی حدود سی کہیلنے والا فرمایا اور اوسکو ابن بطہ نے بھی روایت کیا ہی اوسکی الفاظ
یہہ ہین مین نے تجہ سی خلع کیا مین نے تجہ سی رجعت کی مین نے تجہسے خلع کیا مین نے تجہ سی رجعت
کی تیسری وجہ وہ ہی جو نسائی نے محمود بن لبید سی روایت کی ہی کہ ایک آدمی نے اپنی بیبی کو
تین طلاقین زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین دین تو آپنے فرمایا کہ کیا خدا تعالی کی کتاب
سی کہیلا جاتا ہی اور مین تم مین موجود ہون آخر حدیث تک اور یہہ حدیث پہلی گذر چکی ہی مین
باوجودیکہ مرد کی نیت طلاق کی تھی مگر چونکہ اوسنی صورت طلاق کے خلاف کیا تہا اور
خدا تعالی کی مراد کے سوا کا ارادہ کیا تہا اسلیے اوسکو کتاب اللہ سی کہیلنے والا ٹھہرایا
کیونکہ خدا تعالی کا مقصود یہہ ہی کہ طلاق ایسی طرح دی کہ جب چاہی عورتکو واپس کرلے
مگر اسنے ایسی طلاق دی کہ اوسکا واپس کرنا اسکی ملک مین نرہا علاوہ ازین ایکدفعہ
اور دفعات قرآن وحدیث بلکہ عرب کی لغت مین بلکہ تمام قومونکی زبانون مین ایسی چیز کیواسطی

جو ایکبار کے بعد دوسری بار ہو تو جب اوسنے دو دفعہ کو ایکبار مین جمع کر دیا
تو بیشک خدا تعالی کی حدود سے اور جس امر پر کہ اوسکی کتاب دلالت کرتی ہی اوس سے
تجاوز کیا اور جبکہ اوس لفظ سے جسپر شارع نے کوئی حکم مترتب کیا ہو شارع کے
مقصود کے خلاف ارادہ کیا ہو تب تو بطریق اولی اوسکی حدود سے تجاوز کریگا
چوتھی وجہ یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے باغ ضروان والونکی حال سے جنکا امتحان لیا
تھا سورہ نون مین خبر دی اور یہہ کہ اونکی سزا یہہ ہوئی کہ اونکی باغ پر اونکی سوتیکے
وقتمین ایک پہیری والا بہیجدیا جس سے باغ ایسا ہو گیا جیسے ٹوٹا ہوا اور اوسکی
وجہ یہ تہی کہ اونہون نے مسکینونکا حق دور کرنیکو حیلہ کیا تہا اس قصہ مین اور
حیلہ گرونکی لئی بھی عبرت کا مقام ہی جو اللہ تعالی اور اوسکی بندونکے حقوق دور کرنیکی
لئی حیلہ کرتے ہین پانچوین وجہ یہ ہی کہ خدا تعالی نے ہفتہ والونکا حال یہود مین سے
بندر ہو جانیکا بیان فرمایا کہ جب اونہونے اللہ کی حرام کی ہوئی چیز کو یعنی ہفتہ
کے دن شکار کو حیلہ کی راہ سے مباح کر لیا اسطرح کہ جمعہ کے روز جال لگا آئی اور جب
اوسمین شکار پڑ گیا تو اتوار کو اوسکو پکڑا اور اس معاملہ کو اونہونے حضرت موسیٰ ع کے
جہٹلانے اور توریت پر ایمان نہ لانیکی جہت سی حلال نہین جانا تہا بلکہ یہہ حلال جاننا
صرف تاویل اور حیلہ کا تہا اسیواسطے وہ لوگ بندر ہوگئی کیونکہ بندر کیصورت مین انسان

منه ما قصد لا الشارع عليه الشارع حكما اراد باللفظ الذي بني عليه كنا به فكيف اذا تعدى حدود الله وما دل القرآن في مرة واحدة فقد مرة بعد مرة فاذا جمع

الوجه الرابع ان الله سبحانه اخبر عن اهل الجنة الذين بلاهم بما بلاهم به في سورة ن وانه عاقبهم بان ارسل عليهم طائفا وهم نائمون فاصبحت كالصريم وذلك لما تحيلوا على اسقاط نصيب المساكين وكان في ذلك عبرة لكل محتال على اسقاط حق من حقوق الله وحقوق عباده الوجه الخامس ان الله اخبر عن اهل السبت من اليهود بمسخهم قردة لما احتالوا على الحرام العبيد ان نصبوا الشباك يوم الجمعة فلما وقع فيها الصيد اخذوه يوم الاحد وهم يعلمون تحليلها وذلك تكذيبا بالموسى وكفرا بالتورية وانما هو استحلال تاويلا واحتيالا وقد جعلوا صورة القردة فيها

کی شکل کی مشابہت ہی اور اُسکی بعض صفتین بھی انسانکی مشابہ ہین مگر حقیقت مین بندر
انسان سے مخالف ہی اور ایسا ہی اونکا فعل تہا کہ ظاہر مین تو شکار سے بچتا تہا اور باطن
مین حد سے تجاوز کرتا غرضکہ جب اُن لوگون سے حد بڑہنے والون نے اللہ تعالیٰ کے دین کو مسخ
کر دیا اسطرح کہ ایسی چیز کو پکڑا کہ بعض ظاہر کی باتون مین دین کے مشابہ ہو نہ حقیقت مین تو اللہ
نے بھی اونکو ٹہیک ویسا ہی بدلہ دیا کہ بندر کر دیا جو ظاہر کی بعض باتون مین انسانکی مشابہ ہین
نہ حقیقت مین اور اسکی توضیح یہہ ہی کہ بنی اسرائیل نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی سود وغیرہ کے کہانے سے کی
جسکا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مین قصہ بیان فرمایا ہی اور یہہ جرم روز معین مین شکار کرنیکی نسبت
بہت بڑا ہی اسلئے کہ ہماری شریعت مین سود حرام ہی اور شنبہ کے دن مین شکار کرنا حلال ہی
بنی اسرائیل کو سود کہانے اور ظلم کرنے پر صورت بدلنے کی سزا نملی جیسے حیلہ سے حرام کو حلال
جاننے پر سزا دیگئی اسلئے کہ صورت دوم مین اونکا حال منافقونکا سا ہو گیا کہ برا کام کیا اور اوسکو برا
نہ سمجہے تو دو خرابیان جمع کین ایک برا کرنا دوسرا اعتقاد کا بگاڑ اسی جہت سے جرم مین بڑے ٹہہرے
کیونکہ جو شخص نافرمانیکی ساتہہ اوسکے حرام ہونیکا اقرار کرتا ہی وہ خدا تعالیٰ اور اُسکی آیتون پر ایمان
رکہتا ہی اور عقوبت سے ترسان اور مغفرت کا متوقع ہی ہو سکتا ہی کہ توبہ کرے اور توبہ اوسکو
خیر اور رحمت پر پہنچا دے اور جو شخص اپنی فعل کو کسی قسم کے حیلہ سے حلال جانے وہ اوسمین
تاویل کرنیوالا اور حرام پر اصرار کرنے والا اور اوس کے حلال ہونیکا معتقد ہی

شبیہ من صورة الانسان وفی بعض الصفات مشابہ لہ وہو مخالف لہ فی الحقیقة وہو کفعلہم ظاہرہ الاتقاء وباطنہ الاعتداء فلما مسخ اولئک المعتدون دین اللہ بحیث یشبہ ظاہرہ دون حقیقتہ مسخہم اللہ قردة تشبہ الانسان فی بعض ظاہرہ دون حقیقتہ جزاء وفاقا وہو ان بنی اسرائیل اعتدوا باکل الربوا وغیرہ مما قصہ اللہ فی کتابہ وہو اعظم من الصید فی یوم السبت فانہ فی شرعنا محل الصید فی یوم السبت فبرہ ولم یعاقبوا بالمسخ علی اکل الربوا والظلم کما عوقبوا علی استحلال المحرم بالحیلة لانہم صاروا بذلک کالمنافقین یفعلون القبیح ولا یعتقدونہ قبیحا فجمعوا بین قبح الفعل وفساد الاعتقاد فکانوا اعظم جرما فان من اقترن بمعصیة اقرارہ بالتحریم مؤمن باللہ وبآیاتہ خائف من العقوبة راج للمغفرة یمکن ان یتوب فیفضی بہ التوبة الی الخیر والرحمة ومن استحلہا فانہ مؤول ومحتال فہو مصر علی الحرام معتقد حلہ

ملخص ۱۲

اوسکی اثر نحوست گناہ سے نکلنے کی توقع نہین کیجاتی اور ذکر صورت بدلجانیکا چند حدیثو
مین آچکا ہی مثلاً آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کا قول ابو مالک اشعری کی حدیث بخاری
مین کہ الله تعالی دوسرونکو بندر اور سور کردیگا قیامت تک اور انس کی حدیث مین ہے
کہ البتہ کچھ لوگ کہانے اور پینے اور باجے پر سو وینگے اور صبح کو اپنی مسندو پر بندر اور سور
ہوکر اوٹھینگے اور ابو امامہ کی حدیث مین ہی کہ ایک قوم شرابخواری اور لونڈیون کے
بجانے مین رات بسر کرینگے اور صبح کو بندر ہو جاوینگے اور حدیث حضرت عائشہؓ کی
ہی کہ میری امت مین دہنسنا زمین مین اور صورت بدلنا اور پتھر برسنا ہوگا اور نیز حدیث
ابو امامہ مین ہی کہ ایک قوم اس امت کی کہانے اور پینے اور کھیل مین رات گذارینگے پھر
صبح کرینگے کہ بندر اور سور ہوگیے ہونگے اور عمران بن حصین کی حدیث مین ہی کہ میری
امت مین پتھر برسنے اور زمین مین دہنسنا ہوگا اور اسیطرح حدیث سہل بن سعید مین ہے
اور ایسا ہی حدیث حضرت علیؓ مین ہی اور آپکا فرمانا کہ اسوقت انتظار کرین ایک
سُرخ آندہی اور زمین مین دہنسنے اور صورت بدلنے کا اور حضرت علیؓ کی دوسری حدیث
مین ہی کہ میری امت کی ایک جماعت بندر اور سور کیصورت ہو جائیگی اور آنحضرت صلی الله علیہ
وآلہ وسلم کا ارشاد انسؓ کی حدیث مین کہ اس امت مین زمین مین دہنسنا اور پتھر برسنا
اور صورت بدلنا ہوگا اور ابو ہریرہؓ کی حدیث مین ہی کہ اس امت مین سے ایک قوم آخر زمانہ میں

لا یرجی له الخروج من شؤم المعصیة و وردت فی ذکر المسخ عدة احادیث کقوله صلی الله علیه وآله وسلم فی حدیث ابی مالک الاشعری فی البخاری ویمسخ آخرین قردة وخنازیر الی یوم القیمة وفی حدیث انس لیبیتن رجال علی اکل وشرب وعزف فیصبحون علی ارائکهم ممسوخین قردة وخنازیر وفی حدیث ابی امامة یبیت قوم علی شرب ولهو فیصبحون قردة وخنازیر وفی حدیث عائشة یکون فی امتی خسف ومسخ وقذف وفی حدیث ابی امامة ایضا یبیت قوم من هذه الامة علی طعم وشرب ولهو فیصبحون وقد مسخوا قردة وخنازیر وفی حدیث عمران بن حصین یکون فی امتی قذف وخسف ومسخ وفی حدیث سهل بن سعید وکذلک فی حدیث علی بن ابی طالب وقوله فارتقبوا عند ذلک ریحا حمراء وخسفا ومسخا وفی حدیثه الآخر تمسخ طائفة من امتی قردة وخنازیر وقوله فی حدیث انس لیکونن فی هذه الامة خسف وقذف ومسخ وفی حدیث ابی هریرة یمسخ قوم من هذه الامة فی آخر الزمان

بندر اور سور ونکی شکل مین ہو جاوینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا وہ لوگ
شہادت کلمہ طیبہ کی دیتے ہونگے آپنے فرمایا کہ شہادت بھی دیتے ہونگے اور روزہ اور
نماز اور حج ادا کرتے ہونگے عرض کیا کہ پہر اونکا کیا حال ہے کہ یہہ نوبت ہوگی آپنے فرمایا
کہ انہون نے کھیلنے کے آلات اور دفون اور گانیوالی لونڈیونکو حاصل کیا پہر شراب خواری
پر رات بسر کی تو صبح کو جو اوٹھے تو بندر اور سور ہوگئے اور جبیر بن نفیر کی حدیث مین ہے
کہ اس امت کے پچھلے لوگ زلزلہ مین مبتلا ہونگے پس اگر وہ توبہ کرینگے تو اللہ تعالی اونپر
مہر کریگا اور اگر وہ پہر وہی حرکت کرینگے تو خدا تعالی اونپر پہر سے بہونچال اور پتھر برسانا
اور صورت بدلنا اور بجلیونکا گرنا کریگا اور سالم بن ابی الجعد کہتے ہین کہ البتہ لوگونپر
ایک زمانہ آویگا جسمین وہ ایک شخص کے دروازہ پر اکٹھے ہوکر انتظار کرینگے کہ وہ شخص
نکلے تو اوس سے اپنی حاجت مانگین تو وہ شخص اونکے پاس باہر آویگا اور بندر یا سور
ہو چکا ہوگا اور حضرت ابوہریرہ رض فرماتے ہین کہ قیامت برپا نہوگی جبتک کہ دو شخص
ایک کام کرنیکو نکلین اور اونمین ایک زمین مین دہنسا دیا جاوے اور دوسرا جو بچ جاوے
اپنے ساتھی کا حال دیکھکر جس ضرورت کو جاتا تھا اوس سے باز رہے یہانتک کہ اپنا مطلب
کر آوے اور عبداللہ بن غنم کہتے ہین کہ قریب ہے کہ دو آدمی ایک چکی کے پاٹ پر بیٹھکر
پیسین پہر ایک اونمین سے صورت بدلجاوے اور دوسرا دیکھتا رہے اور مالک بن دینار

قردة وخنازير قالوا يا رسول الله أليس يشهدون أن لا إله إلا الله قالوا بلى ويصومون ويصلون ويحجون قال فما بالهم قال اتخذوا المعازف والقينات والدفوف وشربوا هذه الأشربة فباتوا على لهوهم وشربهم فأصبحوا وقد مسخوا قردة وخنازير وفي حديث جبير بن نفير يكون في آخر هذه الأمة رجف فإن تابوا تاب الله عليهم وإن عادوا أعاد الله عليهم الرجف والقذف والمسخ والصواعق وقال سالم بن أبي الجعد ليأتين على الناس زمان يجتمعون فيه على باب رجل ينتظرون أن يخرج إليهم فيطلبوا إليه الحاجة فيخرج إليهم وقد مسخ قرداً أو خنزيراً وقال أبو هريرة لا تقوم الساعة حتى يمشي الرجلان إلى الأمر يعملانه فيخسف بأحدهما فيمنع الذي نجا منهما ما رأى بصاحبه أن يمضي لشأنه ذلك حتى يقضي شهوته منه وقال عبد الرحمن بن غنم يوشك أن يقعد اثنان على رحى يطحنان فيمسخ أحدهما والآخر ينظر وقال مالك بن دينار

فرماتے ہین کہ ایک آندہی اوراندہیر لوگونپر آخرزمانہ مین آویگا تو لوگ اپنی عالمونکی
پاس پناہ لینگے اوراونکو دیکہینگے کہ شکلین بدلگئی ہین ان احادیث کومعہ انکی سندون
کے ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم ملاہی مین بیانکیا ہی غرضکہ بندرون اورسورونکی شکل کی
ہوجانا اس امت مین ہوگا اورضرورہی کہ یہہ حال دوجماعتونمین ہو ایک دل بری عالمونمین جو اللہ
اوراوسکی رسول پر جہوٹ بولتی ہین اوراللہ تعالی کے دین اورشریعت کو اونہون نے
بدلدیا ہی پس اللہ تعالی نے بہی اونکی صورتین بدلدین جیسی اونہون نے اوسکا دین بدلا
دوم اُن لوگونمین جو کہلا کہلی بے پردہ فسق وفجور اورحرام چیزین کرتے ہین اورجو لوگ
اونمین سے دنیا مین صورت نہ بدلینگی اونکی صورت قبرمین یا قیامت مین بدلجاویگی اورایک
حدیث مین آیا ہی جسکا حال خدا تعالی کو معلوم ہی کہ سود خوار بروز قیامت سورون اورکتون
کی شکل مین اٹہائی جاوینگی اسوجہ سے کہ اونہون نے سود پر حیلے کئے ہونگی جیسی حضرت داود علیہ السلام
کی ساتھی شنبہ کی دن حیلہ سے مچہلیان پکڑنیسے مسخ کئی گئی ہماری شیخ کہتی ہین کہ مسخ جو وارد
ہوا ہی تو صرف اسجہت سی کہ حرام کو خراب دلیلون سی حیلے کرکے حلال جانا اسواسطے کہ اگر
حرام کو حلال جانتی اورتاویل نکرتے تو کافر ہوتے اورآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی امت مین سی نہوتی اوراگر اقرار اوسکی حرام ہونیکا کرتی تو کیا عجب ہی کہ مسخ کی سزا
اونکو نملتی جیسی اورسب لوگ جو بہی گناہ کرتے ہین اوراونکی گناہ ہونیکے مقر ہین

چہٹی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ثواب اعمال نیتون سے ہی اور ہر ایک مرد کو وہ ہی جو اوسنے نیت کی آخر حدیث تک اور یہہ اصل ہی حیلونکی باطل کرنے مین اور اسی سے بخاری نے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسلیئے کہ اگر کوئی شخص ایسا معاملہ کرنا چاہی کہ اوسمین دوسرے کو ہزار بعوض پندرہ سو کے ایک میعاد پر دے پس نو سو تو اوسکو قرض دی اور سو کا ایک تہان اوسکے ہاتھہ چہہ سو کو فروخت کرے تو وہ نو سو کی قرض دینے سے نفع زائد لینے کی نیت کرتا ہی اور چہہ سو کو جو ظاہر مین قیمت بتلاتا ہی اون سے نیت سود کی ہی اور اوسکی نیت کو خدا تعالی بہی جانتا ہی اور جس شخص سے اوسنے معاملہ کیا ہی یا اوسکی حقیقت حال سے واقف ہی وہ بہی جانتا ہی ساتوین وجہ وہ ہی جسکو عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے اور اونہون نے اپنے دادے سے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خرید و فروخت کرنیوالونکو اختیار ہی جبتک کہ ایکدوسرے سے جدا ہون مگر یہہ کہ معاملہ جائز رکہا ہوا اور اونمین سے کسیکو حلال نہین کہ اس خوف سے علیحدہ ہو جاوے کہ کہین دوسرا اپنی چیز نہ پہیر لے روایت کیا ہے اس حدیث کو سنن والون نے اور ترمذی نے اوسکو حسن کہا ہی اور امام احمد نے اوس سے حیلہ کے باطل ہونے پر حجت پکڑی ہی اسواسطے کہ شارع نے اختیار کو اون کے جدا ہونیکے وقت تک ثابت رکہا ہی جسکو دونو معاملہ والے اپنی بیعتونکی خواہش سے کرین اور یہہ دلیل کمال رضامندی کی ہی دونو کی طرف سے

ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئ ما نوی

عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال البیعان بالخیار حتی یتفرقا

ثم صلى الله عليه وآله
وسلم ان يقصد المفارقة
المخرج من الاستقالة لانه
قصد بالتفرق غير
ما جعل التفرق له
المعروف له اذ قصد
به ابطال حق اخيه من الخيار
وانما جعل التفرق لذهاب كل
منهما في حاجته الوجه الثامن ما روى محمد
بن عمرو عن ابي سلمة عن ابي هريرة ان رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم قال لا ترتكبوا
ما ارتكبت اليهود وتستحلوا محارم الله بادنى
الحيل رواه ابن بطة الوجه التاسع ما روى
عن ابن عباس قال بلغ عمر ان فلانا باع
خمرا فقال قاتل الله فلانا الم يعلم ان
رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
قال قاتل الله اليهود حرمت عليهم الشحوم
فجملوها فباعوها قال
الخطابي جملوها معناه
اذابوها حتى تصير ودكا فيزول
عنها اسم الشحم وفيه ابطال كل حيلة يتحيل
بها للتوصل الى المحرم وانه لا يتغير حكمه
بتغير هيئته وتبديل اسمه وفي مثال الحيل اصحاب

بیان ۱۳

غرضکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس امر کو حرام فرمایا کہ جدا ہوئیوالا دوسرے
کی بیع توڑنیکو رکے اسلئے کہ اوسنے جدا ہونیسے وہ قصد کیا جو عرف مین جدائی سے نہین
ہوا کرتا کیونکہ اوسنے جدائی سے اپنے بہائی کا اختیار باطل کرنا چاہا حالانکہ جدائی اسلئے
مقرر تھی کہ اونمین سے ہر ایک اپنے اپنے کام کو چلا جاوے آٹھوین وجہ وہ ہے کہ محمد بن عمرو نے
ابو سلمہ سے اور اوسنے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ تم اوس امر کے مرتکب نہو جسکے مرتکب یہودی ہوئے ہین کہ تم اللہ کی حرام چیزونکو
ادنی حیلون سے حلال جاننے لگو اسکو روایت کیا ہے ابن بطہ نے نوین وجہ وہ ہے جو حضرت
ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کو خبر پونہچی کہ فلان شخص نے شراب بیچی ہے آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالی قتل کرے فلان کو کیا اوسے معلوم نہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ قتل کرے اللہ یہود کو کہ حرام کی گئی اونپر چربی پس اونہون نے اسکو پگلا یا
پہر بیچا خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث مین لفظ جملوہا کے معنی یہہ ہین کہ اوسکو
پگلا یا تاکہ پگلکر چکنائی ہوجاوے اور اوسسے نام چربی کا جاتا رہے اور جمیل پگلی ہوئی
چربی کو کہتے ہین اور یہہ بھی خطابی کا قول ہے کہ اس حدیث مین ہر ایک حیلہ کا باطل
ہونا ہے جس سے حرام کیطرف پونہچنے والا حیلہ کرتا ہے اور یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چیز کا حکم
اوسکی صورت اور نام بدلنے سے نہین بدلا کرتا اور چربی والونکی حیلہ کی مثال ایسی ہے

جیسے کسی سی کہا جاوی کہ مال یتیم کے گرد نہ پہٹکنا پس وہ مال کو بیچکر اوسکا دام وصول کرکے کہالے اور کہی کہ مین نے خود مال یتیم کو نہین کہایا بلکہ ایک چیز اپنی ذمہ مول لی اور اوسکا مالک ہوگیا اور اوسکا عوض میری ذمہ رہا تو مین نے صرف اپنا مال کہایا ہی اور اگر خداوند پاک اس امت پر رحم نکرتا یعنی بڑا فضل اسکا ہوا کہ نبی کریم نے جسن باعث سی کہ یہود ملعون ہوئی اوسپر واقف فرمایا اور امت مین سی پہلے لوگ پرہیزگار اور عالم ہوئی کہ مقصود شارع کو اونہون نے جان لیا جس سے حرمت حرام چیزونکی یعنی مردار اور خون اور سور کے گوشت کی قائم رہی اگرچہ انکی صورتین بدلجاوین اور حرمت انکی قیمتونکی بہی ثابت و مستحکم رہی ورنہ شیطان حیلہ والون کے لئی وہی راہ چلتا جو قسمون وغیرہ مین چلا ہی کیونکہ دونو باتین ایک ہی ہین دونون وجہ یہہ ہی کہ حرام حیلون کی جنس کا مدار اسبات پر ہی کہ چیز کا نام اوسکی نام کے سوا کچہہ اور کہا جاوے اور اوسکی صورت بدلدیجاوی اور حقیقت بدستور قائم رہی جیسے حلالہ کرنیوالا کہ تحلیل کے نام کو نکاح سی اور محلل کو خاوند کے نام سی بدلتا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو اوسکی کرنیوالیکو لعنت فرمائی تو اوسکی وجہ یہی ہی کہ اوسکی اندر ایسا بگاڑ ہی جسمین نام کو کچہہ اثر نہین اسلئی کہ فساد اور خرابی حقیقت کی تابع ہوتی ہی نہ لفظونکی اور نہ صرف صورت ظاہری کی اور ایسی ہی بڑا

حيث قيل له لا تقرب مال اليتيم فباعه واخذ ثمنه فاكله وقال لم اكل نفس مال اليتيم بل اشتريته بثمنه في ذمتي وملكته وصار عوضه دينا في ذمتي فانما اكلت مالي

فان المفسدة انما تتبع الحقيقة لا الاسم ولا مجرد الصورة وكذا الذي لا اثر للاسم فيه انما هو لما فيه من الفساد

فساد جسپر سود مشتمل ہی سود کا نام معاملہ کہنی سی نہین جاتا نہ اوسکی صورت بدلنی سی بشرطیکہ
اوسکی حقیقت جسپر کہ عقد سی پہلے وہ دونو معاملہ کرنیوالون نے اتفاق کرلیا ہی موجود رہے
اور اللہ تعالی اُن دونو کے دلون سی اوس حقیقت کو جانتا ہو گو اونہون نے
خدا تعالی کے فریب دینے کیواسطے اوسکا نام معاملہ کردیا اور اوسکی صورت کو حیلہ
و مکر سی خرید و فروخت بنا دیا اور اِس معاملہ مین اور جو کام یہود یون نے کیا تہا کیا فرق
رہا اونہون نے بھی چربیان جو اللہ تعالی نے اُنپر حرام کی تہین اُنکا نام اور صورت
بدلکر حلال جانی تہین اور اسیطرح ہی وہ شخص جو شراب کا نام نبیذ رکہکر اوسکو حلال جانے
چنانچہ حدیث ابو مالک اشعری رض مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مروی ہے کہ آپ
نے فرمایا کہ کچھہ لوگ میری اُمّت کی شراب پیوینگے اور اوسکا نام کچھہ اور شراب کی سوا
رکہینگے اونکی سرون پر آلات لہو اور گانیوالیونکی آواز ہو گی اللہ تعالی اونکو زمین مین
دہنسا دیگا اور اونمین سی بندر اور سور بنا دیگا روایت کیا ہی اسکو نسائی نے صحیح اسناد
سی اور ابن ماجہ نے عبادہ بن صامت سی اور امام احمد نے بھی اور ابن ماجہ نے اوسکو
ابو امامہ کی حدیث سی روایت کیا ہی اور یہہ ایسی حدیث ہی جیسی ابن بطہ نے اپنی اسناد
کے ساتھہ اوزاعی سی اور اُنہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی روایت کی ہی کہ لوگون پر
ایک زمانہ آویگا کہ سود کو بیع سی حلال جانینگے یعنی بیع عینہ کے باعث اور یہہ حدیث

المفسدة العظيمة التي تشتمل
عليها الربا لا تزول بتغير اسم الربا
الى المعاملة ولا بتغير صورته
مع كون الحقيقة حاصلة
متفق عليها بين المتعاملين
قبل العقد يعلمها الله من
قلوبهما وان غير اسمه الى
المعاملة وصورته الى التبايع حيلة ومكرا
وتخادعا لله سبحانه واى فرق بينها
وبين ما فعلته اليهود من استحلال ما حرم
الله عليهم من الشحوم بتغير اسمه وصورته
وكذا من استحلال الخمر باسمه النبيذ
كما جاء في حديث ابى مالك الاشعرى عن
النبي صلى الله عليه وآله وسلم انه قال ليشربن
ناس من امتى الخمر يسمونها بغير اسمها يعزف
على رؤسهم بالمعازف والقينات يخسف
الله بهم الارض ويجعل منهم القردة والخنازير
رواه النسائى باسناد صحيح وابن ماجه
عن عبادة بن الصامت واحمد وابن ماجه
الامام احمد القيناة وابن ماجه
ابى امامة وهذا كما رواه ابن
بطة باسناده عن الاوزاعى عن النبي
صلى الله عليه وآله وسلم يأتى على الناس زمان
يستحلون الربا بالبيع يعنى العينة وهذا

جامع البيان ١٢

اگرچہ مرسل ہی مگر مسند احادیث سی وہ ہین جو اسکی شاہد ہین اور وہ ایسی حدیثین
ہین جنسی بیع عینہ کی حرمت معلوم ہوتی ہے اور ظاہر ہی کہ نام کا بدلنا حرمت کو بدلتا
نہین اور نہ اوس خرابی کو دور کرتا ہی جسکی وجہ سی سود حرام ہی بلکہ کئی وجہون سی اسکی
قوت زیادہ کرتا ہی اول یہہ کہ حیلہ سی سود خوار محتاج قرضدار سی اس زور سی مطالبہ
کرنیکی جرات کرتا ہی کہ ویسی صریح سود خوار نہین کیا کرتا اسلئی کہ اوسکو تو اعتماد ظاہری
صورت عقد اور نام پر ہی دوسرے یہہ کہ قرضدار سی ایسا مطالبہ کرتا ہی جیسی کوئی زیادتی
کے حلال و پاک ہونیکا معتقد مطالبہ کری تیسری یہہ کہ اسکا اعتقاد یہہ ہوتا ہی کہ یہ معاملہ
تجارت ہی تو اسبابین اوسکی مثال ایسی ہی جیسی کوئی شخص کسی عورت سے سخت محبت
رکھی اور اس وجہ سی کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو اوسکی وصال سی محروم رہے اسلئی حیلہ کری کہ
اپنی آپمین اور اوسمین کوئی صورت عقد کی ظاہر مین ہوجاے جسکی کچھہ حقیقت نہو تاکہ بظاہر حرام
ہونیکی قباحت جاتی رہی پس بے خوف اوسکی پاس جانے لگی حالانکہ ان دونو کا دل جانتا ہی
کہ عورت واقع مین اوسکی زوجہ نہین - اور ظاہر ہی کہ اس حیلہ سی وہ خرابی جسکی لئی حکیم حق
نے سود کو حرام فرمایا ہی اور زیادہ ہوجاویگی اسلئی کہ اللہ تعالی نے سود کو اس نظر سی حرام فرمایا
ہی کہ اوسمین محتاجکا ضرر اور اوسکا ہمیشہ کو مفلس بنا رہنا اور دین لازم کا بڑہتے رہنا اور اوسکی جڑ
کو پہنچ جانا ہوتا ہی جس سی اوسکی بیوی بچی اور سامان خانہ داری اور مکان کا استیصال ہوجاتا ہی

وان كان مرسلا فمن المستند لما يشهد له وهي الاحاديث الدالة على تحريم العينة ومعلوم ان تغيير الاسم لا يزيل التحريم ولا يرفع المفسدة التي حرم الربوا لاجلها بل يزيدها قوة من وجوه احدها انه يقدم على مطالبة المحتاج بقوة لا يقدم بمثلها المربي المصرح لانه واثق بصورة العقد واسمه الثاني انه يطالبه مطالبة من يعتقد حل الزيادة وطيبها الثالث اعتقاده ان هذه تجارة حاضرة فهو في ذلك بمنزلة من احب امرأة حيابه ومنعه من وصالها كونها محرمة عليه فاحتال الى ان اوقع بينه وبينها صورة عقد لا حقيقة لها لتزول شناعة الحرام في الظاهر فصار ياتيها امنا وهما يعلمان في الباطن انها ليست زوجته ومن المعلوم ان هذا يزيد المفسدة التي حرم الحكيم الخبير لاجلها الربوا فان الله تعالى حرم الربوا لما فيه من ضرر المحتاج وتعريضه للفقر الدائم والدين اللازم ووصولها الى غاية تجتاحه وتسلب متاعه واثاثه وداره

تو شارع کی کمال حکمت جو بندونکی درستی کی منتظم ہی اسمین ہوئی کہ سود کو بھی حرام
فرمایا اور جو ذریعہ سود تک پہنچاوے اُسکو بھی حرام فرمایا مثلاً قبضہ سی پہلی جدا ہونیکو حرام فرمایا
اور یہہ بھی حرام کیا کہ ایکدرم کو دو درمونکے بدلہ مین مدت پر بیچی اگرچہ اس جگہہ
زیادتی کچھہ نہین تو اب شارع پر کیونکر گمان ہو سکتا ہی کہ باوجود اپنی کمال حکمت کے
اس خرابی کے حاصل ہونیکے لئے حیلہ اور مکر مباح فرماوے اور وہ اتنا زائد دگنا چوگنا
ہوا کری کہ حیلہ گر اُس سی مال محتاج کا کہا جاوے اور اللہ تعالی نے حرام چیزونکو اسلئے
حرام فرمایا ہی کہ دل پرہیز کرین اور اوسکے ایمانکی تندرستی اور قوت بنی رہی جیسی طبیب
مریض کو مضر چیز سی منع کردیا کرتا ہی تو اگر اس مضر چیز کے کہانے پر اوسکی صورت یا
نام بدلنی سی حیلہ کریگا اور اُس شی کی حقیقت اور طبیعت بدستور رہیگی تو بیشک مرض زیادہ
ہو جاویگا اور بڑا اندیشہ ہوگا امام احمدؒ فرماتے ہین کہ حیلونمین سی کوئی بھی درست
نہین اور حیلہ کا باطل ہونا اس حدیث کی روسی کہ دو خرید و فروخت کرنیوالون کو
اختیار ہی اور کسیکو انمین سی جائز نہین کہ اپنی ساتھی سی اس ڈر سی جدا ہو کہ وہ معاملہ
کو توڑ دیگا پہلے گذر چکا اسیطرح یہہ حدیث کہ لعنت کری اللہ تعالی یہودیونکو کہ اونپر
چربیان حرام ہوئین تو اونہون نے اونکو پگلایا اور یہہ کہ لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنیوالی اور محلل لہ کو پہلے مذکور ہوئین اور امام احمدؒ نے اپنی بیٹے صالح

فمن تمام حكمة الشارع الكاملة المنتظمة لصلاح العباد تحريمه وتحريم الذرائع الموصلة اليه كما حرم التفرق قبل القبض وان يبيعه درهما بدرهم الى اجل وان لم يكن هناك زيادة فكيف يظن بالشارع مع كمال الحكمة انه يبيح التحيل والمكر على حصول هذه المفسدة ووقوعها [illegible] باكل المال فيها [illegible] المحتاج ويحرم الله المحرمات [illegible] الاحمية القلبية حفظا للصحة وقوة ايمانه كما يحمي الطبيب المريض

حیلہ باطل

عما يضره فاذا وقع الاحتيال على تناول ذلك الشي بتغيير اسمه او صورته مع بقاء حقيقته [illegible] المرض وعظم الخطر قال الامام احمد [illegible] الحيل وذكر ما في قوله صلى الله عليه وسلم البيعان بالخيار ولا يحل لاحدهما ان يفارق صاحبه خشية ان يستقيله من ابطال الحيل وكذلك لعن الله اليهود حرمت عليهم الشحوم فاذابوها ولعن صلى الله عليه وآله وسلم المحلل والمحلل له وقال في رواية ابنه صالح

کی روایت مین فرمایا ہی کہ قسمونکو حیلون سے توڑتے ہین حالانکہ اللہ تعالی فرماتا ہے
وَلَا تَنْقُضُوا الْاَیْمَانَ بَعْدَ تَوْکِیْدِہَا اور یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ اور عدت کے ساقط کرنیکے لیے
(اور نہ توڑو قسمین پکی کیے پیچھے ۱۲) (پوری کردے منت ۱۲)
حیلہ کرنیمین یہہ فرمایا ہی کہ یہہ امر کتنا عجیب ہے لوگون نے کتاب الہہ کو باطل کردیا الہہ تعالی
نے عدت ازاد عورتونپر حمل کے باعث مقرر فرمائی ہی تو اگر ایک لونڈی سی صحبت کری
پہر اوسکو اوسی جگہہ ازاد کرکے اوسکا نکاح کردی اور شوہر اوس سی صحبت کرنے
لگے اسصورتمین اگر وہ حاملہ ہوگی تو کیا کیا جاویگا آج اوس سی ایک صحبت کرتا ہی اور کل کو
دوسرا یہہ امر خلاف کتاب و سنت کے ہی آنحضرت صلے الہہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین
کہ حاملہ عورت سی صحبت نکیجاوی جب تک جن نہ چکی اور نہ بے حمل والی سے جبتک حائض
ہولے اور امام احمدؒ کی تقریر سوگندون وغیرہ مین حیلے کرنیکے بابمین ایسی ہی اور
بہی ہی اور جو شخص شریعت کو سوچی اور اوسکی باب مین نفس کی سمجہہ اوسکو روزی ہو تو
دیکہیگا کہ شریعت حیلہ والونکی مقصود باطل کردیتی ہے اور اونکی مقصود کے خلاف
اونسی پیش آتی ہی مثلا جو شخص میراث کے حیلہ سی مورث کو قتل کردے تو شارع
قاتل کو میراث بالکل نہین دلاتا اسوجہ سی کہ باطل طور پر اوسکی لئی حیلہ کیا یا جو شخص
کسیکے واسطی مال کی وصیت کرے اور وہ وصیت کرنیوالے کو مار ڈالے تو اوسکے
حق مین وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اگر آقا اپنے غلام کو مدبر کرے

ینقضون الایمان بالحیل وقد قال تعالی ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدها وقال تعالی یوفون بالنذر وقال فی التحلیل لاسقاط العدة ما اعجب هذا ابطلوا کتاب الله جعل العدة علی الحرائر من اجل الحمل ففرجوها فان کانت حاملا کیف یصنع فیزوجها فیطاها الیوم ویطاها الآخر غدا هذا نقض لکتاب الله والسنة قال النبی صلی الله علیه وسلم لا توطا حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تستبرئ بحیضة انتهی ونحو ذلک من الکلام علی الحیل فی الایمان وغیرها ومن تامل الشریعة ورزق فیها فقه نفس رآها قد ابطلت علی اصحاب الحیل مقاصدهم وقابلتهم بنقیضها فمن ذلک منع الشارع المتحیل علی المیراث بقتل مورثه بمنعه من المیراث لما احتال علیه بالباطل ومن ذلک بطلان وصیة الموصی له اذا قتل الموصی لمال

(حاشیہ: ۱۲)

ومن ذلک بطلان التدبیر اذا قتل سیده لتعجیل العتق ومنع الوصیة ما لو احتال المریض علی منع امرأته من المیراث بطلاقها فانها ترثه ما دامت فی العدة وعند آخرین وان انقضت عدتها ما لم تتزوج وعند آخرین وان تزوجت ومن ذلک بطلان اقرار المریض لوارثه لتضمنه الحیلة علی الوصیة له ونظائر ذلک کثیرة وقد عاقب الله من احتال علی الصید المحرم بالمسخ ومن احتال علی اکل اموال الناس بالربوا بالمحق قال تعالی یمحق الله الربوا ویربی الصدقات فالاصل ان الله تعالی قابل الذین

اور وہ جلد آزاد ہو جانیکے مارے آقا کو مار ڈالے تو اوسکے حق مین مدبر ہونا
باطل ہوگا اور ایک یہہ صورت ہی کہ بیمار اپنی بیبی کو میراث نملنے کے حیلہ سی طلاق
دیدے تو یہہ حیلہ پیش نجاویگا اور عورت جبتک عدت مین رہیگی مرد کی وارث
ہوگی اور بعضونکی نزدیک عدت کے گذر نیکے بعد جب تک نکاح نکریگی تب تک وارث
ہوگی اور بعض کے نزدیک گر نکاح بھی کرلے وارث ہوگی اور ایکصورت یہہ ہی کہ مریض
اپنی وارث سی اگر مال کا اقرار کرلے تو یہہ امر باطل ہوگا اسلئے کہ وہ اس اقرار کو
وصیت کا بہانہ کرتا ہی غرضکہ اسطرحکی صورتین بہت ہین اور اللہ تعالی نے اُن
لوگونکو جنہون نے حرام شکار پر حیلہ کیا تہا صورت بدلنے کی سزا دی اور جس شخص نی
لوگونکے مال پر سود سی حیلہ کیا اوسکی سزا مال کے کہو دینے سی کی چنانچہ فرماتا ہی
یَمْحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَیُرْبِی الصَّدَقَاتِ تو ضرور ہی کہ وہ سود خوار کے مال کو تلف کردی
(مٹاتا ہی اللہ سود اور بڑہاتا ہی خیرات ۱۲)
گو کتنا ہی ہو جاوی اور اصل اسکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے گناہگارونکی عقوبت
اونکی مقصود کی خلاف سی مقرر فرمائی ہی مثلا جھوٹ بولنے والیکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی
کلام لغو ہو اور اوسی پر واپس کیجاوی اور غنیمت مین سی خیانت کرنیوالیکی سزا یہہ
ہی کہ اپنی حصہ سی محروم رہی اور اوسکا مال جلادیا جاوی اور جو شخص حرم مین
شکار کری اوسکی سزا یہہ ہی کہ اوسکی شکار کا کہانا حرام ہی اور اوس جیسی جانور

جواب سوال ۱۳

العصاة بنقیض مقاصدهم وابطل علیهم ما قصدوه فجعل عقوبات ما قصدوا واصل هذا ان الله تعالی عاقب المجرمین بضد مقاصدهم فجعل عقوبة الکاذب اهدار کلامه ورده علیه وجعل عقوبة الغال من الغنیمة حرمانه سهمه واحراق متاعه وجعل عقوبة قاتل الصید فی الحرم تحریم اکل ما صاده وتغریمه نظیره

کاتا وان اوس سی لیا جاتا ہی اور جو شخص اوسکی بندگی اور طاعت سی تکبر کری اوسکی سزا یہہ مقرر کی کہ اوسکو اپنی بندگی اور طاعت والونکا غلام بنایا اور جو شخص رستہ کو پرخوف کرکے رہزنی کرتا ہی اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکی ہاتھہ پانو کاٹے جاوین اور جلاوطن کرکے اوسپر سب راستی بند کردی جاوین کہ جہان نکلے وہان خوف زدہ نکلی اور جس شخص کا بدن اور روح حرام صحبت سی لذت پاوی اوسکی سزا یہہ ٹہرائی کہ اوسکے بدن اور جان کو کوڑی سی درد پہنچایا جاوی تاکہ تکلیف وہان پہونچی جہان لذت پہونچی ہی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص کی سزا جو دوسرے کے گہر مین جہانکے یہہ مشروع کی کہ اوسکی آنکہین لکڑی وغیرہ سی پہوڑ دیجاوین تاکہ جس عضو سی خیانت کی تہی اور دوسری کے گہر مین بدون اجازت داخل کیا تہا وہی بگاڑ دیا جاوی اور ہر خیانت کرنیوالے کی سزا یہی ہی کہ اوسکی مکر کو باطل اور نکما کر دیا کہ اللہ تعالی خیانت والون کے فریب کو نہین چلنی دیتا اور جس شخص نے حاکم اور امیر اور قاضی ہونیکی حرص کی اوسکی سزا یہہ دی کہ جس چیز کی اوسنے حرص کی اوس عہدہ کا اوسکو ملنا مشروع فرمایا اور یہی وجہ تہی کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب درخت مین سی کہا لینیکے باعث نافرمانی کی تو اونکو جنت مین سی نکالدینی کی سزا ہوئی اسلئے کہ اونکو اوس کے

وجعل عقوبة من استكبر عن عبادته وطاعته هوان تمليكه عبيدا لاهل عبادته وطاعته وجعل عقوبة من اخاف السبيل وقطع الطريق ان تقطع اطرافه ويقطع عليه الطرق فيما لا يخافها بان ينفى من الارض فلا يسير فيها الا خائفا وجعل عقوبة من التذ ببدنه كله وروحه بالجماع الحرام ايلام بدنه كله وروحه بالجلد ونشرع ليصل الالم الى حيث وصلت اللذة

النبي صلى الله عليه وآله وسلم عقوبة من اطلع في بيت غيره ان تقلع عينه بعود ونحوه افساد العضو الذي خانه به واولجه بيته بغير اذنه وعاقب كل خائن بان يضل كيده ويبطله وان الله لا يهدي كيد الخائنين وعاقب من حرص على الولاية والامارة والقضاء بان شرع منعه ما حرص عليه ولذا عوقب ابو البشر بالاخراج من الجنة لما عصى باكل الشجرة

طمعاً فی الخلود فیہا وعاقب علی البخس فی الکیل والوزن بجور السلطان باخذ من اموال الباخسین اضعاف ما بخسوا بہ وعاقب من منع الزکوۃ بحبس الغیث وعاقب من اعرض عن کتابہ وسنۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وطلب الہدی من غیرہما بالاضلال وسد ابواب الہدی کما جاء فی حدیث علی عند الترمذی وغیرہ ومن ابتغی الہدی فی غیرہ اضلہ اللہ **فصل** واذا تدبرت الشرائع وجدتہا قد اتت بسد الذرائع وذلک عکس باب الحیل فان الحیل وسائل وابواب الی المحرمات وسد الذرائع عکس ذلک فبین البابین اعظم تناقض والشارع حرم الذرائع وان لم یقصد بہا المحرم لافضائہا الیہ فکیف اذا قصد بہا المحرم نفسہ فنہی اللہ عن سب آلہۃ المشرکین لکونہ ذریعۃ الی ان یسبوا اللہ سبحانہ عدواً وکفراً وانبأ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان من اکبر الکبائر

کہانے سی جنت مین ہمیشہ رہنی کی طمع تھی اور ناپ اور تول کی کمی پر یہہ سزا
شروع فرمائی کہ بادشاہ زبردستی کم کرنیوالون سی جسقدر کم کیا ہوا وسکا دونا
لے لے اور جو شخص زکوۃ نہ دی اوسکی سزا یہہ ٹھہرائی کہ مینہ روکدیا جاوی اور جو
کوئی اوسکی کتاب اور اوسکے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سی مُنہ پہیرے
اور ہدایت کو اونکے سوا کہین اور تلاش کری تو اوسکی سزا راہ سی بیراہ کردینا
اور ہدایت کی دروازی بند کردینا مقرر کی چنانچہ حضرت علی رض کی حدیث مین ترمذی
وغیرہ کے نزدیک یہہ مضمون آیا ہی کہ جو شخص ہدایت چاہی اوسکے غیر مین تو اللہ تعالے
اوسکو گمراہ کرتا ہی **فصل** اور جب تم شریعتونکو سوچو تو معلوم کروگے کہ یہہ
ذریعونکی بند کرنیکے لئے آئی ہین اور انکا بند کرنا حیلونکے دروازی کہولنی کی خلاف
ہی اسلئی کہ حیلی وسیلے اور دروازے ہین حرام چیزونکی اور ذریعونکا بند کرنا اسکی خلاف ہی غرضکہ
دونو باتو مین بہت بڑا اختلاف ہی اور شارع نے ذریعونکو حرام فرمایا ہی اگرچہ اوس سے
حرام کا قصد نکیا جاوے اسلئی کہ ذریعی حرام کیطرف پہنچاتے ہین تو جس حالمین ذریعہ سے
قصد خود حرام کا ہو تو کیسی حرام نہوگا دیکہو خدا تعالی نے مشرکونکے معبودونکو گالی
دینی سی منع فرمایا کیونکہ اونکو گالی دینا اسبات کا ذریعہ ہی کہ مشرک دشمنی اور کفر
کی جہت سی خدا تعالی کو گالی دینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جرو کی سب سے بڑا کبیرہ بہی

که آدمی اپنی ماںباپکو گالی دے لوگون نے عرضکیا که کیا کوئی اپنی ماںباپ کو بھی گالی
دیتا ہے آپنے فرمایا که ہان دوسرے شخص کے باپکو گالی دیتا ہے وہ اوسکی باپکو برا
کہتا ہے اور دوسرے کی مان کو برا کہتا ہے تو وہ اسکی مان کو برا کہتا ہے یعنی ماںباپ کے
گالی کا ذریعہ یہہ شخص خود ہوتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافقونکی مارنے
سے ہاتہہ روکا باوجودیکہ مصلحت اونکی مارنے مین تہی اسجہت سے کہ اونکو مارنا لوگون
کے بہگانے کا ذریعہ تہا اور لوگ یہہ کہتے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی یارون کو
قتل کرتے ہین۔ اور شراب کا ایک قطرہ حرام فرمایا گو اوس سے بہت سی شراب کی سی
خرابی نہین ہوتی مگر اسجہت سے کہ تہوڑی کا پینا ذریعہ بہت کے پینے کا ہوتا ہے اسیطرح
اوسکو سرکہ بنانیکے لئے روک رکہنا حرام فرمایا اور اوسکو نجس ٹھہرایا اور خلیطون
سے منع فرمایا اور عصیر اور نبیذ کے پینے سے تین دن کے بعد اور برتنون مین نبیذ بنانے
سے نہی کی اور اجنبی عورت سے تنہائی اور اوسکی ساتہہ سفر کرنے اور بدون حاجت
کے اوسکی طرف دیکھنے کو حرام کیا اور عورتونکو مسجد کیطرف جانیکے وقت خوشبو لگانے
اور کپڑے بسانے سے منع فرمایا اور مصیبت کیوقت نماز مین اونکو سبحان اللہ کہنے سے منع
فرمایا اور اوسکی جگہہ اونکی واسطے تالی بجانا مقرر کیا اور جو عورت خاوند کے مرنیکی عدت مین
ہو اوسکو زینت اور خوشبو اور زیور سے منع فرمایا اور عدت مین مردکو اوس سے کہلا

یشتم الرجل والدیہ قالوا وکیف یشتم الرجل والدیہ قال نعم یسب ابا الرجل فیسب اباہ ویسب امہ فیسب امہ

وکف عن قتل المنافقین مع کونہ مصلحۃ لئلا یکون ذریعۃ الی تنفیر الناس عنہ وقول الناس ان محمدا یقتل اصحابہ فان ہذا القول یوجب النفور عن الاسلام ممن دخل فیہ ومن لم یدخل فیہ ومفسدۃ ہذا التنفیر اکبر من مفسدۃ ترک قتلہم ومصلحۃ التالیف اعظم من مصلحۃ القتل وحرم قلیل الخمر وان لم یسکر لئلا یکون ذریعۃ الی شرب کثیرہا وحرم امساکہا للتخلیل وجعلہا نجسۃ لئلا تکون ذریعۃ الی شربہا

وشرب العصیر والنبیذ بعد ثلاث وعن الانتباذ فی الاوعیۃ وحرم الخلوۃ بالاجنبیۃ والسفر بہا والنظر الیہا لغیر حاجۃ ومنع النساء اذا خرجن الی المسجد من الطیب والبخور ومنعہن من التسبیح فی الصلوۃ لنائبۃ وجعل لہن التصفیق ومنع المعتدۃ من الوفاۃ من الزینۃ والطیب والحلی ومنع الرجل من التصریح

بخطبتها فی العدة او انکان اما بعقب انقضاءها ونهی المرأة ان تصف لزوجها امرأة حتی کانه ینظر الیها

پیغام نکاح کا دینی سے منع فرمایا گو نکاح بعد عدت گذرنے کے ہی ہو جاوی
اور عورتکو نہی فرمائی کہ اپنی خاوندسی دوسری عورتکو ایسی طرح بیان کری کہ
گویا وہ اوسکو دیکہہ رہا ہی اور قبرونپر مسجدین بنانیسی منع فرمایا اور اوسکی مرتکب
کو لعنت کیا اور قبرونکے اونچا کرنے اور کنگرہ دار بنانیسے منع کیا اور اونکی برابر
کرنیکا حکم فرمایا اور اونپر عمارت بنانی اور گچ کرنے اور لکہنی سی اور اونکی طرف کو
اور اونکی پاس نماز پڑہنی اور چراغ جلانے سی منع فرمایا یہہ سب اسلئی کیا کہ اونکی
بت ٹہرانیکا وسیلہ بند ہو جاوی اور آفتاب نکلنی اور ڈوبنی کیوقت نماز پڑہنی سی نہی
فرمائی اسلئی کہ ان دونو وقتونمین کافر آفتاب کو سجدہ کرتے ہین تو اسوقت نماز
پڑہنی مین بظاہر کمہہ ایک کفار کی مشابہت ہی اور یہہ ظاہری مشابہت موافقت اور
مشابہت باطنی کا ذریعہ ہی اسلئی نماز سی نہی فرمائی اور اسکی یہانتک تاکید کی کہ عصر
اور فجر کے بعد نماز نفل پڑہنی سی منع فرمادیا گو کافرونکی آفتاب پرستی کا وقت نہوا ہو
مگر اسی غرض سی کہ جانب توحید کی اچہی طرح محفوظ رہی اور جسقدر ممکن ہو شرک کا ذریعہ
سد دو ہو جاوے۔ اور بیع صرف مین باہم قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہونیکو منع فرمایا
اور اسیطرح ایک ربو کی چیز جب دوسری ربو والی چیز کے عوض بیچی جاوی جو اوسکی
جنس سے نہو دی مثلا گیہون چنے کے بدلے مین بیچے جاوین تب بھی قبضہ

وعن بناء المساجد علی القبور ولعن فاعله ونهی عن تعلیة القبور وتشریفها وامر بتسویتها ونهی عن البناء علیها وتجصیصها والکتابة علیها والصلوة الیها وعندها وایقاد السرج علیها کل ذلک لسد الذریعة الی جعلها اوثانا

ونهی عن الصلوة عند طلوع الشمس وعند غروبها لکون هذین الوقتین وقت سجود الکفار للشمس ففی الصلوة فی ذلک الوقت نوع تشابه بهم فی الظاهر وذلک ذریعة الی الموافقة والمشابهة فی الباطن و بالغ فی ذلک بالنهی عن التطوع بعد العصر وبعد الفجر وان لم یکن وقت سجود الکفار

طرفین کے ہونے سے پیشتر جدا ہونا ممنوع فرمایا تاکہ اُدہار کا ذریعہ بند ہو جو سود کا بہانہ اور اوسکا گرہے بلکہ ایک درہم کو دو درہم کے بدلے مین نقد بیچنا منع فرمایا اور بدنی اور بیع کو ایک ساتھہ کرنا حرام ٹھہرایا اسلیئے کہ اوسمین نفع کا ذریعہ ہی کہ بدنی مین "بیع سلم" جس قدر دیا ہو اوس سی زیادہ لے لی اور بیع اور اجارہ کو اس نفع کا وسیلہ کری جیسا ہوا کرتا ہی اور بیچنی والیکو منع فرمایا کہ مبیع کو اوسکے خریدار سے جتنے کو اوسنے بائع سے لی ہے کم دام پر نہ خریدے اور یہہ مسئلہ بیع عینہ کا ہے اگرچہ بائع کا قصد سود کا نہو مگر وسیلہ ہونیکی جہت سے ممنوع ٹھہرا اور دو شرطونکا بیع مین اکٹھا کرنا حرام فرمایا کہ یہہ بھی وسیلہ سود کا ہی تو یہہ مسئلہ بیع عینہ کے مسئلہ پر منطبق ہے اور اوس قرض سے منع فرمایا جس سی نفع حاصل ہو اور اوس نفع کو سود ٹھہرایا اور قرض دینے والیکو قرض لینی والے کا ہدیہ قبول کرنے سے منع فرمایا بشرطیکہ پہلے سے دونو مین یہہ عادت جاری نہو چنانچہ سنن ابن ماجہ مین یحیی بن ابی اسحاق ہنائی سی مروی ہی کہ مینے انس بن مالک رضہ سے پوچھا کہ ایک آدمی ہم مین سی اپنی بہائی مسلمانکو مال قرض دیتا ہی پہر وہ قرضدار اوسکی پاس ہدیہ بہیجتا ہے آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا

ومنع الجنس بجنسه نسأ لان ربيعة النساء زائدا هي موجبا للربا وعظم بيع من بيع الدرهم بالدرهمين لانه يتضمن نقدا وحرم بيع بابه السلف والبيع لما فيه من الذريعة الى الربا يجري في السلف والتوسل ان يشترى ما اعطى والاجارة كما هو الواقع ومنع البائع ان يشتري باقل مما اشتراها به وهي مسئلة العينة وان لم يقصد الربوا لانه وسيلة وحرم جمع الشرطين في البيع لكونه وسيلة الى ذلك فهو منطبق على مسئلة العينة ومنع من القرض الذي يجر النفع وجعله ربوا ومنع المقرض من قبول هدية المقترض ان لم يكن بينهما عادة جارية بذلك قبل القرض ففي سنن ابن ماجه عن يحيى بن ابي اسحاق الهنائي قال سألت انس بن مالك الرجل منا يقرض اخاه المال فيهدي اليه فقال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

منه عفي عنه ١٢

اذا اقرض احدكم قرضا فاهدى اليه او حمله على الدابة فلا يركبها ولا يقبله الا ان يكون جرى بينه وبينه قبل ذلك وروى البخاري في تاريخه عن يزيد بن ابي يحيى الهنائي عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اقرض احدكم فلا ياخذ هدية وفي صحيح البخاري عن ابي بردة عن ابي موسى قال قدمت المدينة فلقيت عبد الله بن سلام فقال انك بارض الربا بها فاش فاذا كان لك على رجل حق فاهدى اليك حمل تبن او حمل شعير او حمل قت فلا تاخذه فانه ربا

کہ جب تم مین سی کوئی قرض دی پہر قرضدار اوسکے پاس ہدیہ بہیجی یا سواری پر
چڑہا دی تو اوسپر سوار نہو اور نہ ہدیہ قبول کری مگر اوسصورتمین کہ پیشتر سی اُن دونومین
یہہ معاملہ جاری ہو اور بخاری نے اپنی تاریخ مین بریدہ بن ابی یحیی ہنائی سے
اور اوسنی انس بن مالک رض سی روایت کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم مین سی کوئی قرض دی تو چاہیی کہ ہدیہ نہ لیوی اور صحیح بخاری مین ابو بردہ ابو موسی سی
سے روایت کرتے ہین کہ اونہون نے فرمایا کہ مین مدینہ منورہ مین آیا اور عبداللہ
بن سلام رض سے ملاقات کی اونہون نے مجکو فرمایا کہ تم ایسے ملک مین ہو جہان سود بہیلا
ہوا ہی تو جب تمہارا حق کسی شخص پر ہو اور وہ تمکو گہاس کا گٹھا یا جو کی گٹھری یا
قت کا بوجھہ ہدیہ بہیجی تو مت لینا کہ وہ سود ہی اور یہی مضمون حضرت ابن مسعود رض
اور ابن عباس رض اور ابن عمر رض سی آیا ہی اور کالی کو بدلے کالی کے بیچنی سی منع فرمایا
یعنی جو اُدہار بعد کو ہو اوسکو ویسی جیسی قرض کی عوض مبادلہ سی نہی فرمائی اسلئی
کہ وہ اودہار کے سود کا ذریعہ ہی پس اگر دونو قرض اوسیوقت ہون تو منع نہین
اسلئی کہ دونو قرض ایکبارگی دونو شخصون کے ذمہ سی ساقط ہو جاوینگی اور جو صورت
منع کی ہی اوسمین بمقابلہ مدت کی ہر ایک کی ذمہ دین کے دونا ہو جانیکا ذریعہ ہے
اور یہہ خرابی بعینہ اودہار کے سود کی ہی اور عورتونکو منع فرمایا اس سی کہ پانو مارین

وقد نهى ابن مسعود وابن عباس وابن عمر عن بيع الكالي بالكالي وهو الدين بالدين ... الى ربا النسيئة ... بمقابلة ...

تاکہ جو سنگار چھپاتی ہین وہ ظاہر ہو جاوے اسلئے کہ پانو کی دھمک پایل کی آواز کے
ظاہر ہونیکا ذریعہ ہی اور آواز کا ظاہر ہونا مردونکے میل کا وسیلہ ہی عورتونکی
طرف اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردون اور عورتون کو نیچی نگاہ رکہنی کا
حکم فرمایا اسوجہ سی کہ دیکہنا ذریعہ ہی میل ومحبت کا اور وہ ذریعہ ہی ممنوع باتمین
پڑنے کا اور رمضان شریف کا استقبال ایک یا دو روزہ پیشتر رکہنی سی منع فرمایا
تاکہ واجب روزہ مین زیادہ ہو جانیکا ذریعہ نہو جیسا کہ اہل کتاب نے زیادہ کرلئے
اور نکاح مین جمع کرنا بیبی کا اور اوسکی پہوپہی کا یا خالہ کا منع فرمایا اسلئے کہ یہہ
صورت قرابت کی ٹوٹجانے کی ہوگی اور اسیوجہ سی آپنے اولاد کو برابر دینے کا حکم
فرمایا اور خبر دی کہ جو شخص بعض اولاد کو دینے مین خاص کرے تو اوسکی یہہ حرکت
ظلم نازیبا ہی اور ایسی امر پر گواہی کرنی نچاہیئے اور لونڈی سی نکاح کرنیکو منع فرمایا
کہ انجام کو اولاد غلام ہوگی اور منع فرمایا کہ کوئی عورت اپنی نفس کو کسیکو سوا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہبہ کرے اور یہہ کہ عورت مالک ہو مرد کی اسلئے کہ اسکی
خلاف کرنیمین نکاح کیصورتمین زنا کے ہونیکا ذریعہ ہی اور بہین وجہ نکاح کا ظاہر
کرنا آواز اور دف اور ولیمہ سی مستحب ہی تاکہ ہر طرحسی زنا کی مشابہت سی دور
ہو جاوے اور انہین وسیلونکی روکنی مین سی ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع فرمانا

لیعلم ما یخفین من زینتهن لان الضرب بالرجل سبب لظهور صوت الخلخال الی ظهوره [illegible] ذریعة الی میل الرجال الیهن وامر صلی الله علیه وآله وسلم الرجال والنساء بغض البصر لانه ذریعة الی المیل والمحبة الی ما [illegible] ونهی عن استقبال رمضان بصوم یوم او یومین لانه ذریعة الی الزیادة فی الصوم الواجب کما فعل اهل الکتاب وحرم الجمع بین المرأة وعمتها وبین المرأة وخالتها لکونه ذریعة الی قطیعة الرحم وکذا امر بالتسویة بین الاولاد فی العطیة واخبر ان تخصیص بعضهم لا یصلح ولا ینبغی الشهادة علیه ونهی عن نکاح الامة لئلا یکون ذریعة الی استرقاق الولد ونهی ان تهب المرأة نفسها لغیر النبی صلی الله علیه وآله وسلم وان تزوج المرأة نفسها لان ذلک ذریعة الی وقوع السفاح بصورة النکاح ولذلک امر باظهار النکاح بالدف والصوت والولیمة لیبعد عن مشابهة السفاح بکل طریق ومن ذلک نهی النبی صلی الله علیه وآله وسلم

ان يقام الحد في دار الحرب وان تقطع الايدي في الغزو لئلا يكون ذلك ذريعة الى لحوق صاحبه بالكفار ومن ذلك ان المسافر اذا احتاج الى التزوج في دار الحرب يخاف على نفسه الزنا عزل عن امرأته نص عليه احمد لئلا يكون ذلك ذريعة الى ان ينشأ ولده كافرا ومن ذلك اتفاق الصحابة على قتل الجماعة بالواحد لئلا يكون ذريعة الى اهدار الدماء

جدونکی تعمیل سے دارالحرب مین اور ہاتہہ کاٹنی سی لڑائی مین اسوجہ سی کہ یہہ
امور اسبات کا ذریعہ نہون کہ جسکو سزا ملی ہی وہ کافرون مین جا ملے اور انہین مین سے
یہہ ہی کہ مسلمان اگر دارالحرب مین نکاح کا محتاج ہو اور اپنی نفس پر زنا کا خوف
کرکے نکاح کرے تو اپنی بی بی سے صحبت مین انزال کیوقت علٰحدہ ہوجاوے
اسپر امام احمد نے نص کی ہی اور وجہ انزال کے علٰحدہ کرنیکی یہہ ہی کہ کہین نطفہ
رہجانے سی اولاد کافر نہو اور انہین مین سسی ہی صحابہ رض کا متفق ہونا اِس مسئلہ پر
کہ ایک مقتول کے بدلہ مین جتنے اوسکے قاتل ہون سب کو مارنا چاہئے تاکہ ایسا نہو
کہ جماعت ملکر خون مفت کرلیا کرین اور انہین مین سسی یہہ ہی کہ خدا تعالی نے اپنے
نبی صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو دشمنون کے سامنی پکارکر قران پڑہنے سی منع فرمایا کیونکہ
پکارکر پڑہنا اِسبات کا ذریعہ تہا کہ دشمن قران کو اور جسنے اوسکو اوتارا ہی اوسکو گالیان
دیتی تہے اور اسیمین سے ہی یہہ ارشاد خداوندی یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا
اے ایمان والو تم نہ کہو راعنا ۱۲
اور انہین مین سسی ہی حکم فرمانا مقتدیونکو کہ بیٹہکر نماز پڑہو واسطی بند کرنے
مشابہت فارس اور روم والون کے کہ وہ اپنی بادشاہونکی سامنی کہڑی رہتی ہین
اور بادشاہ بیٹہی رہتی ہین اور انہین مین سسی ہی کہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم
نے منع فرمایا کہ جس آدمیکی حق کا کوئی منکر ہو یا خیانت سی لے لیوی تو وہ اوس سے

بتعاون الجماعة ومن ذلك نهيه صلى الله عليه وسلم عن الجهر بالقران بحضرة العدو لئلا يكون ذريعة الى سبهم القران ومن ذلك يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا ومن ذلك امر المامومين ان يصلوا جلوسا لئلا يكون ذريعة الى التشبه بفارس والروم في قيامهم على ملوكهم وهم قعود ومن ذلك ان النبي صلى الله عليه وسلم منع الدائن من اخذ نظير حقه من مال الخائن خفية لئلا يكون خيانة

اپنی حق کی مثل خیانت کے طور پر لے گو اول شخص صرف اپنا ہی حق لیے یا پاس سے
کتر لے چنانچہ ایک شخص نے جو اس مسئلہ کو آپ سے پوچھا تو ارشاد فرمایا کہ جسنے
تیرے پاس امانت رکھی ہو اوسکی امانت ادا کر اور جسنے تیری ساتھہ خیانت کی تو
اوسکی ساتھہ خیانت نکر یہہ اسلئے فرمایا کہ ایسا کرنا دوسرے شخص کے ساتھہ بدگمانی
کرنی اور اوسکی طرف خیانت لگانیکا ذریعہ ہی علاوہ ازین ایسی صورتین چونکہ
نفس حریص ہی اسلئے آدمی صرف اپنی حق کی مقدار اور صفت پر کفایت نہین کرتا ہی
زیادہ اور عمدہ دبا لیتا ہی اور انہین مین سے یہہ ہے کہ ساجھی کو مختار کر دیا کہ مشتری
کے ہاتھہ سے جس چیز مین شفعہ پہنچتا ہو نکال لیوے تاکہ شرکت اور میل کے فساد کا ذریعہ بند ہو جاوے
اور بیچنی سی پہلے دونو شریکو نمین سے کسیکو نہین پونہچتا کہ اپنی ساجھی کا حصہ اوسکی قبضہ
سی نکال لے مگر جب بائع کو اپنی حصہ کی رغبت نرہی اور فروخت کی لئے اوسکو پیش کیا تو
بائع کا شریک اس چیز کا مستحق زیادہ ہی اسلئے کہ اسصورت مین شریک کا نقصان نہوگا
اور بائع کا بھی خود کچھہ ضرر نہین کیونکہ شریک اوس چیز کو اوتنی ہی دام کو لیگا جتنے کو
اجنبی لیتا اور اسیوجہ سی ٹھیک یون ہی کہ شفعہ کے دور کرنیکی لئے حیلہ کرنا جائز
نہین اور حیلہ کرنے سی شفعہ ساقط نہین ہوتا اسلئے کہ اوس کے ساقط کرنے
پر حیلہ کرنا اوس حکمت کو توڑنا اور باطل کرنا ہے جسکے لئے شفعہ مشروع ہوا ہے

ويجد حقه وإن كان إنما
يأخذ حقه أو دونه فقال
أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن
من خانك لأن ذلك
ذريعة إلى إساءة الظن
به ونسبته إلى الخيانة
ثم إن مثل ذلك ذريعة إلى [illegible]
على قدر الحق وصفته فإن النفس [illegible]
[illegible] ومنها الشفعة [illegible]
من بلاء التشاجر وقبل البيع ليس لأحد الشريكين
وإنما [illegible] المشتري [illegible]
عنه وعرضه للبيع كان شريكه
أحق به لما فيه من إزالة الضرر عنه
وعدم تضرر هو فإنه يأخذه بالثمن
الذي يأخذه به الأجنبي ولذا كان
الحق أنه لا يحل الاحتيال
لإسقاط الشفعة وعدم
سقوطها بالاحتيال
فإن الاحتيال على
إسقاطها بعد وجوبها
[illegible] كما شرعت له
فيها بالنقض والإبطال

١٢ مأخوذ من [illegible]

اور انہین مین سے ہی یہہ کہ دشمن کی شہادت اور شریک کی گواہی جس چیز مین کہ
وہ شریک ہوا اور وصی کی گواہی اوس معاملہ مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہین اور نہ
لڑکے کی گواہی اوسکی مان کی سوت پر اور نہ قاضی کا حکم خود اپنے علم پر مانا جاتا
ہی اور انہین مین سے یہہ ہی کہ سنت اسباب پر جاری ہوئی کہ صرف ماہ رجب کا روزہ
اور اکیلے جمعہ کا روزہ رکہنا مکروہ ہی تاکہ کہین بعض اوقات کو عبادت کے لئے
خاص کرنیکا ذریعہ نہو جاے جو شریعت مین وارد نہین غرضکہ حیلونکا جائز رکہنا
ذریعونکے بند کرنیکا مخالف اور منع ہے شفعہ ہی کو دیکہو کہ شارع نے خریدار کے
پاس سے حصہ فروخت شدہ کا نکل جانا مصلحت اور خرابی کے دور کرنیکو مباح کیا ہی
اور فرمایا کہ ایک حصہ کا مالک اپنا حصہ بیچے جب تک کہ اپنے شریک کو اطلاع نکرے پہر شریک
چاہے لے اور چاہے چھوڑ دے اور حیلہ گر بائع کو یہی کہتا ہی کہ اقسام کے حیلے کر
جس سے شریک نے لینے پاوے اور بڑی مصیبت یہ ہی کہ حیلہ کرنیوالا ظاہر یہہ کرتا ہی کہ مین نے
وہی کام کیا جسکی اجازت شارع نے دی ہی اور مباح کیا ہی اور یہہ کہ شارع نے
اختیار دیا ہی کہ مکر وفریب اور حیلہ سے شریک کا حق دور کردے اور مقصود ہمکو حیلون کے
حرام ہونیکا بیان کرنا ہی اور یہہ کہ حیلہ گر دین کے مقصود کے خلاف حکم ہوا کرتا ہی
پس حیلہ دو حال سے خالی نہین یا ایک کیطرف سے ہو یا دو اور زیادہ کیطرف سے

ومن ذلك انه لا تقبل شهادة العدو على عدوه ولا الشريك فيما هو شريك فيه ولا الوصي فيما هو وصي فيه ولا الولد لولده ولا على ضرة امه ولا يحكم القاضي بعلمه ومن ذلك ان السنة مضت بكراهة افراد رجب ويوم الجمعة بالصوم لئلا يصير ذريعة الى تخصيص بعض الازمان بما لم يخصه به الشرع ثم فتح باب الحيل فيها ناقض سد الذرائع ويناقضه واعتبر بالشفعة فان الشارع اباح انتزاع الشقص من مشتريه لمصلحة ودفع المفسدة وقال لا يبيع حتى يؤذن شريكه فان شاء اخذ وان شاء ترك والمحتال يقول له تحيل بانواع الحيل على منع الشريك والمصيبة الكبرى انه يخرج الاحتيال في قالب الشرع وان الشارع اباح له المكر والحيل على اسقاط حق الشريك والمقصود بيان تحريم الحيل وانه يناقض على خلاف مقصود الشارع والاحتيال اما ان يكون من واحد او اثنين فان كان

پس اگر دو کیطرفسے ہو مثلاً عقد بیع ہو جسپر سود کے لئی دونونے موافقت کی ہو
جیسے بیع عینہ مین ہی تو یہہ حکم دیا جاویگا کہ دونو عقدین فاسد ہین اور اول
شخص کو اوسکا اصل مال واپس دلایا جاویگا جیساکہ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے
فرمایا ہی اور جو چیز قبضہ مین آئی اوسکا حال اوس چیز کا سا ہوگا جو سود کے عقد سے
قبضہ مین آوی کہ اُس سی نفع لینا حلال نہوگا بلکہ اوسکا پہیر دینا واجب ہوگا اگر
قابض کے پاس موجود ہوگی اور اگر جاتی رہی ہوگی تو اوسکا عوض دینا ہوگا اور یہی
حال ہے اگر دونونے اکٹھا کیا عقد بیع اور قرض کو یا اجارہ اور قرض کو خواہ
مضاربت یا شرکت یا مساقات یا مزارعت کو قرض کے ساتھہ کیا تو اسصورتمین دونو
معاملہ خراب ہونگی اور واجب ہوگا کہ جس مال کو قرض ٹہرایا تہا اوسکا بدل پہیر دیا
جاوی اور دوسرا معاملہ فاسد ہی اور ایسا ہی اگر نکاح ہو جسپر دونو متفق ہو جاوین
تو اوسکا حکم مثل فاسد عقدونکی ہوگا۔ اور اسیطرح اگر ہبہ پر یا بیع پر زکوۃ کے
ساقط ہونیکی لئی متفق ہو جاوین یا ہبہ پر نکاح فاسد اور وقف فاسد کے درست کرنیکی لئی
اتفاق کرین تو یہہ عقود فاسد ہونگی مثلاً عورت اپنی غلام سی صحبت کرنی چاہی اس مطلب
کی لئی اوسکو کسی مرد کو دیڈالے اور وہ شخص اُس غلام کا نکاح اوس عورت سے
کردی جب وہ اپنا مطلب غلام سی نکال چکی تو اوسکو مرد مذکور سی مانگ لے اور وہ شخص

فان کان من اثنین فان کان عقد بیع تواطا علیہ ثنا اہل الربو اتمنا فی العینۃ حکم بفساد العقدین ورد لے الاول راس مالہ کما قالت ام المومنین عائشۃ وکان بمنزلۃ المقبوض بعقد ربوا لا یحل الانتفاع بل یجب ردہ ان کان باقیا وبدلہ ان کان تالفا وکذلک ان جمعا بین بیع وقرض او اجارۃ وقرض او مضاربۃ او شرکۃ او مساقاۃ او مزارعۃ مع قرض فسد العقدان ورد علیہ بدل مالہ الذی جعلہ قرضا والعقد الاخر فاسد وکذا ان تواطا علی نکاح کان حکمہ حکم العقود الفاسدۃ وکذا ان تواطا علی ہبۃ او بیع لاسقاط الزکوۃ او علی ہبۃ تصحیح نکاح فاسد او وقف فاسد مثل ان ترید مواقعۃ مملوکہا فتہبہ لرجل فیزوجہا بہ فاذا قضت وطرہا منہ استوہبتہ من الرجل

وهبت لابنه هبة
ان يرجع فيها لئلا تجب عليه الزكوة
عقد فاسد مثل ان
فهما غرضه فان كان
حيلة يستقل بها المحتال
من واحد فان كان
ان الاحتيال
فوهبها اياه فانفسخ النكاح و

غلام کو عورت نکو دیدالے اور عورت کے مالک ہونیسے نکاح جاتا رہی اور اگر حیلہ ایک
طرفسے ہو تو اوس حیلہ مین اگر صرف حیلہ گرہی مستقل ہو تو اوسی اوسکی غرض حاصل
نہوگی اور عقد فاسد ہوگا مثلا اپنی بیٹے کو مال ہبہ کرکے چاہتا ہی کہ پھر لیلون
تاکہ مجہپر زکوۃ واجب نہو تو اسپر سے زکوۃ ساقط نہوگی کیونکہ اس ہبہ کا ہونا اور
نہونا برابر ہی لیکن اگر مقصود ظاہر ہوگا تو اوسپر حکم ظاہر و باطن دونوین مترتب ہوگا
ورنہ صرف باطن مین حیلہ فاسد رہیگا اور اگر حیلہ ایسا ہی کہ اوسمین خود مستقل نہین
دوسرے کا بھی لگاؤ ہی مثلا حلالہ کرنیکی نیت کرے اور عورت سی ظاہر نکرے یا
عورت سی رجعت اوسکی ستانیکو کرہی یا اپنا مال وارثونکی نقصان کے لئی ہبہ کردے
یا اوراسطرحکا معاملہ ہو تو اسطرحکے عقود وہبہ اُن شخصونکی نسبت کرجو اونکے
مقصود سی واقف ہین باطل ہین اور مرد کو جائز نہین کہ عورت سے صحبت کری اور
اگر وہ مرجاویگی تو اوسکا وارث بھی نہوگا اور اسطرحکی عقد مین اگر جسکے واسطی ہبہ کیا ہی
اور جسکو لئی وصیت کی ہی اونکو اس شخص کی غرض معلوم ہوجاویگی تو اونکو باطن مین
ملک حاصل نہوگی اور نہ نفع لینا ہبہ اور وصیت کی چیز سے درست ہوگا بلکہ اوسکو
پھیر دینا واجب ہوگا۔ رہا دوسرا شخص جسکو اوس عقد کی غرض معلوم نہین تو
اوسکی نسبت کر عقد مذکور درست ہی اور اوسی صحیح عقد کا سا مقصود حاصل ہوگا

فان وجود هذه الهبة كعدمها
لم يكن ان ظهر المقصود ترتب
عليه ظاهرا و باطنا و الا
كان فاسدا في الباطن فقط وان كان الحيلة

مطلب ۱۳ بیان

لا يستقل بها مثل ان ينوي المحلل ان
ولا يظهره للزوجة او يرجعها اضرارا
بها او هبة او يضار الورثة او يقصد الاضرار بالوصية الى من علم غرضه
هذه العقود والهبة بالنسبة الى من علم غرضه
باطلة ولا يحل وطء المرأة ولا يرث وان كان وارثا
علم الموهوب له والموصى له غرضه
لم يحصل له الملك باطنا و
لا يحل له الانتفاع بالموهوب
وحلال وجب عليه رده او
امنا بالنسبة الى العاقد
الآخر الذي لم يعلم فانه صحيح
نفيد مقصود العقد الصحيح

اور اگر حیلہ حیلہ گر کے فائدہ کے لئے ہو مثلاً بیمار آدمی طلاق دیوے تو طلاق درست ہوگی اس نظر سے کہ اوسنے اپنی ملک اٹھادی اور اسوجہ سے درست نہوگی کہ اوسنے عورت کو میراث سے روکدیا اسلئے کہ بیمار کو وارث کے علیحدہ کرنیکی ممانعت ہے ملک صحبت کے دور کرنیکی ممانعت نہین - اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سے انجام کو حیلہ گر کی غرض نکلتی ہو مثلاً ایام گرما مین اس لئے سفر کرے کہ روزہ جاڑون مین رکھنا پڑے تو اس سے اوسکی غرض حاصل نہوگی بلکہ اوسکو سفر ہی مین روزہ رکھنا واجب ہوگا - مین کہتا ہون کہ اسکی نظیر ہے جو مالکی کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنیکی اجازت مباح نہین بشرطیکہ اونکو خود مسح کے لئے پہنا ہو اگر اس صورت مین مسح کریگا تو درست نہوگا اور سب نمازونکا قضا پڑہنا اوسپر واجب ہوگا جو اس طرحکے مسح سے پڑہی ہونگی اور مسح کی اجازت اوسی شخص کے حق مین ثابت ہے جو موزون کو حاجت کے لئے پہنے یعنی سردی خواہ سواری وغیرہ کی ضرورت سے پہنے تو وہ اون پر مسح کرے کیونکہ اوسکا اونکا نکالنا دشوار ہے - ہمارے شیخ کہتے ہین کہ حیلہ کا فعل اگر ایسا ہو جو دوسرے حق کے ساقط کرنیکی طرف پہنچادے جیسے اپنے باپ یا بیٹے کی بیبی سے صحبت کرے تاکہ اونکا نکاح ٹوٹجاوے یا عورت اپنے خاوند کے بیٹے یا باپ سے مباشرت کرے

وان کانت الحیلۃ لحظ المحتال کطلاق المریض صح الطلاق من حیث انہ ازال ملکہ ولم یصح من حیث انہ منع الارث فانہ انما منع من قطع الارث لا من ازالۃ الملک عن البضع وان کانت الحیلۃ فعلا یفضی الی غرض لہ لکن ینافی ذلک الغرض کما اذا سافر فی الصیف لیؤخر الصوم الی الشتاء لم یحصل غرضہ بل یجب علیہ الصوم فی السفر قلت ونظیر ھذا ما قالہ المالکیۃ انہ لا یباح لہ رخصۃ المسح علی الخفین اذا لبسھما لنفس المسح فلو مسح لم یجز وعلیہ اعادۃ الصلوات ابدا وانما تثبت الرخصۃ فی حق من لبسھما لحاجۃ کالبرد والرکوب ونحوھما فیمسح علیھما لمشقۃ نزعھما وقال شیخنا وان کان یفضی الی سقوط حق غیرہ مثل ان یطا امراۃ ابیہ او ابنہ لینفسخ نکاحہ او مثل ان تباشر المراۃ ابن زوجھا او اباہ

ملا حسین غفرلہٗ

جن لوگونکے نزدیک یہ فعل موجب حرمت کا ہی تو اسطرحکے حیلے ایسے ہین جیسے
قتل یا چھیننے سی ملک کہو دیجاوی ان حیلونکا بیکار کرنا ممکن نہین اسلئی کہ اس
ذریعہ سی عورت کا حرام ہونا خداتعالی کا حق ہی اور ضمنا اوسپر نکاح کا ٹوٹنا
مترتب ہوتا ہی اور جو افعال کہ حرام کرنیکے موجب ہین اونمین فعل کا بہی اعتبار نہین
ہوتا چہ جائیکہ قصد کا اور یہہ صورت بمنزلہ اسبابت کی ہی کہ بہنی والی چیز کے نجس
ہوجانیکی لئی حیلہ کری کہ بہنی والی چیز دنکی نجاست خلط ہونے سی ہوتی ہی اور
مصاہرت کی حرمت حرام طور پر مباشرت سی ثابت نہین ہوتی اور اسوقت مین
قرابت زن ۱۲
صورت اسکی یہہ ہی کہ مرد کی بڑی بی بی یا اوسکی مان اوسکی صغیرسن بیبی کو دودہ
پلادی تاکہ اوسکا نکاح جاتا رہی کیونکہ نکاح کا ٹوٹنا یہان تہ فعل پر موقوف ہی نہ قصد
پر بلکہ اگر دودہ پلانیوالی مجنون ہو تب بھی حرمت ثابت ہوگی جیسی پانی مین کوئی چیز
اوسکی نجس کرنیوالی ڈالدیجاوے کہا اور اگر حیلہ ایسا فعل ہو جس سی اپنی لئی خواہ غیر کے
لئی حلال ہوجانیکی صورت ہو مثلا کسی شخص کو مار ڈالے تاکہ اوسکی بی بی کو خود
نکاح کری یا دوسری سی نکاح کردی تو یہان وہ عورت اوس شخص کے لئی حلال نہوگی
جسکے لئی اوسکی نکاح کا ارادہ کیا گیا ہی بلکہ اوسکی سوا دوسری کی لئی حلال ہوجاویگی
اسلئی کہ دوسری کی نسبت کردہ عورت ایسی ہی جسکا خاوند مرگیا ہو یا کسی حق مین

عند من یری ذلک موجبا التحریم فهذه الحیل بمنزلة الاتلاف للمالک بقتل او غصب لا یمکن ابطالها لان حرمة المرأة بعد السبب حق لله یترتب علیه فسخ النکاح ضمنا والافعال الموجبة التحریم لا یعتبر فیها الفعل فضلا عن القصد وهذه بمنزلة من یحتال علی نجاسة مائع فان نجاسة المائعات بالمخالطة و تحریم المصاهرة لا یثبت بالمباشرة المحرمة وصورته [illegible] ان ترضع امرأته الکبیرة [illegible]

حیلہ باطل است

[illegible]

خواہ جہاد مین مارا گیا ہو اور اُس شخص کی نسبت کر جسکے لئی نکاح کا قصد کیا گیا ہی
خواہ عورت سی بھی سازش ہو گئی ہو یا نہوئی ہو تو یہ صورت بعض وجوہ سی اس
صورت کے مشابہ ہی کہ شراب کو ایک جگہہ سی اوٹھا کر دوسری جگہہ سرکہ بنا لیا
بدون اسکے کہ اوسمین کچھہ ڈالا ہو اور صحیح اسبابمین یہہ ہے کہ وہ شراب پاک نہین
ہوتی اگرچہ وہ خدا تعالی کے فعل سے خود سرکہ ہو جاتی ہے اِسیطرح اُس عورت
کا شوہر اگر بدون اس مرد کے قصد کے مرجاتا تو عورت حلال ہو جاتی اور یہہ
صورت ایسی ہی جیسی کوئی حلال شخص شکار پکڑے اور محرم کے لئی اُسکو ذبح کرے
تو وہ شکار اوس احرام والے پر حرام ہوگا اور حلال شخص پر حلال اور اسکا
حال مثل قاتل کے ہی کہ ترکہ اوسکو نہین دیا جاتا مگر از انجا کہ مال کیطرف وارثون
کے نفس میل کرتے ہین بخلاف زوجہ کے کہ مرد کی التفات دوسری بیبی کیطرف
اتنی نہین ہوتی جتنی وارث کو مورث کے مال پر ہوا کرتی ہے اسیلئی یون شروع نہوا
کہ جو شخص کسیکو مار ڈالے تو قاتل پر مقتول کی بیبی بھی حرام ہو جاوی جیسے یہہ مشروع
ہوا کہ جو مورث کو مار ڈالے تو اوسکو اوسکا ترکہ نہ ملی ورنہ یہہ سب باتین اونہین
چیزون مین سی ہین جنمین معاملہ کی حکمت خلاف مقصود کے پائی جاتی ہی اور نہایت
درجہ جو اسکے رد مین کہا جاتا ہی یہہ ہی کہ جو افعال خدای پاک کے حق کیواسطے

لا تفيد الحل كذبح الصيد
وتخليل الخمر والتذكية
في غير المحل او الغصب
حق الادمي كذبح
المغصوب فانه يفيد
الحل او يقال ان
الفعل الشرعي لثبوت
حكم يشترط فيه وقوعه
على الوجه المشروع
والقتل لم يشرع لحل المرأة وانما انقضاء
الاجل فحصل
الحل ضمنا وتبعا ويمكن ان يقال في جواب

حرام کرتے ہین وہ حلال کرنیکو مفید نہین ہوتے جیسے ذبح کرنا شکار کا اور
شراب کا سرکہ بنانا اور نئے جگہہ ذبح کر دینا اگر جو افعال آدمی کے حق کی جہت سے
حرام کرتے ہین جیسے چھینی ہوئی جانور کو ذبح کرنا تو وہ حلال ہونیکے مفید ہین
یا یہہ کہا جاوے کہ جو فعل حکم کے ثبوت کے لئی مشروع ہے اوسمین یہہ شرط ہے
کہ مشروع طور پر واقع ہو جیسے ذبح کرنا کہ حلق مین ہونا چاہئیے نئے جگہہ نہووے اور
مار ڈالنا عورت کے حلال کرنیکی لئی مشروع نہین مگر چونکہ نکاح اجل کے پورا ہو جانے
سے جاتا رہا تو حلال ہونا ضمنا اور تبعا حاصل ہوا اور ہو سکتا ہی کہ اسکے جواب
مین یہہ کہا جاوے کہ آدمی کا مار ڈالنا خدا تعالی اور آدمی کے دونو کے حق کی
جہت سی حرام ہی اور اسیوجہ سی اگر آدمی اوسکو مباح کر دے تو حلال ہو جاوے تو
معلوم ہوا کہ حرام وہان مالک پر مالیت کا تلف کرنا ہے نہ روح کا نکالنا - اور اختلاف
کیا ہی ائمہ نے چھینی ہوئی چھری وغیرہ سی ذبح کرنیمین اور اسباب مین امام احمد سے دو
روایتین ہین اور علما کو اختلاف ہی اوس جانور کے ذبح مین جو چھینا ہوا ہو اور امام احمد
نے تصریح فرمائی ہی کہ وہ حلال ہی اور رافع بن خدیج کی حدیث مین جو لوٹی ہوئی بکری کے
ذبح مین ہے اور دوسری حدیث مین جو اوس عورت کی بابمین ہے جسنی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ضیافت کی اور آپکی لئی ایک بکری ذبح کی جسکو بدون اوسکی مالک کی اجازت کے

هذا ان قتل الادمي حرام لحق الله و
حق الادمي ولهذا لو اباحه حل والمحرم
هنا كذلك انما هو تفويت المالية على
المالك لا ازهاق الروح وقد اختلف
في الذبح بالة مغصوبة وفيه عن احمد روايتان
واختلف العلماء في ذبح الحيوان المغصوب
وقد نص احمد على انه ذكي وفي
حديث رافع بن خديج في ذبح الغنم
المنهوبة وحديث الاخرى في المرأة
التي اضافت النبي صلى الله عليه
واله وسلم فذبحت له شاة
اخذتها بغير اذن اهلها

فقال اطعموها الاسارى
وفي هذا دليل على ان
ما ملك بعقد حرام بدون اذن اهله
حانيغ مبين ان اكله حرام لمن يريد به
باب في فان اعطى ما كان غصب
ما ذا في ذبيحة احلال المحرم

لیلیا تہا مذکور ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس بکریکو قیدیونکو کہلا دو اِس سے
معلوم ہوتا ہی کہ جو جانور بدون اذن مالک کے ذبح کیا جاوی تو جسکے لئی ذبح ہوا
اوسکو اوسکی کہانے سی منع کیا جاوی نہ اوسکی سوا اورونکو جیسے شکار کو حلال آدمی
احرام والے کیواسطی ذبح کری آور صالح نے اپنی باپ سی یعنی امام احمدؒ سی نقل کی ہی کہ
اگر کوئی شخص بکری چرا کر ذبح کری تو اوسکا کہانا چور کو حلال نہین صالح کہتی ہین کہ مینے
پوچہا کہ اگر اوسکو مالک کو واپس کردی فرمایا کہ کہائی جاوی تو اس روایت سی یہہ نکلتا
ہی کہ وہ ذبح کرنیوالے پر حرام ہی بلا قید اسلئی کہ امام احمدؒ کا قصد حرام کرنیکا اگر اسجہت سی ہوتا
کہ مالک نی اوسکی کہانیکی اجازت دی تو ذبح کرنیوالے پر حرام کرنیکی تخصیص نفرماتے
تو یہہ قول جسپر حدیث حقیقت مین دلالت کرتی ہی اثبات پر بطریق اولی حجت ہی کہ ویسی
عورت اوس مرد پر حرام ہووے جسنے اوس سی نکاح کی غرض سی اوسکی شوہر کو مار ڈالا نہ
اوسکی سوا دوسرے مرد پر یہہ سب تقریر ہماری شیخ ابن تیمیہ کی ہی اور اب یہہ معلوم کرنا چاہیے
کہ امام احمد اور مالک کی قاعدونپر حرام ہونا کئی وجہونسی عام ہے اول اسوجہ سی کہ
جو حیلہ کیا کرتا ہی اوسکے مقصود کے خلاف ہوا کرتا ہی جیسی طلاق دینا اوس شخص کا جو
عورتکو ترکہ سی محروم کرنیکی جہت سی مرض موت مین طلاق دیدے یا وارث اپنی مورث کو
مار ڈالے یا وصیت کرنیوالیکو موصی لہ مار ڈالے یا غلام برا اپنی آقا کو مار ڈالے اور دم دریعونکی بند کرنیکی جہت سے

سببا لدم ما تستحل الذبائح
الموصي والمشتري اذا قتل
وقاتل مورثه وقاتل
طلاق الفار
مقابلة الفاعل بنقيض قصده
من وجوه ستعدوا منها
مطلع على قواعد احمد ومالك
هذه الكلمة كلام شيخنا وبعد فالتحريم
ليس بموجبها من عبرة بطريق الاولى
التحريم مثل هذه المراة على القاتل
الذي حمل عليه الحديث في الحقيقة حجة
القول هذا

ومنها تحریم الحیل ومنها تخلیل
الخمر کما ذکره شیخنا والله
اعلم قال فتلخص ان الحیل
نوعان اقوال وافعال
فالاقوال یشترط لثبوت
احکامها العقل
ویعتبر فیها القصد وتکون
صحیحة تارة وفاسدة اخری ثم الثابت
حکمه منه ما یمکن فسخه
ورفعه بعد وقوعه کالبیع والنکاح ومنه
ما لا یمکن فسخه کالعتق والطلاق فهذا
الضرب اذا قصد به الاحتیال علی فعل محرم او

سوم حیلون کے حرام ہونیسے چہارم شراب کے سرکہ بنانیکی قاعدہ سی جیسا کہ ہمارے
شیخ نے ذکر کیاہے واللہ اعلم فرمایا کہ خلاصہ یہہ کہ حیلے دو طرح کی ہین قول اور فعل جو حیلے کہ قولی
ہین تو اونکی احکام کے ثبوت کی لئے عقل شرط ہی اور قصد معتبر ہے اور وہ کبھی صحیح
ہوتے ہین اور کبھی فاسد پہر جنکا حکم ثابت ہوتا ہی اونمین سے بعض ایسی ہین کہ انکا
توڑنا اور اٹھانا بعد واقع ہونیکی ممکن ہے جیسی بیع اور نکاح اور بعض ایسے ہین
کہ اونکا توڑنا اور باطل کرنا ممکن نہین جیسے آزاد کرنا اور طلاق دینا ہی تو اس
قسم کے حیلہ سی اگر فعل حرام کا قصد کیا جاوی یا واجب کے ساقط کرنیکا ارادہ کیا
جاوی تو ہوسکتا ہی کہ اوسکو سبب جہون سی باطل ٹھہرادین یا ایسی وجہ سی باطل کرین
جس سی حیلہ گر کا مقصود باطل ٹھہری اسطرح کہ جس غرض سی اوسنی وہ حیلہ کیا ہووہ
اوسپر مترتب نہو جیسے صحابہؓ نے مریض کی طلاق مین حکم دیا کہ طلاق ہوئی مگر عورت
ترکہ سی محروم نہوگی - اور حیلے کی افعال اگر حیلہ گر کے لیے رخصت کی مقتضی ہونگی تو
اجازت حاصل نہوگی مثلاً سفر کرنا نماز کی کمی یا روزہ کے افطار کے لیے اور اگر غیر کے
حقمین حرمت کے مقتضی ہونگی تو وہ کبھی ہو جاویگی اور بمنزلہ نفس اور مال کے ضائع
کرنیکی ہوگی اور اگر حلت عام کی مقتضی ہون خواہ بذات خود یا بذریعہ ملک کی جاتی رہنی
کے تو یہہ مسئلہ قتل کا اور شکار کے ذبح کرنیکا حلال شخص کیواسطے اور چہینی ہوئی مال کو

جلد ثالث ۳

اسقاط واجب امکن ابطالها اما من جهة الوجوب
وان لم یبطل بقصد الاحتیال علی حصول مقصود المحتال کما
حکم الصحابة بتوریث المطلقة فی مرض الموت
واما الافعال فان اقتضت رخصة للمحتال لم تحصل کالسفر للقصر والفطر وان اقتضت
تحریما علی الغیر فانه یقع وتکون بمنزلة
اتلاف النفس والمال
وان اقتضت حلا عاما
اما بنفسها او بواسطة زوال
الملک
فهذه مسألة
قتل الصید وذبح الاجنبی
الحلال وذبح المغصوب

للغاصب وبالجملة اذا قصد بالفعل استباحة محرم لم يحل له وان قصد به ازالة ملك الغير ليحل له فالقياس انه لا يحل له وان حل لغيره وقد دخل في القسم الاول احتيال المرأة على فسخ النكاح بالردة

کے ذبح کرنیکا چھیننے والیکے لئی ہی حاصل یہہ کہ حیلہ کے فعل سی اگر مباح کرنا
کسی حرام چیز کا مقصود ہوگا تو وہ اوسکی حق مین حلال نہوگی اور اگر غیر کے ملک کے
زائل کرنیکا قصد کیا جاویگا تاکہ فاعل کیواسطی حلال ہوجاوے تو قیاس یہی چاہتا ہے
کہ اوسکی لئی حلال نہو گو غیر کے لئی حلال ہوجاوے اور قسم اولین داخل ہی عورت کا
حیلہ کرنا نکاح توڑنے کے لئی مرتد ہونے سی کہ وہ ایسی ہی شخص کیطرف جاویگی جو
کہتا ہی کہ جدائی مرد اور عورت مین صرف مرتد ہونے سی فوراً ہوجاتی ہی یا جو ایسے
کہتا ھے کہ عورت کو قتل نکیا جائے تو واجب اس جیسی حیلہ مین یہہ ہے کہ اوسسے
نکاح نجاوی بلکہ عذاب اور قتل کی جہت سی تو مرتد شمار ہو اور نکاح کی جانبکی اعتبار
سی غیر مرتد گنی جاوی یہانتک کہ اگر حالت مرتدی سی رجوع ہونے سی پہلی مرجاوی یا
ماریجاوی تو مرد اوسکی میراث کا مستحق ہوگا مگر اوسکو اوس عورت سی حالت مرتدی
مین صحبت کرنا جائز نہین اسلئی کہ بیبی کی صحبت بعض اوقات اوسکے طرف کے سبب ہونے
سی حرام ہوجاتی ہی جیسی مثلاً عورت احرام باندھ لے مگر جب ثابت ہوجاویگا کہ وہ
مرتد ہوگئی اور کہیگی کہ مین تو نکاح توڑنیکی لئی مرتد ہوئی ہون تو اوسکا قول مقبول
نہوگا اسلئی کہ یہہ صورت ہر ایک مرتدہ کی نکاح کی ازسرنو ہونیکا ذریعہ ہوجاویگی
یعنی اوسکو سکہلادیا جاویگا کہ کہدے کہ مین نکاح توڑنیکو مرتد ہوئی ہوں اور یہہ

على قول من يقول بانها لا تقتل فالواجب في مثل هذه الحيلة ان لا ينفسخ بها النكاح وتكون مرتدة من حيث العقوبة والقتل غير مرتدة من جهة فساد النكاح حتى لو ماتت او قتلت قبل الرجوع استحق ميراثها لكن لا يحل له وطؤها في حال الردة فان الزوجة قد يحرم وطؤها باسباب من جهتها كما لو احرمت لكن لو ثبت انها ارتدت وقالت انما ارتددت لينفسخ النكاح لم يقبل منها لانه قد جعل ذريعة الى نقض النكاح لكل مرتدة بان

ملخص ۲۳ امان

وجہ بھی ہے کہ عورتنکو اسبابمین تہمت ہوچکی اور نیز اسجہت سی کہ کلیہ یہی ہی کہ
عورت سب احکام مین مرتد ہی **فصل** اور بخاری نے اپنی صحیح مین حیلونکی باطل ہونے
پر آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم کی ارشادسی استدلال کیا ہی کہ چاہیئے کہ متفرق مال اکٹھا
نکیا جاوے اور نہ اکٹھا مال ادہر ادہر کیا جاوے صدقہ کے خوف سے یعنی زکوۃ کے ڈرسے
ایسا حیلہ نکیا جاوے تو یہہ نہی عام ہی سال کے پیشتر اور اوسکے بعد کو اور اس
ارشاد سے جو طاعون کے بابمین آنحضرت صلی الله علیہ آلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ
جب وبا کسی جگہہ مین پڑے اور تم وہان موجود ہو تو وہان سے بھاگ کر نہ نکلو
اور اس حدیث سی بخاری کا استدلال کرنا اونکی باریک بینی سے ہی اس لئے
کہ جب آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے یہہ فرمایا ہو کہ بندہ پر اگر تقدیر الہی نازل
ہو تو قضاء الہی پر راضی اور اوسکے حکم کو مانکر اوسکی تقدیر سے نہ بھاگے تو
خداتعالی کا امر اور دین اگر بندہ پر آوی اوس سی بھاگنا کیسے جائز ہوگا اور ایک
استدلال اسطرح کیا ہی کہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ بچی ہوئے
پانی کو اس غرض سی بیچے کہ اوس سی گھاس رکدی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ جو
چیز بذات خود حرام نہین ہوتی جب اوس سی امر حرام مقصود ہوتا ہی تو وہ حرام
ہوجاتی ہی اور امام احمدؒ نے حیلونکی باطل اور حرام ہونے پر اس سی حجت نکالی ہے کہ

بلعنه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالمحلل وبقوله صلى الله عليه وآله وسلم لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود فتستحلوا محارم الله بادنى الحيل واحتج على تحريم الحيل لاسقاط الشفعة بقوله صلى الله عليه وآله وسلم لا يحل له ان يبيع حتى يؤذن شريكه ومن تدبر القرآن والسنة جزم بتحريم الحيل وبطلانها فان القرآن دل على ان المقاصد والنيات معتبرة في التصرفات والعادات كما هي معتبرة في العبادات والتقربات كقوله تعالى في آية الرجعة ولا تمسكوهن ضرارا لتعتدوا وان الرجعة انما تثبت لمن قصد الصلاح دون الضرار وقوله في آية الخلع ولا يحل لكم ان تأخذوا مما آتيتموهن شيئا الا ان يخافا ان لا يقيما حدود الله فان خفتم ان لا يقيما حدود الله فلا جناح عليهما فيما افتدت به دليل على ان الخلع المأذون فيه انما هو اذا خاف الزوجان ان لا يقيما حدود الله وان النكاح الثاني انما يباح اذا ظنا ان يقيما حدود الله فانه شرط في الخلع خوف عدم اقامة حدود الله

انحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے حلاله کرنیوالیکو لعنت کیا ہی اور اس حدیث سی که ایسا
نکرو جیسا یہود یون نے کیا ہی که ادنی حیلون سے خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال
جانو اور شفعه کے ساقط کرنیکی لئی حیله کے حرام ہونے پر اس حدیث سے سند کی ہی که ایک
شریک کو فروخت کرنا اپنی حصه کا جائز نہین جبتک که اپنی شریک کو اطلاع نکرے اور جو شخص
قران اور حدیث کو سوچے وه حیلونکی حرام اور باطل ہونیکا یقین کر لیگا اسلئے که قران دلالت
کرتا ہی اسبات پر که مقصود اور نیتین تصرفات اور عادات مین معتبر ہین جسطرح که عبادات اور تقرب
کی چیزون مین معتبر ہین جیسے الله تعالیٰ رجعت کی آیت مین ارشاد فرماتا ہے
وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوا یه صریح ہی اسبات مین که رجعت اوسی شخص کے لئی ثابت ہوگی
اور مت بند کر رکھو ان کو ستانے کو تا زیادتی کرو ۱۲
جو قصد درستی کا کرے نه ضرر کا اور آیت خلع مین ارشاد ہی وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَن تَأْخُذُوا
اور تمکو روا نہین که پھیر لو کچھ
مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَن يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا
اپنا دیا ہوا عورتون کو مگر که وه دو نون ڈرین که نہ ٹھیک رکھین گے قاعدے الله کے پھر اگر تم لوگ ڈرو که وه نہ ٹھیک رکھینگے
حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ اس سے یہه معلوم ہوتا ہے که جس خلع
قاعدے الله کے تو نہین گناه دونون پر جو بدلا دیکر چھوٹے عورت ۱۲
کی اجازت دی گئی ہے وه اوسی صورت مین ہے که خاوند بی بی کو یه ڈر
ہو که الله تعالیٰ کی حدود کو قائم نرکھین گے اور یہه که دوباره نکاح اوس
صورت مین مباح ہوتا ہی جب دونو اسبات کا گمان کرین که خدا تعالے کے حدود
کو قائم رکھین گے اسلئی که الله تعالیٰ نے خلع کی بابین شرط حدود کے نه قائم رکھنی کی فرمائی ہے

اور نکاح مین دوبارہ آنیکی شرط حدود الہی کے قائم رکہنی کے گمان کو فرمایا۔

اور آیت فرائض مین ارشاد ہی مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ
بعد وصیت کی جو ہوچکی ہو یا قرض کے جب وہ وارثوں کا نقصان نکیا ہو ۱۲

اور فرمایا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ
اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اون سے کچھ اپنا دیا مگر کہ وہ کرین بے حیائی صریح ۱۲

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عورت پر زبردستی کرے تاکہ وہ کچھ دیکر اپنے آپکو مرد سے
چھوڑا لے اور خاوند اوسکی واسطے عورت پر ظلم کرتا ہو تو جو کچھ عورت اوسکو دیگی وہ
خاوند کو حلال نہوگا اور نہ اوسکی ملک مین آویگا چنانچہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی
لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ - اور اسی
حلال نہین تمکو کہ میراث مین لے لو عورتون کو زور سی اور نہ اونکو بند کرو کہ لے لو اون سی کچھ اپنا دیا ۱۲
مین ہی یہہ کہ خرما کا توڑنا اوسوقت مین مباح ہی مگر چونکہ باغ ضروان والون نے
رات مین توڑنے سی فقیرونکا محروم رکہنا قصد کیا تو اللہ تعالی نے اونکی سزا
یہہ کی کہ باغکو تباہ کر دیا پہر فرمایا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ پہر حدیث مین رات کو
اور آخرت کی آفت سو سب سی بڑی ہی ۱۲
خرما توڑنے کی کراہت آئی اسوجہ سی کہ رات کو توڑنا ذریعہ اوس بڑی خرابی کا ہے
اسپر امام احمد وغیرہ نے نص کی ہی حیلے والے یون کہتے ہین کہ تمنے ہمکو
وہ دلیلین سنائین جنسی کل حیلونکا بطلان معلوم ہوتا ہی اب تم وہ امور سنو
جنسے کہ حیلونکی جائز اور مستحب ہونے پر ہمارا عذر درست ہوتا ہی اللہ تعا فرماتا ہی
إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ یہانتک کہ فرمایا لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً
جن لوگونکی جان کھینچتے ہین فرشتے اوس حالین کہ وہ برا کر رہی ہین اپنا ۱۲ نکر سکتے ہین تلاش

وشرط في العود ظن اقامة حدوده وقوله في آية الفرائض من بعد وصية يوصى بها او دين غير مضار وقوله ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتيتموهن الا ان يأتين بفاحشة مبينة فهذا دليل على انه اذا عضلها لتفتدي نفسها منه وهو ظالم لها بذلك لم يحل له اخذ ما بذلته له ولا يملكه بذلك وقوله تعالى لا يحل لكم ان ترثوا النساء كرها ولا تعضلوهن لتذهبوا ببعض ما آتيتموهن

جواب حیلہ بازان

ومن ذلك ان جذاذ النخل مباح في كل وقت ولكن لما قصد اصحاب الجنة بجذاذها ليلاً حرمان الفقراء عاقبهم الله باهلاك ثمارهم ثم قال ولعذاب الآخرة اكبر وقد جاءت السنة بكراهة جذاذه ليلاً لانه ذريعة الى هذه المفسدة نص عليه احمد وغيره قال اصحاب الحيل قد اسمعتمونا ما ادل على بطلان الحيل فاسمعوا الان ما احتججنا به على جوازها واستحبابها قال الله تعالى ان الذين توفاهم الملائكة ظالمي انفسهم الى قوله لا يستطيعون حيلة

وَلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ دیکھو اللہ تعالی نے اُن
اور بچانتے ہین راہ سو ایسو نکو امید ہے کہ اللہ معاف کرے ۱۲
لوگونکا عذر مانا جبکہ اُن سے کوی حیلہ نہ بن سکا جکے باعث حرام سی بچتی یعنی
کافرونکی درمیان نرہتی اِس سی معلوم ہوا کہ جو حیلہ حرام سی بچاوی اوسکا کرنا
مستحب ہی اور اوسکی کرنیکی اجازت ہی اور اکثر حیلے جو تمنی نامانے اِسی قسم کی ہین
کہ وہ حرام سے بچاتے ہین اور اسی وجہ سی بعض لوگون نے جو حیلہ کے جواز مین کتاب
لکھی ہی اوسکا نام المخارج من الحرام والتخلص من الاثام رکہا ہی مثلا بیع عینہ کہ ربا سے
چہوڑا دیتی ہی اور عقد اجارہ اور مساقات کو اکٹہا کرنا اسبات سی بچاتا ہی کہ پہل
کو گدرانے کے پیشتر فروخت کری اور آدمی اگر اپنا مال برس روز سی پیشتر اپنی
اپنی لڑکی یا بیبی کو ہبہ کردی تو زکوۃ ندینے کے گناہ سی بچاتا ہی جیسی زکوۃ کا نکالنا
اوس گناہ سی بچاتا ہی کیونکہ گناہ سی بچنی کے دو طور ہین اور اللہ تعالی نے تنگی کو
دور کردیا اور اُس سی بچنی کیطرف ہمکو بلایا ہی اور بچنا بعض اوقات حیلہ سی ہوتا ہی
مثلا اگر کوئی شخص طلاق کی قسم کہاوی کہ مین اپنے باپکو مار ڈالونگا یا شراب پیونگا تو ایسی
صورتمین حیلہ کرنیسی شرابخواری کے گناہ سی بھی بچیگا اور اپنے باپکے مار ڈالنے اور
بیبی کے جدا ہونیکی خرابی سی بہی محفوظ رہیگا اور جو لوگ حیلہ کو معتبر نہین سمجھتی اونکی
نزدیک اوس شخص کے لئی کوئی نکلنی کی راہ نہین بجز اسکی کہ طلاق پڑ جاوی - اور

ولا يهتدون سبيلا فاولئك
عسى الله ان يعفو عنهم فانه
سبحانه عذرهم اذ لا يستطيعون
حيلة يتخلص بها من الحرام
الذي هو المقام بين اظهر الكفار
فعلم ان الحيلة المخلصة من
الحرام مستحبة ماذون فيها
وعامة الحيل التي انكرتم كذلك فانها تخلص
من الحرام ولهذا سمى بعض من صنف في
ذلك كتابه المخارج من الحرام والتخلص
من الاثام فان العينة تخلص من الربا
والجمع بين الاجارة والمساقاة تخلص من
بيع الثمرة قبل بدو صلاحها وهبة الرجل
ماله قبل الحول لولده وامرأته تخلصه من
الزكوة كما يخلصه اخراجها فهما طريقان
للتخلص والله تعالى قد نفى الحرج وندبنا الى
التخلص منه وقد لا يكون الا بالحيل فان الحالف
اذا حلف بالطلاق ليقتلن اباه
اوليشربن الخمر كان في الحيلة
تخلصه من مفسدة قتل
ذلك ومن مفسدة شرب الخمر
ابيه ومفارقة اهله ومن لم ير
الحيلة ليس له عنده
مخلص الا بوقوع الطلاق

اسیطرح اگر کسی شخص کی بیبی پر تین طلاقین پڑگئی ہون اور اوسکو اپنی بیبی کے بدون صبر نہو تو اوسکے لئے ہم یہہ حیلہ کرینگے کہ اُسعورت کا نکاح ایک غلام سے کرینگے جب وہ اُس سے صحبت کرلیگا تو اُس غلام کو عورت کے نام ہبہ کردینگے اِس سے اوسکا نکاح ٹوٹجاویگا اور وہ عورت اپنے خاوند پر جسنے طلاق دی تہی عدت گذرنیکے بعد حلال ہوجاویگی اور اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو فرمایا وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ یعنی جب (اور پکڑ اپنے ہاتہ مین سینکونکا مٹہا پہر اوس سے مارلے اور قسم مین جہوٹہا نہو ۱۲) حضرت ایوب کی بیبی نے آپکے سامنے وہ بات کہی جو شیطان نے اُن سے کہی تہی کہ اگر تیرا خاوند ایک بول بولے تو اوسکا سب مرض دور ہوجاے تو آپنے اپنی بیبی سے بقسم فرمایا کہ اگر اللہ تعالی مجکو اِس بیماری سے کہڑا کریگا تو مین تجکو سو کوڑے مارونگا پس اللہ تعالی نے حضرت ایوبؑ کو اونکی قسم سچی کرنیکو یون حکم دیا کہ ایک جہاڑ دے یعنی ایک مٹہا مثل خرما کی ترشاخونکی لیکر اوسکو ایکدفعہ ماردو اور حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ربوا سے بچنے کے لئے ارشاد فرمایا ہے حضرت ابوسعید فرماتے ہین کہ حضرت بلالؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس برنی خرما لائے آپنے اون سے فرمایا کہ یہہ کہان سے لائے اونہون نے عرض کیا کہ ہمارے پاس خراب خرما تہا اونمین سے دو صاع مین نے ایک صاع کے عوض مین آپکے کہانیکے لئے بیچڈالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آہ نرا سود ہے ایسا نکرو اگر تم مول لینا چاہو

كل من وقع عليه الطلاق الثلاث ولا صبر له عن امرأته فيحتال له بان زوجها بعبد فوطئها ثم وهبناه منها فانفسخ نكاحه وحلت لزوجها المطلق بعد انقضاء العدة وقد قال الله تعالى لايوب عليه السلام وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث لما قال لزوجته ان اتاني الله من مرضي لاجلدنك مائة جلدة لما عرضت عليه ما قاله لها ابليس من انه لو تكلم صاحبها بكلمة واحدة لكشف عنه كل ضر فافتاه الله بان يأخذ ضغثا وهو شمراخة من نخل مثل الشماريخ الرطبة فيضربها به ضربة واحدة وقد اباح النبي صلى الله عليه وآله وسلم التخلص من الربا في حديث ابي سعيد الخدري قال جاء بلال الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم بتمر برني فقال له النبي صلى الله عليه وآله وسلم من اين هذا فقال كان عندنا تمر ردي فبعت منه صاعين بصاع ليطعم النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم اوه عين الربا لا تفعل ولكن اذا اردت ان تشتري

فبع التمر ببيع آخر ثم اشتر به
وفي لفظ آخر بع الجمع بالدراهم ثم اشتر
بالدراهم جنيبا والجمع والجنيب كلاهما نوع من
من التمر وهذا ضرب من بيعه عن احمد
وانه لصريح في بيع العينة
نشتري منه التمر وغير ذلك من
ارشاد الى الحيلة العينة ونحوها
وقد دلت السنة على جواز التخلص من القول
وفي الحيل بالمعاريض مع الخوف وهي حيلة
ان نرى باتحرية بالمعاريض وحيلة في الاعمال
وفي الاقوال كما ان تلك حيلة
فيها فقال له صلى الله عليه وآله وسلم وقد
لقيه طليعة للمشركين وهو في نفر من اصحابه

تو اپنی خرما کو دوسری بیع سی بیچڈالو پہر اونکی داموں سی اچہی مول لے لو اور ایک روایت
مین یون ہی کہ جمع یعنی خراب خرما کو درہمون کے بدلے مین بیچ دو اور درہمون سی جنیب
یعنی عمدہ خرما مول لے لو اور جمع اور جنیب خرما کی دو قسمین ہین اور یہہ ایک قسم حیلہ کی ہی
اسلئی کہ جس سی خرما خریدتا ہی اوسکی ہاتھہ بیچی یا غیر کے ہاتھہ دونو مین کچہہ فرق نہین فرمایا
تو یہہ ارشاد بیع عینہ وغیرہ کی حیلہ کیطرف راہ بتاتا ہی اور حدیث سی یہہ معلوم ہوتا ہی
کہ جس قول سی گناہگار ہوتا ہوا وس سی خوف کیوقت کنایہ اور اشارہ سی بچنا جائز ہی
اور یہہ قول مین حیلہ ہی جیسا اول حیلہ عمل کا تہا قول کے حیلہ کی مثال یہہ ہی کہ آنحضرت
صلے الله علیہ وآلہ وسلم مشرکونکی ایک طلایہ سی ملے آپکے ہمراہ رکاب چند اصحاب تھے مشرکون نے
(لشکر جو دشمن کی خبر کو بہیجا جاوے ۱۲)
پوچہا کہ تم کن لوگونمین سی ہو آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم ماء سی ہین
(پانی ۱۲)
اور اس سی مراد آپکی خدا تعالی کا یہہ قول تہا خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ پس مشرکون نے ایک
(بنا ایک اچہلتے پانی سی)
دوسرے کیطرف دیکہا اور کہا کہ یمن کے قبیلے بہت ہین شاید یہہ لوگ اونمین سی ہونگے
اور یہین وجہ حضرت عمر رض نے فرمایا ہی کہ مجکو تعجب ہی کہ جو شخص کنایونکو جانتا ہی وہ جہوٹ
کسطرح بولتا ہی اور الله تعالی نے حضرت یوسف ع کو اپنی بہائی کے لینی کا حیلہ سکہلایا
کہ اونکی کجاوہ مین کٹورہ رکہکر اونکو چور ظاہر کر و حیلونکی منکر کہتی ہین کہ حیلے تین
طرح کے ہین ایک قسم تو ثواب اور طاعت ہی اور ایک قسم مباح اور جائز ہے

(الطليعة ... بیابان ۱۲)

فقال المشركون ممن انتم فقال صلى الله
عليه وآله وسلم نحن من ماء اراد قوله تعالى
خلق من ماء دافق فنظر بعضهم الى بعض
فقالوا احياء اليمن كثير لعلهم منهم وانصرفوا
قال عمر عجبت ممن يعرف المعاريض كيف
يكذب وقد علم الله يوسف
الاحتيال لاخذ اخيه
باظهار انه سارق ووضع
الصواع في رحله قال منكروا
الحيل الحيل ثلاثة انواع
نوع قربة وطاعة و
نوع مباح جائز

کہ اوسکا کرنا انکر نیکی نسبت کرغالب ہی یا اوس حیلہ کا خلاف اوسکی مصلحت کے تابع ہے اور ایک قسم حرام اور اللہ پاک کو فریب دینا ہی اور اوسکے واجب کے ساقط کرنے اور مشروع امر کے باطل کرنے اور حرام کی ہوئی چیز کے حلال کرنیکو متضمن ہے ائمہ سلف اور حدیث والے جو حیلہ کا انکار کرتے ہین وہ یہی قسم ہی اسلئے کہ حیلہ خود تعریف اور مذمت کیا نہین جاتا بلکہ جس امر پر حیلہ کیا جاتا ہی وہ اگر اچھا ہی تو حیلہ اچھا ہی اور اگر وہ برا ہے تو حیلہ بھی برا ہی اگر وہ طاعت ہی تو وہ بھی طاعت ہی اور معصیت ہی تو وہ بھی معصیت ہی اور ازانجاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ایسا نکرو جیسا یہودیون نے کیا کہ ادنی حیلون سے خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزونکو حلال جانو اسلئے فقہا کی اصطلاح مین حیلہ جب مطلق بولا جاتا ہی تو اُس سے ایسے ہی حیلے مقصود ہوتے ہین جنسے محرمات حلال سمجھی جاوین جیسے یہودیون کے حیلے اور ہر ایک حیلہ جو متضمن خدا تعالیٰ کے حق کے دور کرنیکا ہو اور حیلہ کا حال مثل فریب دینے کی ہی کہ اوسکی دو قسمین ہین اچھا اور برا اگر حق کے ساتھہ ہو تو اچھا ہوتا ہی اور اگر باطل طور پر ہو تو برا اچھی قسم کے فریب مین سے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مین کہ لڑائی فریب ہی اور بری قسم مین سے ہی حدیث عیاض بن حماد مین جو مسلم کی نزدیک ثابت ہی آپکا ارشاد کہ دوزخ والے پانچ ہین اور

ويرجح فعله على تركه او العكس تابع لمصلحته ونوع محرم و خادعة لله سبحانه متضمن لاسقاط ما اوجبه وابطال ما شرعه وتحليل ما حرمه وانكار ائمة السلف واهل الحديث انما هو لهذا النوع فان الحيلة من حيث هي لا تمدح ولا تذم و انما تعتبر بالامر المحتال عليه فان كان حسنا كانت حسنة وان كان قبيحا كانت قبيحة وان كان طاعة كانت طاعة و ان كان معصية كانت معصية ولما قال صلى الله عليه وآله وسلم لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود فتستحلوا محارم الله بادنى الحيل صارت في عرف الفقهاء اذا اطلقت يقصد بها الحيل التي يستحل بها المحارم كحيل اليهود وكل حيلة تتضمن اسقاط حق لله او لآدمي وذلك كالخداع فانه ينقسم الى محمود ومذموم فان كان بحق فهو محمود وان كان بباطل فهو مذموم ومن النوع المحمود قوله صلى الله عليه وآله وسلم الحرب خدعة ومن النوع الذي هو مذموم قوله صلى الله عليه وآله وسلم فيما ثبت عن عياض بن حماد عند مسلم اهل النار خمسة

او نمین سی ایک اُسکو ذکر فرمایا کہ صبح اور شام تمکو تمہارے اہل اور مال کی
طرف سے فریب ہی دیتا رہے اور ان آیتونمین بھی بُری قسم مذکور ہی یُخَادِعُونَ
(دغابازی کرتے ہین اللہ سے اور ایمان والوں سے ۱۲)
اللّٰہَ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا اور وَاِن یُّرِیدُوا اَن یَّخدَعُوکَ اور اچھی قسم مین سے ہی
(اور اگر وہ چاہین کہ تمکو دغا دین ۱۲)
فریب دینا کعب بن اشرف اور ابو رافع کو جو دو دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے تھے اور فریب دینا نعیم بن مسعود کا بنی قریظہ اور احزاب کو کہ اونمین ایک
ایسی بات ڈالدی جو سبب اونکی جدائی اور پھر جانیکا ہوگئی اسیطرح مکر بھی دو قسمون
پر منقسم ہی اچھا اور بُرا اور اچھی قسم مین سے ہی خدا تعالی کا مکر اصحاب مکر سے
اونکی فعل کے مقابلہ مین جیسا قران مجید مین ہے وَیَمکُرُونَ وَیَمکُرُ اللّٰہُ اور
(اور وہ بھی فریب کرتے تھی اور اللہ بھی فریب)
وَمَکَرُوا مَکرًا وَّمَکَرنَا مَکرًا اور یہی حال کید کا ہی جیسا اس آیت مین ہی اِنَّھُم یَکِیدُونَ
(اور انھون نے بنایا ایک فریب اور ہمنے بنایا ایک فریب ۱۲ — البتہ وہ لگی ہین ایک)
کَیدًا وَّاَکِیدُ کَیدًا **فصل** جب یہ جان چکے تو کچھ دشوار نہین کہ آدمیکو ایسا
(داؤ کرنے مین اور مین لگا ہون ایک داؤ کرنے مین ۱۲)
قول یا فعل کرنا درست ہو جس سے مقصود عمدہ مطلب ہو گو قول وفعل ظاہر کی رو سے
خلاف مقصود ہو مگر جب اسمین مصلحت اور نیت ظلم کی دور کرنے اور کسی حرام حیلہ
کے باطل کرنیکی ہو تو جائز ہوسکتا ہی اور حرام یہ امر ہی کہ معاملات شرعی سے وہ
چیز قصد کری جو خدا تعالی نے اوسکے لئے مشروع نہین فرمائی تو اسصورت مین
خدا تعالی کے دین سے فریب کرنیوالا اور اوسکی شریعت کا جل دینیوالا ہو جاویگا

ذكر منهم رجل لا يصبح ولا يمسي الا وهو يخادعك عن اهلك ومالك وقوله تعالى يخادعون الله والذين آمنوا وان يريدوا ان يخدعوك ومن النوع المحمود خداع كعب بن الاشرف وابي رافع عدوي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وخداع نعيم بن مسعود لبني قريظة والاحزاب حتى القى بينهم ما كان سبب افتراقهم ورجوعهم وكذلك المكر ينقسم الى محمود ومذموم فمن المحمود مكره تعالى باهل المكر مقابلة لهم بمكرهم ويمكرون ويمكر الله ومكروا مكرا ومكرنا مكرا وكذلك الكيد كقوله تعالى انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا

فصل اذا عرف ذلك فلا اشكال انه يجوز للانسان ان يظهر قولا او فعلا مقصوده به مقصود صالح وان كان ظاهره خلاف ما قصد به اذا كان فيه مصلحة دينية مثل دفع الظلم او ابطال حيلة محرمة وانما المحرم ان يقصد بالعقود الشرعية غير ما شرعت له فيصير مخادعا لله كائدا لشريعته

فان مقصوده حصول الشيء الذي حرمه الله تبارك بالحيلة او اسقاط ما اوجبه ومثال النوعين اليمين فان الحق اذا كان عليه يجحده وحلف على انكاره متاولا فان تاويله لا يسقط عنه اثم اليمين الغموس والنبي المستحلف في ذلك باتفاق المسلمين واما المظلوم المحتاج فانه ينفعه تاويله فينجيه من الاثم ويكون اليمين على نيته واذا استحلفه ظالم فتاول الايمان بجمع يمين بمعنى اليد والظهار

کیونکہ اوسکا مقصود حاصل ہونا اوس بات کا ہی جسکو اللہ تعالی نے اس حیلہ سے
لینا حرام کیا تہا یا یہہ غرض ہی کہ جو چیز اللہ تعالی نے واجب کی ہی اوسکو دور کردے
اور ان دونو قسمونکی مثال قسم ہی پس اگر حق اوسکے ذمہ پر ہی اور یہہ اوسکا انکار
کرے یا انکار پر تاویل کی روسی قسم کہاوی تو اوسکی تاویل جہوٹی قسم کے گناہ
کو دور نکریگی اور آبا یمین قسم کہانیوالی ہی کی قسم کا اعتبار ہوتا ہی اور مظلوم محتاج
کو البتہ تاویل مفید ہی اور گناہ سی بچاتی ہی اور قسم اوسکی نیت کی موافق ہوجاتی ہی
مثلا جب اوس سی کوئی ظالم ایمان چاہی اور وہ ایمان کے معنی جمع یمین بمعنی ہاتہہ
کے ٹہرالے اور طلاق کی معنی یون بنالے کہ اوسکی بیبی قید سی چہٹی ہوئی ہے
یا غیر کے نکاح سی آزاد ہی اور حر اور عتیق کے معنی یون بدلدی کہ اوسکی مملوک پارسا
اور کریم ہین یا اور اسیطرح کی تاویل کری تو اوسکو یہہ تاویل بچاویگی **فصل** اور جس
مظلوم سی قسم لیجاتی ہی اوسکی لئی دو نکلنی کے رستی ہین ایک تو قسم کے وقت تاویل
سی اور اگر یہہ اوس سی نہ بن سکی تو دوسرا اور طریق نکلنی کا ہی جس سی بعد کو چہٹتا ہی
مثلا جب مظلوم سی راہزن وغیرہ اسبات کی قسم لیلین کہ ہمارا حال کسی سی نہ کہی تو
اسکا حیلہ یہہ ہی کہ حاکم اوس شخص سی ہر تہمت والیکا حال پوچہی اور وہ بیگناہ کو تو
بری کردی اور تہمت والیکی حالمین سکوت کری اور جب اوس سی کوئی ظالم قسم لے

بان امراته طالق من الوثاق او طالق من عمله وتاول ان كل مملوك له حر او عتيق انه عفيف او كريم او نحو ذلك خلصه ذلك فصل والمظلوم المستحلف له مخرجان احدهما حال الحلف فان فاته فانه مخرج اخر اذا بهت بعده كما اذا استحلفه قطاع الطريق او نحوهم ان لا يخبر بهم فالحيلة في ذلك ان يسأله الوالي عن كل واحد من المتهمين فيبرئ البريء ويسكت عن المتهم فاذا استحلفه ظالم

کہ اپنی قرضدار کا شکوہ نکرینہ اوس سی اپنا حق مانگے اور اسنی قسم کہا لی اور نا دیل
نکی تو قرض کا حوالہ کسی اور شخص پر کر دی جو قرضدار سی مطالبہ کری اور اسیطرح اگر
کوئی ظالم اوس سی قسم لے کہ میری ہاتہہ فلان چیز بیچیگا تو اوسکو چاہیی کہ اوس
شی کا مالک اپنی بیبی یا اولاد کو کر دی پہر جب اسکے بعد ظالم اوس سی وہ چیز خریدی تو یہہ اپنی
قسم کو پورا کر دی مگر جسکو اوس چیز کا مالک کر دیا ہی وہ اوس چیز کی حوالہ کرنیسی باز رہے

فصل اور اُن حیلونکی جنکی باعث آدمی مکر سے بچی بہت سی مثالین ہین اول یہہ
کہ کسی زمین کو کئی برس کے لئی اجارہ لے پہر جب مین درست ہو جاوے تو ڈر ہی کہ مالک کچہہ
نہ کچہہ فریب ورد غا کریگا اور نہین تو یہی سہی کہ اسوقت زمین کا اجارہ اسقدر نہی زیادہ
ہی جو پہلی کہدیا ہی تو اس مکر سی بچنی کا حیلہ یہہ ہی کہ ہر برسکا اجارہ مقرر کر دی اور پچھلی برسون
کا اجارہ زیادہ کری اور پہلونکا کم تو اس تدبیر سی اوسکو دغا کرنی آسان نہوگی اور اسکی برعکس اگر
مالک کو مستاجر کے دہوکے اور دغا کا خوف آئندہ کو ہو تو وہ شروع کی برسونمین
زیادہ اجارہ مقرر کری دوسری مثال یہہ ہے کہ آدمیکو یہہ خوف ہو وی کہ
زمیندار اجارہ مینمجکو وہ زمین دیگا جو اوس کی ملک نہین یا بائع
میرے ہاتہہ غیر کی چیز بیچ لیگا اور مالک آویگا تو معاملہ جاتا
رہیگا تو اسکی تدبیر یہہ ہے کہ زمیندار خواہ بائع سے اجارہ

ان یضمن المؤجر او البائع
درک المؤجر او المبیع وان ضمن
من یخاف منه الاستحقاق
والمطالبة فهو اقوی المثال
الثالث اذا اراد ان یستاجر
اشجارا وقالوا لا یجوز
اجارتها لان المقصود منها الفواکه
فیؤدی الی ان یکون من بیع الثمر قبل بدو صلاحها
فالحیلة فی الجواز ان یؤجره الارض ویساقیه
علی الشجر بجزء معلوم قال شیخ الاسلام
وهذا لا یحتاج الیه بل الصواب جواز اجارة
الشجر کما فعل عمر بن الخطاب
بحدیقة اسید بن حضیر فانه اجرها سنین
وقضی بها دینه قال واجارة الشجر لاجل ثمرها
بمنزلة اجارة الارض لمغلها فان المستاجر
یقوم علی الشجر بالسقی والاصلاح حتی
تحصل الثمرة کما یقوم علی الارض
بالحرث والسقی والبذر حتی
یحصل المغل فثمرة الارض
تجری مجری مغل الارض
فان قیل الفرق بین
المسئلتین ان المغل
وهو ملک المستاجر
والمعقود علیه

بیان ضمانت سے

کی زمین یا مبیع کا ضامن ہے لیوی کہ دوسرے کے استحقاق کی صورتمین جوابدہی
ہماری ذمہ ہی اور اگر اوس شخص کو ضامن لیوی جسکے استحقاق یا مطالبہ کا خوف ہو
تو یہہ بڑی پکی بات ہی تیسری مثال یہہ ہی کہ درختونکی اجارہ لینی کا ارادہ کری
لوگ کہتی ہین کہ اونکا اجارہ جائز نہین اسلئی کہ مقصود درختون سی میوی ہین تو
اونکا اجارہ کے یہہ معنی ہوئی کہ میوونکی بیع پہلے گدر ایسی درست ہی تو درختون
کے اجارہ کی جواز کا حیلہ یہہ ہی کہ زمیندار سی زمین اجارہ لے اور درختونپر اوس
سے عقد مساقات ایک حصہ مقرری پر کرلے شیخ الاسلام فرماتے ہین کہ اسکی
(پانی دینا)
کچھہ حاجت نہین بلکہ صواب یہی ہی کہ درخت کا اجارہ درست ہی چنانچہ حضرت عمر
بن خطاب رض نے اسید بن حضیر کے باغکو چند سال اجارہ دیکر زر اجارہ سی اوس کا
قرض ادا کیا تہا اور یہہ بہی شیخ الاسلام کا قول ہی کہ درختونکا اجارہ لینا پہلون
کے لئی ایسا ہی جیسا زمین کا اجارہ لینا غلہ کی لئی کیونکہ مستاجر درختونکی خدمت
پانی دینی اور درست کرنے سی کرتا ہی یہانتک کہ پہل حاصل ہون جیسی مستاجر زمین
کا زمین کی خدمت جوتنی بونے اور پانی دینی سی کرتا ہی تا کہ غلہ حاصل ہو پس درختونکا
پہل بمنزلہ زمین کے غلہ کے ہی اب اگر کہا جاوی کہ فرق دونو صورتونمین یہہ ہی
کہ زمین کے اجارہ مین بیج کا غلہ مستاجر کی ملک ہوتی ہی اور معاملہ اسپر ہوا ہی کہ اوسکو

زمین مین ڈالکر پانی دینے اور خدمت کرنے سے فائدہ اوٹھاوے بخلاف درختونکے
اجارہ لینے کے کہ اسصورتمین پھل درخت مین سے نکلتا ہے اور وہ ملک زمیندار
کی ہے تو اسکا جواب کئی وجہ سے ہے اول یہہ کہ اس فرق کو معاملہ کی درستی مین
کچھہ اثر نہین دوسرے یہہ کہ اس فرق سے زمین کا اجارہ لینا گھاس پھوس کیواسطے
باطل ٹھہرتا ہے جسکو خداتعالی بدون توبہ مستاجر کے اوگاتا ہے اور یہہ گھاس
وغیرہ نظیر درخت کے پھل کی ہے تیسرے یہہ کہ پھل جو حاصل ہوا ہے تو صرف پانی دینے
اور خدمت کرنے اور خبرگیری سے ہوا ہے تو وہ مستاجر کے عمل اور درخت سے پیدا
ہوا ہے یعنی اوسکے حاصل ہونے مین مستاجر کا بھی اثر اور کام ہے چوتھے یہہ کہ کھیتی
کا پیدا ہونا صرف تخم سے نہین بلکہ تخم اور مٹی سے ہے اور مٹی ملک زمیندار کی ہے
جیسے پھل درخت سے حاصل ہوا اور وہ ملک مالک کی ہے اور زمین مین تخم ڈالنا قائم مقام
درخت مین پانی دینے کے ہے اتنا ہی ہے کہ مستاجر زمین نے زمیندار کی زمین مین ایک
بستہ چیز رکھی اور درخت کے مستاجر نے درخت مین ایک بہتی چیز رکھی ہے مالک
کی اصل اور مستاجر کے پانی اور کام سے پھل پیدا ہوا جیسے غلہ زمیندار کی زمین اور
مستاجر کے بیج اور خدمت سے حاصل ہوا اور یہہ نہایت صحیح قیاس روے زمین پر
ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ امت مین سے فقیہ تر اور عالم تر اُن باتون کے تھے

الانتفاع بما يداعه في الارض وسقيه والقيام عليه بخلاف [illegible] استيجار الشجر فان الثمر من الشجر وهي ملك المؤجر فالجواب من وجوه الاول ان هذا الفرق لا اثر له في صحة العقد الثاني ان هذا يبطل استيجار الارض لكلاءها وعشبها الذي ينبته الله بدون عناية من المستاجر فهو نظير ثمر الشجر الثالث ان الثمر انما حصلت بالسقي والخدمة والقيام على الشجر فهي متولدة من عمل المستاجر ومن الشجر وللمستاجر اثر وعمل في حصولها الرابع ان تولد الزرع ليس من البذر وحده بل من البذر والتراب والماء والهواء فحصول الزرع من التراب الذي هو ملك المؤجر كحصول الثمر من الشجر والبذر في الارض قائم مقام السقي للشجر فهذا اودع في الارض المؤجر عينا جامدة وهذا اودع في الشجر عينا مائعة ثم حصلت الثمرة من اصل هذا وماء المستاجر وعمله كما حصل المغل من ارض هذا وبذر المستاجر وعمله وهذا من اصح قياس على وجه الارض فتبين ان الصحابة افقه الامة واعلمهم [illegible]

جو حکمو نہین تاثیر کرتی ہین اور کسی نے صحابہؓ مین سی حضرت عمرؓ پر باغکے اجارہ دینے
مین انکار نکیا تو اسپر انکا اجماع پایا جاتا ہی علاوہ ازین جو حیلہ کہ اسباب مین
لوگون نے ذکر کیا ہی وہ سب جگہہ نہین چلتا مثلا باغ اگر کسی یتیم کا ہو تو اوسکی اجارہ
دینی والیکو جائز نہین کہ اسصورتمین مساقات مین فروگذاشت کری چوتھی مثال یہہ ہے
کہ جس صورتمین ایکعورت معین سی نکاح کرنیکو یا ایک معین لونڈی کے خریدنیکو
دوسرے شخص کو وکیل کری اور اسبات کا ڈر ہو کہ کہین وکیل کو وہ پسند نہ آجاوے
اور اُس سی خود اپنی شادی کر لے یا لونڈی اپنی لئی مول لے لی تو لونڈی کے
بابمین یہہ حیلہ ہی کہ وکیل سی کہدی کہ اگر تو اوسکو اپنی لئی خریدی تو وہ آزاد ہے
اور عورتکی بابمین یہہ کہدینا کہ تو اپنی آپ اگر اوس سی نکاح کری تو اوسکو طلاق ہی یہ
اُن لوگونکی نزدیک مفید ہی کہ عورتکے بابمین طلاق مشروط کو صحیح کہتی ہین جیسی امام
مالک اور امام ابوحنیفہؒ مگر امام شافعیؒ اور احمدؒ کے قولکے بموجب یہہ کارآمد نہین اب
اگر وکیل اسعورت سی اپنا نکاح چاہی یا لونڈی خاص اپنی واسطی لیا چاہی اور منظور
یہہ ہو کہ اپنی اور خدا تعالیٰ کے درمیان کے معاملہ مین گنہگار نہو تو اوسکا حیلہ
یہہ ہی کہ اپنی آپکو وکالت سی برطرف کردی پہر اوس عورت کا معاملہ اپنی لئی کری اور اگر
اوسکا معاملہ اپنی لئی کر لیگا تو اس حرکت سی بھی وکالت سی معزول ہو جاویگا لیکن

اگر وکیل کو یہہ خوف ہو کہ یہہ بیل منڈہی نہ چڑہیگی اسطرح کہ موکل ایک حنفی حاکم کی
یہان مرافعہ کریگا جسکا مذہب یہہ ہی کہ وکیل اپنی آپکو موکل کی غیبت مین معزول
کرلینی کا مالک نہین تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ اوس لونڈی کو ایسی چیز کے عوض مین
اپنی لئی مول لے کہ جس چیز کے عوض مین موکل نے اجازت دی ہی اوسکی جنس
سے نہو تو اسوقت یہہ خرید اسیکی ہو جاویگی پانچوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص کا
دوسری کے ذمہ قرض ہی اور قرضخواہ نے سفر کرنا چاہا اور یہہ ارادہ کیا کہ قرضدار سے
کچھہ کم کرکے باقی کو اوسیوقت لے لی تو اس مسئلہ مین علما کا اختلاف ہی ابن عباس اسکو
جائز فرماتی ہین اور ابن عمر حرام اور امام احمد سے دو روایتین ہین مشہور تر روایت اس سے
منع کی ہی اور دوسری روایت جواز کی اور یہی روایت ہماری شیخ نے اختیار کی ہی اور
ابن عبد البر نے جو امام شافعی سے استذکار مین جواز کی صورت نقل کی ہی تو وہ اسی صورت
مین ہی کہ یہہ معاملہ بدون شرط کی ہوا ہو یعنی قرضدار نے قرضخواہ کو کچھہ قرض ادا کردیا اور باقی قرض
سے قرضخواہ نے اوسکو بری کردیا یہانتک کہ اگر پہلی ادا کرنی اور معاف کرنی باقی کی شرط بھی
کرلی ہو اور پھر اس شرط کی بموجب عمل کیا ہو تو امام شافعی کی نزدیک درست ہوگا اسلئی کہ
اونکی مذہب مین شرط موثر وہی ہوتی ہی جو معاملہ کے ساتھہ ہوا اور امام مالک اس صورت
کو نہ شرط کے ساتھہ جائز رکھتے ہین نہ بدون شرط کے تاکہ ذریعہ مسدود ہووے

المثال الخامس اذا كان له على رجل دين مؤجل واراد ان يضع عن البعض ويعجل له باقيه
اختلف فى ذلك فاجازه ابن عباس
وعن احمد روايتان اشهرهما المنع
والثانية الجواز وهو اختيار شيخنا و
اما ما حكاه ابن عبد البر فى الاستذكار
عن الشافعى فانما هو حيث جرى ذلك
بغير شرط بل عجل البعض وابرأه عن الباقى حتى لو كان قد
شرط ذلك قبل الوضع والتعجيل ثم فعله على الشرط
المتقدم صح عنده لان الشرط
المؤثر عنده هو الشرط
المقارن واما مالك
فانه لا يجوز مع الشرط
ولا دونه سدا للذريعة

جو لوگ اسصورت سے منع کرتے ہین وہ اپنی دلیل احادیث اور غرض سے کرتے ہین احادیث تو یہہ ہین کہ سنن بیہقی مین مقداد بن اسود سے روایت ہی کہ مینے ایک شخص کو سو دینار قرض دئے پہر میرا قرعہ ایک لشکر مین نکلا جسکو رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہیجا تہا تو مینے اوس شخص سے کہا کہ تو مجکو ابھی نوے دینار دیدے دس دینار تجکو مین چہوڑ دونگا اوسنے کہا اچھا پہر اسکا ذکر اوس شخص نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا آپنے فرمایا کہ تونے مقداد کا سود کہایا اور اوسکو کہلایا اور اس حدیث کی سند مین ضعف ہی اور ابن عمر رض سے صحت کو پونہچا ہی کہ جس صورت مین ایک شخص کا قرض دوسرے کے پاس ہو اور مال والا اوس سے کسیقدر کم کردے اور دوسرا شخص باقی مال اوسکو اوسیوقت دیدے تو اسبات کو حضرت ابن عمر رض نے مکروہ جانا اور اوس سے منع فرمایا اور ابو منہال سے صحیح روایت ہی کہ اوسنے حضرت ابن عمر رض سے یہہ سوال کیا کہ ایک شخص کا میرے اوپر قرض ہی اور وہ مجہہ سے کہتا ہی کہ تم مجکو ابھی دیدو تو مین تم سے کچہہ کم کردونگا حضرت ابن عمر رض نے مجکو اس امر سے منع فرمایا اور فرمایا کہ امیر المومنین حضرت عمر رض نے ہمکو منع فرمایا ہی کہ نقد چیز کو قرض کے بدلے مین بیچین۔ اور ابو صالح مولی سفاح جنکا نام عبید ہی کہتے ہین کہ مینے بازار والونکے ہاتہہ گیہون کچہہ مدت پر بیچی تہی پہر مینے کوفہ کو جانا چاہا ان لوگون نے مجہہ سے کہا کہ تم

واخرج المنافی بن الآثار والمعنی انه فی سنن البیهقی عن المقداد بن الاسود قال اسلفت رجلا مائة دینار ثم خرج سهمی فی بعث بعثه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقلت له عجل تسعین دینارا واحط عشرة دنانیر فقال نعم فذکر ذلک لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال اکلت ربوا یا مقداد واطعمته وفی سنده ضعف وصح عن ابن عمر انه یکون للرجل علی رجل الی اجل فیضع عنه صاحبه ویعجل له الآخر فکره ذلک ونهی عنه وصح عن المنهال انه سال ابن عمر فقال لرجل علی دین فقال لی عجل لی لاضع عنک قال فنهانی عنه وقال نهی امیر المومنین عمر ان نبیع العین بالدین وقال ابو صالح مولی السفاح واسمه عبید بعت بزا من اهل السوق الی اجل ثم اردت الخروج الی الکوفة فعرضوا علی

حضرت امام ابن

ان اضع عنہم و ینقدونی
فسألت عن ذلک زید بن ثابت
فقال لا امرک ان تأکل
ہذا ولا تؤکلہ رواہ مالک
فی الموطا واما المعنی فانہ
اذا تعجل البعض واسقط
الباقی فقد باع الاجل بالقدر
الذی اسقطہ وذلک عین الربوا کما لو باع
الاجل بالقدر الذی یزید اذا حل علیہ
الدین فقال زدنی فی الدین وازید لک
فی المدۃ فای فرق بین ان تقول حط من
الاجل واحط من الدین او تقول زد فی الاجل
وازید فی الدین قال زید بن اسلم
کان ربوا الجاہلیۃ ان یکون للرجل
علی الرجل الحق الی اجل فاذا حل الحق قال
لہ غریمہ اتقضی ام تربی فان قضاہ اخذ
والا زادہ فی حقہ واخر عنہ فی الاجل
رواہ مالک وہذا
الربوا مجمع علی تحریمہ بل
تحریمہ معلوم من دین
الاسلام قالوا فنقص الاجل
فی مقابلۃ نقص العوض کزیادتہ
فی مقابلۃ زیادتہ فکما ان
ہذا ربوا فکذلک الآخر

ہمکو کچھہ چھوڑ دو تو ہم ابھی نقد حوالہ کرین مین نے اس امر کو حضرت زید بن ثابت سے پوچھا آپ نے فرمایا کہ مین تجکو حکم نہین کرتا کہ اس مال کو کہاوے یا کہلاوے روایت کیا ہی اسکو مالک نے موطا مین اور غرض کی جہت سے یہہ دلیل ہی کہ جب بعض قرض نقد لیلیا اور باقی کو چھوڑ دیا تو اس سے یہہ غرض ہوئی کہ مدت کو اوس مال کی عوض جو چھوڑ دیا ہی بیچڈالا اور یہہ بعینہ سود ہی جیسے مدت کو اوس مقدار کی عوض بیچدے جو قرضدار پر بڑہا دے یعنی جسوقت قرض کی مدت پوری ہو جاوے تو قرضدار سے کہے کہ تو قرض مین زیادتی کر دے مین مہلت مین بڑہا دونگا تو ان دونو صورتون مین کیا فرق ہی خواہ یہہ کہے کہ مدت کم کر دے قرض کم کردونگا یا یہہ کہے کہ مدت بڑہا دے مین قرض زیادہ کردونگا زید بن اسلم کہتے ہین کہ جاہلیت کا سود یہہ تہا کہ ایک شخص کا حق دوسرے پر ایکمدت کے لئے ہوتا تہا جب اوس حق کی مدت پوری ہو جاتی تہی تو صاحب حق قرضدار سے کہتا تہا کہ تو میرا حق ادا کرتا ہی یا سود دیگا اگر وہ دیدیتا تو لے لیتا ورنہ حق مین زیادہ کر کے مدت بڑہا دیتا روایت کیا اسکو امام مالک نے اور اس سود کی حرمت پر اتفاق ہی بلکہ دین اسلام مین اوسکی حرمت ظاہر ہی اس معاملہ کو منع کرنیوالے کہتے ہین کہ مدت کا ناقص کرنا بعوض مال کے کم کرنیکے ایسا ہی جیسا مدت کا بڑہانا بمقابلہ مال کے بڑہانیکے تو جسطرح دوسری صورت باتفاق سود ہی اسیطرح اول بھی سود ہوئی

چاہیے اور جو لوگ اس معاملہ کے جواز کیطرف گئے ہین وہ یہہ کہتے ہین کہ حضرت
ابن عباس رض سے صحیح ہوا ہے کہ وہ اس صورت مین کچھہ مضائقہ نہین دیکھتے تھے
کہ قرضدار کہے کہ مین تجھے نقد ابھی دیدونگا اگر تو کم کردے اور یہی صورت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ جب آپنے بنی نضیر کو مدینہ منورہ مین سے نکالدینے کا حکم فرمایا
تو کچھہ لوگ اونمین سے آپکی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص آپ نے
بنی نضیر کے نکالدینے کا ارشاد فرمایا ہے اور انکا قرض لوگونکے ذمہ ہے کہ ابھی اسکا
وقت ادا کا نہین آیا آپنے فرمایا کہ کچھہ کم کر کے نقد اسیوقت لیلو ابو عبد اللہ حاکم
کہتے ہین کہ اس روایت کی اسناد صحیح ہے مین کہتا ہون کہ یہہ اسناد سنن کی شروط کی موجب
ہے مگر بیہقی نے اس اسناد کو ضعیف کہا ہے اور اسناد مین معتبر لوگ ہین الا بیہقی نے مسلم بن
خالد زنجی کی جہت سے ضعیف کہا ہے حالانکہ وہ شخص معتبر اور فقیہ ہے امام شافعی ع اس
سے روایت کرتے ہین اور اوسکی روایت سے حجت کرتے ہین اور بیہقی نے اس معاملہ کا عنوان
یہہ لکھا ہے باب ہے اوس شخص کا جسکو اسکے حق سے کمتر دیا جاوے بیشتر وقت کے آنیسے اور
وہ قرضدار سے کم کردے اور دونو کا دل اس سے راضی ہو اور شاید مراد انکی یہہ ہے کہ یہ معاملہ
بے شرط ہوا ہو کہ اسنے جلد ادا کیا اور اوسنے حق کم کردیا اور اسمین کچھہ ممنوع امر نہین
اباحت والے یہہ بھی کہتے ہین کہ یہہ صورت سود کی صورت کے خلاف ہے اسلئے کہ سود کی صورت

قال البيهقي ... عن ابن عباس انه كان لا يرى بأساً ان يقول اعجل لك وتضع عني وهو الذي روى ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما امر باخراج بني النضير من المدينة جاءه اناس منهم فقالوا يا رسول الله انك امرت باخراجهم ولهم على الناس ديون لم تحل فقال صلى الله عليه وآله وسلم ضعوا وتعجلوا قال ابو عبد الله الحاكم هو صحيح الاسناد قلت هو على شرط السنن وضعفه البيهقي واسناده ثقات وانما ضعف بمسلم بن خالد الزنجي وهو ثقة فقيه روى عنه الشافعي واحتج به وقال البيهقي باب من عجل له ادنى من حقه قبل محله فوضع عنه طيبة به انفسهما وكان مراده ان هذا وقع من غير شرط بل هذا تعجل وهذا وضع ولا تلازم ... فقالوا وهذا ضد الربا فان ذلك

نیل الاوطار

تو مدت اور قرض دونو کی زیادتی کو متضمن ہی جسمین قرضدار کا ضرر ہے اور
ہمارا مسئلہ اس امر کو متضمن ہی کہ قرضدار کا ذمہ قرض سی پاک ہوجاے اور مالک
مال جو مال جلد پاوی تو اوس سی فائدہ اوٹھاوی غرضکہ اسصورتمین دونو شخصونکا
فائدہ ہی اور ضرر کچہہ نہین بخلاف سود کیصورت کے جسپر اتفاق ہی کہ اوسمین مدیونکا
ضرر ہی اور قرضخواہ کا فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ یہہ صورت سود کیصورت کے ظاہر و باطن
مین خلاف ہی اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ مدت کی عوض مین سود بڑہا دینا ایک بڑی
ضرر کا ذریعہ ہی کہ ایکدرم ہوتے ہوتے ہزارون ہوجاوینگی قرضدار کا ذمہ بفائدہ پہنسا
رہیگا اور کم کرنے اور جلد لی لینی کیصورتمین قرضدار کا تو ذمہ پاک ہوتا ہی اور قرضخواہ
جلد مال لیکر فائدہ اوٹھاتا ہی اور نیز شارع کو دین سے ذمونکی بری ہونے کیطرف نظر
ہے اور قرضدار مدیون کا نام اسیر رکہا ہی تو اوسکے ذمہ کے پاک کرنیمین اوسکو
قید سی چہوڑانا ہی اور یہہ امر ضد ہی اوسکی ذمہ کو زیادتی مین مشغول کردینے کا۔
چہٹی مثال یہہ ہی کہ بری کرنیکو شرط سے معلق کرنا درست ہی اور دراوسکو امام احمدؒ
نے کیا ہی اور ہماری اصحاب کہتی ہین کہ درست نہین مثلاً جب کہا کہ اگر مین مرجاؤن
تو جو مال میرا تیری ذمہ ہی اوس سی تو بری ہی تو اگر برارت کو خود اپنی مرنے پر معلق کریگا
تو درست ہوگا اسلئی کہ یہہ صورت وصیت کی ہی اور اگر یہہ کہیگا کہ تو مرجاوی تو بری ہے

يتضمن الزيادة في الاجل والدين وذلك ضرر محض
بالنسبة ومسئلتنا تتضمن براءة ذمة الغريم من الدين
وانتفاع صاحبه بما يتعجله
فكلاهما حصل له الانتفاع من غير ضرر بخلاف الربا المجمع
عليه فان ضرره لاحق بالمدين ونفعه
مختص برب الدين وهو ضد الربا صورة ومعنى
قالوا ولان مقابلة الاجل بالزيادة في الربا ذريعة
الى اعظم الضرر وهو ان يصير الدرهم الواحد الوفا مؤلفة فتشتغل الذمة بغير فائدة وفي الوضع
والتعجيل تتخلص ذمة هذا من الدين وينتفع ذاك بالتعجيل
قالوا والشارع له تطلع الى براءة الذمم من الديون
ويسمى الغريم المدين اسيرا ففي براءة ذمته
تخليص له من الاسر وهذا ضد
شغلها بالزيادة المثال السادس
يجوز تعليق الابراء بالشرط
ونص عليه وفعله الامام احمد
وقال اصحابنا لا يصح قالوا
فاذا قال ان مت
فانت في حل
من مالي عليك فان علق
ذلك بموت نفسه صح لانه وصية

وان علقه بموت من عليه الدين لم يصح لانه تعليق البراءة بالشرط ولا يصح كما لا يصح تعليق الهبة فيقول اولا لم يعرف الاصل غير ثابت بالنص ولا بالاجماع بل قد صح انه صلى الله عليه وآله وسلم علق الهبة بالشرط في حديث جابر قال لو قد جاء مال البحرين لاعطيتك هكذا ثم هكذا ثلاث حثيات وانجز له الصديق ذلك بعد موته صلى الله عليه وآله وسلم فان قيل كان ذلك وعدا قلنا نعم والهبة المعلقة بالشرط وعد وكذلك فعل النبي صلى الله عليه وآله وسلم لما بعث الى النجاشي بمسك وقال لام سلمة اني قد اهديت الى النجاشي حلة واواقي من مسك ولا ارى النجاشي الا قد مات ولا ارى هديتي الا مردودة فان ردت علي فهي لك الحديث وذكره رواه احمد والصحيح صحة تعليق الهبة بالشرط عملا بهذين الحديثين وايضا فالوصية تمليك وهي في الحقيقة تعليق التمليك بالموت فانه اذا قال ان مت

یعنی بَری ہونیکو مدیون کے مرنے پر معلق کریگا تو درست نہوگا اسلیٔے کہ اِسصورت
مین بَری ہونیکو شرط پر معلق کیا ہی اور وہ درست نہین جیسے کہ ہبہ کا شرط پر معلق
کرنا درست نہین پس جو لوگ تعلیق کو درست کہتے ہین وہ اول تو یہہ کہتے ہین کہ عدم
جواز اصل مین یعنی ہبہ مین نہ نص سے ثابت ہی نہ اجماع سے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے جابرؓ کی حدیث مین ثابت ہوا ہی کہ آپنے ہبہ کو شرط پر معلق کیا ہی یعنی یہہ فرمایا
کہ اگر بحرین کا مال آویگا تو مین تجکو اتنا پہر اتنا تین لپ بہر دونگا اور حضرت صدیقؓ
نے جابرؓ کو بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بحرین کے مال مین سے وتناہی
پورا دیا - اب اگر کوئی کہی کہ یہہ تو وعدہ تہا ہبہ کہان ہی تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ان
وعدہ تہا اور ہبہ جو شرط سے معلق ہوتا ہی وہ بہی وعدہ ہی ہی اور اسیطرح فعل آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسوقت کہ نجاشی کو مشک کا ہدیہ بہیجا اور ام المومنین ام سلمہؓ
سے فرمایا کہ مینے نجاشی کو ایک حلہ اور مشک کی برتن ہدیہ بہیجی اور مجکو یون ہی سوجہتا ہے
کہ نجاشی مرگیا اور مجہے معلوم ہوتا ہی کہ میرا ہدیہ واپس آویگا تو اگر میری پاس آویگا تو وہ
تیرا ہی ذکر کیا حدیث کو روایت کیا اوسکو امام احمدنے اور صحیح یہہ ہی کہ ان دونو حدیثون
پر عمل کرنے سے ہبہ کا معلق کرنا شرط سے درست ہی اور نیز وصیت مالک کرنا ہی تو حقیقت مین
وصیت ہبہ ہی کہ مالک کردینے کو موت پر معلق کردے یعنی جب یہہ کہی کہ اگر مین اس مرض سے

مرجاؤن تو فلان شخص کو اتنی اتنی مال کی وصیت کرتا ہون تو یہہ صورت مالک کردینا ہی جو موت سے وابستہ ہی اور اسیوجہ سے صحیح یہہ ہی کہ وقف کا معلق کرنا شرط سے درست ہے میمونی کی روایت مین وقف کے معلق کرنیکی موت پر تصریح کی گئی ہی اور تمام تعلیقین اسکے معنو نمین ہین ہرگز کچھہ فرق نہین اور اسلیئے ابو الخطاب نے سب تعلیقونکا عام قاعدہ کیاہی اور کہا ہی کہ وقف کا معلق کرنا موت پر درست نہین اور بہتر یہہ ہی کہ نص کو عام کیا جاوی اور کہا جاوے کہ وقف کی تعلیق موت وغیرہ پر درست ہے اور یہہ ایکوجہہ ہی امام احمد کے مذہب مین کی دو وجہون مین سے اور یہی مذہب مالک رح کا ہی اور امام احمد رح نے تصریح اسکی درست نہونیکی معلوم نہین ہوتی بلکہ درست نہونا قول قاضی اور اوسکی ساتھیونکا ہی اور مسئلہ مین ایک تیسری صورت ہی کہ اوسکا معلق کرنا موت کی شرط پر درست ہی نہ اوسکی سوا اور کسی شرط پر اور یہی اختیار کیا ہی شیخ موفق الدین نے اور فرق یہہ بیان کیا ہی کہ وقف کو موت پر معلق کرنا وصیت ہی اور وصیت مین گنجایش نسبت زندگی کے تصرف کی زیادہ ہی اسوجہ سے کہ وصیت مجہول اور معدوم اور حمل کی بھی ہوا کرتی ہی اور صحیح یہہ ہی کہ وقف کی تعلیق مطلقا درست ہی اور اگر موت پر اوسکو معلق کرنا وصیت ہوتا تو چاہیی تھا کہ وارث پر ممتنع ہوتا جیسے وصیت اوسکی حق مین نہین ہوسکتی اور اسمین کچھہ خلاف نہین کہ وقف کا معلق کرنا شرط

من مرضي هذا فهذا وقف وصية

فلان بعد موتي فهذا تمليك

معلق بالموت وكذلك

الصحيح صحة تعليق الوقف

بالشرط نص عليه في رواية

الميموني وتعليقه بالموت

وسائر التعليقات في معناه و

لا فرق بينهما ولهذا طرد ابو الخطاب

وقال لا يصح تعليقه بالشرط

تعليقه بالموت وغيره وهو احد الوجهين ومذهب مالك

ولا يعرف عن احمد نص على عدم صحة

عدم الصحة قول القاضي واصحابه

في المسألة وجه ثالث انه يصح تعليقه

بشرط الموت دون غيره من الشروط

وهو اختيار الشيخ موفق الدين و

فرق بان تعليقه بالموت وصية

والوصية اوسع من التصرف في

الحياة بدليل الوصية

بالمجهول والمعدوم

والحمل وايضا فالصحيح صحة

مطلقا ولو كان

تعليقه بالموت وصية

لامتنع على الوارث ولا خلاف في

انه يصح تعليقه بالشرط

کہ ہمارا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آگر پیشتر اس سے کہ وہ اپنے ذمہ قرض

کرلے تلف ہوجاوے تو وہ پہر مجہہ سے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئے یہہ تدبیر ہے کہ

وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میری طرف سے میرے ذمہ کے قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن

ہوجا تو وہ اگر ضامن ہوجاویگا تو پہر جو کچہہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنے واسطے

قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہ

ہے کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسرے کے ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا

غلام اسکے پاس گرو رکہدے اور وہ ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو

قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کرے جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے سے

قرض جاتا رہتا ہے تو اُسکا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار سے غلام مذکور اپنے قرض کے عوض

مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکرے قرضدار ہی کے پاس رہنے دے پہر اگر وہ قرض

ادا کردے تو غلام کی بیع توڑدے اور اگر وہ قرض نہ دے تو اوس سے غلام کا مطالبہ کرے

کہ میری چیز مجہے دو اور اگر غلام جاتا رہے تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا

دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہے کہ خوف اسبات کا

ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہوجاویگا تو حیلہ یہ ہے کہ جس شخص

کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرالے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

ان يطالب المال من غير توكيل قبل اقتراضه فيرجع عليه بالدين فالحيلة له ان يقول للمحيل عليك اضمن عني هذا الدين لهذا الطالب فيضمنه فاذا قبضه قبضه لنفسه المثال التاسع اذا كان له دين على احد فرهنه به عبدا فخاف ان يموت العبد فيتلف عند من يرى سقوط الدين بتلف الرهن فالحيلة ان يشتري العبد منه بدينه ولا يقبض العبد فان وفاه دينه اقاله البيع وان لم يوفه الدين طالبه بالتسليم وان تلف العبد تلف من ضمان البائع ورجع المشتري الى دينه الذي هو ثمنه المثال العاشر اذا خاف ان يستحق الرهن فيبطل الرهن فالحيلة ان يضمنه من يخاف ان يستحق الرهن

حيلة مثال تاسع

حق نہین یا زید کے آنے پر میرا اُسکے ذمہ کچھہ نہین یا فلان مہینے کے بعد یا زید کی آنے
پر جو دعوی مین اوسپر فلان سبب کر دن وہ جہوٹا دعوی ہے ساتوین مثال یہہ ہی کہ جب
اپنی دختر کا نکاح اپنے غلام سی کردی پہر اوسکو موت آوی تو ڈری کہ اگر یہہ لڑکی اس
غلام کی کسی حصہ کی مالک ہو جاویگی تو نکاح ٹوٹجاویگا تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ غلام کو کسی
اجنبی کی ہاتہہ بیچڈالے اچا ہی اوسکا دام لے یا اوسکی ذمہ باقی رکہی تو ان داموںکا حال اوسکی اور
قرضوں کا سا ہوگا یعنی اگر اوسکی لڑکی اُس قیمت مین سی کسی حصہ کی وارث ہوگی تو نکاح
نہ ٹوٹیگا اور اگر نکاح کرنے سی پہلی ہی غلام کو دوسرے کے ہاتہہ بیچدی پہر اوس سی اپنی لڑکی
کا نکاح کری تب بھی نکاح ٹوٹنی سی مامون رہیگا اور اسیطرح اگر اپنی لونڈی کا نکاح اپنے
بیٹی سی کر دی اور ڈری کہ مرنے پر لڑکا اپنی زوجہ کا مالک ہو جاویگا تو نکاح جاتا رہیگا تو
اُس لونڈی کو اجنبی کے ہاتھہ بیچدی پہر اوس سی اپنی پسر کا نکاح کر دی یا عقد نکاح کی بعد بیع
کر دی آٹھوین مثال یہہ ہی کہ مثلا زید پر عمرو کا قرض ہی زید نے اوسکو بکر پر حوالہ کر دیا کہ اوس سی لے لے
اب عمرو کو خوف ہوا کہ کہین بکر کی پاس سی مال جاتا رہی اور اس نظر سی اپنی مال کو پختہ کرنا چاہی تو
حیلہ یہہ ہے کہ زید سی کہی کہ تو مجھی مال کا حوالہ مت کر بلکہ بکر سی وصول کرنیکا وکیل کر دی اور مین جو کچھہ اُس سی
وصول کرونگا اوسکو اپنے ذمہ قرض کر لونگا - اِس تدبیر سی دونو قرضونکی ایکدوسرے سی مجرا
ہو جانے سے دونو شخص بری ہو جاوینگے اگر حوالہ کرنیوالی یعنی زید کو خوف ہووے

بالمقاصة فان خاف المحيل فيبرأن جميعا عن ذمة قرض وابطل ما قبضه عن المطالبة به ولكن وكيلا

کہ ہمارا مال وکیل یعنی عمرو کے ہاتھہ مین آگر پیشتر اس سے کہ وہ اپنی ذمہ قرض
کرے تلف ہوجاوے تو وہ پہر مجہہ سے اپنا قرض مانگیگا تو اوسکی لئے یہہ تدبیر ہے کہ
وہ محال علیہ یعنی بکر سے کہے کہ تو میری طرف سے میرے ذمہ کی قرضکا اس طالب کیواسطے ضامن
ہوجا تو وہ اگر ضامن ہوجاویگا تو پہر جو کچہہ عمرو اوس سے وصول کریگا وہ اپنے ہی واسطے
قبض کریگا اور تلف ہونیکی صورتمین اوسیکا نقصان ہوگا نہ زید کا نوین مثال یہ
ہے کہ اگر کسی شخص کا قرض دوسرے کے ذمہ ہو اور دوسرا شخص قرضکی عوض مین اپنا
غلام اسکے پاس گرو رکہدے اور وہ ڈرے کہ ایسا نہو کہ یہہ غلام مرجاوے تو
قرضدار ایسے حاکم کے یہان نالش کرے جسکے نزدیک گرو چیز کے جاتے رہنے سے
قرض جاتا رہتا ہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ قرضدار سے غلام مذکور اپنے قرض کے عوض
مول لیلے اور غلام کو قبضہ نکرے قرضدار ہی کے پاس رہنے دے پہر اگر وہ قرض
ادا کردے تو غلام کی بیع توڑ دے اور اگر وہ قرض ندے تو اوس سے غلام کا مطالبہ کرے
کہ میری چیز مجہے دو اور اگر غلام جاتا رہے تو بائع کے مال سے جاویگا اور مشتری اپنا
دام جو اصل قرض تہا اوس سے واپس لیگا دسوین مثال یہہ ہے کہ خوف اسباب کا
ہو کہ اگر رہن دوسرے کا حق نکلیگا تو رہن نامہ نکما ہوجاویگا تو حیلہ یہ ہے کہ جس شخص
کے استحقاق کا خوف ہو اوسکو ضامن کرالے کہ اگر دوسرے کا حق نکلیگا تو مین دونگا

یا رہن نامہ پر اوسکی گواہی کرا لے کہ میرا اسمین کچھ حق نہین اور جب اوسمین کبھی
حق کا دعوی کرون تو وہ دعوی جھوٹا ہوگا گیارہوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص
کے دوسرے پر سو دینار ہون پچاس تو تمسک کی بنا پر اور پچاس بدون دستاویز
کے اور ڈرے کہ کہین اُن پچاس کا انکار نکر بیٹھے جنکی دستاویز نہین تو اسکا حیلہ یہہ ہے
کہ ایک مسافر شخص کو تمسکی مال کے لینے کے لئے وکیل کرے اور اوسکی وکالت پر علانیہ
گواہی کرادے اور پھر اور گواہ اسبات پر کردے کہ مین نے وکیل کو وکالت سے معزول
کیا پھر وہ وکیل اوس قرضدار سے وہ پچاس دینار مانگے اور اپنی وکالت کی گواہون سے
وکالت ثابت کردے اور جب پچاس دینار لیلے تو مالک کو حوالہ کرکے جلدی پھر مالک
اوس قرضدار سے اونہین پچاس کا مطالبہ کرے اگر وہ جواب دے کہ مین یہہ دینار آپکے
وکیل کو دیچکا ہون تو مدعی گواہ گذرانے کہ مین اوسکو لینے سے پیشتر وکالت سے
معزول کرچکا ہون اِسصورتمین حاکم مدعا علیہ پر مال لازم کریگا اور کہیگا کہ تو نے
جسکو پچاس دینار دئے ہین اپنا اوس سے جاکر وصول کرلے لیکن اگر قرضدار ہوشیار ہو
تو وکیل کو اِسی جیسے معاملہ کے ڈر سے کچھ نہ دے اور کہے کہ مین تجکو بدون موکل کے
سامنے ہونے اور تیری وکالت کے اقرار کرنیکے کچھ نہ دونگا تو پھر یہہ حیلہ بیکار
ہوجاویگا بارہوین مثال یہہ ہی کہ ایک شخص نے اپنی بیبی سے کہا کہ اگر تو مجھہ سے

او ويشهد على انه لا حق له فيه ومتى ادعى فيه حقا فدعواه باطل المثال الحادي عشر اذا كان له على رجل مائة دينار خمسون منها بوثيقة وخمسون بغير وثيقة فيه وخاف ان يجحد ما لا وثيقة فيه فالحيلة ان يوكل رجلا غريبا بقبض المال الذي بالوثيقة ويشهد على الوكالة ويشهد انه اخرجه عن الوكالة ثم يطالب الوكيل المطالب غريمه بالمال ويثبت الوكالة فاذا قبض الخمسين دينارا دفعها الى مستحقها وفاة ثم يطالبه المستحق بعد عزله فان قال دفعتها الى وكيلك اقام البينة انه كان قد عزله عن الوكالة قبل القبض فيلزمه الحاكم بالمال ويقول له اتبع القابض فخذ المال منه فان كان الغريم حذرا لم يدفع الى الوكيل شيئا خشية هذا ويقول لا ادفع اليك الا بحضرة الموكل واقراره انك وكيله فتبطل هذه الحيلة المثال الثاني عشر اذا قال لامرأته ان سألتني

خلع کا سوال کریگی تو تجکو تین طلاقین ہین اگین خلع نکرون اور عورت نے یہہ کہا کہ میرے
سب غلام آزاد ہین اگر مین تجہ سی آج خلع کا سوال نکرون پس یہہ مسئلہ امام ابوحنیفہؒ
سے پوچہا گیا آپنے عورتکو ارشاد فرمایا کہ اپنی شوہر سے درخواست خلع کی کر اوسنے
شوہر سی کہا کہ مین تجہ سی درخواست خلع کی یعنی مال کے عوضمین طلاق کی کرتی ہون پہر
آپ نے خاوندکو فرمایا کہ توکہہ کہ مین ہزار درم پر تجہسی خلع کرتا ہون اوسنی ویسا ہی کہا
پہر آپنے عورتکو فرمایا کہ توکہہ کہ مین قبول نہین کرتی اوسنی کہدیا کہ اتنی پر مین نہین
مانتی آپنے اُسکو فرمایا کہ اب اپنے خاوند کی ساتہہ چلی جا کہ تم دونو کی قسمین سچی ہوگئین
تیرہوین ۱۳ مثال یہ ہی کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ایک مسئلہ پوچہا گیا کہ دو بہائیونے دو بہنوں سے
نکاح کیا اور زفاف کیوقت ایک کی منکوحہ دوسرے کے پاس چلی گئی اور دونو نے صحبت کی
اور صبح تک اس حالکو نجانا آپنے پوچہا کہ اب دونو کیا اوسی سے راضی ہین جس سے صحبت کی
ہی لوگون نے کہا ہان آپنے فرمایا کہ تو ہر واحد انمین سے اپنی بیبی کو ایک طلاق دیدے
اُن دونو نے ایسا ہی کیا پہر فرمایا کہ ہر ایک انمین سے اوس عورت سی نکاح کرلے جس سے
صحبت کی ہے اُن دونو کی جی خوش ہوگئی چودہوین ۱۴ مثال یہ ہی کہ جس صورت مین
آدمی اپنی مال مین اچہی طرح صرف کرتا ہو اور اسراف نکرتا ہو اور حاکم کے یہان نالش
ہو کہ یہ مسرف ہی اور گواہ گذر جاوین اور اسکو خوف ہو کہ حاکم کہین مجکو صرف سے

روک ندی تو اسکی تدبیر یہہ ہی کہ حاکم سی یون کہی کہ اگر تم مجہپر روک کروگے تو میرے
غلام ازاد ہین اور میرا مال مساکین پر خیرات ہی اسصورت مین قاضی اوسپر روک نکر سکیگا
اسلیئے کہ قاضی جو اوسپر مال کی روک کرتا ہی تو صرف اسکی مال کی حفاظت کیلئی ہوتی
ہے اور صورت مذکورہ مین روکنا مال کا برباد کرنا ہی تو جو بات روکنی سی مقصود ہوا
کرتی ہے وہ نہ روکنی سی حاصل ہوگی پندرہوین[۱۵] مثال یہہ ہی کہ باوجود انکار کے
صلح کرنا ہمارے نزدیک اور امام ابوحنیفہ اور امام مالکؒ کے نزدیک درست ہی مثلا ایک
شخص نے کسی پر کسی چیز کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُسکا انکار کردیا پہر مدعی سے
تہوڑی سی چیز پر صلح کی تو یہہ صلح درست ہی اور امام شافعی اس صلح کو درست نہین فرماتے
انکی دلیل یہہ ہی کہ جب مدعی کی نزدیک کوئی چیز مدعا علیہ پر ثابت نہین ہوئی تو پہر کونسی راہ
سی جس چیز پر صلح کرتا ہی اوسکو مدعا علیہ سی لیتا ہی بخلاف اقرار پر صلح کرنیکے کہ جب مدعا علیہ نے مدعی کی دین کا یا
کسی چیز کا اپنی ذمہ اقرار کرلیا پہر اُس سی کسیقدر پر صلح کی تو یہی ہوگا کہ بقیہ کو مدعی نے یا اسکو ہبہ کردیا
یا معاف کردیا اور سب لوگ جو صلح مذکور کو درست کہتی ہین وہ یہ کہتی کہ اس صلح کی صحت پر کتاب اور
سنت اور قیاس دلالت کرتے ہین اسلیئے کہ اللہ تعالی نے لوگونکو درمیانین میل کرنیکی طرف
بلایا ہی اور خبر دی کہ اَلصُّلْحُ خَيْرٌ (صلح خوب چیز ہی) اور فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (مسلمان جو ہین سو بہائی ہین سو ملادو اپنے دو بہائیونکو) اور
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ صلح کرنی مسلمانون کے درمیان درست ہی

ان يحجر عليه فقال ان حجرت علي فعبيدي احرار ومالي صدقة على المساكين فليس للقاضي ان يحجر عليه بعد ذلك لانه انما يحجر عليه صيانة لماله وقد وقف الحجر بابطال المال فهو يعود على مقصود الحجر بالابطال الخامس عشر يجوز الصلح على الانكار عندنا وعند ابي حنيفة ومالك وقال الشافعي لا يجوز ذلك لانه اذا ادعى عليه شيئا فانكره ثم صالحه على شيء لم يثبت عنده فباي طريق ياخذ ما صالحه عليه بخلاف الصلح على الاقرار فانه اذا اقر له بالدين او العين فصالحه على البعض كان قد وهب له البعض الاخر او ابرأه منه والجمهور يقولون قد دل الكتاب والسنة والقياس على صحته فان الله تعالى ندب الى الاصلاح بين الناس واخبر ان الصلح خير وقال انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم وقال النبي صلى الله عليه وآله الصلح بين المسلمين جائز

بگرد صلح کہ حلال کرے کسی حرام کو یا حرام کرے کسی حلال کو اور قیاس یہہ ہے کہ مدعا علیہ
اپنا تہوڑا سا مال اسباب کی عوض مین دیتا ہی کہ مجہہ سی قسم کا مطالبہ نہو اور گواہ وغیرہ
لوازم نہ قائم کرنے پڑین اسکے بدلہ مین کچہہ دیکر دعوی سے چہوٹجاؤن تو یہہ بات
ایک غرض صحیح ہی غایت یہہ ہی کہ مدعی جہوتا ہوتا ہم مدعا علیہ اس امر سی چہوٹتا ہی
کہ مدعی اوسکو قسم دلا دے اور مدعا علیہ قسم سی انکار کری تب اسی انکار کے سبب
اوسپر دعوی ثابت ہوجاوے یا قسم نمانی جاوے اور مدعیکا دعوی دینا پڑے ۔
بلکہ جوانی کے نزدیک صلح انکار ہی پر درست ہی اقرار پر صحیح نہین وہ یہہ کہتی ہین کہ اقرار
کیصورت مین حق کا توڑنا اور ناقص کرنا لازم آتا ہی غرضکہ جب کسی سی انکار کے ساتہہ
صلح کری اور اسبات کا خوف ہو کہ کہین دوسرا شخص آئی حاکم کے یہان مقدمہ پیش
نکردی جو اس صلح کو باطل کردی تو اوسکی تدبیر یہہ ہی کہ انکار کرنیوالے سی ایک شخص
اجنبی صلح کری اور وہ اجنبی مدعیکے لئی اوسکی دعوی کا اقرار کرے پہر اوس دعوی
سی کسیقدر مال پر صلح کری اور اس امر مین حاجت مدعا علیہ کی اجازت اور اوس
اجنبی کو وکیل کرنیکی نہین بشرطیکہ دعوی کی چیز قرض ہو یعنی روپیہ پیسا ہو اسلئے
کہ وہ اجنبی یہہ کہیگا کہ اگر مدعی جہوٹا ہی تو مین مدعا علیہ کو اس دعوی سی چہوڑاتا ہون
اور یہہ چہوڑانا بمنزلہ قیدی کے چہوڑانیکے ہی اور اگر وہ سچا ہی تو مین مدعا علیہ کیطرف سے

الا صلحا احل حراما او حرم حلالا واما القياس فان المدعى عليه يفتدي مطالبته باليمين واقامة البينة ونوائبه ذلك بشيء من ماله بمنزلة ليستخلص من الدعوى وتوابعها فذلك غرض صحيح وغاية ما يقدر ان يكون المدعي كاذبا فهو يتخلص من تحليفه له وتعرضه للنكول فيقضي عليه به او في اليمين بل عند الجوز لا يصح الصلح الا على الانكار ولا يصح مع الاقرار فان

جواز مع الانكار

فيه تلف الحق ونقصه فاذا صالح مع الانكار فخاف ان يرفعه الى حاكم فيبطله فالحيلة ان يصالح الاجنبي عن المنكر بان يدعي الاجنبي لهذا المدعي بادعائه على غيره ثم صالح الاجنبي لهذا المدعي من دعواه على مال ولا يفتقر الى اذن المدعى عليه ولا وكالة ان كان المدعي دينا لانه يقول ان كان المدعي كاذبا فهذا استنقاذ له من يده [illegible] بمنزلة فكاك الاسير وان كان صادقا فقد [illegible] عنه

بعض قرض ادا کر دیا اور باقی سے اوسکو مدعی نے بری کر دیا اور اسبات مین
حاجت مدعا علیه کی اجازت کی نہین اور اگر دعوی شے معین کا ہے تو درست
نہین جب تک که اجنبی یہہ نہ کہے کہ مجھکو منکر نے وکیل کیا ہے اسلئے کہ وہ یہہ کہیگا
کہ مین نے اس شی کو اوس مال کے بدلہ مین جسپر تجھسے صلح کرتا ہون منکر کیواسطے
مول لی ہے یا اجنبی خود اپنے واسطے صلح کریگا تو ایسا ہوگا کہ گویا جینی ہوئی چیز
کو خریدتا ہے پس اگر مدعی اوس چیز کا اقرار اوسکے لئیے باطن مین کرے تو خود مدعا علیہ
ٹھہرتا ہے اور اگر اقرار نہین کرتا تو اوسکو گنجایش نہین کہ مدعا علیہ سے اوسکی بابت مین
جھگڑے اور ظاہر مین اوسکے کہنے سے صلح کی درستی کا حیلہ ہو جاویگا سولھوین مثال یہ
ہے کہ مزدور سے کہانے کپڑے پر محنت لینی اور جانور سے گہاس کہلانے کی عوض
کام لینا اور دایہ دودہ پلائی سے روٹی کپڑے پر دودہ پلوانا ہمارے نزدیک درست ہے
اور یہی مذہب امام مالک رہ کا ہے امام شافعی رح نے اسمین خلاف کیا ہے اور امام اعظم رح اسکو
صرف دایہ مین جائز فرماتے ہین اور دونمین نہین پس اگر کوئی شخص اسطرحکی اجرت کا
معاملہ کرے اور ڈرے کہ کہین ایسے حاکم کے یہان مقدمہ پیش ہو جو اس معاملہ کو باطل
سمجھتا ہے تو حاکم معمولی اجرت مجھسے دلا دیگا تو اوسکا حیلہ یہہ ہے کہ مزدور کو ایک
معین نقدی کے عوض مین نوکر رکہے جسکی مقدار کہانے اور کپڑے کی برابر ہو پہر اسکا

عليه انه وكله في انفاق ذالك على نفسه وكسوته وكذالك في الدابة المثال السابع عشر اذا وصى الى رجل فخاف ان لا يقبل فقال ان لم يقبل فقال ان وصيه ذا كر بسنة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حيث علق صلى الله عليه وآله وسلم الامارة بالشرط فتعليق الوصية اولى لانه يستفيد بالامارة اكثر مما يستفيد بالوصية وبعض الفقهاء يبطل الى فالحيلة ان يشهد المريض انهما وصياه فان لم يقبل احدهما وقبل الآخر فالذي قبل منهما وصي وحده فان قبلا جميعا فالكل منهما ان ينفرد بالتصرف لانه رضي بتصرف كل منهما فان الهما القاضي فان خاف ان يقول القاضي لا يجري انفراد احدهما بالتصرف ويقول قد شرك بينهما وجعلهما بمنزلة وصي واحد فالحيلة في ابطاله ان يقول اوصيت اليهما على الاجتماع والانفراد المثال الثامن عشر اذا تصرف الوصي وباع واشترى وانفق على اليتيم

گواہ لوگونکو کردے کہ اس نوکرنے اپنی تنخواہ کو اپنی کہانے اور کپڑے مین صرف کرنیکے باب مین مجکو وکیل کیا ہی اور یہی حال جانور کے باب مین ہی سترہوین مثال یہہ ہی کہ جب کسیکو وصیت کی اور خوف ہوا کہ وہ قبول نہین کریگا اور یہہ کہا کہ اگر وہ نمانے تو فلان شخص وصی ہی تو یہہ کہنا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے درست ہی اسلئے کہ آپنے امارت کو شرط پر معلق فرمایا تہا تو وصیت کا معلق کرنا بطریق اولی درست ہوا کیونکہ آدمی جسقدر امارت سے فائدہ اُٹہاتا ہی وہ وصیت کے فائدہ کی نسبت کر زائد ہی اور بعض فقہا اسکو باطل کہتے ہین تو اسکا حیلہ یہہ ہی کہ مریض گواہ کردے کہ وہ دونو شخص میرے وصی ہین اس صورتمین اگر ایک قبول نکریگا اور دوسرا کر لیگا تو جو قبول کریگا وہی صرف وصی ہوگا اور اگر دونو قبول کر لینگے تو اونمین سے ہر ایک کو تنہا تصرف پہنچ سکتا ہی اسلئے کہ وصیت کرنیوالا اُن دونومین سے ہر ایک کی تصرف پر راضی تہا یہہ قول قاضی کا ہی پس اگر مریض کو خوف ہو کہ جس شخص کے نزدیک اونمین سے ایک کا تصرف درست نہین وہ اکیلے کو تصرف نکرنے دیگا اور کہیگا کہ مریض نے تو ان دونو کو شریک کیا ہی اور دونو کو بجای ایک کے قرار دیا ہی تو حیلہ جائز ہونیکا یہہ ہی کہ مریض یہہ کہے کہ مین ان دونو کو اکٹہا بہی وصیت کرتا ہون اور جدا جدا بہی وصی کرتا ہون اٹہارہوین مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین وصی یتیم کے مال مین تصرف کرتا ہی اور خرید و فروخت اور اوسپر نفقہ کرتا ہے تو

حاکم کو پونہچتا ہے کہ وصی سے حساب لیوی اور اوسکی معاملات کی وجہین پوچھی
اور وصی کا امانت دار ہونا حاکم کے حساب کتاب لینی کا مانع نہین سلئی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عاملون سے حساب لیا ہی چنانچہ صحیح بخاری مین ہی کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن لتبیہ لڑکے کو خیرات پر بہیجا اور جب وہ آیا تو اوس سے
حساب لیا پس اگر وصی اس حساب سی چہوٹنا چاہی تو حیلہ یہہ ہی کہ اپنی سوا کسی اور کو
مقرر کردی جو ترکہ کی خرید و فروخت اور قرضہ کا وصول کرنا اور خرچ کرنا کیا کری
اور اپنی آپ کسی چیز کے وصول ہونیکا اوس شخص کو گواہ نہ بنی پس اگر وہ شخص تصرف
اچہی طرح کریگا اور حق طور پر کرتا ہوگا تو اوسکو درست ہی کہ اپنی قسم مین تاویل کری
کہ مین نے نہ قبضہ مال کا کیا نہ وکیل کیا اور اگر ظالم ہوگا تو تاویل اوسکی کچہہ کام نہ آویگی
انیسوین مثال یہہ ہی کہ ضامن ہوجانا کسیکی طرفسی خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ قرضدار ذمہ
کو بری نہین کرتا اور ایک روایت مین یہہ ہے کہ جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہے اگر
وہ مردہ ہووی تو اوس کا ذمہ بری ہوجاتا ہے اور یہی مذہب امام ابوحنیفہ
کا ہے اور اسمین یہہ قول ہی کہ ضامن ہونا ایسی طرح کہ جسکی طرف سی ضمانت
کی ہے اوسکا پلہ پاک ہو اوسکا حیلہ یہہ ہی کہ ضامن یون کہے کہ مین اوس
کے قرض کا ضامن نہین ہوتا ہون مگر اس شرط سی کہ تو قرضدار کو بری کردی

فالحاکم ان یحاسبه ویسأله عن وجوه ذلک
ولا یمنع من ذلک کونه امینا فان النبی صلی
الله علیه وآله وسلم حاسب عماله وفی
البخاری انه صلی الله علیه وآله وسلم حاسب ابن اللتبیة
علی الصدقة فاذا اراد الوصی
فالحیلة ان یجعل غیره
ضامن

انهما قبض ولا وکل
المثال التاسع عشر الضمان لا تبرئ ذمة المضمون عنه حیا کان او میتا
وفی روایة تبرئ ذمة المیت وهی مذهب ابی حنیفة
وفیه قول ان یکون ضمانه
عنه فالحیلة ان یقول لا اضمن دینه
الا بشرط ان تبرئه منه

جب تو اُسکو بری کر دیگا تو مین اوسکا ضامن ہون اور ضمانت کو کسی شرط پر معلق کر دینا دو وجہونمین سے قوی ترمین درست ہی بیسوین[۲۰] مثال یہہ ہی کہ جب عورت خاوند پر غالب ہوا ور خاوند اوس سی کہی کہ طلاق مجکو تجہہ سی لازم ہوگی اگر جو کچہہ تو مجہہ سی کہیگی ویسا ہی مین تجکو نکہدونگا پس عورت نے کہا کہ انت طالق ثلاثا یعنی تجکو تین طلاق ہین تو حیلہ یہہ ہی کہ عورت سی یون کہی کہ اَنتَ طَالِقٌ ثَلَاثاً تَ کے زبر سے اسصورتمین طلاق نہوگی کیونکہ عورتمین لیاقت خطاب کی نہین اسلئی کہ تَ کے زبر سی خطاب مذکر کا ہوا کرتا ہے اور یہہ حیلہ ضعیف ہے اسلئے کہ اگر عورت تِ کے کسرہ یعنی زیر سی کہیکی تو پہر مرد کا تَ کی زبر سے لینا ویسا کہان ہوگا جیسا عورت نے کہا تہا اور بعضون نے یہہ حیلہ کیا ہی کہ عورت سی یون کہی کہ انت طالق ان لم افعل (تجکو طلاق ہی اگر مین نکرون[۲]) اور یہہ بھی ضعیف ہی اسلئی کہ کلام مین بڑہا دینا کلام کو توڑتا ہی اور کلام زیادتی کے ساتھہ وہی کلام نہین ہوتا جو بدون زیادتی کے ہو تو بہتر یہہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ یہہ کلام جو عورت سی صادر ہوا یہہ مرد کی قسم مین داخل نہین اسلئی کہ اوسنی نہ اسکو ارادہ کیا نہ اوسکے دلمین گذرا اور لفظ عام نیت اور عرف کے باعث خاص ہو جایا کرتا ہی اور یہہ صورت امام مالک اور احمدؒ کے قواعد پر بن سکتی ہے کہ وہ قسم کہانیوالی مین اسکی عرف

فمتى ابرأته منه فانا ضامن له وتصح تعليق الضمان بالشرط اقوى الوجهين المثال العشرون اذا غلبت الزوجة على الزوج فقال لها الطلاق يلزمني منك لا تقولين لي شيئا الا قلته لك مثله فقالت انت طالق ثلاثا فالحيلة ان يقول انت طالق ثلاثا بفتح التاء فلا تطلق لعدم صلاحيتها الخطاب هذا وهذا ضعيف لانه مع الفتح لم يقل لها مثل ما قالت لانها كسرت التاء وقيل يقول لها انت طالق ان لم افعل وهذا ضعيف ايضا لان الزيادة تنقض الكلام ولا يكون الكلام معها عين الكلام الذي هو بدونها فالاجود ان يقال هذا الكلام الذي صدر منها غير داخل في يمينه لانه لم يرده ولا خطر بباله واللفظ العام يخص بالنية والعرف وهذا مطرد على اصول مالك و احمد في اعتبارهم عرف الحالف

بيان مثال بستم[۲۰]

ونيته وسبب بمنزلة المثال الحادي والعشرون فيجب ان يستاجر الشاة والبقرة وغيرهما فان منافع تعلق اللبن بها بعلفها او بدراهم مسماة والعلف عليه هذا من مالك واختاره شيخنا وهو الصحيح لان الحاجة تدعو اليه وان كان عينا كالمنافع كالظئر ولان اللبن وان كان عينا كالاجارة الارض فحدث شيئا بعد شي وكالاجارة والشغل ولان اللبن يحصل بالعلف والخدمة حصول المغل بالبذر والخدمة بلا فرق فان تولد اللبن من العلف كتولد المغل من البذر فهذا من اصح القياس وايضا فانه يجوز ان يقف الموقوف عليه بلبنها وحق الواقف انما هو في منفعة الموقوف مع بقاء عينه وايضا فانه يجوز ان يمنحها غيره مدة معلومة

اور نیت اور قسم کے سبب کا اعتبار کرتے ہین اکیسوین مثال یہہ ہی کہ کرایہ لینا
گا ہی اور بکری وغیرہ کا مدت معین تک دودہ کے لئی گہاس دانہ کے عوض یا معین
داموں کے عوض کہ گہاس وسکے ذمہ رہی درست ہی یہہ مذہب امام مالک کا ہی اور
اوسکو ہماری شیخ نے اختیار کیا ہی اور وہی صحیح ہی اسلئی کہ اسکی طرف حاجت ہوا
کرتی ہی اور مثل دایہ دودہ پلائی کے ہی اور اسوجہ سی کہ دودہ اگرچہ ایک عین یعنی
چیز ہے مگر باین لحاظ کہ تہوڑا اب ہوا اور تہوڑا بعد کو ہوا مثل منافع کے ہی اور
زمین کے اجارہ کیطرح ہی کیونکہ اوسمین بہی گہاس اور کانٹا پیدا ہوتا ہی اور ایکوجہ
یہہ ہی کہ دودہ گہاس اور خدمت سی ایسا حاصل ہوتا ہی جیسی کہیتی بیج سی اور خدمت
سے ہوتی ہی دونو مین کچہہ فرق نہین کیونکہ گہاس سی دودہ ایسا ہی پیدا ہوتا ہے
جیسے بیج سی کہیتی اور یہہ صحیح تر قیاس مین سے ہی اور نیز جانور کا وقف کرنا درست ہے
کہ جسپر وقف کری وہ اوسکی دودہ سے نفع لے اور وقف کرنیوالیکا حق وقف چیز کے
نفع ہی مین ہوتا ہی اوسکی ذات قائم رہتی ہی اور یہی جانور دوسرے شخص کو ایکمدت
معین تک دودہ کیواسطے دیڈالنا جائز ہے اسطرح کہ وہ ملک دینے والیکی رہی تو
جانور کا دیڈالنا ایسا ہوگا جیسا جانور کو مانگا دینا اور مانگا دینی نفع ہی کا مباح کرنا ہوتا ہی تو چونکہ دودہ
وقف اور عاریت مین قایم مقام نفع کے ہوتا ہے اجارہ مین بہی اوسی کے جگہہ ہوا

بجری مجری المنافع فی الوقف والعارية فاذا كان اللبن يجري مجرى المنافع في الوقف والعارية اباحة اللبن فيجري مجراها في الاجارة

وقد قال الله سبحانه فان ارضعن لكم فآتوهن اجورهن فجعل ما تاخذه المرضعة اجرا ولم يسمه ثمنا وايضا فيجوز ان يستاجر بئرا معلومة ليا بها والماء لم يحصل بعمله فلان يجوز استيجار الشاة للبنها الحاصل بعلفها والقيام عليها اولى وايضا فانه يجوز ان يستاجر ارضا يعيش فيها السمك لاجل صيده اولى بالجواز لانه معلوم بالعرف وهو حاصل بعلفه والقيام على الحيوان والقياس على تحريم بيع اللبن في الضرع قياس فاسد اذ ذاك مجهول لا يعرف قدره وهو بيع معدوم والاجارة اوسع من البيع ولذا جاز عقدها على المنافع المعدومة المستخلفة شيئا فشيئا فاللبن في ذلك كالمنفعة سواء وان كان عينا فان حاله كحال المنفعة ١٢ مرقعه

اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ تو دیکھو کہ جو چیز
پہر اگر دودہ پلاوین تمہاری خاطر تو دو انکو انکی نیگ ۱۲
دودہ پلانیوالی لیتی ہے اوسکو خدا تعالے نے اجرت فرمایا ہی مول نہین
فرمایا۔ اور بہی کسی کنوئین کا کرایہ لینا ایک مدت معین کیلئے اوسمین سے پانی
بہرنیکو درست ہی حالانکہ پانی اوسکی عمل سے حاصل نہین ہوا تو اب اگر بکری کو
دودہ کیواسطے اجارہ لے جو اوسکی گہاس دینے اور خدمت سے حاصل ہوگا بطریق
اولے درست ہونا چاہئے آور بہی کسی حوض کا ٹہیکہ لینا جسمین مچہلیان رہتی
ہین مچہلیونکی خاطر درست ہی تو یہہ صورت جانور کے ٹہیکہ کی بہی بطریق اولی
درست ہونی چاہیئے اسواسطے کہ یہہ صورت عرف مین مشہور ہی اور دودہ اوسکے
گہاس دینے اور جانور کی خدمت سے حاصل ہوتا ہی آور جو لوگ اس مسئلہ کو اسپر قیاس
کرتے ہین کہ دودہ کا جانور کے تہنونمین فروخت کرنا حرام ہے تو یہ قیاس خراب
ہی اسلئے کہ تہنون کیصورت مین دودہ نامعلوم ہی اوسکی مقدار معلوم نہین تو فروخت
معدوم کی ہوئی اور اجارہ مین بیع کی نسبت کر زیادہ گنجایش ہی اور اسیوجہ سے
اجارہ اُن منافع کا درست ہی جو تہوڑی تہوڑی ایک دوسرے کے بعد ہوا کرتے
ہین غرضکہ دودہ اس صورت مین ٹہیک مثل منفعت کے ہی اگرچہ عین ہے۔
پس اگر جانور کے اجارہ لینے پر خوف ہوا کہ طرفثانی کہین ایسے حاکم کے یہان مقدمہ

پیش کری جو یہہ معاملہ باطل کردی تو اسکے باقی رہنی کا حیلہ یہہ ہی کہ جانور
کو ایکمدت کے لئی درمون کے عوض اجارہ دے پہر اجارہ لینیوالیکو
اجازت دے کہ ان درمونمین سے اوسکو گہاس دیا کرا ور دودہ کو اوسکی
لئے مباح کردی اور یہہ حیلہ گاے اور اونٹنی اور بھینس مین چلتا ہے کہ
اونسے کہیتی کرنی اور اونپر سواری ممکن ہے مگر بکری سے تو غرض دودہ اور
بچے ہوتے ہین تو اُسکے نفع پر اجارہ کی صورت نہوگی اوسکی تدبیر یہہ ہے کہ
اوسکو اپنی بکری کے بچہ کے دودہ پلانے کو ایک مدت معلوم تک اجارہ
لے اور مالک بکری کا لینے والے کو وکیل کردے کہ ان اجرت کے
دامون سے یا اونمین سے کسیقدر دامون سے اوسکا گہاس دانہ دیا
کرے اور دودہ اوسکو مباح کردے بائیسوین مثال یہہ ہے کہ کسی
شخص نے دوسرےکو اپنا کپڑا دیا اور کہدیا کہ اسکو دس کو بیچنا اور جو
زیادہ ہو وہ تیرا ہی تو اسصورت کے درست ہونے پر امام احمدؒ نے نص کی
ہی بسبب پیروی حضرت ابن عباسؓ کے اور اسحق نے امام احمد کی موافقت کی
ہے اور اکثر لوگون نے اسصورت سی منع فرمایا ہی اور خلاف کی وجہ یہہ
ہے کہ اس معاملہ مین وکالت اور اجارہ اور مضاربت کا میل ہے

یبطل هذا فالحیلة فی لزومه ان یوجرها ... بدراهم معلومة ثم یاذن له ان یعلفها من تلک الدراهم ویبیح له اللبن وهذا انما یتاتی فی البقرة والناقة والجاموس ... واما الشاة فانما ... منها اللبن والنسل فاذا ... فالحیلة ان یستاجرها ... علی ... مدة معلومة ... ثم یوکله ...

المثال الثانی والعشرون اذا دفع الیه ثوبه وقال بعه بعشرة فما زاد فلک ... احمد نص علی صحته تبعا لابن عباس ووافقه اسحق ومنعه الاکثرون ووجه الخلاف ان هذا العقد شابه الوکالة والاجارة والمضاربة

فمن رجح جانب الوكالة صححه ومن رجح جانب الاجارة او المضاربة ابطله لان الاجرة والربح مجهول والصحيح الجواز لان العشرة تجري مجرى راس المال في المضاربة وما زاد فهو كالربح وجعله له بمنزلة الابضاع فالابضاع اذا دفع اليه المضاربة وقال ما ربحت فهو لك فليس العقد من باب الاجارات بل هو بالمشاركات اشبه

تو جس شخص نے وکالت کی جانب کو غالب کیا ہی اوسنے اس معاملہ کو درست کہا ہے اور جسنے اجارہ یا مضاربت کی جانب کو غلبہ دیا ہی اوسنے اسکو باطل ٹھہرایا ہی اسلیے کہ اجرت اور منفعت دونو نامعلوم ہین اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت جائز ہی اسلیے کہ دس قائم مقام اصل مال کے ہین مضاربت کی صورت مین اور جو مقدار زیادہ ہو وہ مثل نفع کے ہی اور تمام نفع کو جو دوسرے شخص کے لیے کر دیا تو یہہ معاملہ نقصان اوٹہانیکا ہوا جیسے ایسا مال مضارب کو دیدے جسمین مضاربت نکرے اور کہدے کہ جو فائدہ ہو وہ تیرا ہی حاصل یہہ کہ یہہ معاملہ اجارون کے اقسام سے نہین بلکہ شرکت کی معاملون سے مشابہہ تر ہی پس اگر معاملہ والا ڈرے کہ مبادا طرف ثانی ایسے شخص کے یہان مقدمہ دائر کرے جو اوسکی باطل ہونیکا حکم کرے تو حیلہ یہہ ہی کہ یون کہے کہ مین تجکو اس کپڑے کو دس کی عوض بیچڈالنے کا وکیل کرتا ہون پس اگر تو اسکو زیادہ کی عوض مین بیچیگا تو زیادتی مین میرا کچھہ حق نہین اس صورت مین زیادتی وکیل ہی کی ہوگی تیئیسوین[۲۳] مثال یہہ ہی کہ امام احمد رح فرماتے ہین کہ اسکا کچھہ مضائقہ نہین کہ کہیتی کو کاٹے اور درخت کے پہل توڑے بعوض چھٹے حصہ غلہ خواہ میوہ کے اور یہہ صورت مجکو ٹھیکہ کی نسبت کر زیادہ پسند ہی اور اسیطرح جو شخص اپنا جانور کسی دوسرے کو دے کہ اوسپر کام کرے اور جو کچھہ خدا تعالی دیگا وہ آدہون آدہ لیوینگے

فان خاف ان يرفعه الى من يحكم ببطلانه فالحيلة ان يقول وكلتك في بيعه بعشرة فان بعته باكثر فالزيادة لك فالقول في الزيادة للوكيل المثال الثالث والعشرون قال الامام احمد لا بأس ان يحصد الزرع ويصرم النخل بالسدس وهو احب الي من المقاطعة وكذلك دفع دابته الى الرجل يعمل عليها وما رزق الله بينهما نصفان

اور اسکے درست ہونے کی وجہ حضرت جابرؓ کی حدیث ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خیبر کو نصف پر دیا تہا اور یہی حال ہی اگر کوئی شخص اپنا گھوڑا دوسرے کو
جہاد کیواسطی دی اس شرط پر کہ لوٹ آدہی لے لونگا یا اپنا غلام دوسرے کو دی کہ
وہ اوس سی کما دی اور کمائی کی تہائی یا چوتہائی لونگا اور اسیطرح اگر ایک تہان
درزی کو دی اور کہی کہ اسکی کرتے سیدے آدہا نفع تجکو دونگا یا سوت بننی والیکو
اسی شرط سی دی اسیطرح کہا ہی مغنی مین اور امام احمدؒ کے قیاس کی موجب یہہ
صورت بہی جائز ہے کہ پیسنے والے کو چند پیمانے اناج کے دے کہ اونکو اوسی مین سی ایک
پیمانہ کے عوض پیسدی اور ابن عقیل سی اسمعاملہ کی ممانعت مروی ہی اور حجت یہہ
بیان کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ سی منع فرمایا ہی شیخ
ابن تیمیہ کہتے ہین کہ اس حدیث کو ہم نہین پہچانتے اور ہمارے نزدیک اوسکی صحت ثابت
نہین ہوئی اور اسیطرح مچہوے کو جال دینا کہ اوس سی مچھلیان پکڑے اور جتنی مچھلیان یہہ
اوس سی مارے اونمین سی آدہی دیوے اور ایسا ہی اگر آدمی کسی کوئی چیز چہین جاوے
اور دوسرے سی کہی کہ تم اوسکو چہوڑا دو تو آدہی تمہاری ہی اور جب اسباب ڈوبجاوے تو
کسی شخص سی کہی کہ جسقدر تم نکالدوگی اوسکا آدہا تمہارا ہی یا اوسکا غلام بہاگ جاوے
اور کہی کہ جو اوسکو میرے پاس پہیرلا دیگا تو وہ اسکی آدہی کا شریک ہی اور جو اوسکی مشابہ ہو

قوله لان جابرا ان النبي صلى الله
عليه وآله وسلم اعطى خيبر على
الشطر وكذا من يعطي فرسه على
النصف من الغنيمة او يدفع
عبده الى الرجل ليكتسب عليه و
يكون له نصف الكسب او ربعه

اور اگر یون کہی کہ تو کہیتی کاٹ جسقدر تو کاٹیگا تو اُسکا آدہا تیرا ہی تو یہہ صورت ابن قاسم کے نزدیک جائز ہی اور سحنون روایت کرتے ہین کہ درست نہین ہی اور اگر کہی کہ میرا زیتون جہاڑ دی جسقدر تو اوتہا دیگا تو تجکو اوسکا آدہا ہی تو یہہ عقد ابن قاسم کے نزدیک درست نہین اور اسکو عبد الملک بن حبیب نے اختیار کیا ہی۔ پس اگر یون کہے کہ میرے سو دینار جو فلان شخص کے ذمہ ہین انکو تو وصول کر دی تو اُنکا دسوان حصہ تیرا ہی ابن قاسم اور ابن وہب کے نزدیک درست ہی اور اشہب کے نزدیک ناجائز ہی اور اگر یہہ کہی کہ میرا قرض جو فلان شخص پر ہے وہ وصول کر دے تجکو دہائی دونگا اور مقدار قرض کی بیان نکری تو ابن وہب کی نزدیک جائز نہوگا اور ابن قاسم اور اصبغ نے اسکو جائز کہا ہے جو لوگ اسکو ناجائز کہتی ہین اونہون نے اسکو اجارہ ٹھہرایا ہی اور اجرت اسمین مجہول ہی اور صحیح یہہ ہی کہ یہہ صورت اجارہ کی جنس سی نہین بلکہ مشارکتون کی قسم سی ہی اور اسپر امام احمدؒ نے نص کی ہی اور سنت اسپر دلالت کرتی ہی چنانچہ مسند اور سنن مین رویفع بن ثابت سی مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ ہم مین سی کوئی زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اپنی بہائی مسلمان کا لاغر گہوڑا لیتا تہا اس شرط پر کہ جو مال غنیمت اوسکی ہاتہہ لگی اوسمین سے آدہا وہ لے اور آدہا مالک۔ اور ہم مین سی کسیکے حصہ مین پہال اور پر ہوتے اور دوسری کے لیے تیر کا نیزہ یعنی تیر مین نصف کی تقسیم اسطرح ہوتی اور اسکی اصل یہہ ہے

وان قال احصد الیوم او ما حصدت فلک نصفه جاز عند ابن القاسم و روی سحنون انه لا یجوز ولو قال انفض زیتونی فما نفضت فلک نصفه لم یجز عند ابن القاسم واختاره عبد الملک ابن حبیب فان قال اقبض لی المائة الدینار التی علی فلان ولک عشرها جاز عند ابن القاسم وابن وهب وعند اشهب لا یجوز فلو قال اقبض دینی الذی علی فلان ولک من کل عشرة واحد ولم یبین لم یجز عند ابن وهب واجازه ابن القاسم واصبغ والذین منعوه الحقوه بالاجارة والاجر فیها مجهول والصحیح انه لیس من باب الاجارات بل من باب المشارکات وقد نص احمد علی ذلک ودلت علیه السنة کما فی المسند والسنن عن رویفع بن ثابت قال انه کان احدنا فی زمن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یاخذ نضو اخیه علی ان له النصف مما یغنم ولنا النصف وان کان احدنا لیطیر له النصل والریش وللآخر القدح واصل هذا

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین خیبر کو یہودیونکو دیا کہ اسمین کام کرین اور جو کچھ
میوہ یا غلہ پیدا ہو اوسکا آدہا دیوین اور مسلمانونکا اتفاق ہی مضاربت کے جائز ہونیپر
اور اسمین یہی ہوتا ہی کہ مال اُس شخص کو دیا جاتا ہی جو اس سے تجارت کرے اور اوسکے نفع
مین سے کوئی حصہ مالک کا ہوتا ہی اور جو لوگ اس معاملہ کو ناجائز کہتے ہین اونکے پاس
کوئی دلیل نہین بجز اسکے کہ اس صورتونکو اجارہ کی جنس مین سے گمان کرلیا ہی مجہول اجرت
کے عوض مین اور بہمین وجہ مساقات اور مزارعت کو باطل ٹھہرایا ہی اور مضاربت
کو خلاف قیاس کہتے ہین اس گمان سے کہ وہ بھی اجارہ ہی جسکی اجرت کی مقدار معلوم
نہین اور امام احمدؒ کے نزدیک یہہ سب معاملات اجارہ کی نسبت کر پاک اور حلال زیادہ
ہین اسواسطے کہ اجارہ مین اجارہ دینے والے کی اجرت یقینا سلامت رہتی ہی اور اجارہ
لینے والا عوض کی سلامت رہنے اور ہلاک ہونیمین متردد رہتا ہی تو وہ خطرہ مین ہی حالانکہ
عدل کا قاعدہ معاوضونمین یہہ ہی کہ دونو معاملہ کرنیوالے باہم درجا مین برابر ہین
اور یہہ بات مزارعت اور مساقات اور مضاربت اور تمام معاملات مین جو ان سے ملتی ہین
حاصل ہے اس لئے کہ اگر نفع بچا رہیگا تو دونو کے واسطے بچا رہیگا
اور جاتا رہیگا تو دونو کے واسطے جاتا رہیگا اور یہہ بہت عمدہ عدل ہے —
اور منع کرنے والون مین سے پہلے لوگ ابو سعید خدریؓ کی حدیث کو حجت لاتے ہین

ان النبي صلى الله عليه وآله
وسلم دفع ارض خيبر الى
اليهود يعملونها بشطر
ما يخرج منها من ثمر
او زرع واجمع المسلمون على
جواز المضاربة وانما هي
دفع مال لمن يعمل عليه بجزء من
ربحه وليس مع المانعين حجة
سوى ظن انها من باب الاجارة بعوض
مجهول ولذا ابطلوا المساقاة والمزارعة
وقالوا المضاربة على خلاف القياس
لظنهم انها اجارة بعوض لا يعلم قدره
واحمد عنده هذا الباب كله اصلح
واحل من المواجرة لانه في الاجارة
يحصل المؤجر على سلامة العوض قطعا والمستاجر
يتردد بين سلامة العوض وهلاكه فهو على خطر
وقاعدة العدل في المعاوضات ان يستوي العاقدان
في الرجاء والخوف وهذا حاصل في
المزارعة والمساقاة والمضاربة
وسائر الصور الملحقة بذلك فان
المنفعة ان سلمت سلمت لهما وان
تلفت تلفت عليهما وهذا من
احسن العدل واحتج المتاخرون
من المانعين بحديث ابي سعيد

الذی رواه الدارقطنی عن قفیز الطحان وهذا الحدیث لا یصح وسمعت شیخ الاسلام یقول انه موضوع وحمله بعض اصحابنا علی ان المنهی عنه طحن صبرة لا یعلم کیلها بقفیز منها لان ما عدا القفیز مجهول فهو کبیعها الا قفیزا منها فاما اذا کانت معلومة القفزان فقال اطحن هذه العشرة بقفیز منها صح وقیل فاما اذا کان حبا فقد استاجره علی طحن تسعة اقفزة بقفیز حنطة واما اذا کان دقیقا فقد شارک فی الدقیق علی ان العشر للعامل وتسعة الاعشار لصاحبه فان قیل الشرکة عندکم لا تصح بالعوض قیل احدی الروایتین صحیحة الا انها ان قلنا بالروایة الاخری فالحاقه هذا بالمساقاة والمزارعة اولی منها بالمضاربة علی العروض لان المضاربة بالعروض تتضمن التجارة والتصرف فی تلک الاعیان بابدالها بغیرها بخلاف هذا فان قیل

جسکو دارقطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیسنے والیکے پیمانہ
سے منع فرمایا اور یہہ حدیث صحیح نہین ہوتی اور مین نے شیخ الاسلام سے سنا ہی کہ وہ کہتی
تھی کہ یہہ حدیث موضوع ہی اور ہماری بعض اصحاب نے اس حدیث کی یہہ معنی کہی ہین کہ اسمین
نہی ڈھیری کے پیسنی سی ہی جسکے پیمانے معلوم نہون کہ ڈھیری کو اوسمین سی ایک پیمانہ
کے عوض بیچی اسوجہ سے کہ باقی مجہول رہتی ہے تو یہہ صورت ایسی ہوئی
جیسے ڈھیری کو فروخت کری اور ایک پیمانہ کو نہ بیچی پس اگر پیمانے معلوم ہون اور کہی کہ
ان دس پیمانونکو انمین سی ایک پیمانہ کے عوض پیسدی یہہ پیمانہ دانونکا ہو خواہ آٹے کا اگر
دانونکا ہوگا تو یہہ صورت ہوئی کہ نو پیمانے گیہون پیسنے کو ایک پیمانہ کے عوض ٹہکیہ
لیا اور اگر آٹے کا ہوگا تو یہہ ہوا کہ آٹے مین شرکت ہوئی کہ دسوان حصہ پیسنے والیکا
اور نو حصے مالک کے - اب اگر کوئی کہی کہ تمہارے نزدیک شرکت عوض کے بدلہ مین درست
نہین تو اوسکا جواب یہہ ہی کہ صحیح تر دو روایتون مین سی یہہ ہی کہ اسطرح کی شرکت صحیح ہے
اور اگر ہم دوسری روایت کی بموجب کہین تب بھی اسصورتکو مساقات اور مزارعت مین
ملانا اسباب کی مضاربت مین ملانیکی نسبت کراولی ہی اسلئی کہ اسباب سی مضاربت کرنی
متضمن ہی تجارت کو اور اوس مال مین تصرف کرنیکو اسطرح کہ اوسکو دوسری مال سے
بدلدی بخلاف اسصورت کی کہ اسمین یہہ بات نہین پائی جاتی اب اگر یہہ کہا جاوی کہ

دفع الحب الى من يطحنه
بجزء منه او ثوبا او غزلا
الى من ينسجه بجزء منه
منسوجا بعضه من غزله
احدهما ان يكون
كون قدر الاجرة
ونسجه مستحقا على العامل
بحكم الاجارة ومستحقا له بحكم
الاجرة وذلك تناقض فان
كونه اجرة وذلك يقتضي مطالبته
كونه مستحقا عليه يقتضي
المستاجر وكونه مستحقا له يقتضي مطالبته عليه
المستاجر به والثاني ان يكون بعض المعقود عليه
هو العوض نفسه وذلك ممتنع قيل
انما نشأ هذا من ظن ان ذلك
اجارة وقد بينا انه شركة ولو سلم
انه من باب الاجارة فلا تناقض لان
جهة الاستحقاق مختلفة فانه مستحق
له بغير الجهة التي يستحق بها
عليه فاي محذور في ذلك
واما كون بعض المعقود
عليه ان يكون عوضا فهو انما
عقد على عمله هو المعقود
عليه العمل والنفع بجزء من العين
وهذا امر مقصود شرعا وقياسا

غلہ کو ایسے شخص کو دینا جو اوسکو پیسدے اور پسے ہوئے آٹے مین سے کوئی حصہ
اجرت مین لے یا سوت بُننے والیکو دے کہ اوسکو بُنکر اجرت کپڑے مین سے
کوئی حصہ لے تو اس سے دو خرابیان لازم آوینگی اول یہہ کہ مقدار اجرت کا
پیسنا اور بُننا اجارہ کی رو سے تو عامل کو دینا چاہیئے اور اجرت ہونیکی حکم سے
عامل اوسکی لینے کا مستحق ہے اور یہہ دونو باتین ایکدوسرے کے خلاف ہین اسلیئے
کہ اول صورت مین مستاجر سے اوسکا مطالبہ ہونا چاہیئے اور دوسری صورت مین مستاجر
کا مطالبہ اجارہ دینے والے سے ہونا چاہیئے دوسری خرابی یہہ ہے کہ جس چیز پر عقد ہوا ہے
اوسمین کا کچھہ حصہ خود ہی عوض بہی ہے اور یہہ نہین ہوسکتا تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ یہہ خرابیان اس سے پیدا ہوتی ہین کہ اس صورتکو اجارہ گمان کرلیا حالانکہ ہم بیان
کرچکے کہ یہہ معاملہ باہم شرکت کی قسم سے ہے اور اگر مان لیا جاوے کہ یہہ اجارہ ہی کی
قسم سے ہے تب بھی کچھہ تناقض نہین اسلیئے کہ استحقاق کی جہت مختلف ہے یعنی جس
جہت سے کہ مستاجر پانیکا مستحق ہے وہ اور ہے اور جس جہت سے دینے کا مستحق ہے وہ
اور ہے تو اسمین کیا خرابی ہے اور یہہ جو کہتے ہو کہ جس چیز پر عقد ہوا اوسیکا حصہ
عوض ہے یہہ بھی نہین اسلیئے کہ عقد تو مستاجر کے کام پر ہوا ہے پس معقود علیہ کام ہے
اور چیز کے کسی حصہ سے فائدہ اور یہہ بات شرع اور قیاس کی رو سے متصور ہے

فظهر ان صحة هذا الباب
هي بمقتضى النص والقياس
لكن اذا خيف من المرافعة
الى من يبطل ذلك
فالحيلة ان يدفع اليه
ربع الغزل او الحب مثلا
ويقول اجعل لي باقيه بهذا
القدر فيصيران شريكين في الغزل
والحب فاذا اشتركا فيه يقتسمان الاصح وكان بينهما
على قدر ما شرطاه والعجب ان المانعين يجوزوا
ذلك على هذا الوجه ويجعلوه مشاركة لا مؤاجرة
فهلا اجازوه بين صاحبها الذي هو محل الاعتبار

تو ظاہر ہوا کہ اِسباب کی صحت بموجب نص اور قیاس کے ہی مگر جب خوف ہو کہ نالش
ایسے حاکم کے یہان پیش ہو جو اسصورت کو باطل ٹھہرادی تو حیلہ یہہ ہی کہ مستاجر
کو مثلاً چوتہائی سوت خواہ غلہ دیدی اور کہی کہ باقی اسقدر کے بدلے مین بُن دے
یا پیسدی اسصورت مین سوت اور غلہ مین دونو شریک ہو جاوینگے تو جب اُوس مین
شریک ہونگی تو بعد کا معاملہ درست ہوگا اور جس قدر پر دونو نے شرط کرلی ہوگی
دونو مین اوسیطرح ہوگا۔ اور تعجب یہہ ہے کہ مانعون نے اوسصورت کو اسوجہ پر جائز
رکہا ہی اور اسکو مشارکت ٹھہرایا ہی نہ اجارہ تو بہلا اصل صورت ہی سی مشارکت
کہکر کیون نہ جائز بنایا معاملات مین تو اعتبار مقصودون اور حقیقتونکا ہی ہوتا ہی صورتون
اور لفظونکا ۲۴ چوبیسوین مثال یہہ ہی کہ جس صورتمین کسی شخص کا قرض دوسرے پر ہو اور جسپر
مال ہو وہ غائب ہو جاوے تو صحیح تر امام احمدؒ کے دو قولونمین سی یہہ ہی کہ حاکم غائب
شخص پر حکم کردی باوجود اوسکی اپنی حجت پر باقی رہنی کے اور یہی مذہب امام
مالک اور شافعیؒ کا ہی پس اگر حاکم حنفی ہو جسکے نزدیک غائب پر حکم کرنا درست نہو
تو حیلہ یہہ ہی کہ ایک شخص آکر مدعی کے لئے اوس قرض کا جو غائب پر ہی ضامن ہو جاوے
اور اپنی ضمانت کا اقرار حاکم کے سامنے کردی مگر یون کہی کہ مین نہین جانتا کہ اوسکی
ذمہ اسکا کتنا قرض ہی اور نہ یہہ جانون کہ ہی بہی یا نہین لیکن جسقدر ثابت ہو جاویگا

چوبیسوین مثال

في العقود لا بمقاصدها وحقائقها دون صورها
والفاظها المثال الرابع والعشرون اذا كان على رجل
دين فغاب الذي عليه المال فالاصح من القولين لاحمد
ان للحاكم ان يحكم على
الغائب وهو مذهب مالك والشافعي فان كان الحاكم حنفيا لا يرى
الحكم على الغائب فالحيلة ان يجيء
رجل فيضمن لصاحب الدين
دينه الذي على الغائب
ويقر بالضمان لدى الحاكم
لكن يقول لا ادري
كم له عليه ولا ادري أعليه
ام لا لكن ما ثبت له عليه

کہ اوسکے ذمہ ہے اوسقدر کا مین ضامن ہون اسصورتمین قاضی مدعیکو حکم کریگا کہ اپنا قرض اور اوسکی مقدار ثابت کرا اور قاضی ضامن کو غائب کیطرف سے جوابدہ ٹھراوے اسلیئے کہ وہ اسکی ذمہ کے قرض کا ضامن ہوا ہی اور ضامن پر حکم جائز نہین جب تک کہ اوس شخص پر نہووے جسکی طرف سے ضمانت ہوئی ہی پہر دہی حکم ضامن پر ہوگا اسلیئے کہ ضامن اوسکی فرع ہی تو جبتک مال اصل پر نہ ثابت ہوگا فرع پر بھی نہوگا پچیسوین مثال یہ ہی کہ ایک شخص کا مال دوسرے نے بزور چھین لیا اور خفیہ تو اسکی چیز کا اقرار کرتا ہی اور ظاہر مین انکار کرتا ہی تو حیلہ یہ ہی کہ مالک اس چیز کو کسی معتبر شخص کی ہاتہہ بیچدے اور اس بیع پر گواہ کردے پہر کچھہ مدت کے بعد اس چیز کو غاصب کے ہاتہہ فروخت کردے مگر مدت اتنی ہو کہ گواہ اوسکو جان لین تاکہ ادا شہادت کیوقت اسکا تعین کرین اب جب غاصب گواہ گذرانیگا کہ میرے ہاتہہ فروخت کردے ہے تو جس شخص کے ہاتھہ اوس شی کو پہلے فروخت کردیا تہا وہ اپنے گواہ پیش کرے چھبیسوین مثال یہہ ہی کہ جس صورت مین ایک شخص کو کسی نے قرض دیا اور اوسکی میعاد ٹھرادی تو یہہ میعاد مہلت کی لازم ہوگی دو مذہبون مین سے صحیح تر کے بموجب اور یہی مذہب ہی امام مالکؒ کا اور ایک قول ہے امام احمدؒ کے مذہب مین اور جس امر پر نص ہے وہ یہہ ہے کہ میعادی نہین ہوتا ہی چنانچہ یہی قول امام شافعی اور امام اعظمؒ کا ہے

فان ضامن به فان القاضی یکلف المضمون له ان یثبت الدین وقدره و یجعل القاضی الضامن خصما عن الغائب لانه قد ضمن ما علیه و[illegible] ان یحکم علی الضامن حتی یحکم علی المضمون عنه ثم یحکم بذلک علی الضامن لانه فرع فما لم یثبت المال علی الاصل لا یثبت علی الفرع المثال الخامس والعشرون اذا غصبه متاعا له و یقر به فی السر و یجحده فی العلانیة فالحیلة ان یبیعه من ثقة و یشهد علی ذلک ثم یبیعه بعد ذلک من الغاصب و یکون بین البیعین من المدة ما یعرفه الشهود لیکونوا علی بینة عند الاداء فاذا اشهد الغاصب بالبیع المعین جاء الذی باع منه المغصوب قبله ببینته المثال السادس والعشرون اذا اقرضه مالا واجله لزم تأجیله علی احد المذهبین وهو مذهب مالک وقول فی مذهب احمد والمنصوص علیه انه لا یتاجل لما هو قول الشافعی وابی حنیفة

يدل على التاجيل قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود وقوله يا ايها الذين آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون وقوله اوفوا بالعهد وقوله صلى الله عليه وآله وسلم المؤمنون عند شروطهم وقوله آية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا عاهد غدر وقوله ينصب لكل غادر لواء عند استه يوم القيمة بقدر غدره وقوله لا تغدروا

اور مہلت کے ہونے پر اللہ تعالی کا یہ قول دلالت کرتا ہی یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (ای ایمان والو)
اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ (پورا کرو قرار ۱۲) اور یہہ قول یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ (ای ایمان والو کیون کہتے ہو منہ سے جو نہین کرتے بڑی)
مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ (بیزاری ہی اللہ کی یہان کہ کہو وہ چیز جو نکرو ۱۲) اور یہہ ارشاد وَاَوْفُوْا بِالْعَہْدِ (اور پورا کرو قرار کو ۱۲) اور یہہ
قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہ ایماندار اپنی شرطون پر رہتی ہین اور یہہ حدیث
کہ منافق کی نشانیان تین ہین جب بات کہی تو جھوٹ بولے جب عہد کری تو وفا
نکرے اور جب وعدہ کری تو خلاف کری اور یہہ حدیث کہ قیامت کے روز ہر بیوفا
کے لئی ایک جھنڈا اوسکی بیوفائی کی برابر اوسکے سرین کے پاس کھڑا کیا جائیگا اور
آپکا یہہ ارشاد کہ بیوفائی مت کرو اور یہہ ارشاد کہ بیوفائی زیبا نہین اور منافق
کی صفت مین یہہ فرمایا کہ جب وعدہ کرتا ہی خلاف کرتا ہی اور وعدہ کے خلاف کرنا ان
اشیا مین سے ہی جنکی برائی اور قبیح جاننی پر خدا تعالی نے بندونکی سرشت بنائی ہی اور اگر
بھی اگر حاکم ایسا ہو جو میعاد کو جائز نہ سمجھتا ہو تو حیلہ کرنا درست ہی اسطرح کہ قرضدار
مال والے کے مال کا حوالہ برس روز یا اوسکی مثل تک جتنی مہلت دونوکو منظور ہو دوسرے
شخص پر کردی اسصورت مین مال جس شخص پر حوالہ ہوا ہے اوس پر میعاد مذکور تک ہوگا اور
مانگنی والیکو قرضدار پر کچھہ سبیل نرہیگی اسلئی کہ حوالہ حق کو بدلدیتا ہی ستائیسوین مثال
یہہ ہی کہ امام مالک فرماتے ہین کہ قرض کی مقدار مین قول مرتہن (یعنی قسم ۱۲) کا معتبر ہی بشرطیکہ

ستائیسوین مثال

وقوله ان الغدر لا يصلح وقول في صفة المنافق اذا وعد اخلف والخلف في الوعد مما فطر الله العباد على قبحه واستقباحه وعلى هذا اذا كان الحاكم ممن لا يرى جواز التاجيل فالحيلة ان يحيل المستقرض صاحب المال على رجل بالمال الى سنة ونحوها بعد ما يبرئه من الاجل فيلزمه التاجيل ولا يكون للطالب على المستقرض سبيل فان الحوالة تنقل الحق المثال السابع والعشرون قال مالك القول قول المرتهن في قدر الدين

بشرطیکہ رہن کی قیمت سے زیادہ کا دعوی نکرے یعنی مرتہن اگر قسم کہے کہ رہن کے
بدلہ مین مینے اتنا قرض دیا ہے تو وہی معتبر ہوگا اگرگرو چیز کے مول سے زیادہ نکلیگا
اور امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ اونکے خلاف پر ہین اور غلبہ امام مالکؒ
ہی قول لکھا ہے اور وہی ہمارے شیخ کو پسند ہے اور اوسکی وجہ یہہ ہے کہ اللہ تعالی نے رہن
کو اوس نوشتہ کا عوض اور قائم مقام ٹھہرایا ہے جو مقدار حق کا شاہد ہوتا ہے اسصورت
مین اگر مرتہن کا قول قبول نکیا جاوے تو رہن سے دستاویز کرنی نکمی ٹھہریگی اور راہن
دعوی کریگا کہ میری چیز ایک ادنی چیز کے عوض رہن ہے تو رہن مین کچھ فائدہ نہوا
حالانکہ اللہ تعالی اپنے بندونکو آیت مداینت مین یعنی سورہ بقر کے اونتیسوین رکوع
مین جسمین لین دین کا ذکر ہے ارشاد فرمایا کہ حقوق کی یادداشت لکھکر کرین اور لکھنے والیکو
لکھنے کا حکم فرمایا پھر دوبارہ اوسکو لکھنے کا امر فرمایا اور جسپر حق ہوا وسکو حکم فرمایا
کہ لکھوادے اور خدا کا خوف کرے اور حق مین سے کچھہ کم نکرے یہہ باتین جو ہدایت فرمائین
تو انمین کامل یادداشت ہے کہ اونکے ہوتے ہوئے حق والیکو قسم کی ضرورت نہین اور گواہون
کو بلائے جانے پر انکار کرنیسے منع فرمایا اور اس سے کہ چھوٹے اور بڑے کے لکھنے سے ملال
و عاجزی کے باعث ترک رہین اور خبر دی کہ یہہ بات ہمارے نزدیک بہت ٹھیک اور
نہایت درست ہے گواہی کے حق مین کہ گواہ جب اپنا خط دیکھیگا تو یاد کریگا اور گواہی

ما المصنف عنه اکثر من قیمته الرهن خلافا للشافعی وفی الی حنیفة واحمد وفی روایة عن مالک هو الراجح وبها اختیار شیخنا لان الله جعل الرهن بدلا عما الکتابة الشاهد تعلیل الحق قائما مقامه فلو لم یقبل قول المرتهن بطلت التوثیقة بالرهن وادعى الراهن انه رهن علی اقل شیء فلم یکن فی الرهن فائدة فارشد الله تعالی العباد فی آیة المداینة الی حفظ الحقوق بالکتاب وامر الکاتب ان یکتب وامره ان یملی ان یکتب ثم اعاد الامر بان یکتب وامر من علیه الحق ان یملل ویتقی ربه ولا یبخس من الحق شیئا ارشاد الی الحفظ التام الذی لا یحتاج صاحب الحق معه الی یمین ونهی الشهود ان یأبوا اذا دعوا وان یسئموا من کتابة الحق صغیرا او کبیرا بسامة وملال و اخبر ان ذلک اعدل عند الله واقوم للشهادة فتذکرها الشاهد اذا عاین خطه فیقیم

وفي ذلك تنبيه على انه لما
ان يقيمها اداء اي خطا هو
بعضهم ولا اثم يكن للتعليل
بقوله واقوم للشهادة فائدة
واخبر ان ذلك اقرب الى
اليقين ثم رفع الجناح بان
ذلك بانه اذا كان بيعا حاضرا
فيه التقابض من الجانبين ثم ذكر
ما يحفظ به الحق وعند عدم القدرة
على الكتاب والشهود وهو في
السفر في الغالب فقال وان كنتم
على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهان مقبوضة

ادا کریگا اور اسمین تنبیہ ہی اسبات پر کہ گواہ کو چاہیئی کہ جب اپنا خط دیکہی گواہی
ادا کری اور یقین سی کہی ورنہ خدا تعالی نے جو وجہ لکہنی کی اقوم للشہادۃ یعنی
گواہی کے لئی یہہ بات بہت درست ہی فرمائی ہی اوسکا کچہہ فائدہ نہوگا اور خبر دی کہ
یہہ لکہہ لینا یقین سی قریب ہی پہر جب بیع موجود ہو جسمین ایک ہاتہہ لینا اور ایک
ہاتہہ دینا ہو تو اوسکے نہ لکہنی سی گناہ کو دور فرمایا یعنی اسطرحکے معاملات کے
نہ لکہنی کا کچہہ مضائقہ نہین ان سبکے بعد وہ چیز بیان فرمائی جس سی حقوق کی
یادداشت رہی اوسصورتمین کہ آدمی لکہنی اور گواہی کرانے پر قادر نہوا اور یہہ بات
اکثر سفر مین ہوتی ہی اسلیئے فرمایا وَاِنْ کُنْتُمْ عَلٰی سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا کَاتِبًا فَرِہٰانٌ مَّقْبُوْضَۃٌ
(اور اگر تم سفر مین ہو اور نپاؤ لکہنے والا تو گرو ہاتہہ مین دینا)
تو یہہ آیت صاف دلالت کرتی ہی کہ رہن قائم مقام قبالہ اور گواہونکے ہی اور حق
کا گواہ اور خبر دینے والا ہی جیسی قبالہ اور گواہ حق کو بتلاتے ہین پس اگر مرتہن
کا قول قبول نکیا جاوی تو رہن دستاویز نرہیگا نہ اوسکی قرض کا نگاہبان نہ
قبالہ اور گواہونکا عوض ہوگا اسلئی کہ راہن اوسکو مرتہن کے ہاتہہ سی نکال لیگا اور
کہیگا کہ مینے تو ایکدرم اور اسکی مثل اور کسی ادنی قرض کے عوض رہن کیا تہا غرضکہ
جسبات کا ہم اعتقاد رکہتی ہین اور اللہ تعالی کی اطاعت اوس سی ہوتی ہی وہ اہل مدینہ
کا قول ہی اب اگر مرتہن کو خوف ہو کہ مقدمہ ایسی حاکم کے جاوی جو مرتہن کا قول

فدل ذلك دلالة بينة ان الرهن قائم
مقام الكتاب والشهود شاهد مخبر
بالحق كما يخبر به الكتاب والشهود فلو لم يقبل
قول المرتهن لم يكن الرهن وثيقة ولا حافظا
للحق ولا بد لا بينة الكتاب
والشهود فان الراهن يمكنه ان يخرجه
منه ويقول انما رهنته
على شيء يسير [illegible]
وكذلك [illegible]
وبالجملة [illegible] قول اهل المدينة
فاذا خاف المرتهن ان يحاكمه
الى من لا يرى ذلك

معتبر سمجھا جاتا ہو تو حیلہ رہن رکھنے کا یہہ ہی کہ راہن سی رہن کی قیمت پر اوسکو رہن رکھی اور
جس مقدار پر دونو متفق ہوئی ہین اوسقدر راہن کو دیدی اور راہن گواہ کردی کہ باقی
قیمت اس شی کی مرتہن کے پاس امانت ہی یا اوسکی ذمہ قرض ہی جب مین چاہونگا اوس سے
لے لونگا اسصورت سی دونو شخص اپنا اپنا حق لے سکینگے اور ایکدوسرے کے ظلم سے
محفوظ رہینگے اٹھائیسوین مثال یہہ ہی کہ جب ایک شخص کے ہزار درم دوسرے پر ہون
اور اونکی بدلے مین کوئی چیز اوسکے پاس رہن ہو اور مال والا قرضدار سی درہمونکا مطالبہ
کری اور رہن ظاہر کرنے سی ڈری کہ راہن یون کہدیگا کہ میری ذمہ مرتہن کا قرض نہین
اور جس چیز کو یہہ اپنی پاس رہن بتلاتا ہے وہ اوسکی پاس میری امانت ہی یا اور کسیطرح
ہی تو حیلہ اس سی بچنے کا یہہ ہی کہ اول ہزار کا دعوی کری اگر راہن اوسکا اقرار کری
اور رہن کا دعوی کری تو اوس سی اپنا قرض بھر لے اور رہن حوالہ کردی اور اگر قرض کا
انکار کری اور رہن کا مدعی ہو تو مرتہن حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہی
وہ میرے پاس کسو جہ سی ہی زبردستی چھین لی ہی یا مانگنی ہی یا امانت ہی یا رہن ہی پس اگر
راہن دعوی کری کہ اوسکی قبضہ مین رہن کی وجہ سی نہین ہی تو مرتہن سی قسم لیجاوی کہ
راہن کا دعوی جھوٹ ہے اور قسم مین سچا ہوگا رہن ثابت ہو جاویگا اور اگر راہن اقرار کری کہ رہن کے
طور پر اسکی پاس ہی تو قاضی سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ کتنی پر رہن ہے پس اگر مقدار حق اقرار کری تو مرتہن بھی اوسکی چیز کا اقرار کری

فالحيلة ان يشتريه منه على
نوهبه منه ويدفع الثمن فانقضى
عليه ويشهد الراهن ان
الباقي منه وهبته منه فانه عند
او قرض في ذمته ويطلب
بني شيء فيمكن كالغصب
من اخذ حقه ويامن الظلم
الاخراج المثال الثامن والعشرون اذا كان
رجل على اخر الف درهم وهو بها رهن بالالف فيقول
لكن صاحب المال الغريم وخاف ان يظهر الرهن
الرهن ليتبع عنده بدين وما اودعه عند الراهن انه
عنده الرهن اوديعة او غصب لك فالحيلة في
امنه من ذلك ان يدعى الالف فان
اقر به وادعى الرهن استوثق منه وسلم الرهن
الرهن وان انكر الدين وادعى الرهن فان
الحاكم يسأله عن هذا الذي يدعيه بأي وجه هو
عندك اغصبا او عارية ام وديعة ام رهن فان
ادعى انه في يده على غير وجه الرهن
حلف على ابطال دعواه وكان
صادقا فان اقر انه
على وجه الرهن قال
للقاضي سله عن
كم هو رهن
فان اقر به انه بالعين

وطالب بحقه ... تحلف على نفي ما ادعاه وكان صادقا

المثال التاسع والعشرون اذا ادعت المرأة على الزوج انه لم ينفق عليها ولم يكسها مدة مقامها معه وسنين لم يسمع الحاكم دعواها ولم يطالبه بجواب فان الدعوى اذا ردها الحس والعادة المعلومة كانت كاذبة وفي سماع مثل هذه الدعوى ... مساعدة على ما يكذبه الحس والعادة و ...

اور اپنی حق کا طالب ہوا اور اگر وہ مقدار حق مین سی کسیقدر کا منکر ہو تو مرتہین اوسکے
دعوی کے نہونے پر قسم کہاوی اور اس قسم مین یہہ سچا ہوگا انتیسوین مثال یہہ[29]
کہ جب عورت اپنی شوہر پر دعوی کری کہ اسنی جب سی مین اسکے ساتہہ رہی ہون یا بہت برسون
سی مجکو نہ کہانا دیا نہ کپڑا اور بظاہر اور عرف کی رو سی وہ جہوٹی معلوم ہوتی ہو تو حاکم
کو حلال نہین کہ اوسکی دعوی کو سنی اور اوسکی شوہر سی جواب طلب کری اسلئی کہ دعوی
کو جب ظاہر حال اور عادت معروف رد کردیتی ہین تو وہ جہوٹا ہوتا ہی اور ایسی جیسی دعوی
کو سننے اور مدعا علیہ سی قسم لینی مین اوس بات کی پشتی دینی ہے جسکو ظاہر اور عادت
جہٹلاوین اور شوہر کو اسبات پر مجبور کرنا ہی کہ ہر وقت خرچ دینی پر گواہ کیا کرے -
اور اگر شوہر حاکم سی کہی کہ اس سی پوچھو کہ یہہ کہان سی کہاتی پیتی پہنتی تھی تو حاکم
کو نہین پہنچتا کہ کہی کہ عورت کے ذمہ جواب دینا لازم نہین پہر اگر وہ عورت کسی اجنبی کا
نام نفقہ دینی مین لیوی تو حاکم اوس سی گواہ طلب کری اور اگر کہی کہ مین اپنی آپکو خود
کہلاتی تہی تو اوسکا جہوٹ ظاہر ہی اسصورت مین حق وہی ہی جو امام مالک رح اور مدینہ
منورہ کے فقہا فرماتے ہین کہ نفقہ کیواسطی بیبی کا دعوی ظاہر کے بہی مخالف ہی اسلئی کہ
نفقہ کا وجوب خاوند پر ہی اور وہی اوسپر قائم ہی اور عورت اسبابین شوہر کی نیابت
کا دعوی کرتی ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین برس مکہ معظمہ اور دس برس

والزوج ... الى ان تنهد كل وقت على ... الانفاق ... ولا يلزم ... البينة وان قالت ... وفقهاء المدينة ... لان ... خالف الظاهر ... الاصل ... وهو القائم بذلك وهي تدعي النيابة عنه ... رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث عشرة سنة بمكة وعشرا

فما التزم زوجًا قط بنفقة
ولا كسوة ماضية ولا كذلك
خلفاؤه الراشدون
من بعده وعصر الصحابة ولا حبس
وعصر التابعين وعصر الصحابة
على عهده صلى الله عليه
وآله وسلم وعهد الصحابة والتابعين
رجل واحد على ذلك ولا لأجله فان الدعوى
مع صيانتهن في بيوتهن لا يخرجن
اذا كانت مما يردها العرف والعادة لم تسمع
واذا قال اصحاب مالك اذا كان رجل حائزا لدار متصرفا
فيها مدة طويلة بالبناء والهدم والاجارة والعمارة
وينسبها الى نفسه والانسان آخر يطلع
على ذلك وهو ساكت
مع ذلك لم يذكر ان له فيها حقا ولا نازعه
مع عدم المانع من خوف سلطان أو نحوه
ضرر ولا قرابة بينهما ولا شركة
ولا شركة وجرى ذلك مما يتسامح في
الناس فيه ثم جاء بعد ذلك يدعيها
لنفسه ويريد اقامة
البينة لم تسمع دعواه
فضلا عن قبول بينته
قلت وهذا يدل على ان
الظن المستفاد من هذا الظاهر

مدینہ منورہ مین تشریف رکھی مگر کسی خاوند کے ذمہ کبھی خرچ اور لباس ایام گذشتہ
کا لازم نہین فرمایا اسیطرح آپکے خلفاء راشدین نے آپکے بعد اور صحابہؓ اور تابعینؒ
کے زمانہ مین کسی پر لازم نکیا نہ کوئی شوہر اسمقدمہ مین عہد مبارک رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب وتابعینؒ کے عہد مین قید ہوا نہ اپنی بیبی کے مہر مین
محبوس ہوا سب عورتین محفوظ اپنی اپنی گہرونمین بیٹھی رہتی تہین حاصل یہ کہ دعوے
اگر ایسا ہو جسکو عرف او عادت رد کرتی ہون تو اوسکی شنوائی درست نہین اور اسیوجہ
سی امام مالک کی تابعین کہتی ہین کہ جب ایک شخص ایک گہر پر قابض ہوا اور مدت سی
بنانے اور بگاڑنے اور کرایہ دینے اور آباد کرنے کا تصرف کرتا ہوا اور اسکو اپنا
کہتا ہوا اور دوسرا شخص اسحال سی واقف ہوا اور برابر اوس مدت تک دیکھتا رہا ہو
اور کبھی نکہا ہو کہ میرا بھی اس گہر مین کچہہ حق ہی اور نہ کبھی اول شخص سی اوسکی بابت
مین جہگڑا ہو باوجودیکہ کوئی مانع بہی نہو کہ مثلا حاکم کا خوف ہو یا کسی ضرر کی توقع
ہو یا قابض کی ساتھ کچہہ اپنی قرابت ہو یا شرکت ہو یا کوئی اور ایسا ہی سبب ہو
جس سی آدمی چشم پوشی کیا کرتے ہین پہر یہہ دوسرا شخص اگر اوس گہر کا دعوی کری
اور گواہ قائم کرنیکا ارادہ کری تو اوسکا دعوی مسموع نہوگا گواہونکا قبول ہونا تو
درکنار رہا مین کہتا ہون کہ اس سی معلوم ہوتا ہی کہ جو ظن اس ظاہر حال سی حاصل ہوتا ہے

وہ اوس ظن کی نسبت کہ بہت قوی ہی جو شہادت سی یا گواہی مع قسم سی یا صرف قسم کے انکار سے حاصل ہوتا ہی اور نیز مرد کو اپنی بیبی پر خرچ کرنیکا اختیار اور حکومت حاصل ہی تو عورت مرد کے ساتھہ ایسی ہی جیسا لڑکا اپنے ولی کے ساتھہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا وَّارْزُقُوْهُمْ فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ
اور مت پکڑا دو بیقلونکو اپنے مال بنا ای اللہ نے تمہاری گذران اور اونکو اوسمین کہلاتو اور پہناو ۱۲

حضرت ابن عباس رض فرماتے ہین کہ ایسا نکر کہ جو مال تجکو خدا تعالیٰ نے عطا فرمایا اور اسکو تیری معاش ٹھہرائی تو اسکو اپنی بیبی اور بیٹیونکو دیدے اور وہی لوگ پہر اپنی لباس اور روزی اور مشقت مین تیرے سر ہون اس روایت سی معلوم ہوا کہ بیوقوف عورتین اور لڑکی ہین اور اللہ تعالیٰ نے خاوندونکو عورتونپر حاکم مقرر فرمایا ہی جیسی لڑکی کے ولی کو لڑکی پر حاکم بنایا ہی اور حاکم اوسپر امین ہی تو جو شخص عورت کا قول خواہ لڑکی کا قول بعد بالغ ہونیکی اسبابمین قبول کرتا ہی کہ خرچ انکو نہین پہونچا تو وہ عورت اور لڑکے کو خاوندون اور ولیونپر حاکم بناتا ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتکو اور غلامونکے نفقہ مین برابری فرمائی اور عورت کو عانی ٹھہرایا عانی کے معنی قیدی کے ہین اور وہ ایک قسم کی غلامی ہے چنانچہ عورت کے بابمین ارشاد فرمایا کہ اوسکو جس چیز مین سی خود کہا دی اوسمین سے کہلا دی اور جو خود پہنے اوسمین سی اوسکو پہنا دی اور ایسی جیسا ارشاد غلام کے بابمین فرمایا ہی

اقوى بكثير من الظن المستفاد من الشهادة ۱۲ والشاهد واليمين او مجرد النكول وايضاً فالرجل له الولاية الانفاق على زوجته فهى نحوه كالصغير مع وليه قال تعالى ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياما وارزقوهم فيها واكسوهم قال ابن عباس لا تعمد الى مالك الذى خولك الله وجعله لك معيشة فتعطيه امرأتك وبنيك فيكونوا هم الذين يقومون عليك

فالسفهاء هم النساء والصبيان

تو معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیبی اور غلام اور اولاد کے نفقہ دینی مین امین ہی اسبہت
سی کہ وہ اونکا خدمتگذار ہی اور اللہ تعالی نے خاوندونپر ہرگز واجب نہین فرمایا کہ
عورتونکو کہانے اور سالن اور دراہم کا مالک کردیا کرین بلکہ اُنکو کہانا اور کپڑا اچہی
طرح کہلانا پہنانا واجب کیا ہی اور مالک کردینی کا واجب کرنا اُن باتونمین سی ہے
جسپر کتاب دلالت کرتی ہی نہ حدیث نہ کسی صحابی اور تابعی کا ارشاد نہ چارون امامون
مین سے کسیکا قول اسلئے کہ ان چارونمین بعضے غلہ سے نفقہ کا اندازہ کرنیکی
قائل ہین جیسے امام شافعیؒ اور بعضے عرف پر چھوڑتے ہین اور یہہ لوگ جمہور ہین
مگر سلف سے کسی سی ثابت نہین ہوتا کہ نفقہ کا اندازہ درہمون سی کیا ہو پہر اہین
یہہ بھی ہی کہ جو چیز عورت کی لئی واجب ہی یعنی غلہ خواہ جو عرف مین ٹھہری اوسکو
چھوڑکر اوسکی بدلہ کا واجب کرنا ہوتا ہی اس سی معلوم ہوا کہ دراہم کا مقرر کرنا تمام
سلف کے لوگون اور امامون کے قول کے مخالف ہی خلاصہ یہہ کہ دعوون مین
حکم کی بنا گمان غالب پر ہوتی ہی جو کبھی تو اصل کے بری ہونیسی حاصل ہوتا کبھی
اقرار سی کبھی گواہون سے کبھی قسم کی انکار سی اس انکار کے ساتھہ طالب کی قسم ہو کر کہائی
گئی ہو یا قسم نہوئی ہو اور یہہ سب امور اس طرحکے ہین کہ حق کو کہلا بیان کردیتے ہین
تو یہہ بینہ ہین اور بینہ کو گواہون کے لئے خاص کرلینا عرف خاص ہے

ورنہ بینہ اوسی چیز کا نام ہی جو حق کو بیان کردی اسصورت مین سچ کا گمان جس
شخص کیطرفسی قوی تر ہوگا اوسیکی لئی حکم کا ہونا بہتر ہے اوراسی بناپر جسجگہہ گواہ
ہون اقرار نہ قسم سی انکار نہ کوئی وقت کا حاضر اوسجگہہ ہم مدعا علیہ کی جانب کو اصل
مین بری ہونیکی گمان پر مقدم رکہتی ہین اوراسیطرح اگر اوسکی جانب مین حد ہو اور قسم سی
اوسکا بیکار کردیا ہو اور لوگونکا اتفاق ہی کہ جو عورت تخت کی رات مین مرد کے
پاس بہیجدی جاوے اگرچہ مردنے اوسکو پہلی ندیکہا ہو اور نہ کسینے اوسکی پہچان اوسکو
بتلائی ہو بدون شرط لگانے دو گواہون عادل کی گواہی کے اسبات پر کہ یہ وہی
عورت ہی جسکی ساتہہ نکاح ہوا ہی مرد کو اوس سی صحبت کرنی درست ہی ظن غالب پر کفایت
کرنی کے اعتبار سی بلکہ اوس یقین پر اکتفا کرنیکی رو سی جو شاہد حال سی حاصل ہوتا ہی
اسیطرح فقیر کو ایسی چیز کا کہانا جو لڑکا اوسکو گہر مین سی نکالکر ٹکڑا وغیرہ دیدے
شاہد حال کے اعتبار پر درست ہی۔ اسیطرح حال موجود پر حقیر چیزون کی بیع مین
اکتفا کیجاتی ہی کہ بدون زبان سی کہی خرید و فروخت ایسی اشیا کی دینی اور لینی
سی ہو جاتی ہی اور حال ہی کو دیکہکر کنواری عورتکی سکوت پر اجازت لینی کیوقت کفایت
کیجاتی ہی اور سکوت ہی کو دلیل رضامندی کی ٹہرالی ہی۔ اور ایسا ہی حال معاملات
ہدیون اور حسابون نہین ہی کہ لوگ صرف تقسیم کرنیوالیکے قول پر یا دو شخصون کے

والا فالبينة اسم لما يبين الحق فمن كان ظن الصدق من جانبه اقوى كان بالحكم اولى وقد افتقر منا بجواز المدعى عليه حيث لا بينة ولا اقرار ولا نكول ولا شاهد

وکذا القائف والقائفان
ومعاملته بقبول الخبر بهدیته
والتبسط واکل طعامه والدخول
الی منزله وقبل الشارع والاکتفاء بالبشارة
بقول الخارص الواحد
فی محل الظن وبتقویم اثنین
فی جزاء الصید وبواحد فی رؤیة هلال
رمضان وبقول المؤذن الواحد والنفع
کثیر من الفقهاء فی انساب الصغار بمیل طبع
الرجل من ادعاه من رجلین او اکثر اعتمادا علی الظن
المستفاد من میل الطبع وهو من اضعف الظنون

قول پر کفایت کر لیتی ہین اور یہی حال قیافہ شناس ورد قیافہ والونکی قول کا ہے
اور جس شخص کا حال آزادی اور رشد کا معلوم نہوا اوسکا معاملہ اور اوسکی کہانے اور
ہدیہ کے قبول کرنے اور اوسکی گہر مین جانیکا حال بھی یہی ہی اور شارع نے ایک
اندازہ کرنیوالیکے قول پر گمان کی جگہہ کفایت کی اور شکار کے بدلہ مین دو شخصونکی
قیمت مقرر کرنے پر اور رمضان مبارک کے چاند دیکہنے مین ایک کے قول پر اور افطار
کے بابمین موذن واحد کے قول پر اور بہت سی فقہانے چہوٹے لڑکے کی نسب
لگانے مین جب دو مرد یا زیادہ اوسکی مدعی ہون اوسکی طبیعت کی خواہش پر کفایت
کی بسبب اعتماد کرنے اوس ظن کے جو رغبت سی حاصل ہوتا ہی اور یہہ ظن نہایت
کم درجہ کا ہی اور یہین جہت اسکا رتبہ نسب لگانے مین فقہا کے نزدیک آخر مین ہے
جب قیافہ شناس نہو اور اسیطرح پائی ہوئی چیز کے اوصاف اگر کوئی بتلادی تو
اوصاف بتانے کے گمان پر چیز کو اوسکے حوالہ کرنا اور دیدالنی کے واجب یا جائز
ہونے پر تکیہ کرنا ہی اور اسیطرح طہارت اور نجاست کی علامات پر اور قبلہ پر اور ناپنے
تولنی والی کی قول پر اور بہت سی فقہانے مدعا علیہ کی حبس کرنیکو دو مستور الحال
شخصونکی گواہی سی کہا ہی جبتک کہ اونکی عدالت ثابت ہو اسلئے کہ غالب یہی ہے کہ
مستور الحال عادل ہی ہوگا تو دیکہو ایک مرد مسلمان کا حبس کرنا اس جیسی گمان سی جائز

ولذا کان فی اخر مرتبة الالحاق عندهم
عند عدم القائف وکذا الاعتماد فی وجوب
دفع اللقطة او جوازه علی الظن المستفاد
من وصف الواصف لها وکذا الاعتماد
علی امارات الطهارة والنجاسة والقبلة
وقبول قول الکیال والوزان
وقال کثیر من الفقهاء
بحبس المدعی علیه بشهادة
المستورین الی ان یعلم
الغالب من المستورین العدالة
فاستجازوا عقوبة
الرجل المسلم بمثل هذا الظن

رکھا اور فقہا یہہ بھی کہتے ہین کہ اقرار کرنیوالے کے مقابل مین گواہی مسموع ہونی
چاہئے گو دونو گواہ یہہ نہ بیان کرین کہ مقر اپنے اقرار کیوقت اہل اور لائق اقرار کے
تھا اسلئے کہ ظن یہی ہے کہ عاقل اور خود مختار ہو اور اللہ تعالی نے اپنی کتاب مین
اُس گواہ کا حال نقل فرمایا ہے جسنے قرینہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کے بری ہونے
پر گواہی دی تھی اور یہہ کہا تھا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ
اگر ہے کرتا اسکا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ ہے جھوٹھا
وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ - آخر قصہ تک اور اللہ
اور اگر ہے اسکا کرتا پھٹا پیچھے سے تو یہہ جھوٹھی اور وہ ہے سچا
نے اسکا نام علامت رکھا اور یہہ بینہ کی نسبت کر کامل تر ہے اور نقل جو فرمایا تو اسی
جہت سے کہ ثابت اور مقرر ہو جاوے اور اسی قسم سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا حکم
اُس لڑکے کے باب مین جسمین دو عورتون نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا کیا
اور آپ نے لڑکا بڑی عورتکو دلوا دیا وہ دونو وہانسے نکلکر حضرت سلیمان کے
پاس آئین اور اون سے ماجرا بیان کیا حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ایک چھری لاؤ کہ اُس لڑکے
کے دو کرکے دونو کو آدھا آدھا دون اور اسیطرح فرمایا کہ انہون نے وہم کرلیا کہ ایسا ہی
کرینگے پس چھوٹی عورت نے کہا کہ آپ اسکے دو ٹکڑے نکیجے یہہ لڑکا بڑی عورت کا ہے آپ نے
وہ چھوٹی عورتکو دلوایا اسلئے کہ دیکھا کہ بڑی عورتکو اطمینان اور تسلی ہوگئی کہ جیسا
میرا لڑکا گیا اسکا بھی جاتا رہیگا اور چھوٹی مین شفقت مادری ملاحظہ فرمائی کہ لڑکی کی

قالوا تسمع الشهادة على المقر من غير ذكر الشاهدين اهليته حال اقراره اعتمادا على ظن الرشد والاختيار وقد حكى الله سبحانه في كتابه عن الشاهد الذي شهد على براءة يوسف الحكم بالقرينة فقال ان كان قميصه قد من قبل فصدقت وهو من الكاذبين وان كان قميصه قد من دبر فكذبت وهو من الصادقين الآية وسمى الله تعالى ذلك آية وهي ابلغ من البينة

حكم سليمان ۱۲

ومن هذا حكم سليمان عليه السلام بالولد للذي ... حكم سليمان عليه السلام عند داود عليه السلام ... تنازعت فيه امرأتان فقضى به للكبرى فخرجتا على سليمان فقال ائتوني بالسكين اشقه بينهما فقالت الصغرى لا تفعل هو ابنها فقضى به للصغرى لما رأى الكبرى ... الولد كما ذهب ابنها وادركت الصغرى شفقة الام

زندہ رہنی اور دیکھنی پر مطمئن ہوئی گو دوسری کے پاس ہوا حضرت سلیمان ع کے
حکم کو سوچو کہ لڑکا چہوٹی کو دلوادیا باوجودیکہ وہ بڑی کے لئی اُسکا اقرار کرچکی تھی تو
اس سی یہ ثابت ہوتا ہی کہ اگر اقرار کے جہوٹا ہونیکی علامتین ظاہر ہون تو اوسکی طرف التفات
نہین کیا جاتا اور ایسے اقرار کا ہونا نہونا برابر ہی اور ایسے ہی اگر اقرار کرنیوالا غلطی کرے
یا بہول چوک جاوی یا ایسا اقرار کری جسکا مضمون نہ سمجہا جاوے تو اس اقرار پر پکڑا
نجاویگا اور ایسا ہوگا جیسی زبردستی اقرار کیا اور اللہ تعالی نے لغو قسم پر گرفت
دور فرمائی اسلئی کہ قسم کہانیوالے نے اوسکی علت غائی مراد نہین لی اور خبر دی کہ وہ
گرفت دلکی فعل کی فرماتا ہی اور ظاہر ہی کہ خطا کرنیوالی اور بہولنے والے اور جاہل اور مجبور آدمی
کے الفاظ کا مضمون دلمین کچہہ بھی حاصل نہین ہوتا اور مقصود یہ ہے کہ جس شوہر پر جہوٹا
دعوی ہوا ہو کہ اوسنی اُن برسونکا خرچ اور لباس نہین یا مثلا ایسی طرح کہ معلوم ہوجاوے
کہ عورت اُسپر جہوٹ بولتی ہی تو حاکم کو جائز نہین کہ عورتکی دعویکو سُنے اور مردسی جوابدہی کا مطالبہ
کری اور اس دعوی کی جہوٹ ہونیکی تدبیرین مرد کے لئی کئی ہین اول یہہ کہ کہی کہ جس دعویکو عادت اور
عرف اور ہمسایونکا معاینہ جہوٹ کہی وہ کیسی صحیح ہوسکتا ہی دوم یہہ کہ حاکم سی کہی کہ اس
سے پوچہو اسپر کون خرچ کرتا تہا پس اگر عورت دعوی کری کہ شوہر کی سوا دوسرا مرد خرچ کرتا
اور شوہر کیطرفسی باز کرتا تہا تو عورت کا دعوی سنا نجاویگا بلکہ دعوی اُس مرد کا ہونا چاہیئے

ان الزوج المدعی علیہ دعوی کاذبۃ بانہ لم یترک
النفقۃ والکسوۃ تلک السنین کما اذا تبین
کذب المرأۃ علیہ لم یجز للحاکم سماعہا ومطالبۃ
الزوج بالجواب ولہ طرق فی التخلص من ہذہ الدعوی
احدہا ان یقول کیف تسمع دعوی
تکذبہا العادۃ والعرف ومشاہدۃ
الجیران الثانیۃ ان یقول للحاکم
سلہا من کان ینفق علیہا فان
ادعت ان غیرہ کان ینفق علیہا
ویروی عنہ ذلک
لم تسمع دعواہا وکانت الدعوی

جو شوہر کیطرف سے دیتا تہا اور اگر کہے کہ مین اپنے آپ اپنے نفس پر خرچ کیا کرتی تہی
تو شوہر کہے کہ اس سے پوچہو کہ یہہ خود ہی باہر آمد و رفت کرکے کہانا اور سالن مول لیا
کرتی تہی اگر عورت کہے کہ ہان تو اسکا جہوٹ ظاہر ہے خصوصاً اس صورت مین کہ وہ شریف
اور عزت والی ہو اور اگر کہے کہ مین دوسرے کو وکیل کر دیا کرتی تہی تو شوہر کے بیان
سے اوسکو الزام دیا جاوے و لیکن اگر حاکم ایسا ہو جو شوہر کا قول ایسا مین کچہہ نمانے
تو شوہر کو جائز ہے کہ حیلہ کرکے عورت کے استحقاق کا انکار کرے اور مفصل جواب کی
طرف میل نکرے اسصورت مین عورت استحقاق کیلئے گواہ گذرانے کی محتاج ہوگی پہر جب
گواہ گذرانے تو شوہر دعوی کرے کہ مجہکو اسنے صحبت کرنے پر قابو ندیا اور اسمین
قول شوہر ہی کا معتبر ہوگا اسلئے کہ اصل قابو کا نہ دینا ہے اور یہہ صورت
نشوز کے دعوی سے مخالف ہے اسواسطے کہ نشوز نافرمانی کو کہتے ہین اور اصل نافرمانی
کا نہونا ہے اسلئے نشوز کے دعوی مین شوہر کا قول معتبر نہین اور اسصورت مین شوہر اپنے
حق کے پورا کرلینے کا منکر ہے اور اصل اسمین اوسکا نہونا ہے اسلئے قول معتبر ہوا۔
اور ایک حیلہ یہ ہے کہ دو گواہوں عادل کو در پردہ کہڑا کردے کہ وہ عورتکی بات
سنین اور عورت اونکو ندیکہے بعد اسکے شوہر اوسکو کچہہ مال یا جس چیز سے وہ خوش
ہو دیوے پہر کہے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ ہر ایک ہم مین سے ایکدوسرے کو معاف کردے

ولاسيما ان كانت من ذوات الشرف والاقدار
فان قالت نعم ظهر كذبها
تشتري الطعام والادام
هي التي تدخل وتخرج
الزوج سلها هل كانت
اذا كنت انفق على نفسي فان
لذلك الغير وان قالت كنت
او كل غيري الزمت ببيانه فان كان الحاكم
لا يقبل منه شيئا من ذلك فالوفاء ان يحتال بجحد
استحقاقها ولا يعدل الى الجواب المفصل
فتحتاج هي الى بينة الاستحقاق فان

حيلة

جاءت ادعى عدم تمكينها له من الوطء
والقول قوله لان الاصل عدم التمكين
وهذا غير دعوى النشوز لان النشوز
هو العصيان والاصل عدمه وهذا

کہ دونوکا دل خوش ہوجاوی یا اور کوئی اسطرح کا قول کہی اور عورت سی اوسکا جواب مانگی کہ یون کہدی کہ اسوقت کوئی حق میرا خرچ اور لباس کے باب مین تجھپر نہین

فصل جب یہہ معلوم ہوچکا تو معلوم ہوا کہ وہ تدبیرین جنمین مسلمانون کا فائدہ اور دین کیطرف سے برائی کو دور کرنا اور مظلومونکی مدد اور نا توانونکی فریادرسی اور حیلہ گرونکا مقابلہ اور کافرون بدکارون ظالمون صاحبان مکر حیلہ کا فریب دینا پایا جاتا ہی وہ اُن تدبیرون کے مخالف ہین جنمین قواعد شرعی پر حیلہ کرنا اور خدا تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کو حلال جاننا اور جو چیز اوسنی واجب کی ہی اوسکو گرا دینا پایا جاوی اور ان قسمون مین فرق ایسا ہی جیسا قسم کے سچا کرنے اور جھوٹا کرنے مین ہی یا جیسا عدل و ظلم مین ہے اور حیلے چند قسمون پر ہین اول وہ خفیہ تدابیر ہین جنسی ایسی چیزونکی طرف پونہچتی ہین جو خود اپنی ذات سی حرام ہین مثلاً جانون کے مارنیکی لئی حیلہ کرنا اور مالونکی لینی اور آپسمین بگاڑ ڈالنی کا بہانہ کرنا اور اس قسم کا خفیہ حیلہ اوس تدبیر سی بڑہکر ہی جو حرام پر ظاہری تدبیر سی پہنچاوی اور اسیوجہ سی چور کا ہاتہہ کاٹا جاتا ہی نہ غارت گر کا اور اسیوجہ سی امام مالک اسطرف گئی ہین کہ جو شخص اچانک مار ڈالے اوسکو مار ڈالا جاوے گو اوسنی ایسی شخص کو مارا ہو جسکا قصاص نہوتا ہو مگر اس جہت سی کہ اوسکی حرکت کی خرابی بڑی ہی اور اُس سی بچنا ممکن نہین اور اسی مین سی ہی تجویز حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کتری کی ہاتہہ کاٹنی کی

باہمین باینوجہ کہ اوسکا ضرر مالونپر بہت ہی اور اوس سی بچنا ممکن نہین تو چور کے
ہاتھہ کاٹنی کی نسبت کر ایسی شخص کا ہاتہہ کاٹنا بہتر ہی اور انکا قول یقینا قوی ہی اور ایسیہی
سی ہی امام احمدؒ کی تجویز عاریت چیز کے منکر کے ہاتہہ کاٹنی کے باہمین بخلاف امانت
کے منکر کے اسلئی کہ اول شخص سی تو بچنا ممکن نہین اور امانت کی منکر کو تو امانت رکہنے
والے نے امین جانا تہا دوسری قسم حیلونکی وہ ہی کہ اوس سی بہی حرام کیطرف
پونہچتی ہین مگر حیلہ گر ظاہر یون کرتا ہی کہ میرا قصد خیر کا ہی حالانکہ اوسکا مقصود بھی
حد سی بڑہنی اور بدی کی اور کچہہ نہین مثلا بیمار آدمی وارث کی نقصان کی خاطر
کسی دوسرے شخص کے لئی اقرار کردی کہ اسکا میری ذمہ اتنا ہی اور درحقیقت اوسکی کوئی چیز
بیمار کے پاس نہین ہی یا کسی اجنبی کو اپنا وارث کہی اور وہ واقع مین وارث نہین اس قسم
کا حیلہ حرام ہے اور اوسپر گواہی بہی حرام اور حیلہ بذات خود جہوٹ اور فریب ہوتا ہی مگر
ازانجاکہ اسکا سچ ہونا بہی ممکن ہی اسلئی علما کو اختلاف ہی کہ اگر مریض کسی وارث کا اقرار
کردی تو یہ اقرار بوجہ ذریعہ کی بند کرنی اور اقرار کرنے والے کی باطل ہے اسلئی کہ یہ صورت
اپنی نفس پر گواہی دینی کی ہی اور مریض ایسا ہمین تہمت لگایا ہوا ہے تو تہمت کی جہت سے
اوسکا قول نہ مانا جاویگا جیسی غیر پر گواہی دینی یا یہہ اقرار معتبر ہی اچہا گمان کرنیکی جہت سے
خصوصا حاجت کیوقت مین مقبول ہی اور اسمین سی ہے عورتکا حیلہ کرنا خاوند کی نکاح توڑنیکو

باوجود اسکی اچھی طرح رکھنی کی اسطرح کہ کہدی کہ مین نے ولی کو اجازت نہین دی یا خاوند
بُری طرح مجکو رکہتا ہی یا اور اسطرح کا حیلہ اور بائع شخص کا حیلہ کرنا بیع کی توڑنیکو اسطرح
کہ دعوی کری کہ بیع کیوقت مین حاکم کیطرف سے روک مین تہا اور خرید و فروخت کا مجاز نہ تہا اور
حیلہ کرنا خریدار کا بیع کی توڑنے پر کہ مین نے مبیع کو نہین دیکہا اور مثل اسکی تیسری قسم حیلہ
کی وہ ہی کہ بذات خود مباح ہی مگر حرام کی ارادہ کرنیکے باعث حرام ہو جاوے مثلاً سفر کرنا رہزنی
کیواسطے کہ مقصود یعنی رہزنی حرام ہی تو اوسکا وسیلہ یعنی سفر اگرچہ بذات خود حرام نہ تہا مگر حرام
کا وسیلہ ہونیکے باعث حرام ہو گیا چوتھی قسم حیلہ کی وہ ہی کہ اُس سی کسی حق کا لینا یا باطل
کا دفع کرنا مقصود ہو مگر اسکی لینے کا طریق حرام ہو مثلاً اس شخص کا حق دوسرے کے ذمہ ہو اور وہ
انکار کر جاوی تو یہ دو گواہ کہڑے کرے جو قرضدار کو نجانتے ہون نہ اُسکو دیکہا ہو اور اسکی دعوی کی
گواہی اُسکی مرضی کے موافق جہوٹی دیدین تو یہ گواہی لوانی حرام ہی اسلیے کہ اس سی گواہون کو
حرام پر برانگیختہ کرنا ہی اور اسیطرح ہی اگر ایک آدمی کا دوسرے کی پاس قرض ہی اور وہ قرض کا
منکر ہو جاوے یا امانت تہی اور اسکا انکار کر دیا اور بدون تاویل قسم کہالی کہ میری پاس امانت
نہین رکہی یا عورت نے اوسپر دعوی کیا کہ اوسنے مجکو خرچ نہین دیا اور وہ اپنے دعوی
مین جہوٹی ہی تو اوسنے بالکل اوسکی نکاح کا انکار کر دیا اور قسم مین تاویل کی
اب اگر یہہ کہا جاوے کہ ایک شخص نے سود کا معاملہ کیا اور قرضدار سی اصل مال سب وصول کر لیا

مع امساكه بالمعروف
او انكارها الاذن للولي
او اساءة عشرة الزوج
ونحو ذلك واحتيال البائع
على فسخ البيع بان ادعى
انه كان محجورا عليه ونحو
احتيال المشتري على الفسخ
بانه لم ير المبيع ونحو ذلك القسم الثالث ما هو
مباح في نفسه لكن بقصد المحرم صار حراما كالسفر
لقطع الطريق فان المقصود حرام فالوسيلة اليه وان كان
في نفسه غير محرم فصار بقصد الحرام حراما
القسم الرابع ان يقصد به اخذ حق او دفع
باطل لكن تكون الطريق الى اخذ ذلك
محرمة مثل ان يكون له على رجل حق فيجحده
فيقيم شاهدين لا يعرفان غريمه ولم يرياه
ليشهدا له فهذا ادعاء زور فهو حرام لانه يحملهما
على الحرام وكذا لو كان له عنده دين فجحده او كان
عنده وديعة فجحدها وحلف

ادعى عليه بالزيادة المحرمة فهل يسوغ له ان ينكر المعاملة او يحلف عليها قبل يسوغ له الحلف على عدم استحقاقها وان دعواها دعوى باطلة قال لهم يقبل منهما لكان فهذا الجواب تسأغ لهما الانكار وبذل في اليمين لانه مظلوم ولا يسوغ له الانكار والحلف من غير تأويل لانه كذب صريح فليس له ان يقابل الفجور بمثله كما ليس له ان يكذب على من كذب عليه ويقذف من قذفه

پہر اوسپر حرام زائد کا دعوی کیا تو قرضدار کو جائز ہے کہ معاملہ کا انکار کرے یا
اوسپر قسم کہالی تو بعضون نے کہا ہی کہ زیادتی کے استحقاق نہونے کی قسم کہاوی اور
یہہ کہ دعوی زیادتی کا جہوٹا ہی پس اگر حاکم اوس سے یہہ جواب نے تب البتہ اوسکو قسم
مین تاویل کرنی جائز ہی اسلیئے کہ وہ مظلوم ہی مگر انکار اور قسم بدون تاویل کے درست
نہین کہ وہ تو کہلا جہوٹ ہی غرضکہ آدمی کو جائز نہین کہ گناہ کے بدلہ مین خود بہی
ویسا ہی گناہ کرے مثلاً اگر کوئی اوسپر جہوٹ بولے تو یہہ بہی اوسپر جہوٹ بولے یا جو
اسکو گالی دے تو یہہ اسکو گالی دے یا کوئی اسکی زوجہ کے ساتہہ بدفعلی کرے تو یہہ بہی اوسکی
بیبی سے بدفعلی کرے یا اُسکی لڑکی سے بدکاری کرے تو یہہ اوسکی لڑکی سے کرے - اب اگر یہہ
کہو کہ پہر قابو پانے کے مسئلہ مین تمہارا کیا قول ہے آیا وہ اسی حیلہ کی قسم سے ہی
یا مباح قصاص کی جنس سے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ عالمونکا اسباب مین اختلاف پانچ
قولون سے ہی اول تو یہہ کہ یہہ مسئلہ بہی اسی قسم کی حیلہ سے ہی اور آدمی کو جائز نہین کہ جو
اس سے خیانت کرے تو یہہ اوس سے کرے اور جو اسکی حق کا منکر ہو تو یہہ اوسکی حق کا منکر ہو
اور جو اسکا مال زبردستی چہین لے تو یہہ اوسکا مال چہین لے اور یہہ قول ظاہر امام احمد
اور مالک رح کا ہی دوسرا قول یہہ ہی کہ جب آدمی دوسرے کے مال پر قابو پاوے تو جتنا اُسکا
حق اوسکی ذمہ ہوا وسقدر لیلے خواہ اپنی حق کی جنس پر قابو ہوا ہو یا غیر جنس پر اور

او يفجر بحرمته من فجر بحرمته او يأتي من فعل ذلك باهله فان قلت فما تقولون في مسئلة الظفر هي من هذا الباب او من باب القصاص المباح قيل اختلف العلماء فيها على خمسة اقوال احدها انها من هذا الباب وانه ليس له ان يخون من خانه ولا يجحد من جحده ولا يغصب من غصبه وهذا ظاهر قول احمد ومالك والثاني يجوز له ان يستوفي قدر حقه اذا ظفر بجنسه او بغير جنسه

غیر جنس کیصورتمین وہ مال حاکم کو دیدی کہ اوسکو بیچڈالے اور اوسکی قیمت سے
اپنا حق لے لے یہہ قول شافعیکا ہی تیسرا قول یہہ ہی کہ جب قابو اپنی حق کی جنس
پر ہو اوسصورتمین اپنا حق بہرلے مگر یہہ درست نہین کہ جب اپنی حق کی غیر جنس پر قابو
پاوی تب بہی اپنا حق لیوی اور یہہ قول حنفیکا ہی چوتہا قول یہہ ہی کہ اگر دوسری
شخص کے ذمہ کسی اور کا قرض ہو تو قابو پانیوالیکو لینا درست نہین اور اگر کسی کا
قرض اوسکے ذمہ نہو تو درست ہی اور یہ ایک روایت ہی مالک سی پانچوان قول یہ
ہے کہ اگر حق کا سبب ظاہر ہو جیسی نکاح اور قرابت اور مہمان کا حق ہی تو حقدار کو
اپنی حق کی مقدار لینی درست ہی چنانچہ اسقدر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مسماۃ ہندکو اجازت فرمائی کہ ابوسفیان اپنی شوہر کے مال مین سی اوسقدر لیلی
کہ اوسکو اور اوسکی اولاد کو کافی ہو اور جو شخص کسی قوم مین اُتری اور وہ اوسکی دعوت
نکرین تو اوسکو اجازت دی کہ اپنی مہمانی کے قدر اونکی مال مین تدارک کری چنانچہ
بخاری اور مسلم مین عقبۃ بن عامر سی مروی ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیخدمت مین عرضکیا کہ آپ ہمکو بہیجتی ہین تو ہم ایسی لوگون مین اُترتے ہین کہ وہ ہماری
دعوت نہین کرتے اسمین آپکا کیا ارشاد ہی آپنے ہم سی فرمایا کہ اگر تم کسی قوم پر اُترو
اور وہ جو کچہہ مہمان کیواسطی چاہیی اُسکو تم سی کہین تو تم قبول کر لو اور اگر وہ ایسا

وفي غير الجنس بكل فعلها ان الحاكم يبيعه ويستوفي بثمنه وهذا قول اصحاب الشافعي والثالث يجوز ان يستوفي قدر حقه اذا ظفر بجنس ماله وليس له ان ياخذ من غير الجنس وهذا قول اصحاب ابي حنيفة والرابع انه ان كان عليه دين لغيره لم يكن له الاخذ وان لم يكن عليه جاز الاخذ وهذا رواية عن مالك والخامس انه ان كان سبب الحق ظاهرا كالنكاح والقرابة وحق الضيف جاز للمستحق الاخذ بقدر حقه كما اذن فيه النبي صلى الله عليه وآله وسلم هند ان تاخذ من مال ابي سفيان ما يكفيها ويكفي بنيها وكما اذن لمن نزل بقوم ولم يضيفوه ان يعاقبهم بقدر قراه كما في الصحيحين عن عقبة بن عامر قال قلت للنبي صلى الله عليه وآله وسلم انك تبعثنا فننزل بقوم لا يقرونا فما ترى فقال لنا ان نزلتم بقوم فامروا لكم بما ينبغي للضيف فاقبلوا فان لم يفعلوا

نکرین تو تم اُن سے حق مہمان کا لے لو جو اونکو شایان تہا اور مسند امام احمد مین مقدام
بن ابی کریمہ کی حدیث ہی کہ اونہون نے آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ ارشاد فرماتے
تہی کہ جو شخص کسی قوم کے پاس اُترے تو اونپر واجب ہی کہ اُسکی دعوت کرین پس اگر وہ دعوت
نکرین تو اُسکو جائز ہی کہ وہ اپنی دعوت برابر اونکو سزا دے اور بہی اُسی مسند مین ابو ہریرہؓ کی
حدیث مروی ہی کہ اُنہون نے فرمایا کہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مہمان
کسی قوم کے پاس اُترے اور صبح کو محروم اُٹھے تو اُسکو درست ہی کہ اپنی
دعوت کی مقدار لے لے اور اوسپر کچہہ حرج نہین - اور اگر حقدار کے حق کا سبب
پوشیدہ ہو اسطرح کہ لینی کی صورتمین خیانت کی تہمت اوسپر لگیگی اور خائن
کہلا دیگا تو اسصورت مین اوسکو لینا اور اپنی آپ کو تہمت پر پیش کرنا نچاہیے گو
باطن مین وہ اپنا حق ہی لیگا جیسے اِسکی سوا اور مقدمہ مین اوسکو اپنی نفس کو
ایسی تہمت کی لئی پیش کرنا جائز نہین جس سے لوگ اُسکی آبرو پر مسلط ہو جاوین
اور یہہ قول سب قولون مین صحیح تر اور قواعد شرعی کے بہت موافق ہے اور اِس سے
سب حدیثونکا اتفاق ہو جاتا ہی اسلئی کہ ابو داؤد نے یوسف بن مالک کی حدیث
روایت کی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین فلان شخص کیواسطی یتیمونکا خرچ لکہا کرتا
تہا کہ وہ انکا ولی تہا پس لوگون نے اوسکو ہزار درم کا دہوکا دیا اُسنے انکو ہزار

ادا کردی ہیر اونکی مال مین سی میری ہاتہہ ہزار لگ گئی مین نی اُس سی کہا کہ یہہ ہزار وصول کر لو جو تم سی لوگ لیگئی ہین اوسنی کہا کہ نہین میری باپنی مجہہ سی حدیث بیان کی کہ انہون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا کہ فرماتے تھی کہ امانت ادا کر اوس شخص کو جو تیری پاس امانت رکہی اور خیانت نکر اوسکی جو تجہہ سی خیانت کری اور یہہ حدیث اگرچہ منقطع کے حکم مین ہی مگر اوسکی شاہد دوسری حدیث طلق بن غنام کی ہی وہ یہہ ہی کہ خبر دی ہمکو شریک اور قیس نے ابو حصین سی اوسنی ابو صالح سی اوسنی حضرت ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ادا کر امانت اُسکو جسنی تیرے پاس امانت رکہی اور خیانت نکر اوس سی جسنی تجہہ سی خیانت کی اس روایت مین قیس ربیع کا بیٹا ہی اور شریک معتبر ہی اور اسکی حدیث اسوجہ سی کہ قیس نے اوسکی پیروی کی قوی ہو گئی اگرچہ اسمین ضعف تہا اور اسکا ایک اور شاہد حدیث ایوب بن سوید کی ہی ابن شوذب سی اور وہ راوی ہی ابو التیاح سی اور وہ حضرت انس رض سی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی مثل مذکورہ بالا کے۔ اور حدیث ایوب بن سوید کی اگرچہ اسمین ضعف ہی الا اسکی حدیث شاہد لانیکی لیاقت رکھتی ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی ہرچند ضعیف ہی مگر ان حدیثون کا اسمین ملانی سی قوی ہو جاتا ہے روایت کیا اوسکو یحیی بن ایوب نے اسحق بن اسید سی اوسنی ابو حفص دمشقی سی اوسنی مکحول سی کہ ایک شخص نے حضرت ابو امامہ باہلی سی پوچہا کہ مین دوسرے شخص کے پاس امانت رکہتا ہون

ان يعطيهم فأدركت لهم من اموالهم شيئا فقلت أقبض الالف الذي ذهبوا به منا فقال لا حدثني ابي انه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول اد الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من خانك وهذا وان كان في حكم المنقطع فله شاهد وهو حديث طلق بن غنام اخبرنا شريك وقيس عن ابي حصين عن ابي صالح عن ابي هريرة ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال اد الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من خانك وقيس بن الربيع وشريك ثقة وقد قوي حديثه بمتابعة قيس له وان كان فيه ضعف وله شاهد آخر من حديث ايوب بن سويد عن ابن شوذب عن ابي التياح عن انس عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم وايوب بن سويد وان كان فيه ضعف فحديثه يصلح للاستشهاد وله شاهد آخر وان كان فيه ضعف فهو يقوي بانضمام هذه الاحاديث اليه رواه يحيى بن ايوب عن اسحق بن اسيد عن ابي حفص الدمشقي عن مكحول ان رجلا قال لابي امامة الرجل استودعه الوديعة

یا میرا حق اوسکی ذمہ ہوتا ہی اور وہ منکر ہو جاتا ہی پہر وہ میرے پاس امانت رکہتا ہی یا اوسکا
میرے ذمہ کچہہ ہو جاتا ہی تو مین بہی انکار کر دون کہ نہین اونہونے فرمایا کہ نہین
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا ہی کہ فرماتے تہے ادا کر امانت اوسکو جو تجکو
امین جانے اور خیانت نکر اوس سے جو تجہہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد مرسل ہے
یحیی بن ایوب ابن جریج سے اور وہ حسن سے اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا ادا کر امانت اوسکو جو تجکو امین جانے اور خیانت نکر
اوس سے جو تجہہ سے خیانت کرے اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ترمذی نے مالک بن نضلہ
کی حدیث روایت کی ہی راوی کہتا ہی کہ مینے عرض کیا کہ یا رسولؐ مین ایک شخص کے پاس کو
گذرتا ہون تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہی نہ مہمانی پہر وہ میرے پاس کو گذرتا ہی تو مین اوس
سے اپنا عوض لون یا نہین آپنے فرمایا کہ عوض مت لے بلکہ اوسکی دعوت کر ترمذی کہتے
ہین کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور اسکا ایک اور شاہد ہی جو ابو داؤد نے حدیث بشیر بن
خصاصیہ کی روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ مینے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین
عرض کیا کہ زکوۃ لینے والے ہمپر زیادتی کرتے ہین تو ہم اپنے اوسقدر مال کو چہپا لیا کرین
جسقدر وہ ہم سے زیادہ لیا کرتے ہین آپنے فرمایا کہ نہین اور اسکا ایک اور شاہد اسی
بشر کی حدیث ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے پروسی ایسے ہین

او يكون لي عليه فيجحدني
ثم يستودعني او يكون له
عندي أفأخونه قال لا سمعت
رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم يقول ادّ الامانة الى
من ائتمنك ولا تخن من
خانك وله شاهد آخر مرسل
قال يحيى بن ايوب عن ابن جريج عن الحسن
عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ادّ الامانة الى من ائتمنك ولا تخن من
خانك وله شاهد آخر وهو ما رواه
الترمذي من حديث مالك بن
نضلة قال قلت يا رسول الله الرجل
أمرّ به فلا يقريني ولا يضيفني فيمر بي
أفأجزيه قال لا اقره قال الترمذي
هذا حديث حسن صحيح وله شاهد
آخر وهو ما رواه ابو داود من
حديث بشير بن الخصاصية
قال قلت يا رسول الله
ان اهل الصدقة يعتدون
علينا أفنكتم من اموالنا
بقدر ما يعتدون علينا فقال لا
وله شاهد آخر من حديث بشير هذا ايضا
قال قلت يا رسول الله ان لنا جيرانا

که هماری گری پڑی چیز کچهه نهین چهوڑتے اوسکو لے لیتے هین تو جب همکو اونکی
کسی چیز پر قابو هو تو هم بهی لے لین آپنے فرمایا که اداکر امانت اوسکو جو تجهکو
امین سمجهے اور خیانت مت کر اوس سے جو تجهه سے خیانت کرے ذکر کیا اوسکو همارے
شیخ نے کتاب ابطال الحیل مین تو یهه حدیثین جنکے طریق متعدد اور مخرج
مختلف هین ایکدوسرے کی تشفی کرتے هین اور انمین کا لینا اوس لینے کے مشابه نهین
جو رسول الله صلے الله علیه وآله وسلم نے دو جگهه مین مباح فرمایا یعنی هند کو اپنے شوهر
کے مال مین سے اور مسافر کو بقدر اپنی دعوت کے اسلئے که ان دونو صورتون
مین حق کے ظاهر هونیکے سبب سے لینے کو مباح فرمایا تو یهه لینا خیانت کیطرف منسوب
نهوگا اور نه تهمت کو اوسکی طرف راه هے علاوه ازین حاکم سے نالش کرنا اور اپنے
حق کا مطالبه کرنا ان دونو جگهه مین دشوار هے ۔ اور جو لوگ قابو پانے پر لینا
جائز سمجهتے هین وه کهتے هین که جب اپنے حق کی مقدار بدون زیادتی کے لیگا تو
خیانت نهوگی اسلئے که خیانت اوس چیز کا لینا هے جسکا لینا حلال نهو اور یهه قول
بهت ضعیف هے اسلئے که یهه حدیث کے فائده کو بیکار کر دیتا هے کیونکه آپ کا ارشاد
هے که خیانت نکر اوس سے جو تجهه سے خیانت کرے تو دیکهو حق لینے والیکی معامله کو دوسرے کے
ساتهه خیانت ٹهرایا اور اوسکو اوس سے منع فرمایا پس حدیث صحیح هونے کی ساتهه نص هے

تو اسکا خلاف کب درست ہے آب اگر یہہ کہو کہ تمنے اِس صورت کو ہبہ کیون
نہ ٹھہرایا کہ جب آدمی حاکم کے ذریعہ سی اپنا حق نہ لے سکے تو اپنی آپ لے
مثلاً جس شخص کا مال چھین جاوے اور وہ اوسکو چھیننے والیکے ہاتھہ مین دیکھے اور
اوسکو زبردستی اوس سے لینی کی قدرت ہو تو کیا یہ کہتی ہو کہ اسکو اپنا وہی
مال لینا ظالم کے ہاتھہ سے درست نہین اور ظالم کو اپنی گہر اور زمین مین سے
نکالدینا جائز نہین اور اسیطرح اگر کوئی شخص دوسرے کی بی بی چھین لے اور خاوند
بیبی مین حائل ہو کر عورت سے ظاہر مین عقد کرلے کہ کوئی تہمت نکری تو کیا شوہر
اول کو تہمت کے خوف سی اپنی بیبی کا اوس شخص کے پاس سی نکالنا حرام ہی
اور اسیکے قائل امام شافعیؒ ہین یعنی مسئلہ قابو کو غصب کیصورت کے مشابہ
کرتے ہین اور حدیث ہند کی اسباب مین پہلے گذر چکی اور جب حدیث سے
اور اکثر اہل علم کے اجماع سے معلوم ہوا کہ آدمی اپنا حق پوشیدہ لے لے تو
معلوم ہوا کہ حق کا خفیہ لے لینا خیانت نہین اسلئے کہ خیانت اُس چیز کی لینی کا نام
ہی جسکا لینا حلال نہو تو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ ہم بہی کہتی ہین کہ آدمیکو اپنے حق کی
مقدار کا لے لینا درست ہی مگر مباح طور سی لینا جائز ہی خیانت اور حرام طور سی لینا
جائز نہین اور یہہ جو تم کہتی ہو کہ یہہ خیانت نہین تو اسکا جواب یہہ ہے کہ بلاشک یہ خیانت ہے

فان قيل فهلا جعلتموه مستوفيا لحقه بنفسه اذا عجز عن استيفائه بالحاكم كالمغصوب ماله اذا رآه في يد غاصبه وقدر على اخذه منه فهل تقولون انه لا يحل له اخذه من يد الظالم ولا يحل له اخراجه من داره وارضه وكذلك اذا غصب زوجته وحال بينه وبينها وعقد عليها ظاهرا بحيث لا يتهم فهل يحرم على الزوج الاول [illegible] على خشية تهمة فانتزاعها منه وقد حكى الشافعي [illegible]

[illegible] حديث هند [illegible] اهل العلم على ان [illegible] فاخذ الرجل حق نفسه سرا ليس بخيانة [illegible] فالجواب انا نقول ان يستوفي قدر حقه بطريق مباح فاما بخيانة وطريق محرم فلا وقولكم ليس ذلك بخيانة فلنا بل هو خيانة

حقیقة وشرعا وقد سماه
رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم خيانة
مقابلة وتداركا لا خيانة
مبتداء فيكونان كل
واحد منهما ظالما للآخر
فان تساويا قدرا وصفة فقد تساقطا اثمهما والمطالبة
في الآخرة لان حق كل منهما
على الآخر مثل حق الآخر عليه وان فضل لاحدهما
فضل يرجع به فهذا في
الثواب والعقاب واما في احكام الدنيا فانه

١٢ بيان

حقیقت اور شریعت کی روسی اور آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے اسکا نام خیانت
مقابلہ اور تدارک کی روسی فرمایا ہی نہ ابتدا مین خیانت کی جہت سی پس ہر ایک
ان دونو مین سی ایک دوسرے پر ظالم ہی اسصورتمین اگر دونو خیانتین مقدار اور
صفت مین برابر ہونگی تو دونو کا گناہ اور آخرت کا مطالبہ جاتا رہیگا کیونکہ
ہر ایک کا دونو مین سی دوسرے پر حق یکسان رہیگا اور اگر دونو مین سی کسیکو
زیادتی ہوگی وہی دینی پڑیگی تو یہہ حال تو ثواب اور عذاب مین ہوا اگر دنیا کے
احکام مین اسطرح نہین اسلئی کہ یہانکے احکام ظاہر چیزون پر مرتب ہوتے ہین
اور باطن کے حالات سپرد بخدا ہین اور اسی جہت سی آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم
نے فرمایا کہ تم میری پاس جہگڑا لاتے ہو اور مین آدمی ہی ہون جیسا کچھہ سنتا
ہون ویسا ہی حکم دیتا ہون اور شاید تم مین سی بعض لوگ اپنی حجت مین حاضر جواب اور
خوش تقریر زیادہ ہون بہ نسبت دوسرے کی تو جس شخص کو مین کچھہ حق اوسکی بہائی کا
دلا دون تو چاہیئی کہ وہ نہ لیوی اور مین اوسکی لئی ایک آگ کا ٹکڑا ہی علحدہ کرتا ہون
اِس حدیث مین آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم نے بتلا دیا کہ آپ لوگونمین حکم ظاہر کے حالات
کے بموجب فرماتے ہین اور جو شخص نفس الامر مین باطل پر ہووے اوسکو
واقف کردیا کہ ہماری حکم سے اوسکو جائز نہین کہ جس چیز کا حکم کیا ہی اُسکو لیوے

كذلك الا لان الاحكام فيها مبنية
على الظواهر واما السرائر فالى الله و
لهذا قال صلى الله عليه وآله وسلم
انكم تختصمون الي وانما انا بشر اقضي نحو ما اسمع
ولعل بعضكم ان يكون الحن بحجته من بعض فمن
قضيت له بشيء من حق اخيه فلا ياخذه
فانما اقطع له قطعة من
النار فاخبر صلى الله عليه
وآله وسلم انه يحكم
بينهم بالظاهر واعلم
المبطل بانه في نفس الامر ان
حكمه لا يحل له اخذ ما حكم له به

اور یہہ کہ باوجود اوس چیز کے دلانیکے حکم کرنیکے اوسکے حق مین ہم ایک الگ
کا ٹکڑا علحدہ کرتے ہین اِس سے معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ ظاہر مین حق بجانب طرفثانی
کے ہو تو حاکم پر واجب ہی کہ اُس شی کا حکم طرفثانی کے لئے کری اور اوسکا قبضہ بحال
رکھی اگرچہ نفس الامر مین وہ باطل پر ہوا اور اوسکا قبضہ ظلم و تعدی کی راہ سے ہو
تو پھر اوسکی مخالف کو کیونکر جائز ہوگا کہ آپ اپنی واسطے حکم کرلے اور ایسی حرام اور
باطل طریق سے کہ اوس جیسے حاکم بھی حکم نکری گو نفس الامر مین حق پر ہو اپنا حق پورا
کرلے اور یہہ صورت ایسی نہین کہ کوئی شخص اپنا مال معین یا لونڈی یا بی بی ظالم
کے ہاتھہ مین دیکھے اور اوسکو زبردستی اوس سے چھین لے اسلئے کہ اسصورتمین تو اوس کا
حق اوس معین چیز مین متعین ہی بخلاف قرض دالیکے کہ اسکا حق اُس چیز مین معین نہین
ہوا جسمین سے وہ لیا چاہتا ہی اور ایک فرق یہہ ہی کہ ظالم سے اپنا مال چھیننے کو آدمی
چھپاتا نہین بلکہ وہ قبضہ والے سے لڑتا ہی اور دھینگا مشتی کرتا ہی اور لوگون سے
مدد چاہتا ہی اسنظر سے خیانت کیطرف منسوب نہین ہوتا اور صورت مفروض مین
حقدار خائن اور چور کیطرح چھپاتا ہی پس ان دونو صورتون مین سے ایک کو دوسری مین
ملانا باطل ہی پانچوین قسم حیلہ کی یہہ ہی کہ اوس سے شارع کی حرام کی ہوئی چیز کو
حلال کرنیکا یا اوسکی واجب کی ہوئی چیز کے ساقط کرنیکا قصد کری مثلاً شارع

وانه مع حکمه له بابا تقطع له قطعة من النار فاذا کان الحق مع هذا الخصم فی الظاهر وهو غیر الحاکم ان یحکم له به و یقر یده وان کان مبطلا و یده ظالمة فاذا تعذر الله فکیف یسوغ لخصمه ان یحکم لنفسه و یکون فی حقه طریق محرمة باطلة لا یحکم بمثلها الحاکم وان کان محقا فی نفس الامر ولیس هذا بمنزلة من رای عین ماله او امته او زوجته بید ظالم فاخذها منه قهرا

نے ایک سبب کو امر مباح اور مقصود کا سبب کیا ہی اور حیلہ گر یہی اوس کو
ایسی بات کا سبب کرے جس سے بچنا مقصود ہو اور یہی حیلے حرام ہین جنکو سلف
والون نے برا کہا ہی اور انکے کرنیکو نا جائز ٹھہرایا ہی اور انکی حرمت دو وجہ
سے ہی اول تو انکی انجام کی وجہ سے دوم سبب کی جہت سے انجام کی جہت سے حرمت
اسطرح ہی کہ ان حیلون سے علت غائی خدا تعالی کی حرام کی ہوئی چیز کو مباح کرنا اور
اسکی واجب کی ہوئی چیز کو ساقط کرنا ہی اور سبب کی جہت سے اسواسطے حرام ہین کہ
یہہ باعث ہین خدا تعالی کی آیتون سے ٹھٹھا کرنیکے اور سبب کو قصداً ایسی چیز کا وسیلہ
کرنیکے جسکے لئے وہ شروع نہین ہوا اور بعض اوقات اول قسم کے حیلے کرنیوالے
بہت اچھے ہوتے ہین اس قسم کے اکثر حیلہ گرون سے اسلئے کہ پہلی قسم کے حیلہ والے
اپنے آپکو شریعت کی بموجب عامل نہین ٹھہراتے بخلاف ان لوگونکے کہ ان کا اعتقاد
یہہ ہی کہ جو کچھہ ہم کرتے ہین وہ شریعت مین آچکا ہے اور یہہ قسم حیلونکی شارع کیطرف
ایک امر لغو کو منسوب کئے دیتی ہی کیونکہ حیلہ کرنیوالے نے اون سے وہ مقصود ارادہ
نکئے جنکے لئے وہ شروع ہوئی تہی بلکہ اونکی باعث ایسی چیز کیطرف پونہچ گیا جس سے
وہ منع کیا گیا تہا اور شریعت کی سانچے مین اوسکو ڈہال لیا جیسا تمام بدعت والے
اپنی بدعت کو سنت کی سانچے مین ڈہال لیا **فصل** اور یہہ قسم حیلونکی کئی طور پر ہے

اول حیلہ کرنا واسطے حلال کرنے اُس چیز کے جو بالفعل حرام ہے جیسے سود کے
حیلے اور حلالہ کرنیکے حیلے دوئم حیلہ کرنا اُس شی کے حلال ہونے پر جسکی حرمت
کا سبب ہو چکا ہوا ور وہ حرام ہوا چاہتی ہو مثلاً کسی شخص نے اپنی بیبی کی طلاقکو
ایسی شرط سے وابستہ کیا جو ضرور ہی ہو پھر چاہا کہ طلاق نہ پڑے تو حیلہ سے اُس سے
خلع کر لیا یہانتک کہ وہ جدا ہو گئی پھر اُس سے نکاح کر لیا تیسرا حیلہ کرنا اُس شے
کے ساقط کرنیکو جو واجب ہی مثلاً حج واجب کو ساقط کرنے اور فرض کے ادا
نکرنیکے لئے حیلہ کرنا اسطرح کہ مال کا مالک اپنی بیبی یا لڑکے کو کر دے خواہ جیسے کسی کو
رمضان آجاوے اور وہ روزے رکھنے نچاہے اور اس غرض سے سفر کر جاوے اور افطار
کے سوا اور کوئی مطلب سفر سے نہو یا اور اسی جیسی صورت ہو چوتھا حیلہ کرنا ایسی واجب
کے ساقط کرنیکا جسکا سبب تو ہو چکا ہوا ور واجب نہوا ہو مگر واجب ہونے ہی کو ہو تو
پہلے ایسا حیلہ کرے کہ واجب نہونے پاوے مثلاً زکوٰۃ کے ساقط کرنیکو حیلہ کرنا کہ برس
کے گذرنے سے پیشتر مال کسی اپنی گھروالے کی ملک کر دے پھر بعد اسکے اوس سے
مال واپس لے اور یہہ طور دو طرح ہے ایک تو ساقط کرنا خدا تعالی کے حق کا
بعد واجب ہونے کے یا سبب جو بکے ہو چکنے کے جیسے اوپر کی مثال ہی دوسرے
مسلمان کا حق ساقط کرنا بعد واجب ہونے کے یا سبب جو بکے ہو چکنیکے مثلاً شفعہ کے ساقط

الاحتيال على اسقاط الشفعة التي شرعت دفعا للضرر عن الشريك فهو وجوبها او بعد ... او بعضها او بدلها ... الاحتيال على اخذ حقه ...

الخامس الاحتيال على اخذ بعض حقه او بدله بخيانة ... ان يجحده دينه ... فصل ومن هنا يعلم الفرق بين الحيل التي يتخلص بها من الظلم والبغي والحيل التي يتخلص بها من الحرام واسقاط الواجب ... وان جمعها اسم الحيلة والوسيلة وان العينة لا تخلص من الحرام وانما

کرنے پر جو شریک کا نقصان دور کرنیکے لئی مشروع ہوا ہی اوسکے واجب ہونے
سے پیشتر یا بعد حیلہ کرنا پانچوان حیلہ کرنا اپنی کل حق یا بعض کے لینی کے لئے
یا اوسکا عوض لینی کو خیانت سی جیسا پہلے گذرا اور اوسکی بہت سی صورتین ہین
یعنی کسیکے قرض کا منکر ہو جانا جیسا وہ اسکی قرض کا منکر ہوگیا یا اوسکی امانت مین
خیانت کرنی جیسے اُسنی خیانت کی یا اور اسیطرحکا معاملہ ہو **فصل** جو کچہہ ہمنی ذکر کیا
اُس سی اُن حیلونمین جنکے باعث ظلم اور تعدی سی نجات ملتی ہے اور اُن حیلون
مین جنسی حرام کے مباح ہونے اور واجب کے ساقط کرنے پر حیلہ کیا جاتا ہی فرق
معلوم ہوا گو دونو کا نام حیلہ اور وسیلہ ہی اور اُس سی یہہ بہی معلوم ہوا کہ بیع عینہ حرام
سے بچاتی نہین بلکہ حرام کا وسیلہ ہوتی ہی اور اوس سی حرام ہی مقصود ہی جسپر
بائع و مشتری متفق ہین اور اللہ تعالیٰ اونکی دلون سی اسبات کو جانتا ہی اور وہ
دونو خود اور اونکی گواہ بہی واقف ہین۔ اور اسطرح مال کا مالک کر دینا اپنی لڑکے
کو برس روز پورا ہونیکے قریب تاکہ زکوٰۃ نہ دینی پڑے آدمی کو گناہ سی نہین بچاتا
بلکہ اُسمین غوطہ دیتا ہے اسلئی کہ اُسنی ایسی فرضکے ساقط کرنیکا قصد کیا جسکا سبب ہو چکا تہا اور جو شخص اس
صورتکو جائز کہتی ہین وہ عذر پیش کرتی ہین کہ جو شخص ایسا کرتا ہی وہ واجب کو ساقط نہین کرتا بلکہ واجب
ہونیکو ساقط کرتا ہی اور دونو باتونمین فرق ہے آدمی واجب ہونے کو تو روک سکتا ہی

توسل بها اليه وهو المقصود الذي اتفقا عليه ويعلمه الله من انفسهما ويعلمانه ويعلمه شهودهما وكذلك تمليك ماله عند قرب حول الزكاة لا يخلصه من الاثم بل ... بنفسه فيه لانه قصد الى اسقاط فرض قد انعقد سببه ولكن عند من يجوز ذلك انه لم يسقط الواجب وانما اسقط الوجوب وفرق بين الامرين فان الاول يمنع الوجوب

ولیس له ان یمنع الواجب ومن ذلک القول فی الحیل علی اسقاط الشفعة قبل البیع فانه یمنع وجوب الاستحقاق ولا یمنعه الحق الذی وجب بالبیع فذلک لا یحل وهو نظیر منع الزکوة بعد وجوبها فذلک لا یجوز بحیلة ولا غیرها وکذلک الحیل علی منع وجوب الجمعة علیه بان یسکن فی مکان لا یبلغه النداء ولا یمکنه الذهاب منه الی الجمعة والرجوع فی یومه او السفر قبل دخول

مگر اوسکو درست نہین کہ واجب چیز کو روکدے اور اسیطرح بیع سے پیشتر شفعہ کے ساقط کرنیکے لئے حیلہ کرنے مین کہتے ہین کہ قبل بیع کے حیلہ کرنے سے بائع استحقاق کا وجوب نہین ہونے دیتا یہہ نہین کہ جو حق بیع سے واجب ہوگیا اوسکو نہین دینا یہ صورت تو ناجائز ہے اور یہی نظیر زکوۃ نہ دینے کی بعد وجوب کے ہے کہ واجب ہونیکے بعد اوسکا نہ دینا نہ حیلہ سے درست ہے نہ بدون حیلہ کے اسیطرح حیلہ کرنا جمعہ کے واجب نہونے پر اسطور پر کہ کسی ایسی جگہہ جا رہے جہان اذان نہ پونہچے اور وہان سے جمعہ مین جانا اور اوسی روز پہر آنا غیر ممکن ہو یا جمعہ کیوقت سے پیشتر سفر کر جاوے تو یہہ جائز ہے اور جب جمعہ واجب ہوچکے تو بعد وجوب کے اوسکے نہ پڑہنے کا حیلہ جائز نہین اسیطرح اپنے رشتہ دار پر خرچ کرنیکا واجب نہونے دینا اسطور پر کہ اتنا نکماوے جسمین دوسری کو خرچ دینا واجب ہو اسکی لئے حیلہ جائز ہے اور واجب ہونیکے بعد نہ دینا درست نہین غرضکہ دونو حیلونمین فرق کا بہید یہ ہے جسپر حیلہ والے تکیہ کرتے ہین۔ اور جو لوگ حیلون کے مانع ہین وہ یہہ جواب دیتے ہین کہ اگر حیلہ والونکی یہہ بات چلتی تو اللہ تعالیٰ اُن باغ والونکو سزا نہ دیتا جنہونے اوسکو رات مین توڑنیکا ارادہ کیا تہا اس نظر سے کہ اونکے پاس مساکین نہ آوین اُن لوگونے بہی تو وجوب کے دور کرنیکا ارادہ کیا تہا بعد اِس کے کہ اوسکا سبب ہوچکا تہا اور وہ نظیر زکوۃ ساقط کرنیکے لئے حیلہ کرنے کی ہے جبکہ

وقتها ولا یجوز له الحیل علی ترکها بعد وجوبها علیه وکذلک الحیل علی منع وجوب الانفاق علی القریب بان لا یکتسب ما لا یجب فیه الانفاق فهذا نظیر الفرق الذی اعتمد اصحاب الحیل واجاب المانعون عن ذلک بان هذا الواجب علی المحتال ثم یقال فیه انه اصحاب الجنة هم الذین عزموا علی صرامها لیلاً لئلا یحضرهم المساکین فهو قصد دفع الوجوب بعد انعقاد سببه وهو نظیر الحیل لاسقاط الزکوة

حیلہ باذان

اُسکا سبب ہو چکا ہو اور نیز اسطرح کے حیلہ کا درست ہونا خدا تعالی کی واجب
کرنیکی حکمت کو بیکار کرتا ہے اسطرح کہ خدا تعالی نے جو زکوۃ توانگروں کے مال
مین واجب کی تو اُن لوگونکی پاکی اور صفائی اور مسکینون پر مہر اور انکی حاجت
براری کے لئے فرمائی تو اوسکی وجوب کے نہونے کو حیلہ کرنا ان سب امور کا بیکار
کرنا ہے اور ایک یہہ کہ بعد سبب ہو چکنے کے اگر وجوب کے نہونے کی لئے حیلہ درست کہا
جاوے تو واجب کرنے مین کوئی فائدہ نہین رہتا اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا
نہین جو ادنی حیلہ سے واجب کو دفع نکر سکے تو پہر واجب کرنا بیفائدہ ہوا اسلئے
کہ جب اللہ تعالی نے کسی چیز کو واجب کیا اور اوسکی سبب ہو چکنے کے بعد اوسکا
ساقط کر دینا جائز فرمایا تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جو قصد کیا تہا اوسکے خلاف ہوا
اور ایک یہہ کہ جب وجوب کا سبب منعقد ہو گیا تو وجوب مکلف سے وابستہ ہو چکا اور شارع
(جسپر حکم شرعی ہے)
اوسکو اس تعلق کے قطع پر قدرت نہین دیتا خصوص جب وقت وجوب کا نزدیک اور
موجود ہوا اسصورتمین اُسکا حال ایسا ہوگا کہ گویا اوسمین داخل ہو چکا مثلا جب
برس روز مین ایکدن یا ایک گہنٹہ رہجاوے تو زکوۃ کا ساقط کرنا یہان ایسا ہے
جیسا برس دن کے گذرنے کے بعد ساقط کرنا اور جو خرابی اوسمین ہے وہ اسمین
ہے غرضکہ جو مصلحت اس ساعت کی گذرنیکے بعد زکوۃ نہ دینے سے فوت ہوتی ہے

کالمفسدة التی حصلت بالنسبة
الی المنع قبلها من کل
وجه وبان الحکم بعد
انعقاد السببیة کالثابت
الذی قد صح ووجد فان
الوجوب قد تحقق بانعقاد
سببیة وانما تجوز له التاخیر
الی تمام الحول توسعة علیه وهذا المعنی
له اداء الواجب قبل الحول ویکون
واقعا موقعه ولان الفرار من الایجاب
انما یقصد به الفرار من اداء الواجب
وان یسقط ما فرضه الله علیه عند مضی

وہ ہرایک وجہ سے مثل اُس خرابی کے ہی جو اُس ساعت کے پیشتر نہ دینے سے
ہوتی ہی اور ایک یہہ کہ بعد سبب کے منعقد ہونیکے حکم ایسا ہی ہی کہ صحیح ہو چکا اور پایا
گیا اور ایک یہہ کہ سبب کے ہو چکنے سے وجوب ثابت ہو چکا اور اوسکو جو مہلت برس
کے روز کے پورے ہونے تک کی جائز کی گئی تو صرف اوسپر فراخی اور گنجایش کیواسطے
ہے اور یہین جہت آدمی برس کے پورا ہونیسے پیشتر زکوٰۃ واجب کا ادا کر دینا درست
ہے اور اپنی موقع ہی پر ادا ہو جاویگی اور ایکوجہ یہہ ہے کہ ایجاب سے گریز کرنا اسلیئے
قصد کیا جاتا ہی کہ واجب کی ادا سے گریز ہو جاوے اور جو چیز اللہ تعالی نے اوسپر
برس کے تمام ہونے پر فرض کی ہی وہ ساقط ہو جاوی اور یہہ صورت ایسی نہین جیسے
کوئی وجوب زکوٰۃ سے گریز کر کے مال کا کمانا ہی چھوڑ دے جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہے
یا شفیع کے لینے سے گریز کر کے اپنے حصہ کی فروخت ہی کو ترک کرے یا خرچ دینے سے
بھاگنے کے لئے بیاہ ہی نکرے یا اور کوئی ایسی ہی صورت ہو اسلیئے کہ ان صور تو مین
اُس شخص کے حق مین سبب ہی نہین ہوا کیونکہ اوسنے وہ چیز ہی ترک کر دی جو ایجاب کو
پہنچاتی اور صورت مفروضہ مین سبب ہونیکے بعد اوس چیز کے ساقط کرنے پر حیلہ ہی
جس سے ادا ر واجب متعلق ہی اور نیز سبب ہونیکو قطع کر دینا حکم خدا تعالی کو بدلنا
اور حیلہ سے سبب ہونیکو ساقط کرنا ہی اور یہہ بات مکلف کو نہین پہونچتی اسلیئے کہ اللہ

الحول ولیس هذا کمن یترک اکتساب
المال الذی تجب فیه الزکاة فرارا من
وجوبها علیه او ترک بیع الشقص فرارا من
اخذ الشفیع له او ترک التزوج فرارا من وجوب
الانفاق وشبه ذلک فان هذا المعنی یفضی الی
حقیقة السبب لترک ما یفضی الی
تعلق الایجاب وهذا تحیل بعد
السبب علی اسقاط ما تعلق
به من اداء الواجب
وایضا قطع السببیة تغییر
لحکم الله واسقاط للسببیة
بالتحیل ولیس ذلک للمکلف فان الله

ہی سنے اپنی حکم اور حکمت سے اُس سبب کو سبب بنایا تہا تو اس بنانے کو حیلہ اور فریب
سے باطل کرنا بندہ کو درست نہین - اور یہہ صورت اسصورت کے خلاف ہی کہ اپنے
مال کو ظاہر اور باطن مین ہبہ کر دی یا خرچ کر ڈالے اِسلئی کہ اوس شخص نے واجب ہونے
پر حیلہ نہین کیا کہ ظاہر کچہہ کری اور باطن مین اوسکے خلاف ہو پہر جو شخص حرام چیزون
اور واجبات کی ساقط کرنے پر حیلہ کرتا ہے اوسکا مقصود خراب ہی اور وسیلہ باطل
کیونکہ اوسنی ایک چیز کو وسیلہ اُس چیز کا کیا جو اُس سی مقصود نہو اور اوسکو ذریعہ حرام مقصود
کا بنایا مثلا اللہ تعالی نے نکاح کو دوستی اور رحمت اور سسرال اور نسل اور آنکہہ نیچی
رہنی اور ستر کی حفاظت وغیرہ کا وسیلہ مقرر کیا ہی اور حلالہ کرنیوالا نکاح کو ان مین
سے کسی چیز کا وسیلہ نہین کرتا بلکہ جس چیز کو خدا تعالی نے حرام فرمایا ہی اوسکی
حلال کرنیکا وسیلہ کرتا ہی یعنی خدا تعالی نے عورتکو تین طلاق دینی والے پر اوسکی
سزا کے لئی حرام فرمایا اور حلالہ کرنیوالے نے اُس عورت سی نکاح کرنیکو وسیلہ
اوسپر حلال کر دینی کا کیا جس امر کے لئی نکاح مشروع تہا اوسکا وسیلہ نکیا اسلئی
اوسکا قصد حرام اور وسیلہ باطل ہوا اِسیطرح بیع شرع مین وسیلہ اسبات کا ہی کہ
خریدار چیز سے اور بائع قیمت سی نفع لے مگر سود خوار نے اوس کو محض
سود کا وسیلہ کیا اور شفعہ شریک کا ضرر دفع کرنیکو مشروع ہوا ہے

فانہ توسل بالشیء الی غیر مقصودہ وتوسل الی مقصود ... فان اللہ سبحانہ جعل النکاح
وسیلۃ الی المودۃ والرحمۃ والمصاہرۃ
والنسل وغض البصر وحفظ الفرج و
نحو ذلک والمحلل لم یتوسل بہ الی شیء
من ذلک بل الی تحلیل ما حرمہ اللہ فانہ
سبحانہ حرمہا علی المطلق ثلاثا عقوبۃ لہ
فتوسل ہذا بنکاحہا الی تحلیلہا لہ ولم یتوسل
بہ الی ما شرع لہ وکان القصد
محرما والوسیلۃ باطلۃ وہو
کذلک شرع البیع وسیلۃ
الی انتفاع المشتری بالعین
والبائع بالثمن فتوسل بہ
المرابی الی محض الربا وشرعت
الشفعۃ لدفع الضرر عن الشریک

مگر اوسکے باطل کرنیوالے نے بذریعہ کسی چیز ظاہر کرنیکے جسکی کچھہ حقیقت نہین
اوسکو باطل کر دیا اسیلیے اوسکا ذریعہ باطل ور مقصود حرام ٹھہرا اسیطرح زکوۃ
مسکینونکی لئی رحمت اور توانگرونکے لئی پاکی کیواسطی فرض ہوئی مگر اوسکے ساقط کرنیوالے
نے بذریعہ ایک عقد بیحقیقت کے اس مقصود کو باطل کر دیا اسیطرح پہلونکا بیچنا تیاری
سے پہلے باطل ہی اسنظر سی کہ اوسکا انجام مال کو باطل کے عوض کہانا ہی تو جس
صورتمین اوس بیع پر حیلہ کریگا اس طرح کہ پہلون کے توڑنیکی شرط کر لیگا پہر درختونپر
چہوڑ دیگا یہانتک کہ وہ تیار ہو جاوین تو ایک شرط حرام غیر مقصود کی لئی حیلہ کریگا
حالانکہ دونو معاملہ والے اور دوسرے لوگ جانتی ہین کہ خریدار توڑنیکا نہین اور یہی
حال تمام حیلونکا ہی جو انجام کو شارع کے مقصود کو خراب کرین مثلاً عورت کا مال دینا
شوہر کو اور خلع کر لینا اللہ تعالیٰ نے اِسلئی مشروع فرمایا ہی کہ زن و شوہر جس صورت
مین کہ دونو مین خلاف واقع ہو ایکدوسرے سی چہٹی پاوین اوسکو لوگون نے قسم کے
ٹوٹنی اور نکاح کے باقی رہنی کا حیلہ ٹھہرالیا اور اللہ پاک نے نکاح ٹوٹنی کے لئی
اوسکو اوس مصلحت کی جہت سی مشروع فرمایا تہا **فصل** اور یہہ جو تم کہتی ہو کہ جو
شخص اپنی بیبی کی طلاق کی قسم کہاوے کہ مین یہہ شراب پیونگا یا اس شخص کو قتل
کرونگا اور حیلہ کرنے مین اوسکو دونو خرابیون سی بچانا ہی تو اسکے جواب مین

فتوسل المبطل لها باظهار ما لا حقيقة له الى ابطالها فكانت وسيلته باطلة ومقصوده محرما وكذلك فرض الزكوة رحمة للمساكين وطهرة للاغنياء فتوسل المسقط لها الى ابطال هذا المقصود باظهار عقد لا حقيقة له وكذلك بيع الثمر قبل بدو صلاحه باطل لما يفضي اليه من اكل المال بالباطل فاذا احتال عليه بان شرط القطع ثم تركه حتى بدى صلاحه كان قد احتال على شرطا محرما غير مقصود بل قد علم المتعاقدان وغيرهما انه لا يقطعه وكذلك سائر الحيل التي تعود على مقصود الشارع بالنقض كالفقد والخلع شرعه الله ليتخلص كل من الزوجين من الآخر اذا وقع الشقاق بينهما فجعلوه حيلة للحنث في اليمين وبقاء النكاح والله سبحانه انما شرعه لقطعه لتلك المصلحة **فصل** واما قولك ثم حلف بطلاق زوجته ان يشرب هذا الخمر او ليقتلن هذا الرجل ففي الحيلة لخلاصه من هذين المفسدتين فنقول

بیان [illegible]

فلم يشرع الله له ما يتخلص
به ويستغني عن هذا
المكر والخداع ان الذي
ذكرتموه فهنا طرق الطريق
الاول من قال لا تنعقد
هذه اليمين بحال سواء
كانت بصيغة الحلف كقوله
الطلاق يلزمني لا افعلن او بصيغة التعليق
كقوله ان طلعت الشمس فهي طالق و
هذا اختيار ابي عبد الرحمن احد اصحاب الشافعي
وجماعة من اهل الظاهر وعندهم ان الطلاق
لا يقبل التعليق كالنكاح ولم يرد مخالفوهم عليهم
بحجة تشفي الطريق الثانية طريق من يقول
لا يقع الطلاق المحلوف به ولا العتق المحلوف به
ويلزمه كفارة يمين اذا حنث فيه وهو
مذهب ابن عمر وابن عباس وابي هريرة وعائشة
وزينب بنت ام سلمة وحفصة في الحالف بالعتق
الذي هو قربة من احب القرب الى الله
ويسري في ملك الغير فما يقول
هؤلاء في الحالف بالطلاق
الذي هو ابغض الحلال الى
الله واحب الاشياء الى الشيطان
فانها سالته امرأة انها حلفت
بان كل مملوك لها حر

ہم کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے اوسکی لئی ایسا امر مشروع کیا ہی کہ اُس سی وہ شخص
بچ بھی جاوی اور حاجت اس مکر و فریب کی نہو جو تم کہتی ہو تو یہان کئی طریق ہین
اول طریق تو اُن لوگونکا ہی جو یہہ کہتی ہین کہ یہہ قسم کسی حالمین ہوتی ہی نہین خواہ
قسم کے الفاظ سی کہی مثلا اِسطرح کہ مجکو طلاق دینی لازم ہی مین ضرور یہ کام کرونگا یا
شرط کے الفاظ سی کہی جیسی یون کہی کہ اگر آفتاب نکلیگا تو عورتکو طلاق ہی اور یہہ طریق
ابو عبد الرحمن کو پسند ہے جو اصحاب شافعی مین بزرگتر ہین اور یہی مختار اکثر ظاہر والونکا
کہ اونکی نزدیک طلاق شرط کو قبول نہین کرتی مثل نکاح کے اور اونکی مخالفون نے اونپر کوئی
حجت شافی وارد نہین کی دوسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو اسبات کی قائل ہین کہ جس طلاق
یا آزاد کرنے پر قسم کہائی ہو واقع نہین ہوتی بلکہ قسم کہانیوالے پر اگر قسم مین جہوٹا
ہو تو کفارہ قسم کا دینا لازم آویگا اور یہہ مذہب حضرات ابن عمر اور ابن عباس اور
ابو ہریرہ اور ام المومنین عائشہ اور زینب بنت ام سلمہ اور حفصہ رضی اللہ عنہم اجمعین کا
ازادی پر قسم کہانیکے بابمین ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک نہایت محبوب قربتونمین سی
ہی اور غیر کی ملک مین چلتی ہے تو یہ لوگ طلاق پر قسم کہانیکے بابمین کیا کہین گے جو
خدا تعالی کے نزدیک حلال مین سی ناخوش تر اور شیطانکی نزدیک سب چیزون سے محبوب تر
ہے اسلئی کہ اونسی ایکعورت نے سوال کیا کہ مین نے قسم کہائی ہی کہ میرے سارے مملوک

مطبع ... ۱۴ ... ان

آزاد ہین اگر اپنی غلام اور اوسکی بیبی مین جدائی نڈالون تو اُنہون نے جواب دیا
کہ تو اپنی قسم کا کفارہ دے اور مرد کو اور اوسکی بیبی کو بدستور رہنے دے اور یہہ صحابہ
اللہ تعالی کے دین مین فقیہہ تر اور زیادہ جاننے والے تھے یہہ نہین ہوسکتا کہ آزادی
پر قسم کہانیکی با یمین تو کفارہ کا فتوی دین اور اوسکو قسم سمجھین اور طلاق پر قسم
کہانیکو قسم نجانین بلکہ قسم توڑنیوالے پر طلاق کا پڑنا لازم کہین اور امام احمدؒ
نے اس روایت کو اسلیئے اختیار نکیا کہ اونکے نزدیک اُسکا ثبوت صرف سلیمان تیمی کی روایت
سے ہی اور اونکے اعتقاد مین سلیمان تیمی اس روایت مین تنہا ہی اور اس امر مین اُنکا
اتباع محمد بن عبداللہ انصاری اور اشعث حمرانی نے کیا ہی اور ابو ثور کو طلاق کے لازم
ہونے پر اجماع کا وہم ہوگیا ہی اسلیئے اوسپر عمل نہین کیا تیسرا طریق اُن لوگونکا ہی جو
کہتے ہین کہ طلاق پر قسم کہانا کچہہ نہین اور یہہ امر ابن طاوس سے صحت کو پونہچا ہی اور وہ
اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ وہ طلاق پر قسم کہانیکو کچہہ نجانتے تہے اور بعض متعصب
مقلدون نے اس نقل کو رد کیا ہی اسطرح کہ عبدالرزاق نے اُسکو زبردستی سے قسم لیے ہوئے کے
باب مین ذکر کیا ہی تو معلوم ہوا کہ طلاق پر قسم کہانا بہی بزبردستی ہی مراد ہے اور یہہ بات خراب ہے
اسلیئے کہ دلیل عنوان باب نہین ہوتی بلکہ اعتبار اُس روایت کا ہی جو عنوان کے تلے مروی ہو
خصوصا متقدمین مثل ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور وکیع کے یہہ لوگ عنوان کے نیچے ایسی احادیث

ان لم تفرق بين عبدها وبين امرأته فقالوا لها اعتقي عن يمينك وخلي بين الرجل وبين امرأته وهم افقه في دين الله واعلم من ان يفتوا بالكفارة في الحلف بالعتق ويرون فيه يمينا ولا يرون الحالف بالطلاق يمينا ويلزمون الحانث بوقوعه وانما لم ياخذ به احمد لانه لم يصح عنده الا من طريق سليمان التيمي واعتقد انه تفرد به وقد تابعه عليه محمد بن عبد الله الانصاري واشعث الحمراني

وتوهم ابو ثور الاجماع على لزوم الطلاق فلم يقل به الطريق الثالث طريق من يقول ليس الحلف بالطلاق شيئا وهذا صح عن ابن طاوس عن ابيه انه كان لا يرى الحلف بالطلاق شيئا وقد رد بعض المتعصبين هذا النقل بان عبد الرزاق ذكره في باب يمين المكره فيحمل على الحالف بالطلاق مكرها وهذا فاسد فان الحجة ليست في الترجمة وانما الاعتبار بما يروى في الترجمة ولا سيما المتقدمين كابن ابي شيبة وعبد الرزاق ووكيع فانهم يذكرون الآثار

جلد ثانی باب

لکھتی ہین کہ عنوان کے مطابق نہون گو کسیطرحکا علاقہ اُنکو عنوان سی ہو پہر اگر عبد الرزاق
نے اِس روایت کو زبردستی سی قسم لئی ہوئی کی بابمین سمجہہ لیا تو اُنکی سمجہہ حجت نہوگی بلکہ حجت
اُس روایت مین ہی جو بیانکی ہی پہر طلاق پر قسم کہانیکی خصوصیت مین کیا فائدہ ہی اسلئی کہ
زبردستی کے ساتہہ ہر ایک قسم کہانیوالیکی قسم کچہہ نہین ہوتی اور سنید بن داؤد نے
اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہ حدیث کی ہمسے عباد بن عباد مہلبی نے عاصم احول سی اور
اونسی عکرمہ سی اِس مسئلہ مین کہ ایک شخص نے اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تیری سو کوڑی نمارون
تو میری زوجہ پر طلاق ہی تو عکرمہ نے فرمایا کہ نہ اپنی غلام کے کوڑی مارے نہ اوسکی بیبی
کو طلاق ہوئی یہ قول اُسکا شیطانکی خطرات مین سی ہی پس جب اِس روایت کو اُس روایت
مین ملاؤ جو ابن طاؤس نے اپنی باپ سی کی ہی اور اوسمین جو حضرت ابن عباسؓ سی مروی ہے
اُس عورتکی باب مین کہ اپنی غلام سی کہا کہ اگر مین تجہہ مین اور تیری بیبی مین جدائی نڈالون
تو میرا ہر ایک مملوک آزاد ہی اور دوسری آثار جو حضرت ابن عباسؓ سی زوجہ کی حرام
کرلینی پر قسم کہانیکے بابمین مروی ہین کہ اسطرحکے حلف قسم ہین اونکا کفارہ دیدے
اوسپر اضافہ کرو تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ حضرت ابن عباسؓ اور اونکی اصحاب
کا اسباب مین کیا مسلک تہا اور جب ان آثار کو صحابہ کے آثار مین ملاؤ کہ تعلیقات
پر قسم کہانا مثلاً حج اور روزہ اور صدقہ اور قربانی اور مکہ معظمہ تک باپیادہ جانا وغیرہ

کہ یہ سب امور قسمین ہین کفارہ دینا چاہئی تو تمکو معلوم ہوجاویگا کہ صحابہؓ کی اس
باب مین کیا رای تھی اور جب اسکو اوس قیاس پر اضافہ کرو جسمین اصل و فرع کا حکم
برابر ہوتا ہی تو معلوم کرلوگے کہ غالب کون ہی اور مغلوب کیا ہی اور باوجود اسکے
تمکو دسترس نہین کہ شیطان سی اور اوس شخص سی کہ یون کہی کہ مینے حکم کیا اور میرے
نزدیک ثابت ہوا زور کرو اور اللہ سی مدد کی خواہش ہی چوتھا طریق اُن لوگونکا ہی جو
اپنی بیبی کے فعل پر یا خود اپنی فعل پر یا غیر زوجہ کے فعل پر حلف کرنیمین فرق کرتی
ہین اور کہتی ہین کہ اگر اپنی بیبی سی کہا کہ اگر تو گہر سی نکلیگی یا فلان شخص سی بولیگی تو
تجکو طلاق ہی تو اوسپر اس کام کرنے سی طلاق نہ پڑیگی اور اگر اپنی آپ پر یا بیبی کے
سوا اوپر قسم کی اور حانث ہوا تو طلاق لازم ہوگی اور یہہ قول اشہب بن عبد العزیز کا
ہے جو امام مالک کی سب اصحاب مین سے فقیہ تر ہین اور اسکا ماخذ یہ ہی کہ عورت جب یہہ
کام اس غرض سی کریگی کہ مجکو طلاق ہوجاوے تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اوسکی سزا کی
جہت سی اور اس نظر سی کہ جو قصد اوسنے کیا اوسکی خلاف معاملہ کیا جاوی اور یہہ امام مالک
اور احمدؒ اور اونکی موافقین کی اصول پر چلتا ہی کہ جو شخص عورت کے وارث کرنیسی بہاگتا ہی
اور زکوۃ کی دینی سے گریز کرتا ہی اور مورث اور وصیت کرنیوالے اور مدبر کرنیوالیکو
قتل کرتا ہی اُن سبکی سزا اونکی نزدیک یہہ ہی کہ جو کچھ اونہونے قصد کیا ہو اوسکی خلاف

افتاءهم ساعة تبين لك
حقيقة ما كان عليه الصحابة
في ذلك فاذا ضممت ذلك
الى القياس الذي يسوي
فيه حكم الاصل والفرع
تبين لك الراجح من المرجوح
ومع هذا لا بد ان الضعفاء والاه
الشيطان ومن يقول حكمت وثبت
عندي فالله المستعان الطريق الرابع
طريق من يفرق بين ان يحلف على فعل
امرأته او فعل نفسه او غير زوجته فيقول
ان قال لامرأته ان خرجت من الدار او كلمت فلانا

حیلہ نمبر ۱۳

فانت طالق فلا يقع الطلاق عليها بفعلها
ذلك وان حلف على نفسه او غير امرأته
وحنث لزمه الطلاق وهذا قول افقه
اصحاب مالك على الاطلاق وهو اشهب بن
عبد العزيز وماخذ ذلك ان المرأة اذا فعلت ذلك
لتطلق نفسها لم يقع به الطلاق
معاقبة لها ومعاملة لها بنقيض
قصدها وهذا جار على
اصول مالك واحمد ومن
وافقهما في معاقبة الفارين
من التوريث والزكاة وقاتل مورثه
والموصى له ومن يريد بنقيض قصده

ہونا چاہیی اور یہی نقہ نے خصوص ایسے حالمین کہ شوہر نے عورت کی طلاق کا
ارادہ نکیا ہو بلکہ اوسکو برانگیختہ کرنا خواہ روکنا کسیکام سی ارادہ کیا ہو اور یہہ
کہ ایسا کام نکرے جسمین شوہر کو ایذا نہو تو اوسکا فعل شوہر کی سب سے بڑی ایذا کا سبب
کیسے ہو سکتا ہی حالانکہ اوسنی عورتکو اپنی ایذا دینی کا وکیل کرکے مالک نہین کیا
نہ خداتعالی نے اوسکو اختیار دیا کہ شوہر کو نکاح توڑنے سی ایذا دی تو جدائی
عورت کے اختیار مین کسطرح ہوگی پانچوان طریق اُن لوگونکا ہی جو حلف بین شرط و جزا کے
الفاظ سی اور التزام کے الفاظ سی فرق بتلاتے ہین یعنی اگر یون کہی کہ اگر مین
ایسا کرونگا تو یہہ ہی تو ایسے الفاظ سی حلف کرنے مین طلاق لازم آویگا اور اگر
ان الفاظ سی کہیگا کہ میری اوپر فلان چیز لازم ہی اگر مین ایسا کرون تو اسصورت
مین طلاق لازم نہین اور اصحاب شافعی سی جو صورتین مروی ہین اونمین کی یہہ ایک
صورت ہی اور امام ابوحنیفہؒ سی بھی یہی منقول ہی چھٹا طریق یہہ ہی کہ جسبات کے
لئی قسم تھی وہی جاتی رہی اسکی بعد جس چیز پر قسم کہاتی ہی اگر اوسکو کریگا تو قسم مین
جہوٹا نہوگا اسلئی کہ اُسکام کا نکرنا قسم کے ساتھہ ایک علت کی جہت سی تہا جب
علت جاتی رہی تو کام سی باز رہنا بھی جاتا رہا اور یہہ بات شریعت کے اصول اور
امام احمدؒ اور اُن لوگونکی مذہب کے قواعد پر مسلم ہی جو قسم کے عام اور خاص ہونے اور مطلق اور مقید

بالفعل ... فقد وقع الجزاء
الفصل بين الحلف
لا يفي من تفصيل بين الشرط والجزاء والالتزام
بصيغة الشرط والحلف بصيغة الالتزام

۱۲ بیان

في يلزمني كذا ان فعلت كذا فيلزم
الطلاق في الاول لا الثاني وهو
وجوه اصحاب الشافعي والمنقول
عن ابي حنيفة الطريق السادس ان
يزول المعنى الذي كانت اليمين لاجله
فاذا فعل المحلوف عليه بعد
ذلك لم يحنث لان امتناعه
باليمين انما كان لعلة فيزول
بزوالها وهذا اطرد على اصول
الشرع وقواعد احمد وغيره
يعتبر النية والقصد في الايمان
تعميما وتخصيصا واطلاقا وتقييدا

فاذا حلف لا یکلم فلانة
وکان سبب الیمین کونها
اجنبیة فخاف الوقوع فی
عرضه لو کلمها
فتزوجها لم یحنث بکلامها
عند ابی یوسف [illegible]
بنیة ما دامت کذلک [illegible]

ہونے مین نیت اور قصد کا اعتبار کرتے ہین پس اگر قسم کہا جاوی کہ مین فلان عورت سے نبولونگا اور سبب قسم کا یہہ تہا کہ وہ عورت اجنبی تہی اور اُس سے بولنے سے خوف تہا کہ کہین میری آبرو مین بٹا لگ جائے پہر اوس سے نکاح کرلیا تو اب اگر اوس سے گفتگو کریگا تو قسم مین جہوٹا نہوگا یہہ اوس صورت مین ہی کہ اوس شخص کو قسم کہتے وقت کچہہ نیت نہوا اور اگر اوسنے نیت بہی کرلی تہی کہ جبتک اجنبی رہیگی تبتک نہ بولونگا تب تو کچہہ دقت ہی نہین کہ قسم نیت سے مقید ہوجائیگی اور اسپر امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ نے فتوی دیا ہی اس مسئلہ مین کہ کوئی شخص قسم کہاوی کہ مین فلان شخص کے اس گہر مین نجاونگا اور نہ اُسکی غلام سے بولونگا اور وہ شخص اپنا غلام اور گہر بیچڈالے اور اسکی نظیر یہہ صورت ہی کہ کوئی قسم کہاوی کہ مین فلان شخص سے گفتگو نکرونگا اور باعث اس قسم کا اوسکو یہہ ہو کہ دوسرا شخص نماز نہ پڑہتا ہو یا کوئی اور اسیطرحکا عیب ہو پہر وہ توبہ کرلے اور جس بات کے لئے قسم ہوئی تہی وہ اُسمین سے جاتی رہی حاصل یہہ کہ اگر قصد قسم کہانیوالے کا ظاہر ہوگا تو اوسی کیطرف رجوع کیا جاویگا اسلئے کہ الفاظ اسی جہت سے معتبر ہین کہ مقصود و نپر دلالت کرین تو جس صورتمین مقصود ظاہر ہوگا تو اوسیکا اعتبار ہوگا اور اسیوجہہ سے اگر قسم کہاوی کہ اسکا حق کل کو دونگا اور مقصود یا سبب یہہ ہے کہ کل سے نہ بڑہیگا اور کل سے پیشتر ادا کردی تو جہوٹا نہوگا اور اسیطرح اگر قسم کہاوی کہ مین

لا ادخلن دار فلان هذه ولا اکلمن عبده
فباع العبد والدار ونظیر هذا ان یحلف [illegible]

[illegible]

اپنا غلام آزاد ہی کو پہونچگا اور پہر اُس سے زیادہ کو بیچدے آور بہت سے علمانے
جنمین سے ابن عقیل اور ہمارے شیخ ہین اسی پر فتوا دیا ہے اسصورت مین کہ کسی
شخص سے کہا گیا کہ تیری بیبی گہر سے نکلگئی یا اسنے فلان مرد سے زنا کیا اوسنے
سُنتے ہی کہا کہ اوسکو طلاق ہے پہر اوسکو ظاہر ہوا کہ عورت گہر سے نہین
نکلی اور جس مرد سے اوسکو تہمت لگائی گئی وہ اِتنی فاصلہ پر ہے کہ اُسکا پہونچنا
عورت تک یقیناً ناممکن ہے یا معلوم ہوا کہ وہ شخص مرگیا ہے اور یہہ وہی امر ہے
کہ قواعد فقہ اسکی سواکے مقتضی نہین حالانکہ آنحضرت صلے الله علیه وآله وسلم
فرماتے ہین کہ انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا مدار نیتون پر ہے
اور اگر ان طریقون کو تم تامل کرو تو اُنکا چلنا تمکو حیلونکی طریقونکی چلنی سے بہتر
معلوم ہوگا کہ عورتکو چہوڑدے یا خلع کرے یا نکاح کے خراب اور باطل
ہونے کا دعوی کرے اِسطرح کہ ولی نے وہ کام کیا تہا جس سے وہ فاسق
ہوگیا تہا یا گواہان نکاح حریر پہنے ہوتے تہے یا اور اسی طرحکا معاملہ
تہا جس سے نکاح باطل ہوا اور جب انمین سے کوئی بات نہین بن پڑتی
تب عاریتی بکری سے التجا کرتے ہین اور حنفی کے واسطے اوسکو کرایہ لیتے ہین
کہ حنفی کرے اور اپنی مزدوری لے **فصل** اور یہہ آیت جو حیلے کی بابمین لکھی ہے

عقبه انه لا يالف فيباعه بالف وقد افتى كثير من العلماء منهم ابن عقيل وشيخنا فيمن قيل له ان امرأتك قد خرجت من بيتك او قد زنت بفلان فقال هي طالق ثم تبين انها لم تخرج وان الذي رميت به ... لا يمكن وصوله اليها ... انه كان قد مات ... وهذا مما لا تقتضي قواعد الفقه ... والله عليه وآله وسلم انما الاعمال بالنيات ولو تأملت هذه الطرق ... احسن من طرق الحيل بالتسريح والخلع وبطلانه ... فسق الولي او الشهود ... على تحرير ونحو ذلك ... فاذا عجزوا عن شيء من هذه ... المستعار فاستأجروه ليحلل ... ويأخذ على سفاده اجرة **فصل**

ماخذ ۱۳ اعلام

و اما قوله تعالى لايوب وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث فالعجب ان يحتج به من يقول انه لو حلف ليضربنه عشرة اسواط فجمعها وضربه بها ضربة واحدة لم يبر في يمينه كما هو قول اصحاب ابي حنيفة و مالك واصحاب احمد وقال الشافعي ان علم انها مستها كلها بر في يمينه وان علم انها لم تمسه كلها لم يبر وان شك لم يحنث ولو كان هذا موجبا للبر لسقط عن الزاني والقاذف والشارب عامة الضرب بان يجمع لهم مائة سوط او ثمانين ويضربهم بها ضربة واحدة

حیلہ باطلان ١٣

کہ اللہ تعالی نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ وَخُذْ بِیَدِکَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ
(اور پکڑ اپنی ہاتھ مین سینکوں کا مٹھا پھر اوس سے مار)
بِہٖ وَلَا تَحْنَثْ تو تعجب ہی کہ اس آیت کو وہ لوگ حجت پکڑین جو اس مسئلہ کے
(اور قسم مین جھوٹھا نہو)
قائل ہین کہ اگر ایک شخص نے قسم کہاتی کہ دوسرے کے دس کوڑے مارونگا اور اوسنے
دسونکو اکٹھا کرکے ایک چوٹ اسکی لگا دی تو اسکی قسم سچی نہوئی اور اسکی قائل
امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد رح کے اصحاب ہین اور امام شافعی فرماتے ہین کہ اگر
مارنیوالیکو یقینا معلوم ہو کہ دسون کوڑے اسکی بدنکو لگ گئی ہین تب تو قسم مین سچا
ہوگا اور اگر یقینا جانے کہ سب نہین لگی تو قسم مین سچا نہوگا اور اگر شک ہو کہ لگی
ہین یا نہین تو جھوٹا نہوگا اور اگر بالفرض یہہ طور قسم کہانیوالیکے سچا ہونیکا موجب
ہوتا تو زنا کرنیوالی اور تہمت زنا لگانیوالے اور شراب پینے والے سی گنتی ضرب کی
دور ہو جاتی یعنی سو کوڑون یا اسی کوڑونکو ایکجا کرکے اون سی ایک چوٹ ایسے
شخص پر لگا دیجاتی اور یہہ صورت صرف مریض کے حقمین چلتی ہی چنانچہ امام احمد رح
نے اوسکو ابو امامہ بن سہیل سی اور اونسی سعید بن سعد بن عبادہ سی روایت کیا ہی
کہ ہماری گہرونمین ایک چہوٹا سا مرد ضعیف تجربہ کار تہا اوسنی قوم کا کچہہ پاس نکیا
کہ اونکی ایک لونڈی سی زنا کر بیٹھا آدمی کہتا ہی کہ اس خبر کو سعد بن عبادہ نے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنی ذکر کیا اور وہ مرد ضعیف مسلمان تھا آپ نے

وهذا انما يجزئ في حق المريض كما قال الامام احمد عن ابي امامة بن سهل عن سعيد بن سعد بن عبادة قال كان بين ابياتنا رجل ضعيف مخدج فلم يرع الحي الا وهو على امة من اماء الحي يخبث بها فقال فذكر ذلك سعد بن عبادة لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان ذلك الرجل مسلما فقال

فرمایا کہ اوسکو واسطے ایک شاخ خرما کی لو جسمین سو قمچیان ہون پہر اوس سے اوس شخص کو
ایکدفعہ مارو لوگون نے یہی کیا باقی رہا قصہ حضرت ایوب علیہ السلام کا تو اوسکی
ایکوجہ باریک ہی کہ آپکی بیبی چونکہ آپکی شفا یابی اور درد سے رہا پانے پر نہایت حریص
تھی اسلیئے اپنی مقدور کے موافق آپکا علاج ڈہونڈہتی تہی پس جب شیطان آپکی
بیبی کو ملا اور اپنا قول کہا تو آپ کی بی بی نے اُسکی قول کو آپکے سامنی کہا آپنے
فرمایا کہ وہ شیطان ہی پہر قسم کہائی کہ اگر اللہ تعالی مجکو شفا دیگا تو بیبی کو سو کوڑی
مارونگا حالانکہ وہ بیچاری معذور تھی اور آپکی حق مین اچھا کرتی تہی اور اُنکی نیت
مین قسم کا عوض کچھہ نہ تھا اسلیئے کہ اگر ہوتا تو حضرت ایوبؑ کفارہ کیطرف جھکتے اور مارنے
کے محتاج نہوتے اِس سبب سے اونکی نزدیک قسم مثل حدود کے واجب تھی اور یہ بات
ثابت ہو چکی ہی کہ جس شخص پر حد لگائی جاتی ہی اگر وہ معذور ہو تو اوسکی لئی حد مین تخفیف
کردی جاتی ہے یعنی سو قمچیان یا سو کوڑی اکٹھی کرکے اوسکو ایکدفعہ مار دئی جاتے
ہین اور حضرت ایوبؑ کی بیبی معذور تہین اُنکو معلوم نہ تہا کہ جس شخص نے اُن سے کلام
کیا وہ شیطان ہی اسلیئے مستحق سزا نہ تہین پس اللہ تعالی نے اپنی نبی ایوبؑ کو حکم فرمایا
کہ انسی معذور کا سا معاملہ برتین اور خدا تعالی نے حضرت ایوبؑ کی لئی دونو باتین
اکٹھی کردین کہ اپنی قسم مین بھی سچے رہین اور اپنی بیبی معذور اور سلوک کرنیوالیکی ساتھہ بھی

خذوا له عثكالا فيه مائة شمراخ فاضربوه به ضربة واحدة ففعلوا واما قصة ايوب فانها فقه دقيق فان امرأته كانت تنشد صحته حرصا على عافيته وخلاصه من دائه بما تقدر عليه فلما اخبرته بما قال الشيطان قال انه الشيطان ثم حلف لئن شفاه الله ليضربنها مائة وكانت معذورة محسنة في شأنه ولم يكن في شرعهم كفارة فانه لو كان في شرعهم كفارة لعدل الى الكفارة ولم يحتج الى ضربها فكانت اليمين موجبة عندهم كالحدود وقد ثبت ان الحد يخفف عن المعذور اذا كان معذورا بان يضرب بمجموع الشماريخ ضربة واحدة والمرأة ايضا كانت معذورة لم تعلم ان الذي خاطبها الشيطان فلم تستحق العقوبة فافتى الله نبيه ايوب ان يعاملها معاملة المعذور وجمع له بين البر بيمينه والرفق بامرأته المعذورة

نرمی کرین تو اب نص قران کا موافق ہونا حدیث کی نص کے اُس ضعیف کی بابت
جسنے زنا کیا تھا ظاہر ہو گیا پس اس آیت کا حکم اپنی جگہہ سے زیادہ نہ بڑھیگا اور
اس امت مین سے اگر کوئی شخص قسم کہا لیگا کہ مین اپنی بیبی یا لونڈی کے سو کوڑے
مارونگا تو ویسا حکم لازم نہوگا گو بیبی اور لونڈی معذور ہون اسلیئے کہ اللہ تعالی
نے مرد کے لئے نکلنے کی راہ کفارہ سے مقرر فرمائی ہے اب اگر یہہ کہو کہ جب زنا
واجب ہو مثلا حد مارنی ہو تو اُسوقت بہی معذور ہونا مفید ہے یا نہین تو اوسکا
جواب یہہ ہے کہ اگر عذر ایسا ہو جسکے دور ہونیکی توقع ہو مثلا گرمی اور سردی شدت سے ہو
یا تہوڑا سا مرض ہو تو اوسکے دور ہونیکا انتظار کیا جاویگا اور اوسکے جاتے رہنے کے
بعد حد واجب لگائی جاویگی جیسے مسلم کی حدیث حضرت علی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ایک لونڈی نے زنا کیا آپنے مجکو ارشاد فرمایا کہ اسکی کوڑے لگاؤ
مین جو اوسکے پاس گیا تو دیکہا کہ وہ تہوڑی ہی دنونسے نفاس مین ہے مجکو ڈر ہوا کہ اگر کوڑے
مارون تو کہین اُسکو جان سے نمار دون مین نے یہہ ماجرا آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیخدمت مین عرض کیا آپ
نے فرمایا کہ تمنے خوب کیا نمارا اُسکو چہوڑ دو جبتک اچہی ہو **فصل** اور بلال کی حدیث خرما کے
بابمین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اونکو فرمانا کہ خرما کو دو ہونکی بدلی بیچکر اُن اموال سے
اچہے خرما مول لے لو اسکا حال یہہ ہے کہ ہمارے شیخ فرماتے ہین کہ اس حدیث مین ایسی معاملوں نے

فظهر موافقة نص القرآن
نص السنة في شأن
الضعيف الذي زنا فلا يتعدى
بها عن محلها ولا يلزم
مثل ذلك فيمن حلف
من هذه الامة ليضربن
امرأته او امته مائة سوط
مثلا وكانتا معذورتين لان الله قد
جعل له مخرجا بالكفارة فان قيل اذا
كان الضرب واجبا كالحد هل
ينفعه ذلك قيل ان كان العذر يرجى الزوال
كالحر والبرد الشديدين والمرض اليسير انتظر
زواله ثم جلد الحد الواجب كما في مسلم
عن علي ان امة لرسول الله زنت فامرني
ان اجلدها فاتيتها فاذا هي حديث عهد بنفاس فخشيت ان جلدتها ان اقتلها
فذكرت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال احسنت اتركها حتى
تماثل **فصل** واما حديث بلال في شأن التمر
وقوله صلى الله عليه وسلم بع التمر بالدراهم
ثم اشتر بالدراهم جنيبا
فقال شيخنا ليس فيه دلالة

جو مقصود نہین ہوتے حیلہ کرنیکی دلالت کئی وجہون سے نہین اول تو یہہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اپنا پہلا مال بیچڈ ال اور اوسکی قیمت سے دوسرا مال خرید لو اور ظاہر ہے کہ یہہ امر صحیح بیع کو چاہتا ہے اور جب دونو بیع درست طور پر پائی جاوینگی تو بلاشک معاملہ درست ہوگا اور ہم بیان اُن بیعونکا کرتے ہین جو حدیث اور صحابہ رض کے اقوال کی روسے معلوم ہوتے ہون کہ سود ہین گو ظاہر مین بیع ہون اور اسطرحکی بیع خراب ہے تو اس حدیث کے لفظونمین سوا بیع صحیح کے اور کوئی داخل نہوگی ورنہ اسی حدیث سے کوئی حجت کرنیوالا یہہ بھی حجت کرسکتا ہے کہ عیبدار چیز کا بیچنا یا شرط خیار یعنی اسی جالگر کی مدت تین دن سے زیادہ کرکے بیچنا یا عیب سے پاک ہونیکی شرط لگا کر بیچنا یا اور طرحکی بیع جنکی صحت مین اختلاف ہے سب درست ہین دوسری وجہ یہہ ہے کہ حدیث مین عموم نہین ہوسکتی کہ یہہ ارشاد فرمایا کہ درمونکی عوض مین اچھی خرما مول لیلو اور مطلق حقیقت کا امر کسی قید کے ساتھہ امر نہین ہوسکتی کہ حقیقت سب فردونمین مشترک ہے اور مقدار مشترک ایسی نہین جس سے ہر ایک فرد دوسرے سے جدا ہوجاوے اور اُس سے یہہ لازم بھی نہین آتا تو مشترک کا امر فرمانا کسی حال مین علیحدہ کا امر نہوگا ہان اوسقدر مشترک ہی سے بعض ان قیدونکی لازم آتی ہین مگر وہ قیدین معین نہین ہوسکتی اُن قیدونکی بابمین حدیث بطور بدلیت عام ہے مگر یہہ اس بات کا مقتضی نہین کہ افراد پر عموم جمع کے طور پر ہو جو مقصود ہے

حمل الاحتيال بالعقد الثاني ليثبت مقتضى دوم الوجوه احدها ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم امر ان يبيع سلعته الاولى ثم يبتاع بثمنها سلعة اخرى ومعلوم ان ذلك انما يقتضي البيع الصحيح ومتى وجد البيعان على الوجه الصحيح جاز ذلك بلا ريب ولكن الثاني في البيوع التي دلت السنة واقوال الصحابة انها وان كانت بيعا فانها ربا وهي بيع فاسد فلا يدخل في لفظ هذا الحديث والا جاز ان يحتج بهذا على جواز بيع المعيب بشرط الخيار اكثر من ثلث وعلى البيع بشرط البراءة ونحو ذلك من البيوع المتنازع في صحتها الثاني ان الحديث ليس فيه عموم لانه قال وابتع بالدراهم جنيبا والامر بالحقيقة المطلقة ليس امرا بشيء من قيودها لان الحقيقة مشتركة بين الافراد والقدر المشترك ليس هو ما به يتميز كل واحد من الافراد عن الآخر ولا هو مستلزم له فلا يكون الامر بالمشترك امرا بالمميز بحال نعم هو مستلزم لبعض تلك القيود لا بعينه فيكون عاما لها على سبيل البدل لكن ذلك لا يقتضي العموم للافراد على سبيل الجمع وهو المطلوب

۱۲ منہ

یعنی حدیث مین یہہ نہین ہی کہ حضرت بلال کو فرمایا ہو کہ مشتری ہی سی خریدین نہ یہہ
حکم ہے کہ اوسکی غیر سی خریدین نہ یہہ کہ شہر کے رائج سکہ کے عوض لین نہ اوسکی غیر کی
عوض کا ارشاد ہی نہ قیمت نقد کا امر ہی نہ اُدہار کا اسصورتمین جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ اگر
مشتری سی خریدنا حرام ہوتا تو آپ منع فرما دیتی مردود ہی اسلئی کہ مقصود آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُس تدبیر کا بیان ہی جس سی وہ شخص جسکے پاس خراب خرما ہون اچھے
خرما لے سکی بیع کی شرطون اور اوسکی موانع کا ذکر فرمانا مقصود نہین ورنہ اس قول
خداوندی سی كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ
کہاؤ اور پیو جبتک کہ تمکو صاف نظر آوی تمکو دہاری سفید جدی دہاری سیاہ سے فجر کی ۱۲
یہہ حجت کرنی درست ہونی چاہیی کہ درندونمین سی کچلی والیکا اور پرندونمین سے
چنگل والیکا کہانا جائز ہے اور جن پینی کی چیزونمین اختلاف ہی اونکا پینا حلال
ہے حالانکہ یہ باطل ہی اسلئی کہ آیت مذکور مین صرف کہانے اور پینی کا وقت
اور اوسکی تمام ہونیکا بیان مقصود ہی اور اشیاء کی حلت حرمت کا ذکر نہین اور اسیطرح
اس آیت سی وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ حجت پکڑنا کہ زنا کار عورت کا نکاح توبہ سی پہلے
اور بیاہ دو رانڈون کو اپنی اندر ۱۲
درست ہی اور حلالہ کرنیوالیکا نکاح اور پانچوان نکاح اور متعہ کا نکاح اور شغار
کا نکاح یا اور ایسا ہی صحیح ہی اور اسیطرح اللہ تعالی کے ارشاد وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ
اور اللہ نے حلال کیا سودا
سی گنتی کی بیع کی حلت پر اور اسیطرح حلکی اور بیعونکی حلت پر دلیل لانی ہی جب یہہ

فليس في الحديث انه امره ان يبتاع من المشتري ولا امره ان يبتاع من غيره ولا بنقد البلد ولا غيره ولا بثمن حال او مؤجل فقول من قال لو كان الابتياع من المشتري حراما لنهى عنه مردود بان مقصود النبي صلى الله عليه وآله وسلم انما هو بيان الطريق التي يحصل بها اشتراء التمر الجيد لمن عنده ردي لا بيان شروط البيع وموانعه والا لصح الاحتجاج بقوله تعالى كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود على حل اكل ذي الناب من السباع والمخلب من الطير وعلى حل الاشربة المختلف فيها وهو باطل اذ لم يرد بالآية الا بيان وقت الاكل والشرب وانتهائه وكذا الاحتجاج بقوله وانكحوا الايامى منكم على جواز نكاح الزانية وصحته قبل التوبة ونكاح المحلل ونكاح الخامسة ونكاح المتعة والشغار وكذا الاستدلال بقوله تعالى احل الله البيع على حل بيع الكالي بالكالي ونحوه

معلوم ہوا تو حدیث سی کسیطرح معلوم نہین ہوتا کہ بیع عینہ جائز ہوا اور یہہ غالب نہین
کہ خرما کو درمون کے عوض بیچنے والا مشتری ہی سی اچھی خرمی مول لے تاکہ یہ کہا جاوے
کہ یہی صورت غالب ہی اسواسطی کہ غالب تو یہی ہی کہ اسباب اسی شخص کے ہاتہہ بیچتی
ہین جو دام دیدے اور مول اوسی سی لیا کرتے ہین جسکی پاس اپنی مرغوب چیز پائی جاے
تیسری وجہ یہ ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ جمع کو درمون کے عوض بیچڈالو
اُس سے بیع مقصود ہی سمجھی جاتی ہی جو ایسی شرط سے خالی ہو کہ بیع کے مقصود ہونیکی
مانع ہو بخلاف اُس بیع کے جو مقصود نہو کیونکہ اگر مثلا یہہ کہا کہ اس کپڑے کو بیچدے
یا مین نے یہہ کپڑا بیچا تو اوسی سی نہین سمجھا جاویگا کہ بیع زبردستی سی کی ہی یا ہنسی
سے یا اور اسطرحکی ممنوع بیع کی ہے چوتھی وجہ یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ایک بیع مین دو بیعون سی منع فرمایا اور جس صورتمین کہ دونون اسباب پر متفق
ہونگی کہ ایک شخص دوسرے کے ہاتہہ مول کے بدلے بیچے پہر اوسی مول کے عوض اوس
کوئی چیز خریدلے تو ظاہر ہی کہ یہہ دو بیعین ایک بیع مین ہونگی تو یہہ صورت اُس حدیث
مین داخل نہوگی اسلئے کہ جس معاملہ کی اجازت دیگئی وہ اوس معاملہ کو شامل نہوگا جس سے
منع کردیا گیا ہی پانچوین وجہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمع
کو درمون کے عوض بیچو پہر درمون کے عوض جنیب خریدکر و یہہ ارشاد ایسی بیع کو چاہتا ہے

جسکو بائع اول بیع کے ہو چکنے کے بعد انشا اور ابتدا کرے اور جب اول ہی سے دونوا وس پر متفق ہو جاوینگی تو دونو کا اتفاق دو عقدونپر ایک ساتھہ بلا ترتیب ہو جاویگا تو یہہ صورت اجازت کی حدیث مین داخل نہو گی بلکہ نہی کی حدیث مین داخل ہوگی جسکی وجہ یہ ہی کہ اگر فرض کیا جاوے کہ حدیث مین عموم لفظی ہی تب بھی وہ بیشمار صورتوں سے مخصوص ہو گی اسلئے کہ ہر ایک بیع فاسد تو اوسمین آہی نہین گئی اسصورتمین اسکی دلالت ضعیف ہو گی اور جو صورت کہ ہمنے ذکر کی ہی اوسکو ان دلیلون سے خاص کیا جاویگا جو نص ہین یا مثل نص کے ہین **فصل** اور اس سے ظاہر ہوا کہ باطل حیلونکی جائز ہونے پر اللہ تعہ کے ارشاد اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيْرُوْنَهَا بَيْنَكُمْ سے دلیل لانا باطل ہے
(مگر ایسا کہ سودا ہو روبرو کا پہیر بدل کرتے ہو آپسمین ۱۲)
اور یہہ کہنا کہ یہہ آیت شامل ہی عینہ وغیرہ کو اسلئے کہ بائع ومشتری اسبابکو آپس مین لوٹ پہیر کرتے ہین اور وجہ باطل ہونیکی یہہ ہی کہ اللہ تعالی نے جن بیعون کو اپنے بندون کے واسطے مشروع فرمایا ہی اونکو دو قسم کیا ہی کہ انمین مدت ہو یا با مدت پہر بندونکو ارشاد فرمایا کہ مدت والی یعنی ادہار بیعونمین دستاویز لکہا لین اور بیمدت یعنی نقد معاملہ جسمین خرابی انکار کرنے طرفین کا اندیشہ نہو اسکو دستاویز نکر لینے کے بابمین خاص کیا اور کسی نے صحابہؓ اور اونکی بعد کے لوگونمین سے اس آیت مین سودی معاملہ کا داخل ہونا نہ سمجہا بلکہ اس سے وہی بیعین مقصود شرعی سمجہین جو سود سے خالی ہون

فصل وأما استدلالكم
بالمعاريض على جواز الحيل
فما أبطله من استدلال
فأين المعاريض التي يتخلص
بها الإنسان من الظلم و
الكذب إلى الحيل التي
يسقط بها ما فرض الله ويستحل
بها ما حرم فالمعرض تكلم بحق ونطق بصدق وأراد باللفظ
مدلوله اللغوي ولم يخرج بذلك التعريض عن حد اللغة
فإن فيها الحقيقة والمجاز والعام والخاص والمطلق والمقيد
والمشترك والمتباين فأين هذا من الحيل التي يقصد بها
العقد ما لم يشرع له ولا هو مقتضاه شرعا ولا حقيقة
وأيضا لو صرح المعرض بقصده لم يكن باطلا
ولا محرما بخلاف المحتال فإنه لو صرح بما
قصده بإظهار صورة العقد كان محرما باطلا
فإنه لو قال المحتال للربا بعتك مائة حالة
بمائة وعشرين إلى السنة أو قال أقرضتك ألفا
على أن تعيدها إلي ومعها زيادة
كذا كان حراما باطلا وذلك
نفس مقصوده وكذا المحلل
لو قال تزوجتها على أن
أحلها للمطلق ثلاثا أو
فرق آخر وهو أن المعرض
مقصده صحيح ووسيلته جائزة

١٢

فصل اور کنایون سی جو تم حیلونکی درست ہونے پر دلیل لاتی ہو تو یہہ بڑی ہی
باطل دلیل ہی اسلئی کہ کہان وہ کنایات جنسی آدمی ظلم اور جھوٹ سی رہائی پاوی اور
کہان وہ حیلی جنسے اللہ تعالی کی فرض چیز کو ساقط کری اور اوسکی حرام کی ہوئی
شے کو حلال جانے کیونکہ کنایہ والا حق کہتا ہی اور سچ بولتا ہی اور لفظون سی اُنکے
معنی لغوی مراد لیتا ہی اور اِس کنایہ کرنے سی لغت کی حد سی باہر نہین جاتا کہ لغت مین
حقیقت اور مجاز اور عام اور خاص اور مطلق اور مقید اور مشترک اور متباین سب کچھہ
ہوتے ہین انکو اُن حیلون سی کیا نسبت جنمین عقد سی وہ بات مقصود ہو جسکے لئی نہ عقد
مشروع ہی نہ وہ عقد کا مقتضا شریعت اور حقیقت کی رو سی ہی اور نیز ایک فرق یہہ ہے
کہ اگر کنایہ والا اپنے قصد کو ظاہر کر دی تو وہ باطل و حرام نہوگا بخلاف حیلہ گر کے کہ اگر وہ
چیز جو اوسکو عقد ظاہری سی مقصود ہی اوسکی تصریح کر دی تو وہ حرام باطل ہوگی مثلا سود کے
لئی حیلہ کرنیوالا اگر یون کہی کہ مین تیری ہاتھہ سو نقد ایکسو بیس کے عوض برس روز کے وعدہ پر
بیچتا ہون یا یہہ کہی کہ مین تجکو ہزار اِس شرط سی قرض دیتا ہون کہ تو مجکو اِسقدر زیادہ
ملا کر ادا کر دینا تو حرام اور باطل ہوگا حالانکہ یہہ اوسکا عین مقصود ہی اسیطرح اگر
حلالہ کرنیوالا کہی کہ مین عورتکو اِس شرط پر نکاح کیا کہ اوسکو پہلی شوہر تین طلاق دینے والے
پر حلال کر دون تو حرام ہوگا اور ایک فرق اور ہی کہ کنایہ کرنیوالیکا مقصد صحیح اور وسیلہ درست ہی

ولا حجر عليه في مقصوده ولا
له في وسيلته وليس في ذا
مخادعة لله سبحانه و
لا ... وانما فيه انه مخادعة
لمخلوق اباح الشارع
مخادعته لظلمه ثم
دافع الشر والمحتال بالباطل
قاصد دفع الحق والتعريض كما يكون بالقول
يكون بالفعل كاظهار المحارب انه يريد السفر
الى جهة غير جهة عدوه ليحسب العدو
انه لا يريده وكاستطراد المبارز ليظن به
الخصم انه هزيمته ثم يعطف عليه وكاظهار

اور اُسکے مقصود مین کچہہ شریعت کی روک اوسپر نہین ہے اوسکے وسیلہ مین کچہہ ممانعت
ہے نہ کنایہ مین خدا تعالی کو کسی چیز مین دہوکا دینا ہی غایت یہہ ہی کہ کنایہ سے خلق کو
فریب دینا ہی جسکا فریب دینا ظلم کے باعث شارع نے مباح فرمایا ہی پہر کنایہ کرنیوالا
شر کو دفع کرتا ہی اور حیلہ گر امر باطل سے حق کو دفع کیا چاہتا ہی ۔ اور کنایہ کرنا
جیسا قول سے ہوتا ہی ویسا ہی فعل سے بہی ہوتا ہی مثلاً لڑائی کرنیوالا اپنا سفر ایسی
طرفکو بتا دے جو دشمن کیطرفکے خلاف ہو تاکہ دشمن یہہ جانے کہ یہہ میرے اوپر چڑہنا
نہین چاہتا یا اپنے مقابل سے ایسی تدبیر کرے کہ اوسکو یہہ وہم ہو کہ یہہ بہاگ چلا
پہر اوسکی طرف پہر پڑے یا ظاہر کرنا بہرے پن اور نیند اور شکم سیری اور توانگری وغیرہ کا

فصل اور حیلہ والے یہہ دلیل جو لاتے ہین کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی یوسف
علیہ السلام کو وہ حیلہ سکہایا جس سے وہ اپنے بہائی کے رکہہ لینے پر پہونچ گئے تو
بعض حیلہ والون نے گمان کیا ہی کہ یہہ قصہ اونکی حیلہ کے باب مین مفید ہے
حالانکہ جیسا وہ گمان کرتے ہین ویسا نہین اسلئے کہ اس جیسا حیلہ ہماری شریعت
مین کسیطرح درست نہین تو حجت کرنیوالا ایسی چیز سے کیسی حجت کرتا ہے جسپر عمل
حرام ہوا اور اللہ تعالی نے جو اس حیلہ کو اپنے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے
لئے مشروع فرمایا تہا تو اوسکی وجہ اونکے بہائیونکی سزا اور تدارک اور حضرت

حیلہ کا بیان

فصل
والخصم والنعاس والتسمع الغنا ونحو ذلك
واما استدلالهم بان الله سبحانه علم نبيه
الحيلة التي توصل بها الى اخذ اخيه
فما اشتغال بعض المحتالين بها زعموا
فهذا قد ظن ... وليس ...
في هذا الباب وليس
فان مثل هذه الحيلة لاجل
في شريعتنا بوجه من
الوجوه فكيف يحتج
به بما يحرم العمل به
والله تعالى انما شرع
ذلك لنبيه ... جزاء
اخوته وعقوبة لهم

یوسف کو انپر جتانا اور اُنکے خواب کو سچا کرنا تہا اور آپ کے قصہ مین عمدہ
حیلونکی بہت سی قسمین ہین اول تو حضرت یوسف کا اپنی خادمون سی فرمانا
اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَى أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ
رکہہ دو اونکی پونجی اونکی بوجہون مین شاید اسکو پہچانین جب پہر کر جاوین اپنے گہر شاید وہ پہر آوین ١٢
یہہ اسی نظر سی فرمایا تہا کہ آپکے بہائی دوبارہ آوین مفسرین نے اسمین بہت
باتین ذکر فرمائی ہین ایک یہہ کہ آپکو خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ اونکی پاس روپیہ
نہو جس سے پہر آوین دوسرے یہہ کہ آپ ڈری کہ اونسی مول لینے مین اُنکو کہین
ضرر نہو تیسرے یہہ کہ آنسے دام لینا ملامت سمجہا چوتھی یہہ کہ اُنکو اپنا کرم دکہلایا
کہ انکا مال پہیر دیا تاکہ یہ امر زیادہ تر اونکے پہر آنیکا موجب ہو غرضکہ یہہ حیلہ
ایک عمل نیک تہا اور بہائیون سی جو اپنے آپ کو نہ بتایا تو چند دوسرے اسباب
کی جہت سی جنمین بہائیونکی اور اونکی باپکی اور خود اپنی منفعت تہی اور جو چیز کہ اللہ
تعالی کو اس بلامین اونکی ساتھہ منظور تہی اوسکا کمال تہا اور اونکی اور اونکے
باپ کے جمع ہونیکی وقعت کا بڑا کرنا تہا جیسے خدا تعالی کی عادت ہی کہ اپنی بندہ
کو کسی رتبہ کمال پر پونہچانا چاہتا ہی تو اوسکی لئی اسباب محنتون اور مشقتون
کے تیار فرما دیتا ہی تاکہ بعد ان مشقتون کے اُن مراتب پر پہنچنا نہایت وقعت
کا ہو اور یہہ ایسا ہی جیسے جنت والے جنت مین مرنیکے بعد اور برزخ کی اہوال

ونصره الله علیهم ونصرته لها
لرؤیاه وفی قصته ضروب
من الحیل المستحسنة منها
ارجاعها بقوله لفتیانه
اجعلوا بضاعتهم فی رحالهم
لعلهم یعرفونها اذا انقلبوا
الی اهلهم لعلهم یرجعون وفی ذلک وجوه
سبب بذلک الی ان لا یکون عندهم
کرمه فی ازدیاد البضاعة
فهو العمل الصالح بذاته عمل صالح وانما لم یعرفهم
نفسه لاسباب اخر فیها منفعة لهم ولابیهم
وله وتمام لما اراده الله لهم من الخیر
من البلاء وتعظیم لموقع اجتماعهم
وبابیه کما هی عادة الله فیمن یرید ایصاله
الی غایة من الغایات جعل لها
اسبابا من المحن والمشاق
لیکون موقع وصوله الی
تلک الغایات بعدها اعظم
موقعا وذلک
کوصول اهل الجنة الیها
بعد الموت واهوال البرزخ

اور حشر اور نشر اور موقف اور حساب اور پل صراط اور اُن دہشتون کے بہگتنی کی
بعد پہونچینگے اور جیسی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ معاملہ ہوا کہ آپکو مکہ معظمہ مین
اُس ہوم سے داخل کیا بعد اسکی کہ کفار نے آپکو نکالدیا تہا اور مکروہات مین سے بہت
کچہہ بہگتا تہا اور اسیطرح ہی وہ معاملہ جو سب انبیا علیہم السلام کے ساتہہ کیا اور اسیوجہ
سے جنت احاطہ کی گئی ہی سختیون سے یعنی بہت سختیان بہگتی تب بہشت مین داخل ہو
فصل اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ مین جو حیلے ہین اونمین سے ایک یہہ ہے
کہ جب دوسری بار اونکی واسطے سامان تیار کیا گیا تو کٹورہ اپنی بہائی کی خُرجی مین
رکہدیا اسمین اپنی بہائی کو چوری کی تہمت لگانی لازم آتی ہی بعضے کہتی ہین کہ
یہہ امر آپنے اپنی بہائی کی موافقت اور اوسکی رضا سے کیا تہا اور ایسا ہی کچہہ
اس آیت سی معلوم ہوتا ہی وَلَمَّا دَخَلُوا عَلٰی یُوسُفَ اٰوٰی اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْ اَنَا
اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکہا اپنے بہائی کو کہا مین ہون تیرا
اَخُوكَ آخر آیت تک اور بعضی کہتی ہین کہ آپنے بہائی سے صراحۃ ذکر اپنا نہین
بہائی ۱۲
فرمایا اور انی انا اخوک سی یہہ مراد تہی کہ جو بہائی تیرا گم ہو گیا ہے مین اُسکی
جگہہ ہون اور کٹورہ کو جو اوسکی خرجی مین رکہا تہا تو بہائی کو اوسکا علم نہ تہا
اور قران مجید سے اس قول کے خلاف معلوم ہوتا ہی جیسا مذکور ہوا اور ایک
پاکیزہ حیلہ اس قصہ مین یہہ ہی کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی بہائی

ذلك التنزل العظيم بعد ان اخرجه الكفار وسلم من ادخاله مكة المكرمة ما قاسى الله صلى الله عليه وآله وكما اتفق لرسول مقاساة تلك الاهوال والحساب والصراط و والبعث والنشور والموقف

الرسل ولذا حفت الجنة بالمكاره وكذا ما صدم بسائر **فصل** ومنها انه لما جهزهم في المرة الثانية بجهازهم جعل السقاية في رحل اخيه وهذا يستلزم

ان ذلك كان بمواطاة من اخيه ورضى منه وقيل ولما دخلوا على يوسف اوى اليه اخاه قال اني انا اخوك الآية وقيل انه لم يصرح له بانه اخوه وانما اراد انى انا اخوك مكان اخيك الهالك وقد قيل انه لم يعلم بصنيع السقاية في رحله والقرآن يدل على خلاف ذلك ومن لطيف الكيد في هذا انه لما اراد اخذ اخيه

کلمے لینا چاہا تو اوسکی لینی کے لئے وہ بات کی کہ آپکی سوتیلے بہائی اقرار کریں
کہ یہہ امر حق اور انصاف سے ہوا اور اگر آپ اپنی بہائی کو اپنی قدرت اور سلطنت کے
زور سے رکھہ لیتی تو جور اور ظلم کیطرف منسوب ہوتے اور بادشاہ کے دین
مین کوئی تدبیر تہی جس سے آپ بہائی کو رکھہ لیتی اسلئے اوسکی رکھنی کے لئے وہ تدبیر
کی جسکو سوتیلی بہائی مقر ہون کہ یہ ظلم نہین غرضکہ کٹورہ اپنے بہائی کی سارنس شے
اوسکی شلیتی مین رکھدیا اور اسلئے فرمایا فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ اور ایک اور تدبیر
پاکیزہ یہہ ہے کہ بہائیونکی شلیتونکی تلاشی اوسوقت نلی جبتہ آپکی پاس تہے بلکہ انکی سامان
کر دینے اور شہر سے نکلنے کی مہلت دی اور پہر آدمی اونکی پیچہے بہیجا اسلئے کہ اگر پہلے ہی تلاشی
لیتی تو کیا عجب تہا کہ آپکی بہائی حیلہ سمجہہ جاتے اور پکارنیوالی نے آواز بلند سے انکو پکارا
کہ سب نہین اسپر اکتفا نکیا کہ ایک ہی شخص سے کہدیتا اس سے یہہ جتانا منظور تہا کہ
کٹورہ کا جانا مشہور ہو گیا ہی اور اسکی تہمت بجز انکی اور کسی پر نہین اور منادی نے
یون کہا کہ تم چور ہو مگر چوری کی چیز کو معین نکیا یہانتک کہ بہائیون نے اس سے پوچہا اسلئے
کہ انکی نزدیک یہہ امر جتا دے کہ تہمت کٹورہ سے متعلق ہی اگر وہ نکلیگا تو تہمت سچی ہوگی
اور منادی نے یہہ کہا کہ اگر تم جہوٹے ہو تو تمہاری سزا کیا ہے یہہ اس واسطے
کہا کہ آپ کو معلوم تہا کہ وہی جواب دیوین گے جو انہون نے دیا تہا

فاخذهم بما حكموا به على انفسهم ثم بدأ باوعيتهم قبل وعاء اخيه تبعيدا عن نفي التهمة المواطأة وذلك من الكيد الذي يتوصل به الى طاعة الله ورسوله ونصر المحق وقد ذكروا في تسميتهم سارقين وجهين احدهما انه من باب المعاريض وان يعني نوى بذلك انهم سرقوه من ابيه حيث غيبوه عنه وخانوا فيه

توجوکچهه وه اپنے آپ پر ظلم کرینگے اوسکا مواخذه اُن سے کیا جاویگا پهر سوتیلے
بهائیون کے اسباب کی تلاشی حقیقی بهائی کے اسباب کی تلاشی سے پیشتر کی
تاکه وہم سازش کا دور رہے آور یهه وه داؤ ہے که جس سے آدمی خدا تعالی اور اوسکے
رسول کی طاعت اور حق والے کی مددگاری پر پونهچتا ہے آور اُنکو چور کهدینے کی دو
وجهین بیان کرتے ہین اول یهه که از قسم کنایه تها اور یوسف علیه السلام نے
اِس سے نیت یهه کی تهی که بهائیون نے آپکو حضرت یعقوب علیه السلام کے پاس سے
چورالیا تها اسلئے که اُنهون نے حضرت یوسف عم کو اونکے پاس سے غائب کردیا تها
اور اونکے باپ سے خیانت کی تهی اور خائن کو چور کها ہی کرتے ہین سو نظرہی
چور کها تها دوسری وجه یه لکهی ہے که یهه لفظ منادی ہی نے کها تها حضرت
یوسف علیه السلام کے حکم سے نهین کها تها قاضی ابو یعلی کهتے ہین که حضرت یوسف
علیه السلام نے اپنے بعض مصاحبون سے فرمایا که ہماری بهائی کے اسباب مین کٹوره
رکهدو پهر جن لوگونکی وه سپرد تها جب اُسکو نپایا اور معلوم نهوا که کسنے لیا اونمین سے
کسی نے کهدیا که ای قافله والو تمهین چور ہو اس گمان پر که وه ایسے ہی ہین اور
حضرت یوسف علیه السلام نے اونکو نهین اجازت دی که یون کهو اور شاید
حضرت یوسف علیه السلام نے منادی سے کهدیا ہو که ان لوگون نے چرایا ہے

[illegible] ١٢

والثاني ان المنادي وان كان يسمي سارقا هو المنادي قال ذلك لا عن امر يوسف قال القاضي ابو يعلى امر يوسف بعض اصحابه ان يجعل الصاع في رحال اخوتهم ثم قال بعض الموكلين لما فقدوه ولم يدر من اخذه ايتها العير انكم لسارقون على ظن منهم انهم كذلك ولم يامرهم يوسف بذلك ولعل يوسف قال للمنادي هؤلاء قد سرقوا

اور مراد لے لی ہو کہ مجکو میرے رب کے پاس سے چرایا ہے اور منادی کے اس قول کو سوچو کہ کہا تم مقرر چور ہوا اور یہہ نکہا کہ بادشاہ کے کٹورہ کے چور ہو پہر جب گم ہوئی چیز کا ذکر ہوا تو یون کہا کہ ہمکو بادشاہی پیمانہ نہین ملتا یہ نکہا کہ پیمانہ تمنے چرالیا ہے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے بہائیونمین سے ایک نے یہہ کہا کہ ہم مین سے کسیکو رکہہ تو آپنے فرمایا مَعَاذَ اللّٰہِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَہٗ (اللہ پناہ دے کہ ہم کسیکو پکڑین مگر جس پاس پائی اپنی چیز ۱۲) یہہ نہ فرمایا کہ ہم اوسیکو پکڑینگے جسنے چوری کی۔ اور مقصود یہہ کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قصہ مین حیلہ والونکی مفید کوئی شبہہ بہی نہین چہ جائیکہ حجت ہو اسلئے کہ ہم اُن حیلونمین کلام کرتے ہین جو بندی کرتے ہین اور اُنکا حکم مباح کرنے اور حرام کرنے مین ہے نہ اُن حیلونمین جو اللہ تعالیٰ اپنی بندہ کے لئے کرتا ہے بلکہ حضرت یوسف علیہ السلام کی قصہ مین تنبیہہ ہے اسبات پر کہ جو شخص دوسرے کے ساتہہ حرام داؤ کریگا تو اللہ تعالیٰ ضرور اوسکی ساتہہ داؤ کہیلیگا اور یہہ کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی خاطر داؤ کیا کرتا ہے بشرطیکہ وہ اپنی داؤ کرنیوالیکے داؤ پر صبر کرے اور اوسکی ساتہہ نرمی برتے بس ایماندار آدمی اللہ تعالیٰ پر بہروسا رکہنے والیکے ساتہہ اگر مخلوق داؤ چلیگی تو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ اُسکی خاطر داؤ چلے اور اوسکا بدلہ لے بدون اُسکی زور و طاقت کے اور یہہ خدا تعالیٰ کی داؤنکی دو قسمونمین سے جو اپنی بندہ کی خاطر کیا کرتا ہے ایک قسم ہے

دوسری قسم یہہ ہی کہ اللہ تعالی اپنے بندہ کو ایک امر مباح یا مستحب یا واجب الہام کر دیتا ہے جو بندہ کو عمدہ مقصود پر پونہچا دیتا ہی اور یہہ داؤ اُس قسم کا نہیں جس سے حرام چیزونکو حلال جانا جاوے اور واجبات کو ساقط کر لیا جاوے اسلئی کہ یہہ تو خدا کو دم دینا اور اوسکی دین مین داؤ کھیلنا ہی ایسی باتکو خدا تعالی کا مشروع فرمانا نہیں ہو سکتا پھر یہہ داؤ پورا جب ہوتا ہی کہ کوئی کام غیر مشروع کیا جاوے اور اس سے مراد اوسکا مقصود شرعی نہو تو ایسی باتکو اللہ تعالی کسطرح مشروع فرماویگا پھر یہہ داؤ عام ہی کوئی شخص اُس سے خاص نہیں اب اگر کوئی شخص فقہی حیلہ حرام یا مباح کرتا ہی تو یہہ حیلہ خاص اوسیکی لئی نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالی نے جو حضرت یوسف ع کی خاطر داؤ کیا تہا تو وہ داؤ خاص نہیں کیواسطی تہا کہ اونکوا ونکی صبر اور سلوک کا بدلہ دینا تہا اور وہ داؤ دونو قسمون سے باہر تہا یعنی اول خدا تعالی کا آپکو الہام کر دینا ایسا کام جسکا کرنا مباح ہو دوسرے خود اللہ تعالی کا فعل جو بندہ کی قدرت سے باہر ہو اور یہہ دونو قسمین مخالف ہین اون حرام حیلونکی جنسے واجب چیزونکی ساقط کرنے اور حرام چیزونکے مباح کرنیکا حیلہ کیا جاتا ہی **فصل** اور شیطان کے مکرون اور جالون مین سے وہ ہی جسمین صورتون کے عاشقونکو پہنسایا ہی اور یہہ مکر بخدا بہت بڑا فتنہ اور مصیبت سخت ہی اسی نے نفسونکو خالق کے سوا بندہ بنایا اور عاشقونکی

النوع الثانی ان یلهمه امرا مباحا او مستحبا او واجبا یوصله به الی المقصود الحسن ولیس هذا من الکید الذی یستحل به الحرام وتسقط به الواجبات فان هذا کید لله ولدینه فیستحیل ان یشرعه الله ثم انه لا یتم الا بفعل ما لم یشرع ویقصد به غیر مقصوده الشرعی فکیف یشرعه الله ثم هو عام لا یختص به شخص فمن احتال بحیلة فقهیة محرم او مباح لم تکن الحیلة مختصة به

جواب ثانی

والله سبحانه انما کاد لیوسف کیدا کافأه به علی صبره واحسانه ولم یکن خارجا عن نوعین احدهما الهام الله سبحانه بما یباح فعله والثانی فعل الله سبحانه خارج عن قدرة العبد وکلا النوعین مباین لحیل الحرام المحرمة واباحة المحرمات **فصل** ومن مکاید عدو الله ومصایده ما فتن به عشاق الصور وتلک لعمر الله الفتنة الکبری والبلیة العظمی التی استعبدت النفوس لغیر خالقها

دلونکا مالک انکی ذلت چاہنے والونکو ٹھہرایا اسی نے عشق اور توحید مین
لڑائی کا رنگ جمایا اسی نے ہر ایک شیطان سرکش کی دوستی کیطرف بلایا
یہی نفسونکی درستی اور راستی کے مانع ہوئی اور اسی نے انکو طریق مقصود سے پہرایا
پس نہایت حسرت ہی اس عاشق کے حال پر جسنے اپنی نفس کو کہوٹی داموں کی عوض معشوق
اول کے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور ایسی خواہش سر دست کے بدلہ مین دیا جسکی لذت جاتی
رہی اور انجام بد باقی رہا **فصل** جہان مین ہر فعل اور حرکت کی اصل محبت اور
خواہش ہی ہی تو یہ دونو چیزین تمام افعال و حرکات کا آغاز اسیطرح ہین جیسی بغض
اور نفرت ہر ایک رکہنے اور چہوڑنیکے آغاز مین انہین سی محبت وہ ہی جو عاشق کو اپنے
معشوق کی طلب مین وہ جنبش دیتی ہی جسکے ہونیسی عاشق کا کمال ہو جاتا ہی جیسی خدا
کے عاشق کی جنبش اور قرآن کے عاشق اور علم و ایمان کے دوست رکہنیوالے
اور بتون اور صلیبون کی محبت کرنیوالے اور عورتون اور امردون کے چاہنیوالے
اور وطن کے محب اور بہائیونسی دوستی رکہنیوالیکی جنبش کہ ہر ایک کی دلمین اسکے
محبوب کیطرف حرکت اٹہتی ہی جب ان چیزون مین اوسکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا
ہے تو اوسکے ذکر سی دلمین جنبش ہوتی ہی اورکسی ذکر سے نہین ہوتی اسلیئے
تم دیکہتے ہو کہ جو لوگ عورتون کو اور لڑکون کو چاہتے ہین

فصل اصل كل فعل وحركة في العالم الحب والارادة فهما مبدأ جميع الافعال والحركات كما ان البغض والكراهة مبدأ كل ترك وكف ... وعجب الاوطان وعجب الاخوان فتثير من كل قلب حركة الى محبوبه من هذه الاشياء فيتحرك عند ذكر محبوبه منها دون غيره ولذا تجد محب النسوان والصبيان

ومحب قرآن الشيطان بالاصوات والالحان لا يتحرك عند سماع العلم وتلاوة القرآن حتى اذا ذكر له محبوبه اهتز له وربا وتحرك باطنه وظاهره شوقا اليه وطربا

وكل محبة المحاب باطلة مضمحلة سوى محبته الله وما والاها من محبة رسوله وكتابه فهي التي تدوم وتدوم ثمرتها واذا انقطعت علائق المحبين واسباب عاقبهم لم ينقطع سببها قال تعالى اذ تبرأ الذين اتبعوا من الذين اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بهم الاسباب

اور شیطانی قران آواز و نغمون سی پسند کرتے ہین وہ علم کے ذکر سننے اور قران
کی تلاوت سی حرکت نہین کرتے یہانتک کہ جب اُنکی سامنی اُنکی محبوب چیز کا ذکر ہوتا ہی تو
اوسکی طرف شوق اور خوشی کے مارے اُنکا باطن جنبش اور جوش مین اور ظاہر حرکت
مین آجاتا ہی اور جتنی یہہ محبتین ہین سب باطل اور سست ہین سوا اللہ تعالی کی محبت
کے اور جو اوسکی قریب ہو یعنی محبت اوسکی رسول اور اوسکی کتاب کی کہ یہہ محبت ہمیشہ
ہمیشہ کو رہتی ہی اور اوسکا ثمرہ پائدار رہتا ہی اور جب سب محبوب کے علاقے اور اُنکی
دوستیون کے سبب جاتے رہینگے تو اِس محبت کا رشتہ نہ ٹوٹیگا اللہ تعالی فرماتا ہی
اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ
جب الگ ہوجاوین جنکی ساتھ ہوئے تھے اُنسے ساتھ والون سی اور دیکھین عذاب اور ٹوٹ جاوین اُنکی طرف سب علاقے
عطا نے حضرت ابن عباسؓ سی روایت کی ہین کہ اسباب سی غرض دوستی ہی اور مجاہد فرماتے
ہین کہ اُنکا ملنا جلنا دنیا مین مراد ہی اور ضحاک کہتی ہین کہ اونکی رشتے اور قرابتین
ٹوٹ جاوینگی اور دوزخمین اونکی جگہین علیحدہ علیحدہ ہوجاوینگی اور ابو صالح نے کہا ہی
کہ اعمال سی غرض ہی اور یہہ سب قول صحیح ہین اور حاصل یہہ کہ اسباب یعنی وہ
سبیل جو ان لوگونمین دنیا مین تہا جسوقت کہ اوسکی زیادہ تر محتاج ہونگی انسی جاتا
رہیگا مگر اسباب توحید والونکا جو اللہ تعالی سی اخلاص رکھتی ہین ہمیشہ اُنسے
ملا رہیگا جبتک کہ اُنکا معبود اور محبوب قائم رہیگا **فصل** جب یہ بات معلوم ہوچکی تو اصل

قال عطاء عن ابن عباس المودة وقال مجاهد تواصلهم في الدنيا وقال الضحاك تقطعت بهم الارحام وتفرقت بهم المنازل في النار وقال ابو صالح الاعمال والكل حق فان الاسباب التي كانت بينهم في الدنيا انقطعت بهم احوج ما كانوا اليها ولم يبق الا سبب الموحدين المخلصين لله فانه لا ينقطع بهم ودوام اتصاله بدوام معبودهم ومحبوبهم **فصل** اذا تبين هذا

اور عمدہ محبت جسکا خدا تعالی نے امر کیا ہی اور اپنی مخلوق کو اسکی لئی پیدا کیا ہی وہ
محبت اوسی اکیلی ذات کی ہی جسکا کوئی ساجھی نہین یہہ محبت اُسکی عبادت کو متضمن ہی
نہ غیر کی پرستش کو اور ایمان کا ذائقہ اُسی شخص کو نصیب ہوگا جسکے نزدیک خدا تعالی
اور اُسکا رسول اپنی ماسوا کی نسبت کر محبوب تر ہونگی اور اسی جہت سی اول سی لیکر آخر
تک تمام انبیا علیہم السلام نے خلق کو خدا تعالی وحدہٗ لاشریک کی عبادت کیطرف بلایا
اور عبادت کی اصل اور تمامی محبت ہی اور خدای پاک کو اُس محبت مین یکتا کرنا او
محبت دو قسم کی ہے ایک نفع دینی والی دوسری ضرر دینی والی محبت مفید وہ ہے
جو محبت والیکے واسطے اوسکی مفید چیزین یعنی سعادت اور نعمت پیدا کرتی ہی
اور محبت مضر وہ ہی جو اوسکی لئی ایسی چیزین کہینچ لاوی جو اوسکو ضرر پونہچاوین
یعنی بیماری اور رنج وغیرہ اب جو شخص زندہ اور عالم اور اپنی نفس کا خیر خواہ ہے
وہ محبت ایسی چیز کی اختیار نکریگا جو اوسکو ضرر دے اور اگر ایسا ہوگا تو اوس
شخص کے تصور اور معرفت کی خرابی سی یا قصد و ارادہ کے بگاڑ سے ہوگا اول تو
جہالت ہی اور دوسرا ظلم اور انسان اصل مین جاہل اور ظالم پیدا ہوا ہی اور انسان
سی جہالت اور ظلم علیحدہ نہین ہوتا بجز اسطور کے کہ خدا تعالی اُسکو وہ چیز سکہاوے
جو اوسکو مفید ہو اور اُسکی راستی اور درستی جس بات مین ہو وہ اوسپر الہام کر دے

فاصل المحبة المحمودة التي
امر الله بها وخلق خلقه
لاجلها هي محبته وحده
لا شريك له المتضمنة
لعبادته وحده دون عبادة
ما سواه ولا يذوق
طعم الايمان الا من كان الله
ورسوله احب اليه مما سواهما ولذلك اتفقت
دعوة الرسل من اولهم الى اخرهم على عبادة الله
وحده لا شريك له واصل العبادة وتمامها
المحبة وافراد الرب سبحانه بها والمحبة نافعة
وضارة فالمحبة النافعة هي التي تجلب لصاحبها ما ينفعه
من السعادة والنعيم والمحبة الضارة
هي التي تجلب لصاحبها ما يضره من الشقاء
والالم فالحي العالم الناصح لنفسه لا يؤثر
محبة ما يضره ولا يقع له ذلك الا من فساد
تصوره ومعرفته او من فساد قصده
وارادته فالاول جهل
والثاني ظلم والانسان
مخلوق في الاصل جهولا
ظلوما ولا ينفك
عن الجهل والظلم
الا بان يعلمه الله
ما ينفعه ويلهمه رشده

١٢ معين البيان

کیونکہ جس شخص کی اللہ تعالی بہتری چاہتا ہی اوسکو اوسکی مفید باتین سکھلا دیتا ہے جنکے باعث وہ جہل سی باہر ہو جاتا ہی اور جو کچھہ اوسکو سکھاتا ہی اوسکو اوس سے فائدہ دیتا ہی اس سی وہ شخص ظلم سے نکلجاتا ہے اور جس شخص کی بہتری نہین چاہتا اوسکو اوسکی اصل پیدائش ہی پر باقی رکھتا ہے چنانچہ مسند مین حدیث عبد اللہ بن عمرو کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ نے اپنی خلق کو اندھیرے مین پیدا کیا پھر اونپر کچھہ نور ڈالا تو جس شخص کو وہ نور پہنچا اوسنے ہدایت پائی اور جسکو نہ پونہچا وہ گمراہ ہوا اور مقصود یہہ ہی کہ ظلم اور حد سے بڑہنے کی محبت کو علم کا فساد یا قصد کی خرابی یا دونو کا بگاڑ پایدار کر دیتا ہی اور کہتے ہین کہ قصد کا فساد علم کے فساد سے ہی ورنہ اگر آدمی مضر کے ضرر اور لوازم کو جیسا چاہئے ویسا جانتا تو کبہی اوسکو اختیار نکرتا مثلا اگر کوئی شخص کسی کہانے کو جانے کہ اسمین زہر پڑا ہوا ہی تو وہ اوسپر جرأت نکریگا گو بہوکا ہی ہو اس سے معلوم ہوا کہ مضر چیز کے ضرر ونکی وجہونکو کم جاننا اور اوس سے بچنے کیواسطے عزم مین ضعف ہو جانا آدمیکو اوسکی کر بیٹھنے مین مبتلا کیا کرتا ہی اور اسیوجہ سے ایمان حقیقی وہ ہے جو ایماندار کو مفید کام کرنے اور مضر کام کے نکرنے پر برانگیختہ کرے پس اگر نہ مفید کو کیا نہ ضرر کی چیز کو چھوڑا تو اوسکا ایمان حقیقت کے بموجب نہوا

فمن اراد به الخير علمه ما ينفعه فخرج به من الجهل ونفعه بما علمه فخرج به عن ظلمه ومن لم يرد به خيرا ابقاه على اصل الخلقة ثم في المسند من حديث عبد الله ابن عمرو عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله خلق خلقه في ظلمة ثم القى عليهم من نوره فمن اصابه ذلك النور اهتدى ومن اخطأه ضل والمقصود ان محبة الظلم والعلو ان يثبتها فساد العلم او فساد القصد او فسادهما جميعا وقد

فيقال ان فساد القصد من فساد العلم و
فانه لو علم ما في الضار من المضرة ولوازمها حقيقة
العلم لما اقدم عليه كمن علم ان في طعام سما فانه
لا يقدم على اكله ولو كان شهيا فضعف علمه بما في
الضار من وجوه المضرة وضعف عزمه على اجتنابه
يوقعه في ارتكابه ولهذا كان
الايمان الحقيقي هو
الذي يحمل صاحبه
على فعل ما ينفعه وترك
ما يضره فاذا لم يفعل هذا
ولم يترك هذا
لم يكن ايمانه على الحقيقة

بلکہ اوسکے ساتھہ ایمان اوسی مقدار پر ہوگا جتنا وہ مفید کو کریگا اور مضر سے
بچتا ہوگا مثلاً جو شخص دوزخ پر ایمان حقیقت مین رکھتا ہی یہانتک کہ گویا اوسکو
دیکھہ رہا ہی تو وہ ایسی راہ نہ چلیگا جو دوزخ کیطرف پونہچا دی اسکا تو کیا ذکر
ھے کہ اپنی کوشش سے اوسکی طرف دوڑے اور جو شخص جنت پر حقیقت
مین ایمان رکھتا ہی تو اوسکی طلب سی بیٹھہ رہنے کو اوسکا نفس نمانے گا +

فصل جب یہہ ظاہر ہوچکا تو بندہ کو سب سی زیادہ حاجت اپنی مضر چیز کے
جاننی کی ھے تاکہ اُس سی کنارہ کری اور اپنی فائدہ مند چیز کی ضرورت ہی تاکہ
اُسکا حریص ہو پس مفید چیز سے محبت کری اور مضر سے نفرت اور اوسکی محبت و
نفرت موافق ہون اللہ تعالی کی محبت اور نفرت کے اور یہہ بات بندہ ہونیکے
لوازم سی ہی کہ جس چیز سی آقا کو محبت یا نفرت ہو اُسی سی بندہ کو ہو اور مفید اور مضر
عملونکی پہچاننے کی دو طریق ہین ایک عقل دوسری شریعت عقل کا طریق تو یہہ ہی کہ اللہ
نے اشیاء مفصلہ ذیل کی خوبی عقلونمین رکھدی ہی یعنی سچ بولنا اور عدل اور احسان
اور سلوک اور عفت اور شجاعت اور عمدہ عادات اور امانتونکا ادا کرنا اور رشتہ دارونسی میل رکھنا اور خلق کی خیرخواہی کرنی اور
عہد کو پورا کرنا اور ہمسایہ کی رعایت کرنی اور مظلوم کی مدد کرنی اور اہل حق کی مصیبتون پر اعانت کرنی
اور عیوادانکی مقابل چیزونکی برائی عقل مین پیدا کردی ہی اور یہہ برائی اور خوبی عقل کی نسبت ایسی ہی جیسی

وانما نفعه بين الايمان
بحسب ذلك فان المؤمن
بالنار حقيقة الايمان
حتى كانه يراها لا يسلك طريقا
الموصلة اليها فضلا
عن ان يسعى بجهده والمؤمن
بالجنة حقيقة الايمان لا تطاوعه
نفسه ان يقعد عن طلبها

فصل

فاذا تقرر ذلك فاعظم ما يحتاج اليه العبد
معرفة ما يضره فيتجنبه وما ينفعه فيحرص عليه
فيحب النافع ويبغض الضار فتكون محبته وكراهته موافقة لمحبة الله
وكراهته وهذا من لوازم العبودية

العقل والشرع اما العقل فقد وضع الله
سبحانه في العقول استحسان الصدق و
العدل والاحسان والبر والعفة والشجاعة و
مكارم الاخلاق واداء الامانات وصلة
الارحام ونصيحة الخلق والوفاء بالعهد
وحفظ الجوار ونصر المظلوم و
الاعانة على نوائب الحق
اضداد ذلك ونسبة
هذه الاشياء والاستحسان
الى العقول والفطر كنسبة
استحسان شرب
الماء البارد عند الظمأ

واكل الطعام اللذيذ النافع عند الجوع ولبس ما يدفئه عند البرد فكما لا يمكنه ان يدفع عن نفسه وطبعه استحسان ذلك ونفعه فكذلك لا يدفع عن نفسه وفطرته استحسان صفة الكمال ونفعها واستقباح اضدادها ومن قال ان ذلك لا يعلم بالعقل والفطرة وانما عرف بمجرد السمع فقوله باطل قد بينا بطلانه في كتاب المفتاح من ستين وجها وبينا منافاته لدلالة القرآن والسنة والعقول والفطر على فساد هذا القول

اور بھوک کیوقت لذیذ اور مفید کہانیکا کہانا اور سردی کیوقت ایسی کپڑونکا پہننا جو گرم کردین اچہا معلوم ہوتا ہی توجسطرح کہ آدمی سی نہین ہوسکتا کہ اپنی نفس اور طبیعت سے اُن چیزونکے اچہا معلوم ہونے اور مفید ہونیکو دور کردی اسیطرح وہ اپنی نفس اور پیدائش سی صفت کمال کا اچہا معلوم کرنا اور انکا مفید ہونا اور اُنکی ضدون کا برا جاننا دور نہین کرسکتا اور جو لوگ یہہ کہتی ہین کہ صفات کمال کی خوبی عقل اور فطرت سی نہین معلوم ہوتی بلکہ صرف سننی سی پہچانی جاتی ہی تو انکا قول باطل ہے ہمنے اُسکے باطل ہونیکو کتاب مفتاح مین ساٹھ وجہون سی لکہا ہی اور اُسی جگہہ بیان کیا ہی کہ قران و حدیث اور عقلون اور سرشتون سی اس قولکی خرابی پائی جاتی ہی دوسرا طریق مضر اور مفید اعمال کے پہچاننی کا سننا ہی اور یہہ طریق پہلے طریق کی نسبت کر زیادہ وسیع اور ظاہر اور سچا ہی اسلئی کہ اعمال کی صفات اور احوال اور نتیجی پوشیدہ ہین اُنکو تفصیلوار بجز رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا اس سی معلوم ہوا کہ سب لوگونسی زیادہ عالم اور صحیح تر عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنیمین وہ شخص ہوگا جسکی عقل اور رای اور خوبی معلوم کرنی اور قیاس موافق سنت کی ہوگی جیسے مجاہد فرماتے ہین کہ عبادت مین سبسے افضل عمدہ رای ہے اور وہ اتباع سنت ہی الله تعالی فرماتا ہی وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ

اور دیکہتی ہین جنکو ملی ہی سمجھ کہ جو تجہہ پر اترا تیرے رب سی وہی ٹہیک ہے ۱۲

بحث کا بیان ۱۲

الطريق الثاني لمعرفة الضار والنافع من الاعمال السمع وهو اوسع وابين واصدق من الطريق الاول لخفاء صفات الاعمال واحوالها ونتائجها وان العالم بها بالتفصيل الا الرسول صلى الله عليه واله وسلم فاعلم الناس واصحهم عقلا ورايا واستحسانا من كان عقله ورايه واستحسانه وقياسه موافقا للسنة كما قال مجاهد افضل العبادة الرأي الحسن وهو اتباع السنة وقال تعالى ويرى الذين اوتوا العلم الذي انزل اليك من ربك هو الحق

وكان السلف يسمون اهل الاراء المخالفة للسنة وما جاء به الرسول صلى الله عليه وآله وسلم في مسائل العلم الخبرية ومسائل الاحكام العملية اهل الشبهات والاهواء لان الراي المخالف للسنة جهل لا علم وهوى لا دين

اور جن لوگونکی رای سنت کے مخالف ہی اور علم کے مسائل جزئیہ اور علمی احکام کے مسائل مین جو کچھہ آنحضرت صلے الله علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اوسکی بھی مخالف ہے ایسی رای والونکو سلف کے لوگ شبہہ والے اور خواہشون والے کہا کرتے تھے اسلئے کہ جو رائے سنت کے مخالف ہی وہ جہل ہی نہ علم اور خواہش نفس ہے نہ دین

فصل

ومن المحبة النافعة محبة الزوجة وما ملكت يمين الرجل فانها معينة على ما شرع الله سبحانه له من النكاح وملك اليمين من اعفاف الرجل نفسه واهله فلا تطمح نفسه الى سواها من الحرام ويعفها فلا تطمح نفسها الى غيره وكلما كانت المحبة بين الزوجين اتم واقوى كان هذا المقصود اتم واكمل قال تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة وخلق منها زوجها ليسكن اليها وقال ومن آياته ان خلق لكم من انفسكم ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة وفي الصحيح عنه صلى الله عليه وآله وسلم انه سئل من احب الناس اليك فقال عائشة فالمحبة النافعة ثلاثة انواع محبة الله والمحبة في الله

مفید محبت مین سے ہی بی بی کی محبت اور اُس لونڈی کی جو مرد کی ملک مین آوی اسلئے کہ یہہ محبت اُس مقصود کی مدد کرتی ہی جسکے لئے الله تعالی نے نکاح کو اور ملک مین آجانیکو مشروع فرمایا ہی یعنی مرد کو اور اوسکی گہر والونکو زنا سے محفوظ رکہنا کہ مرد کا نفس اُس عورت کی سوا حرام پر حریص نہو اور عورت کی حفاظت اسطرح کہ اوسکا نفس بھی بجز اپنی مرد کے غیر کی رغبت نکرے اور جسقدر خاوند بیبی مین محبت پوری اور قوی ہوگی اوسیقدر یہہ مقصود تمام اور کامل ہوگا الله تعالی فرماتا ہی هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا
(وہی ہی جسنی بنایا تمکو ایکجان سے اور اوسی سے بنایا اوسکا جوڑا کہ اوس پاس آرام پکڑے ۱۲)
اور فرمایا وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً
(اور اوسکی نشانیون سے کہ بنادئے تمکو تمہاری قسم سے جوڑے کہ چین پکڑو اونکے پاس اور رکہا تمہارے بیچ پیار اور مہر ۱۲)
اور روایت صحیح مین آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ سے پوچہا گیا کہ آپ کی نزدیک سب لوگونمین سے محبوب تر کون ہی تو آپ نے فرمایا کہ عائشہ رض اب محبت مفید تین قسم ہی اول الله تعالی کی محبت دوم الله تعالی کی وجہ سے دوسری

چیز کی محبت سوم اُس چیز کی محبت جو اللہ تعالی کی طاعت پر مدد کرے اور محبت ضرر کرنیوالی بھی تین طرح کی ہے اول خدا تعالی کے ہوتے ہوئے دوسرے کے ساتھہ محبت کرنی دوم اُس چیز کی محبت کرنی جس سے خدا تعالی کو نفرت ہو سوم ایسی چیز کی محبت جسکی محبت آدمی کو خدا تعالی کی محبت سے بالکل علیحدہ کردے یا محبت کو گھٹا دے انمین سے اللہ تعالی کی محبت عمدہ محبتونکی اصل ہے اور ایمان و توحید کی جڑ اور خدا کے ساتھہ مین دوسرے سے محبت رکھنی شرک کی اور بُری محبتونکی اصل ہے اور حرام صورتون سے محبت اور عشق رکھنا شرک کی موجبات مین سے اور جسقدر کہ بندہ شرک سے قریب اور اخلاص سے دور ہوگا اوسیقدر صورتونکی عشق کی محبت اوسکو زیادہ سخت ہوگی اور یہی وجہ عزیز کی بی بی زلیخا کو شرک کی باعث عشق سے کیا کچھہ نوبت پونہچی اور حضرت یوسف صدیق علیہ السلام بسبب اپنے اخلاص کے اُس سے بچے رہے خدا تعالی فرماتا ہے كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ
یون ہی ہوا اسواسطی کہ ہٹا دین ہم اوس سے برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہے ہمارے چنے ہوئے بندون مین ۱۲
سوء سے مراد عشق ہے اور فحشا سے زنا

فصل اور کامل ترفریب شیطانکا یہہ ہے کہ جو لوگ حسن پرستی مین مبتلا ہین اُنمین سے بعض کو یہہ آرزو دلاتا ہے کہ مین جو اس امرد یا اجنبی عورت کو چاہتا ہون تو خدا کیواسطے ہے کسی بدی کے لئے نہین حالانکہ یہی بات پوشیدہ یاری ہے جسکو خدا نے عورتون کے حق مین اشارہ فرمایا اس آیت مین غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ اور مردون کے
نہ مستی نکالتیان نہ یار کرتیان چھپکر ۱۲

محبت کا بیان ۱۲

ومحبة تابعين على طاعة الله والمحبة الضارة ثلاثة انواع المحبة مع الله ومحبة ما يبغضه الله ومحبة ما يقطع محبته عن محبة الله او ينقصها فمحبة الله اصل المحاب المحمودة واصل الايمان والتوحيد والمحبة مع الله اصل الشرك والمحاب المذمومة ومحبة الصور المحرمة وعشقها من موجبات الشرك وكلما كان العبد اقرب الى الشرك وابعد من الاخلاص كانت محبته بعشق الصور اشد ولذا اصاب امرأة العزيز ما اصابها من العشق لشركها ونجا منه يوسف الصديق بالاخلاص قال تعالى كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين فالسوء العشق والفحشاء الزنا فصل ومن تلاعبه بالمفتونين بعشق الصور انه يمني بعض المغرورين انه انما يحب ذلك الامرد او الاجنبية لله لا لفاحشة وهذا هي المخادنة والمشاركة في الفعل وهي التي ذكرها الله تعالى في النساء بقوله غير مسافحات ولا متخذات اخدان وفي الرجال

ضمین اس قول مین مُحصِنِینَ غَیْرَ مُسَافِحِینَ وَلَا مُتَّخِذِی اَخْدَانٍ اور یہہ بڑی گمراہی
قید مین لانے کو مستی نکالنے کو نہ چھپی آشنائی کرنے کو ۱۲
اور دین کا بدلنا ہی کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے مکروہ اور برا جانا ہو اوسکو محبوب
ٹھہرالین اور یہہ بھی ایک قسم شرک کی ہے اور جو محبوب کہ خدا تعالی کے سوا مقرر کرلیا
جاوی وہ شیطان ہی اور یہہ فعل شرک ہی مثل بتون کے مقرر کرنیکے **فصل** اور حسن پرست
چار قسم کے ہین اول تو وہ کہ اپنے اس فعل کو خدا کیواسطے اعتقاد کرتے ہین جیسے وہ
لوگ کہ تصوف کیطرف منسوب ہین اور اکثر ترک دوم وہ کہ اس فعل کو یقینا جانتے
ہین کہ خدا کیواسطے نہین مگر اس سے اپنی پردہ پوشی کرتے ہین اور یہہ لوگ ایک وجہہ سے
مغفرت کے قریب ہین گو توقع پڑتی ہے کہ توبہ کرلین تیسرے وہ کہ انکا مقصود بدکاری
ہے اور کبھی دونو مین سطرحکا اتصال ہوجاتا ہی کہ اُسکا نام پیار کہتے ہین اور جو لوگ کہ
فاسق بیباک ہین اونکو اسطرحکی باتین بہت ہوا کرتی ہین مثلا بیریش لڑکے کو کہتے ہین
کہ وہ اللہ کا حبیب ہی اور داڑہی والا خدا کا دشمن ہی اور لونڈی بازی کو عورتون کے
نکاح پر ترجیح دینا اور بعض حسن پرستون نے اسبا مین ایک کتاب بنائی ہی اوسمین ایک
جگہہ یہ کہا ہے (کہ باب ہی مذہب امام مالک کی بیانمین) اور اسباب مین اسنے اعلام کو
ذکر کیا ہی اور یہہ ظاہر ہی کہ امام مالک اعلام والیکے حق مین سب سے زیادہ سخت سزا دیتے
ہین کیونکہ آنکے نزدیک سزا لوطی کی مار ڈالنا ہے خواہ کنوارا ہو خواہ بیاہا

كما دلت عليه النصوص
واتفق عليه اصحاب الرسول
صلى الله عليه وآله وسلم
وان اختلفوا في كيفية قتله
وسبب ذلك انه قد نقل
عن مالك القول بجواز وطي
الرجل زوجته في دبرها و
هو ايضا كذب على مالك واصحابه
وكتبهم مصرحة بتحريمه ونظير هذا
الظن الكاذب ظن كثير من الجهال ان
الفاحشة بالمملوك او انها ايسر من
الفاحشة بغيره لتوهم ان ذلك

چنانچہ نصین بھی اِسی پر دلالت کرتی ہین اور اصحاب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
کا اتفاق اِسی پر ہی گو کیفیت قتل مین اختلاف کیا ہی اور وجہ اُس شخص کو مغالطہ
پڑنیکی یہہ ہوئی کہ امام مالکؒ سی کسی نے نقل کر دیا ہی کہ اونکے نزدیک مرد اگر اپنی بیبی سے
اغلام کرے تو درست ہی حالانکہ امام مالکؒ پر اور اونکے اصحاب پر بھی یہہ دروغ بندی
ہے انکی کتابون مین اِس فعل کی حرمت کہلی ہوئی موجود ہی اور اِس جہوٹے گمان
کی نظیر بہت سی جاہلون کا گمان کرنا ہی کہ بدکاری اپنے غلام سے مباح ہی اِسلئے کہ
دوسرے کے ساتہہ بدکاری کرنیکی نسبت کرہیہ آسان تر ہی اور وجہ اِس اباحت کی یہ
ہوئی کہ انکو وہم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا اَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ (یا اپنے ہاتہہ کے مال پر) اوس سے یہی مراد ہے
یہانتک کہ بعض عورتین اپنے غلام کو اپنے نفس پر قادر کر لیتی ہین اور قران کے معنی
اسکے موجب کہہ لیتی ہین چنانچہ حضرت عمرؓ کے سامنے ایکعورت پیش کی گئی جسنے
اپنے غلام سے نکاح کر لیا تہا اور اِس آیت کی معنی بنا لئے تہے آپنے دونو مین جدائی
کر دی اور عورتکو سزا دی اور فرمایا کہ تیرا بُرا ہو یہ حکم مردون ہی کے لئے ہے
اور اُنمین سے کچہہ ایسے ہین کہ اِس صورتکو علما کی نزاع کی جگہہ ٹہہراتے ہین اور کہتے
ہین کہ انکا اختلاف شبہہ مین ڈالتا ہی اور کوئی اُنمین سے یہہ کہتا ہی کہ یہہ فعل ضرورت
کیوقت مباح ہی اور کسینے جو علما کا اختلاف اغلام کی حد مین سُنا تو یہی سمجہہ لیا کہ

بحث غلامان

كما

مما دل عليه قوله تعالى او ما ملكت
ايمانهم حتى ان بعض النساء تمكن عبدها من
نفسها وتتأول القرآن على ذلك كما رفع الى عمر
رضي الله عنه امرأة تزوجت عبدها و
تأولت هذه الآية ففرق عمر بينهما وادبها وقال ويحك
انما هذه للرجال ومنهم من
يجعل ذلك مسئلة نزاع يباح فعله
العلماء ويقول ان اختلافهم
شبهة ومنهم من
يقول هو مباح للضرورة
ومنهم من يبالغ في خلاف
العلماء في الحد عليه فيقولهم

که اسکے حرام ہونے مین اختلاف ہی اور شیطان اکثر خلق سی ایسا کہیلتا ہے
جیسے لڑکے گیند سے کہیلتے ہین اور بدکاری کے مراتب اوسکی خرابیون کے
اعتبار سے متفاوت ہین کبہی سہلتر مین ایسا گناہ ملجاتا ہے جو اوسکو اوسکے
اوپر کے مرتبہ کی نسبت کر گناہ مین زیادہ کر دیتا ہے جیسے وہ عشق کہ معشوقون
کے ساتہہ دلکے مشغول ہونے اور اوسکی معبود ہوجانے اور تعظیم کرنے اور اوسکی
اطاعت کو خدا تعالی اور اوسکی رسول کی طاعت پر مقدم کرنیکا موجب ہو ایسے
عشق کو بدکاری کی طرف نسبت کرکے دیکہو تو گناہ مین بدکاری سی بڑہکر ہوگا
اسلئے کہ سوا خدا تعالی کی جو چیزین ایسی محبوب ہوتی ہین شارع نے اونمین بندگی کا نام
ثابت کیا ہی یعنی محب کو ان چیزونکا بندہ فرمایا چنانچہ حدیث صحیح مین ہی کہ ہلاک ہو بندہ
درم کا ہلاک ہو بندہ چادر کا ہلاک ہو بندہ کمبل کا ہلاک ہو اور اوندہے منہ گرے اور اگر اوسکی کانٹا لگے تو نہ
نکالا جاوے اگر اوسکو دیا جاوے تو خوش ہو اور اگر نہ دیا جاوے تو ناراض ہو روایت
کیا اسکو بخاری نے اس حدیث مین شارع نے ان لوگونکو ان چیزونکا بندہ فرمایا
جو اونکو دیجاوین تو راضی ہون اور نہ دیجاوین تو ناراض ہون اور جب انسان خدا
کے سوا کسی صورتکی محبت مین اسطرح فریفتہ ہوتا ہی کہ اوس تک پونہچنا اور اوسکا
ملنا اوسکو اچہا معلوم ہوتا ہی اور نملنا ناخوش کرتا ہی تو اوس شخص کو اوس چیز کی بندگی

من التعبد بقدر ذلک
فانہم یجعلون الحب مراتب
اولہ العلاقہ ثم الصبابہ
ثم الغرام ثم العشق واخرہ
ذا التتیم وہو التعبد
المعشوق فصار عبدا للمعشوقہ
واللہ سبحانہ انما حکی عشق
الصور فی القران عن المشرکین کما حکی عن امرأة
العزیز وعن قوم لوط فقال لعمرک انہم لفی سکرتہم
یعمہون واخبر بصرفہ عن اہل الاخلاص فقال
فی یوسف علیہ السلام کذلک لنصرف عنہ السوء
والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین فان بان النظر

اوسیقدر ہوتی ہی اسی جہت سی محبت کیلیے مراتب مقرر کرتے ہین اول مرتبہ کو
صرف علاقہ کہتی ہین اور اُس سی زیادہ کو فریفتگی پہر عشق اور سب سی پچھلے کو تتیم
یعنی معشوق کا بندہ ہوجانا کہتی ہین اس مرتبہ مین آکر آدمی اپنی معشوق کا بندہ ہوجاتا ہے
اور اللہ تعالی نے صورتونکا عشق قران مجید مین مشرکین ہی کیطرفسی نقل کیاہی چنانچہ
عزیز کی عورت کا حال نقل فرمایا اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کی حکایت مین ارشاد فرمایا
لعمرک انہم لفی سکرتہم یعمہون اور اخلاص والون سے اوسکو ٹالے رکہنی کی خبر دی چنانچہ
(قسم ہے تیری جان کی وہ اپنی مستی مین مدہوش ہین)
حضرت یوسف علیہ السلام کے حال مین فرمایا کذلک لنصرف عنہ السوء والفحشاء انہ من
(یون ہی ہوا اسواسطے کہ ہٹا دین ہم اوس سی برائی اور بیحیائی البتہ وہ ہے)
عبادنا المخلصین غرضکہ ستر سی زنا کرنا اگر صغیرہ گناہ کرنے سی مثل دیدبازی اور بوسہ
(ہمارے چنے بندون مین)
اور چہونے کے بڑا ہی مگر عاشق کا ہٹ کرنا فعل کی محبت اور اوسکی توابع اور لوازم پر اور
اوسکی آرزو اپنی لئی کرنی اور جی مین کہنا کہ اسکو نچہوڑونگا اور دل کا معشوقکی ساتھہ
لگا رہنا کبہی بدکاری کرنیسی ضرر کرنیمین نہایت برا ہوتا ہی علاوہ ازین کبیرہ گناہ
سے تو کبہی توبہ سی بہی چہٹی ہوجاتی ہے مگر عشق جب جگہہ پکڑ لیتا ہی تو اوس سے
چہوٹنا اوسکو دشوار ہی جیسی کسی نے کہاہی ع جو پڑا قید مین آنکہونکی تمہاری بخدا خلق
کو اُسکا چہڑا دینا ہی اک کام بڑا + اور ظاہر ہی کہ اس عشق کا ضرر اور بگاڑ اُس بدکاری کی
نسبت کہ بڑا ہی جسکو آدمی برا جانکر کرتا ہوا اور جس سی بدکاری کی ہو دل اُسکا بندہ نہوگیا ہو

بحث کار ١٣

الیہ کالنظر
وان کان اعظم من الالمام بالصغیرة کالنظر
والقبلة واللمس لکن اصرار العاشق علی محبة الفعل
وتوابعہ ولوازمہ وتمنیہ لہ وحدیث نفسہ بہ وانہ لا یترکہ
واشتغال قلبہ بالمعشوق قد یکون اعظم ضررا من فعل الفاحشة
یتوب منہا فانہ ... ویتخلص منہا علیہ
واما العشق اذا تمکن فانہ یبعد علیہ
التخلص منہ کما قیل ع بالله
ما سرت لو لحظات امرہا
وعند اعظم ضررا وفسادا
من ہذا العشق الذی یستفاد
من فاحشة ... تکبہا مع کراہتہ
لہا وقلبہ غیر متعبد لمن ارتکبہا معہ

اور اللہ تعالی نے خبر دی ہی کہ شیطانکا غلبہ انہین لوگونپر ہی جو اسکو دوست رکہتے ہین اور خدا
کے ساتہ اسکو شریک کرتے ہین اور اسکی سلطنت اسی شخص پر ہے جو غاوین مین سے اسکا تابع ہی اور
غی خواہش نفس اور شہوات کی پیروی کا نام ہی جیسی ضلال گمانون اور شبہونکی اتباع کو
کہتے ہین اور غی کی بنا غیر اللہ کی محبت سے ہی اسلئے کہ غیر اللہ کی محبت اخلاص کو ضعیف کرتی
ہے اور شرک کو قوی تو عشق شیطانی والونکو شیطان کی محبت اور اسکو شریک ٹہہرانا
اسی مقدار عشق کی موافق ہوگا اسلئے کہ انمین اللہ تعالی کے ساتہ شرک موجود ہے اور اخلاص
کسیقدر مفقود اسلئے انمین خدا تعالی کے ساتہ شریکون کے ٹہرانیکا بہرہ ہے اور اسیوجہ سے اکثر
عاشقونکو بندہ اپنی معشوق کا اور سرگشتہ پاؤگے کہ اسکی سامنے اور پیٹہہ پیچہے کہلا کہلی
کہتے ہین کہ ہم تمہاری بندے ہین غرضکہ عاشق اپنی معشوقکی یاد اپنے رب کی نسبت زیادہ
کرتا ہی اور معشوقکی محبت اسکی دلمین خدا تعالی کی محبت سے بڑہکر ہوتی ہی پس اگر بالفرض
عاشق کو اختیار دیا جاوے کہ چاہے معشوقکی خوشی پسند کرے چاہے خدا تعالی کی تو وہ اپنے رب کی رضا سے
معشوقکی رضا کو پسند کریگا اور معشوقکا ملنا اوسکو رب کے ملنے کی نسبت زیادہ محبوب ہوگا
اور قرب معشوقکی تمنا قرب خدا کی آرزو سے بڑہکر ہوگی اور معشوقکی ناخوشی سے گریز کرنا خدا تعالی
کی ناخوشی سے بہاگنے کی نسبت اوسپر زیادہ سخت ہوگا اور معشوق کی مصلحتون اور
حاجتون کو اپنے رب کی طاعتون پر مقدم جانیگا پس اگر وقت مین سے کچہہ بچ رہیگا

وقد اخبر الله سبحانه ان سلطان الشيطان انما هو على الذين يتولونه والذين هم به مشركون وان سلطانه على من اتبعه من الغاوين والغي اتباع الهوى والشهوات كما ان الضلال اتباع الظنون والشبهات واصل الغي من الحب لغير الله فانه يضعف الاخلاص ويقوي الشرك فاصحاب العشق الشيطاني لهم من تولي الشيطان والاشراك به بحسب ذلك لما فيهم من الاشراك بالله ولما فاتهم من الاخلاص ففيهم نصيب من اتخاذ الانداد ولهذا ترى كثيرا منهم عبدا لمعشوقه متيما فيه يصرخ بحضوره ومغيبه انه عبده فهو اعظم ذكرا له من ربه وحبه في قلبه اعظم من حب الله فيه فلو خير بين رضاه ورضى الله لاختار رضى معشوقه على رضى ربه ولقاء معشوقه احب اليه من لقاء ربه وتمنيه لقربه اعظم من تمنيه لقرب ربه وهربه من سخط معشوقه عليه اشد من هربه من سخط ربه عليه ويقدم مصالح معشوقه وحوائجه على طاعة ربه فان فضل من وقته فضلة

اور اوسکو کسیقدر ایمان بھی ہوگا تب تو اس بچی ہوئی وقت کو اپنے رب کی طاعت
مین صرف کریگا اور اگر معشوقکی حاجتین اور کام تمام وقت کے حاوی ہوجاوین
تو اپنا سارا وقت اونہین مین صرف کردیگا اور خدا تعالے کے امر کو چھوڑ دیگا
اور اسمین کچھہ شک نہین کہ اس قسم کے لوگ ان لوگونمین سے ہین جنھون نے خدا تعالیٰ
کے سوا شریک ٹھہرالئے ہین کہ اونسے ایسی محبت رکھتے ہین جیسی خدا تعالیٰ سے اور
اُن لوگونکی عشق مین چارون باتین حرام جمع ہین یعنی ظاہر اور باطن کی بدکاری
اور گناہ اور سرکشی ناحق اور اللہ تعالیٰ کے ساتھہ اُس چیز کو شریک کرنا جسکی حجت اوسنے
نہین اُتاری اور اللہ تعالیٰ پر وہ بات کہنی جسکا علم نہین اسلئے کہ اکثر اس عشق مین بظاہر
یہہ خرابیان دیکھی جاتی ہین کہ چھوٹا اور بڑا شرک کرنا اور معشوقکے اوپر غیرت کرکے
جانونکو مار ڈالنا اور باطل طور پر لوگونکا مال لے لینا تاکہ معشوقکی خوشی مین اسکو صرف کرے اور جھوٹ
بولنا اور ظلم کرنا اور ان سبکی اصل دلکا خالی ہونا اللہ کی محبت اور اسکی خلاص سے اور محبت مین
اسکو اور اسکی غیر کو شریک کرنا اور غیر اللہ کی خاطر کسی چیز کو محبوب جاننا ہے یہہ باتین دل مین قائم
ہوجاتی ہین اور انہین کے موافق اعضا عمل کرتا ہے اور یہی اہش نفس کی پیروی کی حقیقت ہے بعض علما کا
قول ہے کہ کوئی چیز محبوب چیز دنیا مین ایسی نہین جو دلکو گھیر لے بجز محبت الٰہی یا محبت اپنے جیسی آدمی کے
محبت الٰہی کیواسطے تو بندہ پیدا ہی ہوے ہین اور اسی سے انکی نہایت سعادت اور کامل نعمت ہے اور اپنی مثل

اندادا یحبونهم کحب الله و عشقهم
هؤلاء من الذین یتخذون من دون الله
واهمل امر الله ولا ریب في ان
ومصالحه صرف زمانه كله فيها
وان استغرق الزمان حوائج معشوقه
صرف بالاوقات الفاضلة في طاعة ربه
وكان عنده قليل من الايمان

جميع المحرمات الاربع من الفواحش الظاهرة
والباطنة والاثم والبغي بغير الحق و
الشرك بالله ما لم ينزل به سلطانا والقول
على الله ما لا تعلمون
فهذا العشق من الشرك الاكبر والاصغر

بین ذکر و انثی فان فیہ
من التشاکل والمناسبۃ
بین العاشق وبینہ ما لیس
مثل ما بینہ وبین جنس
آخر من الخلق فان
فصل والفتنۃ بعشق

آدمی کی محبت خواہ مرد ہو یا عورت اسلئے زیادہ ہوتی ہے کہ آدمی مین اور عشق
مین مشتکل ہونا اتنا ہی جتنا اوسمین اور دوسری کسی جنس مین مخلوقات سے نہین
فصل اور صورتون کے عشق مین مبتلا ہونا اسباب کی خلاف ہی کہ آدمی کا تمام
دین خدا تعالیٰ کے لئی ہو بلکہ جسقدر اوسکو عشق مین مبتلا ہونا حاصل ہوگا اوسیقدر
اوسکا دین اللہ کی لئی ہونیسے ناقص ہو جائیگا اور بعض اوقات یہ فتنہ عاشق کو اِس
امر سے باہر کر دیگا کہ اوسکی پاس کچھ دین اللہ کا باقی رہی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ اور بندہ اِس دنیا مین اپنی
اور لڑتے رہو اونسی جب تک نہ رہے فساد اور ہو جاوی حکم سب اللہ کا
شہوات اور نفس امارہ اور شیطان بہکانیوالی اور جس چیز مین اوسکا صبر عاجز ہی
اوسکی دیکھنی اور مشاہدہ کرنی مین مبتلا ہوا ہی اور اسکی ساتھہ ہی ایمان و یقین کا ضعیف
ہونا اور دل کا کمزور ہونا اور صبر کی تلخی اور سر دست چیز کی حلاوت کا چکھنا اور
دنیاوی زندگی کی تازگی کیطرف نفس کا خواہش کرنا اور بدلہ اعمال کا دوسرے
عالم مین مہلت سے ملنا نہ اِس عالم مین جسمین پیدا ہوا اور نشو و نما پائی جمع ہوا ہے اور اسکو حکم
ہی کہ اپنی خواہش ہو دوا و محسوس کو چھوڑے بدون اسکی کہ اُسنے اُسپر ایمان کی طلب ہو **قطعہ**

قسم ہی بندہ کو دیتا نہ گر خدا توفیق	سعادت ابدی کے لئی براہ کرم
تو دل مین اوسکی ایمان ایکدن رہتا	یہہ روگ دلکو نہایت ہین بندہ پر اعظم

الشخص لا لله فان ذلك ان يكون دينه لله اجمع
كان لله تابع نقص من كون دينه لله وربما اخرجه
الفصل العشق وفتنة العشق ... قال تعالى
من ان يبقى معه شيء من الدين لله ...
فانا تلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله
والعبد مبتلى في هذه الدار بشهواته
والشيطان المغوي وما يراه ويشاهده مما يعجز صبره
ويتفق مع ذلك ضعف الايمان واليقين
وضعف القلب ومرارة الصبر وذوق حلاوة
العاجل وميل النفس الى زهرة الحيوة
الدنيا وكون العوض مؤجلا في دار اخرى
غير هذه الدار التي خلق فيها
وفيها نشأ فهو مكلف بان يترك شهوته
الحاضرة المشاهدة لغير طامعة الايمان به
قطعة فوالله لولا الله ما سعدنا
عنده بتوفيقه والله بالعبد
ارحم بما ثبت الايمان في قلبه
على هذه العبادات فالامر عظيم

ولا طاعة النفس فی ترک شهوة
مخافة نار جمعها بضرام
ولا خاف یوما من مقام امامه
علیه بحکم القسط اذ لیس بظالم

نہ نفس ہوتا مطیع اسکا ترک شہوت مین	بخوف آتش دوزخ جو دہکے ہے ہیم
نہ خوف کرتا کھڑا ہوسیی وہان اک روز	جہان کہ عدل کریگا خدا نہ جور و ستم

فصل اور فتنہ دو قسم ہی ایک شبہونکا دوسرا شہوتونکا۔ شبہونکا فتنہ عقل کی ضعیف ہونے اور علم کے کم ہونیسے ہوتا ہی خصوص جسوقت کہ اسکی ساتہہ قصد کی خرابی اور خواہش نفس کا حاصل ہونا ملا ہو اللہ تعالی فرماتا ہی اِنْ يَتَّبِعُونَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ (نہین پیروی کرتے مگر اٹکل پر چلتے ہین اور جو جی چاہتا ہی ۱۲) اور اس فتنہ کا انجام کفر اور نفاق پر ہوتا ہی اور یہہ فتنہ منافقون اور بدعت والونکا اُنکے مراتب کی موافق بدعت کرنیمین ہی اور اس فتنہ سی نجات کیصورت بجز اسکی نہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی خالص کیجاوی اور دین کے چھوٹے بڑے کام مین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو حکم کیا جاوی اسلئی کہ ہدایت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولون اور فعلون مین دائر ہے اور جو کچہ آپ کے قول اور فعل سے خارج ہی وہ گمراہی ہے اور شہوات کے فتنہ کا حال یہہ ہی کہ وہ صبر سی ایسا دفع ہوتا ہی جیسا شبہات کا فتنہ یقین سی دور ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ (اور آپسمین تاکید کیا سچے دین کی ۱۲) اشارہ ہی اُس چیز کیطرف جس سی شبہات کا فتنہ دفع کیا جاتا ہی اور اوس کا ارشاد وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (اور آپسمین تاکید کی ٹہہرے رہنے کی ۱۲) اشارہ اُس چیز کی طرف ہے جس سے شہوات کا فتنہ دور کیا جاتا ہی

فصل والفتنة نوعان فتنة الشبهات وفتنة الشهوات ففتنة الشبهات من ضعف البصيرة وقلة العلم ولا سيما اذا اقترن بذلك فساد القصد وحصول الهوی قال تعالی ان یتبعون الا الظن وما تهوی الانفس وهذه الفتنة مآلها الی الکفر والنفاق وهی فتنة المنافقين وفتنة اهل البدع علی حسب مراتب بدعهم ولا ینجی من هذه الفتنة الا تجرید اتباع الرسول وتحکیمه فی دق الدین وجله وظاهره وباطنه فالهدی دائر علی اقواله وافعاله وکل ما خرج عنها فهو ضلال واما فتنة الشهوات فتدفع بالصبر کما ان فتنة الشبهات تدفع بالیقین فقوله تعالی وتواصوا بالحق اشارة الی ما یدفع به الشبهات وقوله وتواصوا بالصبر اشارة الی ما یدفع به فتنة الشهوات

محبت کا بیان

فصل اذا اسلم العبد من فتنة الشبهات و الشهوات حصل له اعظم غايتين مطلوبين بهما سعادته وفلاحه وكماله وهما الهدى والرحمة قال تعالى فوجدا عبدا من عبادنا آتيناه رحمة من عندنا وعلمناه من لدنا علما فجمع له بين الرحمة والعلم وذلك نظير قول اصحاب الكهف ربنا آتنا من لدنك رحمة وهيئ لنا من امرنا رشدا فان الرشد هو العلم بما ينفع والعمل به والرشد والهدى اذا افرد كل منهما تضمن الآخر واذا قرن احدهما بالآخر فالهدى هو العلم بالحق والرشد هو العمل به وضدهما الغي واتباع الهوى وقد يقابل الرشد بالضر والشر قال تعالى قل اني لا املك لكم ضرا ولا رشدا وقال مؤمنوا الجن وانا لا ندري اشر اريد بمن في الارض ام اراد بهم ربهم رشدا والقرآن هو الهدى والرحمة والشفاء والموعظة قال تعالى يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمؤمنين والله سبحانه هدى خلقه وللكن المحل القابل للهدى

۱۲ محب سبحان

فصل جب بندہ شبہون اور شہوتونکی فتنہ سی بچ جاتا ہی تو اوسکو دو بڑی مرتبے جن سے اوسکی سعادت اور بہتری اور کمال مطلوب ہوتا ہی حاصل ہوتے ہین یعنی ہدایت اور رحمت اللہ تعالی فرماتا ہی فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ رَحْمَةً مِّنْ
پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندونمین کہ جسکو دی تھی ہمنے اپنی
عِندِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا اُس بندہ کیواسطی رحمت اور علم کو اکٹھا فرمایا
اپنی پاس سے اور سکہایا تہا اپنی پاس سے ایک علم ۱۲
اور یہہ مثل اصحاب کہف کی قول کے ہی کہ یہہ دعا مانگی تھی رَبَّنَا آتِنَا مِن لَّدُنكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا
ای رب ہمکو اپنی پاس سے مہر اور بنا
مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا اسلئی کہ رشد کے معنی مفید امر کو جاننا اور اوسکی بموجب عمل کرنا ہی
ہمارے کام کا بناو ۱۲
اور رشد و ہدایت کو اگر جدا جدا بولین تو ایک متضمن دوسرے کی ہوتی ہی اور جب یک کو دوسریکے ساتھہ ذکر کرتے ہین تو اوس صورتمین ہدایت کی معنی حق بات کے جاننے کے ہوتے ہین اور رشد کے معنی اوسکے بموجب عمل کرنیکے ہوتے ہین اور ان دونوکی ضد غی اور خواہش نفس کی پیروی ہے اور رشد کبھی مقابل ضرر اور شر کی بھی پڑتی ہی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا اور ایماندار جنون کا قول نقل فرمایا وَأَنَّا لَا نَدْرِي
تو کہہ میرے ہاتہہ نہین تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا ۱۲ اور یہہ کہ ہم نہین
أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَن فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا اور قران مجید ہدایت اور رحمت
کچھہ برا ارادہ ٹہرا ہی زمین کی رہنی والون پر یا چاہا اونکی حق مین اونکی رب نی اونکو راہ پر لانا ۱۲
اور شفا اور نصیحت ہی اللہ تعالی فرماتا ہے يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُم مَّوْعِظَةٌ
ای لوگو تمکو آئی ہی نصیحت
مِّن رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ اور اللہ تعالی
تمہاری رب سے اور چنگا کرنا جیون کے روگ اور راہ سوجھانی اور مہربانی یقین والونکو ۱۲
اپنی خلق کو ہدایت فرماتا ہے مگر جو جگہہ کہ ہدایت کو قبول کرتی ہی

وہ اُس بندہ متقی کا دل ہی جو اپنی رب کیطرف راجع ہوا اور اُس سی ڈرتا ہوا اور
اوسکی رضا کا طالب اور اُسکی ناخوشی سی گریزان ہو پس جب ایسی شخص کو اللہ تعالی
ہدایت کرتا ہی تو قران کا اثر قبول کرنیوالی جگہہ مین پونہچتا ہی اور تاثیر کرتا ہی ایسی
حق مین قران ہدایت اور شفا اور نصیحت ہو جاتا ہی ہدایت کی آنے اور تاثیر کرنے اور
محل کے قبول کرنیکے باعث اور اگر محل قابل نہین ہوتا اور اوسکی طرف ہدایت
جاتی ہے تو اسمین اثر نہین کرتی جیسے غذا ایسی جگہہ مین پونہچی جو غذا لینی کے
قابل نہو تو وہ اوسمین کچھہ تاثیر نہین کرتی بلکہ اسصورتمین سوا ضعف اور خرابی پر خرابی
کے اور کچھہ نہین بڑہاتی اللہ تعالی فرماتا ہی فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّھُمْ
سو جو لوگ یقین رکھتے ہین انکو بڑہایا اس سورت نے ایمان اور وہ
یَسْتَبْشِرُوْنَ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْھُمْ رِجْسًا اِلٰی رِجْسِھِمْ اور فرمایا
خوشوقتی کرتے ہین اور جنکے دلمین روگ ہی سو انکو بڑہائی گندگی پر گندگی
وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ھُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا ۔ اور
اور ہم اوتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ چنگے ہوں اور مہر ایمان والونکو اور گنہگاروں کو یہی بڑہتا ہی نقصان
ایمانداروں کے حق مین رحمت دو ہین ایک سردست اور دوسری بہلت رحمت
سردست تو وہ ہی جو اللہ تعالی ایمانوالونکو دنیا مین دیتا ہی یعنی خیرات اور سلوک
کی محبت اور ذائقہ ایمان کا مزہ اور اُسکی حلاوت پانی اور اس بات سی خوش ہونا
کہ خدا تعالی نے ہمکو ہدایت کیا وہ امر جس سی اور لوگ بہاگ گئی اور وہ حق جسمین
اوسکی حکم سی اختلاف ہو گیا اور دوسری رحمت جو دیر کر ملیگی وہ وہ ہی کہ اُنکی لئی

هو قلب العبد المتقي المنيب الى ربه الخائف منه الذي يبتغي رضاه ويهرب من سخطه فاذا هداه الله وصل اثره الى محل قابل فاثر فيه فصار هدى له وشفاء ورحمة وموعظة بالوجود الفاعل والقبول ... المحل قابلا او صار كالغذاء اذا لم يكن فيه كما يتصل الغذاء الى محل غير قابل للاغتذاء فانه لا يزيده الا ضعفا وفسادا الى فساده قال تعالى فاما الذين آمنوا فزادتهم ايمانا وهم يستبشرون واما الذين في قلوبهم مرض فزادتهم رجسا الى رجسهم وقال وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا والرحمة في حق المؤمنين عاجلة وآجلة فاما العاجلة فما يعطيهم الله في الدنيا من محبة الخير والبر وذوق طعم الايمان ووجدان حلاوته والفرح والسرور بان هداهم الله لما اختلف عنه غيرهم ولما اختلف فيه من الحق باذنه واما الآجلة فما اعد لهم

بیان ۱۱

فی دار النعیم ومنها انه
وهی ان الانسان قد یصیب کثیرا من
اهل الایمان فی الدنیا من
المصائب وما ینال کثیرا من
من الفجار فی الدنیا من
الریاسة والمال ونحو ذلک فیعتقد ان النعیم فی الدنیا لا یکون الا للکفار
فیعتقد ان المؤمنین حظهم من النعیم فی الدنیا
الفجار وقد یعتقد ان العزة والنصر قد تستقر فی الدنیا
للکفار والمنافقین علی المؤمنین فاذا سمع
القرآن مثل قوله تعالی ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین
وقوله ان جندنا لهم الغالبون وقوله کتب الله
لاغلبن انا ورسلی وقوله تعالی والعاقبة للمتقین
وهو ممن یصدق بالقرآن حمل ذلک علی
انه حصول ذلک فی الدار الآخرة فقط وقال اما فی الدنیا فانا نری
الکفار والمنافقین یغلبون فیها ویظهرون ویکون لهم
النصر والظفر والقرآن لا یرد بخلاف الحس
ویعتمد علی هذا الظن اذا ادیل علیه
عدو من جنس الکفار والمنافقین
او الفجرة الظالمین وهو عنده من
اهل الایمان والتقوی فیری
ان صاحب الباطل قد علا علی صاحب الحق
فاذا ذکر بما وعد الله

آخرت مین نعمتین تیار کی ہین اور اِس مقام مین ایک نکتہ ہی وہ یہہ ہی کہ جو مصیبتین اکثر
ایماندارونکو دنیا مین ہوتی ہین اور ریاست اور مال وغیرہ جو اکثر بدکارونکو دنیا مین
ملجاتا ہی تو آدمی اُنکو کبھی سنکر اور دیکھکر یہہ اعتقاد کرتا ہی کہ نعمت دنیا مین بجز کافرون اور
بدکارونکے اور کسیکو نہین ہوتی ایماندارونکا حصہ نعمت سی دنیا مین کم ہی اور اِسطرح
کبھی یہہ اعتقاد کرلیتا ہی کہ عزت اور فتح دنیا مین کافرون اور منافقونکو ایماندارون پر
ہوا کرتی ہے تو جب اِسطرحکا شخص قران مجید مین یہہ ارشاد خداوند جلشانہ کا سنتا ہے
وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور یہہ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَہُمُ الْغَالِبُوْنَ اور یہہ کَتَبَ اللّٰہُ
(اور واسطے اللہ کے عزت ہی اور واسطے رسول اسکے اور ایمان والونکے — اور ہمارا لشکر جو ہی البتہ وہی زبردست ہی — لکھ چکا اللہ)
لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اور یہہ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ اور دوسری اِسطرحکی آیتین سنتا ہی
(کہ مین زبردست ہونگا اور پیغمبر میرے — اور آخر بھلا ہی ڈر والونکا)
اور اُن لوگونمین سی ہوتا ہی جو قران کو سچ جانتے ہین تو ان باتونکو یون تصور
کرتا ہی کہ انکا ہونا صرف آخرت مین ہوگا اور کہتا ہی کہ دنیا مین تو ہم کافرون اور
منافقون ہی کو غالب ہوتے اور دبا دیتے دیکھتے ہین اُنہین کی جیت اور فتح ہوتی ہی
اور قران مجید مین خلاف تجربہ نہین ہونیکا اور اس گمان پر اور بھی تکیہ کرتا ہی اُس
حالمین کہ کوئی دشمن کافرون اور منافقونکی جنس یا بدکار ظالمون کے گروہ کا اُس پر
غالب ہوجاوے اور وہ شخص اپنی عندیہ مین ایمان اور تقوی والونمین سی ہو تو بھی
سمجھیگا کہ باطل والا حق والے پر غالب ہوگیا اور اگر کوئی اُس سی خدا تعالی کی وعدہ

کا ذکر کر ہی کہ انجام اچھا متقیونکی لئی ہی تو کہتا ہی کہ یہ بات آخرت مین ہی الا دنیا مین تو حق والا مغلوب اور دبا ہوا رہتا ہی اور اگر اُس سی یہہ کہا جاوی کہ خدا تعالے اپنی دوستون اور اہل حق کو مغلوب کیسی رکھیگا تو اگر وہ شخص اُن لوگون مین سے ہوتا ہی جو خدا تعالی کے افعال کے لئی حکمتون اور مصلحتونکو علت نہین کہتی تو یہ جواب دیتا ہی کہ اللہ تعالی اپنی ملک مین جو چاہتا ہی سو کرتا ہی اور جو چاہتا ہی سو حکم دیتا ہی اُس سی اُسکی کام کی پوچھہ نہین اور لوگونسی باز پرس ہوگی اور اگر وہ اُن لوگون مین سے ہوتا ہی جو اللہ کے افعال کی کوئی علت ٹھہراتے ہین تو یہہ کہتا ہی کہ اپنی دوستون سی خدا یہہ باتین اسلئی کرتا ہی کہ اونکو اُنپر صبر کرنیسے آخرت کا ثواب اور بلند درجی اور پورا اجر عنایت فرماوی۔ اور ہمنی سُنا بھی ہی اور دیکھا بھی کہ اکثر اس قسم کی لوگ خدا کو ظالم بھی کہتی ہین اور اُسپر ایسی چیز کی تہمت لگاتے ہین جو دشمن ہی سی سرزد ہوا کرتی ہی چنانچہ جہم اپنی ساتھیون کے ساتھہ نکلتا اور انکو جذام والون اور بیمارونپر کہڑا کرتا اور رحمت کے انکار کے لئی کہتا کہ دیکھو ارحم الراحمین ایسی کام کرتا ہی اور یہہ شخص خدا تعالی کی حکمت کا بھی منکر تہا اسلئی جہم اور اوسکی پیروونکی عندیہ مین خدا تعالی نہ رحیم ہی نہ حکیم اور انکی بعض پرکہون نی بکا ہی کہ خلق کے حق مین خالق کے سوا کوئی چیز زیادہ ضرر رسان نہین اور اُنہین سی کوئی شخص شاشین یہہ کہا کرتا

ن حسن العاقبة للمتقين قال هذا في الاخرة واما في الدنيا فصاحب الحق مغلوب واذا قيل له كيف يغلب الله تعالى هذا اولياءه واهل الحق فان كان ممن لا يعلل افعال الله تعالى بالحكم والمصالح قال يفعل الله في ملكه ما يشاء ويحكم ما يريد لا يسئل عما يفعل وهم يسئلون وان كان ممن يعلل الافعال قال فعل هذا ليعوضهم بالصبر عليه ثواب الاخرة وعلو الدرجات وتوفية الاجر

تہاسے جس حال مین کہ دوست سے اسکا ہو یہ سلوک ✦ کر تو قیاس اس سی کہ دشمن سی کیا کرے✦

اور مجہسی بہت لوگون نے ذکر کیا کہ جب مین خداتعہ کے روبرو توبہ کرتا ہون اور اسکی طرف رجوع کر کے نیک کام کرتا ہون تو میری روزی تنگ اور زندگی تلخ ہو جاتی ہی اور جب گناہ کرتا ہون اور اپنی نفس کو اوسکی خواہش کی چیز دیتا ہون تو میری پاس روزی بفراغت آتی ہی پس مین نے انمین سی ایک کو کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ خداتعالی تیرا سچ اور صبر دیکہتا ہے کہ آیا تو اپنی توجہ کر نیمین اسکی طرف سچا ہی اور اوسکی مصیبت پر انجام نیک حاصل کریگا یا تو جہوٹا ہی اور الٹی پانو پہر جاویگا اور یہہ جہوٹے گمان دو مقدمون پر مبنی ہین اول آدمی کا اپنی ساتہہ اور اپنی دینداری کی ساتہہ گمان نیک رکہنا اور معتقد ہونا اسطرح کہ جو چیز مجہپر واجب ہی اسکو بجالاتا ہون اور جس سے مجکو منع کیا گیا ہی اوسکا تارک ہون اور اپنی طرفثانی اور دشمن مین اسکی خلاف اعتقاد رکہنا کہ وہ حکم کی ہوئی چیز کا تارک اور ممنوع چیز کا مرتکب ہی دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ اوسکو اعتقاد ہو جاتا ہی کہ خداتعہ بعض اوقات سچے دین والیکی مدد نہین کرتا اور دنیا مین کسیطرح سے اسکا انجام اچہا نہین کرتا بلکہ ایسا شخص عمر بہر مظلوم اور مغلوب بسر کرتا ہی باوجودیکہ جس چیز کا حکم اسکو ہوا ہی ظاہر و باطن مین اوسکو بجالاتا ہی اسصورت مین وہ شخص اپنی عندیہ مین اسلام کے طریقون اور ایمان کی حقیقت پر قائم ہو کر ظلم اور بدکاری اور زیادتی والون کے پنجہ مین مغلوب رہتا ہی

ع وإذا كان هذا أفعاله في
محبيه فماذا تراه في أعاديه
بصنيعه وقال لي غير واحد
إذا تبت إليه وأنبت و
عملت صالحا ضيق علي رزقي
ونكد معيشتي وإذا ارتكبت
معصية وأعطيت نفسي مرادها
جاءني الرزق فقلت لبعضهم لم ذلك فقال
وصبرك وهل أنت صادق في إقبالك عليه
فتصابر على بلائه فتكون لك العاقبة أم
أنت كاذب فترجع على عقبك وهذه الظنون
الكاذبة مبنية على مقدمتين إحداهما
حسن ظن العبد بنفسه وتزكيته واعتقاده
وأنه قائم بما يجب عليه تارك لما نهي عنه و
اعتقاده في خصمه وعدوه خلاف ذلك و
أنه تارك للمأمور مرتكب للمحظور
والثانية اعتقاده أن الله سبحانه قد لا يؤيد صاحب
الدين الحق وقد لا يجعل له العاقبة
في الدنيا بوجه من الوجوه بل
يعيش عمره مظلوما مقهورا مع
قيامه بما أمر به ظاهرا وباطنا
فهو عند نفسه قائم بشرائع الإسلام
وحقائق الإيمان وهو تحت قهر
أهل الظلم والفجور والعدوان

قال لا اله الا الله كرفتند بعضها
الاقتداء من عابد جاهل ومتدين
لا بصيرة له ومنتسب الى
العلم لا معرفة له بحقائق
الدين فانه من المعلوم ان
العبد وان امن بالاخرة فاضطر
في الدنيا فالابد منه من جلب
النفع ودفع الضرر يعتقد انه واجب او مستحب
او مباح فاذا اعتقد ان الدين الحق واتباع
الهدى والاستقامة على التوحيد ومتابعة
السنة ينافي ذلك وانه يعادي جميع اهل الارض
ويتعرض لما لا يقدر عليه من البلاء وفوات

اتقسہ اکبراس دہوکے سی بہت سے نادان عابد اور بے بصیرت دیندار اور ایسی
عالم جنکو دین کے حقائق کا وقوف نہین خراب ہوگئی کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ آدمی اگرچہ
آخرت پر ایمان لایا ہو مگر دنیا مین ضروری چیز کی جستجو کرتا ہی ہے یعنی نفع کی حاصل
کرنے اور ضرر کے دور کرنیکی اور اعتقاد رکہتا ہے کہ اسکی طلب واجب ہی یا مستحب
ہے یا مباح ہی تو اگر یہہ شخص اعتقاد کرلے کہ دین حق اور پیروی ہدایت کی اور
توحید پر جمار ہنا اور سنت کا اتباع اسکی خلاف ہی اور تمام زمین والونکا دشمن
بنجاوٖنگا اور ایسی باتون پر پیش ہوگا جنپر میرا بس نہین یعنی مصیبت اور محروم رہنا
حظوظ اور فوائد دنیاوی سی تو اس سی یہہ لازم آویگا کہ وہ شخص اپنی دین کے پورا
ہونیکی رغبت سی روگردان ہوا اور اللہ تعالیٰ اور اوسکی لئی خاص ہونے سی مُنہ پہیرے
پہر پہلے اور مقرب لوگون کے حال سی اعراض کرے بلکہ بعض اوقات میانہ رو لوگون
اصحاب یمین کے حال سی روگردانی کرے بلکہ ہوسکتا ہی کہ ظالمون مین بلکہ منافقین
داخل ہوجاوے اور اگر یہہ بات اصل دین مین نہوگی تو اوسکے اکثر فروع مین اور اعمال
مین ہوگی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعمال سی اُن فتنون سے
آگے بڑہجاوٗ جو مثل اندہیری رات کے ٹکڑون کے ہین کہ آدمی صبح کو ایماندار ہوتا ہے
اور شام کو کافر ہوجاتا ہی اپنی دین کو متاع دنیا کے عوض بیچ دیتا ہی اور یہہ اسلئے

حظوظه ومنافعه العاجلة لزم من ذلك
اعراضه عن الرغبة في كمال الشريعة وتجرده لله
ويعرض عن حال السابقين المقربين
وليشتغل ويعرض عن حال المقتصدين من اصحاب
اليمين بل قد يدخل مع الظالمين بل مع المنافقين
وان لم يكن كان في كثير من هذا في اصل
الدين كان في كثير من

فروعه واعماله كما قال
النبي صلى الله عليه وآله وسلم
بادروا بالاعمال فتنا كقطع
الليل المظلم يصبح الرجل مؤمنا و
يمسي كافرا ويبيع دينه بعرض من الدنيا

کہ جب اسباب کا اعتقاد کریگا کہ دین اسوقت جبہی ملیگا جب دنیا خراب ہوگی
یعنی ایسا ضرر ہوگا جو مجہہ سی برداشت نہوا اور ایسا فائدہ جاتا رہیگا جسکی ابتدا
نہین تو وہ اس ضرر کی برداشت کرنے اور اُس فائدہ کے کہونے پر جرأت نکریگا
سبحان اللہ اس فتنہ نے اکثر خلق بلکہ تمام خلق کو حقیقت دین قائم رہنی سی کتنا
روکا ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ جن دو مقدمون پر اس فتنہ کی بنا قائم ہی اُن دونو
کی اصل خدا تعالی کے امر اور دین اور وعدہ اور وعید اور حقیقت اوس نعمت کو
نجاننا ہی جو نفوس کی نہایت درجہ کی مطلوب اور اُنکا کمال ہی اور اُسی سی اُنکی
خوشی اور لذت پائی ہے پس آدمی حقیقت دین پر قائم رہنی اور حقیقت نعمت
کی جستجو سی تو منہہ پہیر لیتا ہی اور اپنی امر دین کی ناواقفیت کے باعث اعتقاد
کر لیتا ہی کہ مین دین پر قائم ہون اور ظاہر و باطن سی وہی کام کرتا ہون جسکا مجکو
حکم ہی اور ممنوع بات کا ظاہر و باطن مین تارک ہون اور اسکی وجہ یہی ہوتی ہی
کہ وہ شخص دین حق سی اور اُس حق سی جو خدا تعالی کا اُسپر ہے اور جو کچہہ اوس سے
مقصود ہی اُسی سی جاہل ہوتا ہی اور جب یہہ اعتقاد کریگا کہ حق والے کو اللہ
تعالی دنیا و آخرت مین فتح نہین دیتا بلکہ انجام کار دنیا مین کبہی کافر اور
منافقو نکی لئی ہوتا ہی تو یہہ امر بہی خدا تعالی کے وعدہ اور وعید سی جاہل ہونیکے

وذلك انه اذا اعتقد ان الدين لا يحصل الا بما يحصل له في نفسه او دنياه من ضرر لا يحتمله او منفعة لا بد له منها وفوات لم يقدم على احتمال هذا الضرر ولا تفويت تلك المنفعة فسبحان الله كم صدت هذه الفتنة اكثر الخلق بل كلهم الا ما شاء الله عن القيام بحقيقة الدين ولا شك ان هاتين المقدمتين اللتين بنيت عليهما هذه الفتنة اصلهما الجهل بامر الله ودينه ووعده ووعيده وبحقيقة النعيم الذي هو غاية مطلوب النفوس وكمالها وبه ابتهاجها والتذاذها فيعرض عن القيام بحقيقة الدين وعن طلب حقيقة النعيم ويعتقد بجهله بامر الدين انه قائم بالدين الحق فاعل للمامور ظاهرا وباطنا تارك للمحظور كذلك لاجل جهله بالدين الحق وبالحق الذي لله عليه وما هو المراد منه و اذا اعتقد ان صاحب الحق لا ينصره الله في الدنيا والاخرة بل تكون العاقبة في الدنيا للكفار والمنافقين فهذا من جهله بوعد الله ووعيده

باعث ہوتا ہی پہلی بات کا حال یہہ ہی کہ آدمی اکثر ایسے واجبونکو چھوڑ دیتا ہی
کہ اونکو اور اونکی واجب ہونیکو بھی نہین جانتا اِسصورتمین تو علم ہی مین کم
ہوتا ہی اور اکثر اونکو جانتی اور اونکی واجب ہونے کی واقفیت کی بعد چھوڑتا ہی
یا تو سستی اور ماندگی کے باعث یا کسی جھوٹی تاویل یا تقلید کے سبب یا اس
گمانپر کہ مین تو اُس سی بھی زیادہ واجب تر امر مین مشغول ہون یا اور کسی جہت
سے مثلا دلونکی واجب باتین بدنکی واجبات کی نسبت کہ بہت سخت ہین اور تاکید
بھی اُنمین بدنی واجبات سی زیادہ ہی مگر وہ اکثر لوگونکے نزدیک گویا دین کے
واجبات مین سی نہین بلکہ وہ فضائل اور مستحب چیزونمین سی ہین اسلیئی اُن لوگونکو
دیکھوگے کہ بدنکے کسی واجب کے ترک کرنے سی تو دق ہوتے ہین حالانکہ دلکے
واجبات سی ایسی واجب کو چھوڑی ہوئی ہین جو زیادہ تر مہم تہا اور ادنی حرام
فعل کرنے سی تنگ ہوتے ہین حالانکہ دلونکی محرمات مین جو حرمت مین سخت تر
ہوتا ہی اوسکے مرتکب ہوتے ہین بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک شخص اُس بات کی
چھوڑنیسے جو اللہ تعالی نے اوسپر واجب کی ہی خدا تعالی کی عبادت مین دم
بھرتا ہی مثلا اچھی بات کے حکم کرنے اور بری بات کی منع کرنے سی باوجود
قدرت علٰحدہ اور جدا ہو جاتا ہی اور جانتا ہی کہ مین اس فعل سی خدا تعالی کا

بذلك البغض ... مجتهد على ترك ما لا يعنيه فهذا من أبغض الخلق إلى الله مع ظنه أنه قائم بحق الإيمان وشرائع الإسلام بل كثيراً ما يتعبد الله بما حرم الله عليه ويعتقده طاعة وهو في ذلك أبغض من يعتقد ذلك معصية كالذين يتعبدون بسماع الشعر يعتقدون أنهم من أولياء الله وأنهم في الحقيقة

تقرب کرتا ہون اور اللہ تعالی کے ساتھ جمعیت خاطر رکھتا ہون اور امر
بیفائدہ کا تارک ہون تو یہ شخص خدا تعالی کے نزدیک سب سے زیادہ دشمن
ہے باوجودیکہ وہ یہی گمان رکھتا ہی کہ مین ایمان کی حقیقت اور اسلام کے
طریقون پر قائم ہون بلکہ اکثر اوس فعل کو جو اوسپر حرام ہوتا ہی عبادت سمجھتا ہے
اور اعتقاد کرتا ہی کہ یہ فعل طاعت ہی اور ایسا شخص اسباب مین اوس شخص
کی نسبت کہ برا ہی جو اوس فعل کا مرتکب ہوا اور اعتقاد رکھے کہ وہ کام معصیت
ہے جیسے شعرون کے راگ سننے والے کہ راگ سنکے اللہ تعالی کا تقرب
کرتے ہین اور گمان کرتے ہین کہ ہم خدا تعالے کے دوست ہین حالانکہ
حقیقت مین وہ لوگ شیطان کے دوست ہین- اور بسا اوقات ایسا ہی
اتفاق ہوتا ہی کہ آدمی اپنے آپکو ظلم رسیدہ اور ہر طرح سے حق پر سمجھتا ہی
اور واقع مین ایسا نہین ہوتا بلکہ اوسکے ساتھ ایک طرحکا تو حق ہوتا ہی
اور ایک طرحکا باطل اور ظلم اور اوسکی طرفثانی کے پاس ایک طرحکا حق
اور عدل ہوتا ہی مگر چونکہ دوستی کسی چیز کی آدمیکو اندھا اور بہرا کر دیتی ہی
اور آدمیکی سرشت مین ہی کہ اپنے آپکو محبوب جانتا ہے اور اپنے مقابل کو
دشمن اصلی وہ بجز اپنے نفس کی خوبیون کے اور کچھہ نہین دیکھتا

من أولياء الرحمن وهم في الحقيقة من أولياء الشيطان وكثيراً ما يعتقد أنه هو المظلوم المحق من كل وجه ولا يكون الأمر كذلك بل يكون معه نوع من الحق ونوع من الباطل والظلم ومع خصمه نوع من الحق والعدل وحبك للشيء يعمي ويصم والإنسان مجبول على حب نفسه فهو لا يرى إلا محاسنها

اور مقابل برائیون کے سوا اور کچھ نہین تاکتا بلکہ کبھی اپنی نفس کی محبت اس درجہ
کوزور پکڑتی ہی کہ اسکی برائیونکو خوبیان سمجھتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَن
(بھلا ایک شخص کہ)
زُیِّنَ لَہٗ سُوْءُ عَمَلِہٖ فَرَاٰہُ حَسَنًا ۔ اور اللہ تعالی نے جو کفالت اپنی دین اور جماعت
(جو بھلی سوجھائی اوسکی برائی پھر دیکھا اوسنے اوسکو بھلا ۱۲)
اور دوستون اور عزت اور غلبہ کی کی ہی تو ایسی ایمانداروں کے لئی فرمائی ہے
جسکو لیکر اوسنے اپنی رسولونکو بھیجا ہی اور اسپر اپنی کتابون کو اتارا ایمان کیوجہ
سی غلبہ کو خود فرماتا ہی وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۔ اسصورت مین اگر
(اور تم ہی غالب رہوگے اگر تم ایمان رکھتے ہو ۱۲)
کسی بندہ پر مصیبت اوسکی جان یا مال مین یا دشمن کے اوسپر غالب ہونیسے
پہونچی تو وہ اوسکی گناہونکی باعث ہی یا واجب کے چھوڑنیسے یا حرام کام کرنیسے
اور اس تقریر سے وہ اعتراض کہ اکثر لوگ اللہ تعالی کے اس قول پر کرتے ہین
وَلَنْ یَّجْعَلَ اللّٰہُ لِلْکٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا جاتا رہتا ہے اور اکثر لوگ اس
(اور ہرگز نہ دیگا اللہ کافرون کو مسلمانون پر راہ ۱۲)
اعتراض کا جواب یون دیتے ہین کہ خدا تعالی کافرون کیواسطے ایمانداروں پر
آخرت مین کوئی سبیل نکریگا اور بعض لوگ یہہ جواب دیتے ہین کہ اللہ تعالے
کافرونکی لئی مومنو پر حجت مین کوئی سبیل نکریگا اور تحقیق یہی ہی کہ سبیل کا نہونا ایمان کامل والون
پر ہے اور جب ایمان مین ضعف ہوگا تو ایمانداروں کے دشمن کو اُن پر
نقصان ایمان کے موافق سبیل ہو جاویگی کیونکہ انہونے خود اپنے اوپر

ومبعض لخصمه فهو لا یری الا مساویه بل قد یشتد حبه لنفسه حتی یری مساویه محاسن قال تعالی افمن زین له سوء عمله فرآه حسنا والله سبحانه انما ضمن نصر دینه وحزبه واولیائه والعزة والعلو لاهل الایمان الذی بعث به رسله وانزل به کتبه قال تعالی وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین فاذا اصیب العبد بمصیبة فی نفسه او ماله او بادالة عدوه علیه فانما هی بذنوبه اما بترک واجب او فعل محرم وهو من نقص ایمانه وبهذا یزول

فصل

الاشکال الذی یورده کثیر من الناس علی قوله تعالی ولن یجعل الله للکافرین علی المؤمنین سبیلا ویجیب عنه کثیر منهم بانه لن یجعل لهم علیهم سبیلا فی الآخرة ویجیب آخرون بانه لن یجعل الله لهم علیهم سبیلا فی الحجة والتحقیق ان انتفاء السبیل عن اهل الایمان الکامل فاذا ضعف الایمان صار لعدوهم علیهم من السبیل بحسب ما نقص من ایمانهم فهم جعلوا لهم علیهم

دشمن کو راہ دی اسجہت سی کہ خدا تعالی کی طاعت کو چہوڑ دیا **فصل** اور دوسری
بات کا حال یہہ ہی کہ بہت سی لوگ یہہ گمان کرتے ہین کہ دین حق والے دنیا مین ہمیشہ
ذلیل اور مغلوب اور دبے ہوئی رہتی ہین بخلاف اُن لوگونکی جو اُن سے علیحدہ ہون ایسی
خیال آیسا شخص خدا تعالی کے وعدہ پر اعتماد نہین کرتا کہ وہ اپنے دین کی مدد کریگا بلکہ
اس وعدہ کو یا تو خاص ٹہہراتا ہی ایک گروہ سے نہ دوسری سی یا ایکوقت سی بدون
دوسری کے یا اس وعدہ کو مشیت کی متعلق ٹہہراتا ہی گو اوسکی تصریح نہین ہوئی اور یہہ
بات خدا تعالی کے وعدہ کے اوپر اعتماد نکرنے اور اوسکی کتاب کے نہ سمجہنی سی ہی
کیونکہ اللہ تعالی نے خود اپنی کتاب مین بیان فرما دیا کہ ہم ایماندارونکی مدد دنیا و
آخرت مین کرینگی چنانچہ ارشاد ہی اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولونکی اور ایمان والونکی دنیا کے جیتے اور
وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ اور فرمایا وَمَنْ يَتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ
جب کہڑے ہونگے گواہ ١٢ اور جو کوئی رفاقت پکڑے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور ایمان والونکی
اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُونَ اور فرمایا إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ أُولٰئِكَ فِي الْأَذَلِّينَ
تو اللہ کی جماعت وہی ہونگی غالب ١٢ جو لوگ مخالف ہو رہے ہین اللہ سے اور اوسکے رسول سے وہ لوگ ہین سب سے
كَتَبَ اللّٰهُ لَأَغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي اور یہہ قران مجید مین بہت ہی اور خدا تعالی نے اوسمین
اللہ لکہہ چکا کہ مین زبر ہونگا اور میرے رسول ١٢
بیان فرما دیا ہی کہ بندہ کو جو کچہہ مصیبت یا چہوٹے خواہ بڑی دشمن کا غلبہ وغیرہ
پہنچتا ہی تو بندہ کے گناہون کے باعث سی ہی غرضکہ اللہ پاک نے اپنی کتاب مین
دونو مقدمونکو بیان فرمایا پس اگر تم اُن دونو کو اکٹہا کرو تو تمکو حقیقت حال کی

السبيل بما ذكره من كلام
الله **فصل** واما المقام
الثاني فكثير من الناس يظن
ان اهل الدين الحق يكونون
في الدنيا اذلاء مقهورين
مغلوبين دائما بخلاف من
فارقهم فلا يثق بوعد الله بنصر
دينه بل اما ان يجعله خاصا بطائفة
دون طائفة او بزمان دون زمان وجعله
معلقا بالمشية وان لم يصرح بها وهذا من عدم
الوثوق بوعد الله وسوء الفهم في كتابه والله سبحانه
قد بين في كتابه انه ناصر المؤمنين في الدنيا والآخرة قال
تعالى انا لننصر رسلنا والذين آمنوا في
الحيوة الدنيا ويوم يقوم الاشهاد وقال
تعالى ومن يتول الله ورسوله والذين آمنوا
فان حزب الله هم الغالبون وقال تعالى ان
الذين يحادون الله ورسوله اولئك في الاذلين
كتب الله لاغلبن انا ورسلي وهذا
كثير في القرآن وقد بين سبحانه
فيه ان ما اصاب العبد من مصيبة
او اذالة عدو وغيره صغيرا او كبيرا
وغير ذلك فبذنوبه فبين
سبحانه في كتابه المقدمتين
فاذا جمعت بينهما تبين لك

واضح ہو جاویگی اور اعتراض بالکل جاتا رہیگا ان سرد تکلفات اور تاویلات دور
از کار کی حاجت نرہیگی دیکھو خدا تعالی نے پہلی بات کی تقریر کئی طرح پر فرمائی ایک کا
تو بیان اوپر گذر چکا دوسری طرح یہہ کہ اللہ تعالی نے اُس شخص کی مذمت کی جو
مدد اور فتح ایماندارونکے سوا دوسرونسے طلب کرے چنانچہ ارشاد ہے یَا أَیُّہَا الَّذِینَ
اے ایمان والو
آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْیَہُودَ وَالنَّصَارَی أَوْلِیَاءَ اس آیت تک فَتَرَی الَّذِینَ فِی قُلُوبِہِمْ
مت پکڑو یہود اور نصاری کو رفیق ... اب تو دیکھیگا جنکے دل مین
مَرَضٌ یُسَارِعُونَ فِیہِمْ یَقُولُونَ نَخْشَی أَنْ تُصِیبَنَا دَائِرَةٌ یہانتک کہ فرمایا وَمَنْ
آزار ہے دوڑ کر ملتے ہین انمین کہتے ہین کہ ہمکو ڈر ہے کہ آجاوے ہم پر گردش ... اور جو کوئی
یَتَوَلَّ اللَّہَ وَرَسُولَہُ وَالَّذِینَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّہِ ہُمُ الْغَالِبُونَ اسمین جو شخص مدد
رفاقت کرے اللہ کی اور اوسکے رسول کی اور ایمان والون کی تو اللہ کی جماعت وہی ہو گی غالب
کو اوسکی جماعت کے سوا دوسرونسے طلب کرے اوسپر انکار کیا اور خبردی کہ اوسکی
جماعت ہی غالب ہے اور اوسکی مانند ہے یہہ ارشاد اللہ تعالی کا بَشِّرِ الْمُنَافِقِینَ بِأَنَّ
خوشی سنا منافقون کو کہ انکو
لَہُمْ عَذَابًا أَلِیمًا الَّذِینَ یَتَّخِذُونَ الْکَافِرِینَ أَوْلِیَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِینَ أَیَبْتَغُونَ عِنْدَہُمُ
ہے دکھ کی مار وہ جو پکڑتے ہین کافرون کو رفیق مسلمان چھوڑ کر کیا ڈھونڈتے ہین
الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّہِ جَمِیعًا اور فرمایا یَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَی الْمَدِینَةِ لَیُخْرِجَنَّ
انکے پاس عزت سو عزت اللہ کی ہے ساری ... کہتے ہین البتہ اگر ہم پھر گئے مدینہ کو تو نکالدیگا
الْأَعَزُّ مِنْہَا الْأَذَلَّ وَلِلَّہِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِہِ وَلِلْمُؤْمِنِینَ وَلَکِنَّ الْمُنَافِقِینَ لَا یَعْلَمُونَ
جسکا زور ہے وہان سے بیچارے کمزور کو اور زور اللہ کا ہے اور اوسکے رسول کا اور ایمان والون کا لیکن منافق نہین سمجھتے
اور فرمایا مَنْ کَانَ یُرِیدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّہِ الْعِزَّةُ جَمِیعًا إِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالْعَمَلُ
جسکو چاہیے عزت تو اللہ کی ہے عزت ساری اوسکی طرف چڑھتا ہے کلام ستھرا اور کام نیک
الصَّالِحُ یَرْفَعُہُ اور اسکے سوا اور آیات ہین اور دوسری بات کی تقریر مین جنگ احد
اوسکو اوٹھا لیتا ہے
کے قصہ مین فرمایا أَوَلَمَّا أَصَابَتْکُمْ مُصِیبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ مِثْلَیْہَا قُلْتُمْ أَنَّی ہَذَا قُلْ ہُوَ مِنْ
کیا جسوقت تمکو پہنچی ایک تکلیف کہ تم پہونچا چکے ہو اوس سے دوبرا کہتے ہو یہہ کہانسے آئی تو کہہ

حقیقة الامر وزال الاشکال
بالکلیة واستغنیت عن
تلک التکلفات الباردة و
التاویلات البعیدة فقرر سبحانه
المقام الاول بوجوه من التقریر
منها ما تقدم ومنها انه ذم من
طلب النصرة والظفر من غیر المؤمنین
کقوله یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا الیهود والنصاری
اولیاء الی قوله فتری الذین فی قلوبهم مرض یسارعون
فیهم یقولون نخشی ان تصیبنا دائرة الی قوله ومن
یتول الله ورسوله والذین آمنوا فان حزب الله هم
الغالبون فانکر علی من طلب النصر من غیر حزبه واخبر
ان حزبه هم الغالبون ونظیر هذا قوله بشر المنافقین
بان لهم عذابا الیما الذین یتخذون الکافرین اولیاء من
دون المؤمنین ایبتغون عندهم العزة فان العزة لله
جمیعا وقال یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منها
الاذل ولله العزة ولرسوله وللمؤمنین ولکن المنافقین لا یعلمون
وقال من کان یرید العزة فلله العزة جمیعا الیه
یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعه و
غیر ذلک من الآیات وقرر
المقام الثانی فقال فی قصة احد
اولما اصابتکم مصیبة قد
اصبتم مثلیها قلتم انی هذا قل هو من

عند انفسکم وقال تعالی ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلهم الشیطان ببعض ما کسبوا وقال وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر وقال ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس لیذیقهم بعض الذی عملوا لعلهم یرجعون وقال واذا اذقنا الناس رحمة فرحوا بها وان تصبهم سیئة بما قدمت ایدیهم اذا هم یقنطون وقال او یوبقهن بما کسبوا ویعف عن کثیر وقال ما اصابک من حسنة فمن الله وما اصابک من سیئة فمن نفسک الی غیر ذلک

فصل فی تمام الکلام فی هذا المقام العظیم یتبین باصول جامعة الاول ان ما یصیب المؤمنین من الشرور والمحن والاذی دون ما یصیب الکفار والفجار والفساق والظلمة الاصل الثانی ان ما یصیب المؤمنین فی الله معرون بالرضا والاحتساب فان فاتهم الرضا فمعهم الصبر والاحتساب وذلک یخفف عنهم الاصل الثالث ان المؤمن اذا اوذی فی الله فانه محمول عنه

عِندِ اَنفُسِکُم اور فرمایا اِنَّ الَّذِینَ تَوَلَّوا مِنکُم یَومَ التَقَی الجَمعَانِ اِنَّمَا استَزَلَّهُمُ

یہ آفت تمکو اپنی طرف سے ہے جو لوگ تم میں ہٹ گئے جسدن بھڑین دو فوجین سو اُنکو ڈگا دیا

الشَّیطَانُ بِبَعضِ مَا کَسَبُوا اور فرمایا وَمَآ اَصَابَکُم مِّن مُّصِیبَةٍ فَبِمَا کَسَبَت اَیدِیکُم وَ

شیطان نے کچھ اونکے گناہ کی شامت سے اور جو پڑی تمپر کوئی سختی سو بدلا اوسکا جو کمایا تمہارے ہاتھون نے

یَعفُوا عَن کَثِیرٍ اور فرمایا ظَهَرَ الفَسَادُ فِی البَرِّ وَالبَحرِ بِمَا کَسَبَت اَیدِی النَّاسِ لِیُذِیقَهُم

اور معاف کرتا ہی بہت کھل پڑی ہی خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگون کے ہاتھ کی کمائی سی چاہیے

بَعضَ الَّذِی عَمِلُوا لَعَلَّهُم یَرجِعُونَ اور فرمایا وَاِذَآ اَذَقنَا النَّاسَ رَحمَةً

انکو مزہ انکے کام کا کہ شاید یہ پھر آوین اور جب چکھاتے ہین ہم لوگون کو کچھ مہر

فَرِحُوا بِهَا وَاِن تُصِبهُم سَیِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَت اَیدِیهِم اِذَا هُم یَقنَطُونَ اور فرمایا اَو یُوبِقهُنَّ

اوس پر پھولنے لگیں اور اگر آپڑے ان پر کچھ برائی اپنے ہاتھون کے بھیجے ابھی آس توڑ دیوین یا تباہ کر دے انکو

بِمَا کَسَبُوا وَیَعفُ عَن کَثِیرٍ اور فرمایا مَآ اَصَابَکَ مِن حَسَنَةٍ فَمِنَ اللهِ وَمَآ اَصَابَکَ مِن

لوگون کی کمائی سے اور معاف بھی کردے بہتون کو جو تجھکو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے اور جو تجھکو برائی

سَیِّئَةٍ فَمِن نَّفسِکَ اور اسکے سوا اور آیتین ہین

پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے

فصل

اور پورا کلام اس مقام عظیم میں چند اصلون کلی سے ظاہر ہوتا ہی پہلی اصل یہہ ہی کہ جو برائیان اور محنتین اور ایذائین ایماندارونکو پونہنچتی ہین اون سے کم ہین جو کافرونکو پونہنچتی ہین اور تجربہ اسکا شاہد ہی اسیطرح جو نیک لوگونکو اس دنیا مین پونہنچتی ہین وہ اُنسے کم ہین جو بدکارون اور فاسقون اور ظالمونکو پہنچتی ہین دوسری اصل یہہ ہی کہ اللہ تعالی کے باب مین جو کچھہ ایماندارونکو مصیبت پہنچتی ہے وہ رضا اور ثواب کی طلب کیساتھ جمع ہو جاتی ہی اور اگر رضا اُنسے جاتی رہتی ہی تو اُنکا اعتماد صبر اور طلب ثواب پر جب بہی ہوتا ہی اور یہہ امر اُس مصیبت کے بوجہہ کو ہلکا کر دیتا ہی تیسری اصل یہہ ہی کہ ایماندار کو اللہ تعالی کے باب مین جب ایذا ہوتی ہی تو اوسکی طاعت اور اخلاص

کے موافق اُس سی ابتلا کیجاتی ہی اور اسکی مدد کیجاتی ہی چوتھی اصل یہہ ہی کہ محبت
جسقدر دلمین جگہہ کرتی ہے اور مضبوط ہوتی ہی اوسیقدر عاشق کو معشوق کی رضا
مین ایذا شیرین معلوم ہوتی ہے اور عاشق اسبات سی فخر کیا کرتے ہین جیسا کسی نے
کہا ہی ع گو ظلم تو جو کرتا ہی مجکو ہی ناگوار + پر خوش ہون دلمین تیری مری یاد تو ہوئی
پانچوین اصل یہہ ہی کہ کافر اور بدکار کو جو عزت اور فتح اور جاہ ملتا ہی وہ اُس سے
کم ہے جو ایماندارونکو ملتا ہی بلکہ باطن کافرون اور بدکارون کی عزت کا ذلت اور
شکست ہی چنانچہ حسن بصری کا قول ہی کہ اگرچہ اُن لوگونکو خچرین لئی دوڑتی پہرین اور
اُنکی جوتیان کہٹاکہٹ بولین مگر گناہ کی ذلت اونکی دلونمین ہی خدا کو منظور نہین بجز
اسکی کہ اپنی نافرمان کو ذلیل کری چہٹی اصل یہہ ہے کہ ایماندار کا مبتلا ہونا اوسکی
دوا ہی جس سے اوسکی بیماریان نکالی جاتی ہین اور ثواب کے پورا ملنے اور مرتبہ کی
بلندی کے لئی تیار ہوجاتا ہی اور ظاہر ہی کہ ایماندارون کے حق مین اسکا ہونا نہونیکی
نسبت کر بہتر ہی اور یہی وجہہ ہی کہ سب لوگون سی زیادہ سخت مصیبت مین انبیا ہوئے
پہر وہ جو اُن سی قریب ترین پہر اُن سی قریب تر غرضکہ آدمی اپنی دین کی موافق
مبتلا ہوا کرتا ہی پس اگر اوسکی دین مین سختی ہوتی ہی تو اوسپر مصیبت سخت کیجاتی ہی
اور اگر اوسکی دین مین نرمی ہوتی تو مصیبت ہلکی کیجاتی ہے اور ایماندار ہمیشہ

بحسب طاعته واخلاصه ومعاونته عليه * الاصل الرابع ان المحبة كلما تمكنت في القلب ورسخت كان اذى المحب في رضى محبوبه مستحلى وانهم يفتخرون بذلك كما قال فانا فقد سررت لانى منك ببال * ان نالتني بمساءة * الاصل الخامس ان ما يصيب الكافر والفاجر من العز والنصر والجاه دون ما يحصل للمؤمنين بل باطن ذلك ذل وكسر قال الحسن انهم وان هملجت بهم البغال وطقطقت بهم النعال ان ذل المعصية في قلوبهم ابى الله الا ان يذل من عصاه * الاصل السادس ان ابتلاء المؤمن كالدواء له يستخرج منه الادواء ويهيئه لكمال الاجر وعلو المنزلة ومعلوم ان وجود هذا خير للمؤمن من عدمه ولهذا كان اشد الناس بلاء الانبياء ثم الاقرب فالاقرب يبتلى المرء على حسب دينه فان كان في دينه صلابة شدد عليه البلاء وان كان في دينه رقة خفف عنه ولا يزال البلاء

مصیبت مین رہتا ہی یہانتک کہ زمین پر ایسی طرح پہرے کہ کوئی اوسکے ذمہ گناہ نہو

ساتوین اصل یہہ ہی کہ ایماندار پر بعض اوقات مین اس دنیا کے اندر دشمن کا مسلط
اور غالب ہو جانا اوسکے لئی ایک امر لازم اور ضروری ہی اور وہ مثل سخت گرمی اور
سخت جاڑے اور بیماریون اور رنجون اور غمونکی ہی کہ یہہ چیزین بھی طبیعت اور
سرشت انسانی کے لئی اس دنیا مین لازم ہین حتی کہ لڑکون اور چوپایون تک کو ہوتی ہین
کہ مقتضای حکمت احکم الحاکمین کا یہی ہی پس اگر دنیا مین خیر علحدہ ہو جاوے شر سے تو یہہ
عالم ہی اور ہو جاوے اور پیدایش ہی یہہ نرہے اور جس حکمت کی لئی کہ خیر اور شر ملی جلی
ہوئی ہین وہی جاتی رہی بلکہ خیر کی جدائی شر سے اور اوسکا علحدہ رہنا اس سے
اور عالم مین ہوگا جو اس دنیا کے سوا ہی چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ
مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ أُولٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

آٹھوین اصل یہہ ہی کہ کبھی ایمانداروں کے مبتلا کرنے مین یعنی اُن پر دشمن کو غالب
کرنے اور اونکو مغلوب کرنے اور کافرون کے سامنی اُنکو شکستہ رکھنی مین بڑی
حکمت ہی جسکی تفصیل سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا نہین سے ایک یہہ کہ خدا تعالی
کے سامنی بندگی اور ذلت اور شکستگی اور احتیاج ظاہر کرین اور اُس سے اپنی دشمنون پر
غالب ہونیکی درخواست کرین اور اگر ہمیشہ فتحمند اور غالب ہتی تو اترا جاتے

اسواسطی کبہی اونکو غالب کیا اور کبہی مغلوب تاکہ جب مغلوب ہون تو اپنی رب کے سامنے تضرع اور رجوع کرین اور جب غالب ہون تو اوسکی دین اور نشانون کو قائم کرین اور اچھی بات کا حکم کرین اور بُری بات سی منع کرین اور ایک یہہ کہ اگر ہمیشہ منصور رہتے تو انمین وہ شخص بہی داخل ہو جاتا جسکا قصد دینداری اور پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہین بلکہ جسکا غلبہ اور عزت دیکہی انمین ملگیا اور اگر ہمیشہ مغلوب رہتے تو انمین کوئی داخل نہوتا اسلئی حکمت الٰہی اسبات کی مقتضی ہوئی کہ کبہی تو انکو غلبہ دوسرون پر ہو کبہی دوسرون کو انپر تاکہ اس سی وہ شخص جدا ہو جاوے جو اللہ تعالی اور اوسکی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاہتا ہی اور جو شخص کہ اُسکی مراد سوا دنیا اور جاہ کے اور کچہہ نہین وہ علیحدہ ہو جاوے اور ایک یہہ کہ اللہ تعالی اپنی بندون سی اپنی بندگی کی تکمیل خوشی اور تکلیف اور صحت اور مرض کی حالتو مین پسند کرتا ہی پس بندون پر دونو حالتون مین خدا تعالی کی بندگی اُس حال کے موافق واجب ہی کہ تکمیل بدون اوسکی حاصل نہین ہوتی نہ دل بدون اوسکی سیدہا رہی جیسی بدن بدون گرمی اور سردی اور بہوک اور پیاس اور رنج و سختی اور اونکے مقابل امور کے قائم نہین رہتی اور ایک یہہ کہ دشمن کو غلبہ دینی سی اُنکا امتحان کرنا اونکو پاک و خالص کرنا ہے چنانچہ احد کے روز جو کافرونکو غالب کر دیا اوسکی حکمت کی باب مین اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی

لئلا يدخل معهم من ليس قصده الدين و متابعة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم وانما انضاف الى من له الغلبة والعزة ولو كانوا مغلوبين لم يدخل معهم احد فاقتضت الحكمة الالهية ان كانت لهم تارة

ومنها انهم لو كانوا دائما منصورين امروا بالمعروف ونهوا عن المنكر اقاموا دينه وشعائره و رجعوا وانابوا اليه واذا غلبوا تارة فاذا غلبوا تضرعوا الى غالبين تارة وتارة مغلوبين واستروا انهم لم يكن في نصرهم

ومنها ... من عباده تكميل عبوديته على السراء والضراء ... ومنها ان ادالة ... حكمته ... الابدان الا بالحر والبرد والجوع والعطش والتعب والنصب واضدادها ... ومنها امتحانهم ... الكفار عليهم ...

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ اس قول تک وَسَيَجْزِي
اور سست نہو اور نہ غم کہاؤ اور تمہیں غالب ہوگے اگر تم ایمان رکہتے ہو ۱۲ اور اللہ
اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ اللہ تعالی نے اِسمین بہت سی حکمتین ذکر فرمائین جنکے
ثواب دیگا بہلا ماننیوالونکو ۱۲
سبب سے کفار کو اونپر غلبہ دیا بعد اسکے کہ اونکو ثابت رکہا اور قوت دی
اور اونکو خوشخبری دی کہ تمہین جیتو گے اِس نظر سے کہ ایمان تمکو عطا
کیا گیا ہے اور تسلی فرمائی کہ گو تمکو خدا تعالی کی طاعت اور اوسکے رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طاعت مین رنج پونہچا مگر تمہارے دشمنونکو اوسکی دشمنی اور
اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی مین رنج پونہچا پہر اونکو خبر دی کہ اللہ تعا
اپنی حکمت سے دنونکو آدمیونمین نوبت بنوبت بدلتا ہی پس انمین سے ہر ایک شخص
کو اوسکا نصیب پہونچ جاتا ہی جیسے روزیان اور موت پونہچتی ہین پہر اونکو
خبر دی کہ یہ اسلئے کیا تاکہ ہم انمین سے ایمان دارونکا حال جانین حالانکہ خدا تعا
ہر ایک چیز کو ہونیسے پہلے اور بعد جانتا ہی مگر یہہ چاہا کہ اونکو موجود اور محسوس
جانکر اونکی ایمان کو واقع جانے پہر بتایا کہ ہم ایماندارونمین سے شہید بنایا
چاہتے ہین اسلئے کہ شہادت مرتبہ بلند اور اونچا درجہ ہی وہ بدون قتل ہو جانیکے
ہماری راہ مین نہین ملتا پہر یہہ بتایا کہ ہمکو منظور ہی کہ ایمان والونکو توبہ کرنے
اور ہماری طرف رجوع کرنیسے گناہونسے پاک اور خالص کردین اور کافرون کو

اونکی بغاوت اور سرکشی اور انتقام کیوقت حد سے تجاوز کرنیکے باعث کھوج
شاوین پہر ایماندارون کے اس گمان کا انکار فرمایا کہ بدون جہاد اور صبر کے
جنت مین داخل ہون اور یہہ کہ ہماری حکمت اسکو نہین چاہتی تو ہین اصل یہہ ہے
کہ اللہ تعالی نے جو آسمانون اور زمین کو پیدا کیا اور موت اور زندگی کو بنایا
اور زمین کے اوپر کی چیزون سے اوسکو اپنی بندونکی آزمایش کیو اسطی آراستہ
کری تو اسلئی ہی کہ جان لے کہ کون اللہ تعالی کو اور اوسکی پاس کی چیز کو چاہتا
ہی اور کون دنیا کو اور اوسکی آرایش کو ارادہ کرتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی وہو الذی
خلق السموات والارض فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا اور فرمایا
(اور وہی ہے جسنے بنائے آسمان زمین چہ دنمین اور تہا تخت اوسکا پانی پر کہ تمکو آزماوی کون تم مین اچہا کرتا ہی کام)
انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا اور اسکی سوا اور
(ہم نے بنایا جو کچہ زمین پر ہے اوسکی رونق تا کہ جانچین لوگونکو کون اونمین اچہا کرتا ہی کام)
آیات ہین۔ اور مومن اور کافر کیو اسطی امتحان کا ہونا ضروری ہی مومن
کا تو اسلئی کہ ظاہر ہو جاوی کہ وہ اپنی ایمان مین سچا ہی یا نہین اور نلے ایمان
کا امتحان آخرت مین عذاب سے ہوگا اور دونو امتحانون مین سے یہہ صورت بہت
بڑی ہی اور یہہ اوسوقت ہی کہ وہ شخص دنیا کے عذاب اور مصیبتون کی امتحان سے
محفوظ رہا ہو غرضکہ اس دنیا مین اور برزخ اور قیامت مین ہر ایک شخص کے
لئی رنج کا ہونا ضروری ہے مگر ایماندار کا رنج ہلکا اور مصیبت سہل ہوتی ہی اسلئی کہ

من محق الکافرین ببغیہم و
طغیانہم وعدوانہم اذا
انتصروا ثم انکر علیہم
حسبانہم دخول الجنۃ
بغیر جہاد ولا صبر وان
حکمتہ تابی ذلک الاصرار
التاسع انہ سبحانہ ما خلق
السموات والارض وخلق الموت والحیوۃ و
زین الارض بما علیہا ابتلاء لعبادہ لیعلم من
یریدہ ویرید ما عندہ ممن یرید الدنیا و
زینتہا قال تعالی وہو الذی خلق السموات والارض
فی ستۃ ایام وکان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم
احسن عملا وقال انا جعلنا ما علی الارض
زینۃ لہا لنبلوہم ایہم احسن عملا الی غیر ذلک
من الآیات والامتحان لابد منہ للمؤمن
والکافر فالمؤمن لیتبین ہل ہو صادق فی
ایمانہ وغیر المؤمن فی الآخرۃ بالعذاب و
ہی اعظم الامتحانین ہذا اذا لم یسلم
من امتحانہ بعذاب الدنیا
ومصائبہا فلابد من ... فی ہذہ الدار وفی
البرزخ والقیامۃ لکل احد
ولکن المؤمن اخف محنۃ
واسہل بلیۃ فان اللہ

اللہ تعالی ایمان کی بدولت اُس سے ٹال دیتا ہے اور صبر اور استقلال اور رضا اور تسلیم اُسقدر نصیب کرتا ہے جس سے اُسکا رنج آسان ہو جاتا ہے اور کافر و بدکار کی شقت سخت اور مصیبت کڑی ہوتی ہے اور ہمیشہ کو رہتی ہے دسوین اصل یہ ہے کہ انسان اپنی طبیعت مین شہری ہے اسکو لوگون کے ساتھہ زندگی کرنی ضرور ہے اور لوگون کے ارادے اور اعتبار ہین کہ جنپر اُس سے موافقت کی خواہان ہوتے ہین اگر وہ اُن کی موافقت نہین کرتا تب تو اوسکو ایذا اور عذاب دیتے ہین اور اگر اُنکی موافقت کرتا ہے تو خود اوسکو ایک طرحکی ایذا اور تکلیف ہوتی ہے بہرحال آدمی کو انکا ہونا اور اُن سے ملنا آدمی کو ضرور ہے اور اُن سے ملنا دو حال سے خالی نہین یا اُنکی موافقت کرکے ملیگا یا مخالفت کرکے اول صورت مین اگر موافقت امر باطل پر ہوگی تو بھی اوسکو رنج و عذاب ہوگا اور دوسری صورت مین اگر لوگون کی خواہشون کے مطابق نہو گا تب بھی رنج و عذاب ہوگا اور اسمین کچھہ شک نہین کہ امر باطل مین اونکی مخالف ہونیکا رنج اُس رنج سے سہل تر اور زیادہ آسان ہوگا جو اونکی موافقت پر مترتب ہوتا ہے اور اسکو اُس شخص پر قیاس کرلو جس سے ظلم اور بدکاری یا جھوٹی گواہی پر موافقت کے خواہان ہون یا حرام چیز پر مدد کرنیکے طالب تو اگر وہ اُنکی موافقت نکریگا تو اوسکو ایذا دینگے اور ظلم و زیادتی اور عداوت کرینگے لیکن انجام نیک اور نتیجہ اوسی کو

یدفع عنه بالایمان و یرزقه من الصبر والثبات والرضاء والتسلیم ما یهون علیه محنته واما الکافر والفاجر فلا یتیسر له محنته وبلیته وبلیته دائمة

العاشر ان الانسان مدنی بالطبع لا بد له ان یعیش مع الناس وللناس ارادات واعتبارات یطلبون منه ان یوافقهم علیها فان لم یوافقهم اذوه وعذبوه وان وافقهم حصل له الاذاء والعذاب من وجه فلا بد من الناس ومخالطتهم ولا ینفک عن موافقتهم او مخالفتهم ففی الموافقة الم وعذاب اذا کانت علی باطل وفی المخالفة الم وعذاب ان لم یوافق هواهم ولا ریب ان الم المخالفة لهم فی باطلهم اسهل وایسر من الالم المترتب علی موافقتهم واعتبر هذا بمن یطلبون منه الموافقة علی ظلم او فاحشة او شهادة زور والمعاونة علی محرم فان لم یوافقهم اذوه وظلموه وعادوه ولکن تکون له العاقبة والنصر علیهم

ہوتی ہے بلکہ صبر اور تقوی کو اگر بوجہ مخالفت کے بخیلی کی جہت سی اونکی
موافقت کریگا تو اوسکی پیچہے اوسپر وہ رنج آویگا جو اوس رنج سی بہت زیادہ ہوگا
جس سی بچا تہا اور غالب یہی ہے کہ وہ لوگ اوسپر مسلط کردئی جاوین اور پہر اوسکو
دونا چوگنا رنج اُس لذت کا ہو جو پہلے اونکی موافقت سی ہوا تہا پس اس امر کا پہچاننا
اور رعایت رکہنی بندہ کے لئی نہایت نافع چیز ہے اسلئی کہ تہوڑا سا رنج جسکے پیچہے
بڑی لذت ہمیشہ کو آدمی اُسکا برداشت کرنا بہتر ہے تہوڑی سی لذت سی جسکی پیچہے
رنج دائمی بہت بڑا ہو گیارہوین اصل یہہ ہے کہ جو مصیبت بندہ کو خدا تعالی کے
باہین پونہچتی ہے وہ چار قسموں سی باہر نہین یا اوسکی جان مین ہوگی یا مال مین یا
ابرو مین یا گہر والون اور دوستو نمین اور جو مصیبت کہ نفس مین ہوتی ہے وہ کبہی
اوسکی ہلاک ہونے سے ہوتی ہے اور اوسکی درد مین آنے سی اور ان سب قسمو نمین سے
سخت تر نفس مین مصیبت کا آنا ہے اور ظاہر ہے کہ تمام لوگ مرجاوینگے اور غایت اہل
ایمان دار کی یہہ ہے کہ خدا کی راہ مین شہید ہو اور یہہ سب موتون سی اشرف اور
سہل ہے اسلئی کہ شہید کو مرتے وقت اتنا درد ہوتا ہے جتنا چٹکی کا درد ہوتا ہے تو شہید
کے مرنے مین مصیبت آدمیونکی معمولی مرنے سی بڑہکر نہین اسصورت مین جو شخص اس
قتل کی مصیبت کو بستر پر مرنیکی مصیبت سی زائد جانتا ہے وہ جاہل ہے لیکن بہاگنے والا

یہہ گمان کرتا ہی کہ بہاگنی سے میری عمر بڑہجاویگی اور اپنی زندگی سی مزہ اوڑاویگا اور اللہ تعالی نے اوسکے اس گمان کو جہوٹا فرمایا جیسا کہ ارشاد ہی قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا اسلئے کہ مرنا تو ضروری ہی مگر اس بہاگ کر مرنے سی وہ بات جاتی رہیگی جو اس سی بہتر اور مفید تھی یعنی شہید کا زندہ رہنا اپنے پروردگار کے پاس پہر فرمایا قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا اور جب یہ حال نفس مین مصیبت ہونیکا ہی تو اسیطرح مال اور آبرو اور بدن کی مصیبت مین ہی اور جو شخص اپنا مال خدا کی راہ مین اور اوسکی بول بالا کرنے مین خرچ کرنیسے بخل کرتا ہی اللہ تعالی اُسکا مال اوس سی چہین لیتا ہی یا اوسپر ایسی چیزونکی احتیاج معین کرتا ہی جو اوسکو دنیا و آخرت مین کار آمد نہون بلکہ ایسی چیزون کی جنکا وبال و ضرر دنیا و آخرت مین اوسپر رجوع کرے اور اگر مال کو روک کر رکہہ چہوڑیگا تو اللہ تعالی اوسکو اوس سی نفع لینی سی روکدیگا اور اُس مال کو کسی دوسرے کے حوالہ کریگا تو وہ مال دوسرونکو گوارا اور مبارک ہوگا اور اوسکی چہوڑنیوالے پر اُسکا وبال اور گناہ رہیگا اور اسیطرح جو شخص اپنی بدنکو یا آبرو کو آرام مین رکہیگا اور اللہ کے لئے اور اوسکی راہ مین مشقت اوٹہانے پر اپنی آرام کو پسند کریگا تو اللہ تعالی اوسکو

فظن انه بفراره يطول عمره فيتمتع بالعيش وقد اكذب الله هذا الظن حيث يقول قل لن ينفعكم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا لا تمتعون الا قليلا

عند ربه ثم قال قل من ذا الذي يعصمكم من الله ان اراد بكم سوءا او اراد بكم رحمة ولا يجدون لهم من دون الله وليا ولا نصيرا واذا كان هذا في مصيبة النفس فكذلك الامر في مصيبة المال والعرض والبدن وان من بخل بماله ان ينفقه في سبيل الله واعلاء كلمته سلبه الله اياه او قيض له انفاقه فيما لا ينفعه دنيا ولا اخرى

اُس مشقت سی دوگنی جوگنی اپنی راہ اور مرضی کے خلاف مین مشقت ڈالیگا اور یہہ
ایک ایسی بات ہی جسکو لوگ تجربون سی جانتی ہین - ابو حازم کہتی ہین کہ جو شخص اللہ
سے نہین ڈرتا اوسکو خلق کے برتاؤ سی وہ حالت حاصل ہوتی ہے جو اللہ کی ڈرنیوالے
کو تقوی کے برتاؤ کی حالت سی بڑہکر ہوتی ہی اور اُسکو ابلیس کے حال پر قیاس کرلو کہ
اوسنی حضرت آدم علیہ السلام کو اسجہت سی سجدہ نکیا کہ اوسکی سامنی عاجزی اور ذلت
کرنیسی بیزار ہوا اور اپنی نفس کی عزت کا خواہان ہوا پس اللہ تعالی نے اوسکو سب
ذلیلون سی زیادہ ذلیل کردیا اور اوسکو آدم علیہ السلام کی اولاد مین سی فسق و فجور
والونکا خادم بنا دیا تو دیکہو حضرت آدمؑ کے لئی سجدہ کرنے پر تو راضی نہوا مگر اِس
امر پر راضی ہوا کہ خود اور اوسکی اولاد حضرت آدمؑ کی فاسق اولاد کی خدمت کری
اور اسیطرح بت پرستون نے اس امر سی غیرت کی کہ آدمیون مین سی ایک پیغمبر کی
اطاعت کرین اور اِس بات پر راضی ہوگئی کہ پتہر کے ایک معبود کی پرستش کرین - اور
اسیطرح جو شخص اسبات سے رُکے کہ اپنے آپکو خدا کیواسطے ذلیل کری یا اپنا
مال اوسکی رضا مین خرچ کری یا اپنی نفس کو اُسکی طاعت مین مشقت مین ڈالے
اوسکی سزا قطعا یہہ ہی کہ وہ ایسی شخص کے سامنی ذلیل ہوی جو اوسکی برابر کا نہو اور
اوسکیلئی اپنا مال خرچ کری اور اپنی نفس اور بدن کو اوسکی طاعت و رضا مین مشقت

اتعبه الله سبحانه اضعاف ذلك في غير سبيله ومرضاته وهذا امر يعرفه الناس بالتجارب قال ابو حازم لما يلقى الذي لا يتقي الله من معالجة الخلق اعظم مما يلقى الذي يتقي الله من التقوى واعتبر ذلك بحال ابليس فانه امتنع من السجود لآدم فرارا من ان يخضع له ويذل فطلب اعزاز نفسه فصيره الله اذل الاذلين وجعله خادما لاهل الفسوق والفجور من ذريته فلم يرض بالسجود له ورضي ان يخدم هو وبنوه فساق ذريته وكذلك عباد الاصنام انفوا ان يتبعوا رسولا من البشر ورضوا ان يعبدوا آلهة من الحجارة وكذلك كل من امتنع ان يذل لله او يبذل ماله في مرضاته او يتعب نفسه وبدنه في طاعته لابد ان يذل لمن لا يستحق ويبذل له ماله ويتعب نفسه وبدنه في طاعته ومرضاته

مین ڈالے جیسا بعض سلف نے کہا ہی کہ جو شخص آپ بات سوچ کے کر اپنی بہائی
کے ساتہ چند قدم اوسکی حاجت مین چلے تو اُسکو اللہ تعالی اپنی طاعت کی سوا
اور چیز مین اُس سی زیادہ بہراتا ہی **فصل** اسباب کی خاتمہ کے بیان مین جو مطلب اصلی
ہے اور سب باتین جو اوپر بیان ہوئین وہ اسکی وسیلہ کیطرح ہین اور وہ یہہ ہے کہ
محبت اللہ تعالی کی اور اوس سی اُنس کرنا اور اوسکی ملاقات کا شوق اور اوس سے
اور اوسکے ساتہ راضی رہنا دین کی اصل ہی اور آدمی کے اعمال اور ارادہ کی
اصل ہی جیسی خدا تعالی کی معرفت اور اوسکی ناموں اور صفات اور افعال کو جاننا
دین کی اصل ہی اسلئی کہ اوسکی معرفت سب معرفتوں سی بڑی ہی اور اُسکی ذات کو
ارادہ کرنا سب مقصدوں سے اشرف اور اوسکی عبادت سب اعمال سی عمدہ اور اوسکی
تعریف کرنی اوسکی ناموں اور صفتوں سی اور اوسکی مدح کرنی اور بڑائی کرنی سب
قولوں سی بزرگتر ہی اور یہہ امر بنا ہی حضرت ابراہیم کی ایکطرفی ملت کی اور اللہ تعالے
نے فرمایا ہی ثُمَّ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ
پہر حکم بہیجا ہمنی تجکو کہ چل دین ابراہیم پر جو ایک طرف کا تہا اور نہ تہا شریک والوں مین ۱۲
اسلیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اصحاب کو صبح کیوقت یہ کہنی کا حکم فرماتے
کہ صبح کی ہمنی اسلام کی پیدایش اور اخلاص کے کلمہ اور اپنی نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے دین اور اپنی باپ حضرت ابراہیم کی ملت پر جو ایکطرفہ مسلمان تہی اور مشرک نہ تہی

كما قال بعض السلف من
ثم ان يمشي مع اخيه
خطوات في حاجته اشغله
الله اكثر منها في غير طاعته
فصل في خاتمة
الاسباب هي الغاية المطلوبة
وجميع ما تقدم كالوسائل
وهي ان محبة الله سبحانه والانس
به والشوق الى لقائه والرضا به وعنه اصل الدين
واصل اعماله وارادته كما ان معرفته
والعلم باسمائه وصفاته وافعاله اجل
علوم الدين كلها فمعرفته اجل المعارف وارادة وجهه اجل
المقاصد وعبادته اشرف الاعمال والثناء
عليه باسمائه وصفاته ومدحه وتمجيده
اشرف الاقوال وذلك اساس الحنيفية ملة
ابراهيم وقد قال تعالى ثم اوحينا اليك ان
اتبع ملة ابراهيم حنيفا وما كان من المشركين
فكان النبي صلى الله عليه وآله
وسلم يوصي اصحابه اذا اصبحوا
ان يقولوا اصبحنا على فطرة
الاسلام وكلمة الاخلاص
ودين نبينا محمد صلى الله عليه
وآله وسلم وملة ابينا ابراهيم حنيفا
مسلما وما كان من المشركين

فتجنبه محبته بل كونه
احب الى العبد من كل ما
سواه على الاطلاق من اعظم
واجبات الدين واكبر اصوله
واجل قواعده ومن احب
معه مخلوقا مثل ما يحبه
فهو من الشرك
الذي لا يغفر لصاحبه ولا يقبل
معه عمل قال تعالى ومن الناس
من يتخذ من دون الله اندادا يحبونهم
كحب الله والذين امنوا اشد حبا لله
واذا كان العبد لا يكون من اهل

غرضکہ اللہ پاک کی محبت بلکہ مطلق تمام ماسواسی بندہ کے نزدیک اوسکا زیادہ تر
محبوب ہونا واجبات دین مین سب سی بڑا اور اوسکی اصول مین سب سی زیادہ اور اوسکے
قواعد مین سب سی بڑہکر ہی اور جو شخص خدا تعالی کے ساتہہ کسی مخلوق سی ایسی ہی محبت
رکہی جیسی اُس سی رکہتا ہی تو یہ اوس شرک مین سی ہی جسکے کرنیوالے کی بخشش نہین
ہوتی نہ اوسکی ساتہہ کوئی عمل مقبول ہو اللہ تعالی فرماتا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ
مِن دُونِ اللّٰهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُم كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ اور از انجا کہ
(اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے برابر اور ونکو اونکی محبت رکہتی ہین جیسے محبت اللہ کی اور ایمان والون کو اوس سے زیادہ ہی محبت اللہ کی ۱۲)
بندہ اہل ایمان سی نہین ہوتا جبتک کہ اوسکا بندہ مقبول یعنی رسول کریم صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم اوسکی نزدیک اوسکی نفس اور اہل اور فرزند و پدر اور تمام لوگون سے
محبوب تر نہو اور محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابع ہی خدا تعالی کی محبت کی تو اب
خدا پاک کی محبت کو کیا خیال کرنا چاہیئے یعنی اوسکی بہی سب سی زیادہ محبوب تر نہو نسی
آدمی بطریق اولی ایمان والا نہوگا اور اللہ تعالی نے انسان اور جن کو صرف اپنی
بندگی کیواسطی پیدا فرمایا ہی اور بندگی متضمن ہی اوسکی کمال محبت اور نہایت تعظیم کو
اور اوسکی لئی ذلیل ہونیکو اور اسکی لئی اوسنی اپنی رسولونکو بہیجا اور اپنی کتابون کو
اُتارا اور جسطرح کہ خدا پاک کی مانند کوئی چیز نہین اسیطرح اوسکی محبت اور تعظیم اور
خوف کی مانند بہی اوسکی مخلوق مین نہ کوئی محبت ہی نہ کوئی تعظیم نہ کوئی خوف اسلئی کہ

الايمان حتى يكون عبده ورسوله
احب اليه من نفسه واهله وولده
والناس اجمعين ومحبته تبع لمحبة
الله فما الظن بمحبته سبحانه
وهو سبحانه انما خلق الانس والجن
لعبادته التي تتضمن كمال محبته
وكمال تعظيمه والذل له ولاجل ذلك
ارسل رسله وانزل كتبه وشرع شرائعه
وكما انه سبحانه ليس كمثله شيء فكذلك محبته
واجلاله وخوفه

ويخافه فالمخلوق كلما خفته
استوحشت منه وهربت
والله سبحانه كلما خفته انست به
[illegible] وفررت اليه والمخلوق
يخاف ظلمه وعدوانه والرب
سبحانه انما يخاف عدله و
قسطه وكذلك المحبة فان
محبة المخلوق اذا لم تكن لله
فهي عذاب للمحب ووبال عليه وما
يحصل له بها من [illegible] اعظم [illegible]
[illegible] والتجني عليه [illegible]
[illegible] وعدم الوفاء له [illegible]
المحبة او زوال [illegible] وتعاداته له و
اما لاشتغاله عنك بمصالحه وما هو
احب اليه منك واما لغير ذلك من الآفات
واما محبة الرب سبحانه فشانها غير هذا الشان
فانه لا شيء احب الى القلوب من خالقها
فمحبته نعيم النفوس وحياة الارواح
وقرة العيون وعمارة الباطن
فليس عند القلوب السليمة
والارواح الطيبة والعقول
الزاكية احلى ولا الذ ولا اطيب
ولا اسر ولا انعم من محبته و
الانس به والشوق الى لقائه

مخلوق سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اوس سی وحشت کروگے اور بہاگوگے اور خدا
پاک سی جتنا ڈروگے وتنا ہی اُس سی مانوس ہوگی اور اوسکی طرفکو بہاگوگے اور
مخلوق کے ظلم وتعدی سی ڈرا کرتے ہین اور الله تعالی کے عدل وانصاف سے
خوف معلوم ہوا کرتا ہی اسیطرح محبت کا حال ہی کہ مخلوق کی محبت اگر خدا کیواسطے
نہین ہوتی تو وہ محبت کرنیوالے کے حق مین عذاب اور اونپر وبال ہوتی ہی اور جو کچھ
اس محبت سی محب کو درد حاصل ہوتا ہی وہ بہت بڑا ہوتا ہی علاوہ ازین مخلوق کی محبت
مین یہ برائی ہی کہ عاشق سی مُنہ پہیرنا اور اوسپر ستم کرنا اور بیوفائی کرنی اسوجہہ سی کہ
کوئی دوسرا اوسکی محبت کا مزاحم ہو یا خود اوسکو عاشق سی نفرت اور عداوت ہو یا
اوسکو اپنی ضرورتون مین عاشق کی پروا نہو یا کوئی دوسری چیز عاشق سی زیادہ
اوسکو محبوب ہو اسلئی بے پروا ہو یا اور کسیوجہہ کی آفت سی وہ عاشق کی پروا نرکہتا
ہو مگر خدا تعالی کی محبت کا حال اس حال سی جدا ہی اسلئی کہ کوئی چیز دلون کے نزدیک اُ
خالق سے بڑہکر محبوب نہین خالق کی محبت نفسونکی آسایش اور روحون کی جان اور
آنکہونکی ٹہنڈک اور باطن کی آبادی ہی کیونکہ سلیم دلون اور پاک روحون اور
تیز عقلونکی نزدیک خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ساتہہ انس کرنے اور اوسکی ملاقات کے
شوق سی بڑہکر کوئی چیز زیادہ شیرین اور لذیذ اور ستہری اور آسان اور اچہی نہین

اور جو مزہ ایماندار اپنے دلمین اُس سے پاتا ہے وہ ہر مزہ سے بڑھکر ہے اور جو راحت
کہ اُسکو اس سے ملتی ہے وہ سب راحتون سے کامل تر ہے چنانچہ بعض عاشقان خدا نے
اپنے حال سے ان الفاظ سے خبر دی ہے کہ میرے دلپر ایسے اوقات گذرتے ہین کہ
اُنمین مین یہ کہتا ہون کہ اگر جنت والے اسی جیسی حالین ہونگی تو البتہ وہ
ستھرے عیش مین ہونگے اور دوسرے نے کہا ہے کہ میرے دلپر ایسے وقت گذرتے ہین کہ
اُنمین وہ خدا کے ساتھہ انس سے اور اوسکی محبت کی خوشی کے مارے جھومنے لگتا ہے اور
دوسرے نے کہا ہے کہ غفلت والے غریب ہین کہ دنیا سے نکلے اور جو چیز کہ اوسمین نہایت
پاکیزہ تھی اُسکا مزہ نہ چکھا اور کسی دوسرے نے کہا ہے کہ اگر بادشاہ اور شہزادونکو
خبر ہو کہ ہم کس عیش مین ہین تو وہ لوگ ہمسے تلوارون سے لڑین اور ان باتونکا معلوم
کرنا اور انکا مزہ چکھنا موافق محبت کی اور اوسکی کمی کے اور بقدر دریافت حال
محبوب کے اور اوسکی نزدیکی کے ہوتا ہے اور جسقدر محبت کامل تر اور ادراک زیادہ پورا
اور اُسکا قرب نہایت درجہ کو ہوگا اوسیقدر حلاوت اور لذت اور خوشی اور
آسایش قوی تر ہوگی حاصل یہہ کہ دل بدون اپنے رب کی عبادت اور محبت کے
فلاح اور درستی کو نہین پہنچتا اگرچہ جتنی الفت کی چیزون سے لذت ہوا کرتی ہے
سب اُسکو ملجاوین مگر وہ اُنکے ساتھہ مطمئن نہوگا بلکہ اُسکو حاجت اور بیقراری ہی رہیگی

جب تک کہ جس چیز کے لئی پیدا ہوا ہی اور تیار کیا گیا ہی وہ نہ ملجاوی یعنی صرف خدا تعالیٰ
اکیلا اوسکی نہایت مراد اور غایت مطلوب نہو جاوی اسلئی کہ دلین اپنی رب کیطرف
ایک احتیاج ذاتی ہی اسنظر سی کہ وہ اوسکا محبوب اور معبود ہی جیسی اوسکو اوسکی
طرف احتیاج ذاتی اسوجہ سی ہی کہ وہ دل کا رب اور پیدا کرنیوالا اور رزق دینیوالا
اور تدبیر کرنیوالا ہی پس جسقدر دلین محبت اللہ تعالی کی جگہہ پکڑکر مضبوط ہوگی
اوسیقدر دلکو خدا تعالیٰ کے سوا دوسری کی پوجا کرنی اور بندہ ہونیسی باہر کریگی سے

پھر تو عزت مین صیانت مین وہ ہوگا آزاد	چہرہ پہ اوسکی عجب نور کا عالم ہوگا

اور کوئی ایماندار ایسا نہین جسکے دلین خدا تعالی کی محبت اور اوسکی ذکر سی اطمینان
ہونا اور اوسکی معرفت سی راحت پانی اور اوسکی دیدار کا شوق اور اوسکی نزدیکی سی
انس پانا نہو اگرچہ اپنی دلکی غیر کے ساتہہ مشغول ہونے اور جبطرف مین دل مشغول ہی
اوسکی طرف متوجہ رہنی سی اوسکو اس محبت الہی کی دلین ہونیکی خبر نہو اور اس محبت
کی کمی زیادتی اور قوت اور ضعف بقدر ایمان کے قوی اور ضعیف ہونیکے ہوا کرتی
ہی اس سی معلوم ہوتا ہی کہ بندہ سی گناہ کرنے کیوقت اور دلکی طرف سی اپنی شہوت
مین مشغول رہنی کیوقت یہہ لذت اور حلاوت ایمانی پوشیدہ اور مخفی ہوجاتی ہی یا
گھٹجاتی ہے یا جاتی رہتی ہی کیونکہ اگر پوری موجود ہوتی تو بندہ اوسپر ایسی لذت

وشہوت کو مقدم نہ کرتا جبین اور حلاوت ایمانی مین کچہہ نسبت نہین بلکہ اور لذت کو اوس لذت سے وہ نسبت بھی نہین جو رائی کے دانہ کو دنیا اور اوسکی اندر کی چیزون کے ساتہہ نسبت ہے اور اِسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زناکرنیوالا جسوقت زنا کرتاہے وہ اسکا مرتکب اوس حالمین نہین ہوتا کہ ایماندار ہو اسلئے کہ ذائقہ ایمان کی حقیقت کا اور اوسکا دلسے لگا رہنا ایماندار کو اسبات سے روکتا ہے کہ اوس ذائقہ پر اس نکمی اولی چیز کو اختیار کرے اور اسبات سے منع کرتا ہے جو اوسکو پریشان اور ناقص کرے اور اسیواسطے بندہ جب اپنی رب کے لئے مخلص اور اوسکی طرف رجوع کرنیوالا اور اوسکی ذکر کے ساتہہ اطمینان رکھنے والا اور اوسکے دیدار کا مشتاق ہوگا اپنے دل کو ان حرامون سے پہرا ہوا پاویگا کہ اونکی طرف مڑ کر بھی نہ دیکہیگا نہ اونپر اعتماد کریگا اور اپنی اس حال کو اونسے بدلنا ایسا سمجھیگا جیسے جوہر نفیس کو ناچیز مینگنی سے بدلنا اور مشک کو گوبر کے عوض فروخت کرنا

فصل

اس امر کے بیان مین کہ شیطان نے قبل فریب دینے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کے خود اپنے ساتہہ داو کیا پہر اسی پر اکتفا نکیا یہانتک کہ خود اپنی اولاد اور اولاد آدم کو فریب دیا غرضکہ خود اپنی اوپر اور اپنی اولاد اور دوستون پر اور جن وانسان مین جو اوسکی طاعت کرین سب پر نامبارک ہوا اوسکا خود اپنی ساتہہ فریب کرنا اسطرح ہے

وشہوۃ لا نسبۃ بینہما وبینہا ... ومما فیہا وطن وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وہو مؤمن فان ذوق حقیقۃ الایمان ومباشرتہ یمنعہ من ان یؤثر علیہ ذلک الغذاء الخسیس ویمنعہ عما یشینہ وینقصہ وہذا یجد العبد اذا کان مخلصا لربہ منیبا الیہ مطمئنا بذکرہ مشتاقا الی لقائہ قلبہ منصرفا عن ہذہ المحرمات لا یلتفت الیہا ولا یعول علیہا ویری استبدالہ بہا استبدال الخسیس بالنفیس ویبیع المسک بالبعر

فصل

فی بیان ان جمیع کید الشیطان ... [illegible]

که الله تعالیٰ نے جب شیطان کو آدم علیہ السلام کے سجدہ کیواسطے حکم کیا تو خدا کے حکم ماننے اور اوسکی طاعت کرنیمین شیطان کی سعادت اور بہتری تہی مگر اوسکے نفس نے اوسکے لئے بات بنائی که آدم کو سجدہ کرنیمین تیری پستی اور شکستگی ہے اسلئے کہ ایسکے سامنے عاجزی اور سجدہ کرنا پڑیگا جو کیچڑ سے بنا ہے اور تو آگ سے بنا ہے اور آگ بہ نسبت کیچڑ کی اوسکی نزدیک اشرف ہے اور شیطان کا حسد کرنا حضرت آدم پر اضافہ اسکے اوپر ہوا اون باتون کے باعث جنکی ساتھ الله تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو خاص کیا تہا یعنی اپنے ہاتہہ سے پیدا کیا اور اونمین اپنی روح پہونکی اور اپنے فرشتون سے اونکو سجدہ کرایا اور اونکو سب چیزون کے نام بتائے اور اس امر سے اونکو فرشتون سے ممتاز کیا اور اونکو اپنی بہشت مین رکہا اور جب حضرت آدم تہی یہہ دشمن خدا اونکی پاس جاتا اور تعجب کرتا اور کہتا که یہہ ایک بڑی کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اگر اسکو میرے اوپر قابو دیا جاویگا تو مین اوسکی بیشک نافرمانی کرونگا اور اگر مین اوسپر قابو پاؤنگا تو اوسکو ہلاک کرونگا جب حضرت آدم علیہ السلام کی پیدایش سب سے بہتر اندازے اور اچہی صورت مین پوری ہوئی اور اونکی باطنی خوبیان علم اور بردباری اور وقار سے کامل ہوئین اور الله تعالیٰ نے خود اونکو اپنے ہاتہہ سے بنایا اور بہت بہتر پیدایش اور کامل صورت کیے ہوگئی قد اونکا ساٹہہ ہاتہہ کا اونچا حسن اور ہیبت و رونق کا لباس پہنا یا ہوا

تو فرشتون نے ایسی صورت دیکہی کہ اوس سی بہتر اور خوبصورت کبہی نہ دیکہی تہی
پس اپنی رب جلشانہ کی حکم سی اونکی لئی سجدہ مین گر پڑی اور اُس حاسد نے اپنا گرتا ہچہی سی
پہاڑا اور حسد کی آگ اوسکی دلمین شعلہ زن ہوئی اسلئی حکم صریح کا بمقابلہ اپنی عندیہ
کے عقلی بات سی کیا جیسے اوسکی دوست باطل والے کرتے ہین اور اپنی رب کی حکمت پر
اعتراض کرنیکی لئی یہہ کہا کہ مین اوس سی بہتر ہون کہ مجکو تو نے آگ سی بنایا اور اوسکو
مٹی سی پیدا کیا اور سجدہ سی باز رہا اور بہت سی باتین ایک ساتہہ کین جہالت اور
ظلم اور بڑائی اور حسد اور نافرمانی اور عقل سی نص کا مقابلہ اِسلئی اپنی نفس کو خوار کیا
بوجہ اوسکی بڑائی چاہنی کے اور اوسکو پست کیا بوجہ بلندی چاہنی کے اور اوسکو
ذلت دی بوجہ عزت چاہنی کے غرضکہ اپنی نفس سی وہ کام کیا کہ اگر اوسکا بڑے سے بڑا دشمن اوسکی ضرر دینی مین کوشش کرتا تو اِس درجہ کو نہ پونہچتا تو بہلا جو شخص
اپنی نفس کے لئی یہہ کہوٹا ہو اُس سی عاقل کیسی سنکر مانیگا اور اوسکی دوستی کریگا
اللہ تعالی فرماتا ہی وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ
اور جب کہا ہمنی فرشتونکو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ مین گر پڑی مگر ابلیس تہا جن کی قسم سی
الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ بِئْسَ
سو نکل بہاگا اپنی رب کے حکم سے سو اب تم ٹہہراتے ہو اوسکو اور اوسکی اولاد کو رفیق میری سوائی اور وہ تمہاری دشمن ہین برا ہاتہہ لگا
لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا
بے انصافون کو بدلا

فصل اور اوسکا جوا حضرت آدم و حوا علیہم السلام کے ساتہہ تہا

تو اللہ تعالے نے اُسکا ماجرا اُن دونوکی ساتہہ تہا سے بیان فرمایا ہی کہ وہ ہمیشہ

فرأت الملائكة منظرا لم يشاهدوا أحسن منه ولا أجمل فوقعوا سجدا لله بأمر ربهم بإزاء ونعال فنفخ الحسد في قبضه من جرو واشتعل في قلبه نيران الحسد فعارض النص بالعقول بقياسه كفعل أوليائه من المبطلين وقال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين اعتراضا على حكمة ربه وامتنع من السجود فجمع بين الجهل والظلم والكبر والحسد والمعصية ومعارضة النص بالرأي والعقل فاهان

فائده

نفسه كل الاهانة من حيث أراد تعظيمها ووضعها من حيث أراد رفعها وأذلها من حيث أراد عزها ففعل بنفسه ما لو اجتهد أعظم أعدائه له لم يبلغ منه ذلك المبلغ ومن كان هذا غشه لنفسه فكيف يسمع العاقل ويقبل قوله وقال تعالى وإذ قلنا للملائكة اسجدوا لآدم فسجدوا إلا إبليس كان من الجن ففسق عن أمر ربه أفتتخذونه وذريته أولياء من دوني وهم لكم عدو بئس للظالمين بدلا

فصل وأما كيده لأبوينا فقد قص الله علينا قصته معهما

اُن دونوں کو فریب دیتا رہا اور بہشت مین ہمیشہ رہنی کی آرزو دلاتا رہا یہانتک
کہ انکی لئی اللہ کی قسم کہاڑہی کہائی کہ مین تمہارا خیر خواہ ہون حتی کہ دونوں
اوسکے قول پر اطمینان کرکے جو کچہہ وہ اُنسی چاہتا تہا وہ قبول کیا پس اُنپر رنج
اور جنت سی نکلنا جو کچہہ ہوا سو ہوا اور اللہ تعالی نے اُسکی داؤ کو باطل کیا اور اپنی
رحمت اور مغفرت سی اُن دونوں کی تلافی کرکے اُنکو جنت مین دوبارہ داخل کیا
اور انجام اوسکی فریب کا اوسی پر رہا اور برا مکر بجز مکار کے اور کسیکو تباہ نہین
کرتا اور اُس دشمن خدا نے یہہ گمان کیا کہ غلبہ اور جیت اِس لڑائی مین میری
ہوگی یہہ نجانا کہ رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ
کا گہات مین لگا ہی اور دولت ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى کی اُنکو یاد رہی
اور اُس مردود نی اپنی جہل سی یہہ گمان کیا کہ خدای پاک ایک لقمہ کے کہانیکی باعث
اپنی برگزیدہ اور پیاری سی علیحدہ ہوجاویگا جسکو اپنی ہاتہہ سی بنایا اور اپنی روح
اوسمین پہونکی اور اپنی فرشتون سی اوسکو سجدہ کرایا اور ہر ایک چیز کے نام اوسکو
بتائی یہہ نجانا کہ طبیب مرض سی پہلی ہی بیمار کو علاج بتا دیتا ہی تو جب اوسنی مرض
معلوم کیا جبہی دوا کا استعمال کیا پہر اُس کمبخت نے حضرت آدم علیہ السلام کے
دو بیٹون مین سی ایک کو فریب دیا اور اوسکو بہلاتا رہا یہانتک کہ اُسنی اپنی بہائی

واسخط اباه وعصى مولاه فسن للذرية قتل النفوس وقد ثبت في الصحيح عنه صلى الله عليه وآله وسلم قال لا تقتل نفس ظلما الا كان على ابن آدم الاول كفل من دمها لانه اول من سن القتل فجرى الامر على السداد والامة واحدة والدين واحد

کو قتل کیا اور اپنے باپ کو ناخوش اور اپنے آقای حقیقی کی نافرمانی کی اور اولاد کو لئے
قتل کا طریق نکالا اور روایت صحیح مین آنحضرت صلی اللہ علیہ و الہ وسلم سے ثابت ہوا ہے
کہ جو نفس ظلم سے قتل کیا جاتا ہی اوسکے خون مین سے ایک حصہ حضرت آدم کے بیٹے
پر بھی ہوتا ہی اسلیئے کہ مارڈالنے کے طریق کو اول اوسنے جاری کیا - پھر معاملہ درستی
پر ہوگیا کہ امت ایک اور دین ایک ہوگیا اللہ تعالی فرماتا ہی وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّا أُمَّةً
(اور لوگ جو ہین سو ایک ہی)
وَاحِدَةً فَاخْتَلَفُوا - سعید قتادہؓ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت آدم اور نوح علیہ السلام
(امت ہین پھر جدا جدا ہوئے)
کے درمیان دس قرن تھے سب کے سب ہدایت پر اور حق کی شریعت پر تھے پھر مختلف ہوگئے
اور اسیکے بموجب حضرت ابن عباسؓ سے ہے اور یہی صحیح ہی آیت مین - اور حضرت
ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت کیا گیا ہی کہ وہ کافر تھے اور یہ قول حسن بصری اور عطا کا ہے
اور یہ روایت حضرت ابن عباسؓ سے منقطع ہی اور روایت صحیح اونسے اوسکے خلاف ہی اور
بت پرستون کو جو اول شیطان نے داو دیا تو قبرون پر بیٹھنے اور قبر والونکی تصویرین اونکی
یادداشت کے لئے بنانے سے تھا چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہی وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
(اور بولے نہ چھوڑیو اپنے ٹھاکرون کو اور نہ چھوڑیو)
وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا - بخاری نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی
(ود کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو)
ہی کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیکبختون کے نام ہین جب وہ مرگئے تو شیطان نے
اونکی قوم سے کہا کہ جن مجلسون مین یہ لوگ بیٹھتے تھے وہان بت قائم کرو اور اونکے نام

قال تعالى وما كان الناس الا امة واحدة فاختلفوا قال سعيد عن قتادة كان بين آدم ونوح عشرة قرون كلهم على الهدى وعلى شريعة من الحق ثم اختلفوا ومثله عن ابن عباس وهو الصحيح في الآية وقد روي عن ابن عباس كانوا كفارا وهذا قول الحسن وعطاء وهو منقطع عن ابن عباس والصحيح عنه خلافه وكان اول الكيد لعباد الاصنام من جهة التعلق على القبور قال تعالى وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا قال البخاري في صحيحه عن ابن عباس هذه اسماء رجال صالحين من قوم نوح فلما هلكوا اوحى الشيطان الى قومهم ان انصبوا الى مجالسهم التي كانوا يجلسون انصابا

ویسموها باسمائهم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا هلک اولئک ونسخ العلم عبدت وقال ابن جریر عن محمد بن قیس قال کانوا قوما صالحین من بنی آدم وکان لهم اتباع یقتدون بهم فلما ماتوا قال اصحابهم الذین کانوا یقتدون بهم لو صورناهم کان اشوق لنا الی العبادة اذا ذکرناهم فصوروهم فلما ماتوا وجاء آخرون دب الیهم ابلیس فقال انما کانوا یعبدونهم وبهم یسقون المطر فعبدوهم وقال ابن ابی حاتم ... هشام بن محمد بن السائب الکلبی اخبرنی ابی قال اول ما عبدت الاصنام ان آدم لما مات جعله بنو شیث بن آدم فی مغارة فی الجبل الذی اهبط علیه آدم بارض الهند ویقال للجبل نوذ وهو اخصب جبل فی الارض قال هشام فاخبرنی ابی عن ابی صالح عن ابن عباس قال فکان بنو شیث یاتون جسد آدم فی المغارة فیعظمونه ویترحمون علیه فقال رجل من بنی قابیل یا بنی قابیل ان لبنی شیث دوارا یدورون حوله ویعظمونه ولیس لکم شیء فنحت لهم صنما فکان اول من عملها وقال هشام فاخبرنی ابی قال کان

ادن لوگون کے نام پر رکھو اونھون نے ایسا ہی کیا مگر ادن تونکی پرستش نہوئی یہانتک کہ جب
یہہ لوگ مرگئی اور علم جاتا رہا تب پرستش ہونے لگی اور ابن جریر بروایت محمد بن قیس کہتی
ہین کہ یہہ لوگ بنی آدم مین سے نیکبخت تہی اور اونکی پیرو تھی جو اونکی اقتدا کرتے تہی جب وہ
مرگئے تو اونکی تابعین نے کہا کہ اگر ہم اونکی صورتین بنالین تو ہمکو عبادت کا شوق زیادہ دلاوینگے
جب ہم اونکو یاد کرینگے اس نظر سے اونکی صورتین بنائی جب یہہ تابعین مرگئے اور دوسرے
لوگ آئی شیطان اونکی پاس آہستہ گیا اور کہا کہ وہ لوگ تو اونکی عبادت کیا کرتے تھے اور
اونہین کی باعث مینہہ دئی جاتے تہی پس ادن لوگون نے اونکی پرستش کی اور ہشام بن محمد
بن سائب کلبی کہتے ہین کہ مجھسے میری باپ نے کہا ہی کہ آغاز بت پرستی اسطرح ہوا کہ حضرت
آدم علیہ السلام نے جب وفات پائی تو اونکی بیٹے حضرت شیث کی اولاد نے اونکو اوس پہاڑ کی غار مین
رکھا جسپر حضرت آدم ہند کی زمین مین اوتارے گئی تہی اور اوس پہاڑ کو نوذ کہتی ہین وہ زمین کے سب
پہاڑونمین زیادہ ارزانی رکھتا ہی ہشام کہتی ہین کہ پہر مجھکو میری باپ نے ابو صالح سے اونسے حضرت
ابن عباس سے خبر دی کہ بعد اس ماجرے کے حضرت شیث کی اولاد حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کے
پاس غار مین آتے تھی اور اونکی تعظیم اور اونپر دعاء رحمت کرتی تھی پس ایک شخص نے قابیل کی اولاد
مین سے کہا کہ ای اولاد قابیل شیث علیہ السلام کی اولاد کا ایک بت ہی کہ اوسکی گرد گھومتی ہین اور اوسکی تعظیم
کرتی ہین تمہارے یہان کچھہ نہین پہر اونسے اونکی لئی ایک بت تراشا اور سب سے اول اسی شخص نے بت بنایا ہشام کہتے ہین کہ مجھسے میری باپ نے کہا

کہ ودّ اور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر نیکبخت لوگ تھے وہ ایک مہینے مین مرگئی
اونکی اوپر اونکی اقارب کا گشت نکلا تو ایک شخص نے قابیل کی اولاد مین سے کہا کہ
لوگو اگر تم کہو تو تمہارے لئے پانچ بت اونکی صورتون کے موافق بنا دون مگر مجھہ مین
یہہ طاقت نہین کہ اُنمین جان ڈالدون اُنہون نے کہا بہتر اوسنے اونکے لئے پانچ بت
تراشکر کھڑے کر دئے اور یہہ حال ہوا کہ آدمی اپنے بہائی اور چچا کے پاس آتا اور
اوسکی تعظیم کرتا اور اوسکے گرد دوڑتا حتی کہ یہہ قرن گذر گیا اور یہہ بت یرد بن
مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم کی عہد مین بنائے گئے تہے پہر اُس قرن کے
بعد دوسرا قرن آیا جنہون نے اونکی تعظیم پہلے قرن کی نسبت کر زیادہ کی پہر دوسرے کے
بعد تیسرا قرن ہوا اونہون نے کہا کہ ہمارے پہلے لوگون نے جو انکی تعظیم کی تو صرف اس نظر
سے کہ وہ خدا تعالی کے یہان انکی سفارش کی توقع رکہتے تہے اسلئے تیسرے قرن والون
نے اونکی پرستش کی اور انکا کفر بڑہ گیا تب اللہ تعالی نے حضرت ادریس ع کو اُنکی طرف
بہیجا اونہون نے اونکو دین حق کیطرف بلایا مگر اونہون نے حضرت ادریس ع کو جہٹلایا
پس اللہ تعالی نے آپکو اونچے مکان مین اُٹھا لیا اور لوگونکا حال ہمیشہ سخت ہوتا رہا چنانچہ
کلبی نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس رض سے اسکو روایت کیا ہے یہانتک کہ حضرت
نوح علیہ السلام کا زمانہ ہوا اونکو اللہ تعالی نے پیغمبر کرکے بہیجا اوس وقت اُنکی عمر

ودٌّ وسواعٌ ويغوث ويعوق
ونسر قوما صالحين فماتوا في
شهر فجزع عليهم ذوو
أقاربهم فقال رجل من
بني قابيل يا قوم هل لكم
أن أعمل لكم خمسة أصنام
على صورهم غير أني لا أقدر
أن أجعل فيها أرواحا قالوا نعم فنحت
لهم خمسة أصنام ونصبها لهم و
كان الرجل يأتي أخاه وعمه فيعظمه
ويسعى حوله حتى ذهب ذلك القرن وكانت عملت
على عهد يرد بن مهلائيل بن قينان
بن انوش بن شيث بن آدم ثم جاء قرن
آخر فعظموهم أشد من تعظيم القرن الأول
ثم جاء من بعدهم القرن الثالث فقالوا
ما عظم أولونا هؤلاء إلا وهم يرجون
شفاعتهم عند الله فعبدوهم وعظموا شأنهم
وعظم كفرهم فبعث الله إليهم
إدريس فدعاهم فكذبوه
فرفعه الله مكانا عليا ولم يزل
أمرهم يشتد
قال الكلبي عن أبي صالح عن
ابن عباس رضي الله عنه حتى أدرك نوح
فبعثه الله نبيا وهو يومئذ

چار سو اسی برس کی تہی اونہون نے اُن لوگونکو ایک سو بیس برس تک خدا تعالے
کیطرف بلایا لوگون نے اونکی نافرمانی کی اور جہٹلایا اللہ تعالی نے اونکو کشتی کے
بنانیکا حکم دیا آپ کشتی کے بنانیسے فارغ ہوکر اوسمین سوار ہوئے اوسوقت آپکی
عمر چہہ سو برسکی تہی اور جوڈی ونسے سوڈونے بعد اسکے آپ تین سو پچاس برس
ٹہہرے اور حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان دو ہزار
دو سو برسکا فاصلہ تہا تیس پانی نے ان بتونکو ایک زمین سے دوسری زمین مین
اُتارا یہانتک کہ اونکو جدہ کی زمین مین پہینکدیا جب پانی زمین کے اندر چلا گیا تو یہ
بت کنارے پر رہگئے پہر ہوا نے اُنپر یہانتک دہول اُڑائی کہ اونکو چہپادیا — مین
کہتا ہون کہ ظاہر قرآن سے اسکے خلاف معلوم ہوتا ہے اوس سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ
حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم مین ساڑہے نوسو برس رہے اور اللہ تعالی نے آپکی قوم
کو ڈبادینے سے ہلاک کیا بعد اسکے کہ حضرت نوح اونمین اسمدت ٹہہرے - کلبی کہتے ہین کہ
عمرو بن لحی کاہن تہا اور جنون مین سے ایک اوسکا دوست تہا اُس جن نے اُس سے
کہا کہ تو تہامہ سے جلد سفر اور سیر خیر وسلامتی کے ساتہہ کرکے جدہ مین جا
وہان تجکو بت تیار ملین گے اونکو تہامہ مین لے آ اور تامل مت کر پہر عرب کو اُنکی
پرستش پر بلا تیرا قول مانا جاویگا عمرو جدہ مین آیا اور اُن بتونکو کہود اپہر اُنکو

من اربعمائة سنة وثمانين سنة فدعاهم الى الله في مائة وعشرين ومائة سنة فعصوه وكذبوه فامره الله ان يصنع الفلك ففرغ منها وركبها وهو ابن ستمائة سنة وغرق من غرق ومكث بعد ذلك ثلاث مائة سنة وخمسين سنة وكان بين آدم ونوح الفا سنة ومائتا سنة فاهبط الماء هذه الاصنام من ارض الى ارض حتى قذفها الى ارض جدة فلما نضب الماء بقيت على الشط فسفت الريح عليها حتى وارتها قلت ظاهر القرآن يدل على خلاف هذا وان نوحا لبث في قومه الف سنة الا خمسين عاما وان الله اهلكهم بالغرق بعد ان لبث فيهم هذه المدة قال الكلبي كان عمرو بن لحي كاهنا وله رئي من الجن فقال عجل السير والظعن من تهامة بالسعد والسلامة ايت جدة تجد فيها اصناما معدة فاوردها تهامة ولا تهب ثم ادع العرب الى عبادتها تجب فاتى جدة فاستثارها ثم

اٹھا لایا یہانتک کہ تہامہ مین اوترا اور حج مین حاضر ہوکر تمام عرب کو اونکی عبادت کیطرف
بلایا اوسکا کہنا عوف بن عذرة بن زید اللات نے مانا عمرو نے اوسکو وہ بت
حوالہ کیا جسکا نام وَد تہا عوف اوسکو اوٹہا لایا اور یہہ وَد دومة الجندل کے وادی قریٰ
مین تہا اور عوف نے اپنے بیٹے کا نام عبدوَد رکہا اور وَد نام پر اول اوسیکا نام رکہا گیا اور
عوف نے اپنے بیٹے عامر کو اوس بت کا خادم مقرر کیا پس اوسکی اولاد ہمیشہ
اوسکی خدمت کرتی رہی یہانتک کہ اللہ تعالےٰ اسلام کو لایا کلبی نے کہا ہے
کہ مجھسے مالک بن حارثہ نے کہا کہ مینے وَد کو دیکہا ہے اور میرا باپ مجہکو دودہ
لیکر وَد کے پاس بہیجا کرتا تہا اور کہا کرتا تہا کہ یہہ دودہ اپنے خدا کو پلا دے
مین اوسکو پلا دیتا تہا راوی کہتا ہے کہ پہر مین نے خالد بن ولیدؓ کو دیکہا
کہ اونہون نے اوسکو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے خالد بن ولیدؓ کو اوسکے ڈہانے کے لئے بہیجا تہا عذرہ اور
عامر کی اولاد نے اونکو روکا آپ نے اونسے جہاد کرکے اونکو تہ تیغ کیا
اور وَد کو ڈہا ڈالا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دئے کلبی نے کہا ہے کہ مین نے
عامر بن حارثہ سے کہا کہ مجہسے وَد کا حال ایسیطرح بیان کر کہ گویا مین اوسکو
دیکہہ رہا ہون اوسنے کہا کہ وَد ایک نہایت بڑے مرد کی صورت تہی

جسکا دثار یعنی لباس دو کپڑون کا بنا یا گیا تہا ایک کو وہ تہمد کئے تہا اور
ایک کو چادر اور اوسپر ایک تلوار تہی جسکو حائل کئے تہا اور شانہ مین کمان
ڈالے تہا اور سامنے اوسکے ایک نیزہ تہا جسمین جہنڈا تہا اور ایک ترکش
جسمین تیر تہے - اور عمرو بن لحی کا کہنا مضر اور نزار نے بہی مانا اسلئے اوسنے
سواع نامی بت ہذیل کی قوم مین سے ایک شخص کے حوالہ کیا جسکو حارث
بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر کہتے تہے اور یہہ بت
بطن نخلہ مین سے اوس جگہہ مین تہا جسکو رہاط کہتے ہین مضر کی قوم مین سے
جو اوسکے متصل تہے وہ اوسکی عبادت کیا کرتے تہے اور اسی باب مین ایک
عرب کے شخص نے یہہ مضمون باندہا ہے ۵ یون گرد اپنے قبیلہ کے رہتے ہین معتکف
جسطرح ہون سواع کے چار و طرف ہذیلی ؛ اور عمرو بن لحی کا کہنا مذحج نے مانا اسلئے
اوسنے یغوث کو انعم بن عمرو المرادی کو حوالہ کیا یہہ بت یمن کے ایک ٹیلہ پر تہا مذحج
کی قوم اور جو اونسے دوستی رکہتے تہے اوسکی پرستش کرتی تہی اور اوسکا کہنا ہمدان نے قبول کیا
تو یعوق کو مالک بن مرثد بن جشم کے حوالہ کیا اور یہہ ایک گانو مین تہا جسکو خیوان کہتے
ہین اور ہمدان کی قوم اور اونکی موافق لوگ یمن مین سے اوسکی پرستش کرتے تہے اور اوسکا
کہنا حمیر نے مانا تو اوسنے نسر کو ذی رعین قوم کے ایک شخص کو حوالہ کیا جسکو معد یکرب کہتے تہے

مضر ونزار فدفع الى رجل من هذيل يقال له الحارث بن تميم بن سعد بن هذيل بن مدركة بن الياس بن مضر سواعا فكان بارض يقال لها رهاط من بطن نخلة يعبده من يليه من مضر وفي ذلك يقول رجل من العرب
تراهم حول قيلهم عكوفا كما عكفت هذيل على سواع
واجابته مذحج فدفع الى انعم بن عمرو المرادي يغوث وكان باكمة باليمن يعبده مذحج ومن والاها
واجابته همدان فدفع الى مالك بن مرثد بن جشم يعوق وكان بقرية يقال لها خيوان يعبده همدان ومن والاها من اليمن
واجابته حمير فدفع الى رجل من ذي رعين يقال له معد يكرب

اور یہہ بت سبا کی ایک جگہہ مین تہا جسکو نخلع کہا کرتے تہی اور حمیر اور اوسکی موافق
لوگ اوسکی پرستش کیا کرتے تہی غرضکہ یہ لوگ اوسکی پرستش کرتے رہی یہانتک کہ
ذو نواس نے اونکو یہودی بنایا اور ان سب بتونکی ہمیشہ پرستش ہوتی رہی
یہانتک کہ اللہ تعالی نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہیجا آپ نے اونکو ڈہایا اور توڑا
اور صحیح بخاری مین حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا کہ مین نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو گہسیٹتا ہی
اور یہہ شخص وہ تہا جسنے اول سانڈ بنایا اور ایک روایت مین ہی کہ اوسنے دین
ابراہیم کو بدلڈالا اور ابن اسحق کہتی ہین کہ مجہہ سی حدیث کی محمد بن ابراہیم بن حارث
تیمی نے کہ ابو صالح سمان نے اوس سی حدیث کی کہ اونہوننے حضرت ابو ہریرہ رض
کو کہتی سنا کہ وہ فرماتے تہی کہ مین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثم بن جون
خزاعی سی ارشاد فرماتے سنا کہ ای اکثم مین نے عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف
کو دیکہا کہ دوزخ مین اپنی آنت کو کہینچتا ہی اور مین نے کسی مرد کو دوسری سے
اتنا مشابہ نہین دیکہا جتنا تو اوسکی مشابہ ہی اور وہ تیری مشابہ ہی اکثم نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسکی مشابہت مجکو ضرر پونہچاویگی آپنے فرمایا کہ نہین
تو تو ایماندار ہی اور وہ کافر تہا وہ اون لوگون سی اول ہی جسنے دین

فكان موضع من سبا
يقال له نخلع يعبده حمير ومن
والاهما فلم يزل يعبد في ولده حتى
تهود ذو نواس فلم يزل
هذه الاصنام تعبد حتى
بعث الله النبي صلى الله عليه
واله وسلم فهدمها وكسرها
وفي صحيح البخاري عن ابي هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه واله وسلم رايت عمرو بن عامر
الخزاعي يجر قصبه في النار وكان اول من
سيب السوائب وفي لفظ وغير دين
ابراهيم وقال ابن اسحق حدثني محمد
بن ابراهيم بن الحارث التيمي ان ابا صالح
السمان حدثه انه سمع ابا هريرة يقول سمعت
رسول الله صلى الله عليه واله وسلم يقول لاكثم بن
الجون الخزاعي يا اكثم رايت عمرو بن
لحي بن قمعة بن خندف يجر قصبه
في النار فما رايت رجلا
اشبه برجل
منك به ولا بك
منه فقال اكثم عسى
ان يضرني شبهه يا رسول الله
قال لا انك مومن وهو
كافر انه كان اول من

غير دين اسمعيل فنصب الاوثان وبحر البحيرة وسيب السائبة ووصل الوصيلة وحمى الحامي قال ابن هشام وحدثني بعض اهل العلم ان عمرو بن لحي خرج من مكة الى الشام في بعض اموره فلما قدم مآب من ارض البلقاء وبها يومئذ العماليق وهم ولد عملاق ويقال عمليق بن لاوذ بن سام بن نوح رآهم يعبدون الاصنام فقال لهم ما هذه الاصنام التي اراكم تعبدون قالوا له هذه اصنام نعبدها فنستمطرها فتمطرنا ونستنصرها فتنصرنا فقال لهم افلا تعطونني منها صنما فاسير به الى ارض العرب فيعبدوه فاعطوه صنما يقال له هبل فقدم به مكة فنصبه وامر الناس بعبادته وتعظيمه قال هشام وحدثني ابي وغيره ان اسمعيل لما سكن مكة وولد له بها اولاده فكثروا حتى ملأوا مكة ونفوا من كان بها من العماليق ضاقت عليهم مكة ووقعت بينهم الحروب والعداوة فاخرج بعضهم بعضا فتفسحوا في البلاد والتماس المعاش وكان الذي حملهم على عبادة الاوثان

اسماعیل کا بدلکر بتونکو کہڑا کیا اور بحیرہ اور سائبہ اور وصیلہ اور حام کو بنایا۔
ابن ہشام کہتی ہین کہ مجہسی کسی علم والے نے کہا ہی کہ عمرو بن لحی مکہ سی شام کی
طرف اپنی کسی کام مین نکلا جب زمین بلقا سی مارب مین آیا اور وہان اُن لوگون
عمالقہ کی قوم تہی اور وہ اولاد عملاق بن لاذ بن سام بن نوح علیہ السلام کی ہین انکو
دیکہا کہ بت پرستی کرتے ہین پس اونسی کہا کہ یہہ کیسی بت ہین جنکو تم پوجتی ہو انہون
نے جوابدیا کہ ہم اُن سی مینہ کی درخواست کرتے ہین تو بارش ہوتی ہی اور اگر انکی
ذریعہ سی نصرت چاہتی ہین تو فتح ملتی ہی اوسنی کہا کہ تم ایک بت انمین سی مجکو کیون
نہین دیتی کہ مین عرب کے ملک مین لیجاؤن اور وہ اوسکی پرستش کرین انہون نے
اوسکو ایک بت دیا جسکا نام ہُبل تہا وہ اوسکو مکہ معظمہ مین لایا اور نصب کرکے
لوگونکو اوسکی عبادت اور تعظیم کیو اسطی کہا۔ ہشام کہتی ہین کہ مجہسی میری باپنے
اور اور لوگون نے بیان کیا ہی کہ حضرت اسمعیل علیہ السلام جب مکہ معظمہ مین رہے
اور آپکی اولاد اوسمین پیدا ہوئی اور بڑہگئی یہانتک کہ مکہ معظمہ اُنسی بہر گیا اور
اُنہون نے مکہ سی عمالقہ کی لوگونکو نکالدیا تو مکہ معظمہ اونپر تنگ ہوا اور اُن مین
آپسمین لڑائیان اور عداوتین ہوگئین اور بعضون نے بعضونکو نکالدیا یہہ لوگ
شہرونمین اور معاش کی جستجو مین ادہر اُدہر ہوگئی اور جس بات نے کہ اُنکو بتون اور

پتھرونکی پرستش پر برانگیختہ کیا وہ یہہ ہی کہ جب کوئی سفر کرنیوالا مکہ معظمہ سے باہر جاتا تہا تو حرم کی عظمت اور مکہ معظمہ کے اشتیاق سے حرم شریف کا ایک پتھر اپنے ساتھ اوٹھا لیجاتا تہا اور جہان وہ لوگ ٹھہرتے تہے وہان اوس پتھر کو رکھکر اوسکے گرد طواف مثل خانہ کعبہ کے اوسکی محبت اور اشتیاق مین کیا کرتے تہے اور باوجود اسکے وہ لوگ بموجب ارث حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے کعبہ اور مکہ کی تعظیم کرتے اور حج اور عمرہ کیا کرتے پہر اونہون نے جس چیز کو اچہا جانا اوسکی عبادت کی اور جس بات پر وہ تہے اوسکو بہول گئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو دوسرے دین سے بدلڈالا کہ بتونکی عبادت کرنے لگے اور اوس طریق پر ہوگئے جس پر اونسے پہلی قومین تہی اور جن بتونکو حضرت نوح علیہ السلام کی قوم عبادت کرتی تہی اونکو حرام جانا اور باوجود اسکے اونمین حضرت ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے وقت کی باتین بہی باقی تہی جنمین اونکا تمسک تہا یعنی خانہ کعبہ کی تعظیم کرنی اور اوسکا طواف کرنا اور حج اور عمرہ اور عرفات اور مزدلفہ مین ٹہرنا اور اونٹونکی قربانی بہیجنی — اور نزار کی قوم اپنے لبیک کہنے مین یون کہا کرتے لبیک لبیک لاشریک لک لبیک الاشریک ہو لک تملکہ وما ملک اور سب سے پہلے جسنے دین حضرت اسماعیل علیہ السلام کا بدلا

مین حاضر ہون تیرا کوئی شریک نہین مگر ایک ساجہی جو تیرا ہی تو اوسکا مالک ہی اور وہ مالک نہین ١٢

اور بت کہڑی کئی اور سانڈ چہوڑی اور وصیلہ اور حامی خانے عمرو بن ربیعہ تہا اور ربیعہ لحی بن حارثہ ہی اور حارثہ خزاعہ کا بیٹا ہی اور عمرو کی ما فہیرہ عامر بن حارث کی لڑکی تہی اور یہ حارث وہی ہی جو خانہ کعبہ کا محافظ اور متولی تہا جب عمرو بن لحی بالغ ہوا تو حارث سی تولیت کے بابمین جہگڑا اور اوسکی لئے کشت خون کیا اور حضرت اسماعیل کی اولاد پر چڑہائی کی اور آخر کو ان پر فتح پاکر کعبہ سے اونکو جلاوطن کر دیا اور مکے کے شہرون مین سے نکالدیا اور بیت الله کی دربانی کا متولی ہوا پہر وہ سخت بیمار ہوا تو اوس سے کسی نے کہا کہ شام کی زمین بلقا مین ایک گرم چشمہ ہی اگر تو وہان جاویگا تو اچہا ہو جاویگا وہ اس چشمہ پر آیا اور اوسمین نہایا اور اچہا ہو گیا اوسنے وہانکی لوگونکو دیکہا کہ بت پوجتے ہین اونسے کہا کہ یہہ بت کیسے ہین اونہون نے کہا کہ ہم ان کے ذریعہ سے مینہ کی درخواست کرتے ہین اور دشمن پر اونکی باعث فتح چاہتے ہین پہر اسنے اونسے سوال کیا کہ انمین سے مجکوبہی دو انہون نے دیدیا وہ اونکو مکہ مین لایا اور کعبہ کے گرد انکو کہڑا کیا اور عرب کے لوگون نے بت مقرر کئی اونمین سب سے پہلا بت منات تہا اور یہہ دریا کے کنارے مشلل کے ایک طرف کو جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ایک جگہہ ہی کہڑا ہوا تہا اور سب عرب اسکی تعظیم کرتے تہی اوس اور خزرج اور جو لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین آتے تہے

اور قریب کی جگہون کے لوگ اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اوسکی واسطے ذبح کرتے
اور قربانیان بھیجتے تھے اور اوس اور خزرج سے زیادہ اوسکی تعظیم کوئی نکرتا تھا
ہشام کہتے ہین کہ مجھ سے ایک قریش کے آدمی نے ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن ابی
عبیدہ سے اور اوسنے محمد بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ اوس اور خزرج اور
اہل یثرب وغیرہ کے عرب جو انکے ہمسایہ تھے حج کرتے تھے اور سب ٹھہرنیکی جگہہ مین وقوف
کرتے تھے مگر اپنا سر نہین منڈاتے تھے اور جب اپنی مکانونکو واپس جاتے تھے تو اوس
بت کے پاس آکر وہان سر منڈاتے تھے اور اوسکے پاس ٹھہرتے تھے اور اپنی حج کو
بدون اس فعل کے پورا نجانتے تھے اور منات ہذیل اور خزاعہ کا تھا پس آنحضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فتح مکہ کے سال مین بھیجا آپنے
اوسکو ڈہا ڈالا پہر اُن لوگون نے لات کو طائف مین بنایا اور یہہ بت منات سے نیا تھا
اور ایک مربع پتھر تھا اوسکی خادم ثقیف مین سے تھے اونہون نے اوسپر مکان بنایا
تھا اور قریش اور تمام عرب والے اوسکی تعظیم کرتے تھے اور اسیکی نام سے عرب والے
زید اللات اور تیم اللات نام رکھا کرتے تھے اور یہہ بت اوس جگہہ تھا جہان آج
مسجد طائف کا بایان مینار ہے اور یہہ اسیطرح رہا یہانتک کہ ثقیف کے لوگ
مسلمان ہوئے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا اونہون نے

وما قارب من المواضع يعظمونه ويذبحون له ويهدون له ولم يكن احد اشد اعظاما له من الاوس والخزرج قال هشام فحدثني رجل من قريش عن ابي عبيدة بن عبد الله بن ابي عبيدة عن محمد بن عمار بن ياسر قال كانت الاوس والخزرج ومن يأخذ بأخذهم من عرب اهل يثرب وغيرها يحجون فيقفون مع الناس المواقف كلها ولا يحلقون رؤسهم فاذا نفروا اتوه فحلقوا عنده رؤسهم واقاموا عنده لا يرون لحجهم تماما الا بذلك وكانت مناة لهذيل وخزاعة فبعث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عليا كرم الله وجهه فهدمها عام الفتح ثم اتخذوا اللات بالطائف وهي احدث من مناة وكانت صخرة مربعة وكان سدنتها من ثقيف وكانوا قد بنوا عليها بناء وكانت قريش وجميع العرب تعظمها وبها كانت العرب تسمى زيد اللات وتيم اللات وكانت في موضع منارة مسجد الطائف اليسرى اليوم فلم تزل كذلك حتى اسلمت ثقيف فبعث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المغيرة بن شعبة

اُسکو توڑکر آگ سے جلا دیا۔ بعدہٗ لوگون نے عُزّیٰ کو بنایا جولات کی نسبت کرنیا تہا
اُسکو ظالم بن اسعد نے مقرر کیا تہا یہ مورت وادی نخلہ مین ذات عراق کے اوپر
تہی لوگون نے اسکے اوپر مکان بنایا تہا اور اوسمین سے آواز سُنا کرتے تہے ہشام کہتے
ہین کہ میرے باپ نے ابو صالح سے اور اوسنے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عزیٰ ایک
شیطنی تہی بطن نخلہ مین تین درختون پر رہا کرتی تہی جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مکہ معظمہ کو فتح کیا تو حضرت خالد بن ولید کو ارشاد فرمایا کہ بطن نخلہ مین جاؤ تمکو وہان
تین درخت ملین گے اونمین سے پہلے کو کاٹ ڈالنا اونہون نے تعمیل ارشاد کی اور وہان
آکر اول درخت کو کاٹ ڈالا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین حاضر ہوئے
آپنے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا اونہون نے عرضکیا کہ کچہہ نہین آپنے فرمایا کہ اب دوسرے کو کاٹو
جب اُسکو بہی کاٹکر وہ واپس آئے تو آپنے پوچہا کہ تمنے کچہہ دیکہا عرضکیا کہ نہین آپنے ارشاد
فرمایا کہ تیسرے کو کاٹ ڈالو وہ تشریف لیگئے اور دیکہا کہ ایک حبشن بال بکہیرے اور ہاتہ
مونڈہے پر رکہے دانت بجاتی ہے اور اوسکے پیچہے اوسکا خادم ہے حضرت خالد بن ولید رض
نے فرمایا کہ مین تجکو نہین مانتا تو پاک نہین مین نے دیکہا کہ خدا تعالیٰ نے تجکو ذلیل کیا
پہر ایک ضرب ماری کہ اوسکا سر چیر دیا پہر جو دیکہا تو وہ کویلہ ہوگئی پہر درخت کو کاٹا
اور خادم کو مار ڈالا پہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمت مین آکر ماجرا عرض کیا

فهدمها وحرقها بالنار ثم اتخذوا العزى وهي احدث من اللات اتخذها ظالم بن اسعد فكانت بوادي نخلة فوق ذات عرق وبنوا عليها بيتا وكانوا يسمعون منها الصوت قال هشام وحدثني ابي عن ابي صالح عن ابن عباس قال كانت العزى شيطانة تأتي ثلاث سمرات ببطن نخلة فلما افتتح رسول الله صلى الله عليه واله وسلم مكة بعث خالد بن الوليد فقال ائت بطن نخلة فانك تجد ثلاث سمرات فاعضد الاولى فاتاها فعضدها فلما جاء اليه قال هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثانية فاتاها فعضدها ثم اتى النبي صلى الله عليه واله وسلم فقال هل رأيت شيئا قال لا قال فاعضد الثالثة فاتاها فاذا هو بحبشية نافشة شعرها واضعة يديها على عاتقها تصرف بانيابها وخلفها سادنها فقال خالد كفرانك لا سبحانك اني رأيت الله قد اهانك ثم ضربها ففلق رأسها فاذا هي حممة ثم عضد الشجرة وقتل السادن ثم اتى النبي صلى الله عليه واله وسلم فاخبره

آپنے فرمایا کہ یہہ عزی تھی اسکے بعد عرب والون کے لئے کوئی عزی نہین ـ ہشام کہتے ہین کہ قریش کے لئے کعبہ کے اندر اور اوسکے گرد اور بہت سے بت تھے اور اُن سب مین بڑا اونکے نزدیک ہُبل تہا اور مین نے ایسا سُنا ہے کہ وہ سرخ عقیق کا بنا ہوا انسان کی صورت داہنا ہاتہہ ٹوٹا ہوا تہا اور عرب کو ایسا ہی ملا تہا انہون نے اوسکا ہاتہہ سونیکا بنایا اور جسنے اوسکو اوّل کہڑا کیا تہا وہ خزیمہ بن مدرک بن الیاس بن مضر تہا اور یہہ خانہ کعبہ کے اندر تہا اور اوسکے سامنے تیر تہے اونمین سے ایکمین صریح لکہا ہوا تہا اور دوسرے مین ملصق لوگون کو جب کسی لڑکے مین شک ہوتا تو ہبل کے واسطے قربانی کرتے پہر تیر مارتے اگر صریح نکلتا تو لڑکے کو ملا لیتے اور اگر ملصق نکلتا تو اوسکو ٹالدیتے اور اگر کسی کام مین جہگڑتے یا سفر کا ارادہ کرتے تو اوسکے پاس جاتے اور تیر سے اوسکے سامنے بانٹے ڈالتے اور یہہ وہی بت تہا جسکو احد کی لڑائی مین ابوسفیان نے کہا تہا کہ اعل ہبل (بلند ہو اے ہبل) اور اوسکے جواب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اوسکو کہدو کہ اللہ اعلی واجل (اللہ نہایت برتر و بزرگ ہے) ـ اور اونکے بت اساف اور نائلہ تھے یہہ دونو مرد اور عورت تھے جنہون نے خانہ کعبہ مین زنا کیا تہا اللہ تعالی نے اونکو پتھر بنا دیا تہا وہ دونو بیت اللہ کے پاس اسلئے رکھی گئی تہی کہ اونسے لوگ نصیحت پکڑین جب وہ مدت تک رہے اور دوسرے بت پوجے گئے وہ دونون بھی

فقال تلك العزى ولا عزى بعدها للعرب قال هشام ثم كانت لقريش اصنام في جوف الكعبة وحولها واعظمها عندهم هبل وكان فيما بلغني من عقيق احمر على صورة الانسان مكسور اليد اليمنى ادركته قريش كذلك فجعلوا له يدا من ذهب وكان اول من نصبه خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر وكان في جوف الكعبة وكان قدامه قداح مكتوب في احدها صريح وفي الآخر ملصق فاذا شكوا في مولود اهدوا اليه هدية ثم ضربوا بالقداح فان خرج صريح الحقوه وان خرج ملصق دفعوه وكانوا اذا اختصموا في امر او ارادوا سفرا اتوه فاستقسموا بالقداح عنده وهو الذي قال له ابو سفيان يوم احد اعل هبل فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم قولوا الله اعلى واجل وكان لهم ايضا اساف ونائلة وهما رجل وامرأة فجرا في الكعبة فمسخهما الله حجرين ووضعا عند الكعبة ليتعظ بهما الناس فلما طال مكثهما وعبدت الاصنام عبدا معها

پوجی گئی اور بہت سی بت دوس کے اور بنی حارث اور قضاعہ اور مزینہ اور طی اور خولان کے
تہی اور ایک بت بنی ملکان کا تہا جسکا نام سعد تہا اور بنی ملکان کے ایک شخص کو اوسکا عجیب
قصہ ہوا کہ اوس شخص نے اُسکی طرف قصد کیا اوسکا اونٹ اوسکی پاس سے ہر طرف بہاگنے لگا
اوسنے غصہ ہو کر اوس بت کے ایک پتہر مارا اور یہ قطعہ پڑہا **قطعہ**

سعد کی پاس ہم آئی تہی کہ ہو جمعیت	کر دیا اوسنے پریشان نہ کبہی ہو وہ نیک
نہ بلاتا ہی ہدایت پہ نہ گمراہی پر	ہی تنوفہ کی زمین مین وہ فقط پتہر ایک

اور ایک بت عمرو بن جموح کا تہا جسکو اوسکی گہر مین لوگون نے رکہا تہا جب اوسکی
قوم کے کچہہ لوگ مسلمان ہو گئے تو رات کو اوس بت کو اوٹہا کر نجاست کی جگہہ مین
ڈالدیتی عمرو اوسکو ڈہونڈہتا پہر دہو کر خوشبو لگاتا جب رات ہوتی اور سوتا تو پہر لوگ
کچہہ ویسی ہی حرکت کرتی ایک رات عمرو نی اوسکی گردنمین تلوار ڈالدی اور کہا کہ اگر
تجہہ مین کچہہ خوبی ہی تو اس تلوار سی روکنا جب اندہیرا ہوا تو لوگ اوسپر دوڑ پڑی کر
اور تلوار اوسکی گردنمین سی نکال لی پہر ایک مرا ہوا کتا لیکر اوسکو اوس بت کی ساتہہ
ایک رسی مین باندہکر ایک کنوئین مین ڈالدیا جب عمرو نے بت کو دیکہا کہ اپنی آپ کو نہین
بچا سکتا تو یہی ہو جب اوسکی مسلمان ہونیکا ہوا اور بہا بین اوسنے یہ کہا ؎
کہتا ہون مین یہ قسم سی جو تو ہوتا معبود وہ جا مین قرن کے ہوتا نہ تو کتی کی ساتہہ - آخر حمیت تک جو اوسنی کہی مین

فصل اور بت پرستی مین جو شیطان مشرکون سے کہیلتا ہی تو اوسکی بہت سی سبب ہین
ہر ایک قوم سے اُنکی عقل کے موافق کہیلتا ہی پس ایک جماعت کو تو مردونکی تعظیم کی
جہت سے جنکی مورتین اونکی قبرون پر بنا رکہی ہین بتونکی پرستش کیطرف بلایا اور اسی
جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن لوگونکو جو قبرون پر مسجدین بناوین اور
چراغ جلاوین لعنت فرمائی اور قبرون پر نماز پڑہنی سی منع فرمایا اور اپنی رب پاک سے
درخواست کی کہ میری قبر کو بت مت بنانا جسکی عبادت کیجاوے اور اپنی امت کو
اسبات سی منع فرمایا کہ آپکی قبر کو عید ٹہہراوین اور ارشاد فرمایا کہ سخت ہوا غصہ
اللہ تعالی کا ایسی قوم پر جنہون نے اپنی نبیونکی قبر کو مسجد بنایا اور حکم کیا قبرون کے
برابر کرنے اور تصویرون کے مٹانیکا مگر مشرکون نے یا تو جہالت سے یا توحید والونکی عناد
کے جہت سے آپکا خلاف ہی اُن سب امور مین کیا اور عوام مشرکونپر تو یہی وجہ غالب ہے
لیکن اونکی خاص لوگون نے بتونکو اصلی مقرر کیا ہی کہ وہ کہتی ہین کہ یہ بت اُن ستارونکی
صورتین ہین جو اُنکی عندیہ مین عالم مین تاثیر کرتے ہین اور اونکی مکان اور خادم مقرر کیی ہین
اونمین سی ایک مکان پہاڑ کی چوٹی پر اصفہان مین ہی اور تین مکان صنعا مین تہی انکو
کسی مشرک نے زہرہ کے نام سے بنوایا تہا حضرت عثمان بن عفان رض نے اونکو اُجاڑ ڈالا
اور انمین سی ایک مکان تہا جسکو بادشاہ قابوس نے آفتاب کے نام پر شہر فرغانہ مین

بنایا تہا اوسکو معتصم باللہ نے خراب کر دیا اور اس قسم مین سب قومون سی سخت تر ہنود

ہین یحیی بن بشر نے کہا ہی کہ ہنود کے طریق کو ایک شخص نے ایجاد کیا جسکو بہن

کہتی ہین اور اونکی لئی بت بنائی اور اُن بتونکی مکانات مین سب سی بڑا مکان سندہ

کے شہرونمین سی ایک شہر مین مقرر کیا اور اوسمین اُنکا سب سے بڑا بت رکہا اور یہہ لوگ

کہتی ہین کہ وہ بت بڑی ہیولا کیصورت پر ہی اور یہہ شہر حجاج کے عہد مین مفتوح ہوا

مسلمانون نے اُس بت کا اکہاڑنا چاہا اونسی کہا گیا کہ اگر تم اوسکو چہوڑ دوگے

تو جو کچہہ یہان مال جمع ہوا کرتا ہی اوسمین سی ہم تمکو تہائی مقرر کر دینگی عبد الملک

نے اوسکی چہوڑنیکا حکم دیا اور ہنود اوسکی زیارت کو مقدار دو ہزار فرسخ سی آتے

ہین اور جو شخص اوسکی زیارت کو آوی اوسکو ضرور ہی کہ اپنی ساتہہ جسقدر ہوسکی نقدی

سو سی لیکر دسہزار تک لاوی اور وہان جو بڑا صندوق ہی اوسمین ڈالدی اور اِس

مذہب والے مشرک صابئین ہین اور یہی لوگ ہین کہ شرک کی باطل کرنیمین اونسی حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے مناظرہ کیا تہا اور اپنی علم سی انکی حجت توڑ دی تہی اور ہاتہہ سی اونکے

بت توڑدئی تہی اور یہہ مذہب پرانا ہی اور اس مذہب کے لوگ بہت فرقے ہین ایک وہ ہین

کہ آفتاب کو پوجتی ہین اور کہتی ہین کہ وہ ایک فرشتہ ہی کہ نفس اور عقل رکہتا ہی اور

وہ چاند اور ستارون کے نور کی اصل ہی اور نیچے کی موجودات سب اُس سی ہین

فخربه المعتصم واشد الاقسام
في هذا النوع الهنود وقال
يحيى ابن بشر ان طريقة الهند ان
وضعها لهم رجل يقال له بهن
ووضع لهم اصناما وجعل
اعظم بيوتها بيتا بمدينة من
مدائن السند وجعل فيه صنمهم
الاعظم وزعموا انه بصورة الهيولى الاكبر و
فتحت هذه المدينة في ايام الحجاج فاراد المسلمون قلع
الصنم فقيل ان تركتموه جعلنا لكم ثلث ما يجتمع له من
الاموال فامر عبد الملك بتركه والهند تحج اليه من نحو الف
فرسخ ولا بد للحاج ان يحمل معه من النقد
ما يمكنه من مائة الى عشرة آلاف فيلقيها
في صندوق عظيم هناك واهل هذا
المذهب من مشركي الصابئة وهم
هم الذين ناظرهم ابراهيم
في بطلان الشرك وكسر حجتهم
بعلمه واصنامهم بيده وهو قديم
واهله طوائف شتى
منهم من يعبد الشمس ويزعم
انها ملك من الملائكة لها
نفس وعقل وهي اصل نور
القمر والكواكب وتكون
الموجودات السفلية كلها عنها

اور اوسکے لیۓ ایک بت بنایا جسکی ہاتہہ مین ایک جواہر آگ کے رنگ کا ہی اور اوسکا
ایک خاص مکان ہی جسکی واسطی بہت سی گانون اور زمینین وقف ہین اور اوسکی
بہت سی خادم اور دربان ہین لوگ اوس مکان مین آتے ہین اور عبادت کرتے
ہین اور شفا مانگتی ہین اور جب سورج نکلتا ہی تو سب کے سب اوسکو سجدہ کرتے
ہین اسیطرح جب غروب ہوتا ہی یا ٹہیک دوپہر ہوتا ہی تب سجدہ کرتے ہین اور
یہین وجہ ان وقتون مین شیطان سورج سی ملا ہوا رہتا ہی تا کہ مشرکون کی عبادت
اور سجدہ اوسکی لیۓ ہو اور اسیواسطی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان وقتونمین
نماز پڑہنی سی منع فرمایا - اور ایک اور جماعت ہی جسنی چاند کیواسطی ایک بت بنایا ہی
اور کہتی ہین کہ وہ نیچے کے عالم کا تدبیر کرنیوالا ہی - اور بعضی اونمین سی اون بتونکی
پرستش کرتے ہین جنکو ستارونکی صورت اور اپنی زعم مین اونکی روحانیت کی شکل
پر بنایا ہی اور اگر تمکو اسپر اطلاع پانیکا قصد ہو تو کتاب سر المکتوم فی مخاطبۃ النجوم
مین جو ابن خطیب رازی کیطرف منسوب ہی دیکہو اوس سے تمکو بتون کے پوجنی کا بہید اور
اوس عبادت کی کیفیت اور شرطین معلوم ہوجاوین گی اور بتون کی عبادت کے
اسباب مین سی یہ بہی ہی کہ شیطان بتون کے اندر گہسکر لوگون سی گفتگو کرتی
ہین اور بعضی غائب باتین اونکو بتاتی ہین تو جاہل لوگ گمان کرتی ہین کہ خود بت بولتا اور اوسمین عاقل

واتخذوا له صنما بيده جوهرة على لون النار وله بيت خاص له وقوف كثيرة من القرى والضياع وله سدنة وحجبة ياتون البيت و يصلون فيه ويستشفون به فاذا اطلعت الشمس سجدوا كلهم لها وكذا اذا غربت او توسطت في الفلك ولهذا يقارنها الشيطان في هذه الاوقات ليقع عبادتهم وسجودهم له ولهذا نهى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن تحري الصلوة في هذه الاوقات وطائفة اخرى اتخذت للقمر صنما وزعموا انه المدبر للعالم السفلي ومنهم من يعبد اصناما اتخذوها على هياكل الكواكب وروحانياتها فان اردت الوقوف على هذا فانظر في كتاب السر المكتوم في مخاطبة النجوم المنسوب الى ابن خطيب الري تطلع على سر عبادة الاصنام وكيفية تلك العبادة وشروطها ومن اسباب عبادتها ان الشياطين تدخل فيها وتخاطبهم بعض المغيبات فيظنون ان الصنم يتكلم ويعقل فهذا من اعظم

فائدہ

یہہ کہتی ہین کہ اجرام علوی کی روحانیت ہی اور یہہ لوگ زمین کے باشندون مین اکثر ہین اور اسی نظر سے انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحت کو پہنچا ہی کہ دوزخ کی ارسال ہر ہزار مین سے نوسو ننانوی ہین

فصل

اور بتون کی عبادت کا سبب ایک یہہ ہی کہ مخلوق کے بابمین مبالغہ کرنا اور اوسکو رتبہ سے زیادہ مرتبہ دینا یہانتک کہ اوسکی لئی ایک حصہ معبود ہونیکا مقرر کیا جاوی اور خدا تعالی کے ساتہہ مشابہت دیجاوی اور یہہ وہی مشابہت ہے جسکو اللہ تعالی نے باطل فرمایا اور اوسکی انکار کیواسطی اور ایسی لوگونپر رد کرنیکی لئے اپنی رسولونکو بہیجا غرضکہ اللہ تعالی نفی کرتا ہی اور منع فرماتا ہی اس سے کہ اوسکی غیر کو اوسکا مثل اور مشابہہ کیا جاوی نہ یہہ کہ اوسکو خود اوسکی غیر سے تشبیہ دیجاوے کیونکہ ان مشہور قومون مین کوئی قوم ایسی نہین جسنے خدا تعالی کو اوسکی مخلوقات مین سے کسی چیز کی مثل ٹہرایا ہو بلکہ شرک والون کی جماعت مین مشہور مبالغہ اوس شخص کی شان مین جسکی تعظیم کرتے ہین یہہ ہی کہ اوسکو خالق کے ساتہہ تشبیہ دیتے ہین بلکہ اوسیکو خود خدا اور معبود ٹہرالیتے ہین جس سے غرض رجا کیجاتی ہی اور ہر ایک مشرک اپنی خدا اور معبود کو اللہ پاک سے تشبیہ دیتا ہی گو سب جہون سے اوسکو تشبیہ خدا سے نہین دیتا یہانتک کہ جو لوگ خدا کو نقصان اور عیبون سے موصوف کہتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ خدا تعالی فقیر ہی اور اوسکا ہاتہہ بند ہی اور جب اوسنے عالم کی بنانیسے فراغت پائی تو آرام کیا اور جو لوگ اوسکی لئے لڑکا اور جورو بتاتے ہین اونکا قصد یہہ نہین ہی تاکہ مخلوق کو سہا بمین اصل ٹہرادین اور رسول اللہ پاک کو ان صفات سے موصوف کرنا باطل ہی

نعوذ بالله انها روحانية الاجرام العلوية
انه تعلقاته وغيره وهم سكان
اهل الارض ولذا اخبر
صلى الله عليه وآله وسلم ان
ان بعث النار من كل الف
تسعمائة وتسعة وتسعون

فصل ومن اسباب
عبادة الاصنام الغلو في المخلوق واعطائه
فوق منزلته حتى يجعل فيه حظ من الالهية ويشبه
بالله تعالى وهذا هو التشبيه الذي ابطله
الله وبعث رسله بانكاره والرد على اهله فهو سبحانه
ينفي وينهى ان يجعل غيره مثلا له وندا له وشبيها
له لا ان يشبه هو بغيره اذ ليس في الامم المعروفة امة جعلته
سبحانه مثلا لشيء من مخلوقاته وانما المعروف
في طوائف اهل الشرك الغلو فيمن يعظمونه ويشبهونه
بالخالق بل يجعلونه هو الاله وانه المعبود الذي
يرجى ويخاف وكل مشرك فهو مشبه لالهه ومعبوده بالله
سبحانه وان لم يشبهه به من
كل وجه حتى ان الذين يصفونه
بالنقائص والعيوب كقولهم ان الله
فقير وان يد الله مغلولة وانه استراح
لما فرغ من خلق العالم والذين يجعلون
له ولدا او صاحبة لم يكن قصدهم
ان يجعلوا الخالق في اصلا لمخلوقه

اسواسطی کہ یہہ اوصاف تو خود اپنی آپ نقصان اور عیب ہین ان اوصاف سی
خدا تعالی کے موصوف ہونیکا باطل ہونا اسوجہ سی نہین کہ یہہ امر تشبیہ اور تمثیل ہی
پس خدا تعالی سی ان اوصاف کے نفی کرنے مین اسبات پر توقف نہوگا کہ تشبیہ کا نہونا
ثابت کیا جاوی جیسی بعض باطل کلام والے کہتی ہین یعنی اونہون نے تصریح کی ہی کہ کوئی
دلیل عقلی خدا تعالی سی نقصان اور عیب اٹھانیکی نہین اُس سی جو نقصان اور عیب
کی نفی کرتے ہین تو صرف اسنظر سی کہ نقصان اور عیب سی مشابہت دینی اور مثل کا
ثبوت لازم آتا ہی اور اس تقریر والون سی جب وہ لوگ کہ خدا تعالی کو اُن اوصاف
سی موصوف بناتے ہین یہہ کہتی ہین کہ ہم ان اوصافکو خدا تعالی مین ایسی طرح ثابت
کرتے ہین کہ اوسکی مخلوق انمین اوسکی مثل نہو مثلا ہم جو اوسکی لئی فقیری اور جورو
اور بچہ ثابت کرتے ہین تو اسطرح کہ اوسمین اوسکی مخلوق مشابہ نہو جیسی تم اُسکی لئی علم و قدرت
اور زندگی اور سننا اور دیکھنا ایسا بتاتے ہو جنمین اُسکی مخلوق مشابہ نہین پس ہمارا
کہنا اور تمہارا کہنا خدا تعالی کے لئی کوئی چیز ثابت کرنیمین برابر ہی تو اُن سی اُنکا
قول باطل نہوسکیگا اور مناظرہ مین برابر ہونگی کیونکہ کلام والون نے اون سی یہہ کہا تہا
کہ خدا تعالی سی نقصان و عیب برطرف ہونیکی لئی کوئی دلیل عقلی قائم نہین ہوتی اوسکا
نہونا صرف تشبیہ اور تمثیل کے لازم آنے کی جہت سی ہی اور اوسکی لئی صفات ایسطرح

ثابت کرنے جسمین تشبیہ نہ لازم آوے — اور طرفشانی نے اُنکی جوابمین کہاکہ ہم بھی یہی
کہتے ہین تو اب اول فریق کو کوئی جواب نرہا اور جب اول فریق کے بعض لوگون نے
جاناکہ یہہ اعتراض ہمپر ضرور ہی پڑیگا تو اونہون نے دلیل اجماع کیطرف گریز کی اور کہا
کہ ہمنے تو نقصان اور عیب کو خداتعالی سے اجماع کی دلیل سے نفی کیاہے اور اونکے
عندیہ مین یہ ہے کہ اجماع کی دلیلین ظنی ہوتی ہین یقین کو مفید نہین ہوتی اس سے
معلوم ہوتاہے کہ اونکے نزدیک یقین اور علم کامل اسبات پر نہین کہ خداتعالی نقصانون
اور عیبسے مبرا ہے — اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ اللہ پاک کا نقصان اور عیبسے پاک
کرنا واجب بذات خود ہے جیسے صفات کمال اور حمد کا ثابت کرنا واجب بذاتہ ہے اور یہی
بات عقلون اور سرشتون اور تمام کتب الہی مین ہر چیز سے ظاہر تر ہے اور عجیب بات یہہ ہے
کہ یہ لوگ جو بات خود بخود معلوم ہے کہ پیغمبر اوسکو لائے ہین اور اللہ تعالی کو اوس سے
موصوف کیاہے اور عقلین اور سرشتین اور دلیلین سمعی اوسپر دلالت کرتی ہین) اُسکی طرف
جھکے اور اوسکی نفی کی اور کہاکہ اوسکا ثابت کرنا مستلزم خداتعالی کے جسم ثابت
کرنے اور مشابہت دینے کا ہے اس سے ثابت ہواکہ جس چیز کو وہ خداتعالی کیلئے ثابت کرتے
ہین اور جسکو اوس سے دور کرتے ہین اُنمین انکا قدم نہین جما اور ایسی بات کیطرف جو
خود بخود اور سرشتون اور عقلون اور تمام کتب الہی سے ثابت تھی یعنی اللہ تعالی کا پاک کرنا

عملا وجميع لا تشتمل على الشنيعة
فقال ان ولثبات وهكذا نقول
نحن ولما عرف بعضهم ان هذا
يلزم منه لا محالة اشتروح
الى دليل الاجماع وقال انه
نفينا النقائص والعيوب عنه
بالاجماع وعند هم ان الاجماع
ادلة ظنية لا يفيد اليقين فالمبين عند القوم
يقين وقطع بان الله سبحانه فاني عن النقائص
والعيوب وآهل السنة يقولون ان تنزيهه
سبحانه عن العيوب والنقائص واجب لذاته
كما ان اثبات صفات الكمال
والحمد واجب له لذاته وهو اظهر في العقول
والفطر وبجميع الكتب الالهية من كل شيء
ومن العجب ان هؤلاء جاءوا الى ما علم
بالاضطرار ان الرسل جاءوا به ووصفوا
الله به ودلت عليه العقول والفطر
والادلة فهي منفيه وقالوا انه
يستلزم التجسيم والتشبيه
فلم يثبتوا لهم قدم البتة
فيما اثبتوا لله سبحانه وتنزيهه
عنه ونفوا ما دل عليه بالاضطرار
والفطر والعقول التي جاءوا
الكتب الالهية من تنزيه الله

نقصانون اور عیوب سی اوسکی طرف آئی اور یہ کہا کہ عقلی دلیلون مین کوئی نہین جو نقصان وعیب کو خدا تعالی سی دور کری بلکہ جن دلیلون سی تشبیہ دور ہوتی ہی اونہین سی اسکو بہی ہم دور کرتے ہین اس سی بڑہکر رسوائی دوسری نہین - بلکہ حقیقت یہ ہی کہ عیب اور نقصان اوسکی کمال مقدس کے خلاف ہین اور وہ ذات پاک اونکی ضدون اور ہرطرح سی مخالف چیزون سی موصوف ہی اور ان نقصانون کا ہونا عقلون کے نزدیک تشبیہ کی نسبت کہ ظاہر تر اور زیادہ کہلا ہوا ہی اور ہو بہی نہین سکتا کہ ان نقصانونکو خدا تعالی کے لئے اسیطرح ثابت کیا جاوی کہ اونہین اوسکی مخلوق اوسکی مشابہ نہو - اور مقصود یہ ہی کہ امتون مین کوئی ایسی نہین ہوئی جسنی خدا تعالی کو اوسکی مخلوق کے مشابہ کیا ہو اور مخلوق کو اصل ٹھہرا کر پہر خدا تعالی کو اوسکی ساتہہ تشبیہ دی ہو بلکہ تمثیل اور تشبیہ اسطرح امتون مین ہوئی ہی کہ اپنی بتون اور معبودون کو خدا ہونے مین خدا تعالی کے ساتہہ تشبیہ دی ہی اور یہہ تشبیہ بتون کی پرستش مین اصل ہی اہل کلام نے اس تشبیہ سی اور اوسکی باطل کرنیسی تو روگردانی کی اپنی توجہ کو خدا تعالی کی مشابہت خلق کے ساتہہ انکار کرنیکی طرف مصروف کیا جسکی قائل کوئی امت نہین معلوم ہوئی اور اوسمین یہانتک مبالغہ کیا کہ خدا تعالی سی صفات کمال کی بہی نفی کردی - اور یہہ مقام بہت ہی ضروری اور مفید ہی اور فرق بتاتا ہی درمیان اون چیزون کے جنسی پیغمبرون نے

خود اپنی ذات کو بری فرمایا اور جو لوگ مشرک مشابہت دینے والے اور خدا تعالے کے
ساتھہ اوسکی مخلوق کو برابر کرنیوالے ہین اونکو اوس سے مذمت کی اور درمیان اسبات
کے جسکو فرقہ جہمیہ جو خدا تعالی کو صفات کمال سے عاری بتاتے ہین نفی کرتے ہین
اور کہتی ہین کہ قرآن اوسپر دلالت کرتا ہے حالانکہ قرآن مجید اسبات سے بری ہے کہ مخلوقات
مین مشابہت اور مثل رب کی ہونا باطل ہے غرضکہ قرآن سے مقصود یہی بات ہے کہ جس
عقیدہ پر شرک کرنیوالے اور تشبیہ دینے والے خدا تعالی کے ساتھہ اوسکی غیر کو
برابر کرنیوالے ہین وہ عقیدہ باطل ہے اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تَجْعَلُوا لِلّٰهِ أَنْدَادًا وَّ
(سو نہ ٹھہراؤ اللہ کے برابر کوئی اور تم)
أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ اور فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَنْدَادًا یعنی ان لوگون نے
(جانتے ہو) (اور بعضے لوگ ہین جو پکڑتے ہین اللہ کے برابر اور ون کو)
مخلوق کو خالق کے مثل ٹھہرایا اسلئے کہ ند کے معنی مشابہ کے ہین یہہ بولتے ہین کہ فلان شخص
فلان کا ند اور ندید ہے یعنی اوسکا مثل اور مشابہ ہے اور انہین معنو ن مین حسان رض کے شعر مین
ند کا لفظ آیا ہے جسکا مضمون یہہ ہے ۵ کیا اسکی ہجو کرتا ہے جسکا تو نہین مثل ٭ تم دونون سے
بہتر پہ ہو قربان جو بد تر ٭ اور اسی سے ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد اوس شخص کو
جسنے آپ سے یہہ عرض کیا کہ جو اللہ تعالی نے چاہا اور آپ نے چاہا آپنے فرمایا کہ کیا تو نے مجھکو خدا تعالی کا ند ٹھہرایا اور جریر کے شعر مین
ندید دونو انہین معنو ن مین آئے ہین اوسکا ترجمہ یہہ ہے ۵ تم بنا چاہتے ہو میرے مثل ٭ کب ہو تم مثل حسب لی کے
اور اللہ تعالی فرماتا ہے فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْأَمْثَالَ اسمین اسبات سے منع کیا کہ خدا تعالی کیلئے اوسکی مخلوق سے کوئی مثل بناوین
(سو مت بٹھاؤ اللہ پر کہاوتین)

اس سے منع نہین کیا کہ خود الله تعالی کو اوسکی مخلوق کی مثل بناوین کیونکہ اسکا قائل کوئی نہین سب لوگونکی نظرونمین خدا تعالی اس امر سے بڑا اور اعظم اور اکبر ہی مگر تشبیہ دینے والے مشرک جسکی تعظیم کرتے ہین اوسکی بابمین یہ کرتے ہین کہ اوسکو خالق سے تشبیہ دیتے ہین اور الله تعالی تمام خلق کے سینونمین بہات سے بڑا ہی کہ اوسکی غیر کو اصل ٹھہراوین پہر اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دین اسلئے کہ جو شخص اوسکو اوسکی غیر سے تشبیہ دیتا ہے دو حال سے خالی نہین یا تو اوسکی تعظیم کی قصد سے ہی تب تو اس تشبیہ مین اوسکی تعظیم نہوگی کیونکہ سب بڑونکی بڑیکو ایسی چیز سے تشبیہ دی جو اوس سے کمتر ہی بلکہ عظمت اور بڑائی مین مشبہ اور مشبہ بہ مین کچہہ نسبت نہین اور کوئی عاقل ایسا نہین کیا کرتا یا تشبیہ سے خدا تعالی کو گہٹانا منظور ہی تو اوسکو ناقصون اور بڑون سے تشبیہ دی ہوتی نہ کاملون اور قابل مدح شخصون سے اور اسی سے ہی الله تعالی کا فرمانا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یعنی نہین اوسکی جوڑ کا کوئی اور یہہ نکہا کہ نہین ہی وہ کسیکے جوڑ کا اور ایسا ہی الله تعالے کا ارشاد لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ اس سے اسبات کی نفی مقصود ہی کہ کوئی اوسکے ساتہہ شریک یا معبود ہو جو عبادت اور تعظیم کا مستحق ہو یہہ مقصود نہین کہ اوسکی صفات کمال اور خلق کی اوپر بڑا ہونا اور اپنی کتابونکو تلفظ کرنا اور رسولون سے کلام کرنا اور ایماندارون کا اوسکو اپنی انکہون سے علانیہ دیکہنا جیسے آفتاب و ماہتاب کہلی آسمان مین

نہین اوسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہی سنتا دیکہتا ١٢

فانه سبحانه انما ذكر هذا وسياق رده على المشركين الذين اتخذوا من دونه اولياء فقال والذين اتخذوا من دونه اولياء الله حفيظ عليهم وما انت عليهم بوكيل وكذلك اوحينا اليك قرآنا عربيا لتنذر ام القرى ومن حولها وتنذر يوم الجمع لا ريب فيه فريق في الجنة وفريق في السعير ولو شاء الله لجعلهم امة واحدة ولكن يدخل من يشاء في رحمته والظالمون ما لهم من ولي ولا نصير ام اتخذوا من دونه اولياء فالله هو الولي وهو يحيي الموتى وهو على كل شيء قدير وما اختلفتم فيه من شيء فحكمه الى الله ذلكم الله ربي عليه توكلت واليه انيب فاطر السموات والارض جعل لكم من انفسكم ازواجا ومن الانعام ازواجا يذرؤكم فيه ليس كمثله شيء وهو السميع البصير فانظر وتأمل كيف ذكر هذا النفي تقريرا للتوحيد وابطالا لما عليه اهل الشرك من تشبيه الهتهم واوليائهم به حتى عبدوهم معه فعكس هؤلاء المحرفون وجعلوه دليلا على نفي صفات كماله وحقائق

معلوم ہوتے ہین یہہ سب باتین منفی ہون اسلئے اللہ تعالی نے اس قولکو اُن
مشرکون کے رد کرنیکے مضمون مین ذکر فرمایا ہی جنہون نے اوسکے سوا دوسرے
ولی بنا رکھے ہین چنانچہ فرمایا وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ
(اور جنہون نے پکڑے ہین اوسکے سوای رفیق اللہ کو)
حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِّتُنذِرَ
(وہ یاد ہین اور تجھپر نہین اونکا ذمہ اور اسیطرح اوتارا ہمنے تجھپر قرآن عربی زبان کا کہ تو ڈر سنادے)
أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ
(بڑے گانون کو اور اوسکے آس پاس والون کو اور خبر سنادے جمع ہونیکے دن کی جسمین دہوکا نہین ایک فرقہ بہشت مین اور ایک فرقہ آگ مین)
وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن يُدْخِلُ مَن يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ
(اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگون کو کرتا ایک ہی فرقہ پر وہ داخل کرتا ہی جسکو چاہی اپنی مہر مین اور گنہگار جو ہین)
مَا لَهُم مِّن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ
(اونکا کوئی نہین رفیق نہ مددگار کیا اونہون نے پکڑے ہین اوس سے ورے کام بنانیوالی سو اللہ جو ہی وہی ہی کام بنانیوالا اور وہی جلاتا ہی مردے)
وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ
(اور وہ ہر چیز کرسکتا ہی اور جس بات مین جھگڑا ہو تم لوگ کوئی چیز ہو اوسکی چکوتی اللہ کے حوالہ وہ اللہ ہی رب میرا اوسی پر)
تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ فَاطِرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ
(بھروسا ہی اور اوسیکی طرف میری رجوع بنا نکالنے والا آسمانون کا اور زمین کا بنا دئے تمکو تمہی مین سے جوڑے اور چوپایون)
الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذْرَؤُكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ تو دیکھو اور
(مین سے جوڑے بکھیرتا ہی تمکو اسطرح نہین اوسکی طرح کا سا کوئی اور وہی ہی سنتا دیکھتا)
تامل کرو کہ اس نفی کو توحید کے ثابت کرنے اور اس بات کے باطل کرنے
کے لئے جسپر شرک والے ہین کیسی ذکر فرمایا یعنی وہ لوگ جو اپنے معبودون اور
دوستونکو خدا تعالی کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے یہانتک کہ اونکی عبادت کرتے تھے
اوسکو باطل کرنیکے لئے لیس کمثلہ شی فرمایا کر تحریف کرنیوالون نے اوسکو بدل دیا اور
خدا تعالی کی صفات کمال کی نفی مین اور اوسکے نامون اور افعال کی حقیقتونکی

فصل اور شیطان کے داو اور کہیل سے ہی جو آتش پرستون نہون نے زمین اوسکو اپنی سپر بنایا
سے کہیلتا ہی کہ اونہون نے آگ کو اپنا خدا اور معبود ٹہرایا اور بعضی کہتی ہین کہ آتش پرستی
قابیل کے عہد سے ہی کہ اوسنی جب اپنے بہائی ہابیل کو مارا اور حضرت آدم علیہ السلام
اپنے باپ کی خوف سے بہاگ گیا تو ابلیس نے اوسکی پاس آکر کہا کہ ہابیل کی جو قربانی
مقبول ہوئی اور اوسکو آگ کہا گئی اوسکی وجہ یہ تہی کہ ہابیل اوسکی خدمت اور عبادت
کیا کرتا تہا تو بہی آگ کو قائم کر کہ تیرے لئی اور تیری بعد کے لئی مفید ہو اوسنی آگ کا
ایک مکان بنایا تو اول وہی ہوا جسنی آگ کو قائم کر کے اوسکی پرستش کی اور یہہ
مذہب مجوس مین چلا گیا اونہون نے آگ کیواسطے بہت سی مکانات بنائی اور وقف اور
خادم اور دربان مقرر کئی اور ایک لحظہ کو اوسکو نہ بجہنی دیا چنانچہ ایک مکان اوسکی واسطی
افریدون نے طوس مین بنایا اور دوسرا بخارا مین اور بہمن نے اوسکی لئی ایک مکان
سجستان مین بنایا اور ابوقباد نے ایک مکان بخارا کے اطراف مین بنایا اور آتش پرست
آگ کو مٹی پر فضیلت دیتی ہین اور ابلیس کی رای کو صواب کہتی ہین اور بشار بن برد نے اس
مذہب کی تائید اپنی قصیدہ مین اس شعر سے کی ہی ع زمین نیچی ہی کالی ہی اور تاریک ٭ اور آگ
جب سے کہ پیدا ہوئی ہی ہے معبود — آتش پرست کہتی ہین کہ آگ سب عناصر سے زیادہ
جگہہ گہیرتی ہی اور اوسکا جرم بڑا ہی مکانین وسیع تر اور جوہر مین اشرف اور جسم مین لطیف زیادہ ہی

اور عالم مین ہونا اوسیکی وجہ سے ہی اور بڑہنا اور تنگی اوسیکی طرف سے ہی اور اون مین سے
بعضون کو آتش پرستی اس درجہ کو پہنچا دیتی ہی کہ اپنی جانون کو اوسپر قربان کرتے
مین اسطرح کہ ایک شخص خود آتا ہی یا اپنی لڑکیکو لاتا ہی اور اچھی کپڑی اور زیور پہناتا ہی
اور عمدہ سواری پر سوار کرتا ہی اور گرد اوسکی باجا اور ڈہول ہوتے ہین اور آگ کیطرف
دلہن کے سنگار سے بہی زیادہ کرکے بہیجا جاتا ہی یہانتک کہ جب وہ آگ کے سامنے پہنچا
تو اپنے آپ کو آگ مین ڈالدیتا ہی اور موجود شخص اوسکے لئے دعا کا غل مچاتے ہین اور اوسکے
فعل کا رشک کرتے ہین تہوڑی ہی دیر دورہتا ہی کہ اتنے مین شیطان اوسکی صورت
بنکر لوگون کے سامنے آتا ہی کہ سر مو اوسمین فرق نہین دیکہتے وہ اون لوگون کو اس
دین پر مضبوط رہنے کی وصیت کرتا ہی اور کہتا ہی مجہکو آگ کی ذرا تکلیف نہین ہوئی
کہ راحت اور آرام مین چلا گیا **فصل** اور ایک جماعت اور ہے جو پانی کی
پرستش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ہر ایک چیز کی جڑ ہے اور
ہر ایک پیدایش اور بڑہنا اور پاکی اور آبادی اوسی سے ہے اور
کوئی کام ایسا نہین جس مین پانی کی حاجت نہو۔ اور جانورون
کی پرستش کرنیوالون سے شیطان نے بازی کی کہ بعضون نے
تو گہوڑے کو پوجا اور بعضون نے گائے کو اور بعضون نے آدمیون زندہ اور مردہ کو

اور بعضی قوم سے اُسنے یہہ کھیل کیا کہ اُنہونے درخت کی پرستش کی اور ایک جماعت
کو کھیل مین لگایا تو اونہونے جنونکی پرستش کی جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے
وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ قَالُوا سُبْحَانَكَ
اور جسدن جمع کریگا اون سبکو پھر کہیگا فرشتون کو کیا یہہ لوگ تھے تمکو پوجتے وہ بولے پاک ذات ہی تیری
أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ۔ اور فرمایا
ہم تیری طرف مین نہ اونکی طرف نہین پر پوجتے تھے جنون کو یہ اکثر ان ہی پر یقین رکھتے ہین ۱۲
أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ وَأَنِ اعْبُدُونِي
میں نے کہہ نہ رکھا تھا تمکو اے آدم کی اولاد کہ نہ پوجو شیطان کو وہ کھلا دشمن ہی تمہارا اور یہہ کہ پوجو مجھکو
هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ اور فرمایا وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُم مِّنَ
یہہ راہ ہی سیدھی اور جسدن جمع کریگا اون سب کو اے جماعت جنونکی تمنے بہت کچھ لیا انسانوں
الْإِنسِ وَقَالَ أَوْلِيَاؤُهُم مِّنَ الْإِنسِ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي
اور بولے اون کے دوستدار انسان اے رب ہمارے کام نکالا ہم مین ایک نے دوسرے سے اور پہونچے اپنے وعدے کو
أَجَّلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثْوَاكُمْ خَالِدِينَ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ۔
جو تونے ہمارا ٹھہرایا تھا فرماویگا آگ ہی گھر تمہارا رہا کرو اوس مین مگر جو چاہے اللہ تیرا رب حکمت والا ہی خبردار ۱۲
اِس سے یہہ غرض ہی کہ تم اونکی گمراہ کرنے اور بہکانیکے باعث سے زیادہ ہوگئی
حضرت ابن عباسؓ اور مجاہد اور حسنؒ فرماتے ہین کہ جنون سے کہا جاویگا کہ
تمنے بہت سے انسانونکو گمراہ کیا تو اسبات کا جواب انسانون مین جو جنون کے
دوستدار ہونگے اِس قول سے دیوینگے کہ رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ اِس سے اُنکی مراد
اے رب ہمارے کام نکالا ہم مین ایک نے دوسرے سے ۱۲
یہہ ہی کہ ہم مین سے ایک قسم دوسری سے نفع اٹھاتی ہے تو جنونکا نفع لینا انسانون
سے تو یہہ ہی کہ انسان اونکی حکمونکی طاعت کرتے ہین یعنی کفر اور بدکاری اور
نافرمانی بجالاتے ہین کہ اکثر غرض جنونکی انسانون سے یہی ہی اور انسانونکا نفع اٹھانا

وتارة يلعب بقوم فتعبد الشجر وطائفة تعبد الجن كما قال تعالى ويوم يحشرهم جميعا ثم يقول للملائكة أهؤلاء إياكم كانوا يعبدون قالوا سبحانك أنت ولينا من دونهم بل كانوا يعبدون الجن أكثرهم بهم مؤمنون وقال تعالى ألم أعهد إليكم يا بني آدم أن لا تعبدوا الشيطان إنه لكم عدو مبين وأن اعبدوني هذا صراط مستقيم وقال تعالى ويوم يحشرهم جميعا يا معشر الجن قد استكثرتم من الإنس وقال أولياؤهم من الإنس ربنا استمتع بعضنا ببعض وبلغنا أجلنا الذي أجلت لنا قال النار مثواكم خالدين فيها إلا ما شاء الله إن ربك حكيم عليم

يعني قد استكثرتم من إضلالهم وقال ابن عباس ومجاهد والحسن وإغوائهم فأجابهم أولياؤهم من الإنس بقولهم ربنا استمتع بعضنا ببعض يعنون استمتاع كل نوع بالنوع الآخر فاستمتاع الجن [illegible] فيما يأمرونهم به من الكفر والفسوق [illegible] فإن هذا أكبر أغراض الجن من الإنس [illegible] واستمتاع الإنس بالجن [illegible]

جنون سی یہہ ہی کہ جتنا آدمیونکی اعانت خداتعالی کی نافرمانی اور اوسکی ساتھہ شرک
کرنے مین کرتے ہین اور جتنا انسی بن سکتا ہی ان باتونکو انسانونکی سامنی زینت
دیتے ہین اور انسی دعا منگواتے ہین اور انکی اکثر حاجتین پوری کرتے ہین اور
جادو اور منتر وغیرہ سی ان سی خدمت لیتی ہین غرضکہ انسان توجنونکی اطاعت
شرک اور بری باتو مین کرتے ہین جو جنونکو اچھی معلوم ہوتی ہین اور جن انونکی
طاعت ان امور مین کرتے ہین جو انسانونکو خوش لگین یعنی تاثیرون اور بعض غیب
کی خبرین بتا دیتی ہین پس ان دونو فریقو مین ہر ایک دوسرے سی نفع لیتا ہی اور یہہ آیت
شیطانی حال والون یعنی جہوٹے صوفیون وغیرہ کی بہی حسب حال ہی جو اپنی کشف اور
تاثیرات شیطانی ظاہر کرکے جاہلون کے عندیہ مین خداتعالی کے ولی بنتی ہین حالانکہ
وہ شیطان کے ولی ہین جنسی جاہل فریب مین آکر خداتعالی کی دشمنون سی محبت کرتا ہی
اور جو لوگ اوسکی دوست ہین اور اوسکی طریق کے پیرو اون سے عداوت کرتا ہی
فصل اور ایک لوگونکی لئی فرشتونکی عبادت اچھی کر دکہائی اور فرقہ ثنویہ سی جو
بازی کی تو وہ نور کو عبادت کرنے لگا اور کہا کہ بنانیوالے دو ہین خیر کا بنانیوالا
تو نور ہی اور بدی کا بنانیوالا اندہیرا اور انکی قول نہایت درجہ کو بری اور مخالف
ہین اور ان لوگونکے لگبہگ مجوس ہین کہ نور اور آگ اور پانی اورزمین کی تعظیم کرتی ہین

انهم اعانوهم على معصية الله والشرك به بكل ما يعانون عليه من القرابين والدعاء وقضاء اكثر حوائجهم واستخدامهم بالسحر والعزائم وغيرها فاطاعوا الانس فيما يحبه الجن من الشركيات والفواحش واطاعة الجن فيما يرضيهم من التاثيرات والاخبار ببعض المغيبات فتمتع كل من الفريقين بالآخر وهذه الآية منطبقة على اصحاب الاحوال الشيطانية ومن تبعهم كما تشهد به حال اولياء الرحمن بما يظهرونه من الكشوفات والتاثيرات الشيطانية المكاشفات والتاثيرات الشيطانية لجاهل واتباعهم اولياء الشيطان بغرورهم لجهلهم فيوالي اعداء الله ويعادي اولياء المتبعين بسنته **فصل** ومن الناس من يعبد الملائكة وتلاعب بالثنوية فعبدوا النور وقالوا الصانع اثنان ففاعل الخير النور وفاعل الشر الظلمة وقولهم متفاوت في غاية القبح والتناقض وقريب منهم المجوس يعظمون الانوار والنيران والماء والارض

اور وہ چند مختلف فرقے ہین صابیون سے **شیطانکی یاری کا بیان** یہ قوم بہت ہی اور انکی دو قسمین ہین ایماندار اور کافر چنانچہ اللہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ہَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ الخ
(البتہ جو مسلمان ہین اور جو یہود ہیں اور صابئین اور نصاری جو کوئی ایمان لاوے اللہ پر اور پچھلے دن پر ۱۲)
اس آیت مین ان لوگون کو اون چارون قومون مین ذکر کیا جنمین ہر ایک کی دو قسمین ہین نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے اور نیز اون لوگون کو اون چھ قومون مین بھی ذکر کیا جو بہیئت مجموعی دو طرح کے ہین یعنی نجات پانیوالے اور ہلاک ہونیوالے چنانچہ فرمایا ان الذین آمنوا والذین ہادوا والصابئین والنصاری والمجوس والذین اشرکوا ان اللہ یفصل بینہم یوم القیامۃ اسمین ان دونو قومون کو بھی ذکر کیا جنکے پاس کتاب آسمانی نہین اور وہ دو قسمون یعنی بدبخت اور نیکبخت مین منقسم نہین اور وہ دونو مجوس اور مشرک ہین اس آیت فصل یعنی دوسری آیت مین اور بہشت کی وعدہ دینے کی یعنی پہلی آیت مین اون کو ذکر نہین کیا اور صابیون کا ذکر دونو مین فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ اس فرقہ کے لوگون مین بعضے بدبخت ہین اور بعضے نیکبخت اور یہ لوگ حضرت ابراہیمؑ کی قوم اور اونکی دعوت والے ہین اور یہ لوگ حران مین تھے جو صابیون کا گھر ہے اور انکی دو قسمین تھین ایک صابی حق دوم صابی شرک والے اور مشرکون مین سے بعضے ساتون ستارون اور بارہ برجونکی تعظیم کرتے ہین اور اپنے عبادتخانون مین اونکی تصویرین بناتے ہین

وكذلك للكواكب عندهم هياكل مخصوصة وهي المعابد الكبار كالكنائس للنصارى والبيع لليهود ولهم للكواكب عبادات ودعوات مخصوصة ويصورون لها صورا في هياكلهم ويتخذون لها اصناما مخصوصة ويقربون لها القرابين ولهم صلوات خمس في اليوم والليلة نحو صلوات المسلمين وبعضهم يصوم رمضان ويستقبلون في صلواتهم الكعبة ويعظمون مكة ويرون الحج اليها ويحرمون الميتة والدم ولحم الخنزير ويحرمون من القرابات في النكاح ما يحرمه المسلمون وعلى هذا المذهب كان جماعة من اعيان الدولة ببغداد فمنهم هلال بن المحسن الصابي صاحب الديوان والانشاء وصاحب الرسائل المشهورة وكان يصوم مع المسلمين ويعيد معهم ويزكي ويحرم المحرمات وكان الناس يتعجبون من موافقته للمسلمين وليس على دينهم

اور اسیطرح اونکی یہان ستارون کے خاص دیول یعنی بڑے عبادت خانے ہین
جیسی نصاری کے یہان گرجا اور یہود کے یہان معبد ہین اور اون ستارونکی اونکی
عندیہ مین دعائین اور عبادتین مخصوص ہین اور اون ستارونکی تصویرین اپنے
دیولون مین کہینچتے ہین اور اونکی لئے خاص مورتین بناتے ہین اور قربانیان
ذبح کرتے ہین اور رات دن مین مسلمانون کی نمازونکی طرح اون ستارونکی
پانچ نمازین مقرر ہین اور کچہ گروہ اونمین سے ماہ رمضان کے روزے
رکہتے ہین اور قبلہ کی طرف کو نماز پڑہتے ہین اور مکہ معظمہ کی تعظیم کرتے
ہین اور اوسکے حج کے معتقد ہین اور مردار اور خون اور سور کے گوشت
کو حرام جانتے ہین اور رشتون مین سے نکاح کے باب مین اون کو حرام جانتے
ہین جنکو مسلمان حرام کہتے ہین اور اس مذہب پر کچہ لوگ دولت کے
اراکین مین سے بغداد مین تہے اونہین مین سے ہلال بن حسن الصابی
کچہری کا مالک اور بہت سے مشہور رسالون کا مولف ہے یہ شخص
مسلمانون کے ساتہ روزہ رکہتا اور عید کرتا اور زکوۃ دیتا اور
حرام چیزون کو حرام جانتا اور لوگ مسلمانون کے ساتہ
اوسکے ملے رہنی سے تعجب رکہتے کہ اونکے دین مین نہین اور موافق رہتا ہے

اور اُنکی دین کی اصل اونکی قول کے بموجب یہ ہی کہ وہ دنیا کے دینوں کی باتین اور
مذہب لیتی ہین اور اُنمین سی جو عقیدہ لوگونکا برا ہوتا ہی خواہ قول ہو یا عمل نکالڈالتے
ہین اور اِسی جہت سی اُنکا نام صابیہ ہوا یعنی نکلنی والا اسلئی کہ وہ ہر دین کے مجموعہ اور
تفصیل کے بموجب عبادت کرنے سی نکلکر اوس چیز کیطرف میل کرتے ہین جو اُس دین
مین حق بات سمجھتی ہین — پہر اونمین سی بعض وہ ہین کہ مجمل ہو تو نکا اقرار کرتے ہین اور
تفصیل مین توقف کرتے ہین اور بعض مجمل اور مفصل دونو کے مقر ہین اور بعض مجمل
اور مفصل دونون کے منکر ہین — پہر اونمین سی مشرک کہتی ہین کہ ہمکو خدا تعالی کے
جلال تک بدون ذریعون کے پونہچنا ممکن نہین تو واجب ہی کہ ہم اوسکی طرف اُن
روحانیون سی تقرب کرین جو اوس سی قریب ہون اور وہ لوگ روحانی اور مقرب اور
مواد جسمانی سی پاک ہین تو وہی ہماری رب اور معبود ہین پس ہم اپنی نفسونکو شہوات
طبیعی سی پاک اور اخلاق کو خواہشون تعصب والی کے علائق سی مہذب کرتے ہین
تاکہ ہم مین اور روحانیونمین مناسبت ہو جاوے اوسوقت ہم اپنی حاجت اُنسی مانگتی
ہین اور تمام اپنی کامونمین اونکی طرف میل کرتے ہین تو ہماری نفسونکو لیاقت اور مدد
بدون ذریعہ پیغمبرون کے حاصل ہوتی ہی بلکہ اوسی معدن سی ہم بہی لیتی ہین جہانسے
رسولون نے لیا اور یہہ بہی اُنکا قول ہی کہ انبیا نوع مین ہماری مثل ہین اور مادہ

وشركاؤنا في المساواة بانهم ياكلون مما
ناكل ويشربون مما نشرب وهم
بشر مثلنا يريدون ان يتفضلوا
علينا وزادت الاتحادية
اتباع ابن عربي وابن سبعين
والعفيف التلمساني واحزابهم
على قول امامهم بما قاله شيخ الطائفة
محمد بن عربي ان الولي اعلى رتبة من الرسول
لانه ياخذ من المعدن الذي ياخذ منه الملك
الذي يوحي الى الرسول بدرجتين
واخوانهم من المشركين جعلوا انفسهم
في التلقي بمنزلة الانبياء ولم يدعوا
انهم فوقهم

مین ہماری شریک جو ہم کہاتے پیتے ہین اوسیکو انبیا بہی کہاتے پیتے ہین اور وہ
ہماری ہی طرح آدمی ہین ہمسی بڑہنا چاہتے ہین اور فرقہ اتحادیہ یعنی ابن عربی اور
ابن سبعین اور عفیف تلمسانی کے پیرو اور انکی گروہ اس اپنی جماعت کے مرشد محمد
بن عربی کے قول کے سبب اس سے بھی زیادہ بات کے قائل ہوئی کہ ولی رسول کے
درجہ سے دو درجہ بڑہکر ہے اسلئے کہ ولی اُس معدن سے لیتا ہے جہان سے وہ فرشتہ
لیتا ہے جو رسول کیطرف وحی لاتا ہے اور انکی بہائی مشرکون نے اپنے نفسونکو اسباب کے
سیکہنے مین انبیا کی برابر ٹھہرایا تہا یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ ہم انبیا سے اوپر ہین

فصل بیان مین شیطانکی بازی کے دہریونسے

دہریہ وہ فرقہ ہے کہ مصنوعات کو صانع سے معطل کہتے ہین یعنی اُنکا عقیدہ ہے کہ
مصنوعات کا کوئی صانع نہین وہ کہتے ہین کہ جو کچھ خدا ہمارا حال بیان کرتا ہے وہ
یہی دنیا کی ہماری زندگی ہے کہ ہم مرتے ہین اور جیتے ہین اور زمانہ کے سوا ہمکو کوئی
ہلاک نہین کرتا اور دہریہ دو فرقے ہین ایک تو اسباب کی قائل ہین کہ خدا پاک نے
آسمانونکو بہت بڑی حرکت سے متحرک پیدا کیا جسپر وہ گردش مین آئی اور خود اپنے
صانع کو چکرا دیا اور انکی ضبط کرنے اور اُنکی حرکت کے روکنے پر قادر نہوا اور ایک
فرقہ وہ ہے کہ کہتے ہین کہ چیزونکا شروع یقیناً نہین صرف پوشیدگی سے ظہور مین آتی ہین

فصل في ذكر تلبيسه على الدهرية
الدهرية هم فرقة عطلوا المصنوعات
عن صانعها وقالوا ما حكاه الله عنهم
ان هي الا حياتنا الدنيا نموت ونحيى
وما يهلكنا الا الدهر وهم فرقتان
فرقة قالت ان الخالق سبحانه
خلق الافلاك متحركة اعظم
حركة فدارت عليه فاحرقته ولم
يقدر على ضبطها وامساكها
وفرقة قالت ان الاشياء ليس لها اول البتة
وانما تخرج من القوة الى الفعل

فاذا خرج ما كان بالقوة الى الفعل تكونت الاشياء مركبها وبسيطها من ذاتها لا من غيرها وقالوا ان العالم لم يزل ولا يزال ولا يتغير ولا يضمحل ولا يبيد ولا يجوز ان يكون المبدع يفعل فعلا يبطل ويضمحل الا وهو يبطل ويضمحل مع فعله وهذا العالم هو الممسك لهذه الاجزاء التي فيه وهؤلاء هم المعطلة حقا وقد سرى هذا التعطيل الى سائر فرق المعطلة على اختلاف درجاتهم في التعطيل كما سرى داء الشرك في سائر فرق المشركين على اختلاف مذاهبهم وكما سرى داء جحد النبوة في جميع من جحدها او جحد صفة من صفاتها او اقر بها مجملا وجحد مقصودها ولم ينج من هذا الداء الا اتباع الرسل الذين عرفوا حقيقة ما جاء به الرسول واخذوا به ظاهرا وباطنا لا بغيره فداء الشرك والتعطيل وداء مخالفة الرسول وجحد ما جاء به او شيء منه هو منبع كل شر وفساد في العالم ولا تجد فرقة من فرق اهل الالحاد والباطل والبدع

تو جو چیز بالقوہ ہوتی ہے جب فعل مین آتی ہے تو اشیاء مرکبہ اور بسیطہ موجود ہو جاتی ہین خود اپنی ذات سے نہ اور کسی چیز سے اور کہتے ہین کہ عالم ہمیشہ سے رہا اور ہمیشہ کو رہیگا نہ بدلتا ہے نہ ڈہیلا ہوتا ہے اور یہہ نہین ہوسکتا کہ پیدا کرنیوالا کوئی کام کرے جو باطل اور مضمحل ہو جاوے اور وہ خود اپنے فعل کے ساتہہ باطل اور مضمحل ہو اور یہہ عالم جتنے اجزا اسمین ہین اونکو تھامے ہوئے ہے – یہہ لوگ حقیقت مین معطل یعنی خدا تعالی کے بیکار جاننے والے ہین اور یہہ بیکار کرنا سب معطلہ فرقون مین پہیل گیا ہے گو بیکار کرنیمین اونکی رائین مختلف ہین جسطرح کہ شرک کا مرض تمام مشرکون کے فرقون مین باوجود اونکے مذہبون کے اختلاف کے پہیل گیاہے اور جسطرح کہ نبوت کا انکار اون لوگونین پہیلاہے جو نبوت یا اوسکی ایک صفت کے منکر ہین یا مجمل اوسکا اقرار کرتے ہین اور اوسکے مقصود کے منکر ہین اور اس بیماری سے سوا رسول کی پیرووں کے اور کسی نے نجات نہین پائی یہہ لوگ جس ملت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اوسکی حقیقت جانتے ہین اور ظاہر و باطن مین اوسیکو گرفت کرتے ہین نہ اوسکے سوا دوسری چیز کو غرضکہ شرکت اور تعطیل کا مرض اور رسول کی مخالفت کا روگ اور جس چیز کو آپ لائے اوسکا یا اوسمین سے کسی چیز کا منکر ہونا ہی منبع اور اصل ہر ایک شر اور خرابی کی جا ہے اسلئے کہ کوئی فرقہ الحاد والون اور باطل والون اور بدعت والون کا

ایسا نہین جسکا قول اور عقیدہ ان اصول سے یا اونکی بعض سے مشتق نہو

تو اگر ان سے بچے تو بڑی مشکل سے بچے		ورنہ مجھکو ہی گمان تجھکو ہوئیگی نجات

فصل اور یہہ مصیبتین سب فیلسوفونکو عام نہین اسلئے کہ فلسفہ یعنی حکمت اپنی ذات سے اسکا نہین چاہتی فلسفہ کے معنی تو حکمت کی محبت کے ہین اور فیلسوف حکمت کے دوست کو کہتے ہین مگر فیلسوف بہت سے لوگون کے عرف مین اوس شخص کے لیے خاص ہو گیا ہی جو انبیا کے دین کے عقائد سے نکلکر جو بات اوسکے گمان مین صرف عقل کے بموجب ہو اوسکا معتقد ہو جاوے اور اس سے بھی خاص یہہ ہی کہ پچھلے لوگون کے عرف مین ارسطو کے پیرو ونکو فیلسوف کہتے ہین اور وہ وہ لوگ ہین جنکی طریق کو ابن سینا نے اراستہ کیا اور فلسفہ کے فرقون مین سے یہہ فرقہ علحدہ ہی یہانتک کہ بعض کہتے ہین کہ حکما مین سے آسمانون کے قدیم ہونیکا سوا ارسطو کے اور اوسکے ساتھیون کے اور کوئی قائل نہین ہوا اور ارسطو سے پہلے متقدمین آسمان کے حدوث کے اور صانع کے اثبات کے اور عالم سے اوسکی مخالفت ہونیکے قائل تھے اور یہہ صانع جہان کے اور آسمانون کے اوپر ہی اپنی ذات سے جیسے ابو الولید رشید نے اپنی کتاب مناہج الادلہ مین لکھا ہی اور وہ شخص اپنے عہد مین ان لوگون کے اقوال سب سے زیادہ جانتا تہا اور اوسمین جہت کے باب مین گفتگو نقل کی ہی۔ اور اس صفت کا حال یہہ ہی کہ شریعت والے اوسکو شروع سے اللہ تعالیٰ کیوا سطے ثابت کرتے چلے آئے یہانتک کہ اسکی نفی معتزلہ نے کی

پہر اس صنعت کی نفی پر اونکا اتباع پچہلے اشعریون نے کیا جیسا ابو المعالی اور جو اوسکے
قول پر چلنے والا ہے یہانتک کہ اوسنے کہا ہی کہ شریعتین کل اسبات پر مبنی ہین کہ
خدا تعالی آسمان مین ہی اور آسمان ہی مین سے فرشتی نبیونپر وحی لیکر اترتے ہین
اور آسمانون ہی سے کتابین اتری ہین اور اونہین کی طرف انکو معراج نبی صلی الله علیہ
وآلہ وسلم کی ہوئی اور حکما کا سبکا اتفاق اسپر ہی کہ الله تعالی اور فرشتی آسمانمین
ہین جیسے شریعتین اسپر متفق ہین پہر اوسنے اسبات کی تقریر عقل کے بموجب بیانکی ہی
پہر جس شبہ کی باعث کہ جہمیہ نے اور اونکی موافقون نے جہت کا انکار کیا ہی اوسکے
باطل ہونیکو بیان کیا ہی حتی کہ کہا کہ اس تقریر سے ثمرہ ہویدا ہوا کہ جہت کا ثابت کرنا
شرع اور عقل کی روسے واجب ہی اور اوسکا باطل کرنا شریعتونکا باطل کرنا ہی
— اور اونکی اراکین رسولونکی اور شریعتونکی تعظیم کرتے تہی اور اسبات کی معترف تہی
کہ جس باتکو رسول لائی ہین وہ عقل کے طور کے سوا ہے اور وہ لوگ الہیات مین کچہہ
گفتگو نکرتے تہی اور اوسکی گفتگو کو رسولونپر حوالہ کرتے تہی اور کہتی تہی کہ ہمارے
علوم صرف ریاضیات اور طبیعیات اور اونکی توابع ہین اور اصحاب مقالات
نے نقل کی ہی کہ اول جس شخص سے عالم کے قدیم ہونیکا قول مشہور ہوا وہ ارسطو ہے
اور یہہ مشرک اور بت پرست تہا اور اوسنے الہیات مین تقریر کی ہی کہ بالکل غلط ہی

اوسکو مسلمانونکی بہت سی جماعتون نے رد کیا ہی یہانتک کہ جہمیہ اور معتزلہ اور
قدریہ اور رافضیہ اور حکماء اسلام نے سب نے رد کیا ہی اور ارسطو نے اثبات کا انکار
کیا ہی کہ خدا تعالی موجودات مین سے کسی چیز کو جانے اور کہا ہی کہ اگر وہ کسی چیز کو
جانیگا تو اپنی معلومات سے کامل ہوگا بذات خود کامل نہوگا اور معلومات کی تصور سے
اوسکو مشقت لاحق ہوتی ہوگی اور اوسکی پیروی کی اُن لوگون نے جو اتباع رسولون
مین چہپے ہین حالانکہ وہ پیغمبرونکی لائی ہوئی تمام شریعت سے جدا ہین اور ارسطو کو
معلم اول کہتے ہین اسلئے کہ وہ اول اُن لوگون کا ہی جنہون نے اونکے لئے منطقی تعلیمات بنائین
اور ارسطو اور اوسکے تابعین کہتے ہین کہ منطق معانی کی ترازو ہی جیسے عروض شعرون
کی ترازو ہی اور اسلام کے نظر کرنیوالون نے اِس ترازو کی خرابی اور اوسکی کجی اور ذہنون
کے خبط کرنیکو بیان فرمایا اور اوسکی رد کرنے اور ساقط ہونیکی باب مین کتابین لکہین
اور سب سے پیچھے اسبا مین شیخ الاسلام ابو العباس احمد ابن عبد الحلیم معروف بہ ابن تیمیہ نے
تصنیف کی ہی اونہون نے منطق کے رد و ابطال مین دو کتابین لکہی ہین جنمین اوسکا
مخالف ہونا اور ساقط ہونا اور بہت وضعونکی خرابی کو بیان کیا ہی اور اسبا مین مین نے
ایک کتاب ابو سعید سیرافی کی دیکہی ہی اور مقصود یہہ ہے کہ ملحد بتدریج اسی معلم ارسطو کی
قدم پر چلی گئی یہانتک کہ نوبت اونکی معلم ابو نصر فارابی کی پونہچی اوسنے اونکے لئے

فاما رده عليه طوائف المسلمين
حتى الجهمية والمعتزلة والقدرية
والرافضة وفلاسفة الاسلام
وانكر ان يعلم الله شيئا
من الموجودات وقال لو علم
شيئا لكمل بمعلوماته ولم يكن
كاملا في نفسه وكان
يلحقه التعب من تصور المعلومات
وتبعه من انتسب باتباع الرسل وهو
مخالف لما جاء به الرسل وهو
يسمونه المعلم الاول لانه اول من وضع
لهم التعاليم المنطقية وزعم ارسطو
واتباعه ان المنطق ميزان المعاني كما ان
العروض ميزان الشعر وقد بين نظار الاسلام
فساد هذا الميزان وعوجه وتخبيطه للاذهان
وصنفوا في رده وتهافته واخر من صنف
في ذلك شيخ الاسلام ابن تيمية الف
في رده وابطاله كتابين بين فيهما
تناقضه وتهافته وفساد كثير
من اوضاعه ورأيت فيه
تصنيفا لابي سعيد السيرافي والمقصود
ان الملاحدة درجت على اثر
هذا المعلم حتى انتهت النوبة الى
معلمهم ابي نصر الفارابي فوضع لهم

باب ۳

التعاليم الصوتية كما ان المعلم الاول وضع لهم التعاليم الحرفية ثم وسع هذا المعلم الثاني الكلام في صناعة المنطقية وشرح فلسفة ارسطو وهذبها

والله عندهم لا كما قررنا [illegible] افضل متاخريهم ومقدمهم الذي يعظمونه هو الرئيس ابو علي ابن سينا ان الموجود المطلق بشرط الاطلاق وليس له صفة ثبوتية يقوم به ولا يفعل شيئا باختياره ولا يعلم شيئا من الموجودات اصلا ولا يعلم عدد الافلاك ولا شيئا من الغائبات ولا كلام له يقوم به ومعلوم ان هذا انما هو خيال مقدر في الذهن لا حقيقة له [illegible]

تعلیمات مصوتیہ بنائین جیسی معلم اوّل نے اونکی لئے تعلیمات حرفیہ بنائی تہین پہر اس
معلم دوم نے فن منطق مین گفتگو کو وسعت دی ہی اور ارسطو کی حکمت کی شرح کرکے
اوسکو آراستہ کیا ہی۔ اور ان لوگون کے نزدیک موجب اوس تقریر کے جسکو
اونکے پچہلون مین سے افضل او پیشوا نے لکہا ہی اور اوسکو سولون پر مقدم
جانتی ہین یعنی ابو علی ابن سینا کے قول کے موجب خدا تعالی موجود مطلق بقید
اطلاق ہی اور اوسکو کوئی صفت ثبوتی جو اوسکی ساتہہ قائم ہو نہین اور وہ اپنے
اختیار سے کچہہ نہین کرتا نہ کسی چیز کو موجودات مین سے مطلق جانے نہ آسمانونکی گنتی
اور کوئی غائب چیز جانے نہ اوسکا کوئی کلام ہی جو اوسکے ساتہہ قائم ہو۔ اور
اور ظاہر ہی کہ یہہ ایک بات صرف خیال ذہن مین فرض کیا ہوا ہی جسکی کچہہ حقیقت نہین
یہ وہ پروردگار نہین جسکی طرف رسولون نے بلایا اور امتون نے اوسکو سمجہا جانا بلکہ وہ رب جسکی
طرف ملحد بلاتی ہین اور اوسکو ماہیت سے علیحدہ اور ہر صفت ثبوتی اور فعل اختیاری سے
جدا بتاتی ہین اور یہہ کہ وہ نہ داخل عالم مین ہی نہ عالم سے خارج نہ اوس سے متصل نہ اوسکی
مخالف نہ اوسکی اوپر نہ اوسکی نیچی نہ اوسکی آگے نہ اوسکی پیچہی نہ اوسکی داہنی نہ اوسکی
بائین اور ملحدونکا قول اونکی معلم ارسطو کی نسبت کم بہتر ہی اسلئے کہ اونہون نے ایک واجب کو
ثابت کیا اور ایک ممکن ٹہرایا کہ اوسکا معلول ہی اور جسطرح معلول علت سے صادر ہوتا ہی

من الغائبات ولا كلام له يقوم به ومعلوم ان هذا انما هو خيال مقدر في الذهن لا حقيقة له [illegible] الرب الذي دعت اليه الرسل وعرفته الامم بل [illegible] الذي يجحدونه [illegible] لا داخل العالم ولا خارجه ولا متصل به ولا منفصل عنه ولا مباين له ولا محايث ولا فوقه ولا تحته ولا خلفه ولا امامه ولا عن يمينه ولا عن شماله وقول هؤلاء الملاحدة خير من قول معلمهم ارسطو فانهم اثبتوا واجبا وممكنا هو معلول له وصادر عنه صدور المعلول عن علته

اور اسیطرح یہہ ممکن واجب سے صادر ہوتا ہے لیکن ارسطو نے واجب کو اسی نظر سے ثابت کیا ہے کہ
فقط وہ کثرت کا مبدا عقلی اور آسمان کی حرکت کی علت غائی ہے اور تصریح کی ہے کہ وہ کچھہ نہین کرتا
اور نہ اپنے اختیار سے کرے اور وہ باتین جو اوسکے مذہب کی پہلوان کی کتابون مین پائی جاتی
ہین وہ ابن سینا کی بنائی ہوئی ہین کہ اوسنے اوسکے مذہب کو اپنی کوشش سے دین اسلام
سے قریب کر دیا ہے اور جسقدر اوس سے ہوسکا اوسکی غایت یہہ ہے کہ اوسکے مذہب کو فرقۂ
جہمیہ عالی کے قول کے قریب کر دیا۔ اور فرشتون پر ایمان کا حال یہہ ہے کہ وہ فرشتونکو
جانتے ہی نہین نہ اونپر ایمان لاوین بلکہ فرشتے اونکے نزدیک وہ نورانی شکلین ہین جنکا
تصور نبی کر لیا کرتا ہے اور وہ اونکے نزدیک عقلین ہین جسمین مادہ نہین نہ وہ عالم کے
اندر ہین نہ باہر نہ اوپر آسمانون کے ہین نہ نیچے نہ وہ ایسے وجود ہین جو حرکت کرین نہ اوپر
چڑہین نہ نیچے اوترین نہ کچھہ بولین نہ بندون کے اعمال کو لکھین نہ اونکو کچھہ حس ہے نہ حرکت
اور بعض اوقات اونمین سے کچھہ لوگ اسلام کے قریب کرنیکو کہتے ہین کہ فرشتے بندہ مین قوتین خیر کی
اور بزرگی ہین اور شیطان قوتین شر کی خراب ہین اور اسیطرح کتابونکا حال ہے کہ اونکے
نزدیک خدا تعالی کا کوئی کلام نہین جسکو فرشتہ کی ذریعہ سے اوتارا ہو اسلئے کہ اوسنے نہ کبھی
کچھہ کہا نہ کہے اور جو شخص اونمین سے مسلمانون کے قریب ہین کہتے ہین کہ کتابین اوتری ہوئی
ایک فیض ہے جو عقل کارکن سے اوس نفس پر اوترتا ہے جو مستعد اور بزرگ اور صاف ہوتا ہے

وما كان ارسطو واتباعه يثبتونه الا من جهة كونه مبدأ عقليا للكثرة وعلة غائية لحركة الافلاك فقط وصرح بانه لا يفعل شيئا ولا يفعل باختياره وهذه الامور التي توجد في كتب المتاخرين من اتباعه هي من وضع ابن سينا فانه قربه من دين الاسلام بجهده وغايته ان قربه من قول غلاة الجهمية واما الايمان بالملائكة فهم لا يعرفون الملائكة ولا يؤمنون بهم وانما الملائكة عندهم ما يتصوره النبي من الاشكال النورانية وهي العقول عندهم وهي مجردات ليست داخل العالم ولا خارجه ولا فوق السموات ولا تحتها ولا هي اشخاص تتحرك ولا تصعد ولا تنزل ولا تتكلم ولا تكتب اعمال العباد ولا احساس لها ولا حركة وربما يقرب بعضهم الى الاسلام فقال الملائكة هي القوى الخيرة الفاضلة في العبد والشياطين هي القوى الشريرة الردية وكذلك الكتب ليس لله عندهم كلام انزله بواسطة الملك فانه ما قال شيئا ولا يقول ومن تقرب منهم الى المسلمين يقول الكتب المنزلة فيض فاض من العقل الفعال على النفس المستعدة الفاضلة الزكية

پس ان باتونکا تصور نفس مین جمجاتا ہی اور گندھہ جاتا ہی اسطرح کہ اونکو آواز اور خطاب
وہم کرلیتا ہی اور کبھی وہم قوی ہو جاتا ہی یہانتک کہ اونکو نورانی شکلین اپنے آپ سے
باتین کرتے دیکھتا ہی اور بعض اوقات وہم زور کرتا ہی یہانتک کہ بعض حاضرین کے
خیالمین لاتا ہی تو وہ بھی اُن شکلونکو دیکھکر اونکی گفتگو سنتے ہین اور خارج مین انہیں کے
کسیکی کچھہ حقیقت نہین اور اونکی نزدیک نبوت کی تین خاصیتین ہین جو انکو کامل
حاصل کرلیتا ہی وہ نبی ہی اول قوت حدس کی اسطرح کہ حد اوسط کو جلد معلوم کرلے (بعقل ۱۲)
دوسری قوت خیال کرنیکی اسطرح کہ اپنی نفس مین شکلون نورانی کو اپنی آپ سے بولتی
خیال کرے اور اونسے اونکی گفتگو سنے اور دوسرے کے خیالمین اونکو لاوے تیسری
قوت تاثیر کی عالم کے مادہ مین اور یہہ باتین اونکی نزدیک نفس کے خالی ہونیسے علائق سے
اور عقلون اور نفسون مجردہ سے اوسکی متصل ہونیکے باعث ہوا کرتی ہین اور یہہ
خاصیتین حاصل کرنیسے ہو جایا کرتی ہین اور اسیوجہہ سے جو شخص ان لوگونمین سے صوفی
ہوا اوسنے نبوت کی طلب کی جیسے ابن سبعین اور ابن ہود اور اونکی مانند اور نبوت
ان لوگونکی نزدیک ایک پیشہ ہی مثل سیاست کے اور انمین سے اکثر لوگ اتنے ہی پر خوش
نہین ہوتے بلکہ کہتے ہین کہ فلسفہ خاص لوگونکی نبوت ہی اور نبوت عام لوگونکی حکمت ہی اور قیامت
کے دن پر ایمان کا یہہ حال ہی کہ وہ آسمانونکی چیرنے اور ستارونکے بکھرنے اور مردونکی قیامت کا اقرار

ہنین کرتے نہ اسبات کا اقرار کرین کہ اللہ تعالی نے آسمانون اور زمین کو
چہہ روز مین پیدا کیا اور اس عالم کو نیستی کے بعد ایجاد کیا غرضکہ اونکے
نزدیک نہ مبدا ہی نہ معاد ہی **فصل** اور فیلسوف کسی امت کی ساتہہ خاص ہنین
اگرچہ لوگون نے جنکے مقالات کی نقل کرنے کی مشقت اوٹہائی ہی وہ یونان کے
حکما ہین اور وہ ایک قوم ہی کہ اونکی ایک سلطنت ہی اور اونکی علما اون کے
فیلسوف ہین اور اونکی بادشاہون مین سی سکندر مقدونیہ والا فیلقوس کا بیٹا تہا
یہہ شخص سکندر ذوالقرنین نہین جو مرد نیکبخت موحد تہا اور اوسکی خبر قرآن مین
خدا تعالی نے دی ہی ان دونو سکندرونمین بہت سی قرنونکا فاصلہ ہے یہہ
سکندر مقدونیہ والا مشرک تہا وہ خود اور اوسکی تمام رعیت بت پرستی
کرتی تہی اور اوسکی اور حضرت عیسی علیہ السلام کے درمیان زمانہ بقدر سولہ سو
برس کے تہا اور ارسطاطالیس اوسکا وزیر تہا اور یہہ وہی سکندر ہی جو دارا بن فارس
کے بادشاہ سی لڑا اور اوسکی تخت کو لوٹ دیا اور جماعت کو پریشان کیا پہر
وہ چین اور ہند اور ترک کی شہرونمین گیا اور اوسکی عہد مین یونانیونکو بسبب اوسکی
وزیر ارسطو کے عزت اور دبدبہ تہا اور انہین لوگونمین سقراط ایکشاگرد فیثاغورس
کا پیدا ہوا یہہ شخص اونکی عابدون اور خدا پرستونمین تہا اور بت پرستی کی باتین

ولا يعترفون بان الله خالق السموات والارض في ستة ايام واوجد هذا العالم بعد عدم فالمبدأ عندهم ولا معاد وفصل والفلاسفة لا تختص بامة وان كان الذي اشتهر عند الناس هم اليونان حكمائهم وعلمائهم فلاسفتهم ومن ملوكهم الاسكندر المقدوني وهو ابن فيلبس وليس بالاسكندر ذي القرنين الذي قص الله نبأه في القران بل بينهما قرون كثيرة وبينهما في الدين اعظم تباين فذو القرنين كان رجلا صالحا موحدا لله والمقدوني كان مشركا يعبد الاصنام هو واهل مملكته وكان بينه وبين المسيح نحو الف وستمائة سنة وكان ارسطاطاليس وزيره وهو الذي غزا دارا ملك الفرس وثل عرشه ومزق ملكه وفرق جمعه ثم دخل الى الصين والهند وبلاد الترك وكان لليونانيين في دولته عز وسطوة بسبب وزيره ارسطو وكان فيهم سقراط احد تلامذة فيثاغورس وكان من عبادهم ونساكهم وجادلهم عن قومه في عبادة الاصنام

اوسنے علانیہ مخالفت کی اور جہوتون اور برہانون سے بت پرستی کے باطل کرنیکو لئے
اونکا مقابلہ کیا اوسپر عوام کہڑی ہوگئی بادشاہ کو مجبوری اوسکا قتل کرڈالنا پڑا
مگر اوسکو قیدخانہ مین بہیجدیا تاکہ عوام کو اوس سے علحدہ رکہی پہر مشرک بدون اوسکی
قتل کے خوش نہوی اسلیئی بادشاہ نے اوسکو زہر دلوادیا بعد اسکی کہ اوسمین اور لوگونمین
خوب تقریرین لنبی چوڑی ہوئین اسیطرح افلاطون توحید مین اور بت پرستی کے انکار
کرنے اور عالم کے حدوث ثابت کرنیمین مشہور تہا اور یہہ شخص سقراط کا شاگرد تہا جب
سقراط مرگیا تو یہہ اوسکی جگہہ ہوا مگر اپنی قوم کے سامنے کبہی اونکی بات رد نکی نہ اونکے
معبود کو برا کہا اسیلئی وہ لوگ اوس سے خاموش رہی اور ملحدون کی نوبت ابن سینا پر آئی
اور یہہ شخص اپنی حال سے خود خبر دیتا ہی کہ مین اور میرا باپ دولۃ حاکم کی دعوت والونمین سے
ہین غرضکہ یہہ شخص باطنی قرمطیونمین سے تہا جو مبدا اور معاد پر ایمان نہین رکہتے
اور شیعہ ہونے اور اہل بیت کیطرف منسوب ہونیسے چہپ جاتے تہی اور در پردہ الحاد رکہتی
تہی اور اہل علم اور ایمان کو قتل کرڈالتی تہی اور الحاد والون کو چہوڑ دیتی تہی اور
اونہین کے زمانہ مین اور اونکے خاص لوگون کے اخوان الصفا کے رسالی
ہین اور جب نوبت شرک کے مددگار طوسی پر پہنچی جو ملحدونکا وزیر تہا اوسنے
رسول کی پیروی کرنیوالون سے خوب اپنی دل کی پہپہولے پہوڑے اور اونکو تلوار پر رکہا

اور حافظون اور قاضیون اور فقہا اور محدثین کو مار ڈالا اور فیلسوفون اور نجومیون
اور جادوگرون کو باقی رکھا اور مسجدونکی خیرات اونکو دلوا دی اور اپنی کتابونمین
عالم کے قدیم ہونے اور آخرت کے باطل ہونے اور رب پاک کی صفات مثل علم وقدرت
وغیرہ کے انکار کرنیکی تائید کی اور ملحدون کے واسطے مدرسے بنوائے اور ملحدون کے
پیشوا ابن سینا کی کتاب اشارات کو قرآن کی جگہہ کرنا چاہا مگر اسپر قادر نہوا اور
یہہ کہا کہ اشارات خاص لوگون کا قرآن ہی اور قرآن عوام کا قرآن ہی اور
نماز کا بدلنا اور روزہ نماز کو رد کر دینا چاہا مگر یہہ مطلب اوسکا پورا نہوا اور انجام
کو اوسنے جادو سیکھا اور ان لوگونمین خدا تعالی کو بیکار جاننا فرعون کے وقت
سے چھپا ہوا تھا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنے بندے اور رسول حضرت مسیح علیہ السلام کو
بھیجا آپ نے اونکے واسطے دین کو از سر نو تازہ کیا اور اوسکی نشانیان بتائین اور
اونکو خدا واحد کی عبادت کیطرف بلایا لوگون نے اونکے ساتھ عداوت کی
اور جھٹلایا اور اونکو اور اونکی ماکو بڑی تہمتین لگائین اور اونکے مار ڈالنیکا
قصد کیا اللہ تعالی نے آپ کو اپنے پاس اوٹھالیا اور اون لوگون سے آپ کو پاک
کیا پھر اللہ تعالی نے آپ کے انصار کو قائم کیا اور اونکا معاملہ تین سو برس کے
قریب درستی پر رہا پھر حضرت عیسی علیہ السلام کے دین نے بدلنا شروع کیا

یہانتک کہ نصاریٰ کے ہاتھ مین اس سی کچھہ نرہا حتی کہ اونکی مجمع اس غرض سے
ہوتے تھی کہ ایکدین پر متفق ہو جادین مگر اختلاف پر اور ایکدوسرے کو برا کہنی
اور باطل اعتقادات پر علحدہ ہوتے تھی اور حضرت عیسیٰ کے دین مین سی نہین
کچھہ باتین باقی رہتین مثل ختنہ کرنے اور ناپاکی سی نہانے اور شنبہ کی تعظیم
کرنی اور سور کی حرمت کی اور اون چیزونکی حرمت کی جو توریت نی حرام کی تہین
بجز اُن امور کی جنکی حلت کی اوسمین تصریح ہوگئی ہی اور بعد کو معاملہ اسیطرح رہا
یہانتک کہ لوگون نے سور کو حلال کر لیا اور شنبہ کو حلال جانا اور اسکی عوضمین
یکشنبہ کو کر لیا اور ختنہ کرنا اور ناپاکی سی نہانا چہوڑ دیا اور حضرت عیسیٰ
بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہا کرتے تھی نصاریٰ نے پورب طرفکو پڑہی اور آپنے
صلیب کی کبھی تعظیم نکی تہی جیسی انہون نے اوسکی تعظیم اور عبادت کی اور حضرت
عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی انکا سا روزہ نرکہا اور انکا روزہ ایک مہینا چاند
کا پورا تہا ان لوگون نے اس عدد پر روزی پڑہا کر اوسکو بہار کی موسم مین بدل
لیا اور اس چاند کی مہینونکو رومی مہینون سی بدلنی کی عوضمین روزونکی عدد کی
زیادتی کو ٹہرایا اور یہہ لوگ نجاستونمین بہری ہوتے ہین حالانکہ حضرت عیسیٰ
نہایت پاکی مین تہی اور انکا مقصود اس سی یہودیونکی مخالفت ہی اور فلسفہ والون

حتی لم یبق فی ایدی النصاری
منه شیء حتی کانت لهم مجامع
وسواها الاجماع علی دین
فیفترقون علی الاختلاف
والتلاعن والاعتقاد فی
الباطل وکان
فیهم من دین المسیح بقایا
کالختان والاغتسال من الجنابة
وتعظیم السبت وتحریم الخنزیر وتحریم ما
حرمته التوراة الا ما احل لهم منها ثم انهم
بعد ذلک الی ان استحلوا الخنزیر واحلوا السبت
وعوضوا عنه الاحد وترکوا الختان والاغتسال

وکان المسیح یصلی الی بیت
المقدس فجعلوا هم الی المشرق ولم یعظم
المسیح صلیبا قط وهم عظموه وعبدوه
وکان صوم المسیح صوما ... ونقلوه الی
... شهرا هلالیا فزادوه ... ونقلوه الی
الربیع فجعلوا ما زادوه عوضا عن نقلهم
من الشهر الهلالی الی الشهور الشمسیة
وکان المسیح ... النجاسات
والوسخ ... ومتابعة الطهارة
وقصدهم ... الی ...
... المخالفة لليهود ...

اهل الغلسية وعبادة الاصنام بان وافقوهم في بعض الرأي ليستنصروا بهم على اليهود ولين وحاصل عقيدتهم التي اتفق عليها اكثرهم ما اتفق عليه جمع ملكهم قسطنطين ...

وذلك ان بطريق الاسكندرية منع اريوس من دخول الكنيسة ولعنه فخرج اريوس الى قسطنطين مستعدياً عليه متظلماً ... شرح مقالته فقال ان الاب كان اذ لم يكن الابن ثم احدث الابن فكان كلمة له الا انه محدث مخلوق ثم فوض الامر الى ذلك الابن فكان هو خالق السموات والارض وما بينهما كما قال في انجيله اذ يقول وهب لي سلطاناً على السماء والارض فكان هو الخالق لهما بما اعطي من ذلك ثم ان تلك الكلمة تجسدت بعد من مريم العذراء ومن روح القدس فصار ذلك مسيحاً واحداً فالمسيح الان معنيان كلمة وجسد الا انهما جميعاً مخلوقان فقال بطريق الاسكندرية

باب ١٣

اور بت پرستونکی طرف نزدیکی کی اسطرح کہ بعض باتونمین اونکی موافق ہوی تاکہ یہود وغیرہ
اُن سی مدد لین اور حاصل اونکے عقیدہ کا جسپر اکثر ونکا اتفاق اونکے بادشاہ
قسطنطین کے جمع کرنیسے ہوا ہی وہ ہے جو عنقریب مذکور ہوتا ہی اور اس جمع
ہونیکا سبب یہ تہا کہ اسکندریہ کے بطریق نے اریوش کو گرجا مین جانے سے
منع کیا اور برا کہا اریوش قسطنطین کے پاس گیا کہ بطریق کی تعدی کی اُس سے
شکایت کرے اور اوسکی سامنے اوس سے بحث کرے بادشاہ نے اوس سے کہا
کہ تو اپنے قول کا بیان کر اوسنے کہا کہ مین یہہ کہتا ہون کہ باپ جب تہا تب بیٹا
نہ تہا پہر بیٹا پیدا ہوا تو وہ اوسکا کلمہ ہوا مگر وہ نو پیدا ہے پہر باپ نے اوسکو
کام سپرد کر دیا تو آہ آسمانون اور زمین کا اور اونکی بیچ کی چیزونکا پیدا
کرنے والا وہی ہوا جیسا اوسنے اپنی انجیل مین فرمایا کہ بیٹے نے کہا کہ
مجکو حکومت آسمان اور زمین پر دیگئی ہے تو وہی اُن دونو کا پیدا کرنیوالا
ہوا اُسی جہت سے کہ اوسکو یہہ امر عطا ہوا پہر وہ کلمہ بعد کو مریم عذرا یعنی پاکیزہ
اور روح القدس سے ملکر ایک ہوگیا اور وہی ایک مسیح بنگیا تو مسیح
کے اب دو معنی ہین ایک کلمہ اور ایک جسم مگر وہ دونو
مخلوق ہین بطریق سکندریہ والے نے کہا کہ

فايهما اوجب علينا عندك عبادة من خلقنا وعبادة من لم يخلقنا قال اريوش بل عبادة من خلقنا قال فعبادة الابن الذي خلقنا وهو مخلوق اوجب من عبادة الاب الذي ليس بمخلوق بل تصير عبادة الاب الخالق كفرا وعبادة الابن المخلوق ايمانا فاستحسن الملك والحاضرون قول البطريق ومن معه وامر الملك ان يلعنوا اريوش واهل مقالته فلما انتصر البطريق قال

تیرے نزدیک اِن دونوین سے ہمپر عبادت کسکی زیادہ تر واجب ہے
جسنے ہمکو پیدا کیا اوسکی یا جسنے ہمکو پیدا نہین کیا اوسکی اریوش نے کہاکہ
اوسکی عبادت واجب ہی جسنے ہمکو پیدا کیا بطریق نے کہاکہ تو بیٹی کی پرستش
جسنے ہمکو پیدا کیا اور وہ مخلوق ہے وہ ہمپر باپ کی عبادت سے زیادہ
واجب ہی حالانکہ باپ پیدا کیا ہوا نہین بلکہ باپ کی عبادت جو پیدا کرنیوالا
ہے کفر گنی جاوہی اور بیٹی کی عبادت جو مخلوق ہے ایمان ہووی یہہ
قول بطریق اور اوسکے ساتہیونکا بادشاہ اور حاضرون کو اچھا
معلوم ہوا اور بادشاہ نے حکم دیا کہ اریوش کو اور جو اوسکا قول کہی اوسکو
لعنت کرین پس جب بطریق غالب ہوا تو بادشاہ سے کہا کہ بطریقون اور
پادریون کو جمع کر دتا کہ ہمارا مجمع ہو اور اوسمین ہم دین کی شرح کرین
قسطنطین نے تمام اطراف سے اُنکو جمع کیا تو اوسکی پاس ایک برس اور دو مہینی کی بعد دو ہزار
اڑتالیس پادری اکٹھی ہوئی اور یہہ سب جدا جدا رائے اور مختلف دین میں تہی
جب اکٹھی ہوئی تو بہت شاشور ہوا تین سو اٹہارہ پادری اونمین سے ایک رای پر
متفق ہوئی اور باقی پادریون سے مناظرہ کرکے اون پر غالب ہوئے ان
تین سو کے لئے بادشاہ نے ایک مجلس خاص منعقد کی اور خود بیچ مین بیٹھا

للملك استحضر البطارقة والاساقفة حتى نتكلم ونشرح دين الله فجمعهم من سائر الآفاق فاجتمعوا عنده بقسطنطينية بعد سنة وشهرين الفان وثمانية واربعون اسقفا وكانوا مختلفي الآراء والاديان فلما اجتمعوا كثر اللغط فاتفق منهم ثلاثمائة وثمانية عشر اسقفا على رأي واحد فناظروا بقية الاساقفة فقهروهم فعقد الملك لهؤلاء الثلاثمائة والثمانية عشر مجلسا خاصا وجلس في وسطه

اور اپنی انگوٹھی اور تلوار اور چھڑی لیکر اونکو دی اور اونسی کہا کہ مین نے تمکو
سلطنت پر اختیار دیا جسمین تمہاری دین کا انتظام ہو وہ بات کرو سب نے اس
باب مین اوسی پر اتفاق کیا اور اسکی تلوار اوسکے گلے مین ڈالدی اور کہا کہ
دین نصرانی ہونیکو پشتی دے اور اُس سے بُرائی کو دور کر اور جو امانت کہ سب نے
بالاتفاق ملکر بنائی تھی وہ اوسکے حوالہ کی کہ اونکے نزدیک جو اوسکا اقرار نہین
کرتا نصرانی نہین ہوتا اور نہ کوئی قربانی بدون اوسکے پوری ہوا اور
وہ یہہ ہی ایمان لاتے ہین ہم الہ اکیلے باپ پر جو ہر چیز کا مالک ہی
اور جو چیز ہم دیکھتے ہین اور نہین دیکھتے اوسکا بنانیوالا ہے اور اکیلے
رب یسوع خدا کے اکلوتے بیٹے سب خلق کے کنوارے پر جو تمام جہانون
سے پیشتر اپنے باپ سے پیدا ہوا اور بنایا ہوا نہین معبود برحق ہی معبود
برحق سے اپنے باپ کے جوہر سے اور جسکے ہاتھ مین تمام جہان درست کئے
گئے اور ہر چیز کو پیدا کیا اور جو کہ ہم آدمیون کے گروہ کی خاطر اور ہماری
چھٹی کے لئے آسمان سے اترا اور روح القدس سے جسم لیکر انسان بنگیا اور حمل مین رہا
پھر مریم بتول یعنے دنیا سے منقطع سے پیدا ہوا اور الم اور درد دیا گیا
اور مارا گیا اور سولی دیا گیا اور دفن کیا گیا اور تیسرے دن اوٹھکر

واخذ خاتمه وسيفه وقضيبه ودفعها اليهم وقال لهم قد سلطتكم على المملكة فاصنعوا ما بدا لكم فيها مما فيه قوام دينكم فاتفق جميعهم ... لهذه الامانة عليه وقلدوه سيفه وقالوا اطرد عنه ... النصرانية ... وسلموه الامانة التي اتفقوا عليها ووضعوها فلا ... الا بها ... من لم يقر بها فليس نصرانيا ولا ... الا بها ... وهي هذه نؤمن بالله الواحد الاب ضابط الكل خالق كل شيء ما نرى وما لا نرى

وبالرب الواحد اليسوع ابن الله الواحد بكر الخلائق كلها الذي ولد من ابيه قبل العوالم كلها وليس بمصنوع اله حق من اله حق من جوهر ابيه الذي بيده اتقنت العوالم وخلق كل شيء والذي من اجلنا معشر الناس ومن اجل خلاصنا نزل من السماء وتجسد من روح القدس وصار انسانا وحمل به ثم ولد من مريم البتول وألم وشبح وصلب ودفن وقام

في اليوم الثالث وصعد الى السماء وجلس عن يمين ابيه وهو مستعد للمجيء تارة اخرى للقضاء بين الاموات والاحياء ونؤمن بروح القدس الواحد روح الحق الذي يخرج من ابيه روح محيية وبمعمودية واحدة لغفران الخطايا وبجماعة واحدة قديسة جاثليقية وبقيامة ابداننا وبالحياة الدائمة الى ابد الابدين [illegible] وعلى لعن من خالفها ثم هجر اريوش

آسمان پر چڑھ گیا اور اپنے باپ کی داہنی جانب بیٹھا اور وہ دوسری دفعہ آنیکا
مستعد ہے کہ زندون اور مردون مین فیصلہ کرے اور ہم ایمان لاتے ہین
روح القدس اکیلی سچی روح پر جسکی محبت کی روح اوسکی باپ سے پیدا ہوئی ہے اور
ایک محمودیت پر خطاؤنکی بخشش کیواسطے اور ایک جماعت پاک جاثلیقیہ پر
اور اپنے بدنونکی قیامت پر اور دوسری زندگی پر ابدالاباد تک اور اسی
عقیدہ پر اور جو شخص اسمین اونکا مخالف ہوا اوسکو بُرا کہنے پر سب کے سب
بادشاہ سے علحدہ ہوئے پھر اریوش جاکر اپنے قول پر لوگونکو بُلاتا تہا
اور نصاری کو اُن تین سو سے نفرت دلاتا تہا پس اپنے ساتھہ ایک
بڑی جماعت اکٹھی کی اور بیت المقدس کو گیا جب اکٹھے ہوئے اریوش نے
کہا کہ ان لوگون نے مجہپر ظلم اور زیادتی کی اور جو لوگ اوس کے ساتھہ
تھے بہت نے اوسکی موافقت کی مگر لوگ اوسپر گر پڑے اور پیٹا یہانتک
کہ قریب ہوا کہ جان سے مارا جاوے پھر مجمع اوّل سے اٹھاون
برس کے بعد اونکا تیسرا مجمع ہوا اوس مین وزیرون نے
اور سردارون نے جمع ہوکر بادشاہ سے کہا کہ لوگون کا
قول خراب ہوگیا اور اونپر قول اریوش کا غالب ہوگیا

فصل ۱۳

عن النصارى يدعو الى مقالته وينفر النصارى عن الثلثمائة ثم جمع جمعا عظيما وصار الى بيت المقدس فلما اجتمعوا قال اريوس ان اولئك ظلموني واعتدوا علي وتابعه كثير من الذين معه فوثبوا عليه فضربوه حتى كاد ان يقتل ثم كان لهم مجمع ثالث بعد ثمان وخمسين سنة من المجمع الاول اجتمع الوزراء والقواد الى الملك وقالوا ان مقالة الناس قد فسدت وغلبت عليهم مقالة اريوس

فجمع بها اسقفا فنظروا فاجتمع بقسطنطنية خمسين ومائة
فنظروا في مقالة اريوس فوجدوا
وكان يقول ان روح القدس مخلوق مصنوع
ليس باله فقال بترك الاسكندرية
ليس روح القدس عندنا بمعنى غير روح الله وليس روح الله
شيئا غير حياته فاذا قلنا ان روح القدس مخلوق
فقد قلنا ان روح الله مخلوق واذا قلنا
ان روح الله مخلوق فقد قلنا ان حياته
مخلوقة فقد جعلناه غير حي ومن
جعلناه غير حي فقد كفر ومن كفر وجب
عليه اللعن فلعنوا جميعهم اريوس
واشياعه واتباعه ثم كان المجمع
الرابع بعد احدى وخمسين سنة من
هذا المجمع على نسطورس وكان مذهبه
ان مريم ليست بوالدة الاله
على الحقيقة ولكن ثمة اثنان
الاله الذي هو موجود
من الاب والاخر انسان
الذي هو موجود من مريم
هذا الانسان الذي نقول
انه المسيح متحد مع ابن الاله

بادشاہ نے پادریونکو جمع کیا اونمین سے ڈیڑہ سو پادری قسطنطنیہ مین
جمع ہوئی اور اریوش کے قول کو دیکھا تو اوسکی گفتگو مین سے ایک یہہ
تھی کہ روح القدس پیدا کیا ہوا بنایا ہوا ہے خدا نہین اسپر سکندریہ کے
بطریق نے کہا کہ ہمارے نزدیک روح القدس کے معنی بجز روح خدا کے
اور کچھہ نہین اور خدا تعالی کی روح بجز اوسکی زندگی کے اور کچھہ نہین پس اگر
ہم قائل ہون کہ روح القدس پیدا کی ہوئی ہی تو ہم اسکے قائل ہونگے کہ
خدا تعالی کی روح مخلوق ہے اور جب یہہ کہین گے کہ خدا کی روح
مخلوق ہے تو یہہ کہین گے کہ اوسکی زندگی مخلوق ہے اسکی یہہ معنی ہوئے
کہ ہم خدا تعالی کو زندہ نہ کہین اور جو کوئی اوسکو زندہ نہین کہتا وہ کافر ہی
اور جو کافر ہی اسپر لعنت کرنی واجب ہے سب نے اریوش اور اوسکے مرشدون اور
چیلونکو لعنت کی پہر اس مجمع کے اکاون برس بعد اونکا ایک چوتہا مجمع
نسطورس کے سامنے ہوا اور اسکا مذہب یہہ تہا کہ مریم علیہا السلام
خدا کی والدہ حقیقت مین نہین مگر وہان دو مین ایک وہ معبود جو
باپ سے موجود ہے اور دوسرا وہ انسان جو مریم سے موجود
ہے اور یہہ انسان جسکو ہم مسیح کہتے ہین خدا کے بیٹے کے ساتھہ متحد ہی

وابن الاله ليس ابنا حقيقة ولكن على سبيل الكرامة واتفاق الاسمين فبلغ ذلك بطارقة سائر البلاد فاتفقوا على تخطئته وجرت بينهم مراسلات فى ذلك واجتمعوا وارسلوا اليه للمناظرة فامتنع فاوجبوا عليه اللعن فلما لعنوه غضب له بطرك انطاكية ناظرهم فقطعهم وقاتلوا ووقع الحرب ثم وقع الصلح واتفق على لعن نسطورس

اور خدا کا بیٹا حقیقت مین بیٹا نہین بلکہ بر سبیل بزرگی اور دونامون کے ایک ہونے
سے یہہ خبر تمام شہرون کے بطرلقونکو پونہچی وہ سب نسطورس کی غلطی ثابت
کرنے پر متفق ہوئے اور اُنمین آپسمین اس باب مین خطوط جاری ہوئے اور
سب نے اجتماع کرکے نسطورس کے پاس مناظرہ کیلئے قاصد بہیجا اوسنے مناظرہ
سے انکار کیا اور اوسپر لعنت کرنا واجب کیا جب اوسکو لعنت کی تو انطاکیہ
کا بطریق اسبات سے غصہ ہوا اور اوسنے اُن پادریونکو جو اوسکے ساتہہ آئے تہے
جمع کیا اور اونسے مناظرہ کیا اور اونکو بند کردیا اور اُنہون نے لڑائی
کی اور اُنمین جنگ ہوئی پہر صلح ہوگئی اور نسطورس کے لعنت کرنیکو جاری کردیا
اور اونکی مجمع ہمیشہ اسیطرحکی باتون پر ہوتے رہی اور جب انکی پہلون کا یہہ حال
ہو جنکا زمانہ حضرت عیسیٰ سے قریب تہا اور حکومت بہی اونکی پاس تہی تو اب پچہلون پر
کیا گمان کرتے ہو اور یہہ امت دو بڑی خرابیونکی مرتکب ہوئی جنسے کوئی عقل والا راضی
نہوگا ایک تو مخلوق کے بابمین اتنا مبالغہ کرنا کہ اوسکو شریک خالق کا ٹہرا کر
اوسکا ٹکڑا اور دوسرا معبود اوسکی ساتہہ ٹہرانا دوسری خالق کو گہٹانا اور
اوسکو گالی دینا اور بری باتون کی تہمت اوس کو لگانی چنانچہ
کہتے ہین کہ اللہ تعالی عرش سے اوترا اور ایکعورت کی پیٹ ایکجگاہ مین گیا

وكانت مجامعهم تشتمل على مثل هذا واذا كان هذا حال المتقدمين الذين كانوا اقرب الى زمن المسيح والملك لهم فما ظنك بالمتاخرين وهذه الامة ارتكبت محذورين عظيمين لا يرضى بهما ذو عقل احدهما الغلو فى المخلوق حتى جعلوه شريك الخالق وجزءا منه والها آخر معه والثانى تنقيص الخالق وسبه ورميه بالعظائم حيث زعموا انه تعالى نزل من العرش ودخل فى فرج

اور وہان نو مہینے ٹھہرا پہر بچہ دودہ پیتا نکلا یہانتک کہ یہہ نوبت ہوئی کہ
یہودیون نے اوسکے چپت لگائی اور صلیب پر چڑہایا خدا تعالی اونکی قول سے
بہت بڑا ہے اور اسباب مین انکا غدر قول کی نسبت کربھی بہت بڑا ہی اسلئے کہ
انکا اصل عقیدہ یہہ ہے کہ پیغمبرونکی روحین حضرت آدم علیہ السلام کی خطا کے باعث
اوسوقت سی حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانہ تک دوزخ مین ابلیس کے محبس مین ہین اور
یہہ دستور تہا کہ جب کوئی آدمزاد مرتا تہا تو ابلیس اوسکے باپ کی گناہ کے عوض اوسکو
پکڑ کے دوزخ مین قید کرتا تہا جب اللہ تعالی نے انکو چھوڑانا چاہا تو ابلیس پر یہہ بہانہ
کیا کہ اپنی عظمت کی کرسی سی اترکر مریم کے پیٹ مین چلا گیا یہانتک کہ پیدا ہوکر جوان
ہوا اور آدمی بنکر اپنی دشمنون یہود کو اپنا اوپر قادر کیا حتی کہ اونہون نے صلیب پر
چڑہا کر اوسکو مار ڈالا تو اوسنے اپنے انبیا اور رسولونکو خلاص کیا اور انپر اپنی نفس کو
فدا کیا بجز اس شخص کے جو اوسکی سولی دیے جانیکا منکر ہو یا اسمین شک کرے اور کہے کہ
خدا تعالی اس سی بزرگتر ہی تو وہ شخص ابلیس کے قیدخانہ مین عذاب دیا جاویگا یہانتک
کہ اسباتکا اقرار کرے تو ان باتون سی انہون نے ربکو عاجز اور قدرت سی بیکار کر دیا
کہ انبیا کو نہین چھڑا سکا اور اوسکی طرف ظلم کو منسوب کیا کہ باپکے گناہ کی عوض مین
انبیا کو قید کیا اور اوس کی طرف وہ باتین نسبت کین جو مخلوق میں

سے بھی کسیکے شایان نہون خالق جلشانہ کا تو کیا ذکر ہے - اور وہ لوگ صلیب
کی تعظیم اسجہت سے کرتے ہین کہ اوسپر حضرت عیسی علیہ السلام اونکی عندیہ مین چڑہائے
گئے تھے اور اگر انکو عقل ہوتی تو صلیب تعظیم کے قابل نہ تھی بلکہ اونکی قول کے بموجب
ہونے پر مستحق جلانے اور ذلت کی تہی **فصل** اور اونکی راہب دین کی کسی بات پر
نہین اونکی امر کا مدار اسبات پر ہی کہ حیلون کے پہندی لگادین اور عوام کی عقلین
اونمین پہنسادین اور اونکی مال اڑادین ایک حیلہ اونکا وہ ہی جسکو وہ اپنی
عید مین جسکا نام عید النور ہی بیت المقدس مین کرتے ہین کہ ایک گہر مین جمع
ہوتے ہین جسمین قندیل لٹکی ہوئی ہوتی ہے اور وہ روشن نہین ہوتی مگر جب
اونکے عالم انجیل پڑہتے ہین اور اپنی آوازین بلند کرتے ہین اور دعا مین
گڑگڑاتے ہین یکایک گہر کی چہت مین سے ایک آگ قندیل کی بتی پر گرتی
ہے جو چمک کر جل اوٹہتی ہے اوس وقت وہ لوگ ایکبارگی چیخ مارتے
ہین اور رونے اور چلانے لگتے ہین - ابو بکر طوسی نے ذکر کیا ہے
کہ بعض برسون مین یہہ خبر بیت المقدس کے حاکم کو جو اوس سال کے لئی
مقرر تہا اور اوسکو سقمان کہتے تہی پونہچی اوسنے اونکے بطریقون کو
حکم بہیجا کہ مین تمہاری پاس اس عید کے دن تمہاری قول کی تحقیقات کیواسطے آونگا

باتحاد المخلوق فان قضاء عن
الخالق عز وجل وعن قوم يعظمون
الصليب لانه صلب عليه
ولو كان لهم عقل لما كان
الصليب حقيقا بذلك
بل على عقل بزعمهم يبين
الخرق والاهانة **فصل**
ورهبانهم ولبسوا على شي من الدين و
انما مدار امرهم على نصب حبائل الحيل
يعقصوا بها عقول العوام وبحسنوا
اموالهم فمن ذلك ما يفعلونه في عيدهم
المسمى عيد النور ببيت المقدس يجتمعون

حاشیہ ١٠

في بيت ويقع فيه قنديل لا نار فيها
بل يعلق فينتدب علماؤهم ويرفعوا
اصواتهم بالانجيل فاذا نار قد نزلت من
سقف البيت فيقع على ذبالة القنديل
واحاجتها فيصيح
فيشرق وتشتعل فيصيحون صيحة واحدة
وياخذون في البكاء والتشهيق
قال ابو بكر الطرطوشي
فلما كان ببعض السنين وال بيت
المقدس هذا الخبر الى ذلك العام
رجل يسمى سقمان فانفذ الى
بطارقتهم انى نازل اليكم

اگر سچا ہوا اور مجکو کوئی لاگ اوسمین ظاہر نہوئی تو مین تمکو مانونگا اور جان
بوجھکر اوسکی تعظیم کرونگا اور اگر عوام کے بہکانے کا طریق ہوا تو مین
وہ بلاؤ اولونگا جسکو تم برا جانوگے یہہ حکم اُن لوگون پر نہایت شاق
ہوا اور حاکم سے درخواست کی کہ ایسا نہ کیجئے مگر اوسنے نمانا آخر کو بہت
سا مال دیا اوسنے لیکر اونسے چشم پوشی کی طرطوسی کہتا ہے کہ پہر
مین اسکندریہ مین ابو محمد بن اقدم سے ملا اوسنے مجھہ سے بیانکیا کہ یہہ لوگ
تانبے کا بہت پتلا تار لیکر اوس گہر کے برج کے بیچ مین قندیل کی
بتی کے سر تک رکھتے ہین اور اوسپر لبان کا تیل ملدیتے ہین اور
گہر مین اتنا اندہیرا ہوتا ہے کہ دیکھنے والے تانبے کا تار نہین
دیکھتے اور چونکہ اس گہر کی تعظیم کرتے ہین تو کسی کو اوسمین
جانے نہین دیتے اور برج کی چوٹی مین ایک آدمی ہوتا ہے
جب یہہ لوگ چیختے ہین اور دعا مانگتے ہین وہ اوپر کا شخص
تار سے پر تہوڑی سی رال کی آگ ڈال دیتا ہے وہ آگ
لبان کے تیل کے ساتھہ آکر بتی کو لگ جاتی ہے اور انکی
حیلون مین سے ایک یہہ ہی کہ روم کی ولایت مین متوکل کی عہد مین ایک گرجا تہا

وفي يوم هذا العيد لا تشعل فان كان
حقيقة ما تقولون فانا اتبعكم وعظمته بعلم
حقا وان لم [illegible] علی عوامکم
وان کان بحرف [illegible]
اوقعت بکم ما تکرهون
وصعب ذلك عليهم
وسألوه ان لا يفعل فابى فحملوا اليه مالا عظيما
فاخذه واعرض عنهم فقال الطرطوسي
ثم اجتمعت بابي محمد بن الاقدم بالاسكندرية
فحدثني انهم يأخذون خيطا دقيقا من
نحاس ويجعلونه في وسط قبة البيت
الى راس الفتيلة التي في القنديل و
يدهنونه بدهن اللبان والبيت مظلم
بحيث لا يدركه الناظر وقد عظموا ذلك البيت
ولا يمكنون احدا من دخوله وفي راس القبة
رجل فاذا قسسوا ودعوا القى
على ذلك الخيط النحاس شيئا
من نار النفط فيجري النار
يصعد من اللبان حتى يلحق
الفتيلة ومن حيلهم ايضا
انه كان بارض الروم في
زمن المتوكل كنيسة

بيان ۱۲

جب اوسکی عید کا دن ہوتا تو لوگ اوسکی زیارت کو آتے اور اوسمین ایک بت کے

پاس جمع ہوتے اور دیکھتے کہ اوس روز اوس بت کی چھاتی مین سے دودہ نکلتا ہی اور

اس روز خادم کے پاس بہت سا مال جمع ہو جایا کرتا تھا بادشاہ نے اوسکی تحقیقات

کی تو حقیقت حال اسطرح ظاہر ہوئی کہ متولی نے ایک سوراخ دیوار کی پیچھے سے اس بت

کی چھاتی تک کرکے اوسمین ایک رانگ کی نلی رکھکر اینٹ سے اوسکو درست کردیا تھا

کہ اوسکا حال مخفی رہے اور لوگ جانین کہ یہ علامت اونکی قربانی کے قبول ہونیکی

خدا تعالی کیطرف سے ہی جب متوکل بادشاہ کو حقیقت حال کھلی تو خادم کی گردن

مارنے اور گرجاؤنمین صورتون کے مٹانیکا حکم دیا ۔ اور عجیب باتین جو اس امت

سے واقع ہوئین اونمین سے ایک یہ ہی کہ اونہون نے اپنے روزون کے شروع

مین ایک ہفتہ کے روزے ہرقل بادشاہ بیت المقدس کے لئے بڑہائے اور یہ اسطرح

ہے کہ فارس والے جب بیت المقدس کے مالک ہوئے اور نصاری کو قتل کیا اور

گرجاؤن کو ڈہایا تو یہودیون نے اونکی مدد کی اور بہت سے نصاری کو اونکے

ساتہ ہوکر جان سے مارڈالا بلکہ فارسیونکی نسبت کر اونکی خرابی یہودیون نے زیادہ

کی جب ہرقل چلا تو یہودیون نے بہت سے ہدیے لیکر اوسکا استقبال کیا اور اوس سے درخواست کی

کہ ہمارے لئے ایک عہدنامہ لکھدے چنانچہ اوسنے ویسا ہی کیا جب وہ بیت المقدس مین داخل ہوا تو جو

فتح بيت المقدس النصارى ما فعله اليهود بهم فقال لهم هرقل وما تريدون مني قالوا تقتلهم قال كيف اقتلهم وقد كتبت لهم عهدا وانتم تعلمون ما في نقض العهد فقالوا انك حين اعطيتهم الامان لم تعلم ما فعلوا من قتل النصارى وهدم الكنائس وقتلهم قربان الى الله ونحن نحمل عنك هذا الذنب ونسأل المسيح ان لا يؤاخذك به ونجعل لك جمعة كاملة في بدء الصوم نصومها لك ونترك فيها اكل اللحم ما دامت النصرانية ونكتب بذلك الى جميع الآفاق فاجابهم وقتل من اليهود حول بيت المقدس وجبل الخليل ما لا يحصى كثرة واهل بيت المقدس واهل مصر يصومون تلك الجمعة وبقية اهل الشام والروم يتركون اكل اللحم فيها ويصومون الاربعاء والجمعة ومن الاعياد عندهم اعياد فافقا كلها موضوعة محدثة بارائهم فمنها عيد ميكائيل سببه انه كان بالاسكندرية

نصاری بیت المقدس مین تہی اونہون نے اوسکی سامنی یہودیون کی حرکت کی
شکایت کی اوسنی کہاکہ تم مجھسی کیا چاہتی ہو اونہون نے کہا کہ اونکو قتل کرے ہرقل نے
کہاکہ مین کسطرح اونکو قتل کرون مین تو عہدنامہ اونکی لئی لکہہ چکا ہون اور عہد کے
توڑنیکی خرابی تمکو معلوم ہی اونہون نے کہاکہ جب تونے اونسے عہد کیا تہا تجہکو معلوم
نہاکہ اونہون نے نصاری کو قتل کیا اور گرجاؤن کو گرایا ہی اونکا قتل اللہ تعالی
کے نزدیک ہوتا ہی اور اس گناہ کو ہم تیری اوپرسی اوٹہالیتی ہین اور مسیح علیہ السلام
سی درخواست کرینگی کہ اس گناہ مین تجہکو مواخذہ نہ کری اور ہم تیری لئی ایک ہفتہ
کے روزی ان روزون کے شروع مین مقرر کئی دیتی ہین اور جب تک نصرانی ہونا ہے
اون دنونمین ہم گوشت چھوڑ دینگی اور اسباب مین تمام اطراف کو ہم لکھدینگے
ہرقل نے اونکا کہنا مان لیا اور یہودیون کو بیت المقدس کے گرد اور جبل الخلیل
کے گرد اتنا مارا کہ اونکی کثرت شمار سی زائد ہی اور بیت المقدس والے
اور مصر والے اس ہفتہ کے روزی رکھتے ہین اور باقی اہل شام اور روم اوندنونمین
گوشت نہین کہاتے اور بدہ اور جمعہ کا روزہ رکھتی ہین اور تیواکی بازی سی اونمین
عیدین ہین کہ سب کی سب بنائی ہوئی اور اونکی تجویز ونسی نئی پیدا کی ہوئی ہین ایک
اونمین سی عید میکائیل ہی اوسکا سبب یہہ ہے کہ اسکندریہ مین

صنمہم وکان یجمعہم من بمصر والاسکندریۃ یعیدون لہ عیدا عظیما فاراد بترک کسرہ فامتنعوا فاحتال علیہم فقال ان ھذا الصنم لا ینفع ولا یضر فلو جعلتم ھذا العید والذبائح لمیکائیل ملک اللہ یشفع لکم عند اللہ فاجابوہ الی ذلک والی کسر الصنم فنقلھم من کفر الی کفر وکذا عید الصلیب فھو علی زعمہم فی الوقت الذی ظھر فیہ صلیب عیسی الذی صلب علیہ بعد ان خفی علیہم و جعل الیھود موضعہ مزبلۃ لما کان النصاری یترددون الیہ و یتبرکون بہ ویحکون فی ذلک حکایۃ لا اصل لہا و یحکم العقل ببطلانہا لان الخشبۃ لا تبقی تحت التراب ثلثمائۃ وثمانیۃ عشر سنۃ فانہ یبلی الی دون ھذہ المدۃ ولعیاذ ذلک بما اشتملت علیہ تلک الحکایۃ من الخرافات ھذہ الحکایۃ من المکائد ومنہا تلاعبہ بہم فی صلوتہم فمن وجوہ احدھا انہم یصلون کثیرا منہم بالنجاسۃ والجنابۃ

ایک بت تہا اور سب مصر اور اسکندریہ والے اوسکی بڑی عید کیا کرتے تھے ایک بطریق نے اوسکو توڑنا چاہا لوگون نے نمانا اوسنے تب یہہ بہانہ کیا کہ یہہ بت نہ فائدہ دیتا ہے نہ نقصان اگر تم یہہ عید اور قربانیان میکائیل خدا کے فرشتے کیواسطے کرو تو وہ تمہاری سفارش خدا کے پاس کریگی لوگون نے اوسکی اِس بات کو اور اپنی بت کے توڑنیکو مان لیا غرضکہ اُسنے اُنکو ایک کفر سے دوسری مین بدلدیا۔ اور اسیطرح عید صلیب ہے اور وہ اونکی قول کے بموجب اُسوقت مین ہے جسمین عیسی ع کی صلیب جسپر وہ چڑہائی گئی تھے ظاہر ہوئی اور وہ پہلے پوشیدہ تہی یہودیون نے اوسکو غلیظ کی جا مین رکہدیا تہا اِسنظر سے کہ نصاری اوسکے پاس آتے جاتے تھے اور اُسکو تبرک جانتے تھے اور اِس باب مین وہ حکایت بیان کرتے ہین جسکی کچہہ اصل نہین اور اوسکی خرابی پر مدت کے زیادہ ہونے کی جہت سے عقل حکم کرتی ہے کہ لکڑی مٹی مین تین سو اٹھارہ برس نہین رہتی اس سے کمتر مدت ہی مین سڑ جاتی ہے اور نیز اور بڑی باتون کی جہت سے جنپر اس حکایت کی تفصیل مشتمل ہے اور شیطان کی بازی اونکے ساتھہ نماز کے اندر چند وجہون سے ہے اول یہہ کہ اونمین سے اکثر کی نماز نجاست اور ناپاکی کے ساتھہ ہوتی ہے

اور حضرت عیسے علیہ السلام اس نماز سے بری ہین دوسرے یہہ
کہ انکی نماز پورب طرف کو ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عیسے
علیہ السلام صرف بیت المقدس کیطرف کو نماز پڑہتے تھے تیسرے یہہ
کہ نماز کے شروع کیوقت اپنی پیشانیون پر صلیب بناتے ہین **فصل**
امت غضبیہ یعنی شیطان کی بازی کے ذکر مین اللہ تعالی فرماتا ہے +

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا أَنْ يُنَزِّلَ اللّٰهُ
برے مول خرید کیا اپنی جان کو کہ منکر ہوئے الله کے اتارے کلام سے اس ضد پر کہ اتارے الله
مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا بِغَضَبٍ عَلَى غَضَبٍ اور فرمایا
اپنے فضل سے جسپر چاہے اپنے بندون مین سو کما لائے غصہ پر غصہ ۱۲
قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ
تو کہہ مین تمکو بتاؤن ان مین کسکی بڑی جزا ہے الله کے ہان وہی جسکو اللہ نے لعنت کی اور اوسپر غضب
مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ اور فرمایا تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
ہوا اور ان مین بعضے بندر کئے اور سور ۱۲ تو دیکھے اونمین بہت لوگ رفیق ہوتے ہین کافرونکے
لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خَالِدُونَ
بڑی طیاری بہیجی ہے اپنے واسطے کہ اللہ کا غضب ہوا ونپر اور ہمیشہ وہ عذاب مین ہین ۱۲
اور خدا تعالی نے ہمکو امر فرمایا کہ اپنی نماز مین اس طرح کہین اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
چلا ہمکو راہ
الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
سیدہی راہ اونکی جن پر تو نے فضل کیا نہ جن پر غصہ ہوا اور نہ بہکنے والے ۱۲
اور جناب رسالت مآب پیغمبر خدا صلے الله علیہ واله وسلم سے ثابت ہوا ہے

والشیخ ہی بری مین ہذا من الصلوة فیہا منہم
الی شرق الشمس وهو معلوم
ان عیسی انما کان یصلی الی بیت المقدس وثالثہا
تصلیبہم فی افتتاح الصلوة علی وجوههم
فصل فی تلاعب الشیطان بالامۃ الغضبیۃ
قال تعالی بئسما اشتروا بہ
انفسہم ان یکفروا بما انزل الله بغیا ان
ینزل الله من فضلہ علی من یشاء من
عبادہ فباءوا بغضب علی غضب وقال تعالی
قل ہل انبئکم بشر من ذلک مثوبۃ
عند الله من لعنہ الله وغضب علیہ
وجعل منہم القردۃ والخنازیر وقال
تری کثیرا منہم یتولون الذین کفروا
لبئس ما قدمت لہم انفسہم ان سخط
الله علیہم وفی العذاب ہم
خالدون وقد امرنا الله
سبحانہ ان نقول فی صلوتنا
اہدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیہم
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین
وثبت عن النبی صلی الله علیہ وسلم

کہ یہود یون پر غصہ ہوا ہی اور نصاری گمراہ ہیں غرضکہ اول بازی شیطان کی اونسی
یہ ہوئی کہ اونہون نے اپنی نبی کے عہد مین کہ انکی نجات پائی اور فرعون کے ڈوبنی کو
تہوڑی ہی دن ہوے تہی جب ایک قوم کو دیکہا کہ اپنی بتون کے پاس بیٹہی تہین
یہ کہا کہ ہماری واسطی ایک معبود بنا جیسی انکی معبود ہین پہر بچہڑے کی عبادت کرنی
یا وجو دیکہ جو کچہ عذاب مشرکون پر ہوا تہا اوسکو دیکہہ چکی تہی اور یہہ بہی دیکہہ لیا تہا
کہ اوس گوسالہ کا بنانیوالا اوسکو بناتا ہی اور ڈہالتا ہی اور آگ مین جلاتا ہی اور
ہتوڑی سے پیٹتا ہی اور سوہن سے اوسکو رگڑتا ہی اور اوسکو موسی علیہ السلام
کا معبود بہی ٹہہرادیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانور کی عبادت کی طرف بلکہ
جانورونمین سے نہایت کم سمجہہ جانور کی عبادت کی طرف منسوب کیا اور اونکی طرف
خطا کرنے اور خدا تعالے سے بہک جانے کو منسوب کیا اور کہا کہ ہٰذَآ اِلٰـهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى
فَنَسِيَ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ نسی کے معنی یہہ ہین کہ بہک گیا اور رستہ چوک گیا
اور ایک روایت مین اون سے یہہ ہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی رب کی جستجو کو گئی مگر بہول
گئی اور اوسکی جگہہ نجانی اور سدی نے کہا ہی کہ اپنی معبود کو یہان چہوڑکر اوسکو ڈہونڈہنی گئی
اور محمد بن جریر کہتی ہین کہ اونکی بچہڑا بنانیکا سبب وہ روایت ہی جو ہمکو حضرت ابن عباس سے
پہنچی ہی اونہون نے فرمایا کہ جب فرعون دریا پر دوڑ لایا تو ایک مشکی گہوڑی پر سوار تہا

وہ گہوڑا دریامین گہسنے سے ڈرا اوسکے لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک گہوڑی
سوار کی صورت بنکر پہلے دریامین گہس گئے جب گہوڑے نے گہوڑی کو دیکہا تو
اوسکے پیچہے گہس گیا کہتے ہین کہ سامری نے جبرئیل علیہ السلام کو پہچانلیا
اور ایک مٹہی اونکی گہوڑی کے پاؤن کے نشان سے قدم کے نیچے کی لی اور یہہ شخص گائی کی
پوجا کرنیوالی لوگون مین سے تہا اسی لیئے گائی کی پرستش کو اپنے جیمین اچہا جانتا تہا
اور بنی اسرائیل مین اسلام ظاہر کر رکہا تہا اور ایک بازی شیطان کی اونسے اونکی نبی کی
زندگی مین وہ ہے جسکو اللہ تعالے نے اپنی کتاب مین بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے
یہہ کہا لَن نُؤمِنَ لَکَ حَتّٰی نَرَی اللّٰہَ جَہرَۃً یعنی دو بدو اور اسیطرح اپنی نبی سے کہنا کہ
اِذہَب اَنتَ وَرَبُّکَ فَقَاتِلَا اِنَّا ھٰہُنَا قَاعِدُونَ اور بیت المقدس کے دروازہ مین
گہسنے کیوقت جس کلمہ کے کہنے کا اونکو حکم ہوا تہا اوسکو بدل ڈالا اور سُرین کے بل
اوسمین داخل ہونا حالانکہ حکم یہہ ہوا تہا کہ اوسمین سجدہ کرتے ہوئی داخل ہون اسیطرح توریت مین کے احکام
کی موجب عمل کرنا یہانتک کہ پہاڑ کو اونکی اوپر سایبان کیطرح اُٹھا کر کہڑا کر دیا گیا **فصل** اور شیطان کی
بازی ایک اون کے ساتہہ یہہ ہے کہ وہ لوگ جنگل مین تہے او نپر ابر نے سایہ کر رکہا
تہا اور من اور سلوے اون پر اوترتا تہا تو اس سے جی بہر گئے اور لہسن
اور پیاز اور مسور اور ساگ اور کہیرے کے مزہ کو یاد کر کے انکی درخواست کی

والعفاء فسئلوا ومن ذلك
الثوم والبصل والعدس والبقل
فصل ومن تلاعبه بهم انهم كانوا

اور یہہ امر اسجہت سے ہوا کہ اپنے نفسون کے واسطے اونکی پسند بری تہی اور مفید
غذا اونکا لحاظ کم کرکے مضر غذا اونکی طرف مائل ہوئی جو بدن کا جز کم ہوتی ہین
اور ایک بازی اوسکی اونسے یہہ ہی کہ انکو یہہ سوجہا دیا کہ خدا تعالی پر شرایعون
کے نسخ کرنیمین کا ہی اور یہہ شیطانی شبہہ آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کی نبوت
کے انکار کرنیکی سپر تہی اور اس شبہہ کی تقریر یون کی کہ نسخ کرنا بدا کا مستلزم ہے
اور وہ الله تعالے پر محال ہی اور الله تعالی نے اونکو توریت کی صریح آیت
مین جہٹلایا جیساکہ قران مجید مین انکو جہوٹا کیا چنانچہ فرمایا کُلُّ الطَّعَامِ کَانَ حِلًّا
(سب کہانیکی چیزین)
لِبَنِي إِسْرَائِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَائِيلُ عَلَىٰ نَفْسِهِ مِن قَبْلِ أَن تُنَزَّلَ التَّوْرَاةُ قُلْ فَأْتُوا
(حلال نہین ہی بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کرلی تہی اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل ہونیسے پہلے)
بِالتَّوْرَاةِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ آخر آیتون تک جنمین اونکی جہوٹ کی تصریح پائی
(تو کہہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو ۱۲)
جاتی ہی تو اسمین خبر دی کہ کہانا کل توریت کے اترنے سے پیشتر بنی اسرائیل
کیواسطے حلال تہا سوا اوسکے جو حضرت یعقوب ع نے اوسمین سے اپنے نفس پر حرام
کرلیا تہا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل اپنے باپ حضرت یعقوب ع کی شریعت اور ملت
پر تہے اور جو کچہہ اونکے لئے حلال تہا وہ خدا تعالی ہی کا حلال کیا ہوا تہا حضرت
یعقوب ع کی زبانی اور اونکے بعد اور انبیا جو توریت کے اترنے تک ہوئے اونکی زبانی
پہر توریت نے بہت سی کہانی جو بنی اسرائیل کو توریت کے اترنے سے پیشتر حلال تہے

حرام کر دئی اور انکو یہہ بات معلوم ہی پہر الله تعالی نے فرمایا کہ تم کہو کہ توریت
لاکر اوسکو پڑہو اگر تم سچے ہو دیکہو تو اوسمین یہ ہی کہ یعقوب عم نے اپنی نفس پر وہ
چیز حرام کی جسکو توریت نے تمپر حرام کیا ہی یا حرمت اوس چیز کی ہی جسکو یعقوب عم نے
حرمت مین خاص کرلیا تہا یعنی صرف اونٹون کے گوشت اور اونکی دودہ اور جب
اوسمین یہہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے صرف اسیکو تنہا حرام کیا تہا اور اسکی سوا
سب چیزین اوسکی اولاد کی لئی حلال تہین اور توریت نے اونمین سے اکثر کو حرام
کر دیا تو تمہارا جہوٹ کہل گیا **فصل** امت غضبیہ یہہ کہتی ہی کہ توریت نے بہت سی
باتونکو جو پہلے مباح تہین منع کر دیا اور کسی ممنوع بات کی اوسمین اباحت مذکور نہین ہوئی
اور منسوخ ہونا جسکو ہم منع کرتے ہین وہ موجب ہوتا ہی ممنوع امر کے مباح ہونیکو
نہ پیشتر سے مباح امر کی حرمت کو اور یہہ بہی کہتے ہین کہ تمہاری شریعت مین اکثر
اُن باتونکی اباحت وارد ہی جنکو توریت نے حرام کیا ہی باوجودیکہ اونکی حرمت سے کیا
وجہ سے ہوئی تہی کہ انمین خرابی تہی پہر مباح ہونیکی کیا وجہ ہی اور اونکی اس شبہ
کو یہہ تقریر باطل کرتی ہی کہ برارت اصلی کا دور ہونا اور حرمت سے اباحت کا دہیانا
ثابت ہی تو اسکی یہہ معنی ہوئی کہ جس بات پر حکم استصحابی اور شرعی تہا وہ دوسرے
حکم سے بباعث کسی مصلحت کہ جو مقتضی تبدیل کے تہی بدلگیا اور اباحت کا حرمت سے

وهم يعلمون ذلك ثم قال تعالى
قل فاتوا بالتوراة فاتلوها
ان كنتم صادقين فان فيها تحريمان
فيها ان اسرائيل حرم على نفسه
ما حرمته التوراة عليكم الم
يتجاوزون فيها غير محرمات خصه
بالتحريم وهو لحوم الابل والبانها
خاصة واذا كان انما حرم هذا وحده
وكان ما سواه حلالا له ولبنيه
وقد حرمت التوراة اكثر ما حرمته فظهر كذبكم
فصل قالت الامة الغضبية ان التوراة
حرمت امورا كانت مباحة لهم

قبل ولم تات باباحة محظور والنسخ
الذي يمنعونه هو ما اوجب اباحة محظور
لا ما اوجب تحريم ما كان مباحا
قالوا وشريعتكم جاءت
باباحة كثير مما حرمته التوراة
مع انه انما حرم لما فيه
من المفسدة وبطلان شبهتهم
هذه يثبت رفع البراءة الاصلية
ودفع الاباحة بالتحريم فانه
تغيير ما كان عليه من حكم
الاستصحاب والشرعي بحكم اخر
لمصلحة اقتضت تغييره لا لاتفاق

بين تغيير الاباحة بالتحريم والتحريم بالاباحة والشبهة التي عرضت لهم في تخالف الضعفان هي بعينها في الموضع الاخر فان اباحة الشيء في الشريعة تابع لعدم مفسدته اذ لو كانت تابعة فيه مفسدة راجحة لم تأت الشريعة باباحته وحرمته الشريعة الاخرى وجب قطعا ان يكون تحريمه فيها هو المصلحة كما كان اباحته في الشريعة الاولى هي المصلحة فان تضمن المحرم في الشريعة الاولى اباحة المفاسد [illegible]

بدلنا اور حرمت کا اباحت سے متغیر ہونا دونون مین کچھہ فرق نہین اور جو شبہ کہ انکو
دونون جگہون مین سے ایک مین پیش ہوا ہی وہی بعینہ دوسری جگہہ مین ہے اسواسطیکہ کسی چیز کا
شریعت مین مباح کرنا اوسکی خرابی نہونیکا تابع ہی اسلیئے کہ اگر اوسمین کوئی خرابی غالب ہوتی
تو شریعت مین اسکی اباحت نہ آتی پہر جب اوسکو دوسری شریعت نے حرام کر دیا تو یقیناً واجب
ہی کہ اوسکی حرمت ہی اوس شریعت مین مصلحت ہو جیسے کہ اوسکا مباح ہونا ہی
پہلی شریعت مین مصلحت تہا تو اگر خدانخواستہ پہلی شریعت مین حرام چیز کا مباح
ہونا خرابیون کے مباح ہونے کا متضمن ہوگا تو ضرور ہی کہ دوسری شریعت
مین مباح کی حرمت خوبیون کی حرمت کو متضمن ہوگی اور یہہ دونو باتیں باطل ہین
تو جس صورت مین کہ یہہ درست ہوا کہ کسی شریعت مین حرمت اون اشیاء کی ہو جنکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام اور آپکے بعد کے لوگ مباح جانین تو یہہ بہی درست ہے کہ دوسری
شریعت مین حلت بعض اشیاء کی جو توریت مین ممنوع ہین وارد ہوا اور اسی شبہہ بادیہ
سے امت غضبیہ نے نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبوت حضرت
عیسی علیہ السلام کی رد کی ہی اسکا جواب انکو یہہ بہی دیسکتے ہین کہ حرام کی ہوئی چیز دو حال سے
خالی نہین یا تو اوسکی ذات حرام ہی اسطرحکہ اوسکا مباح ہونا کسی زمانہ مین ممکن نہو یا حرمت
اوسکی اس وجہ سے ہو کہ اوسمین کوئی خرابی پائی جاتی ہے پس اگر اول صورت

ہی تولازم آتا ہی کہ جس چیز کو توریت نے حرام کیا ہی وہ تمام انبیا پر ہر زمانہ مین اور
ہر ایک جگہہ مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سی لیکر خاتم الانبیا جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک حرام ہوا اور اگر حرمت اور مباح ہونا مصلحتون کے تابع ہون تو مصلحتین
زمانہ اور جگہہ اور حال کے اعتبار سی جدا جدا ہوا کرتی ہین ایک ہی چیز ایک ہی ملت مین حرام ہوتی
ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایکوقت مین ہوتی ہی دوسرے مین نہین ہوتی اور ایک جگہہ مین
ہوتی ہے دوسری مین نہین ہوتی اور ایک حال مین حرام ہوتی ہی نہ دوسرے مین
اللہ تعالی فرماتا ہی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر
جو موقوف کرتے ہین ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہین تو پہنچاتے ہین اس سے بہتر یا اسکے برابر کیا تجکو معلوم
الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض اس آیت مین اللہ پاک نے خبر دی اسکی قدرت اور
کیا تجکو معلوم نہین کہ اللہ ہی کو سلطنت ہے آسمان اور زمین کی
سلطنت اور اپنی ملک و مخلوق مین تصرف کرنیکا عام ہونا اسکو سبا کا مانع نہین کہ جسے چاہے منسوخ کردے اور
جو چاہے باقی رکہے اور تعجب یہ ہے کہ یہود باوجودیکہ اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام خبر دی ہم کی
شریعت مین جو چاہے منسوخ کرنیکو رکاوٹ بتلاتے مین بلکہ اکثر عقائد مین اونکا مسلک اپنے علما کی شروع کی ہوئی آرا پر ہی
چنانچہ ایک یہہ ہے کہ کہتے ہین کہ جو شخص ہماری دین پر نہو اسکے ساتہہ کہانا کہانا اور نکاح
آپسمین کرنا اور اوسکے ہاتہہ کا ذبح کیا ہوا جانور کہانا حرام ہی اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ اونکے
عالم جانتے ہین کہ ہمارا دین ہمارے ذلیل رہنے کے ساتہہ اسیطرح رہ سکتا کہ
کہ ان لوگون کو تمام دینون کے لوگون کے میل جول رکہنے سی نفرت دلاوین

الانبیاء فی کل زمان ومکان من عہد نوح الی خاتمہم انبیاء وان کان التحریم والاباحۃ تابعا للمصالح فہی تختلف باختلاف الزمان والمکان والحال فیکون الشیء الواحد حراما فی ملۃ دون ملۃ وفی وقت دون وقت وفی مکان دون مکان وعلی حال دون حال

قال تعالی ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموات والارض فاخبر سبحانہ ان عموم قدرتہ وملکہ وتصرفہ فی مملکتہ وخلقہ لا یمنعہ ان ینسخ ما یشاء ویثبت ما یشاء ومن العجب انہم مع جحودہم علی اللہ ان ینسخ ما یشاء ویثبت ما یشاء من شریعۃ موسی وغیرہ قد اکثر تمہم علیہم ما شرعہ احبارہم ... انہم یقولون تحریم مواکلۃ من لم یکن علی دینہم ومناکحتہ والاکل من ذبیحتہ لان علمائہم علموا ان دینہم لا یبقی مع ذلتہم الا بعزلہم عن مخالطۃ اہل سائر الادیان

اور توریت مین صرف اُن لوگونکے ساتھہ نکاح حرام ہی جو بت پرست اور مشرک
ہون اور جانور ذبح کئی ہوئی وہ حرام ہین جیسے بتون کیطرف تقرب کیا جاوے
کیونکہ وہ جانور اُن چیزون مین سی ہین جنپر نام خدا تعالی کا نہین لیا گیا اور جو
جانور قربانی کے طور پر ذبح نہین ہوئی اونکو توریت نے حرام نہین کیا پہر نہین معلوم
ان لوگونکو کیا ہوا ہی کہ مسلمانونکا ذبح کیا ہوا نہین کہاتے مسلمان تو اپنی ذبیحہ
پر خدا تعالی کا نام لیتی ہین اور اونکی علمانے دو کتابین لکہی ہین ایک کا نام مشنا
ہی اوسکا حجم آٹہہ سو ورق کے قریب ہی اور دوسریکا نام تلمود ہی اوسکا حجم خمچرکی
... برابر ہی اور اوسکا مولف ایک شخص نہین بلکہ اوسکو ایک جماعت نے
بعد دوسرے نے بنایا ہی اور یہہ دونو کتابین مشتمل ہین اُن باتونپر جنکو ان لوگون نے نیا پیدا
کیا ہی اور توریت مین نہین اور ایک کتاب ذبح کے بابمین بھی تراشی ہی اوسمین وہ
سختیان اور بوجہہ رکہی ہین جنکی کچہہ اصل نہین اونمین سی ایک یہہ ہی کہ پہیپہڑا پہونکا
جاوی یہانتک کہ ہوا اسی بہر جاوی اور غور سی دیکہین کہ اوسکی کسی سوراخ سے
ہوا نکلتی ہے یا نہین اگر اوسمین سی ہوا نکلتی ہی تو اوسکو حرام جانینگے اور اگر
پہیپہڑے کا کوئی کنارہ دوسری لگا ہوا ہوگا جب بھی نکہا دینگے۔ اور جو شخص کہ
ذبح کئی ہوئی جانوروں کے حال کا جویا رہتا ہی اُنسی یہہ کہدیا ہی کہ ذبیحہ کی پیٹ

مین اپنا ہاتہہ ڈالے اور اپنی انگلیون سی ٹٹولے اگر دلکو پیٹہہ سی یا دونو طرف
مین سے کسی جانب مین چپٹا ہوا پاوے اگرچہ چپٹنا باریک بال کی برابر رگ سی ہی ہو
تو اوسکو حرام جانتے ہین اور اسکا نام طریفہ رکہا ہی اس سی یہہ مراد ہی کہ وہ بکری
اور اوسکا کہانا حرام ہی اور یہہ نام رکہنا اونکی مبتلا ہونیکی اصل ہی اور یہہ اسلئی کہ
توریت نے اونپر طریفہ کا کہانا حرام کیا اور طریفہ وہ شکار ہے جسکو شیر یا بہیڑیا
یا اور کوئی درندہ اونکی سوا شکار کری اور یہہ وہ جانور ہی کہ قران مجید مین
وَمَا اَکَلَ السَّبُعُ کے لفظ سی بیان فرمایا ہی اور اسپر دلیل یہہ ہی کہ توریت مین کہا
ہے کہ جنگل مین گوشت پہاڑ کہایا ہوا مت کہاؤ اور اوسکو کتے کی سامنی ڈالدو
اور لفظ طریفہ کی اصل طارف ہی اور یہہ لفظ توریت مین حضرت یوسف علیہ السلام
(شکار چھیننے والے درندے ۱۲)
کے قصہ مین مذکور ہی جسوقت اونکی بہائی آپکے کرتہ پر جہوٹا خون لگالائی تہے اور کہا
تہا کہ بہیڑئے نے انکو پہاڑ ڈالا اور توریت مین بہی کہا ہی کہ گوشت جنگل مین پہاڑا
ہوا مت کہاؤ اور غالب یہی ہی کہ پہاڑا ہوا شکار جنگل ہی مین ملتا ہی اور اس حکم کے
اونپر اوترنیکا باعث یہ تہا کہ وہ لوگ خیمون والے تہی جنگل مین رہا کرتے تہی اسلئی کہ وہ
جنگل مین چالیس برس پہرتے رہی اور کہانا بجز من اور سلوی کے اور کچہہ نہ ملا اور
سلوی ایک چہوٹا پرند مشابہ لوہ کے ہوتا ہی اور اسمین یہہ خاصیت ہی کہ اوسکے

فی بطن الذبیحة وتحسس مکان القلب باصابعه فان وجد القلب ملتصقا الی الظهر او الی احد الجانبین ولو کان الالتصاق خفیفا دقیقا کالشعر حرم ... ویسمی طریفة ... واکله حرام ... وما اکل السبع ...

بیان ۱۲

واصل لفظة طریفة طارف وقد جاء هذا اللفظ فی التوراة فی قصة یوسف لما جاء اخوته علی قمیصه بدم کذب وزعموا ان الذئب افترسه وانما قال فی التوراة ولحم فریسة لا تاکلوا والغالب ان الفریسة انما توجد فی الصحراء وکان سبب نزول هذا علیهم انهم کانوا اهل خیم ... فی التیه اربعین سنة وکانوا لا یجدون طعاما الا المن والسلوی وهو طائر صغیر شبیه السمانی ...

گوشت کا کھانا دل کو نرم کرتا ہی اسلئے کہ یہ پرند جب رعد کی آواز سنتا ہی مرجاتا ہی اسلئے
خدا تعالی نے اوسکو سمندر کے اون جزیرونمین رہنا بتادیا جنمین مینہ اور رعد نہین ہوتا
تو اون لوگون کا اس پرند کو کھانا گویا اونکی سختی دل کی لئے دوا کی مانند تہا
اور مقصود یہ ہے کہ اونہون نے طرثقا کے نام رکھنے مین زیادتی کی اور اوسکو
بے جگہہ رکہا اس بدعت سے اونکی غرض تمام امتون سے نفرت کرنی اور یہ وہم
دلانا ہی کہ یہ لوگ ایسی چیزین جو اور انتین نہین جانتی لئے لیے ہین - اور جسقدر
اونکا کوئی عالم تکلیف مین زیادہ ہوتا ہی اوتنا ہی اونکے نزدیک وہ عالم ربانی ہوتا
ہے اور اونکی کوئی جماعت کسی شہر مین ایسی نہین ہوتی کہ جب کوئی
عالم شخص اونکے دین والون کا دور کے شہرون سے آوے تو اونکے
دین لے بابین کچہ سختی اور احتیاط مین مبالغہ بتاوے اور وہ عالم ہمیشہ
اونہین کوئی نہ کوئی بات بری جانا کرتا ہے اور اونکو دین مین کچا نونکی طرف
منسوب کیا کرتا ہے اور اوسکی غرض یا تو اون پر ریاست حاصل کرنیکی ہوتی ہے
یا کوئی اور مطلب حاصل کرنیکا ور جب اونہین ٹہرا چاہتا ہے تو
اون کے ذبح کرنیکی چھری کو خوب غور سے دیکھتا ہے
اور کہتا ہے کہ مین تو اپنے ہی ہاتہہ کا ذبح کیا ہوا

ان کل لحم طائر یطیر الطیر فان
هذا الطائر یموت اذا سمع الرعد
فالهمه الله ان یسکن جزائر
البحر التی لا یکون فیها مطر ولا
رعد فکان اکله من اهل
یه کالدواء لقسوة قلوبهم
والمقصود انهم تعمقوا فی التسمیة
بالطریقا ووضعهم طرائق غیر محلها
والقصد بما ابتدعوا التنفیر
من سائر الامم وایهام الانفراد
بما لا یعرفونه وکلما کان الواحد
من علمائهم اشد تکلفا کان
عندهم هو العالم الربانی وما من جماعة
منهم فی بلد من البلاد اذا قدم علیهم رجل عالم
من اهل دینهم من البلاد البعیدة فی
الدین والاحتیاط والتشدید والمبالغة فی
الاحتیاط و لا یزال یستنکر شیئا من
امرهم وینسبهم فی الدین الی
التقصیر ... انما الذبح علی
علیهم ... انما اذا ذبحت
من الکبار ... عندهم ... لا ... ذبحه ونقل ... الا ...

کہتا ہون اور ہمیشہ اسیطرح رہتا ہی پہر جب کوئی اور مسافر اونکے پاس
آتا ہی اور پہلا مقیم کو خوف ہوتا ہی کہ کہین آنیوالا اوسپر اعتراض نکری تو اوسکی ملاقات
کریکے اوسکی تعظیم کرتا ہی اور اوسکی موافقت اور بہلا کہنی مین سعی کرتا ہی تو یہہ پہلے
شخص کا فعل دوسرے کو اچہا معلوم ہوتا ہی اور اوسی کہتا ہی کہ اللہ تعالی نی
فلان شخص یعنی اول کا ثواب بہت بڑا کیا کہ اوسنی دین کی عزت ان لوگونکی دلونمین
مضبوط کردی اور شریعت کے طریق کو اونکی نزدیک درست کیا اور جب اول
شخص اوسی ملتا ہی تو اوسکی تعریف اور شکر گذاری کرتا ہی اور اوسکو دعا کرتا
ہی اور اگر دوسرا شخص پہلا شخص کی باتونکا یعنی تشدد اور تنگی کا منکر ہوتا ہی تو اون
لوگون کے نزدیک اوسکی قدر نہین ہوتی بلکہ بعض اوقات اوسکو جاہل اور دین
مین ڈہیلا کہنی لگتی ہین اسلئے کہ اونکو یہی اعتقاد ہی کہ تنگی کرنا اور حلال چیز کو حرام
کہنا ہی دین ہی غرضکہ وہ ہمیشہ صواب اور حق اوسی شخص کے ساتہہ اعتقاد کرتی
ہین جو تشدد کرے اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ آنیوالا اونکی فقہا مین سی ہو اور جس
صورت مین کہ وہ اونکی عابدون اور زاہدون مین سی ہوتا ہی تو جو فوائد کہ وہ اونپر اعتماد
کرتا ہی اور جوطریقہ کہ اونکو پیدا کرکے فرضو نہین ملتا ہی عجیب و غریب دیکہوگی اور لوگونکی باتین
کہ اوسیکی زبان پر جاری کرتی ہین حالانکہ وہ اونکا مال اور روپیہ پیسہ کہینچتا ہے

فصل ومن تلاعبه بهم انهم اذا شق عليهم شيء من التكاليف طلبوا التخلص منه بوجوه الحيل فاذا اقيم الحيل فاوضوا كان علينا ما كان لنا الملك والرياسة فمن ذلك ان من احكامهم انه اذا اقام اخوان في موضع واحد ومات احدهما ولم يعقب ولدا فلا تخرج امراة الميت الى رجل اجنبي بل ولد حموها يتزوجها واول ولد ينسب الى اخيه الذي مات فان كان مبغضا لها او كانت

فصل اونکی شیطانکی ایک بازی اُنسی یہہ ہی کہ جب اونپر کوئی حکم شرعی مشکل پڑتا ہی تو اوس سی بچنا بہت طرحکے حیلونسے ڈھونڈہتی ہین پہر اگر حیلے اونکو تہکا دیتی ہین تو کہتی ہین کہ یہہ حکم تبہی تہا جب ہمکو ملک وریاست تہی انہین سی ایک یہہ صورت ہی کہ اونکی شریعتونکی احکام مین سی ہی کہ جب دو بہائی کسی گانو مین ہین اور ایک انمین مرجاوی اور کوئی لڑکا اپنی پیچہے نچہوڑی تو اوسکی بیوہ غیر شخص کے پاس نجاوی بلکہ اوسکی خسر کا لڑکا یعنی دیور اوس سی نکاح کرلے اور اول جو اوس سے لڑکا پیدا ہووہ اُس بڑے بہائی کیطرف منسوب ہو تو اگر وہ دیور اوس عورت سی ناراض ہو یا عورت اوس سے نکاح نکرنا چاہتی ہو تو ایک حیلہ کرتے ہین اور وہ یہہ ہی کہ وہ عورت حاکم کے پاس جاوی اور اوسکو سکہا دیتی ہین کہ حاکم سی کہی کہ میری دیور کو منظور نہین کہ اپنی بہائی کا مقام بنی اسرائیل مین قائم کری اور مجہہ سی نکاح نہین چاہتا پس حاکم اوسکو وہان بُلاکر بزور کہلاتا ہی کہ مین اس سی نکاح نہین چاہتا پہر عورت اوسکا موزہ پکڑکے اوسکے پانو مین سے نکال لیتی ہی اور اوسکو اپنی ہاتہہ مین رکہکر مرد کے مُنہ پر تہوکدیتی ہی اور اوسپر منادی ہوتی ہی کہ جو شخص اپنی بہائی کا گہر نبنادے اوس سی ایسا ہی معاملہ کیا جاوے اور اوس مرد کو بعد اسکی مخلوع کہتی ہین اور اوسکی اولاد کو مخلوع کی اولاد بولتی ہین

موزہ اوتارا ہوا ۱۲

هي زاهدة فيه فعلوا احيلة وهي ان تخاصمه عند الحاكم ويلفظها ان تقول ان حمي ابى ان يقيم لاخيه اسما في بني اسرائيل ولم يقبل ان ينكحني فيحضر عند الحاكم ويكلفه ان يقول ذلك فتخرج خفه وتمسكه بيدها وتبصق في وجهه وتنادي عليه كذا فيستضع بالرجل الذي لا يبني بيت اخيه ويلقب بعد ذلك بالمخلوع وبنوه بنى المخلوع

تو دیکھو کہ عورت سے زبردستی مرد پر جھوٹ بلواتے ہین اگر مرد نے نکاح چاہا تھا اور
عورت نے خود اوسکو ناپسند کیا ہو اور جب اوسکو یہ الفاظ سکھا دیئے اور اُنکو کہہ بتو
پہر مرد کو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور شاید نکاح کرنا اوسکی خواہش اور تمنا ہی ہو
مگر اُسکو جھوٹ کا حکم کرتے ہین اور اسی بات پر کفایت نہین کرتے کہ مرد پر جھوٹ بلواتے
ہین اور اوسی خود کو زبردستی جھوٹ بولنا لازم کرتے ہین بلکہ عورت کو مسلط کرتے
ہین کہ مرد کے مُنہ پر تہوکے اور اوسکو رسوا کرے اور اس صورت کا نام مسئلہ الیتاد الحالیوس میں
رکھتے ہین۔ اور اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزونکو مباح کرتے ہین انکی حیلون پر پہلے
تنبیہ گذر چکی ہے جو تم جان چکے حاصل یہہ یہ لوگ حیلون اور فریب اور مکر اور
خباثت کی کہان ہین اور انہون ہی نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ
کیا تہا کہ ایک چہت پر چڑہے اور ایک چکی کا پاٹ لیکر اوسکو آپ پر گرا دینا چاہا آپ اُس
وقت ایک دیوار کے سایہ مین بیٹھے تہے آپکو یہہ بات وحی سے معلوم ہوگئی اور ان لوگون
نے آپکے دشمنونکی مدد کسیکے مخالف ہوکر کی اور زہر سے آپکا مار ڈالنا چاہا مگر خدا تعالے
نے آپکو یہہ حال بتلا دیا اور اُنہون نے آپ سے دغا کی اور آپ پر جادو کر دیا یہانتک
کہ آپکو یہ خیال ہو جاتا تہا کہ کوئی کام کر لیا ہے اور کیا نہین ہوتا تہا اور ہمیشہ داؤ اور
مکر مین لگے رہے اور ایک شیطان کی بازی اونسے یہہ ہے کہ وہ لوگ آل داود علیہ السلام

مین تو ایسی شخص برپا ہونیوالے کے منتظر ہین کہ جب وہ دعا کیواسطے اپنے لب ہلا ئیگا
تو تمام امتین مرجاوینگی اور کہتے ہین کہ وہ شخص مسیح ہوگا جسکا اونکو وعدہ ہوا ہی حالانکہ حقیقت
مین وہ مسیح گمراہی کا انتظار کرتے ہین اور وہ دجال ہی اسلیئے وہ لوگ دجال کی تابعون
مین بہت ہونگے وعدہ مسیح رہنمائی کے تو حضرت عیسی بن مریم صلوات اللہ علیہ
ہین جو اون کو قتل کرینگے اور اون مین سے کسیکو نہ چھوڑیگا اور تینون امتین ایک
آنیوالیکا انتظار کرتے ہین جو آخر وقت مین نکلیگا اس وجہ سے کہ اون سے اسکا
وعدہ ہوا ہی اور مسلمان حضرت مسیح عیسی بن مریم علیہما السلام کے انتظار مین ہین اور امام
مہدی علیہ السلام کی نکلنے کی منتظر ہین جو اہل بیت نبوت مین سی ہونگی زمین کو عدل سی بہر دینگی
جیسی اب ظلم سی بہری **فصل** اور شیطانکی بازی امت غضبیہ سی ایک یہہ ہے کہ یہہ لوگ ہر ایک بدعت
مین سی پہلی دہوکے مین ہین اپنی نمازمین کہتی ہین کہ امتین کہتی ہین کہ اونکا خدا کہان ہے ای رب
ہوشیار ہوجا کب تک سوویگا اپنی خواب سے جاگ اوٹھ اور انکو ان کفر کی کلمات پر اسلیئے جرأت ہوئی
کہ ذلت اور بندگی سی نہایت درجہ کو تنگ ہوئے اور کشادگی کی منتظر ہین جو اون سے دوری ہی مین
رہتی جاتی ہی اور گمان کرتی ہین کہ یہہ بات اللہ کی نزدیک بڑی مرتبہ مین واقع ہوگی اور ایک انکی خرافات
سی یہہ ہی کہ اللہ تعالی کو کہتی ہین کہ اپنی فعل پر پشیمان ہوتا ہی چنانچہ جو توریت اونکی پاس موجود ہی
اوسمین یہہ قول ہی کہ اللہ تعالی آدم کے پیدا کرنے پر نادم ہوا اور اوسپر نہایت

واذا حرك شفتيه بالدعاء ... فان جميع الامم ... انه ما ... المسيح الذي وعد به وهم في الحقيقة انما ينتظرون مسيح الضلالة وهو الدجال ... هم اكثر اتباعه والافسد ... الهدى عيسى ابن مريم صلوات الله عليه ... ينتظرون ظهوره ولا يبقي منهم احدا ... والامم ... وعد به والمسلمون ينتظرون في آخر الزمان فانهم ... مريم وينتظرون خروج المسيح عيسى بن ... على الارض عدلا كما ملئت جورا ... فصل ومن ...

... الامة الغضبية انهم ... من الشيطان ...

شاق گذرا اور اپنی رای مین رجوع کیا اور یہہ قول اونکے نزدیک حضرت نوح
علیہ السلام کے قصہ مین ہی کہتی ہین کہ جب اللہ تعالی نے حضرت نوح علیہ السلام کی
قوم مین فساد دیکھا اور یہہ کہ اونکا کفر اور شرارت زیادہ ہوئی تو آدمی کے پیدا
کرنے پر پشیمان ہوا اور اونمین سی اکثر کہتی ہین کہ خدا تعالے طوفان پر آنسا رویا کہ آنکھ
دہندلی ہوگئی اور فرشتون نے اُنکی عیادت کی اور اُسنے اپنی اونگلیان دانتون مین
اتنی کاٹین کہ خون چلا اور ان لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کے سامنے
بہی اسطرح کی کفر کی باتین کی ہین چنانچہ ایک کہنے والی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیخدمتمین
عرض کیا کہ خدا تعالے نے آسمانون اور زمین کو چھہ روز مین پیدا کیا پہر آرام کیا یہہ قول آپکو شاق معلوم ہوا
خدا تعالے نے اونکی قول کو جہوٹا کرنیکو یہہ آیت اتاری وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ
(اور ہمنے بنائے آسمان اور زمین اور جو انکے بیچمین ہے چھہ دن مین)
اَيَّامٍ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ **فصل** اور اسکی ایک بازی اون یہہ ہی کہ انبیا علیہم
(اور ہمکو نہ ہوئی کچھہ ماندگی سو تو سہتا رہ جو کہتے ہین ۱۲)
السلام کی بابمین طعن کرتی ہین اور حضرت موسی علیہ السلام کو اونکی زندگیمین تکلیف دی اور عیب
کیطرف منسوب کیا جس سی خدا تعالے نے اونکو بری کیا اور مسلمانونکو اون کی سی حرکت
کرنیسی منع فرمایا چنانچہ ارشاد ہی يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ
(ای ایمان والو تم مت ہو ویسی جینہون نے ستایا موسی کو پہر بیعیب کیا اسکو اللہ نے)
مِمَّا قَالُوْا اور صحیحین مین حضرت ابو ہریرہ کی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
(اونکے کہنے سے ۱۲)
ثابت ہوا ہے کہ بنی اسرائیل ننگے نہایا کرتے اور ایکدوسرے کو دیکھتے

وكان موسى يغتسل وحده فقالت بنو اسرائيل ما يمنع موسى ان يغتسل معنا الا انه آدر فذهب موسى يغتسل فوضع ثوبه على الحجر ففر الحجر بثوبه فجمح موسى بأثره يقول ثوبي حجر ثوبي حجر حتى نظرت بنو اسرائيل الى سوءته وقالوا والله ما بموسى بأس وقيل في تفسيره انه صعد موسى وهارون الجبل فمات هارون فاتهموه بقتله فامر الله الملائكة فحملته وشاهدت بنو اسرائيل موته

اور حضرت موسی ع تنہا غسل فرماتے بنی اسرائیل نے کہا کہ وہ ہمارے ساتھ اسلئے نہین نہاتے
کہ اونکے خصیے بڑی ہین پہر حضرت موسی نہانیکو گئی اور اپنی کپڑی ایک پتہر پر رکہدی وہ
پتہر آپکے کپڑی لیکر بہاگا حضرت موسی اوسکے پیچہے یہہ کہتی ہوئی دوڑی کہ میری کپڑی پتہر
لئی جاتا ہی یہانتک کہ بنی اسرائیل نے آپکی برہنگی کو دیکہا اور کہا کہ بخدا موسی مین تو
کوئی عیب نہین اور اس آیت کی تفسیر مین بعضون نے کہا ہی کہ حضرت موسی اور ہارون
علیہما السلام پہاڑ پر چڑہی اور حضرت ہارون کی وفات ہوئی بنی اسرائیل نے حضرت موسی ع
پر اونکی قتل کی تہمت لگائی پس اللہ تعالی نے فرشتونکو حکم کیا کہ حضرت ہارون کو اوٹہا لائی
اور بنی اسرائیل کو اونکی وفات دکہلا دی اور ان لوگون نے جناب ستطاب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی عداوتمین قول اور فعل سے مبالغہ کیا اور بہت سی نبیونکی باب مین طعن کیا اور انکی
کفریات مین سی ایک وہ ہی جسکو توریت کی نص کیطرف منسوب کیا ہی کہ جب اللہ تعالی نے
حضرت لوط ع کی قوم کو ہلاک کیا اور سوا حضرت لوط ع اور انکی دو بیٹیون کے اور کوئی نہ بچا
تو اونکی ایک بیٹی نے دوسرے سی کہا کہ آؤ اپنی باپکو شراب پلا دین اور اوسی ہم بستر ہون
تاکہ اپنی باپ سی نسل باقی رکہین اور اس سی عجیب تر یہہ ہی کہ جو توریت اونکی پاس موجود ہے
اسمین ہے کہ یہودا ابن یعقوب ع نے اپنی بڑی بیٹی کا نکاح ایکعورت سی کیا جسکو تاما کہتی تہی
اور وہ اوس سی اغلام کیا کرتا تہا پس اللہ تعالی اوسکی حرکت سی غصہ ہوا اور اوسکو

وقدحوا في عداوة النبي صلى الله عليه وآله وسلم بالقول والفعل وقدحوا في كثير من الانبياء ومن ذلك نسبتهم الى نص التوراة الى لوط عليه السلام انه لما اهلك الله قوم لوط ولم يبق الا لوط وابنتاه قالت احدى ابنتيه للاخرى هلمي نسقي ابانا خمرا ونضاجعه لنستبقي منه نسلا واعجب من ذلك ان في التوراة التي بايديهم ان يهودا ابن يعقوب زوج ابنه الاكبر بامرأة يقال لها تامار وكان يأتيها مستدبرا فغضب الله من فعله فاماته

ہلاک کیا یہودا نے اوس عورت کا نکاح اپنی دوسری بیٹی سے کردیا یہہ لڑکا اسنظر بہی کہ
پہلا بچہ بڑے بہائی کا کہلاویگا اوسعورت سے صحبت کرکے انزال باہر کرتا تہا الله تعالے
کو اوسکی یہہ بات ناخوش معلوم ہوئی اوسکو بہی وفات دی یہودا نے اوس عورتکو اپنے میکے
جانیکی اجازت دی جبتک کہ انکا ایک چہوٹا لڑکا بڑا ہوجاوے اور عقل کامل ہوجاوے اس
خوف سے کہ کہین اوسکا بہی وہی حال نہو جو اوسکے دو نو بہائیونکا ہوا وہ عورت اپنے باپ
کے یہان رہی ایکروز یہودا اپنی مکانپر جرہی اونکی بہو فاحشہ عورتونکا سا لباس پہنکر
اونکے سامنے ہوئی یہودا نے اوس سے رغبت کی اور خرچی کے عوض اپنی لاٹہی اور انگوٹہی
اوسکے پاس گرو رکہکر اوس سے صحبت کی اوسکو حمل رہگیا جب یہوداکو خبر پونہچی کہ بہو کو
زنا کا حمل ہے تو اوسکے جلانے کا حکم کیا اوسنے اونکے پاس اونکی انگوٹہی اور لاٹہی بہیجدی
پس یہودا نے عذر کیا کہ مین نے اوسکو نہین پہچانا اور اوسکا دوبارہ لانا حلال
نہ سمجہا یہہ لوگ کہتے ہین کہ اس زناسے تاما کے جو اولاد ہوئی اونکی نسل مین داؤد
پیغمبر علیہ السلام ہین اور اونکی جہوٹ باتونمین سے ایک یہہ ہے کہ خاوند اگر اپنی عورتکو طلاق
دے اور وہ دوسرے سے نکاح کرے اور پہلا شوہر اوس سے پہر رجوع کرے تو ان دونوکی
اولاد اولاد زنا ہوگی اور کہتے ہین کہ اس واسطے مسلمان اولاد زنا ہین اور انکا قول ہے
کہ عبدالله بن سلامؓ ہین جنہون نے یہہ مسئلہ تراشا ہے اور اُنکا قصد اس سے یہہ تہا کہ

کہ مسلمانون کی اولاد کو اولاد زنا ٹھہراتے ہین اور کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے بہت سے خواب دیکھے تھے جنسے معلوم ہوتا تھا کہ وہ صاحب دولت ہونگے پس آپنے
خدیجۂ کبریٰ رض کی تجارت کے لیے شام کو سفر کر کے علماے یہود سے ملاقات کی اور اپنے خواب
اونسے بیان کیے تو اونہون نے جانا کہ یہہ صاحب دولت ہونگے اسلیے عبد اللہ بن سلام کو آپکے
ساتھہ کر دیا آپنے علوم توریت اونسے سیکھے اور فصاحت اور معجزہ جو قرآن مین موجود ہے
اوسکو عبد اللہ بن سلام رض کی طرف منسوب کرتے ہین اور یہہ باب ایسے لوگون سے دور
نہین جو اپنے معبود مین طعن کرتے ہین اور انپر وہ باتین لگاتے ہین جو اسکی شان بزرگ کے
لایق نہین اور اسکے انبیا کی مذمت بڑی بڑی باتون سے کرتے ہین مثلاً حضرت عیسی علیہ السلام کو
ولد الزنا کہتے ہین اور آپکی ماکو بدکار کیطرف منسوب کرتے ہین اور حضرت لوط علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ اپنی دو بیٹیون سے نشہ کی حالت مین زنا کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کیطرف
جادو لگاتے ہین کہ وہ جادوگر بادشاہ ہین اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان مین
کہتے ہین کہ انہون نے اپنی آقا کا پاجامہ کہولا اور اوسکا آسن لیا پس دیوار پھٹی اور
اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو انگلیان دانت سے کاٹتے دیکہا
مگر نہ اوٹھے یہان تک کہ اون پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور
فرمایا کہ اے یوسف تم زانیون مین ہو جاؤگے حالانکہ خدا تعالی کے نزدیک

تم انبیا مین شمار ہوتے ہیں عرضکہ زنا ہی صرف اسلیوجہ سے بازرہی اور ہمین نہایت درجہ کی مذمت ہے
اور انکا یہہ کہنا کہ حضرت عیسی علیہ السلام بیمارونکا علاج دوا اون سی کرتی تہی اور لوگونکو وہم
یہہ دلاتے تہی کہ شفا آپ کی دعا سی ہوئی ہی اور تعجب یہہ ہی کہ جو توریت اونکی پاس ہی اسمین
موجود ہی کہ یہودیون سے سلطنت نجاویگی جبتک کہ مسیح علیہ السلام نہ آوینگے اور اسکی بموجب
مسیح علیہ السلام کی نبوت پر اونکو قائل ہونا چاہیے اسلیے کہ وہ لوگ صاحب سلطنت تہی اور حضرت عیسی
علیہ السلام کی ظاہر ہونیسے اونکا ملک جاتا رہا اور کہتی ہین کہ مسیح علیہ السلام یوسف زرگر کے بیٹی
بری طرح کے ہین نہ اچھی طور کے مگر یہہ کہ اونکو اسم اعظم معلوم تہا اور یہہ بہی اونکا قول ہی کہ
حضرت موسی علیہ السلام ایک لفظ سے جو حروف سے مرکب ہی واقف تہی اوس سے اونہونے دریا کو چیرا اور تمام معجزات
ہین ہری اور اسکو حضرت موسی علیہ السلام کی نبوت مین خلل انداز نہین ہوا جیسی کہ اسکو ذریعہ حضرت عیسی
علیہ السلام کی نبوت کی انکار کا کیا یہانتک کہ بعضون نے اونہین سی کہا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کو وہ کلمہ
خدا تعالی نے سکہایا تہا اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اسکو بیت المقدس کی دیوارون پر سے سیکہ لیا تہا اور یہہ
اون کا خدا تعالی کے رسولون سے دہینگا دہینگی اور بہتان ہے **فصل** اور جو
توریت یہودیون کے پاس ہے اوس مین اختلاف ہے کہ وہ لفظون مین بدل
گئی ہے یا معنی مین تبدیل ہوئی ہے عبارت مین نہین اور اس اختلاف مین تین قول ہین
ایک جماعت تو یہہ کہتی ہی کہ تمام توریت یا اکثر بدلگئی ہی اور بعض لوگ مبالغہ اتنا کرتی ہین

یہ کہتی ہین کہ اِس سی استنجا کرنا درست ہی اور ایک جماعت ائمہ حدیث اور فقہ اور کلام کی یہہ کہتی ہے کہ تبدیل صرف معنی مین ہوئی ہے بخاری نے اپنی صحیح مین کہا ہی کہ یحرفون کے معنی یہہ ہین کہ زائل کرتے ہین اور کوئی شخص کتاب کا لفظ الہی کی کتابون مین سی دور نہین کرتا مگر اوسکی جو معنی ہوتے ہین اونکی سوا دوسرے معنی کر لیتے ہین اور رازی نے بھی یہی اختیار کیا ہی اور مین نے اپنی شیخ کو کہتے سنا ہی کہ فاضلو نمین اسبا مین جہگڑا ہوا تو امام رازی نے اس مذہب کو درست رکہا اور دوسرونکو ضعیف کیا مگر اونپر انکار کیا گیا یعنی لوگون نے نمانا تو اُنہون نے پندرہ نسخے اوسکی ظاہر کئی- اور ان لوگونکی دلیل یہہ ہے کہ توریت پورب اور پچہم اور اتر دکہن مین پہیل گئی ہی اور اوسکے نسخونکی شمار سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین جانتا تو تبدیل اور تغیر ان سب نسخون مین برابر ایکسا ہو جانا نہین ہو سکتا کہ کوئی نسخہ زمین مین بدون تبدیل کے نرہی اور یہہ اُن باتون مین سی ہی جنکو عقل محال جانتی ہی اور یہہ جماعت یہہ بہی کہتی ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَاةِ فَاتْلُوهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ اور ایک یہہ دلیل ہے کہ
تو کہہ لاؤ توریت اور پڑہو اگر سچے ہو ۱۲
یہودیون نے سنگسار کرنیکے فرض کو چہوڑنے پر اتفاق کیا مگر توریت مین سی اُسکو بدل نسکے اور اسیواسطے جب یہودیون نے توریت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سامنی پڑہا تو قاری نے اپنا ہاتہہ رجم کی آیت پر رکہہ لیا حضرت عبد اللہ بن سلام رض نے اسکو فرمایا

قال يجوز الاستنجاء بها وقالت طائفة من أئمة الحديث والفقه والكلام إنما وقع التبديل في التأويل قال البخاري في صحيحه يحرفون يزيلون و ليس أحد يزيل لفظ كتاب من كتب الله ولكنهم يتأولونه على غير تأويله وهو مختار الرازي أيضاً وسمعت شيخنا يقول وقع النزاع بين الفضلاء فأجاز هذا المذهب ووهى غيره فأنكر عليه فأظهر خمسة عشر نسخة ومن حجة هؤلاء أن التوراة قد طبقت مشارق الأرض ومغاربها وانتشرت جنوباً وشمالاً ولا يعلم عدد نسخها إلا الله ومن الممتنع التواطؤ على التبديل والتغيير في جميع تلك النسخ حتى لا يبقى في الأرض نسخة إلا مبدلة وهذا مما يحيله العقل قالوا وقد قال الله لنبيه قل فأتوا بالتوراة فاتلوها إن كنتم صادقين قالوا وقد اتفقوا على ترك فريضة الرجم ولم يمكنهم تغييرها من التوراة ولهذا لما قرأوها على النبي صلى الله عليه وآله وسلم وضع القارئ يده على آية الرجم فقال له عبد الله بن سلام

که اپنا ہاتهه اوٹہا جب اوسنی ہاتهه اوٹہایا تو وہ آیت ہاتهه کے نیچی سی معلوم
ہونے لگی - اور ایک جماعت ان دونو جماعتون کے درمیان ہی وہ یهه کہتے
ہین که توریت مین کچهه بڑہایا ہی گیا ہی اور کچهه بہت ہی تہوڑی تبدیلی ہی ہوئی ہی
اور ہمارے شیخ نے اِسی کو اختیار کیا ہی اوس شخص کے صحیح جواب کے لئی جسنے دین
مسیح علیه السلام کو بدلا اور فرمایا که اس زیادتی کی مثال یهه ہی که توریت مین اونکی
یہان یہه ہے که الله تعالی نے حضرت ابراہیم علیه السلام کو فرمایا که اپنی پہلے یا اکلوتے
بیٹے اسحق کو ذبح کرو اسمین اسحق کا لفظ ان لوگونکا بڑہایا ہوا ہے مین کہتا ہون که
یهه زیادتی دس وجہون سی باطل ہی اول یهه که حضرت ابراہیم کا پہلا اور اکلوتا بیٹا
تینون ملت والون کے اتفاق سی اسمعیل ہے دوسرے یهه که الله تعالی نے حضرت ابراہیم
کو حکم فرمایا که ہاجرا اور اونکے لڑکے اسمعیل ع کو سارہ کے پاس سی لیجاکر مکه معظمه کے جنگل مین
ساکن کریں تاکه سارہ کو رشک آدہی تو جب لونڈی اور اوسکی بیٹی کو دور رکہنی کا حکم
کر دیا ہو تو اوسکی بعد سارہ کے لڑکے کی ذبح کرنیکا اور لونڈی کے لڑکے کو باقی رکہنیکا
کبہی حکم فرما دیگا یهه بات تو ایسی ہے که اسکو حکمت نہین چاہتی تیسرے یهه ذبح کا معامله
یقیناً مکه معظمه مین ہوا ہی اور اسی لئی خدا تعالی نے مکه معظمه مین قربانیون اور دنبون
کا ذبح کرنا مقرر فرمایا که امت کو معامله حضرت ابراہیم کا اپنی لڑکے کے ساتهه

جو کچھہ وہان ہوا ہی یاد رہی چوتھی یہہ کہ خدا تعالی نے حضرت اسحق علیہ السلام کی سارہ کو
اسحق کی خبر خوش دی اور اسحق علیہ السلام کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام کی خوشخبری دی پس بعد
اسکی اسحق علیہ السلام کے ذبح کرنیکا حکم کیسی دیگا پہلی تو اونکی ماں باپ کو بیٹی کے بیٹا ہونیکی بشارت د
پانچوین یہہ کہ اللہ تعالی نے قصہ حضرت اسمعیل کے ذبح ہونیکا اور اپنی آپکو خدا کے لئی تسلیم کرنیکا اور ذبح
حضرت ابراہیم کی جرات کرنیکا مذکور فرمایا اور حضرت اسمعیل کے قصے سی فارغ ہوکر بعد کو ارشاد
فرمایا وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ یعنی اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کی تسلیم و انقیاد کی
اور خوشخبری دی ہمنے اوسکو اسحق کی کہ نبی ہوگا نیکوں میں سے ١٢
اور اسکی لئی اپنی لڑکے کی دینے الہی کی شکر گزاری کی اور اسپر اپنی علامات مین سے یہہ کیا
کہ اسحق کو دیا یعنی اسمعیل علیہ السلام کو ذبح سی بچایا اور اون پر اسحق کو زیادہ فرمایا چہٹے یہہ کہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سی درخواست کی تہی پس اللہ تعالی نے انکی دعا مقبول کی
اور بیٹی کی بشارت اونکو دی جب لڑکا اونکی ساتھہ دوڑنے لگا تو اسکی ذبح کرنیکا حکم کیا اللہ تعالی فرماتا ہی
وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ تو اس سے
اور بولا مین جاتا ہون اپنی رب کیطرف وہ مجھکو راہ دیگا ای رب بخش مجھکو کوئی بیٹا نیک پر خوشخبری دی ہمنے اسکو ایک لڑکے کی
معلوم ہوتا ہی کہ اس لڑکی کی بشارت اسکو بعد آپ کی دعا اور درخواست لڑکا دینی کی اپنی رب
ہوئی تہی اور جس لڑکی کی بشارت ہوئی اسکی ذبح کرنے کا نص قرآن سی قطعا حکم ہوا
تہا اور حضرت اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بدون آپ کی دعا کے بلکہ
بوڑہاپے مین کہ جس وقت انکی عمر کے لوگون کے لڑکا ہوتا تہا ہوئی اور حضرت

الرابع ان الله بشر سارة باسحق ومن وراء اسحق يعقوب فبشرهما به فكيف يأمر بعد ذلك بذبح اسحق وقد بشر ابويه بولد ولده الخامس ان الله لما ذكر قصة الذبيح وتسليمه نفسه لله واقدام ابراهيم على ذبحه وفرغ من قصته قال بعد وبشرناه باسحق نبيا من الصالحين فشكر الله له استسلامه وبذل الولد له وجعل من آياته على ذلك ان آتاه اسحق فنجى اسمعيل من الذبح وزاد عليه اسحق السادس ان ابراهيم عليه السلام سأل ربه الولد فاستجاب دعاءه وبشره فلما بلغ معه السعي امره بذبحه قال تعالى وقال اني ذاهب الى ربي سيهدين رب هب لي من الصالحين فبشرناه بغلام حليم فهذا دليل على ان هذا الولد انما بشر به بعد دعائه وسؤاله ربه ان يهب له ولدا وهذا المبشر به هو المأمور بذبحه قطعا بنص القرآن واما اسحق فانه بشر به من غير دعوة منه بل على الكبر السن وكون مثله لا يولد له وانما كان

اسحق کی بشارت حضرت ابراہیم کی بی بی سارہ ہی کو ہوئی اور اسیواسطے سارہ نے
اپنی پیٹ سے لڑکا ہونے کا تعجب کیا اور دونوں بشارتوں کے مضمون کو دیکھو کہ
اول مین تو ارشاد ہے اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی سَیَهْدِیْنِ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ
فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ اور دوسری مین وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِیْمَ بِالْبُشْرٰی قَالُوْا سَلٰمًا
اور آچکے ہین ہمارے بھیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے سلام
قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِیْذٍ فَلَمَّا رَآ اَیْدِیَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَیْهِ نَکِرَهُمْ وَاَوْجَسَ
وہ بولا سلام ہے پہر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا پہر جب دیکھا انکے ہاتھ نہیں آتے اس پر تو اوپری سمجہا اور دل میں
مِنْهُمْ خِیْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰی قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِکَتْ فَبَشَّرْنٰهَا
انسے ڈرا وہ بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہین طرف قوم لوط کے اور اسکی عورت کہڑی تھی تب وہ ہنس پڑی پہر ہمنے
بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ یَعْقُوْبَ قَالَتْ یٰوَیْلَتٰٓی ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِیْ
خوشخبری دی اسکو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی ای خرابی کیا مین جنونگی اور مین بوڑھیا اور یہ خاوند میرا
شَیْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اور ان دونوں
بوڑھا یہ تو ایک عجیب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے
بشارتوں مین سے ایک کا مخرج دوسری کے خلاف ہونے کو دیکھو اور
اور پہلی بشارت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تھی اور دوسری سارہ کو اور
پہلی ہی بشارت ہے جس مین حکم اُس لڑکے کے ذبح کا دیا ہی جس کی خوشخبری
دی ہے دوسری بشارت ایسی نہین ساتوین یہ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
حضرت اسحق کو لیکر یقیناً مکے مین نہین تشریف لائے اور نہ اون کو اونکی
ماں سے جدا کیا اور اللہ تعالے کس طرح حکم کریگا کہ اپنی بی بی کے لڑکے کو جہان
اسکی سوت رہتی ہو اس شہر مین ذبح کرے اور سوت کے لڑکے کو چھوڑ دی

البشارة به لامرأته سارة وزال تعجب من حصول الولد منها وانظر تفاوت سياق البشارتين فانه في الاولى قال اني ذاهب الى ربي سيهدين رب هب لي من الصالحين فبشرناه بغلام حليم وفي الثانية ولقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا سلاما قال سلام فما لبث ان جاء بعجل حنيذ فلما رأى ايديهم لا تصل اليه نكرهم واوجس منهم خيفة قالوا لا تخف انا ارسلنا الى قوم لوط وامرأته قائمة فضحكت فبشرناها باسحق ومن وراء اسحق يعقوب قالت يا ويلتى أألد وانا عجوز وهذا بعلي شيخا ان هذا لشيء عجيب قالوا اتعجبين من امر الله ولكن تخرج احدى البشارتين غير مخرج الاخرى والبشارة الاولى كانت له والثانية كانت لها والبشارة الاولى هي التي امر بها بذبح من بشر به ... وفي الثانية ابراهيم لم يقدم باسحق الى مكة البتة ولم يفرق بينه وبين امه وكيف يامره الله ان يذهب بابن امرأته فيذبحه بموضع ضرتها ويترك ابن ضرتها

آٹھوین یہہ کہ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیمؑ کو خلیل بنایا تھا اور خلت اسبات کو شامل
ہے کہ خلیل کا دل ہمہ تن اپنے آپ سے متعلق ہو اسطرح کہ اوسمین سب غیر کی گنجایش
نہو اور جب اونہون نے درخواست لڑکے کی کی تو انکو حضرت اسمعیل عطا ہوئی تو آپکے
دلکی ایک شاخ اونسے متعلق ہوگئی آپکے خلیل نے چاہا کہ یہہ شاخ بھی خالص ہمارے لیے
ہو اسلیئے آپکو لڑکے کے ذبح کرنیسے آپکا امتحان لیا جب آپنے حکم کی اطاعت کی
تو وہ خلت خاص اللہ تعالی کیواسطے ہوگئی اور حکم اونکی ذبح کرنیکا منسوخ ہوا اسنظر
سے کہ غرض حاصل ہوگئی یعنی پکا ارادہ کرنا اور نفس فرمانبرداری کو ٹھان لینا
اور ظاہر ہے کہ تعلق خاطر اول ہی اولاد کے ساتھہ ہوتا ہے نہ آخر کے تو جب مقصود
پہلے ہی لڑکے سے حاصل ہوگیا تو دوسرے کے ساتھ اس جیسے معاملہ کی حاجت نرہی اسلیئے
کہ اگر دوسرے لڑکے کی محبت خلت کی مزاحم ہوتی تو اوسکی ذبح کرنیکا ہی حکم دیا جاتا
اسصورتمین اگر حکم دوسرے لڑکے کے ذبح کا ہوتا تو یہہ معنی ہوتے کہ حضرت ابراہیمؑ
کو خلت کی مزاحمت پر بہت مدت تک قائم رکہا پہر اونکو مزاحم کے دور کرنیکی بات کا
حکم کیا اور یہہ بات مقتضای حکمت کے خلاف ہے نوین یہہ کہ حضرت ابراہیمؑ کو حضرت
اسحق تو بڑہاپے مین فرحت ہوئی اور حضرت اسمعیل عین شروع جوانی مین اور
عادت یون ہے کہ دل پہلے لڑکے سے زیادہ متعلق ہوا کرتا ہے دسوین یہہ کہ آنحضرت

التاسع ان الله تعالى اتخذ ابراهيم خليلا والخلة تتضمن ان يكون قلبه كله متعلقا بربه ليس فيه سعة لغيره فلما سأل الولد وهب له اسمعيل فتعلق باسمعيل شعبة من قلبه فاراد خليله ان تخلص تلك الشعبة منه بذبح ولده فلما امتثل خلصت تلك الخلة لله فنسخ الامر بذبحه لحصول الغرض وهو العزم وتوطين النفس على الامتثال ومن المعلوم ان هذا انما يكون في اول الاولاد لا في آخرها فلما حصل هذا المقصود من الولد الاول لم يحتج الى مثله مع الولد الآخر فانه لو كانت محبة الولد الآخر مزاحمة للخلة لأمر بذبحه فلو كان المأمور بذبحه هو الولد الآخر لكان قد اقر على الاول على مزاحمة الخلة مدة طويلة ثم نسخ الامر بما يزيل المزاحمة وهو خلاف مقتضى الحكمة فلما كان التاسع ان ابراهيم رزق اسحق على الكبر ورزق اسمعيل في عنفوان شبابه والعادة ان القلب اعلق بالاول

حاشیہ ۱۳

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرماتے تھے کہ مین دو ذبیح کئی ہوؤنکا بیٹا ہون یہہ اشارہ تہا

اپنی باپ عبد اللہ اور اپنی دادا حضرت اسمعیل کیطرف حاصل یہہ کہ یہودیون نے نام حضرت

اسحق ع کا توریت مین بڑہادیا اور اسکا سبب یہہ تہا کہ حضرت موسی ع نے توریت کو بنی

اسرائیل سے بچایا اس ڈرسے کہ کہین یہہ لوگ آپکے بعد اوسکی معنی مین مختلف ہوکر بہت سے

فرقے نہوجاوین اور توریت کو آپنے بنی لیوی کے اماموں کو دیا سوا ایک سورت کے

جو اُن لوگونکی طبیعتونکی مذمت پر مشتمل تہی اور یہہ کہ وہ لوگ عنقریب توریت کی شریعت

کے خلاف کرینگے اور اسکی بعد اونپر عذاب آویگا اور یہہ سورت اسوجہ سے ندی تہی کہ

اونپر شاہد ہو اور توریت کا یاد کرنا اونپر نہ فرض تہا نہ سنت بلکہ ایک آدمی اسکی ایک

فصل یاد کرتا تہا اور دوسرا دوسری جب بخت نصر نی ہارونی اماموں سے اُن

لوگونکو مارڈالا جو اکثر توریت کی حافظ تھے اور اونکی عبادتخانے ڈہونکے تو عزیر نے

اپنی یادداشت کو اکٹھا کیا جس سے یہہ توریت بنی جو یہودیون کے پاس ہے اور اوس نے

غیب کیطرح توریت انہین لکہوائی اور یہین جہت اوسکی تعظیم مین اُن لوگون نے مبالغہ

لیا یہانتک کہ حد سے زیادہ بڑہ گئی غرضکہ یہہ توریت جو یہودیون کے پاس موجود ہے وہ عزیز

کی لکہائی ہوئی ہے اوسمین توریت مین سے بہت ہی ہے اوسکو اُس قوم نے نوبت بنوبت لیا

جسکو اللہ تعالی نے متفرق کردیا تہا پس توریت مین تین باتین لگگئین اول کچھہ کمی بیشی

دوسرے ترجمہ کا اختلاف تیسرے معنی کا اختلاف اور ان مین سے کچھہ مثالین ذکر کیجاتی ہین پہلی
مثال وہ ہی جو پہلے گذری کہ توریت مین ہے کہ جنگل مین گوشت پھاڑا ہوا مت کھاؤ اوسکو
کتّون کو ڈالدو اور جو کچھہ تحریف اونہون نے اسمین کی ہی اوسکا بیان بہی اوپر گذرا دوسری مثال
توریت مین فرمایا ہی کہ مین ایک نبی کو اونکی بہائیونکی بیچ مین سے قائم کرونگا اونہون نے اسکے یہہ معنی
بنالے کہ یہہ بشارت ایک نبی کی بنی اسرائیل مین سے ہی حالانکہ یہہ کئی وجہون سے باطل ہی اول یہہ کہ اگر
خداتعالی کی یہی مراد ہوتی تو فرماتا کہ خود اونکی نفسونمین سے قائم کرونگا دوم یہہ کہ بہائیون سے مراد توریت
مین اونکی قول کے خلاف معلوم ہوتی ہی چنانچہ پانچوین جلد کی پہلے پارہ مین ہے کہ تم عدیس یعنی بیت
المقدس کو سعیر مین اپنے بہائیون بنی العیص کی سرحد وکمین بستے ہو تو خبردار ایسا نکرنا کہ تم اونکی
کسی مین مین طمع کرو تو جب بنی العیص اس روایت کی بموجب بنی اسرائیل کے بہائی ہین تو اسیطرح بنی اسمعیل
بہی ہین تیسرے یہہ کہ بشارت اگر حضرت شمویل یا دوسرے نبی کی لئی بنی اسرائیل مین سے ہو تو یہہ کہنا درست
ہوگا کہ بنی اسرائیل بہائی بنی اسرائیل کے ہین چوتھے یہہ کہ توریت مین فرمایا کہ مین اونکی لئی نبی تیری مثل قائم کرونگا اور
دوسری جگہہ مین فرمایا کہ اپر توریت مثل موسی کی توریت کے نازل کرونگا اور ظاہر ہی کہ بنی اسرائیل مین کوئی
نبی ایسا نہین گذرا جسپر توریت مثل توریت حضرت موسی علیہ السلام کے اتری ہو بجز انحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسی علیہ السلام کے کہ حضرت عیسی خود بنی اسرائیل
مین سے ہین تیسری مثال یہہ ہے کہ توریت مین فرمایا کہ خداتعالے طور سینا سے

اور اسنے اپنی ... سعیر سے چمکایا اور فاران کے پہاڑون مین ظاہر ہوا اور اسکی ساتھ
پاک لوگون کا دیوان ہی اور یہودی جانتے ہین کہ جبل سعیر پہاڑ سراۃ ہی جس مین عیص
علیہ السلام کی اولاد رہتی ہے اور جو حضرت عیسی علیہ السلام پر ایمان لائے اور یہ
پہاڑ حضرت مسیح علیہ السلام کا مقام تہا اور سینا جبل طور ہی مگر فاران کے پہاڑون کو
تحریف کی راہ سے وہ شام کے پہاڑون پر محمول کرتے ہین ورنہ وہ مکہ معظمہ کے
پہاڑ ہین اور فاران مکہ معظمہ کا ایک نام ہے اور آپ توریت مین نص ہے کہ
اسمعیل جب اپنے باپ سے جدا ہوئے تو فاران کے جنگل مین رہے
اور اونکی ماںنے اونکی شادی ایک مصر کی عورت سے کردی تو دیکھو کہ توریت کی نص سے
ثابت ہوا کہ فاران کے پہاڑ اولاد اسمعیل کے رہنے کی جگہہ ہین اور جب توریت نے اشارہ کیا اکی نبوت
کیطرف جو فاران کی پہاڑونپر اترے گی تو اس سے لازم آیا کہ وہ حضرت اسمعیل کی اولاد پر اوترے گی کہ
وہی لوگ وہان کے بسنے والے ہین اور ظاہر ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے سوا اور کسی پر نہین اتری تو یہ مختصر فصلین ہین شیطان کے مکر مین اور اوسکی
دہوکے بازی کرنیکے بیان مین تاکہ مسلمان ان سے اللہ تعالے کی
نعمت کی قدر اپنے اوپر معلوم کرے اور جو کچھہ علم وایمان سے
اوسنے اسکو عطا فرمایا ہے اسکو پہچانے والحمد للہ اولا وآخرا

خاتمہ

الحمد للہ و المنۃ کہ یہ کتاب مفید جامع اتباع سنت و [illegible] ـید مؤلفہ
ہشام بن محمد یحیی شاہجہانپوری بتاریخ ۲۳ ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳ [illegible] اختتام کو پہنچی

قطعہ تاریخ طبع از [illegible] ـم

مرکا بعد از آنکہ [illegible] نکے جب چھپ چکے [illegible] ہر تاریخ دیوانہ قلب
[illegible] غیب سے دی [illegible] نہ الکہدی لذکرکی لمن کان قلب

۱۲ ۸ ۳

[illegible] ب تہذیب الایمان

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۳	[illegible]	بیا	مجھیا	۳۶۸	۲	ثوبان بن محمد	ثوبان سے اور اوسنے محمد
۲۱۸	۱۰	امام جعفر ۱۲	جعفر طیار ۱۲	۳۸۵	۱۳ اخیر شعر	انکرہ	انکروہ
۲۴۲	۱۰	پہرآیا	پہرایا	۵۰۸	۱۱	اعلی	اعل

اور سوا اسکے اور جگہہ اگر غلطی اعراب نقطونکی ناظرین ملاحظہ فرما دیں تو
کرم درست فرمالیں

واسطے سند اثبات کے کہ یہ کتاب مطبع صدیقی کی چھپی ہوئی ہے سطر
عنوان لوح متضمن مادہ تاریخ لکھی گئی

[illegible] رحیم وو [illegible]
قال الی [illegible]
[illegible] شفیہ من کیفیہ
[illegible] اسیر امین خود [illegible]
[illegible] فیان و قال اللہ